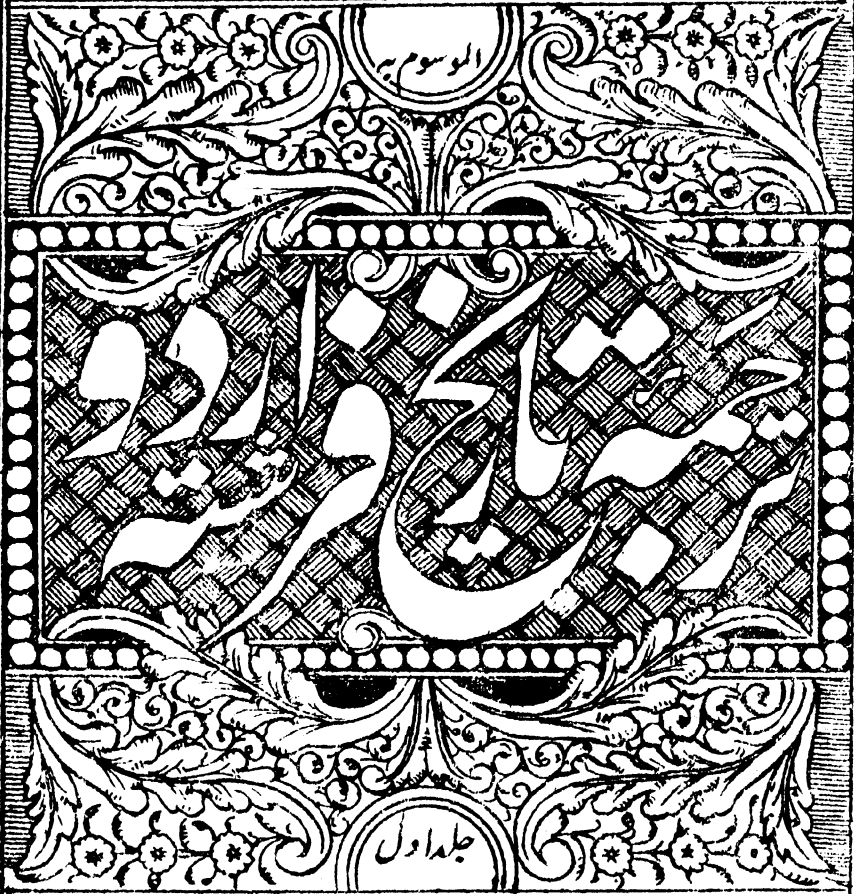
بعون صانع بیچون مکان فضل و خلاق زمین و زمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین دکن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

الموسوم بہ

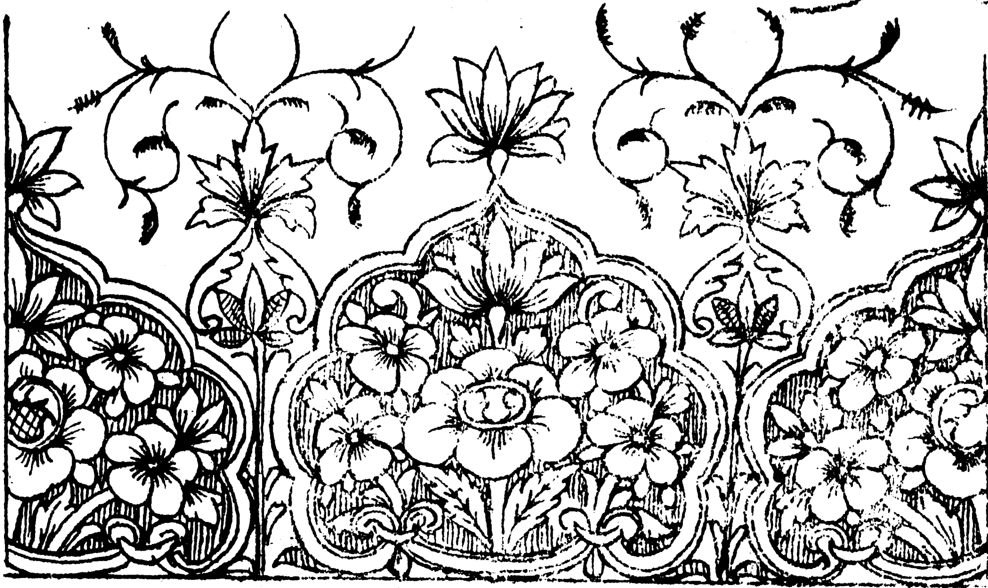


ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو

جلد اول

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس مین جامۂ ترجمہ سے مزین ہو کر

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع سے آراستہ ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرعہ برجستہ بسم اللہ ہی ؛ ثنائی خدا آگاہ ہی ؛ اسمین ہی نام خدا نام خدا ؛ جو محیط کل ہی اور سب سے جدا ؛ جسنے بسم اللہ سے کی ابتدا ؛ ہی یقینی اُسکو حاصل انتہا ؛ اما بعد راے عالم دانشمندان روشنضمیر پر مخفی نرہے کہ تمہید اس مجموعہ کی اوپر ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہی مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت مین مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین ۔ مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہون کے بیانمین ۔ مقالہ تیسرا شاہان دکن کے تذکرہ مین ۔ مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکار مین ۔ مقالہ پانچوان سلاطین مالوہ کے تذکرہ مین ۔ مقالہ چھٹا شاہان خاندیس کے بیانمین ۔ مقالہ ساتوان ذکر شاہان بنگالہ مین ۔ مقالہ آٹھوان ملتان کے شاہون کے تذکرہ مین ۔ مقالہ نوان سندھ کے شاہون کے ذکر مین ۔ مقالہ دسوان کشمیر کے شاہون کی صفت مین ۔ مقالہ گیارھوان ملیبار کے فرمانروایون کی توصیف مین ۔ مقالہ بارھوان مشائخین ہندوستان کے حالات مین مقدمہ معتقدات اہل ہند مین اور ذکر راؤن کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اُس بلاد مین واضح ہو کہ کتاب مہابھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طایفہ کے نہین ہے اور اُسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ مین ہندی عبارت سے فارسی مین ترجمہ کیا اور اُسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہی مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کرنے سخن اور اختصار کلام کے خلاصہ اُسکا اس مقام مین تحریر کرتا ہی تو طالبان آثار اُسکے مطالعہ سے حظ وافی اُٹھا کر آغاز سے انجام تک مستفید ہون مخفی نرہے کہ ممالک ہند مین کیا خانوادہ حکمت اور کیا زمرہ ریاضت اور کیا اصحاب تقاہت نے کیفیت پیدایش عالم مین اختلاف کیا ہی اُنمین سے تیرہ طریق جو کتاب مہابھارت مین مذکور ہین اور دلیل لانے والون کے روبرو اُنمین سے کوئی طریق اس قبیل کا نہین کہ

[margin note:] مبسوط از کتب متعددہ ۱۲ مراد ہندو ۱۲

جس سے خاطر تحقیق طلب کو ایک اطمینان بخشے اور آرزو اُسکی قدرے برآوے نظم سررشتہ کار آفرینش ٭ دیدن نتوان بچشم بینش ٭ این رشتہ قضا نہ آنچنان یافت ٭ کورا سررشتہ تو ان یافت ٭ سررشتہ قدرت خدائی ٭ ہرکس نکند گرہ کشائی ٭ مدار گردش روزگار بوقلمون کا ہنود کے اعتقاد ناقص مین چار دور پر ہی اول ست جگ - دوسرا ترتا جگ - تیسرا دواپر جگ - چوتھا کلجگ - جسوقت کہ دور کلجگ تمام ہوتا ہی پھر سر نو دور ست جگ آتا ہی اور کلجگ پر منتہی ہوتا ہی وعلی ہذا القیاس ہمیشہ احوال اس جہان کا اوپر اسی طرح کے رہا اور رہیگا اور ابتدا اور انتہا سے کوئی نشان پیدا نہین ہی اور ایک کتب معتبرہ سے مطالعہ ہوا کہ ایک شخص نے صاحب سلونی مادون العرش وفوق الفرش یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا فرمایا کہ آدم جب یہ معنی تین مرتبہ تکرار پائے وہ سائل سر بگریبان اور ساکت ہوا اُسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھسے تیس مرتبہ پوچھتا کہ آدم سے پیشتر کون تھا یہی کہتا مین کہ آدم اُس سے بھی کہنگی عالم کی استنباط اور استخراج ہوسکتی ہی اور ہنود کے اقوال بھی محض ترہات یعنی باطل اور لہو آمیز شمار نہین ہوسکتے اور بعضے براہمۂ سلف کے قول سے مستفاد ہوتا ہی کہ عالم منتہی ہوتا ہی اور حشر ونشر کا روز حق ہی اور مدققین یعنی کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے اُنکے ان باتون کی تاویل کرتے ہین بہرحال مدت ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال مشہور ہی اور اس دور مین وضاع جہانیان کی صلاح وسداد یعنی نیکی وراستی اور درستی کردار اور گفتار کی ہی اور وضیع وشریف اور فقیر وغنی پیراہ ہائے راستی ودرستی اور مرضیات الٰہی سے تجاوز اور تفاوت نہین کرتے ہین اور اس عہد مین انسان کی عمر طبیعی لاکھ برس کی مشہور ہی سبحان اللہ وبحمدہ یہ کیا بات ہی اور کیا عمر رباعی زین شش درہ کہن بجز نام کہ یافت ٭ ماہیت این جنبش وآرام کہ یافت ٭ اندیشہ درین طلسم سربستہ خطاست ٭ آغاز جہان کہ دید انجام کہ یافت ٭ اور امتداد یعنی درازی ایام ترتا جگ کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف ہی اور اس زمانہ مین تین حصہ اوضاع مردم کی رضائے الٰہی کے موافق ہی اور عمر طبیعی انسان کی دس ہزار سال معروف ہی اور تیسرا دور کہ عبارت دواپر جگ سے ہی آٹھ لاکھ اور چوسٹھ ہزار سال ممتد اول یعنی ازیکدیگر نوبت بنوبت گرفتہ شدہ ودست بدست گردانیدہ شدہ ہی اور ان اوقات مین طرز وروش عالم کے رہنے والون کی درست گفتاری اور راست کرداری ہو اور عمر طبیعی انسان کی ہزار سال مشہور ہی اور عمر بابا آدم اور نوح اور مثل ان بزرگوارون کی ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہین اہل ہند قبول کرتے ہین اور کہتے ہین جو یہ لوگ اواخر دور دواپر جگ مین پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے اسی قدر انکی عمر واقع ہوئی اور مدت دور چہارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بتیس ہزار سال مستعمل ہی اور اس دور مین تین حصہ اطوار ساکنان عالم کی ناراستی اور نادرستی پر ہین اور عمر طبیعی اس عہد مین سو برس اور ضابطہ ایام ہر دور کا وہ ہی کہ مقدار کلجگ کی جسوقت ایزاد ہووے دواپر جگ کی مدت ہی اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضافہ ہو مدت ترتا جگ ہوا اور جب مقدار ترتا جگ زیادہ ہووے ست جگ کی مدت ہی اور اب اہل ہند کے احساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک [illegible] پندرہ کی ہوچکی ہی

دور کلجگ سے چار ہزار اور چھ سو اور چوراسی برس آخر ہوئے ہین زہے کہنگی عالم دخمے طرفگی آدم رباعی
سررشتۂ عالم کہن پیدا نیست ٭ زین کہنہ صحیفہ یک سخن پیدا نیست ٭ ہرچند بگرد این جہان میگردم ٭
زین چنبر گردون سروبن پیدا نیست ٭ اور اہل ہند کا اتفاق ہی کہ حضرت باری نے پہلے پانچ عنصر پیدا کیے چار
مشہور یعنی خاک - باد - آب - آتش اور پانچوان اکاش اور اُسکے بعد ایک شخص تجرد نہاد و آتش نژاد کہ مسمّی
بہ برہما ہی باختلاف روایات پردۂ نیستی سے جلوۂ ہستی مین لایا اُسکو وسیلہ ابداع آفرینش یعنی پیدا کرنا ایک چیز کا کہ
تازہ اور نئی ہو اور سبب ایجاد عالم کیا اور مراد عنصر سے آکاس عوام ہند کہتے ہین آسمان ہی اور خواص اُنکے تکذیب
آسمان کی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حکماے ہند وجود آسمانی کے قائل نہین ہین اور جو کچھ دکھائی دیتا ہی ہوا ہی
اور یہ کواکب جو نظر آتے ہین ذات قدسیہ بزرگان سلف کی ہی کہ ریاضات نفس الامریہ و عبادات قدسیہ کے
وسیلہ سے نورانی ہیکل اور روحانی پیکر ہو کر کے تخلق ساتھ اخلاق الٰہی اور تشبہ ساتھ اوصاف نامتناہی کے
پیدا کرکے اوپر مدارج ارتفاع کے سیر کرتے ہین اور ساتھ ارادت نفسیہ کے بیچ عالم علوی کے پرواز فرماتے ہین
اور بعض کہ مرتبہ کمال کو پہونچے ہین ستارے بزرگ ہو کر کے عالم سفلی کی طرف ہرگز رجوع نہین کرتے ہین اور بعض کہ
دون مرتبہ کمال ہین بقدر حال اوپر آسمان بلندی اور سرداری کے صعود کرکے پھر عالم سفلی کی طرف ہبوط کرتے ہین
پس عنصر آکاسی جیسا کہ اُنکی کتب مبسوط مین مذکور ہی اور معنی رکھتے ہین اُسے مطالعہ فرما کر دریافت کرین کہ بیان
اُسکا اس مقام مین موجب تطویل سمجھکر قلم انداز ہوا رباعی برمہر سر نوک خامہ حرفے دگر است ٭ وان ذرہ یقین
بہ بحر تفکر فے دگر است ٭ از حرف نگار این گرہ نہ کشاید ٭ دانندۂ راز این شگرفے دگر است ٭ اور خالق کے
اذن سے برہمانے انسان کو مکمن خفا سے بیچ منصۂ ظہور کے جلوہ گر کرکے چار گروہ کیئے برہمن - چھتری - بیس - سودر
ایشر نے طائفہ اولی کو مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود کے لیئے معین کرکے عالم معنوی کی
پیشوائی سپرد فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر نصب کرکے مقتدائی عالم ظاہری کی
عنایت فرما کر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقۂ ثالث کو واسطے کاشتکاری اور حصول مکاسب اور تمام
پیشون کے تعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر فرمایا اور بمقتضاے تائیدات یزدانی اور
الہامات ربانی برہما مذکور نے ایسی کتاب کہ متضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو ظہور مین لایا اور اُسکو بید
کہتے ہین اور القاے الٰہی سے عقل تجرد شعار نے اُسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانۂ وحدت مین پھیر لاوے
اور انتظام اجناس خلائق اور صنوف طوائف دیوے اختراع کیا اور ضوابط چند اور مسائل متعدد اندراج
کرکے ساتھ کتاب الٰہی کے مشہور کیا عوام الناس کے واسطے مہار دربینی ہو کر ایک قائد آگے اور سائق پیچھے سے
ہو اور مقارتم اور لا پر چلنے والے راہ راست کے رہین اور بید کی کتاب مین لاکھ اشلوک ہین اور اشلوک چار چرن
سے عبارت ہی اور چار چرن کمتر ایک اچھر اور زیادہ چھتیس اچھر سے نہین ہوتا ہی اور اچھر سنسکرت زبان مین ایک
حرف کو کہتے ہین یا دو حرف ثانی ساکن کو اور دانایان ہند کا اتفاق ہی کہ عمر گرامی اس اعجوبۃ الخلائق کی کہ مخترع
کتاب مذکور ہی سو سال غیر عرفی ہی کسواسطے ہر سال اُسکا تین سو اور ساٹھ دن نشان دیتے ہین اور ہر ایک دن
شامل کیا گیا اوپر چار ہزار سال دور مذکور کے ہی اور ہر ایک شب بدستور اور ہر ایکدن متضمن برابر جگ مسطور کے ہی

اور براہمہ دانشور متفق ہین اس زمانہ تک کہ قلم مشکین رقم بیچ تحریر اس بیاض کے ہی بہت سے برہما عالم ظہور مین
آئے ہین اور پردۂ نیستی مین خرامان ہوے ہین اور ثقات براہمہ سے سُنا گیا کہ یہ برہما جو ہنزار یکم ہی کہ اُسکی
عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہی نظم ای دو جہان ذرۂ از راہ تو ❊
ہیچ تراز ہیچ بدرگاہ تو ❊ فکرت مارا بدرت راہ نیست ❊ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست ❊ بہ کہ ز بیچارگی
جان خویش ❊ معترف آئیم بہ نقصان خویش ❊ بر درت ای مایہ دہ زندگی ❊ پیشۂ ما نیست بجز بندگی ❊ ناقلان آن
حکایت اور ناقلان روایت یون بیان کرتے ہین کہ نصف آخر دوا پریگ شہر ہاے ہندوستان جنت
نشان سے جسکا نام ہستنا پور ہی ایک راجہ کھتری تھا اور وہ تخت داد گستری پر متمکن ہو کر رعیت پروری کرتا
تھا اور نام نامی اُسکا راجہ بھرت تھا اُسکے بعد سات فرزند اُسکے بطناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کر کے
خلوتخانہ ممات کی طرف راہی ہوے اور آٹھوین بار اُسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اُسکا راجہ کور تھا
اور کورکھیت تھانیسر کہ ایک شہر بزرگ ہی اُسی کے اسم پر شہرت رکھتا ہی اور اُسکی اولاد کو کوروان کہتے ہین اور چھٹی
مرتبہ ایک فرزند اُسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اُسکا جتربرج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہوا اس سے دو فرزند
متولد ہوئے ایک دھترا شٹر دوسرا پنڈ اگرچہ دھترا شٹر خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونیکے
ریاست اور راج اُسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈ تھا متعلق ہوا اور بزرگی اُسکی حد نہایت اور غایت سے گذری کہ
فرزند اُسکے اُسیکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلائق اُنھین پنڈوان کہنے لگی اور پنڈ کے پانچ فرزند تھے جدشٹر اور
بھیم سین اور ارجن اور ان تینون کی مان مسماۃ کنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچوین کا سہدیو تھا اُن دونون کی
مان مسماۃ بماوری ہی اور دھترا شٹر کے ایکسو اور ایک فرزند تھے سو فرزند مسماۃ گندھاری کے شکم سے کہ وہ قندھار کے
راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوے اور سب سے بزرگ اُنسے دریودھن تھا اور ایک بیٹا اور دیولوجیہ نام دختر بقال سے پیدا ہوا
اور کوروان مشہور عبارت ان فرزندون سے ہین القصہ جب پنڈ نے قضاے الٰہی سے رخت ہستی عالم باقی کی طرف
کھینچا ظاہر احکومت دھترا شٹر کے تعلق ہوئی اور معنی یعنی باطن مین سلطنت اُسکے فرزندون کے نصیب تھی
بالتخصیص دریودھن کو کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا اور دریودھن کہ دشمن گذاری دین سلطنت مین ضروریات سے اور
دفع کرنا دشمنون کا شریعت احتیاط مین مرضیات سے ہی پنڈون سے متوہم ہو کر اُنکے اخراج کی فکر مین ہوا اور
دھترا شٹر نے بھی اُس جماعت کی مخاصمت سمجھکر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈ کے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کر کے
استقامت کرین شاید کہ بُعد امکنہ سے عداوت مین کچھ تخفیف حاصل ہو اور دریودھن نے معماران چابک دست (یعنی پنڈوان ۱۲)
سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے اسقدر لاک اور روغن قیر لیپین تو اندک شعلۂ آتش سے وہ
مکان تمام و کمال جلکر خاکستر ہو اور پنڈون سے ایک اثر نرہے اور پنڈ نے بھی اصل مطلب کو سمجھکر چھپائے وقت
تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پنڈون نے اپنے ہاتھ سے آگ اُس مکان مین لگائی اور اپنی والدہ کے
ہمراہ دشت کی طرف روانہ ہوے اور بھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اُسکے ہمراہ تھے اور مرد دریودھن
کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اُس مکان مین ساکن ہو کر جویاے وقت اور طالب فرصت تھی اُس رات وہ
عورت مع اپنے فرزندون اُس کورۂ آتش مین جلگئی اور مضمون مَن حَفَرَ بِئراً لِاَخِيهِ فَقَد وَقَعَ فِيهِ واضح ہوا اور دریودھن

سکے مخبرون نے اُس عورت اور اُسکے فرزندون کا جلنا پنڈون اور اُنکی مان کا جلنا تصور کرکے مژدۂ روح افزا کوروان
سکے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم فارغبالی بجالائے اور پنڈے اس سرگذشت کے بعد کہ ترجمہ
مہابھارت کا مشعر اسکا ہی تغیر اسما اور اوضاع کرکے خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کنپلا مین بنیاد اقامت کی ڈالی
اور بلطائف الحیل سے پانچون بھائی مسماۃ دروپدی یعنی راجہ کنپلا کی بیٹی کو بشرکت حبالۂ ازدواج مین لائے اور
ستہتر روز نوبت ہر ایک کی قرار دیکر کمال اتحاد اور یگانگی اس امر مین سمجھے اور بعض ہنود اسواسطے کہ ایسا فعل انکے طریق مین
جائز نہین اس واقعہ کو تاویل کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب حال آنکہ جب آثار رشد اُنکی پیشانی اقبال سے لائح اور
آوازہ بزرگیون کا واضح ہونے لگا دریودھن اور خاندانی اُسکے متنبہ ہوکر بمقام تحقیق مین درآئے اور کہنا ملہ مین
بیدیکر سمجھے کہ پنڈوان آراجیف کا جلنا تھا پھر ساتھ توجہات دوستانہ اور تفقدات خویشانہ اُن سب کو ہستناپور
مین لائے اور بعد تقدیم مراسم مہمانداری کے ولایت موروثی بھائیون پر قسمت کی اندرپت کہ دہلی کہنہ اُسکے قریب ہی
مع نصف ولایت پنڈوان کے تصرف مین آئی اور ہستناپور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ مین
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امراے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈونکی پیشانی مین مشاہدہ کرکے نوکری
اُنکی اختیار کی اور کوروان ظاہراً تابع مطلق اور باطناً بمقام نفاق اور خلاف مین رہے اور اُس عرصہ مین یہ امر
جدہشتر کے خاطر نشین ہوا کہ جگ راجسوئی کرے اور جگ راجسوئی عبارت اُس سے ہی کہ آتش عظیم روشن کرین
اور قسم قسم کی خوشبو اور میوے اور غلہ اور تمام جنسین جمع کرکے انوار جلالیہ ام العناصر مین کہ مراد آگ سے ہی ڈالین
اور انواع تصدقات اور اصناف مبرات ظہور مین پہونچادین اور بسبب اس امر کے تقرب درگاہ ایزدی ڈھونڈھین
اور ایک شرائط جگ راجسوئی سے وہ ہی کہ راے ہفت اقلیم جمع ہوکر اس جشن کے لوازم خدمات بجالاوین پھر
جدہشتر نے اپنے چارون بھائیون کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم مین تعین فرمایا اور تائید الٰہی سے
یہ آرزو چند روز مین حاصل ہوئی اور چارون بھائی کہ کاروان و کار زرما تھے بسبب رہبری افواج تائید الٰہی اور
جنود حمایت نامتناہی سے عالم کی سیر فرماکر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور حبش
اور عرب اور عجم اور ترکستان اور ماوراء النہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینہ ہاے بسیار پاے تخت اندرپت مین
حاضر لائے اور مہمات جگ راجسوئی مین مشغول ہوئے اور جسطرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی دریودھن
وہ دولت اور روائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کرکے مقتضاے بشریت کام سے گیا اور حسد کی آگ کہ
اُسکے کانون سینہ مین مخفی تھی شعلہ زن ہوئی اسواسطے محیلان روزگار اور مدبران امصار سے تدبیر اُسکی ڈھونڈھی
جو کہ اس عہد مین قماربازی نہایت درجہ مروج تھی کعبتین لتوری کو کہ وہ ایک قسم نرد (قسمیہ ۱۲) لعبت قمار سے ہی قلب سانی
اور تجویز کیا کہ دریودھن ساتھ جدہشتر اور دوسرے بھائیون کے قمار کھیلے پھر حسن ملائمت سے پنڈون کو اندرپت
سے کہ پاے تخت انکا تھا ہستناپور مین طلب کرکے مراسم ضیافت مین مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کرکے
کعبتین مذکور درمیان مین لائے اور پنڈے کہ راستی طبع اپنی سے ناراستی حریف و خاینہ اور کعبتین قلبی سے
مطلق اطلاع اور آگاہی نرکھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور دریودھن چاہتا تھا کہ انھین دشت ادبار
مین آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے دلجمعی رکھتا تھا آخر کو یہ شرط کی اور ہاتھ آپسمین مارا کہ اگر تم یہ بازی جیتو

تو جو کچھ کہ مال تمنے ہارا ہی مجھسے پھیر لو اور جو یہ بازی مین جیتون تو تم سب پنڈے بارہ برس آبادی چھوڑکر بلباس فقر
صحرا مین ساتھ وحوش اور طیور کے بسر لیجاؤ اور انقضاے مدت معہودہ کے بعد آبادی مین آنکر اسطرح سے کہ
سال بھر کا زمانہ گذرا تو کہ کوئی شخص تمھین نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس
جنگل مین بدستور سابق ایام گذاری کرو ناگاہ کعبتین طالع کی نحوست سے پنڈون نے شرط آخر جوے کی
ہاری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلا وطن ہوکر بارہ برس تک دشت و صحرا مین پھرے اور تیرھوین برس
ولایت واہین مین کہ پرگنات دکن سے ہی آئے اور ایک برس اقرار کے موافق اسطور سے بسر کیئے دریودھن نے ہر چند
جستجو کی اُنکا نشان نپایا اور پنڈون نے انقضاے ایام موعود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیجکر مملکت اپنی
طلب کی دریودھن نے عدم وفاے شرط مین کلام کیا جو کہ دریودھن صدق سے فروغ نرکھتا تھا دروغ اُسکا اثر پذیر
نہوا اور پنڈون کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان مملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا پنڈے اجماع جنود
اور فراہمی افواج مین آمادہ ہوے اور طرفین کی فوج کورکھیت کے میدان مین کہ تھانیسر کے قریب واقع ہی
دورکلجگ کے اوائل حاضر ہوے آراستگی افواج اور تسویہ صفوف کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اور مبارزان گرامی
ساتھ ایسی آئین کے کہ مقابلے کے مذہب اور مقابلہ کے ملت مین مروج اور مجوز ہی جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ
قائم رہی اور غالب مغلوب سے متمیز نہوا جو کہ انجام کار ارباب تزویر کا ذلت و رسوائی ہی آخر دریودھن و منتسب
اُسکے مقہور اور مغلوب ہوئے اور میدان جانستان اور معرکہ مبارزت مین شربت ہلاک چکھکر ملک عدم کی طرف
راہی ہوئے اور ہنود کا اعتقاد وہ ہی کہ اس معرکہ مین گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون
پنڈون کیجانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح مین عبارت ہی اکیس ہزار اور چھ سو ستر شخص فیل سوار
سے ہی اور سوا فوق اس عدد علاوہ سوار و پینسٹھ ہزار و چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو
اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تر وہ کہ کہتے ہین کہ اس معرکۂ جدال و قتال مین طرفین سے زیادہ بارہ آدمیون
سے زندہ اور سلامت نرہے چار نفر دریودھن کے لشکر سے ایک کرپاچارج برہمن کہ فریقین کا اُستاد اور
صاحب السیف والقلم تھا دوسرا اشوتھامان بیٹا حکیم درون کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے
کرت برمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھا سنجے کہ با فوردانش بہلیان و مقرب شٹر تھا اور
آٹھ نفر پنڈون کی طرف سے پانچ بھائی جدشٹر وغیرہم باقی رہے چھٹا ساتک کہ وہ بھی یادوان
کی قوم سے تھا اور جرات اور شہامت مین شہرۂ آفاق ساتوان جیجتش کہ برادر غیر مادری یعنی سوتیلا بھائی
دریودھن کا تھا آٹھوین کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستغنی ہی لیکن احوال
اُسکے سے مختصر لکھتا ہون اور بعض اُسے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہین اور مشہور ہی کہ منجمون نے اُسکے
طالع کے زائچہ سے بدبختیان مشاہدہ کرکے راجہ کنس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبر دی اور راجہ نے کشن کے قتل کا
حکم نافذ کیا اور کشن مقام نندگانون نام مین کہ شیوۂ شیر فروشی اور گاؤ چرائی کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ
رہا اور آخر الامر بسبب مکر اور فریب اور طلسمات اور شعبدہ سے راجہ کنس کو قتل کرکے نام سلطنت پر اگرسین
اُسکے باپ نے رکھا اور آپ معنی مین حکومت صوری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت نیرنجات بل محض تزویرات سے

دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اُسکے دعوی باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تینتیس برس کا زمانہ خانۂ نند کے نکلنے کے بعد شہر متھرا مین ساتھ اُدہ باشی کے گذرانا اور چیزہاے لطیف اور افسانہاے بدیع اُس سے مشہور اور معروف ہین عاقبت الامر راجہ جراسنگ ولایت بہار اور پٹنہ سے مع لشکر بیشمار اُسکے دفع کی عزیمت کرکے شہر متھرا کی طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ ملیچھان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ آئین دین ہنود پر نہ تھے اسکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا راوی کہتا ہے کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہرحال کشن تاب مقاومت ان دونون راجہ کی نہ لایا اور دوارکا کیطرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہے اور احمدآباد گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا ہے بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اس حدود مین مقیم ہو کر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ مفید نہوتی تھی یہانتک کہ ایک سو اور پچیس برس کے سن مین دریودھن اپنی مان کی نفرین کے سبب سے بدترین طریق اور گوناگون صعوبات سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور بعضون کا اعتقاد وہ ہے کہ وہ غیبت یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کرکے زندۂ جاوید ہے اور چونکہ گندھاری کی نفرین کو ایک امر غریب مذکور کیا ہے لہذا خامہ دو زبان اُسکی شرح مین مشغول ہوتا ہے بیان کرتے ہین کہ جب وضع حمل اُسکا نزدیک ہوا اُسکے دل مین گذرا کہ میرا شوہر دھرتراشٹر نابینائی کی جہت سے دیدار فرزند سے بے بہرہ ہے بہتر ہے کہ مین بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا ما فیہا مین بند کرون اور اپنے شوہر کی ہمدرد اور شریک ہون بس جس روز کہ دریودھن پردۂ عدم سے وجود مین آیا مسماۃ گندھاری نے چشم جہان بین عمدًا بند کی اور اسی طور سے سالہاسال آنکھین بند رکھین یہانتک کہ اُسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پنڈون کے ساتھ مخاصمت کی اور طرفین اپنے اپنے فرودگاہ مین ہو نکلکر فوج فوج سپاہ سے حربگاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور بعد بسبب قرب کے مبادل ہوا اور آپسمین قرار پایا کہ کل شور حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ ای قرۃ العین وای نور چشم والدین ہتھیار مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور حملہ بلاؤن سے محروس و مصئون رکھتا ہے کل کہ کارزار شروع ہو گی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہے مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تجھے آسیب پہونچے پس تو برہنہ ہو کر میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالون دریودھن نے اُس سے ملازمت کا طریق پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اس زمانہ مین کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و بینش اور راستی اور درستی مین مثل پنڈون کے نہین ہے اُنکی خدمت مین جاکر استفسار کر دریودھن حسب ایما پنڈون کی خدمت مین حاضر ہوا اور باپنے آنیکا سبب اظہار کیا وہ لوازم مہمانداری بجالائے باوصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ ہمارا نہایت دشمن ہے سر رشتہ صلاح اور راستی کا ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لائے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود مین آتا ہے اور آنکھ والدین کی بھی اُسی حالت مین اُس پر پڑتی ہے اور چونکہ یہ پہلی دفعہ ہے کہ تیری مان تجھے دیکھا چاہتی ہے بتحقیق آج ہی تیرا روز تولد ہے بہتر وہ ہے کہ تو برہنہ اپنی مان کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اُسکا تیرے سراپا پر پڑیگا اور تجھے بلیات سے محفوظ کریگا دریودھن پنڈون سے رخصت ہو کر دولتسرا کیطرف عازم ہوا اثناء راہ مین کشن باس سے دوچار ہوا اور بسبب تنہا فوج دشمن مین آنیکا پوچھا دریودھن نے شرح ماجرا بیان کیا کشن اپنے دل مین سوچکر بولا واحسرتا اگر وہ پنڈون کے کہنے پر عمل کرے بیشک وہ روئین تن ہوا اور کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نکریگا اور ہماری ہلاکی کا باعث ہوگا مکاری اور پرکاری سے قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا ای نادان جو شخص کہ دشمنون سے طریق صواب ڈھونڈھنے ظلم کی راہ ناپے بلکہ چاہ خطا مین سرنگون

کرے یقین جان کہ پنڈون نے تجھسے استہزا کی ہی بغور سُن کہ جسوقت تو متولد ہوا تھا تیرا عضو تناسل نہایت خردی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ ہوتا تھا اب کہ مصداق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی مان کو کیونکر منھ اپنا دکھلائیگا دریودھن نے اصل مطلب سے غافل ہوکر فریب کھایا اور دست توسل اُسکے دامن قول لا یعنی پر مستحکم کیا پھر اُسنے یہ کہا کہ پنڈون نے جو کچھ کہا ہی خوب اور مرغوب ہی لیکن تو شرم و حیا کا لحاظ کرکے ہار طویل الذیل پھولون کے اپنی گردن مین ڈال تو تیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے دریودھن نے اُسکے کہنے موافق عمل کیا یعنی پھولون کے ہار طویل گلے مین ڈالکر اپنی مان کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی مین حاضر ہون آنکھین کھولکر اپنا نور نظر قرۃ العین پر ڈال اُسنے اس گمان سے کہ یہ پنڈون سے تعلیم لیکر آیا ہی اور اُنھون نے اسے بدفہمایش نہ کی ہوگی بیساختہ اور بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حمائل گل کی نظر آئی نعرہ مارکر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آنکر نالہ عظیم برپا کیا اور کہا ای فرزند یہ پھولون کا ہار پنڈون نے تجویز کیا ہی اُسنے کہا نہین ایشر کی قسم کشن نے تجویز کیا ہی گندھاری نے سو ہاتھ دعاے بد کے واسطے اُٹھاکر سوز دل سے کشن کو نفرین کی اور دست دریغ آپسمین ملکر بولی ای دلبند اس مقام پر جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہی تو حربہ کھاکر قتل ہوگا اور کشن نے بھی اسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات سے جیساکہ سابق مین گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا القصہ جدشٹر دریودھن کے قتل اور نابود کرنے کوروان کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ مین مستقل ہوکر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس قصہ کے چھتیس ۳۶ برس کے بعد بسبب توفیقات یزدانی کے جدشٹر نے بقاے دنیاے بے ثبات پر اطلاع پاکر قبل اس کے کہ وہ مقام ادبار مین آوے دنیاے دنی کو ہیچ پوچ سمجھکر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا یعنی دنیا اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا فرد گفتی کہ کجا رفتند آن تاجوران اینک ✚ زایشان شکم خاک است آبستن جاویدان ✚ حاصل کلام کوروان اور پنڈون نے باتفاق یکدیگر چھہتر برس ملک رانی کی اور دریودھن تیرہ ۱۳ برس باستقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیساکہ مذکور ہوا جدشٹر بھی چھتیس ۳۶ سال تمام عالم کو زیر نگین کرکے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اور پچیس سال تھے سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سوا کسی تواریخ ہفت اقلیم مین مندرج نہین کنہ فروش بازار سخنوری کے ایسا دکھلاتے ہین کہ بعد مرور ایام ارجن کی اولاد سے ایک فرزند ہیچ وجود کے آیا اور وہ سریر سلطنت اور ریاضت صوری و معنوی پر متمکن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے منھ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تنبیہ اوضاع آیندہ کرکے مرضیات الٰہی مین بسر لیجاتا تھا ایک روز اُسکے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ نزاع اسلاف کا میرے کیا سبب تھا اور احوال بزم و رزم اُسکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے داناؤن سے کہ بھشم پابن نام رکھتا تھا اس سے بیان کی استدعا کی بھشم پابن نے کہا کہ میرا اُستاد بیاس نام کہ حکیم و دانا ہی اور اُن واقعات مین حاضر تھا وہ ہو بہو اس سرگذشت سے واقف ہی اُس سے سوال کیجیے اُسنے حکیم مزبور کو بلاکر مراحم شاہانہ و تفقدات خسروانہ سے نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُسنے بھی ضعف پیری اور مشاغل معنوی کا بہانہ کرکے اس واقعات کے بیان مین تامل کیا اور یہ داستان باہستگی تمام کہ شامل وعظ و نصائح پر ہو قید عبارت مین کھینچکر تنگناے کتابت مین لایا اور اُسکا مہابھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے مسموع ہوتی ہی یہ ہی کہ مہا بمعنی بزرگ ہی اور بھارت بمعنی جنگ

جو کہ وہ کتاب مجرِ جنگہاے بزرگ و واقعات سترگ ہی اسواسطے اسکا نام مہابھارت رکھا لیکن یہ صریح خلاف
معلوم ہوتا ہی کسواسطے بھارت اہل ہند کی لغت مین بمعنی جنگ نظر نہین آئے ظاہرا جو اس کتاب مین احوال
اولاد عالی نژاد راجہ بھرت کا ہی یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف ایزاد ہوا واللہ اعلم
بالصواب والامور الحقائق اور اس بیاس کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہین اور کہتے ہین زندۂ جاوید ہی اور بعض
ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ ہر دواپر یگ مین ایک شخص مسمے بیاس اصلاح احوال سائر الناس کے واسطے ظہور مین
آتا ہی اور چند لوگون کا عقیدہ وہ ہی کہ ایک شخص ہی کہ مختلفہ مظاہر مین ظہور کرتا ہی بہر تقدیر بیاس نے بید کی کتاب کو
کچھ برہما کی زبانی سنی ہی مفصل کر کے چار کتابین کین ایک رگ بید دوسرا ججر بید تیسرا سام بید چوتھا اتھربن بید
اور اسی سبب سے اُسے بیاس کہتے ہین اسلیے کہ بیاس کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا ہی وگرنہ اصلی نام اسکا
کہ ولایت میانہ دواب مین پیدا ہوا تھا دوے پاین تھا اور بیاس کی خلقت مین افسانہ بدیع دور از کار نقل کیا ہی
مؤلف نے تطویل سے اندیشہ کر کے تحریر نہ کیا اور بیاس نے اس نادر کتاب کو ساٹھ لاکھ اشلوک پر مبنی کیا اور اس کتاب کے
اختتام کے بعد ایک آب سرشت پر جو تھانیسر کے اطراف مین واقع ہی اُس مقام کو آئین بند کر کے ایک جشن عظیم
ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کر کے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام
اور انعام کے مالا مال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ اشلوک یون قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفۂ دیوتا کو کہ عبارت
نفوس مقدسہ علویہ سے ہی کیا اور پندرہ لاکھ ستر لوک کے رہنے والون کو کہ وہ بھی عالم بالا پر سکون رکھتے ہین اختصاص
بخشا اور چودہ لاکھ جنون اور راکشون و گندھرب کہ اقسام مخلوقات سے ہین اور ساتھ صفت حیات کے موصوف
مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیون کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور انھین پرب یعنی باب مین ترتیب دیکر
ارباب استعداد کا فیض رسان ہوا اور یہ ایک لاکھ اشلوک آدمیون کے درمیان مین موجود ہین اور ساتھ مہابھارت
کے موسوم ہین اور چوبیس لاکھ اشلوک کوروان اور پنڈون کی جنگ مین مذکور ہین اور باقی نصائح اور مواعظ
اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط بزم و رزم گذشتگان مین مسطور ہی اور برہمنون کا اعتقاد وہ ہی کہ ہر
یگ مین ایک پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی اور باوصف اس تمام امتداد زمان کے وہ نسخ ابتک
درمیان مین ہین اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہین کہ طوفان نوح ہمارے مملکت مین واقع اور
برپا نہین ہوا بلکہ طوفان نوح کا در اصل اعتقاد نہین رکھتے اور دوسرا اعتقاد انھین سے بعضون کا وہ ہی کہ برہمن
اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور بہت سے طائفے ہین کہ وہ دواپر یگ سوم کے آخر اور اوائل کلیگ
چہارم مین ظاہر ہوئے ہین جیسا کہ راجپوت اول نہ تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت بلی کھتری کے بعد
کہ قبل زمان تحریر سے سنہ ایک ہزار و چھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور طریق اُن کے
بہم پہونچنے کا یون منقول ہی کہ رایان کھتری اپنی کنیزون کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہی دن کو حکم خدمت مرجوعہ
فرما کر شب کو مطلق العنان کرتے ہین اور ہر ایک ایک معشوق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی ہین اور بیچ کمال عزت
کے پرورش کر کے مثل فرزندان رایان کے پرورش کر کے معزز رکھتے تھے اور وہ جو کہ نجیب سرخانہ زادون کے
ہوتے ہین اپنے تئین اصیل اور نجیب ظاہر کر کے آپ کو راجاؤن کی فرزندی مین منسوب کیا جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ تم کسکے

بیٹے ہو گئے تھے ہم راجپوت ہین یعنی راجہ کے فرزند ہین کسواسطے راج راجہ سے مراد ہی اور پوت پسر سے عبارت ہی اور ایک روایت مین یون بھی ہی کہ راجہ سورج کے فرزندون کو کہ عنقریب اُنکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہین اور اسکے ہنود کا اعتقاد وہ ہی کہ عالم کی ابتداے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اُسکے بعد بھی معری الیہ ہوگا اور عالم قدیم ہی ہرگز فانی نہوگا لیکن ارباب دانش وبینش پر یہ امر مخفی نرہے کہ اگرچہ ابتداے آفرینش کہ آٹھ لاکھ ہزار سال کا احتمال رکھتا ہی شاید اتنے ہزار آدم عرصۂ ظہور مین آنکر پھر پردۂ خفا مین خرامان ہوئے ہون اور جان ابن ابوالجان کہ انکا احوال کلام مجید مین وارد ہوا از انجملہ ہین لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے بعضے کی اصل ہوا سے اور بعضون کی اصل نار سموم سے تھی اور جسوقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپسمین واقع ہوئی تھی جبار شدید الانتقام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن وہ خاک سے ظاہر اہنود نے آدم خاکی نہاد تصور کیا ہی کسواسطے اُنکے عظیم جثہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہین اور امور عجیب وغریب کہ ساتھ رام اور لچھمن وغیرہ کے منسوب کرتے ہین موافق حال بشر کے نہین ہی تمام حرف اور صوت ہی اور عقل کی ترازو مین کچھ وزن نہین رکھتے اور برتقدیر وقوع اگر ہووین بھی تو اُس قوم اجنبہ سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور آدم ابوالبشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہین گذرا اور جو کچھ کہتے ہین کہ لاکھ برس سے کہین زیادہ ہی محض دروغ ہی اور تحقیق وہ ہی کہ مملکت ہند بھی مثل اور ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام سے صفت آبادی کی قبول کی ہی اور شرح اس اجمال کی وہ ہی کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینون فرزند سام اور یافث اور حام کو خالق ارض وسما کے حکم سے اطراف ربع مسکون مین بھیجکر کشت وکار کے واسطے حکم فرمایا **ذکر فرزندان سام بن نوح علیہ السلام** کا سام کہ وصی اور اولاد اکبر حضرت نوح کا تھا حق تعالے نے اسے ننانوے فرزند عطا فرمائے ارشد - ارفخشد - کے - نود - بود - ارم - قبطہ - عاد - قحطان - انھین کے فرزند ہین اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انھین کی نسل سے ہین جیسا کہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہم السلام اپنے نسب کا سلسلہ ساتھ ارفخشد کے پہونچاتے ہین اور ارفخشد کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جد امجد ہی اسکے چھ فرزند پیدا ہوئے سیامک - فارس - عراق - تور - مقان - شام - انمین سے سیامک کیومرث کا جانشین ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انھین کے نام موسوم ہوئی اور بعضون کا یہ بھی عقیدہ ہی کہ پسران نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسکی اولاد سے مراد ہی اور سارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہی کہ ملوک عجم یزدجرد وشہریار تک تمام اسکی صلب سے ہین **ذکر یافث کے فرزندون کا** - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق حد مشرق اور شمال مین متوجہ ہوا اور اس ملک مین اسکے فرزند پیدا ہوئے اوّل ارشد اور اسکی اولاد ترک نام رکھتی تھی تمام ترک زمانے کے مغل اور اُذبک اور چغتائی اور ترکمان ایرانیہ اور رومیہ اسکی نسل سے ہین اور دوسرا بیٹا یافث کا چین نام رکھتا تھا کہ چین کا ملک ساتھ اُسکے موسوم ہی اور یافث کا تیسرا فرزند آردیس ہی کہ اُسکی اولاد نے سرحد مملکت شمال مین ظلمات تک فروکش ہوکر آباد کیا ہی اہل تاجیک اور غور اور سقلاب اسکی نسل سے ہین **تذکرہ حام کے فرزندون کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی بر سبیل اختصار** - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکی آبادی اور معموری مین جہد بلیغ اور سعی موفورہ عمل مین لایا اور اسے بھی آفریدگار

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچوان ہرمز چھٹا بویہ اور ممالک مذکورہ اسکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اُسکے موسوم ہوا اسکی آبادی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند مین فروکش ہوا شہر ٹھٹھہ اور ملتان اپنے فرزندون کے نام بنا کیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے اُنمین ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہین آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھین قسمت کیا اُنکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور ابتک یہ تین قومین دکن مین انھین کی نسل سے موجود ہین اور نہروال کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بھروج اور کنباج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوئے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کا کہ فرزند ارشد تھا حق تعالے نے اُسے بیالیس فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے عرصہ مین اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اُسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے سردار کیا اور نام اسکا کشن تھا

ذکر کشن کی حکومت کا مخفی نہ رہے کہ ملک ہندوستان مین اول جس شخص نے قدم مسند حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہین ہے کہ جو مشہور ہوا اور اہل ہند نے اُسکے حال مین افسانہاے بدیع اور حکایات دور از کار تیار کیے ہین اور اُسکی معبودیت کے قائل ہین یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور جو کہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اُسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اُسکے کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھو مین گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کرکے رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسی کے عہد مین ایک شخص برہمن نام نسل بنگ بن ہند سے کہ عقل و فراست مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور آہنگری برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے اوائل مین جو شہر کہ ملک ہند مین معمور ہوا وہ بلدہ اودھ تھا اور کشن کہ طہمورسپ کا ہمعصر تھا اور چارسو سال حکومت کرکے جہان فانی کو پدرود کیا اور اُسکے عہد مین تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور سینتیس[۳۷] فرزند اُس سے باقی رہے جیسا ولد ارشد اسکا مہاراج جانشین ہوا

ذکر مہاراج ولد کشن کی حکومت کا جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیون کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہیں بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق مین کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے امارت اور حکومت کا امر رجوع کیا اور فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عہدہ تحریر اور نجوم اور طبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو امر انواع حرفہ اور پیشہ کا نافذ ہوا اور مہاراج نے زراعت کی تکثیر مین اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھین وہ بھی آباد ہوئین پھر بلدہ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کرکے اُس شہر مین متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اُس حدود کا خدا کو وقف کیا اور سنیاسی اور جوگی اور برہمن ساتھ فائدہ رسانی اور استفادہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اسکے سات سو برس کا زمانہ کھینچا ہند کی مملکت نے رواج اور رونق پکڑی اور مہاراج ہند مین جمشید اور فریدون کے مرتبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے استحکام اور رفاہ اور آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ اُنمین سے بعض اب بھی معمول ہین وضع کیے اور ہر طائفہ کو کہ

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ ہین ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ محبت اور وداد وسلوک رکھتا تھا لیکن آخر کار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہوکر فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا اور فریدون نے گرشسپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرود نے دیار ہند مین داخل ہوکر بہت سی خرابیان اُس دیار مین پہونچائین اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کئے اور مہاراج کے اخیر عہد مین سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کرکے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیورائے تھا نکالدیا اور اُسنے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ سے ارشد کو مع سپاہ گران اور فیلان کوہ توان شیورائے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمینداران دکن نے بھی اتفاق کرکے بشوکت وعدت تمام صف آراہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ مین مارا گیا اور افواج کمکی اور شیورائے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوا اور ساز وسلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑکر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گیا اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچتاب کرکے ہاتھ افسوس کا دندان تحسر سے کاٹنے لگا اسواسطے اس زمانے مین کوئی زمینداران جزائر دور دست سے مثل راجہ تلنگ اور پیکو اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یارا نتھا یہ جانے زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ مین سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب مین آیا تھا اور مالچند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس مقابلہ کو روانہ ہوا تھا جو کہ صبر کے سوا چارہ نتھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر وجواہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریمان سے صلح کرکے مراجعت کی اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ فریدون کے عہد سے پھر پنجاب شاہان عجم کے تصرف مین رہا اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا واجداد سے مراد ہے پنجاب اور کابل اور زابل اور سند اور نیمروزان کی جاگیر تھی اور مالچند کہ سپہ سالار باشکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار پائی مہاراج کی خدمت مین پہونچنے کے بعد بسبیل استعجال اور صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سنتے ہی بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند اُنکا تعاقب کرکے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر اُسکا نام ونشان باقی نہ رکھا اور جا بجا تھانے مقرر کرکے پلٹا اور اثناء راہ مین گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ کہ موسیقی ہندی ہے تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور جو کہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ مین رہتا تھا اس مقام مین کلاونت موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہان بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُنسے یادگار رہے اور کیشوراج کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت اعظم پر قدم رکھا **تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا** ۔ کیشوراج نے ابتدائے سلطنت مین ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدہ کالپی کے راستہ سے گونڈھواڑہ مین داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حدود تک سیر اور سیاحت فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم ونسق کے بارہ مین مساعی موفورہ بجالائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمینداروں نے اتفاق کرکے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت اور مکنت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ ہوا کہ کیشوراج کے

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچوان ہرمز چھٹا بوبہ اور ممالک مذکورہ انکے نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کہ ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھ اُسکے موسوم ہوا اسکی آبادی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند مین فروکش ہوا شہر ٹھٹھہ اور ملتان اپنے فرزندون کے نام بنا کیا اور ہند کے چار فرزند پیدا ہوئے اُنہین ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہین آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھین قسمت کیا اُنکا نام مرہٹ اور کنہر اور تلنگ تھا اور ابتک یہ تینون قومین دکن مین انھین کی نسل سے موجود ہین اور نہروال کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بہروج اور کنباج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی لڑکے پیدا ہوئے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کا کہ فرزند ارشد تھا حق تعالے نے اُسے بیالیس فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے عرصہ مین اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اُسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے واسطے سردار کیا اور نام اسکا کشن تھا **ذکر کشن کی حکومت کا** مخفی نہ رہے کہ ملک ہندوستان مین اول جس شخص نے قدم مسند حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہین ہی کہ جو مشہور ہوا اور اہل ہند نے اُسکے حال مین افسانہاے بدیع اور حکایات دور از کار تیار کیے ہین اور اُسکی معبودیت کے قائل ہین یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور جو کہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اُسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اُسکے کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کھو مین گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کرکے رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسی کے عہد مین ایک شخص برہمن نام نسل بنگ بن ہند سے کہ عقل و فراست مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل درودگری اور آہنگری برہمن کی دانش سے پیدا ہوئے اور بعضون کا یہ بھی قول ہی کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے آوائل مین جو شہر کہ ملک ہند مین معمور ہوا وہ بلدۂ اودھ تھا اور کشن کہ طہورسپ کا ہمعصر تھا اور چارسو سال حکومت کرکے جہان فانی کو پدرود کیا اور اُسکے عہد مین تخمیناً دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور سینتیس فرزند اس سے باقی رہے جیسا ولد ارشد اسکا مہاراج جانشین ہوا **ذکر مہاراج ولد کشن کی حکومت کا** جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیون کے اتفاق سے تخت حکومت پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہین بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی اور سلطنت کے نظم و نسق مین کوشش کی اور جو لوگ کہ پورب کی اولاد سے تھے امارت اور حکومت کا امر رجوع کیا اور فرقہ کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور عمدۂ تحریر اور نجوم اور طبابت پر مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو کشت و زراعت پر نصب کیا اور ایک قوم کو امر انواع حرفہ اور پیشہ کا نافذ ہوا اور مہاراج نے زراعت کی تکثیر مین اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور دست تھین وہ بھی آباد ہوئین پھر بلدۂ بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کرکے اُس شہر مین متوطن فرمایا اور معابد اور مدارس شہر بہت تیار کروائے اور حاصل اُس حدود کا انکا وقف کیا اور سنیاسی اور جوگی اور برہمن ساتھ فارغ البالی اور استفادہ کسب علمی کے مشغول ہوئے اور ایام سلطنت نے اسکے سات سو برس کا زمانہ کھینچا ہند کی مملکت نے رواج اور رونق پکڑی اور مہاراج ہند مین جمشید اور فریدون کے مرتبہ پر فائز ہوا اور امور سلطنت کے استحکام اور رفاہ اور آسودگی سپاہ اور رعیت کے واسطے ضوابط اور قواعد نیک کہ اُنمین سے بعض اب بھی معمول ہین وضع کیے اور ہر طائفہ کو کہ

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ ہین ساتھ بزرگ نام اُس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقۂ محبت اور رود اد سلوک رکھتا تھا لیکن آخرکار اُسکا بھتیجا رنجیدہ ہوکر فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا اور فریدون نے گرشسپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اُسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرود نے دیار ہند مین داخل ہوکر بہت سی خرابیان اُس دیار مین پہونچائین اور تاخت اور تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد مین سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمیندارون نے یورش کرکے دکن کے حاکم کو جسکا نام شیورائے تھا نکالدیا اور اُسنے مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ مسمےٰ ارشد کو مع سپاہ گران اور فیلان کوہ توان شیورائے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمیندار دکن کے بھی اتفاق کرکے بشوکت وعدت تمام صف آرا ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ مین مارا گیا اور افواج کمکی اور شیورائے اپنے سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوا اور ساز وسلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑکر خستہ اور مجروح وادی کی طرف بھاگ گیا اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچ وتاب کرکے ہاتھ افسوس کا دندان تحسر سے کاٹنے لگا اسواسطے اس زمانے مین کوئی زمینداران جزائر (جمع جزیرہ ۱۲) دور ودست سے مثل راجہ تلنگ اور پیگو اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی اور نافرمانی کا یارا نتھا چہ جائے زمینداران دکن اور اُسکے سوا اس عرصہ مین سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے واسطے پنجاب مین آیا تھا اور مال چند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس مقابلہ کو روانہ ہوا تھا جو کہ صبر کے سوا چارہ نتھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر وجواہر اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دینے پر سام نریمان سے صلح کرکے مراجعت کی اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ فریدون کے عہد سے پھر پنجاب شاہان عجم کے تصرف مین رہا اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا واجداد سے مراد ہی پنجاب اور کابل اور زابل اور سندھ اور نیمروزان کی جاگیر تھی اور مالچند کہ سپہ سالار باشکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر اشتہار پائی مہاراج کی خدمت مین پہونچنے کے بعد بسبیل استعجال اور صلابت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کشی کی خبر سنتے ہی بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند اُنکا تعاقب کرکے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر اُسکا نام ونشان باقی نہ رکھا اور جابجا تھانے مقرر کرکے پلٹا اور اثنا راہ مین گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ کہ موسیقی ہندی ہی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور چونکہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ مین رہتا تھا اس مقام مین کلاونت موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہان بخوبی رواج پایا اور مہاراج سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند اُنسے یادگار رہے اور کیشوراج کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت اعظم پر قدم رکھا **تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی حکومت کا** - کیشوراج نے ابتداے سلطنت مین ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدۂ کالپی کے راستہ سے گونڈوارہ مین داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حدود تک سیر اور نہضت فرمائی اور سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم ونسق کے بارہ مین مساعی موفورہ بجالائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے زمیندارون نے اتفاق کرکے مخالفت کا نشان بلند کیا اور روز بروز قوت اور مکنت انکی زیادہ ہوئی اور یہ حوصلہ ہوا کہ کیشوراج کے

مقابلہ کو آئے کیشوراج نے ازراہ دوراندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور صلح کا پیغام درمیان مین لاکر معاودت فرمائی اور عریضہ مع پیشکش فراوان منوچہر کی خدمت مین ارسال کر کے کمک طلب کی منوچہر نے حسب استدعا سام نریمان کو فوج جرار سے روانہ کیا کیشوراج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور سام نریمان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہوئے اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف مین آیا اُسکے بعد کیشوراج سام نریمان کے شرایط خدمت بجالانے کے بعد پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور تحف و ہدایا منوچہر کے واسطے ارسال کر کے خود بلدہ اودھ مین آیا اور چتر عدالت کا سایہ سکنۂ ہند کے سر پر ڈالکر خلایق کو مرفہ الحال اور فارغ البال فرمایا اور دوسو اور بیس برس کے بعد اسکی سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اُسکا فیروز راے جانشین ہوا **ذکر فیروز راے ولد کیشوراج کی حکومت کا** ۔ جو کہ فیروز راے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تمام اور بہرہ وافی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کر کے سواری اور لشکر کشی یکقلم برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کر کے زر کثیر فقرا اور مستحقین کو پہونچاتا تھا اور دو مرتبہ بلدۂ بہار مین جاکر خیرات بیشمار کی بلدۂ منیر اسیکے عہد مین احداث ہوا اور وہ امر ناشائستہ کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریمان کے فوت سے ایک ضعف منوچہر کی سلطنت مین ظاہر ہوا اور افراسیاب کہ فرصت کا موقع دیکھتا تھا اُسپر فوج کھینچکر غالب ہوا فیروز راے نے منوچہر اور سام نریمان کے حقوق طاق نسیان پر چھوڑ کر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریمان کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کر کے جالندھر کو اپنا دار الملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیے اور آپ کو اُسکے خیرخواہان کے زمرہ مین شمار کیا کیقباد کے عہد تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف مین تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروز راے تاب صدمۂ رستمی نہ لایا ہزیمت کی باگ ترہت کے پہاڑون کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کر کے ترہت کی سمت روانہ ہوا فیروز راے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر جھارکھنڈ اور گونڈھ وارہ کے پہاڑون پر دم لیا اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال مین دیکھکر اُسی عرصہ مین اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام پانسو اور سینتیس برس تھے **شرح تفویض کرنا رستم کا دارالے ہند سورج کو** منقول ہے کہ جب فیروز راے کے فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوقی اور بیوفائی اُسکے کہ راے مذکور سے وقوع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر متمکن نہون پھر ہند کے ایک سردارون مین سے کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ مین وہ اُسکی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج استقلال تمام حاصل کر کے پادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریاے بنگالہ کے مساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور عمال اُسنے بٹھلائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ مین تاکید اکید اور قدغن بلیغ پہونچائی اور اسکے عہد مین ایک برہمن جھارکھنڈہ کی طرف سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا جو کہ برہمن مذکور علوم عربیہ اور سحر مین واقف اور دانا تھا سورج کے مزاج مین تصرف تمام پہونچا کر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا **بیان شیوہ بت پرستی کے رواج کا** ۔ کہتے ہین کہ ہند نے جیسا کہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق بیچون کی طاعت اور عبادت مین

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند بطناً بعد بطن اُسکی پیروی کرتے تھے یہان تک کہ مہاراج کے عہد مین ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا رہنمون ہوا اور اس پرستش کے مروج ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوئے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ تر شائع ہوئی اسواسطے اس برہمن نے سورج سے یہ فہمایش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کرکے پرستش کرے راہ صواب مین قدم رکھے اسوجہ سے خُرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگون کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کرکے اُسکی پرستش مین قیام کیا اور سورج نے بلدۂ قنوج احداث کیا اور آب گنگ کے ساحل پر بت پرستی مین مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کرکے بت پرستی کرنے لگی جیسا کہ نوے[۹۰] گروہ ہر ایک ساتھ ایک طریق کے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلدۂ قنوج کو پایۂ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہان سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد مین قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہونچی تھی اور سورج دو سو اور پچاس برس تک حکومت کرکے قضاے الٰہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہر سال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کے بھی حقوق کی رعایت کرکے اپنی خواہرزادی اُسکے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیئے ارسال کرتا تھا اور سورج پینتیس[۳۵] فرزند چھوڑکر فوت ہوا تھا اُسکا بڑا بیٹا مسمے بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ **تذکرہ بہراج ولد سورج کے راج کا۔** جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا بلدۂ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی مین برسون مشغول رہا اور بلدۂ بنارس کی آبادی مین کہ اُسکے باپ نے انتہاے عمر مین اُسکی بنا شروع کی تھی اور وہ ناتمام پڑی تھی جہد بلیغ اور کوشش موفورہ بہم پہونچائی اور اپنے بھائیون کو عزیز اور مکرم جانکر جاگیرین اُنکی شان کے لائق دیکر راضی اور خوش کیا اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ بہراج نے اپنے بھائیون کو جو سورج کی صلب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرقون کے بھی نام رکھے لیکن مہاراج کے ضوابط یعنی آئین ہاے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے مختل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم و نسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور فساد برپا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے راستون سے آنکر اُسپر خروج کیا اور جنگ عظیم اور حرب و ضرب کے بعد غالب ہوا ہند کے سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا مدت بہراج کے حکومت کی چھتیس برس تھی۔ **ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا۔** کہتے ہین جب اُسنے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش مین لیا اور جو کہ جہانداری کے علم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کیخسرو کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش سے نہ اُتارا اور تحف و تحائف اُسکے حضور بھیجتا رہا اور کالنجر کا قلعہ اُسنے بناکرکے انجام کو پہونچایا اور اُسکے اخیر عہد مین شنکل نام ایک زبردست نے کوچ نواح سے خروج کیا اول ملک بنگ اور بہار پر متصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوہ غفیر بہم پہونچاکر کیدار سے مکرر سخت لڑائیان کرکے غالب اور فائق ہوا اس سبب سے کیدار کی مدت حکومت اُنیس[۱۹] برس تھی۔ **ذکر شنکل کی حکومت کا۔** اُسکے بعد شنکل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسنے شوکت و حشمت کے لوازم مین نہایت کوشش کی اور شہر لکھنو کہ معروف و مشہور ساتھ گورکے ہی اُسنے احداث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک بنگ کا دارالملک تھا لیکن امیر تیمور کی اولاد صاحبقران کے عہد مین ویران ہوا اور اُسکے بدلے بلدہ ٹانڈہ نشیمن گاہ حکام ہوا اور شنکل چار ہزار فیل کوہ تمثیل اور لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہونچائے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین افعال ہی اُسکے سر بمغز مین جاگزین ہوا

اور اسی عرصہ مین جب افراسیاب نے ایلچی باج اور خراج کے طلب مین بھیجا اُسنے اہانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکالدیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران ویسہ کو کہ اسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنکل نے بھی علم جسارت بلند کرکے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطمینان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑون مین جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہین جاکر سنمکھ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنور جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکون نے داد جوانمردی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مرد مقابل شنکل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انبوہ سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور انکی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر اثر ضعف ترکون کے چہرۂ حال سے ظاہر اور ہویدا ہوا ناچار تیسرے دن جنگ سے پہلو تہی کی اسواسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیم غلبہ کمال رکھتا تھا پاے ثبات جگہ سے ہلگیا اور بھاگ کر اس نواح کے پہاڑون مین دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہونچائی اور پیران ویسہ نے جوانان جنگجو کے اتفاق سے عریضہ مفصل حقیقت حال تحریر کرکے افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب مین مشغول رہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے ہجوم کرکے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیر سندان گداز سے انھین زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہانتک پہونچیگا - **تذکرہ افراسیاب کے ہند مین آنے کا اور رہا کرنا پیران ویسہ کو دشمنون کے ترغہ سے** منقول ہے کہ افراسیاب اُن روزون مین کہ پیران ویسہ ہنود کے ترغہ مین مبتلا تھا شہر گنگ دژ مین کہ خطا اور ختن کے مابین مین واقع ہے اور شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُسطرف ہے وارد تھا جب اُسنے پیران ویسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جرار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اُسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز مین قطع مسافت بعید کرکے اُس نواح مین پہونچا کہ شنکل نے اُسطرف کے راؤن کو فراہم کرکے حشر برپا کیا تھا اور سب طرف سے پیران ویسہ پر نقطۂ پرکار کی طرح محاصرہ کرکے بتنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اُسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا اور انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی نبات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور بارہا اسی مین تمام اسباب و سامان اور مال و متاع چھوڑکر راہ فرار نابی اور پیران ویسہ ضیق محاصرہ سے نجات پاکر افراسیاب کے شرف خدمت مین مشرف ہوا اور افراسیاب شنکل کے تعاقب مین روانہ ہوا جو شخص اسکے روبرو آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنکل اسکے پنجۂ قہر سے نجات پاکر بنگ کی ولایت مین پہونچا اور شہر لکھنؤ مین داخل ہوا اور ترکون کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تر مجال توقف نہ پائی وہان سے بھی ترہت کے پہاڑون پر بھاگا اور ترکون نے لوٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑ کر بالکل بھنگ لی یعنی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنکل کا سراغ بہم پہونچاکر اُسطرف جانے کا ارادہ کیا شنکل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت مین روانہ کرکے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے پابوسی کے واسطے حاضر ہون افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنکل بے تیغ اور کفن پہنکر اسکی خدمت مین دوڑکر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب توران کی ولایت مین لیچلیئے افراسیاب کو اُسکی حسن عقیدت پسند آئی اور مسند راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنکل کو اُسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت مین حاضر رہتا تھا یہانتک ہاماوران کی جنگ مین رستم کے ہاتھ سے قتل ہوا

افراسیاب

شنکل کے حکومت کی تعداد چونسٹھ برس تھی **بیان راج دینا افراسیاب کا برہت ابن شنکل** کو برہت راجہ عابد اور سیر چشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے ممالک محروسہ کا جو گڈھی سے مالوہ کی سرحد تک تھا اُسمین سے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنکل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور دواب مین صرف کرتا تھا اسواسطے اُسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور مالگذار تھا اس کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور راجہ برہت نے بھی قلعہ رہتاس بنا کیا اور بتخانہ عظیم تیار کرکے وہان طاعت مین مشغول رہتا تھا اس سے پھر لاور برہت بھی اکاسٹھ برس حکومت کرکے فوت ہوا جو کہ لاولدی سے فرزند رشید نہ رکھتا تھا اسواسطے قنوج کے نواح مین کہ دارالراج تھا ہرج ومرج ظاہر ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھواہہ نے زمین مارواڑ سے خروج کیا اور بلدۂ قنوج پر متصرف ہوکر بادشاہ ہوا۔ **تذکرہ مہراج کچھواہہ کے راج کا۔** مہراج کچھواہہ نے جب مدت کے بعد مکنت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت نہروالہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کو وہان کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر انمین اہیر یعنی گاے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور دریاے شور کے کنارے عوام کے آمد و شد کے واسطے بنادر بنا احداث کیے اور کشتیان تیار کروائین اور اُنھین دریا مین ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کرکے رخت ہستی باندھا یعنی مرگیا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہرسال پیشکش بھیجتا تھا **بیان کیدر راج کی حکومت کا۔** کیدر راج خواہرزادہ یعنی بھانجا مہراج کا ہی حسب الوصیت جانشین ہوا جو کہ اس عرصہ مین رستم دستان قتل ہوا تھا اور چند مدت پنجاب مین حاکم صاحب قدرت نہ تھا اسطرف لشکر کش ہوکر بسہولت وآسانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چندے شہر بہیرہ کہ وہ شہرہاے قدیم سے ہی اقامت کی اور قلعہ جمبو تیار کیا اور اپنے عزیزون مین سے ایک کو کہ وہ قوم کھکران سے تھا اور اسکا نام درگ تھا وہان کا حاکم کیا اور اُسوقت سے آج تک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ مین ہے اور ایک مدت کے بعد قوم کھکران اور چوبیہ کہ پنجاب کے معتبر زمینداروں سے تھی مردمان صحرانشین اور پہاڑیون سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کرکے کیدر راج پر فوج کش ہوئے اور اُسنے عاجز ہوکر وہ ملک انھین کے قبضہ مین واگذاشت کیا اور اسوقت سے یہ قوم پراگندہ ہوئی اور ہر ایک پہاڑ پر جو سردار تھا اُسے زیر کرکے اس مقام پر آپ متصرف ہوئی ظاہرا یہ وہی قوم افغان ہی کہ اب جو موجود ہین اور کیدر راج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی۔ **تذکرہ جیچند کے راج کا۔** یہ جے چند کیدر راج کا سپہ سالار تھا قدرت پاکر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد مین قحط عظیم پڑا جو کہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا بندگان خدا کی کہ ودائع بدائع خالق ہین پروا نہ کرکے بلدۂ بیانہ مین عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہوئے اور اسکی بے پروائی کی جہت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جیچند بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور وہ بہمن اور داراب کا ہمعصر تھا اور ہرسال پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند خردسال اس سے باقی رہا اسکی مان اسے تخت پر بٹھاکر خود متکفل اور متصدی امر سلطنت ہوئی لیکن جے چند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سردارون سے اتفاق کرکے جے چند کے فرزند کو درمیان سے اُٹھاکر گلوبند سلطنت کا اپنے گلے مین ڈالا۔ **تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا۔** واضح ہو راجہ دہلو

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر مشفق اور مہربان تھا اور ہمگی ہمت اسکی اس امر مین مصروف تھی کہ بندگان خدا مرفہ
اور آسودہ رہین اور بلدۂ دہلی اُسنے بنا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے فورنامے
کہ کمایون کے راجاؤن سے خویشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون مین رہتا تھا خروج کرکے اول کمایون کی ولایت پر مسلط
اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی اور دہلو اسکے
پنجۂ ظلم مین اسیر ہوا فور نے بر فور اسے رہتاس کے قلعہ مین بھیجکر قید کیا۔ **تذکرہ راجہ فور کے راج کا۔** راجہ فور
اسکے بعد لشکر بنگ کی طرف روانہ کرکے دریاے اخضر تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور مورخون کا یہ بھی
اتفاق ہے کہ فور کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہوا اور جو برخلاف راؤن کے گذرا پیشکش بھیجنا شاہان ایران کے واسطے یکقلم
موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند پر کھینچا فور نے ہرگز فروتنی نہ کی اور سپاہ مور و ملخ سے افزون اپنے ہمراہ
لیکر استقبال کرکے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند مین مصاف عظیم کی اور تہ تیغ ہوا اور تہتر برس اسنے حکومت
کی اور پر طبائع آفتاب شعاع مستخبران عالم کون و مکان کے پوشیدہ نرہے کہ مملکت دکن مین بھی راجہ ہاے عظیم الشان
اور عمائد زمان مثل کھپچند کہ بلدۂ کھڑ بنا کیا اور مرج چند کہ قصبہ مرج اسکے نام پر موسوم ہے اور بیجے چند کہ بلدہ بیجانگر کو
آباد کرکے دارالراج دکن کیا انکے علاوہ اسکے اور راے کہ شمار اُنکے نامون کا سبب تطویل ہی بہت تھے اور اس
وقت کہ اسکندر رومی ہند مین آیا راجہ بیدر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور بیدر کا قلعہ اسی کا ساختہ اور پرداختہ ہی اور
قوم براج بیدر کہ اب ہی اور تمام فریق دکن مین شجاعت اور جوانمردی مین مشہور و معروف ہین اسکی نسل سے ہین
اور دکن مین حسب نوبت تخت حکومت اور مسند ریاست پر متمکن ہوئے ہین سکندر کی آمد اور فور کے مقتول ہونے
کی خبر سُنکر متوہم اور پریشان ہوا اور مال و منال اور افیال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت سے سکندر کے حضور ارسال
کیا یہانتک کہ وہ لسکے حسن عقیدت سے راضی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال برطرف کرکے ایران کی طرف روانہ ہوا
اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی معاودت کے بعد سنیسار چند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا اور
چند عرصہ مین تمام ہندوستان کو خار و خاشاک برہمی سے صاف کیا اور جو فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا
تھا سکندر کے خوف سے پیشکش ہر سال گودرز کی طلب سے پیشتر بھیجتا تھا اور اُن روزون گودرز ایران کی سلطنت پر
مسلط تھا جب کہ ستر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جونہ نامے اسکے خروج کرکے غالب ہوا **تذکرہ جونہ کے**
خروج کا۔ بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ جونہ فور کا بھانجا ہی اور جب تخت حکومت پر بیٹھا افعال پسندیدہ اور خصال برگزیدہ
اظہار کرکے ملک کی آبادی مین مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے اور عدل و
انصاف مین جہد بلیغ اور سعی موفورہ بجالایا اور آردشیر بابکان کا ہمعصر تھا اور جس سال کہ آردشیر بابکان ہند کی تسخیر
کی عزیمت کرکے ہند کی سرحد پر آیا جونہ مضطرب ہوکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوا اور زر و جواہر بیشمار اور بہت ہاتھی
اژدہا کردار پیشکش کرکے رخصت ہوا اور قنوج مین آنکر مدت مدید استراحت کے بستر پر چین سے رہا اور نوے برس کے بعد
اسکا پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بائیس فرزند اس سے باقی رہے اور خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا
اسکا جسکے کلیان چند قائم مقام ہوا۔ **ذکر راجہ کلیان چند کا۔** وہ راجہ ظالم اور نہایت سفاک تھا کہ تھوڑے جرم پر بندگان
خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگون کو بیگناہ متہم کرکے مال و منال لیتا تھا اور رعیت سے سخت طلبی اور زبردست شدت

تمام سے زرلگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اسکے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جسطرف جسکے سینگ سمائے بھاگ گئی اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ راجہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل رہی اور اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پر آشوب ہو اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوئے پس راقم نے واجب جانا کہ اُنکا بھی احوال لکھے اور بقید اسکا نہووے کہ احوال رایان ہند او قنوج کا لکھنا چاہیئے اسواسطے راجہ بکرماجیت کا احوال کہ مالک مالوہ کی سلطنت کے تھے لکھتا ہے۔ **ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ داد گستری مین شہرۂ آفاق ہے۔** راجہ مذکور قوم پوار سے تھا نیک نہادی اسکی ہنود کے حکایات اور روایات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور مشہور ہے دریافت کرنا چاہیئے اسواسطے راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب مین فقیرانہ لباس پہنکر فقرا کے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی تھی اور سخت ریاضتین اُنکی صحبت مین کھینچین جب سال اسکے عمر کا پچاس کو پہونچا سروش آسمانی کے سبب سے بادیۂ سپاہگری پر قدم رکھا جو کہ حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت عظمی اور اقبال کبرے مین فائز ہوا اور خلق اللہ جفا پیشہ راؤن کے پنجۂ ظلم و ستم سے نجات پاوین روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ مین ملک نہرواله اور مالوہ اسکے حیطۂ تصرف مین آیا اور اسنے نیت حق طویت کی برکت سے عدل و داد کا فرش بچھایا اور چتر احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے سکنہ کے سرون پر ڈالکر اسقدر عدل مساعی جمیلہ پیش بہونچائے کہ مقناطیس جذب آہن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے باز رہا اور کہربا نے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ اسکی اہل دنیا کے حال کے سوا یہ حالت تھی کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیر مین گذرتا تھا بیقصور نقصان یعنی ہو بہو وہی ظہور مین آتا تھا اور جو کچھ شب کو خیر و شر اور نفع و ضرر سے اسکے ممالک محروسہ مین سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے خلل و فتور روز روشن کی طرح اُسپر روشن اور مبرہن ہوتا تھا اور با وصف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان مین مٹی کے کوزہ اور بوریہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور شہر اُجین اور قلعہ دھار اسی کے عہد معدلت مہد مین آباد اور بنا ہوا اور بکرماجیت نے اسمین سکونت اختیار کی تھی اور اُجین مین مہاکال بتخانہ تیار کرکے براہمہ اور جوگیون کا وظیفہ مقرر کیا اور بتخانہ مین رہنے اور عبادت کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی اوقات خلق کی پرسش اور خالق کی پرستش مین بسر کرتا تھا اور اہل ہند اُسپر اعتقاد بہت رکھتے ہین اور افسانہاے غریب اور قصص عجیب اُسکے واسطے ساختہ اور پرداختہ کیے ہین اور تاریخ سال و ماہ اسکے بہت سے دفترون مین ثبت کرتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک کہ اصل کتاب کی تالیف سے مراد ہے کہ ۱۰۱۵ ہجری ایک ہزار اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت سے ہین ہنود کے حساب سے سمبت ۱۶۶۳ سولہ سو ترسٹھ بکرماجیت کے فوت سے آخر ہوئے اور راجہ بکرماجیت اردشیر کا معاصر ہوا ہے اور بعضون کا یہ بھی قول ہے کہ شاپور کا ہم عہد تھا اور اسکے آخر عہد مین مسمے سالباہن زمیندار دکن نے اُسپر خروج کیا اور دریاے نربدہ کے کنارے پر افواج طرفین نے آتش کارزار افروختہ کی عاقبت الامر سالباہن غالب اور بکرماجیت قتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بارہ مین بہت سی روائتین ہین اور جو کہ انمین سے کوئی اس قسم کی نہ تھی کہ عقل خردہ بین اُسے قبول کرے لہذا سکوت کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک مالوہ کا ملک حاکم عادل اور صاحب جود نہ ہونے کے سبب سے خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نامے حکومت کی باگ اپنے دست قدرت مین لایا۔ **تذکرہ راجہ بھوج کی حکومت کا۔** وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت مین بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور راتون کو تغیر وضع کرکے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

اور ہمیشہ ہمت والا تہمت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برایا مین مصروف رکھتا تھا اسی کے عہد مین شہر کھرکون اور بیجا کرا اور قصبہ ہندیہ آباد ہوا اور عورتون کے جمع کرنے مین حریص تھا اور سال مین دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور نوازندے کثرت کے ساتھ اسکے دربار مین آتے تھے اور چالیس روز تک عیش و عشرت کی محفل جشن ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا دوسرا کام نتھا اور اُن دنون مین تمام ارباب نشاط کے واسطے طعام و شراب وریان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کے وقت ہر ایک ایک خلعت اور دس مثقال طلا پاتا تھا اور اُسنے پچاس برس سلطنت کر کے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ مین باسدیو نے تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کہ بنگالہ کی طرح قنوج کے راجاؤن کے تصرف سے نکل گیا تھا مستخلص فرمایا فی الجملہ شوکت اور سلطنت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے عہد مین تاجری کا لباس زیب تن کر کے مملکت ہند کی تحقیق اور ہنود کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دار الراج قنوج مین آیا تھا کہتے ہین اسی ایام مین ایک فیل وحشی اور مہیب نے نواح قنوج مین بے اعتدالی بہم پہونچائی تھی اور ایسا کوئی دن نتھا کہ وہ موذی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مترددین کو پامال ہلاکت نہ کرتا اور باسدیو مکرر اسکے دفع کا قصد کر کے سوار ہوا اور ناکام ہو کر پھر آیا تھا اتفاقات سے اُسی دن کہ بہرام گور بلدۂ قنوج مین داخل ہوا وہ فیل مست بلاے ناگہانی کی طرح شہر کے کنارے آیا اور شور و غوغا آدمیون مین برپا ہوا راجہ نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تن تنہا اسکے دفع کے واسطے آیا اور ایک چوبہ تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلقت نے کہ وضیع و شریف تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اُسکے ہاتھون کو چومکر قدمبوسی کی اور نعرۂ تحسین اور غلغلہ آفرین کا جوف گردون مین ڈالا اور باسدیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے روبرو طلب کیا جب بہرام راجہ کے پاس گیا ایک اسکے مصاحبون سے کہ سال گذشتہ مین پیشکش بہرام کے واسطے ولایت مین لے گیا تھا پہچانا اور حقیقت اسکی راجہ کے گوش زد کی راجہ نے تخت سے اُترکر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اُسے دی اور باعزاز تمام روانہ کیا اور اپنے حین حیات مین بھی تحف نفیسہ ہر سال بھیجتا رہا اور ستر برس حکومت کر کے درگذرا قلعہ اور شہر کالپی اسکی تعمیرات سے ہے اور دو فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیون مین دس برس کے عرصہ تک بر سر تخت بحث اور نزاع رہی اور شب و روز جنگ و جدل مین گذرتے تھے آخر الامر رام دیو نامے کہ باسدیو کا سپہ سالار تھا افسران فوج کے اتفاق سے قنوج کے پاے تخت پر متصرف ہو کر عظیم الشان راجہ ہوا - ذکر رام دیو راٹھور کے راج کا - واضح ہو کہ رام دیو قوم راٹھور سے تھا نہایت دلیر اور شجاع اور مدبر اول اُسنے سرحد داران سرکش کو کہ جنکی طبیعت مین خود رائی جاگزین ہوئی تھی باہستگی تمام دفع کیا اور گھر کے فساد سے مطمئن ہو کر اسوقت سپاہ جرار ہمراہ رکاب لیکر مارواڑ کی طرف متوجہ ہوا اور اس ولایت کو فرقہ کچھواہہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے اپنے قوم کو کہ راٹھور کی جماعت سے مراد ہے ساکن اور آباد کیا اور اسی تاریخ سے اس قوم نے اس ولایت مین قیام کیا اور قوم کچھواہہ کو اس ولایت سے نکالکر قلعہ رہتاس کی حدود مین آباد کیا اور اس قوم کے سردارون کی بیٹیون کو اپنے حرم مین جگہ دی اور اسکے بعد سرحد لکھنوتی پر جاکر متصرف ہوا اور وہ شہر اپنے بھتیجے کو عطا کر کے غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا اور تین برس کے بعد قنوج مین مراجعت فرمائی اور دو برس توقف کر کے لشکر ظفر پیکر مالوہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ مین لاکر متصرف ہوا اور بہت سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعۂ نرور کی بھی مرمت کی اور ایک شخص کو کہ وہ قوم راٹھور سے تھا وہان کا حاکم کیا پھر بیجانگر کے راجہ سے بیٹی چاہی اور شیورا سے کہ بحسب نوبت دکن کے مملکت کی حکومت کی

زمام اپنے ہاتھ مین رکھتا تھا رام دیو کی شوکت سے ہراسان ہوا اور فورًا اپنی بیٹی مع جہیز لائق ارسال رکھی رام دیو دو برس
کونڈواڑہ مین بسر لیگیا اور اکثر عمدہ زمینداروں کو قتل کر کے قنوج کی طرف مراجعت کی اور سات برس عشرت مین مشغول رہا
اسکے بعد سوالک کے پہاڑون پر جاکر اس نواح کے تمام راؤن کو خراج گذار بنایا اور کمایون کا راجہ کہ اُن پہاڑون پر عمدہ تھا
اور اُس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اُسکے آبا اور اجداد اس ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سبقت کر کے جنگ مین مشغول ہوا
اور صبح سے شام تک معرکۂ قتال وجدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور مبارز طرفین کے آتش کارزار مین جلکر اپنا نام دفترِ عالم مین
ثبت کر گئے اور دھوان اُنکے خاندان سے بر آیا آخر الامر نسیم فتح وظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلنے لگی اور کمایون کے راجہ
کا پاے ثبات میدان وغا سے ہل گیا اور سلب وسامان اور ہاتھی اور گھوڑے چھوڑ کر کوہستان مین جا کر پناہ لی اور رام دیو نے
دختر اور پیشکش لیکر ملک اُسی کے سپرد کر کے عنان توجہ نگرکوٹ کے پہاڑون کی سمت معطوف فرمائی اور اس ولایت کو بھی
غارت کی جھاڑو سے جھاڑتا ہوا جاتا تھا یہان تک کہ موضع ہنکوٹ مین پہونچا کہتے ہین کہ درگا کے بتخانہ کی حرمت کے سبب سے
کہ نگرکوٹ کے قلعہ کی حوالی مین واقع تھا عنان عزیمت پھیری اور آگے نہ بڑھا اور آدمی بھیجکر وہان کے راجہ کو طلب کیا راجہ ملازمت
کرنے مین متفکر ہوا آخر برہمہ درمیان مین آئے اور یون تجویز ہوئی کہ رام دیو بتخانہ کی زیارت کے واسطے آوے اور یہان کا
راجہ اُس مقام مین ملازمت کرے غرض اس تقریب سے دونون مین ملاقات ہوئی اور رام دیو نے زر خطیر بتخانہ کے خادمون
کو دیا اور راجہ نگرکوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر جموں کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور جموں کے راجہ نے
اپنے لشکر کثیر کی حمایت اور استواری قلعہ اور صعوبت راہ اور انبوہی جنگل اور افزونی غلہ پر نظر کر کے مطلق فروتنی
نہ کی اور جنگ پر آمادہ ہوا اور پھر اپنے تئین مرد میدان ستیز اور رام دیو کا ہمسر نہ دیکھا عنان عزیمت بہزیمت پھیری اور
رام دیو نے ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے محاصرہ کیا اور اس قلعہ کو چند عرصہ
مین مفتوح کیا اور خلق کثیر اسیر اور دستگیر ہوئی اور مال وافر اور نقد بیشمار اُسکے ہاتھ آیا اسکے بعد جموں کا راجہ بعجز تمام
حاضر ہوا رام دیو نے اُسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر وہان سے کوچ کیا اور نہر بہت
کے کنارے سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین پر گرتی ہی اور حدود بنگالہ اور دریاے شور تک کہ کوہستان
سوالک مین واقع ہین منتہی ہوتی ہی اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور پانسو راے اور راجہ کہ اُس
کوہستان مین استقامت رکھتے تھے اُنھین بسیاست پیش آن کر زیر وزبر اور مالگزار کیا اور وہان سے زر وجواہر
اور ساز وسلب اور مال ومنال وافیال بیشمار لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے پایۂ تخت
مین ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ اضافہ فرمائی اور مردمان شجاع کو انعامات سے سرفراز کر کے
ثلث غنیمت خلق پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہو کر کسی طرف سوار نہوا اور چون برس سلطنت
کر کے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہین کہ رام دیو کے مانند ہندوستان مین کوئی راجہ
عظیم الشان نہین ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی ولد کیقباد کا ہمعصر تھا ہر سال باج وخراج بھیجتا تھا اور کوئی
دقیقہ اطاعت وفرمانبرداری کا فروگذاشت نہین کیا تذکرہ پرتاب چند سنسودیہ کا واضح ہو کہ راجہ رام دیو
کے فوت کے بعد اُسکی اولاد مین نزاع واقع ہوئی اور آپسمین نوبت ہتھیار کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے
پایۂ تخت مین بہت سی خرابیان اور فتور واقع ہوئے رام دیو کا خزانہ کہ محاسب وہم جسکے حصر اور شمار سے عاجز تھا

تلف ہوا اور ایک شخص سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا اُسنے نمکحرامی پر کمر باندھی اور بھائیون کے مناقشہ اور محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج کی طرف فوج لیکر بسہولت آسانی تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے اول رام دیو کے چراغون کو کہ وارث ملک تھے صرصر ظلم سے گل کرکے شبستان سلطنت کو تیرہ و تاریک کیا اور انکا اثر مطلق نہ چھوڑا پھر اُن زمینداروں کو کہ قنوج کے اطراف و جوانب تغلب سے مسلط ہوئے تھے مطلع ہوا اور رفتہ رفتہ اُنکے درخت ہستی کو بھی تیر سیاست سے یک لخت بیخ و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ عظیم الشان بن بیٹھا جب اُسنے اکثر کام اپنی مراد کے موافق ساختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی شراب نے اسقدر اُسے مبہوت اور بیخود کیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا بالکل موقوف کیا اور نوشیروان کا ایلچی کہ مال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے ملک سے فراحم اور متعرض ہوئی سراسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیئے ہوئے سے شرمندہ ہوکر استغفار کی اور زر و جواہر وافر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو اُنھون نے ہاتھ نہیب و غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند اپنی قید حیات مین ہر سالہ خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اُٹھایا اور بزور شمشیر اکثر اطراف پر قابض اور دخیل ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندون کے تحت حکومت رہی اس سبب سے انکا لقب رانا ہوا اسلیئے کہ کم ملک راجہ کو ہندی مین رانا کہتے ہین اور بحالت تحریر اس سطور تک حکومت پرتاب چند کے سلسلہ مین ہے فقط کوہستان کوملیری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف مین رکھتے ہین اور چیتور اور مندسور اور باقی بہت سے ممالک انکے امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے قبضہ مین ہین **بیان راجہ انند دیو راجپوت کا** وہ راجہ بیس کے فرقہ سے تھا اور پرتاب چند کے مرنے کے بعد مالوہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹہ اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گر اور ماہور کا قلعہ اسی کے عہد مین بنا ہوا اور قلعہ مندو بھی اسکی تعمیرات سے ہے اور یہ خسرو پرویز کا معاصر تھا اور سولہ برس راج کرکے اُسنے شربت ناگوار موت کا چکھا اور انھین سنوات ہندی مین مالدیو نام دواب کے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندون سے برآوردہ کی اور دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد عنان عزیمت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت و تصرف مین لایا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شہر قنوج اُسکے عہد مین نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم دوکان تنبولی کی تیس ہزار ہوئین اور سازندون اور خواندون کے ساٹھ ہزار مکان یک لخت آباد ہوئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیئے اور مالدیو بیالیس برس کے بعد اس جہان فانی سے رہگرای آنجہانی ہوا اور چونکہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین مین ایک رائے خود رائے پہونچا اور علاوہ طلوع ہونے آفتاب جہانتاب دین مبین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مملکت ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان مسند حکومت پر متمکن نہوا جیساکہ اس زمانے مین کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کرکے ہندوستان مین آیا اور قنوج مین کورنامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ مین دھرم دت اور مہاون مین کلچند اور لاہور مین جے پال بن ہسپتال اور کالنجر مین بجیرا اور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار مین جداجدا ایک حاکم تھا اسواسطے انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا شروع واقعات سلاطین اسلام ادام اللہ آثارہم الی یوم القیامتہ کہ مراد اس کتاب کی تالیف سے ذکر خیر انکا ہی کرنا ہے۔ **تذکرہ ظہور نیر اسلام کا مملکت ہند مین** ناظرین پر مکتمین کے طبایع

آفتاب شعاع پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحد مین قدم رکھا اور
وہان کے اہالی کے ساتھ غزا کی مہلب بن ابی صفرہ ہی اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہی کہ سنہ ۲۸ اٹھائیس سرور انبیا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے عبداللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المومنین کے حکم سے فارس کی سمت کہ وہانکے اہالی
نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہدی پر کمر باندھی تھی فوج فتح موج لیجاکر مظفر اور منصور بصرہ
کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس مین امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید عقبہ کو شرب مدام کے سبب سے
کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید ابن العاص کو اُسکا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے
اور امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش مین تشریف رکھتے تھے اور اُنکے قدوم فیض لزوم کی برکت سے ولایت
جرجان کہ دار الملک استرآباد ہی مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیون نے صلح کے عوض مین دو لاکھ دینار پیشکش کیئے اور دولت
اسلام سے مالا مال ہوکر اپنے مکانون مین آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری مین عبداللہ بن عامر امیر المومنین عثمانؓ کی طرف سے
خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور مقدمہ حنیف بن قیس تھے
پھر سیستان اور قہستان اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مردمان نے بھی اُنسے موافقت کا دم بھرا اور سرخس اور ہرات اور
بادغیس اور غور اور غرجستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی مسلمانون کے تصرف مین آیا اور عبداللہ کو جب تائیدات الٰہی سے
چند عرصہ مین فتوحات کلی حاصل ہوئی قیس بن ہاشم کو خراسان مین اور حنیف بن قیس کو مرو اور طالقان اور نیشاپور مین خالد
بن عبداللہ کو ہرات اور غور اور غرجستان کا والی کیا اور عبداللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی طرف متوجہ
ہوئے اور سنہ ۳۲ بتیس ہجری مین عبدالرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے بلخ کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے مسلمانون
کے شہد شہادت نوش کرکے جنت سدھارے اور مسلمانان بقیۃ السیف کا پاے ثبات جگہ سے ہل گیا اور جیلان اور
جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامے کہ امراے عجم سے تھا جب اُسنے دیکھا کہ عبداللہ عامر حرمین الشریفین
زادہما شرفاً کی زیارت کو روانہ ہوا ہی اور خراسان کا میدان مسلمانان فارس سے خالی ہی چالیس ہزار مرد طبس اور ہرات
اور بادغیس اور قہستان اور غور وغیرہ سے فراہم کرکے مسلمانون پر خروج کیا اور عبداللہ حازم کہ نیشاپور مین حنیف کے ساتھ
مقیم تھے چالیس ہزار مرد سے اُسکا دفع شر کیا اور اسی حسن خدمت اور مساعی جمیلہ کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے
اور سنہ ۴۴ چوالیس ہجری مین معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن امیہ کو بصرہ اور خراسان اور سیستان کا حاکم کیا اور اسی برس
عبدالرحمن بن شمر نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کرکے وہان کے باشندون کو مطیع کیا اور اسی عرصہ مین مہلب بن
ابی صفرہ کہ امراے عرب کے کبار سے تھا مرو کے اطراف سے کابل اور زابل اور ہندوستان مین آیا اور وہانکے کفار سے جہاد کرکے
دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیئے اور اسی عرصہ مین بعض مردم ہندرفتہ رفتہ خدا کی وحدانیت اور رسالت پناہ کی نبوت کی تصدیق
دل سے اقرار کرکے مسلمان ہوئے اور سنہ ۵۳ ترپن ہجری مین طاعون زیاد بن امیہ کی انگلی مین ظاہر ہوا اور اس صدمہ سے وہ
جانبر نہوا اُسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اُسکے فرزند عبیداللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبیداللہ نے بھی چند مرتبہ
ماوراءالنہر کی طرف جاکر بعض شہر مفتوح کرکے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرف سے اسلم
بن زرعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سنہ ۵۰ پچاس ہجری مین معاویہؓ نے خراسان کی حکومت سعد
بن عثمانؓ ابن عفان کو دی اور سنہ ۶۲ باسٹھ ہجری مین یزید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگون مین سے کہ یزید نے سلم کے ہمراہ کیئے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور سلم نے اسپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسنے سُنا کہ کابل کے بادشاہ نے تمرد کرکے عبداللہ ابن زیاد کو کہ اُنکا حاکم تھا قید کیا ہو لہذا لشکر جمع کرکے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبداللہ بن حنیف خزاعی کو کہ طلحۃ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاکر ابوعبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابلیون کی قید سے نجات بخشی اُسکے بعد سلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہان کے باشندون کو جبرا اور قہرا مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبداللہ کو کہ بعض کہتے ہین نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہین ابوجہل کی نسل سے ہے کابل کی حکومت سے معزول ہوا اعراق عرب کی طرف مراجعت شائق اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال واطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلمان پر کہ ملتان اور پیشاور کے مابین مین واقع ہے جاکر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کو کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالہ نکاح مین لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے اُنمین سے دو شخص ساتھ مزید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور اسی جماعت سے ہین اور مطلع الانوار کہ ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہی اور وہ کتاب برہانپور خاندیس مین مطالعہ ہوئی اُسمین یون تحریر تھا کہ افغان قبطیہ فرعون ہین جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیون سے تائب ہوکر دین موسیٰ مین آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُسکی خدائی مین صلب تھے نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان مین آن کر کوہ سلیمان مین استقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی ازانجملہ افغانون کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب مکہ معظمہ مین پہونچے قہر الٰہی سے سزایاب ہوکر بحر عدم مین غرق ہوئے القصہ افغانان مسلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش مین مشغول ہوئے اور خداوند اسپ وگاؤ وگوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سندھ کے رستہ سے ملتان مین آنکر متوطن ہوئے تھے رابطہ آشنائی اور ضابطہ آمد وشد کا بہم پہونچایا اور ۱۴۳ایک سو تینتالیس مین جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان مین برآمد ہوئے مواضع معمورہ ہندوستان پر مثل کرماچ اور پیشاور اور شنوران پر متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ کو کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانون کے دفع فساد کا آہنگ کرکے ایک اپنے امرا مین سے ہزار سوار سے اُنپر تعین کیا اور افغان بھی جنگ وجدال پر آمادہ ہوکر مقابل ہوگئے اور اکثر ہندوون کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانون کی امداد اپنے ذمہ ہمت واجب اور مفروض سمجھکر چار ہزار مرد مقاتل مدد کو آئے اور اُن لوگون نے مستظہر ہوکر علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ مین ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات مین غالب ہوئے اس اثنا مین سرما کی فوج نے کفار پر تاخت لاکر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہوکر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھتیجا لشکر

تازہ دم جرار لیکر اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کرماج اور پشاور کے مابین مین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیجا کر مسلمانون کو کوہستان تک پسپا کرتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کیطرح حملہ آور ہو کر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانونکی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب نیلاب کی سیلابی کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے معلوم ہو اپنے مقام مین مراجعت کی اور باشندہاے کابل اور خلج بھی اپنی جگہ اور مقام کیطرف راہی ہوئے جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہی اور کیا صورت پیدا کی ہی یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان کو افغانستان کہو کسواسطے کہ وہان افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہین ہی ظاہرا [کفار ۱۲] معلوم ہوتا ہی کہ خلائق اسی سبب سے اپنی بولی مین اُنکے مکانات کو افغانستان اور اُنکے جسم کو افغان کہتے ہین لیکن جو ہندی اپنی زبان مین اس فرقہ کو پتان یعنی پٹھان کہتے ہین وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہی لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہی کہ جب سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ [یعنی افغان ۱۲] ہندمین آئے جو شہر پٹنہ مین ساکن ہوئے اہل ہند اُنکو پٹان کہنے لگے والعلم عند اللہ جو اندنون مین لاہور کے راجہ اور کفار کھکر کے درمیان موافقت ساتھ مخالفت کے مبدل ہوئی کھکران قرب وجوار کے سبب افغانونکے شریک و متفق ہوئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور منازعت کی بساط الٹی اور چند مواضع لمغانات سے افغانون کو واگذاشت کیے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس صحرا مین بیٹھے تھے اس شرط سے اُنکا شریک کیا کہ سرحدونکی محافظت مین مشغول رہین البتہ ایسا نہو کہ لشکر اسلام ہندوستان مین داخل ہو اور افغانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار تیار کرکے خیبر نام رکھا اور ولایت روہ پر متصرف ہوئے اور عہد ملوک سامانیہ مین مجبوراً کہ مزاحمت اُنکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بہاطنہ کیطرف تھی اور روہ عبارت ہی کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سواد بجور سے ہی قصبہ سیوی تک کہ بکر سے توابع ہی اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور تمنہا اور حدود اس کوہستان تک تابع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی نوبت الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لاکر غلمان اور جواری کو اسیر اور قید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین کے تسلط سے پیغام دیا جیپال نے جو کہ خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما سے اُن سرحدون مین توطن نہو سکیگی اسواسطے بہاطنہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانونکے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو بلاکر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لمغان کے نظم و نسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک مواضع مذکورہ مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اُس تاریخ سے افغانون نے صدر امارت پر قدم رکھا اور صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت ہوا اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پرخاش مین صلاح اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت یکجہتی ہی سزاوار مراحم خداوندی وہ ہی کہ گروہ کو اپنے وابستگون سے تصور فرما کر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند کے تاراج کیوقت اس جماعت خیر خواہ کے احوال مین تعرض اور مزاحمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضاے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور جیپال کی فتح کے بعد بہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت مین اپنے باپ کے خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کرکے اُنمین کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اتارا اور فرمانبردارون کو ملازم

رکاب کرکے نوکرون کیطرح خدمت لینے لگا

مقالۂ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہین

ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا

سرخیل امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور فرمایا اور پنجاب کی حکومت مین فائز ہوا لیکن بعض اولی الارباب سے سلاطین لاہور کے سلک مین منسلک فرماتے ہین عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہین کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک البتگین کا ہے ایام دولت سامانیہ مین خراسان کی سرداری پر فائز ہوا اور بکمال الانتہا اس ولایت مین بہم پہونچائی اور جو عبدالملک نے اس ملک کو اس ملک پر پسند کیا امرائے بخارا نے ایک ایلچی البتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان مین مسند خلافت کے سزاوار اور لائق کون ہے البتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبدالملک نوجوان ہے اور وہ سلطنت کا شائستہ نہین ہے اسکا چچا اسکام کا سزاوار ہے لیکن امرائے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپسمین اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے البتگین کو بخارا مین طلب فرمایا اس سے متوہم ہوا اور قدم جادۂ اطاعت مین نرکھا اور ۳۵۱ھ تین سو اکاون ہجری مین علم الطغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب اسکے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کو ضرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلو عرصۂ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک مین پہونچی سرداری اس مملکت کی ابوالحسن محمد بن ابراہیم سیمجوری کو ارزانی رکھی اور دو مرتبہ لشکر البتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ البتگین ظفریاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور رہا اور احمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت و اقبال سے گذرانے اور اس مدت مین کئی بار اسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوان کے ساتھ غزوات کیے مظفر و منصور ہوا اور جب البتگین نے ۳۶۵ھ تین سو پینسٹھ مین اس جہان گذران سے رحلت کی اسکا بیٹا ابواسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور اسکے بعد امیر منصور نے ابواسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی رائے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ مین ابواسحاق کا پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور متانت کے امیر سبکتگین کے ناصیۂ احوال سے مشاہدہ کرکے ۳۶۷ھ تین سو سڑسٹھ ہجری مین اسے اپنا حاکم کیا اور البتگین کی دختر کو بھی اسکے سلک ازدواج مین کھینچا امیر سبکتگین نے اساس عدل و داد کے بچھانے مین مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جور کی یکقلم منہدم کی اور امیرون اور اعیان اور اشراف کو اقسام الطاف اور انواع اعطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ساتھ اسکے ہے کہ ایک سوداگر مشہور بنصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا مین لایا اور البتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور البتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اسکے ناصیۂ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عزت کیا یہانتک کہ غزنین مین اپنے لشکر کی امیر الامرائی اسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزدجرد شہریار کی نسل سے ہے اور جسوقت کہ یزدجرد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ولایت مرو کی مین مارا گیا اولاد و اتباع اسکے ترکستان مین رہے اور ترکون سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو تین پشت مین خاص ترک ہو گئے اور نسب اسکا یہ ہے کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قزل الحکم بن قزل ارسلان بن ترانامان بن فیروز بن یزدجرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا طغا نامی قلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص موسوم بایتوز نے طغا کی عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور اسے اس قلعہ سے نکال دیا اور طغا امیر سبکتگین کے دربار مین حاضر ہوا اور امیر سے یہ شکایت کی کہ اگر امیر کی اعانت سے مین قلعہ بست پر

دوبارہ قابض و متصرف ہوں نہ اُنہیں خواہش بتگاری اور خراج گذاری امیر کا دونوں پر رکھکر مدۃ العمر جادۂ اطاعت سے انحراف
نکرونگا امیر سبکتگین نے اُسکی ملتمس قبول فرمائی اور بست پر فوج کشی ہوا اور بایتور کو شکست فاحش دیکر طغا کو مقصود دلی پر
فائز کیا اور وہ مواعید کے بارہ میں کہ بموجب شرط کے وفا اسکا اُسکی ذمہ ہمت پر واجب تھا تغافل و تساہل عمل میں لایا امیر سبکتگین
نے علامات مکر اور آثار خدعہ اُسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحرائے شکار میں طغا سے
بزبان خشونت اُس وجوہ کو کہ قبول کر چکا تھا سخت زبانی سے طلب کیا طغا نے زبان ساتھ جواب ناصواب کے گویائی
اور شامت اعمال سے دست بشمشیر ہوا اور امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیا کرکے اُسکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے
بھی طیش میں آکر سر دست اُسی دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضربت تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اُس سفاک کا کام
تمام کرے اُسوقت دونوں سرداروں کے ملازموں کی تگ و دو کی کثرت سے غبار مرتفع ہوا طغا فرصت پاکر باج کیطرف
بھاگ گیا اور بست کا قلعہ سبکتگین کے تصرف میں آیا اور تمام فوائد سے کہ امیر سبکتگین کو اُس ملک سے حاصل ہوا ملازمت کرنی
ابوالفتح کی ہے کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بالتخصیص انشا پردازی اور خوشنویسی میں عدیل اور نظیر
نرکھتا تھا اور ابوالفتح بایتور کا منشی تھا اور بایتور کے اخراج کے بعد وہ بست کے گوشہ میں پوشیدہ تھا امیر سبکتگین اُسکے
حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا اُسکی قابلیت کے
قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کرکے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز کیا اور سلطان محمود
غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اُسکے بعد اس سے رنجیدہ ہو کر ترکستان کیطرف روانہ ہوا
اور جب امیر ناصر الدین سبکتگین بست کیطرف سے فارغ ہوا عنان عزیمت مواضع قصدار کی سمت معطوف فرمائی اور
دفعتہً اُس مقام میں پہونچکر وہاں کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازموں کی سلک میں منتظم کرکے قصدار کی جاگیر عطا کی اور اس
فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر ۳۶۷ ہجری میں دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور ہندوستان کے
چند قلعہ مفتوح کرکے جابجا مسجدیں تعمیر فرمائیں اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر اپنے تصرف میں لایا اور مظفر و منصور
غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن اسنپال کہ قوم برہمن سے تھا اور ولایت لاہور ہند کی سرحد سے لمغان تک
اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور اُس عرصہ میں حکام اسلام کے ضرر مزاحمت کے دفعیہ کیواسطے
بٹھنڈہ میں متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اُسکے میدان حکومت میں دراز ہوا
تھا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی اونچ نیچ تدبیر اندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کرکے اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ
لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے بھی لشکر گران ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے جنبش کی اور
دونوں سردار سرحد منتہائے ولایت ملتان میں آپس میں ہمکنار ہوئے اور چند روز پیاپے سرگرم وغا رہے اور ان
معرکوں میں سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا باوصف خردسالی کے آثار شجاعت و مردانگی کے ظاہر ہوئے کہ
دیدۂ فلک پیر اُسکے مشاہدہ سے خیرہ رہے اور چند روز تک تنور مقابلہ و مجادلہ کا گرم رہا اور غالب و مغلوب سے تمیز نہوئی ایک جماعت
نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکر گاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اُس مقام میں قدرے
نجاسات سے ڈالیں ابر تیرہ اور باد صرصر اور صاعقہ اور رعد اور سرما پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ اندک
نجاست اُس چشمہ میں ڈالو جب لوگ اسکے کہنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اسکی بوجہ اتم ظہور میں آئی اور فوراً ایک ابر

آسمان پر تیرہ اور رعد اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہوا اور سردی سخت اسقدر جوہر ہوا پر غالب ہوا کہ گھوڑے
کرج ۱۲ کلج ۱۲
اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوئے اور سردی کے سبب خون ہندوون کی رگون مین منجمد ہوا اور انمین حرکت کی
طاقت مطلق نرہی اور سب تضرع وزاری مین مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحفہ وہدایا امیر
ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو مین حکم اسکا اپنے ملک مین نافذ کردن اور چند زنجیر
فیل کوہ پیکر اور علاوہ اسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت مین بھیجونگا امیر ناصر الدین سبکتگین نے وفور مروت سے چاہا کہ فوراً
ملتمس اسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے ممانعت کی اسواسطے ایقاع صلح مین
توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کرکے یہ گذارش کی کہ جہل و تعصب اہل ہند خصوصاً
فرقۂ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر روشن نہین جاہلی اور بیفکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہی کہ شدت کے وقت اور اضطراب
کی حالت مین اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ انکے تصرف مین ہی تمام و کمال اُس آگ مین کہ جسکی پرستش کرتے ہین
ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہین اُسوقت ملاحظہ کرتے ہین اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود دیکھی اپنے
قاعدہ پر عمل کرکے جواری اور دُلاری اپنے آگ مین ڈالتے ہین اور جب دیکھتے ہین کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی
نہین رہا ایک دوسرے کو رخصت کرکے اسقدر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہین کہ تمام ہلاک ہوتے ہین اور خاکستر کے سوا
اُنمین کچھ باقی نہین رہتا ہی اب کام ساتھ اس انتہا کے پہونچا ہی کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کرین اگر صرفہ اسمین ہی مختار
ہین ورنہ صلح کرکے ہمپر بار احسان رکھین سلطان محمود کو ہنود کے صدق گفتار مین جب شک باقی نرہا صلح کی اجازت دی
اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال ہزار ہزار درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک مردم عمدہ اپنے سے بطور گرو اور
ضمانت سپرد کرکے ایک جماعت مسلمانون کو مال اور فیال سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور مین پہونچکر نقض عہد
کرکے امیر ناصر الدین کے ایلچیون کو مقید کیا اور کہا جب تک میرے ہمارے آدمیون کو کہ گرو لیگیا ہی نہ بھیجیگا مین بھی انھین
رہا نکرونگا کہتے ہین کہ اُس زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤن کی دیوان داری کیوقت چند براہمہ دانشمند داہنی طرف
بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریون کی بائین طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راجاؤن کو
راے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے نصائح کرتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ جیپال ایسا کار ناشائستہ
کیا چاہتا ہی سبھون نے متفق ہوکر راجہ جیپال کی خدمت مین عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی مین ایسا
مشاہدہ کرتے ہین کہ نقض عہدی کی شامت سے ادبار اس ملک پر رو وسیاہ تاخت لاویگا اور ہلاکی ہمارے زمانے سے لاویگا
کہ راجہ اس ترک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہوا ہی مخاصمت اور ستیزہ نکرے اور جن اشیا کا بھیجنا
اپنے ذمہ ہمت پر قبول و منظور کیا ہی فوراً ارسال فرماوے اور ایک خلق کو امن و امان کے مہد مین نگاہ رکھے جیپال نے کہ جو
وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نکی امیر ناصر الدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد انتقام دریاے
جو غان ذخر و شان کیطرح لشکر گران لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤن سے اعانت و استمداد
طلب کرکے سپاہ بیشمار فراہم کرکے جنگ کیواسطے پیشقدمی کی منقول ہی کہ اُس سال تمام راجاؤن نے اپنی بقاے دولت کا
باعث سمجھکر اُسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجنے مین کسیطرح کی کمی نکی بالتخصیص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے
راجہ نے کمک کے بارہ مین دریغ جائز نرکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب و خلاصہ کو مع خزانہ خوب پنجاب مین روانہ کیا

خلاصہ یہ ہے کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ مین مجتمع دیکھکر دلیرانہ اسلامیون کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونون سپاہ متقابل ہوئین امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمیت تحقیق کرنیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھکے ملاحظہ کیا ایک دریا ہے بے پایان اور ایک لشکر مثل مور و ملخ کے فراوان لیکن اپنے تئین ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندون کی کثرت سے نہین اندیشہ کرتا ہے اور ایک شاہین تصور کیا کہ کلنگون کی صف سے نہین ہراسان ہوتا اسکے بعد سپاہ کے سردارونکو روبرو اپنے بلایا اور ہر ایکسکو باستمالت تمام جہاد اور غزا کے بارہ مین تحریص اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار مین قدم رکھکر داد جوانمردی دین اور جب وہ لڑتے لڑتے تھک جاوین پانسو مرد اہل نبرد اور تازہ زور دشمن کے مقابلہ مین مشغول ہووین القصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ باوصف کثرت افواج اثر ضعف کا کفار کے بشرہ پر ظاہر ہوا اسوقت حامیان حوزہ اسلام نے ہئیت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی مین تقصیر نکی اور غنیمت وافر لیکر ولایت لمغان اور پشاور اور نہر نیلاب کے کنارہ تک انکے عمال کے تصرف مین آئی اور شعار اسلام نے اس ولایت مین رواج پایا اور سکہ و خطبہ امیر ناصر الدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایان کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک امراے نامدار کو دو ہزار سوار سے پشاور مین تعین کیا اور افغانان اور خلج کہ اس حدود مین صحرا نشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ مین جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اس عرصہ مین امیر نوح سامانی نے ابونصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجا تو فتائح فائق امیر ظاہر کرکے طلب استمداد کی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت مین آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کیطرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت سرخس تک امیر ناصر الدین کی پیشوائی کو آیا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھین امیر نوح نے اسکے عروس التماس کے پنجہ کو حناے اجازت سے رنگین کیا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیبت سلطانی سے کہ امیر ناصر الدین پر ایسی چھائی کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹی اور بیساختہ گھوڑے سے اترکر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اسے آغوش مین کھینچا اور ان دونون سعادتمند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص و عوام کے باغ دل مین اور چمن خاطر مین شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے مین اسکے مانند میسر نہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تقریباً کلام انتظام امور مملکت و دفع منازعان بے فرصت واقع ہوا یہ قرار پایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین جاکر فوج کے اجماع مین کوشش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور توابع کو خلعتہاے فاخرہ شاہانہ اور اعطاف خسروانہ سے ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کیطرف جاکر فوجکشی کے تہیہ مین مشغول ہوا اور جو امیر ابوعلی سیمجوری کہ فائق ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اور اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھوان اسکے کاخ دماغ مین صعود کرنیوالا ہوا اور اپنے خواص سے اس بارہ مین مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدا نخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو کسی ولایت جاکر کسی صاحب شوکت و حشمت سے پناہ لیجانا انسب ہے سبھون کی راے نے اسپر قرار پکڑا کہ فخر الدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اسکی دوستی کو حبل المتین پہچاننا چاہیے پھر ابوعلی سیمجوری جعفر ذوالقرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے مصاحبت سے فخر الدولہ دیلمی اور اُسکے وزیر خوش تدبیر کیواسطے ارسال کیا اور بنیاد
دوستی اور محبت آپسمین مستحکم اور آمد شد کے دروازہ انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ
مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کر کے اس سے جاملا اور فائق اور امیر سمجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے
افواج گران سے ساتھ اتفاق دارا بن شمس المعالی اور قابوس بن وشمگیر کہ فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دو ہزار سوار آنکی معاونت
اور امداد کیواسطے آئے تھے جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے برآمد ہوئے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرائے وسیع پسند کر کے صفوف
میمنہ اور میسرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح سے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب طرفین کی
صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی سمجوری بر برانغار و جرانغار پر امیر نوح غالب آیا اور شکست پاگیا اور
قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا بن قابوس قلب لشکر امیر علی سمجوری سے برآمد ہو کر حملہ آور ہوا
اور جب درمیان دونون صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور نقد رخصت حاصل کر کے
سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا امرائے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ غدر دارا بے موافقت ایک جماعت
کثیر کے نہوگا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف و عاجزی کے آثار مخالفون کے
رخسارون سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو سے حملہ کیا اور مخالف اُس خوف اور نہیب سے سراسیمہ اور
بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرورونکا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا اور اُن بداقبالون نے
کہ اپنے ولی النعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اسقدر غنیمت اور اسلحہ اور سلب و سامان چھوڑ گئے کہ اگر عشر عشیر
اسکا وقایہ عرض ناموس اپنے کا کرتے زمانے کے آسیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سمجوری نے بھاگ کر
نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اُسکے فرزند
سلطان محمود کو بسیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب میر الامرائی کا جو ابو علی سمجوری کے نام زد تھا ساتھ
سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر و منصور ہو کر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور سیف الدولہ
سلطان محمود جب افواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی سمجوری مضطرب ہو کر جرجان
کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما
ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی سمجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور مین
عازم ہوئے اور قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ سلطان محمود سے محاربہ کر کے
فائق ہوئے اور تمام مال واسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور مستعد
ستیز فراہم کر کے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ مین مشغول ہوا
اور اُس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل ہو یکبیک امیر ابو علی سمجوری کے عقب فوج سے ایک غبار ہوا اور انکشاف کے بعد
سیف الدولہ سلطان محمود مع دلیران صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر نہ آئی
کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب
لشکر پر حملہ آور ہو اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پائے ثبات زمین کین مین محکم کر کے اس حملہ کو رد کیا اسی حال مین
سیف الدولہ سلطان محمود شیر خشمگین کے مانند پہونچا اور اُنپر حملہ لایا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت پریشان کی امیر

ابوعلی

ابو علی سیمجوری اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہوکر بھاگے اور قلعہ کلات میں جم لیا اوراس فتح کے
بعد امیر ناصرالدین سبکتگین بکام دل مصدر فرمانروائی پرمتمکن رہا شعبان کے مہینے ۳۸۷ ستاسی ہجری تین سو ستاسی ہجری مین کہ عمر اسکی ست
چھپن سال گذرے تھے حدود بلخ اور موضع ترمذ مین بادم الذات یعنی بیکبار اجل اسکے سر پر دوڑا اوسکی تابوت لایا اور قالب
بیجان کو عماری مین رکھکر غزنین مین نقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت
بنوبت سلطنت کی باگ اپنے کف مین رکھکر ابا ہو اور تسلط اطراف پر متصرف رہے اور امیر ناصرالدین سبکتگین کی وزارت
ابوالعباس فضل بن احمد سفراینی سے تعلق رکھتی اور وہ انتظام امور مملکت وسرانجام مہام سپاہ ورعیت مین ید بیضا دکھلاتا تھا
اور جامع الحکایات مین منقول ہے کہ امیر ناصرالدین سبکتگین ابتدائی حال مین کہ البتگین کی خدمت مین تہ ہر نیشاپور مین رہتا تھا ایک
گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز شکار کیا کرتا تھا ایک روز وہ حسب عادت صحرا مین پھرتا تھا ناگاہ ایک ہرنی
دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہے اسنے اسکے دیکھتے گھوڑا سرپٹ پھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پانون باندھکر
زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طی ہوئی منھ پھیر کر دیکھا کہ اس بچہ کی مان الفت مادری کے
جوش سے پیچھے چلی آتی ہے اور اضطراب کرتی ہے امیر ناصرالدین سبکتگین نے ترحم وشفقت کی نظر مبذول کرکے اسکے بچہ کو
چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوشوقت ہوکر صحرا کیطرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت منھ پھیر کر امیر ناصرالدین کو دیکھتی
تھی اور دم والپسین تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصرالدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین ای امیر ناصرالدین سبکتگین شفقت اور رحمت کہ تو حق مین ایک جانور
عاجز اور پریشان کے حال پر بجالایا درگاہ صمدیت مین قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت مین سلطنت کا فرمان
تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی شیوۂ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال مین صفت شفقت دست
حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایہ سعادت دارین اسمین ہے اور مآثر الملوک مین لائے ہین کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی مین
اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایۂ رعایت مین بعشرت وکامرانی بسر کرتا تھا اوسنے غزنین مین ایک باغ جنت نشان نہایت
نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضہ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر
بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ مین طلب کیا امیر ناصرالدین سبکتگین نے فرمایا کہ ای فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت
مطبوع اور مقبول ہے لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کرسکتا ہے سلاطین خوش تدبیر کے لائق حال وہ ہے
کہ ساتھ تیاری اور نزہت گاہ ایسے مکانون کے مشغول ہون کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز آوین سلطان محمود نے زمین
خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ اہل فضل وعلم کے دلون کی تعمیر ہے نہال احسان انکے زمین دل مین بٹھا اور
سعادت جاوید کا ثمر چن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحۂ روزگار پر چھوڑ جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہے نظم بسا کاخ کہ
محمود دستش بنا کرد + کہ از رفعت تفاخر بر سما کرد + نہ بینی زان ہمہ یک خشت بر جاے + بناے عنصری ماندست برپاے + اور یمینی
کے ترجمہ مین مسطور ہے کہ امیر ناصرالدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اثناے محاورات مین شیخ ابوالفتح بستی سے کہتا
تھا کہ ہم نوازل اسقام اور عوارض امراض کے مقاساتِ مین گوسفند کے مانند ہین کہ جب قصاب اسکے اول دفعہ تیشہ یعنی جمع سہم یعنی بیماری ۱۲ ہم ترا شتی
کیواسطے زمین پر ڈالتا ہے اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہے ایک شکل نامعقول بعنے بھیڑ ۱۲ اور ایک حال ہمیشگی کے خلاف دیکھتی ہے نا امید ہوکر
دل پر گھبرا رکھتی ہے سپاہ تک وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رہا کرے اور آرام پاکر خوشوقت ہوتی ہے اور دوسرے مرتبہ جب وہ قصاب سے

ہاتھ پڑتی ہی حال اسکا خوف و رجا کے مابین ہوتا ہی اور اُس حالت کی نجات کے بعد اُنس کرنیوالی ہوتی ہی اور نفرت اس صورت سے نقصان قبول کرتی ہی اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہی وہ خوف وہراس کو اپنے دلمین مطلق راہ نہین دیتی اور عادت سابق پر واثق رہتی ہی یہانتک کہ بیخبری مین تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیرین صرصر فنا سے برباد ہو جاتی ہی ہم بھی اقسام اسقام اور انواع آلام مین افاقت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہین اور مرگ ناگہان سے غافل ہو کر زندگی کرتے ہین اور دفعۃً ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ کمند قضا گردن مین پڑتی ہی اور رہا دم لذات بند اجل مضبوط کرکے مع روح کو قفس عنصری تو ڑکر پرواز کرتا ہی راوی کہتا ہی کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضاے عمر مین چار روز سے فاصلہ زیادہ نہ تھا

ذکر امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا

جس وقت کہ امیر ناصر الدین اس دار گذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل ہوئے جو کہ سیف الدولہ محمود نیشاپور مین تھا چھوٹا بھائی اسکا امیر اسمعیل اپنے باپ کی وصیت کے موجب قبۃ الاسلام بلخ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی دلہاے رعایا اور استمالت خواطر برایا کے بارہ مین سعی موفورہ بتیس پہونچائی اور باپ کے خزانون کے دروازہ کھولے اور زر خطیر سپاہیونکو عنایت کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن باوجود اس جود اور احسان کے امراے بے انصاف اور دنیا پرست اسیطرح گردن طمع بلند کرکے مطالبات بیجا کرتے تھے اور حیطہ مین نہین آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ اخبار سنے تعزیت نامہ تحریر کرکے ابو الحسن جموی کے صحابت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان مین تجھسے گرامی تر کوئی نہین ہی اور تو میری آنکھونکا تارا ہی جس شے کی تو مجھسے آرزو کریگا مین ہرگز دریغ نکرونگا لیکن کلہ سنی اور تجربہ ایام اور وقوف فائق امور سلطنت ملک کے ثبات اور دوام دولت مین ایک دخل تمام رکھتا ہی اگر یہ صفات تیری ذات مین موجود ہوتین مین سب سے بہت راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا باعث بُعد مسافت اور اسطرف کی محافظت کا سبب تھا اب مصلحت وہ ہی کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کرکے وجہ صواب خطا سے پہچانے اور جو کچھ باپ کے ترکہ وکانات سے ہی آئین شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاے دولت ہی مجھپر واگذاشت کرے تو مین ولایت بلخ کو مخالفون کے خار وجود سے صفا کرکے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کرونگا امیر اسمعیل نے کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نہ سنے اور راہ شفیق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضاے آخر الدواء الکیّ کے برادر کے قلع اور قمع کے سواے علاج ندیکھا اور اپنے عم معز الحق اور اپنے بھائی نصیر الدین ابن امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کرکے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمعیل بھی بلخ سے اسطرف دوڑا جب دونون لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھی کہ امیر اسمعیل مقام مقابلہ سے تجاوز کرے اور صلح کے دروازہ اپنے منھ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفین آراستہ کین اور امیر اسمعیل بھی اپنے باپ کے طرح سے آیا اور قلب اور جناح ہیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اُسوقت لشکر طرفین نے تیغ میان سے لی استعداد قتل مین کوشش کی کہ شمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون روتی تھی عاقبت الامر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب مین قیام رکھتا تھا اسمعیل کے ارکان لشکر مین زلزلہ واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ مین متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اُسی عہد و مواثیق پر قلعہ سے برآورد کرکے کنجیان خزاین کی اُس سے لین اور عمال معتمد علاقون مین مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمعیل اپنے بھائی کی مصاحبت مین بسر لیجاتا تھا سیف الدولہ محمود نے

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجھپر ظفریاب ہون ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرون جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا مطلع ہوا اُس مجلس مین خاموش رہا اور چند روز کے بعد اُسے ایک قلعہ مین جرجان کے محبوس کیا اور فارغبالی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہی ترتیب فرمایا اور امیر اسمعیل نے جیساکہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل مین آخر ہوئی من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ — تذکرہ

واقعات امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا ۔ حاویان خصائل صوری وحاکیان فضائل معنوی اقلام خجستہ ارقام سے صفحات مؤلفات پر یون ثبت کرگئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ اقسام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اُسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اُسکی شجاعت وکشورستانی کا قاف سے قاف تک پہونچا اور اجتہاد کی برکات سے امر غزا مین اعلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر وظلام کی اُکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی کے سیل کے مانند نشیب وفراز سے اندیشہ نکرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت کامرانی پر انوار معدلت اُسکا ضیاے خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا بیت ہمش ہوش ودل بود وہم زور دست + بدین ہردو بر تخت بایدنشست + لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دنیوی فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل وامساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا نظم نبودش ز فضل وسخاوت شرف + نگہداشتی دُر بسان صدف + خزائن بسے داشت پر از گہر + ولے زان نشد مفلسے بہرہ ور + اس کتاب کا مؤلف محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہی کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے ہی ہان اُسکے زردوست ہونے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابونصر مشکانی اور مجلدات ابوالفضل اس قول کی شاہد ہی کہ اسقدر علما اور فضلا اور شعرا اور سپاہ اُسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان جود اور مائدہ احسان اُسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عمائد زمانیکے اور بادشاہونکو کم نصیب ہوئے اور ہونگے اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درم ودینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور وضعداری کو دوست رکھتا تھا اور انکھین مورد انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہرسال چار ہزار درم ساتھ اُنکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انکھین نوازتا ہان دو چیزین اُس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک نقد فردوسی کا دوسرے آخر عمر مین بےسبب رعایا اور تونگرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن وجمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اُسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بدصورتی مشاہدہ کرکے متالم ومتفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہی کہ بادشاہون کے مُنھ دیکھنے سے آنکھ مین بینائی زیادہ ہوتی ہی اور یہان معاملہ بالعکس ہی اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار سے ایک نہ دیکھے خصلت تیری سبھونکو مثال ہی بس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیام فرماتو وہ اونکا محبوب رہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق سیرت پسندیدہ اس انتہا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہی اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اُسکو زابلی کہتے ہین جیساکہ فردوسی کہتا ہی قطعہ خجستہ درگہ

محمود زابلی دریاست ✤ کدام دریا کہ آنرا کنارا پیدا نیست ✤ شدم بدریا و غوطہ زدم ندیدم دُر ✤ گناہ بخت منست وگناہ دریا نیست ✤ سلطان محمود شب عاشورہ ۳۵۷ھ سنہ تین سو ستاون مین متولد ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہی کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اُسکی ولادت کے پیشتر امیر ناصرالدین سبکتگین نے خواب مین دیکھا کہ اسکی محلسرا کے آتشخانہ سے ایک شجر (درخت ۱۲) نہایت رفیع اور چھتنار مثل طوبیٰ کے ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اُسکے سایہ مین بیٹھ سکے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ مین تھا کہ ایک مبشر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصرالدین سبکتگین کا غنچۂ دل نسیم شادمانی سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ اور رویاے (خواب ۱۲) محمود الابتدا و مسعود الانتہا امیدوار ہوا جب وہ فرزند ارجمند برج حمل سے ساطع ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اسکا نہال اقبال سطح سے سایہ گستر ہوا کہ ربع مسکون کے باشندے اسکے ظلال مین استظلال کرتے تھے اور شاہنامۂ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہی کہ یہ دو بیتین اُسمین مندرج ہین ابیات جہاندار محمود شاہِ بزرگ ✤ بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ ✤ چو کودک لب از شیر مادر بشست ✤ بگہوارہ محمود گوید نخست ✤ امیر ناصرالدین سبکتگین نے اُسی سنوات مین اُس مولود کے شکرانہ کیواسطے ہندؤنکے بتخانہ کو کہ آب سودرہ کے کنارے واقع تھا توڑکر مسمار کیا اور موافقت طالع اُسکے سنہ (جمع سنہ ۱۲) ساتھ طالع صاحب دین کے اپنا کام کیا اور اُسکے جلوس کے سال اول مین ایک معدن زر سرخ ایک درخت کی شکل سیستان کی زمین سے برآمد ہوئی اور جسقدر اُسے کھودتے تھے زر خالص نکلتا تھا اور اسکا تین گز تک (تنگی گندان ۱۲) ہوا اور وہ کان اسیصورت سے باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی مہم سے فارغ ہوا بلخ کی طرف نہضت فرمائی اور بسبب وہ کہ منصب اسکا کہ امیر الامرائی خراسان تھا بکتوزن کے مفوض ہوا تھا ایک ایلچی بخارا مین امیر منصور کے پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اُسنے جواب دیا کہ مین نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن اس دولت کا بندہ ہی بوجہ اسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہین ہی سلطان محمود نے ابوالحسن حموی کو ساتھ تبرکات و تحائف بیشمار بخارا مین بھیجکر امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہی کہ سرچشمۂ دوستی اور اخلاص کو بے اتفاقی کے خار و خاشاک سے مکدر اور تیرہ نکرین اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ ہین اُنھین یکلخت ضائع نفرمائین تو رشتۂ الفت شکستہ نہووے اور متابعت اور مطاوعت کی بنا انہدام سے مصئون رہے جب ابوالحسن حموی بخارا مین پہونچا امیر منصور نے اُسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت مین رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اُسکی عزیمت سے واقف ہوکر کسیطرف نکلگیا اور ایک عرضداشت بخارا مین بھیجکر صورت حال گذارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام مین توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب میرے مقابلہ کے نہین رکھتا ہی لیکن سرزنش اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دلکش ہوکر اُسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کیطرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے غدر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اُنکی آنکھون مین سلائی کھینچی اور اُسکے بھائی عبدالملک کو کہ خردسالی سے سن تمیز کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب مین مرو مین داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اُسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت اُنکے شامل حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور زبیدا و رفائق عبدالملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوے

اور بکتوزن

اور بکتوزن نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا مین جا کر لشکر پراگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاق اس درمیان مین
فائق نے مرض الموت مین مبتلا ہو کر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا مین آ کر عبدالملک اور
اسکے توابع کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کہ اسکی مدت ایکسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال
تمام بلخ اور خراسان کی حکومت مین مشغول ہوا اور جب آوازہ اسکے اقبال کا اطراف عالم مین پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی
نے ایک خلعت بیش قیمت کہ اس سے بیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کر کے ساتھ لقب امین الملۃ یمین الدولہ کے
سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ ۳۹۰ تین سو نوے مین بلخ سے ہرات مین دوڑا اور ہرات سے سیستان گیا اور حنیف
بن احمد کو جو وہان کا والی تھا مطیع کر کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ مین ہندوستان کیطرف متوجہ ہو کر چند قلعہ
مفتوح کیے اور وہان سے سالماً اور غانماً مراجعت کی اور حسب عادت قدیم اسطرح سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اسکی
دوستی خاص و عام کے دلمین جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے ماوراء النہر ایکبارگی آل سامان کے تصرف سے برآوردہ کی اور فتحنامہ
تہنیت استیلاے مملکت خراسان کا سلطان محمود کی خدمت مین ارسال کیا اسواسطے دونون بادشاہون کے درمیان بناے دوستی
اور یگانگی نے استحکام [علمیہ ۱۲] قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابو الطیب سہل بن سلیمان معلوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تھا برسم رسالت ایلک خان
کے حضور مین بھیجا ساتھ خطبہ کریمہ کرائم اسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یواقیت اور لعل ہاے قیمتی اور رمالے مروارید و مرجان
اور بیضہ عنبر و اوانی سیم و زر مشحون مشمومات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت [جمع یاقوت ۱۲] اور شمشیر ہاے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر
ملابس اور مینا طوق مرصع سے آراستہ کہ دیکھنے والونکی آنکھ اسکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار با زین زر و ساز ہاے
[جمع لباس ۱۲] [جمع طوق ۱۲]
مرصع اسکی مصاحبت سے روانہ کیے اور امام ابو الطیب سہل جب ترکستان کے ملک مین پہونچا اس ملک کے اہالی اور سرداران ایلک خان
کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اسکے عہد فرخندہ مہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اسکے اعزاز و اکرام مین
نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابو الطیب اسوقت تک کہ ایلک خان کی ملازمت مین فائز ہوا اور کند مین مقیم کیا اور ایسے
دریتیم نے کہ واسطے تحصیل اس در دریاے ترکستان کے غواصی کی تھی دستیاب کر کے ساتھ نفائس و غرائب اس ولایت کے مثل
زر خالص و سیم ناب اور کنیزان خطائی اور ماہرویان چینی اور قاقم اور سنجاب و سمور اور انواع تبرکات دیگر بازگشت کیلئے فائز المرام
ہو کر سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کار نمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ
اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان
کے درمیان مین دوستی اور یگانگی کی بساط گستردہ تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام نا فرجام اور سعایت نمام بدانجام سے محبت ساتھ
عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسمین کا تتمہ اللہ کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے تمام ممالک
مین مشہور ہوا تھا کہ مین اکثر سنوات کی مہمات سلطنت سے فارغ ہو کر دیار ہند مین جا کر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا
اسواسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکیانوے ہجری مین غزنین سے بعزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب
ظفر انتساب لیکر پیشاور مین آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و تین سو زنجیر فیل سے مقابل آ کر صف جنگ
آراستہ کیا اور محرم کی آٹھوین دوشنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری تھے فریق ناجی اور فریق ناری سے ستیزہ ہو کر
لوازم شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پا کر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن
فرزندون اور عزیزون کے اسیر ہوا اور پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی انمین سے سولہ حمائل مرصع یعنی مالے

اور دو لڑی گوہر ہموار اور خوش آب اسیرونکی گردن سے آتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ مین گذرے تھے مبصر جوہریون نے
قیمت ایک مالے کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مشخص اور مقرر کیے اسکے بعد سلطان محمود پیشاور سے قلعہ بہنڈہ مین
گیا اور بافضال الٰہی سے اسے بھی مسخر کیا اور چونکہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولوالعزمی سے جیپال اور
دوسرے اسیرونکو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد امان دیکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسونکو تہ تیغ کیا اور بعضون کو
چاکرون مین منسلک فرماکے معاودت فرمائی کہتے ہین ہنود کے طریقہ مین یہ ہے کہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پاوے یا
قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہو اور گناہ اسکا آگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انندپال کو
ولیعہد کرکے اپنے تئین آگ مین ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم سنہ ۳۹۳ تین سو ترانوے مین پھر سیستان کیطرف روانہ ہوا اور خلف کو
اس مرتبہ غزنین مین لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اسے ہوس ہوئی اور سنہ ۳۹۵ تین سو پچانوے مین شہر بہاطنہ کی سمت نہضت
فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ظاہر اس مین وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اسکے شرفات مین نہ پہونچ سکتا تھا
اور خندق اسکے گرداگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بیجے راو نامی وہانکا راجہ تھا اور رجال و افیال کی کثرت سے نہایت
غرور اسکے سر و مغز مین جاگزین تھا اور امیر ناصرالدین سبکتگین کے امرا کہ ہندوستان مین رہتے تھے اطاعت نکرتا تھا اور جیپال سے
بھی جیساکہ شرط فرمانبرداری ہے پیش نہ آتا تھا سبب سلطان محمود اسکے دفع کیواسطے اسطرف فوج کش ہوا بیجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم
کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان مین دونون گروہ کے تین روز علی الاتصال کارزار اور حرب و ضرب
قائم رہی اور مقہور منصور سے مشخص نہوا قریب تھا مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے
اپنے لشکر مین منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہیے کہ مردم آزمودہ ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جہاد پر مستعد ہوکر میدان جنگ
مین پیش قدمی کرین اور راجہ بیجے راو بھی مسلمانون کی عزیمت سے واقف ہوا اور بتخانہ مین آیا اور اپنے معبود سے کمک طلب کی
اور ہندوون کو سلاح پوشی کا حکم دیا اور بنہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہوکر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امرائے
اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش مین آکر ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور چاشت کیوقت سے
ظہر تک لوازم حرب و ضرب بتقدیم پہونچائے اور طرفین سے کشتون کے پشتے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ پر
عیان نہوتی تھی سلطان محمود بھی قادر ذوالجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بہ نفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت
لایا اور انکی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بیجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے خندق
کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہو بیجے راو متحیر اور مضطرب ہوا اور لشکر اپنا
سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصون کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل مین
بیتھہ سے آب سند کی حوالی مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک فوج دلیران اسلام سے اسکے
تعاقب مین تعین فرمائی اور شیران بیشہ وغا نے اس گاؤ بردغا کو اس بیشہ مین جاتے ہی نقطہ پرکار کی صورت چارونطرف سے
گھیر لیا اور راہ گریز نہ رہی بیجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر بران کھینچکر اپنے سینہ پر کینہ کو چاک کیا غازیان اسلام نے
اسکا سر سلطان محمود کے پاس حاضر کیا اور تیغ بیدریغ اسکے ہمراہیون متابعون پر علم کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اسکے بعد دو سو اور
اسی زنجیر فیل اور بردہ اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ مین شامل ہوئے

اور سلطان محمود نے مظفر اور منصور ہوکر غزنین مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۳۹۶ تین سو چھیانوے ہجری مین ملتان کے تسخیر کی عزیمت
کی اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ مسلوک
رکھکر خدمات شائستہ بپیش پہونچاتا تھا اسکے بعد اُسکا پوتا ابو الفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا مین اپنے باپ
دادا کی سنت پر عمل کر کے آپکو سلطان کے ملازمونمین شمار کرتا تھا لیکن اُس زمانے مین کہ لشکر اسلام بلدہ بہاطنہ کے محاصرہ مین
مشغول تھا اداہائے خارج عقل سے سرمارکر اعمال ناشائستہ کا مصدر ہوا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر عین اغماض
سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہی کہ جب وہ سلطان محمود
کے ارادہ سے واقف ہوا راہ مخالفت مین روان ہوا اور انندپال جیپال کہ سدراہ تھا شکست کھا کر کشمیر کیطرف بھاگا اور
الفسی مین مروی ہی جب ابو الفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا اور انندپال کو سلطان کے ارادہ سے آگاہ کرکے کمک
چاہی اور اُسنے اسکی مدد پر ہمت باندھی لاہور سے پیشاور روانہ ہوا اور اپنے امیرون کی ایک جماعت بھیجکر سلطان محمود کی
سدراہ کی تو اُسکی روانگی کے مانع ہون سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضب ناک ہوا اور لشکر کو انندپال کی جنگ اور اُسکے
بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اسکے سردارون کو کہ جسارت کا علم بلند کرکے روبرو آئے تھے تیغ قہر سے
سنگ تفرقہ انکی جمعیت مین ڈالا اور انندپال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اُسکے تعاقب مین
سودرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا انندپال ہراسان ہوکر کشمیر کے پہاڑون پر بھاگا اور سلطان نے
اُسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور بتہندہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اسکی ملتان کی تسخیر سے تھی
روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مقاومت کی صلاح نہ دیکھی قلعہ بند ہوا اور عجز و زاری کا
دروازہ مفتوح کرکے متعہد ہوا کہ مین ہر سال بیس ہزار درم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کرکے مذہب الحاد
سے احتراز کرونگا سلطان محمود اسکے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کرکے اس قرار پر صلح کے معاودت کے تہیہ مین تھا کہ
دفعتاً مسرعان ارسلان جاذب حاکم کے پاس سے آپہونچا اور ایلک خان نے لشکر پہونچنے اور انکی خرابی کی خبر دی سلطان محمود
نے بتعجیل تمام مہمات بتہندہ کے ساتھ سکھپال کے کہ راجہ ہائے ہند کے فرزندین سے تھا اور پیشاور مین ابو علی سجوری کے
ہاتھ مین گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تھا اور اُسے آپ باشاہی کہتے تھے رجوع کرکے غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی
داستان کی یون ہی کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترده رہا اور علاقہ مصاہرت
اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہانتک کہ چند مرتبہ مذکور ہوا یعنے مفسدون کے فساد اور سخن چینون اور چغلخور ونکی
چغلخوری کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کیطرف نہضت
فرمائی اور خراسان کا میدان دلیران شیرافگن کی مہابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی
تسخیر کی طمع کی اور سیا وتش تگین کو کہ اسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بیحساب جمع کرکے خراسان کیطرف
روانہ کی اور جعفر تگین کو بطور شحنگی بلخ کے دار الملک مین مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے
واقف ہوکر تختگاہ کی حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت کہ
سلطان محمود کے ایام غیبت کی درازی اور اراجیف کے انواع انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ اطاعت اور
فرمانبرداری کا طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین مین داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر مواج کے مانند فراہم کرکے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر ترمذ مین بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے حکم کے موافق سیاوتگین کیطرف متوجہ ہوا اور ہرات سے برآمد ہوکر ماوراء النہر کی عزیمت کی ایلک خان نے قدر خان سے جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدر خان پانچہزار فوج سے اُسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اُسکے اتفاق سے آب جیحون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ پہونچکر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بنفس نفیس صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو نصر فریعون اور عبد اللہ طائی کے سپرد کی اور میمنہ بالتونتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امرائے افغانان اور خلج کے تفویض فرمائی پانسو فیل کوہ تمثیل افواج بحر امواج کے آگے ایستادہ کی اسطرف ایلک خان نے بھی قلب لشکر مین قرار کیا اور قدر خان کو میمنہ اور جعفر تگین کو میسرہ مین مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک پیک نظر جاتا تھا سوارونکا پرا نظر آتا تھا فردوسی نہان گشت خورشید گیتی فروز + تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز + شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ + ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ + پھر دونون لشکر مثل دو بحر زبیق ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑونکی صدا نے آسمان کے کان بہرے کیے اور تمازیون نے اپنے سم کے غبار سے فضائے سپہر تیرہ کیا اور آتش جنگ حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاورونکا معرکہ کی خاک مین آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصکی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف سے برآمد ہوکر دار و گیر مین مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایلک خان کی مشاہدہ کرکے گھوڑے سے اترا اور تضرع و زاری سے منہ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذو الجلال سے ظفر و نصرت کی مسئلت کی اور نذر اور صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور تفضل الٰہی پر اعتماد کرکے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر ژیان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا چونکہ اسکی نظر فضل رب پر تھی ناگاہ عنایات سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم مین لپیٹ کر سنگریزہ کیطرح پھینکدیا اُسکے بعد ترکون کی صف کیطرف خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصہ ہلاک مین داخل کیا جب دلیران صف شکن سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر بیہمال کے افضال سے ایسے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا یکبارگی جوش و خروش مین آنکر چپ و راست سے صفوف اعدا پر جا پڑے اور تیغ بیدریغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان سے ترکون کو خاک مذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدر خان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور بہزار حیلہ معرکہ سے باہر گئے اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ مین کسی مقام پر باگ نروکی اور دوبارہ خراسان کے تسخیر کا خیال اپنے سر پر غرور مین نہ لائے اور تاریخ یمینی مین مسطور ہے کہ یمین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد تعاقب کی عزیمت فرمائی چونکہ موسم سرما تھا اور اس حدود مین سردی اور برف ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اسکی تاب نہ لاسکا اکثر سے امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسبارہ مین بجد تھا ناچار وہ کوچ اسکے تعاقب گیا تیسری شب کو بیابان مین برف عظیم اور سرمائے شدید نے زور شور کیا اہلکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ ایستادہ کرکے منقل بیشمار حاضر کیے جیسا کہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جامہائے زمستانی بدن سے دور کرین اتنے مین مسخرے دلچک سلطان محمود کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے از روے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا اور میری طرف سے سرما سے کہہ کہ بیجان کندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے قریب ہے کہ سردی کا جامہ اپنے بدن سے تبدیل کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

سرپاکو پہونچایا وہ کہتا ہی کہ اگرچہ سردست میرا ہاتھ سلطان اور اُسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہی لیکن تلچیون
اور شاگرد پیشہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اُسکے مقرب اپنے گھوڑونکی تیمارداری اور خدمت
کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ اسوقت خوش طبعی سے ظاہر اکچھہ نہ کہا لیکن اس عزیمت
سے دلمین پشیمان ہوا اور کوچ کا حکم صادر فرمایا ناگاہ اسی شب کو ہندوستان کی طرف یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ آب سار
تمردی سے مرتد ہوکر دین اصلی سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر بادشاہی عمال کو اُس دیار سے نکالدیا اسواسطے
سلطان نے علی الصباح عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی کوچ بکوچ روانہ ہوا اور اُن امراکو کہ ہندوستان مین
جاگیرین اور ریاست رکھتے تھے بجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا کہ وہ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے
چارلاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی مسمے تگین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ اُسکا مرغ روح قفس تن سے پرواز
کر گیا اور اسوقت آنحضرت نے عطف عنان کرکے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زن ہوکر آرام فرمائی
اور سنہ ۳۹۳ تین سو ترانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اُسنے عین قصد تسخیر ملتان مین سبے ادبی
کی تھی لشکر فراہم کرکے ہندوستانکے یونٹس کا عازم ہوا اور یہ خبر سنتے ہی انندپال بھی کارزار پر آمادہ ہوا اور ہندوستانی راجاؤن
سے استمداد طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب حسنات اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد صواب ہند
اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوے یہانتک اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ
فوج فوج لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوے اور زیادہ تر اس سے کہ امیر ناصرالدین سبکتگین کے عہد مین لشکر قلمبند ہوا تھا
اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر انندپال کو سردار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوے اور پشاور کے صحرا مین سلطان محمود کے
لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل خیمے برپا کیے اور طرفین سے کوئی جنگ پر سبقت اور پیش قدمی نکرتے تھے لیکن
روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف و جوانب سے انکی مدد پہونچتی تھی یہانتک کہ گکہر کے کفار بھی اس لشکر مین ہنود
سے ملحق ہوے اور ایک حشر عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوے کہ انکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے
اور دور دور سے خرچ اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانونکی حرب مین کوشش
کرین اور جو عورتین کہ مقدرت نرکھتی تھین چرخہ زنی اور مزدوری کرکے چیزے بچیزے مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب
سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدویون کے مانند سلوک کرتے ہین اتقاع جنگ مین شرائط احتیاط بجا لایا
یعنی لشکر کے دو طرفہ خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو جانبین سے کفار علیرانہ آسکین اسکے بعد حرب مین قیام کرکے ہزار جوان
تیرانداز حکم کے مطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکرگاہ کیطرف کھینچ لاتے تھے
اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے انکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان عمل مین لایا تھا تیس ہزار
کفار سر و پا برہنہ اور ہر ایک حربہ غیر مکرر ہاتھ مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دو طرفہ خندق سے عبور کیا اور سواران اسلام پر
آپڑے اور بالسنان اور مرکبونکو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرتے تھے خلاصہ یہ طرفۃ العین مین تین چار
ہزار مسلمانونکو شہد شہادت چکھاکر روضۂ رضوان مین داخل کیا اور اس اولوالعزمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان
لشکر کے پیادونکے تیر سے معرکہ سے کنارہ کش ہوکر اس روز جنگ موقوف رکھے جو کہ خدا کفیل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور
مین آیا کہ ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صداے نفط و خدنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے ملوک ہند کے

فرار کا گمان کرکے سب نے ہزیمت کی راہ نا پی اور عبداللہ طائی پانچہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے دو ہزار ترک
افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مفروریوں کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اُتارے اور تیس زنجیر فیل
اور غنیمت بیشمار فراہم کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدیؐ کیواسطے
نگرکوٹ کے جہاد اور وہانکی بت شکنی کا عزم بالجزم کرکے روانہ ہوا اور اس عہد میں وہ قلعہ کہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسوم اور
مشہور تھا سلطان طے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف میں پہونچا حکم اُسکے محاصرہ کا دیا اور اُسکے اطراف و
جوانب کے باشندوں کے قتل سے اپنے تیئں معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد میں ایک پہاڑ کے قلعہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند اُسکو
بتونکا مخزن جانتے تھے اور اطراف واکناف کے راجہ زرنقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہاں بھیجتے تھے اور اس امر کو
سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے اسوجہ سے طلا اور نقرہ اور جواہر اور در ومرجان اُس قلعہ میں اسقدر جمع ہوا تھا کہ
جوہری وہم اُسکا حساب نکرسکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ میں فراہم نہ تھا جو قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا اور سوائے براہمہ اور
بت پرستوں کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہیں اسمیں ساکن نہ تھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی وہانکے باشندونکے دلوں پر
طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو خاک مذلت پر
گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من آلات چاندی سونے اور
دو سو من کندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا اہالیان سلطانی
کے تصرف میں آیا پھر سلطان نے سالماً اور غانماً غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ چارسو ہجری میں شہر کے باہر چند
تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ میں رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر میں ہاتھ آئے تھے صحرا میں لیجا کر انبار کیے اہل شہر اور
دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقوں اور
پرہیزگاروں کو بذل اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب میں کسی طور تقصیر نہ کی اور سنہ چارسو ایک ہجری میں
سلطان محمود نے غور پر لشکرکشی فرمائی اور وہاں کا حاکم جسے محمد بن سوری دس ہزار مرد اہل نبرد آراستہ کرکے سلطان محمود کی
صفوف کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کرکے داد مردانگی اور
جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریوں کی جانبازیاں مشاہدہ کیں اپنے لشکر کو از روے فریب کے معرکہ جدال سے
روگردان اور پسپا کیا اہل غور نے ... گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرداگرد دیوار کی تھی برآمد ہوکر پیچھا لیا
جب فضاے صحرا میں پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا امواج سیل شدید کے مانند پھر پڑی اکثر لوگونکو طعمہ شمشیر آبدار کیے
اور جرأت کا قدم بڑھا کر محمد ابن سوری کو دستگیر کرکے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے فور الم اور ہجوم غم سے
ہیرہ کا نگینہ کھا کے مجلس سلطان میں اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اہالیان سلطان کے تحت تصرف میں آئی اور
تاریخ یمینی میں مرقوم ہے کہ غور کے تمام اور وہاں کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات ناصری
اور فخرالدین مبارک شاہ مروزی کہ سلطان غور کی تاریخ سلک نظم میں کھینچی ہے انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیرالمومنین اور
یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے
کے عہد میں تمام ممالک اسلام نے حرف بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہے لیکن غور کی مملکت میں کسیوجہ سے مرتکب اسکے نہوے
اس سبب سے اُس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اسی سال سلطان محمود دوبارہ غزنین سے ملتان آیا اور اسے جبر و قہر سے

مفتوح کیا بہت سے قرامطہ اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دار البوار پہونچایا اور بہتونکے ہاتھ اور پاؤن قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو
زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین مین لیگیا اور غور کے قلعہ مین محبوس کیا یہانتک اُسمین ہلاک ہوا اور سنہ چارسو دو ہجری مین
سلطان محمود کے دل مین دوبارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہے متوجہ ہوا اور عزیمت کا سبب
یہ تھا کہ یہ خبر اُسکے سمع مبارک مین گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت و احترام مین بلا تشبیہ مثل مکہ معظمہ کے ہے اور
داُن مندر یعنی ایک بتخانہ ہے اور اُسمین بہت کثرت سے بت نصب کیے ہین اور بڑا اعظم اصنام اُنکا جگ سوم نام رکھتا ہے اور
کفار کے اعتقاد بموجب جسوقت کہ جہان پیدا ہوا ہے وہ بت بھی تھا اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب مین داخل ہوا چاہتا تھا کہ
بسبب اُس عہد اور پیمان کے کہ اُسکے اور انندپال کے درمیان وقوع ہوا تھا تخلف منظور نہ ہوا اور کسی طور کا صدمہ اور لغزش عبور
لشکر کی وجہ سے اُسکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی انندپال کے پاس روبرو بھیجکر اعلام کیا کہ مین تھانیسر کی عزیمت رکھتا ہون
تجھے لازم ہے کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری لشکر کے ہمراہ بطور بدرقہ ملازم کرے تو جو مواضع کہ تیرے متعلق ہو سپاہ کے گرد دلن اشتباہ
کے صدمہ سے محفوظ رہے انندپال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام
اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار اور بقالون کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع
مایحتاج لشکر سلطان کے اُردو مین لیجا کر ایسا انتظام کرین کہ لشکر مین جو شے کی طلب ہو درست ہو اور دو ہزار سوار اپنے بھائی
کے ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجکر عرض کی کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور بڑے اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ
کی خدمت مین عرض گذار ہے کہ تھانیسر کا بتخانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہے اگرچہ حضور کے مذہب مین بتونکا توڑنا حصول
ثواب اور ذریعہ نجات کا سبب ہے اور یہ امر قلعہ نگرکوٹ کی بت شکنی مین حاصل ہوا اب یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہے اگر
سلطان اُس فعل سے باز آوے اور ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرماوین یہ کمترین بھی اس شکریہ مین کہ
التماس اس فدوی کا معرض قبول مین پذیرا فرمائی ہے ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایاے نفیسہ درگاہ عرش اشتباہ
مین ارسال کیا کریگا سلطان نے جوابدیا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایسا ہے کہ وہ جسقدر شریعت غرا کی رواج اور کفار کے معبد
یعنی بتخانون کے انہدام مین کوشش کرین یوم الجزا ثواب اتنا زیادہ تر پاوین اور جو نیت ہماری وہ ہے کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی
کی رسم ہندوستان کے تمام شہرونسے بالکل زائل کرین کیونکر شہر تھانیسر کے فسخ عزیمت مین لاوین الغرض جب یہ خبر دہلی کے
راجہ کو پہونچی اہالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب مین ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود
جنود نامعدود سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہے متوجہ ہوا ہے اگر پیشتر سے اس سیلاب تند کا بند محکم نہ باندھینگے
تو وہ اس مملکت کے صحرا مین پہونچکر جو کچھ تیرے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اُکھاڑیگا بہتر یہ ہے کہ تم
سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر مین مجتمع ہوکر اور ہم سب یکدل ہوکر غوغا برطرف کرین لیکن سلطان محمود لشکر کفار کے
اجتماع سے پیشتر تھانیسر مین پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بہ جمعیت تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کیطرح بتون کو توڑا اور جگ سوم کو غزنین
مین بھیجا تو خلائق کے سر راہ اُسے ڈالکر پامال سپر بنا دین اور اسقدر خزینے بتکدون سے دستیاب ہوئے کہ شمار اسکا حد سے
باہر ہے اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان بتخانون مین سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا دستیاب
ہوا تھا کہ اسکا وزن چارسو اور پچاس مثقال تھا اور اس سنگ درموهنگ اور رنگ کا جواہر نفیس کسی نے دیکھا نہ سنا
تھا سلطان نے اس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی اُسوقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم ہاتھ یان سرکار کے تصرف مین آوے اور انندپال کے سبب سے بالکل جمعی ہو دے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ
عزیمت فسخ کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے
تھے کسواسطے کہ ہر ایک لشکر سلطان کا ہر فرد انسان مالک سعدد کنیز او غلام ہوا تھا اور سنہ چار سو دو تین ہجری مین التونتاش
سپہ سالار اور ارسلان خان جاذب نے غرجستان فتح کرکے اور شاہ سار ابو نصر کو جو وہان کا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کر لائے
اور کہتے ہین کہ جسوقت شاہ سار کو قید کرکے غزنین مین لاتے تھے ایک غلام شاہ سار کا موکل تھا اُسنے ارادہ کیا کہ غزنین کے
پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے مجاری احوال پر مخبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کی تکلیف دی ہر چند شاہ سار نے اس امر سے
انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اُٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ ای فحیشہ ناکارہ ای شوخ چشم تیرہ روزگار ر ب تجھے
یہ تصور او خیال ہو کہ تیرے افعال شنیعہ او براعمال قبیحہ میرے گوش زد نہوئے او ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل مرادات
مین میرے خاطر نشان نہوا مین خوب واقف ہوں کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی ناز برداری مین سراپا بسر کرتی ہے
اور میرے خانمان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد دیا تو نے اور میری آبرو ریزی کی خاک مذلت و رسوائی میرے سر پر گرائی اگر
حق سبحانہ تعالی کے افضال سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچتا ہون تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہون اور تیرے اعمال زشت
کی جزا تیری آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ اختتام کرکے سر نامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور
مضمون معلوم ہوا دھوان غم کا اُس ضعیفہ بیچاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دلمین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے
سخنان دروغ کہکر میری نسبت تہمت چند کی ہین اسلیے وہ شوہر کے خوف سے اپنی خواصون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ
مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہے
اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اُس مکان کو کہ گلزار ارم کے مانند نزہت افزا تھا
بیابان لق و دق کیطرح خشک و خالی پایا اور کدبانو کا اثر اور پرستار کا نشان نہ ملا کا کا نے ہمسایہ کے باشندون سے حقیقت حال
پوچھی اُنھون نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو اسمین ثبت تھے آگاہ کیا کا کا نے فریاد و شور برپا کیا کہ مین اس
سے وقفیت نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کرکے عذر خواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے
یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادۂ اعتدال سے باہر قدم رکھتا
ہے اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہین آتا اُسکی یہی سزا ہے اور سلطان نے اُنھین دنون مین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر
باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپکے غلامونکے تصرف مین
ہین اسطرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرا کی سلطان محمود نے حسب
دربارہ خلیفہ بغداد القادر کو نامہ سمرقند کی طلب و عطا سے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذاللہ مین یہ امر قبول نکرونگا
اور اگر تو میری بغیر مرضی اسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے
کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دار الخلافت ویران کرون اور اُسکی خاک ہاتھیون کی پیٹھ پر لاد کر غزنین مین لاؤن
ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اُسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندھکر ادب سے
ایستادہ ہوئے تھے اور پیلان کوہ پیکر دربارگاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سر بمہر
تخت کے روبرو رکھکر اور امیر المومنین و قتادہ بیا اللہ کیطرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہے تیرا جواب یہ ہے خواجہ ابو نصر

زرز نی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کھولکر دیکھا کہ اول سر نامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہی اور اسکے بعد ایک
سطر بحرف مقطعات ال م ال م لکھکر آخر اسکے یون قلمی ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین کے
سوا اور کچھ قلمی نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور منشی حیران تھے کہ آیا اسمین کیا رمز اور کنایہ لکھا ہی ہر ایک آیت جو قرآن مین
وارد ہی تمام پڑھیں اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابوبکر قہستانی کہ ابتک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا
قدم جرأت کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دار الخلافت کی پامالی پائے پیلان سے تجویز کرکے پیلان تہدید کی تھی شاید کہ
اسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا
گریہ وزاری کرکے ایلچی سے معذرت چاہی اور مع تحف وہدایا رخصت کیا اور ابوبکر قہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرماکر
صدر امارت پر متمکن کیا اور سنہ چار سو چار ہجری مین سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ باضات کے پہاڑ پر واقع ہی لشکر کشی کی
اس عرصہ مین انندپال کے فوت ہونے سے اسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت
نرکھتا تھا مردان جنگی کار آزمودہ قلعہ نندونہ مین چھوڑ کرکے آپ کشمیر کے درہ مین روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کرکے نقب یعنی
سرنگ اور آلات وغیرہ سے قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی اور اہالیان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا
سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کرکے کشمیر کے درہ کیطرف متوجہ ہوا جیپال کا نبیرہ پوتا ۱۲
اس امر سے آگاہ ہوکر وہانسے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بہت غنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لایا اور
ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کرکے غزنین مین آیا اور سنہ چار سو چھ ہجری مین بھی کشمیر کی عزیمت کی اور قلعہ لوہ کوٹ کو کہ
رفعت اور متانت مین مشہور ومعروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا
کشمیر کی اور کمک اسکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کرکے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر مین راہ گم کرکے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا
پر آب تھا اور جسطرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم اور
صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد اس آب مواج سے بہزار مشقت اور
حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کرکے اسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی
سلطان نے اسکے نخچۂ عروس تمنا کو حنائے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم مین بھیجدیا اور سنہ چار سو سات ہجری مین
خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کرکے یورش کیا اور شاہ ممدوح انکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ
سانحہ سنتے ہی بسبیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے پیک نظر کیطرح خوارزم کیجانب متوجہ ہوا جب خفہ بندین کہ وہ
خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محمد طائی کو مقدمہ لشکر کرکے پیشتر بھیجا جسوقت کہ غزنیون نے منزل مین اقامت کرکے صبح کی
نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پاکر کمین گاہ سے برآمد ہوکر ابلیس کیطرح نمازیون پر تاخت لایا
اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کرکے روضہ رضوان مین داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوئے سلطان غلامان خاصہ کی فوج جرار
بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعیین فرمائی اور ان جانبازون نے تعاقب کرکے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے
حضور حاضر لائے اسکے بعد سلطان قلعہ ہزار اسپ مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کرکے مقابل ہوئی حریف شدید اور معرکہ عظیم
کے بعد راہ ہزیمت شکست پائی اور البتگین بخاری جو انکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین نہضت
فرمائی اور ابو العباس کے قاتلون کو اسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کر کے بطور جاگیر کے عنایت کی اور خود بالنفس بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی اپنے فرزند امیر مسعود کو بخشی اور ابو سہل محمد بن حسین زوزنی کو اسکا وکیل کر کے اسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورگان اپنے پسر امیر محمد کو دی اور ابو بکر قہستانی کو اسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اُس سال کے زمستان در بستہ غزنین میں توقف فرمایا تو سپاہ آرام پاوے اور سنہ چار سو نو ہجری مین وقت بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار مین کہ سلطان نامیہ کے سبزہ اور پھولون کی سپاہ فضاے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور اردی بہشت کی ہواے اعتدال اور نسیم فروردین اہتزاز سے قلعے غنچہ طرب مسخر اور مفتوح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعۃ الاسلام ہمراہ رکاب جو نواح بلاد ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آکر سلطان کی فوج سے ملحق رہتے تھے مطوعہ بلاد قنوج ہوا کہ گشتاسپ کے زمانے سے آنحضرت کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہے اور سات دریا مواج اور ہولناک سے عبور کرنا جاتا ہے جب کشمیر کی سرحد مین پہونچا وہانکے والی نے تحف اور ہدایاے لائق پیشکش کر کے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق مقدمۂ لشکر ظفر اثر روان ہوا اور سپاہ اسلام قطع کرنے مراحل اور منازل کے بعد قنوج مین داخل ہوا ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر بفلک کشیدہ اور متانت مین جہان مین بے عدیل واقع ہوا وہان کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا امواج کی کثرت اور سپاہ کا تجمل و حشمت دیکھ کر حیران اور مبہوت ہوا اور مقابلہ اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کر کے ایلچی کاردان اور مدبر بھیجکر اظہار اطاعت و فرمانبرداری کیا اور چونکہ سعادت ازلی اسکے دامنگیر ہوئی بہ رغبت تمام فرزندون اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور عنایات سلطانی اور مراحم خاقانی کے سبب سے مخصوص ہوا اور حبیب السیر اسلام کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان محمود تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور وہانکا راجہ سے ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کر کے خود سیدھا نکل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لا کے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کر کے امان پائی سلطان بھی وہان سے کوچ کر کے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے واقع ہے فوج کش ہوا اور وہانکا راجہ کلچند نام ہاتھی پر سوار ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی ہوا اسکی طرح تعاقب کنان اسکے سر پر پہنچ گئی اسنے خنجر بیداد کھینچکر پہلے اپنی رانی اور فرزندون کا سر کاٹا اسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مار کر رخت ہستی دار البوار مین کھینچا اور اس ولایت سے اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ خامہ و زبان اسکی شرح سے عاجز ہے چنانچہ از انجملہ اسی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف مین پہونچا کہ اس حدود مین ایک شہر ساتھ متھرا کے مشہور ہے اور کرشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اسے پیغمبر اور محل حلول واجب تعالی جانتے ہین اور وہ شہر متھرا معموری اور آبادی مین نظیر نہین رکھتا اور اسقدر عجائب اور غرائب اس شہر مین ہے کہ زبان ناطقہ اسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود اداما اللہ انارہ یہ کلام سنتے ہی اس شہر کیطرف روانہ ہوا اور با وصف اسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید ایزدی سے بلا مزاحمت اور مخاصمت فائز المرام ہو کر اس شہر کو غارت فرمایا اور بتخانون کو کہ اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ سے ویران کر کے مال وافر اپنے تصرف مین لایا اور وہانکی عمارات عالیہ اور بتخانے کی تعمیر مشاہدہ کر کے تعجب مین رہا اور ایک نامہ اشراف اور اعیان غزنین کے نام تحریر کر کے اسمین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہین لیکن اکثر انمین کے سنگ رخام کے بتخانے اسقدر ہین کہ انکا شمار نہین ہو سکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہو وے

ایک لاکھ دینار صرف کرے اور استادان چابکدست کی سعی سے دو سو برس مین انجام کو پہونچے اور یہ بھی کہتے ہین کہ سلطان محمود کے اہالیون نے اسمین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور صناع نے اُن اصنام کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیا تھا کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اسکے اُن طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت برنگ ازرق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چارسو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اُسمین سے اٹھانوے ہزار اور تین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب اُنھین بھی توڑا سو شتر بار ہوے اسکے بعد عمارات مین آگ لگائی اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف مین دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے ہی سلطان اُن قلعون کی طرف متوجہ ہوا اور اُن قلعونکا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہوکر بھاگ گیا سلطان اُن قلعون مین داخل ہوکر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین اسکی نظر چند بتخانے پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد مین تاریخ عمارت اُنکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہالی اسلام اُن قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ منج کیطرف راہی ہوے اور وہ قلعہ مردان مقاتل اور آذوقہ سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک اُنکے محاصرہ مین مشغول رہا اور راہ آمد کی اُنپر مسدود کی جب اس امر پر آمادہ ہوا کہ مسلمان بجبر و قہر اُسے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے عمداً قلعہ سے اُترکر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ مین گر کر جلگئے اور اُنمین سے کچھ لوگون نے زیست سے سیر ہوکر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جمدر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ اُنمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اُترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کرکے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑون پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا اسکے بعد عنان عزیمت چندراے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خودراے تھا معطوف فرمائی اسنے بھی چندپال کی روش پر قدم زن ہوکر مع اموال و اسباب اتباع اور اشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا منقول ہی چندراے کے پاس ایک فیل نہایت قوی ہیکل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی سا تھا اُس فیل کے تمثیل مار کر مباہات کرتے تھے اور سلطان نے چندراے سے چند بار بقیمت گران خریدار ہوکر طلب کیا تھا میسر نہوا اب اتفاقاً وہ فیل اسوقت مین ایک شب کو بے فیلبان چندراے کے اردو سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کرکے بہت شاد اور غم سے آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا غنائم سفر قنوج کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کرورون درم شمار مین آئے اور پچاس ہزار بردہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفائس اسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر اور منصور ہوکر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بنا کرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع اور مسدس اور مثمن اور مدور اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور نقاشی سے متحیر اور ششدر رہین اور اس مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے موجب اسے سطح سے ساتھ اقسام زینت اور فروش اور قندیل وغیرہ کے سجا کر ظرفاے وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنا کیا اور کتب نفائس اور نسخ غرایب موشح کرکے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا بمقتضاے

الناس علی دین ملوکہم ہر ایک امرا اور اعیان دولت نے بنائے مسجد اور مدارس اور رباطات اور خانقاہون مین مبادرت کی
تھوڑے عرصہ مین اسقدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اسکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزہاے نفیس
سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اسکی عادت تھی کہ جسوقت طعام زہر آلود
مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اسکی آنکھونسے روان ہوتے تھے شاہ نے اُسے
اور تحف ہدایہ کے ساتھ خلیفہ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرے ایک سنگ کہ ہندوستان کی مملکت مین
پایا تھا اسکا خواص یہ تھا کہ ہر چند کسی کو زخم عظیم پہونچتا بمجرد اسکے کہ وہ سنگ پانی مین گھسکر اس زخم پر لگائے اچھا ہوتا
اور سلطان نے سنہ ۴۱۰ھ چار سو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اُسے نصیب ہوئی تھین
بغداد مین روانہ کیا خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اُسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبرون
پر خلائق کے روبرو بآواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے علامہ اسلام اور منہدم ہونے بنیاد
کفر اور ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالاوین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین تر زبان ہو کر حق سبحانہ تعالے
سے اسکے واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اُسدن بغداد مین اسقدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی
ایک عیدہاے مقرری اسلام سے ظہور مین آیا ہے اسلیے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب و عجم اور روم و شام رسوم حسنات
بجالاتے تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان مین ظہور پہونچایا اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور
سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہو کر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ
سلطان ہر سال حصول ثواب کیواسطے ہندوستان جاتا تھا اور وہان اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہے لیکن عرصہ دراز سے
اعراب و قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہو گیا ہے اور مسلمان اُنکی خونخواری اور ضعف خلفاے عباسی سے ثواب
حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے اُنکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا
قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیون کا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر سرخ اعراب کیواسطے جو سر راہ قافلہ لوٹتے تھے اُسے
سپرد کر کے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اُسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل
اور طے منازل کے بعد بادیہ مین داخل ہو کر ایک موضع مین کہ جسکا نام فیدہی پہونچے اعراب سر راہ بطریق میعاد حائل ہو کر مانع
ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتاً مصالحہ تجویز کیا اور پانچہزار دینار اُنکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہون اور کسیطرف چلے جائین اعراب
سردار کہ جسکا نام حماد بن علی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہیب و غارت پر
مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے کہ قافلہ کی جماعت مین کہ تیر اندازی مین صاحب قدرت تھا
ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اُس خودسر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانۂ زین سے نیچے آیا اعراب بے توقف
اُسکی لاش اُٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اُس سال بدلجمعی تمام مناسک حج ادا کیے اور سالماً غانماً مراجعت کی
الحمد للہ الملک المعبود علی ذلک اُسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان
کے کفار نے زبان سرزنش اور ملامت کی دراز کر کے کالنجر کے راجا نندا کو ملامتین کین کہ تو باوصف خیل و حشم ممتاز رہ
سلطان محمود کی تو نے کسواسطے اطاعت کی کہ اُسنے قنوج پر لشکر کشی کر کے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ امر نہایت
ناگوار خاطر ہوا اور ایکبار ہر مرتبہ سے زیادہ تر لشکر فراہم با ساز و عراق فراوان نندا کے انتقام کا آہنگ کر کے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جون [جمنا ۱۲] کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا انندا کی
کمک کیواسطے لشکر ہمراہ لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سر راہ آیا جو آب تھا اور عمیق مانع تھا سلطان کے مقربون
مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایکبارگی دریا سے عبور کرکے نبیرۂ جیپال
کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور نبیرۂ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نلایا کچھ لوگونسے راہ فرار پائی اور غلامون نے وہان سے
ایک شہر مین کہ وہانسے قریب تھا جاکر غارت اور تاراج کیا اور بتخانون کو بھی یک لخت ویران او مسمار کیا اور یہ امر بھی ذوی العقول
پر مخفی اور محجوب نرہے کہ آٹھ نفر بادشاہی لشکر کو ہزیمت نہین دے سکتے یقین ہی کہ یہ آٹھ نفر امرا سے تھے جنھون نے
مع اپنے لشکر دریا سے عبور کرکے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک
محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرأت کو کام فرما کرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار
پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ
فرمایا اور اسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر
رکھکر درگاہ آلہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اسکا تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے
کہ دفعتاً نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور شب کو ایک خوف عظیم اسکے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم مین
تمام سلب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار پائی اور دوسرے روز سلطان اسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا
اور دل کمین گاہ ہونیکا اپنے دلمین خیال کیا پھر کفار کے غدر اور مکر سے مطمئن ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور
خزانہ متکاثر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور چونکہ
سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نہ تھی اس سے اسی فتح پر اکتفا کرکے غزنین مین معاودت فرمائی
تذکرہ ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا۔ اس سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک
سرحد ہندوستانسے ہے وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہی اور شرع محمدی کی اطاعت اور پیروی
سے روگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہی سلطان نے لشکر عظیم فراہم کرکے درودگر اور آہنگر اور سنگ تراش کی
ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کیطرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اسے مفتوح کیا اور ظاہرا
قیرات ایک مقام سردسیر مابین ہند اور ترکستان کے واقع ہی میوہ افراط سے پیدا ہوتا ہی اور چونکہ وہانکے حاکم نے سلطان کی
اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہا ے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی
بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اسنے جاتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور بردے
ہزارہا ہزار اسکے ہاتھ لگے جب وہانکے بتخانۂ کلان کو مسمار کیا اسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد
مین اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر
سلجوقی کو کوتوال کرکے اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی — تذکرہ لاہور کے تسخیر کا — سلطان محمود نے
سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعۂ لوہ کوٹ کو محاصرہ کرکے ایک مہینے کامل اوقات صرف کی اور
چونکہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر نہوا وہانسے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور
کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اسکے تصرف مین آئی اور

اس مرتبہ جو جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان بلدۂ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امراے معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرماکے تاخت و تاراج مملکت کبرے پر توجہ فرمائی امداد لشکر لیکر اس ملک مین متعین کرکے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدا سے بہار مین غزنین مین گیا اور سنہ ۴۱۳ چارسو اور تیرہ ہجری مین لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ مین پہونچا اُسکے لینے کی طمع کرکے محاصرہ کیا اور چار دن کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاردان اور چرب زبان کی صحابت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن تھا رجوع کی اور وہان پہونچتے نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کرکے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی نندا نے امتحاناً تین سو ہاتھی بے مہاوتون کے نکالکر صحرا مین چھوڑ دیئے اُسوقت سلطان کے حکم سے ترکون نے انھین گرفتار کرکے سوار ہوئے اور اہل قلعہ یہ جرأت دیکھکر متحیر ہوئے اور ترکون کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح مین بزبان ہندی ایک شعر موزون کرکے بھیجا سلطان نے وہ شعر فضلاے ہند و عرب و عجم کو کہ اُسکی ملازمت مین حاضر تھے دکھلایا سب نے متفق ہوکر اُسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کرکے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کہ ایک اُنمین کالنجر تھا مع تحائف دیگر اُسکے صلہ مین صادر فرمایا نندا نے بھی اموال اور جواہر بے نہایت اُسکے عوض سلطان کی خدمت مین ارسال کیا یہانتک کہ اس ملک سے دست بالش ہوکر غزنین مین معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۵ چارسو پندرہ ہجری مین اپنے لشکر کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت مین تعینات تھا چون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی قلبند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلخ مین گیا اُن روزون ماوراء النہر کے باشندے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے تذکرہ سلطان کی روانگی کا بلخ کیطرف ــ سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کرکے جیحون سے عبور کیا ماوراء النہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذرانین اور یوسف قدرخان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور ازراہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اُسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کرکے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سوغاتین دیکر صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر بھاگا سلطان نے لوگ اُسکے تعاقب مین بھیجے اور وہ اُسے گرفتار کرلائے سلطان نے اُسے طوق وسلاسل مین مسلسل کرکے ہندوستان کے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور خود غزنین مین آیا اور اسی سال یعنی سنہ ۴۱۵ چارسو پندرہ ہجری مین وقائع نگارون نے اُسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہین کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدن کے لائق جانتا ہی حوالہ کرتا ہی لیکن بطریق تناسخ اور اسیطرح اعتقادات اُنکا سومنات کیطرف یہی ہی وہ یہ کہ مدوجزر دریا کا اُسکی عبادت کیواسطے ہی اور برہمہ کہتے ہین کہ جو سومنات اُن بتون سے کہ انھین یعنے ہنود کے سلطان محمود نے توڑا ہی رنجیدہ تھا اسلیے اُسنے اُنکی حمایت نہ کی ہو الا چشم زدن جسکو چاہے ہلاک کرسکتا ہی اور علاوہ اسکے یہ بھی اُنکا عقیدہ ہی کہ سومنات بادشاہ ہی اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہین یہ سنتے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سومنات اور غزیمت قتل بت پرستان اُنکو صفات کرکے دسوین شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ تیس ہزار سوار مطوعہ کے بے شمار اور سوا جب ترکستان کی ولایت سے آنکر اسکے اردو سے ظفر قرین مین حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہی وسیع دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہی اور جاے عبادت براہمہ اور تمام کفار اُنکو سیدہ کرجار ہی اور سومنات

وہان تھا اور ان روزون مندر دیوکے تحت مین ہے اور اہل فرنگ متصرف ہین اور تواریخ مین تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ
کے عہد رسالت مین ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اُٹھا کر وہان لائے اور وہ شہر اسکے نام
سے بنا کیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئی ہین مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہین
ہوا اور یہ بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا ہے براہمہ کا معبود ہے اور بقول براہمہ کرشن نے وہان غیبت کی خلاصہ
یہ سلطان نصف رمضان مین بلدہ ملتان داخل ہوا کہ بیابان بے آب وعلف درپیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و
علف بار کرین اور بادشاہ نے خود علاوہ اسکے کہ مردم لشکر نے آب وعلف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خاصہ
آب علف سے بار کر کے ملتان سے آگے بڑھا اور اُس بیابان خونخوار کو طے کر کے شہر اجمیر کے قلعہ مین پہونچا اور
وہانکا راجہ سر راہ سے گیا تھا سپاہ سلطان حسب الحکم بر اسم قتل وغارت مشغول ہوئی اور چونکہ اصل عزیمت اور ہمت
ہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید ہوا مسافت کے طے مین مشغول ہوا اس درمیان مین چند قلعہ دیکھے کہ
مردان خنجر گذار اور آلات وادوات پیکار سے مملو تھے لیکن نادرہ واقبال نے ایسا رعب اور ہراس اُنکے قلبین ڈالا کہ
بے حرب وضرب شاہ کے مطیع فرمان ہوگئے اور بلا جبر وکد مال ومتاع اُن قلعونکا اہالیان سلطان کے تفویض کیا اُسکے
بعد نہروالہ مین کہ پٹن گجرات سے مراد ہے نزول اجلال فرمایا اور اُس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ وہانسے بھی علف بکثرت
بار کرین اہلکاران حکم کے موافق کاربند ہوتے اور بسبب عجلت قطع منازل ومراحل کرکے سومنات پہونچے اور دریا
کے کنارہ پر ایک قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا سے اُسکی فصیل مین پہونچے اور کفار بسیار سر دیوار بر آمد
ہوکر مسلمانونکو دیکھتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمہین یہان لایا اور ایسا رنگ ہے کہ تم سبکو ہلاک کریگا اور
انتقام تمام اصنام کا کہ تم نے ہندوستان مین توڑے ہین تمہارے ہی دست وپا شکستہ کرکے ماریگا شعر روز دیگر کین
جہان پر عزور + یافت از سر چشمہ خورشید نور + غازیان اسلام کا لشکر بارادہ سپہر احتشام کے حکم سے زیر قلعہ جاکر
جنگ مین مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی دی جب ہندو نے جلادت اور شجاعت اُنکی مشاہدہ کی لاچار تیر انداز دل
سے فوج سے قلعہ کی دیوار پر سے اُترے اور بتخانون مین کہ اُنکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جا کر سومنات سے
استمداد ہوئے مسلمان فرصت وقت پاکر سیڑھیان قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھ گئے اور اُنہا شت سے غلغلہ تکبیر کا
بلند کیا ہندو نے دوبارہ اتفاق کرکے جنگ آغاز کی اور اُسوقت سے کہ جس روز ظلمت رو امیر نے حصار فیروزہ فام پر اپنا
نیزہ چمکایا اور اُس مانتے تک عروس چرخ گان کو اکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونون طرف سے تنور جنگ گرم
رہا جب ظلمت لیل رویت اشباح سے مانع ہوئی عساکر اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مسلح مکمل ہوکر معرکہ
قتال مین بکمال اطمینان حملہ آور ہوئے اور نوک سنان اور پیکان جانستان کی زد سے ہندو کو بارہ سے آوارہ کیا اور بہ
طریق روز گذشتہ زینے رکھکر اطراف وجوانب سے قلعہ پر ہجوم لاکے بیان ایان سومنات کی جنگ کا
کفار نے فوج فوج سومنات کو بغل مین لیکر گریان اور بریان وداع کیا اور دوبارہ دلگیر اور رمایہ نازکا شور کرکے جنگ بیچ
کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو بتخانون کے اطراف وجوانب مین تھی قصبہ ہر طرف سے بقصد کمک کی
اور جنگ پر آمادہ ہوکر صفین آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو اُنکے محاصرہ کے واسطے مقرر کرکے اس جماعت کے
دافعہ کے واسطے مشغول ہوا پھر فریقین بے جد وجہد لاکلام میدان رزم کو کین وغضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ اُسکی

گرمی کی حدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ ہاے جوالہ کا دل مردم کارزار کے حال زار پر جلتا تھا اور امراے پر دم دیو اور
والشیلم کے سبب دو رویہ پیچ کشت سے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایک ضعف لشکر اسلام مین ظاہر آوے سلطان محمود نے مضطرب ہوکر گوشہ
مین جا کر شیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منہ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح و ظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت
کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا عون ربانی سے لشکر کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور
منصور ہوا جب پچیس ہزار مرد مشرکون کے مقتول ہوکے بعد ہ اس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوسے
اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور باشندگان کہ وہ تخمینا چار ہزار اسے تھے دریاسے عمان کیطرف متوجہ ہوکر کشتیون پر سوار ہوے
اور سراندیپ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے پیشتر سے اس امر کی فکر کی تھی اور چند کشتی بہادرون کو سوار کرکے سنگ راہ
اونکا کیا تھا بمجرد ہنود موسنے کشتیہا سے کفار کے ... اور وہان کیطرف حملہ کیا اور بچا بکدستی سے اکثر مشرکون کو انھون نے
سیل فنا مین غریق کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات کی
سیر کی اور سیر قلعہ سے بتخانہ مین آیا ایک بنگلہ نہایت عریض و طویل دیکھا چنانچہ چھپن ستون مرصع اسکی سقف مین نصب تھے
اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اسکا طول پانچ گز تھا دو گز زمین مین پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا سلطان
کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ مین آنکر ایک گرز کہ اسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اوسکے منہ پر مارا کہ چہرہ بنا ہوا اسکا بگڑ گیا
ذکر سومنات کے توڑنیکا اسکے بعد حکم دیا کہ دو ٹکڑے اسمین سے قطع کرکے غزنین مین لیگئے اور مسجد جامع آستانہ
اور کوشک سلطنت پر ڈلوائے چنانچہ آج کے دن تک کہ چھ سو برس سے کسیقدر زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین مین افتادہ
ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور دو قطعہ سومنات سے ہاتھ کے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈلوائے اور یہ خبر بھی صحیح اور
درست ہے کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا براہمہ کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کی عرض مین پہونچایا کہ اگر بادشاہ
اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اسقدر زر خزانہ عامرہ مین داخل کرین ارکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی
مین پہونچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے نجاویگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر
اسقدر مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین انسب معلوم ہوتا ہے سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمھارا سچ
اور مقرون بصواب ہے لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے ایاز ابو محمود بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن مشہور
ہونگا بہتر یہی کہ دنیا اور آخرت مجھے محمود بت شکن کہین نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ آپکے حسن اعتقاد کا
نتیجہ اسی وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جسوقت سومنات کو توڑا اسکے پیٹ مین سے کہ مجوف کیا تھا اسقدر جواہر نفیسہ لآلی
شاہوار برآمد ہوئے تھے کہ قیمت اسکی سو حصے زیادہ زر موعودہ سے تھی اور حبیب السیر مین مسطور ہے کہ سومنات ارباب
تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہے کہ مشہور ذات الحکم رہنما جانتے ہین ولیکن شیخ فریدالدین عطار کے قول سے خلاف
اس بات کے معتقد ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے بیت لشکر محمود اندر سومنات ٭ یافتند آن بت کہ نامش بود لات ٭ اور اس بیت
سے واضح ہوتا ہے کہ سوم نام بتخانہ کا ہے اور نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا لات ہے اور لکھنے والا ان اوراق کا مرقوم خامہ
تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے مقرون بصواب ہے اور جو کچھ شیخ فریدالدین عطار نے ارشاد
کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ اس اقوال کے نہین رکھتا ہے کسواسطے کہ یہ لفظ مرکب ہے سوم اور نات سے اور سوم ایک
بادشاہ کا نام ہے اس بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے مانند بعلبک کے ایک ہوگئین

اور مشہور ہے ہوکر علم اس بت بلکہ اس بتخانہ اور علم اس شہر کا بھی ہوگئے ہین پس اگر سوم نات کو نام اس بت کا جانین و یا
نات کو تنہا اس بت کا نام رکھین دونون درست ہون اور اصل معنے نات کے زبان ہندی مین بزرگ ہی اور لفظ جگناتھ
کہ جو ہندی لغت مین مستعمل ہوتا ہی بھی اس قسم سے ہی کسواسطے جگ بمعنی خلائق اور نات بمعنی صاحب خلائق ہی اور بالفعل
اکثر محاورات مین بطریق علم استعمال کرتے ہین اور معنی لغوی ملحوظ نہین ہی اور بتخانہ سومنات مین راتکو یا دن کو خسوف یعنی
چاند گہن یا کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دو تین لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دور ممالک سے نذرین
اُس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریہ جو حکام ہندوستان نے سومنات مین وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے تھے
اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور ہر شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے باوصف
اسکے کہ سومنات اور نہر گنگ مین مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک زنجیر طلاے خالص دو سو من کی کہ گھڑیال خواہ گھنٹے اُسکے
اطراف مین بھی گوشہ کنیسہ سے تعبیہ کی تھی اور ساعت معین پر اُسے حرکت دیتے تھے تو اُسکی صدا سے براہمہ کو عبادت کا وقت معلوم
ہووے اور پانسو گائین ناچنے گانے والی اور تین سو سازندہ اس بتخانہ مین ملازم رہتے تھے اور انکا مایحتاج جاگیرات
وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسیطرح سے تین سو آدمی زائرون یعنی تیرتھ کرنیوالونکے موے سر تراشنے اور
ریش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیان سومنات کی نذر خدمت کرکے اُس بتخانہ مین بھیجتے تھے
اور اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود وافرہ اس بتخانہ سے خزانہ سلطانی مین داخل ہوا کہ عشر عشیر اُسکا کسی بادشاہ ہندوستان
کے خزانہ مین نتھا اور تاریخ زین المآثر مین مسطور ہی کہ اصل اس بتخانہ کی کہ جس مقام سومنات تھا تاریک تھی اور اس مکان کی روشنی
ایک جواہر کے شعاع سے تھی کہ قندیلون مین اس بتخانے کے نصب کیے تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر چھوٹے بڑے
بت سونے اور چاندی کے بیشمار دستیاب ہوئے تھے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہی **نظم** کعبہ و سومنات چون افلاک ٭
شد ز محمود و از محمد پاک ٭ این ز کعبہ بتان برون انداخت ٭ وین ز کین سومنات را پرداخت ٭ القصہ جب سلطان محمود
سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی
کسواسطے پرم دیو نے اسوقت کہ محمود عاقبت محمود قلعہ اور بتخانہ کے محاصرہ مین مشغول تھا جسارت کرکے
سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے معرکہ مین شربت شہادت چکھکر
روضہ رضوان مین سدھارے تھے اور فتحیابی سلطان اور شکست ہونے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو بلدہ نہروالہ سے
جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کھندہ مین متحصن ہوا تھا اور سومنات سے اُس قلعہ تک کہ خشکی کا راستہ چالیس فرسخ ہی اور
سلطان جب بدولت و سعادت اس قلعہ کے حدود مین پہونچا دیکھا کہ ایک دریا نہایت عمیق اور عظیم اُس قلعہ کے گرد کو احاطہ کیے
ہی اور بظاہر اسیطرف محل عبور نہین ہی اور دوسرے ظفر قرین کے غوطہ خوردن نے سلطان کے فرمانے سے ہرچند غوطہ لگا کر
تدبیرین کین عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک ایک وہانکے غوطہ خورونکی جماعت ہاتھ آئی انھون نے متفق ہوکر عرض کی کہ فلان
مقام سے عبور ممکن ہی لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج مین آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قرآن شریف
کے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امرا اور سپاہ کے گھوڑے پانی مین ڈالا اور حضرت نوح علیہ السلام
کے مانند آیہ فیض ہدایہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ ہوا پرم دیو
اپنے نفس کی سلامتی سب امور پر بہتر اور انسب جانکر مال و ناموس سے گذر کرکے یکہ و جریدہ مجہولون کے لباس مین قلعہ سے باہر آیا ہوا

کسی طرف بھاگ گیا اُسکے بعد جوانون اور بہادرون نے داخل قلعہ ہو کر کفار مقہور کو تہ تیغ کیا۔ **ذکر راجہ**

پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اُسکا اموال و جواہر ہاتھ مین آنیکا

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد انکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر نکالکر سلطان کے خزانہ مین کہ ہمیشہ بل مین مزید کرتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر و منصور ہو کر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور جو اس مملکت کو آب و ہوا اور جوانان خوبصورت اور مرغزارہای دلکش و آبہای روان اور امتعہ فراوان مین ہندوستانکے دیار و امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال یہان مقیم ہو بلکہ پایۂ تخت اپنا بناوے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے اور بعضے کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد مین زرخالص کی کئی کان یہان تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دار الملک کرے لیکن اُسوقت مین اُن معادن سے پیدا نہین ہے اور عجب نہین کہ اُسوقت میں موجود ہون اور اس زمانہ مین برطرف یا غائب ہو گئی ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور اواخر وقت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی علاوہ اسکے جزیرہ سراندیب اور پیگو اور بعضے بنادر اور جزائر مین اسقدر طلا اور یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ روز دن کے بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے اُن جزیرون مین بھیجے اس مملکت کے اشیاے نفیسہ کو بھی اپنے حوزۂ تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت قاہرہ نے از روے خیر خواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراسانکو کہ نہایت محنت سے مصفا کرکے اُس بیجواہر نفیسہ نفوس کے فدا کیے ہین چھوڑنا اور نگجرات کو دار السلطنت بنانا مصالح ملکی سے بعید ہے اس بات نے سلطان کی دل پر اثر کیا اور معاودت کا عازم اور قاصد ہو کر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کرکے پسند کرو کہ ہم اسے اس مملکت کے انتظام کے واسطے مقرر کرین اور حکومت کی مہار اُسکے قبضہ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے آپسمین مشورہ کرکے عرض کی کہ جو ہمین دوسری جگہ اس ثابت مین اتفاق ہو یگا نہ پڑیگا اس ملک کے باشندون مین سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے سومنات کے بعضے المیون اس بارہ مین صلاح لی اُنمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ یہانکے اہالی سے وابشلیمون کے حسب و نسب مین شریف نہین ہے اور آج اُس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین اسمقام مین ریاضت سے مشغول ہے اگر سلطان یہ ملک اُسکے سپرد کرے مناسب ہے اور ایک گروہ نے یہ بات مستحسن نرکھی اور گویا ہوئے کہ وابشلیم مرتاض ایک مرد بد مزاج کہ چندمرتبہ ملک گیری کا دعوی کیا اور ہر بار بھائیون کے ہاتھ اسیر ہوا اور جانکی امان پاکر بتخانہ مین پناہ لیگیا ہے اور بسبب ضرورت ریاضت اختیار کی ہے نہ اپنے اختیار سے **بیت** سر کہ دعصار ارزان درکراست؛ کہ از کنجد شن ریسمان کوتہ است ۔ لیکن ایک وابشلیم اور اُسکے عزیزون مین سے ہے کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ اسکی حکمت اور لزمت قول کو قبول کرتے ہین اور وہ فلان دیار کا حاکم ہے اگر سلطان از روے عنایت ایک فرمان اسکے نام صادر فرماوے وہ انکھونسے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیسا کہ حق نگاہ رکھنے کا ہے نگاہ رکھکر باج و خراج ہو کر قبول کریگا باوصف بعد مسافت کے ہر سال بلا عذر خزانہ عامرہ مین بھیجا کریگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت مین آتا اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عوض اسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت ساتھ اس وسعت کے دین کرنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ممالک ہند کا بادشاہ ہے اور رکا ہے ہماری ملازمت سے شرف یاب نہو عقل و دین اور رسم آئین سے بعید ہے ۔ **سپرد کرنا دارائی گجرات کی وابشلیم مرتاض کو ۔** اسواسطے وابشلیم مرتاض کو طلب کرکے

نہروالہ کی حکومت ساتھ اُسکے رجوع کی اور اُسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم اور ملتزم کر عرض کی کہ فلان دابشلیم میرے
اقوام سے ہی اور میرے ساتھ مقام عداوت مین رہتا ہی جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا بیشک یہان فوج لاکر تنور
وغا گرم کریگا اور چونکہ مجھے ابتک عدت اور تمکن حاصل نہین ہی مین مغلوب ہونگا اگر سلطان بکمال برنظر عنایت مبذول
فرماکر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال مین کابلستان کے خراج سے دوچند خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان نے فرمایا
دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بہ نیت جہاد غزنین سے برآمد ہوئے ہین اگرچہ دو سال اور چھ مہینے کی مدت گذرگئی ہم اسکی مہم کو فیصل
فرمادینگے یہ کہکر دابشلیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند عرصہ مین اُسے مسخر اور مفتوح کیا اور اس دابشلیم کو زندہ اسیر
کرکے دابشلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ ہمارے طریق مین بادشاہ کا قتل جائز نہین ہی بلکہ ایسا دستور ہی کہ جسوقت ایک
بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کراے اور دشمن کو اسمین
محبوس کرے ایک سوراخ اُسمین چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب و طعام اُسے پہونچاوے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُنکا
دونون حاکم غالب و مغلوب کی انجام کو پہونچے اور چونکہ مین ابتک ویسی ایک جگہ محفوظ موجود نہین رکھتا بلکہ مجھے اسقدر استطاعت
نہین ہی کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھون اور چونکہ ممکن ہی کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے ہوادار و جان نثار
خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھڑالینگے امیدوار ہون کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دارالملک غزنین مین لیجاوین جسوقت
ایک گونہ میری مملکت ظاہر اور باہر ہوگی اُسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی مین بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا الیان سرکار میری
استدعا پذیرا کرکے ارسال رکھین سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس درچھ مہینے کے بعد
مراجعت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا اور چونکہ برم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے
سرراہ تعبیہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال مین مصلحت نہ دیکھی سند کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ
مین بعضے مقامات مین بے علفی سے اور بعضے محال مین آب کی نایابی سے محنت تمام و سختی اتم نے افواج سلطانی کو حال پر
راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کرکے سنہ ۴۱۷ چارسو سترہ ہجری مین غزنین مین پہونچا کہتے ہین جسوقت کہ سلطان
بیابان سند کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو نے یہ امر قبول کرکے مسلمانون کا راہبر ہوا اور ایسے
راستہ سے لیگیا کہ اس وادیہ مین آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کہین نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ سے
عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب دیا کہ مین
سومنات کے فدائیون مین سے ہون اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان مین لایا ہون کہ ہلاک کرون سلطان
یہ کلام خصومت التیام اُسکا سنتے ہی غضب مین آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اُسی شب لشکرگاہ سے برآمد
ہوکر صحرا مین گیا اور روے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے تضرع و زاری سے نجات طلب کی اور جب
ایک پہر رات سے گذرا قبولیت کے آثار ظاہر ہوے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اُس مقام
سے کوچ کرکے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے اخلاص کی برکت سے ایسے
ورطۂ مہلک سے نجات پائی دابشلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ایلچی تحفہ و ہدایاے
بسیار درج جواہر اور خزانوں بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مروت کے سبب سے اُسکی روانگی
مین متردد ہوا لیکن جو ارکان دولت دابشلیم مرتاض سے مطمئن تھے عرض گذار ہوے کہ کافر مشرک پر رحم کرنا چاہیے اور خلاف کے

کہ جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہی بہر حال اُس جمع انکو دابشلیم مرتاض کے سپرد کیا اور جب ان لوگون نے اُسے سومنات کی حدود مین پہونچایا دابشلیم مرتاض کے حکم سے زندان معہود یعنی وہ مجلس کہ جسمین قیدی رہا تھا آراستہ کیا اور بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہی دابشلیم مرتاض خود اُس جوان کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا تو طشت اور آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑاوے اور اُس قیدخانہ مین پہونچاوے لیکن دابشلیم مرتاض اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتاب کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک درخت کے سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منہ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر الٰہی سے جانور شکاری سخت چنگل نے رومال رنگین کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا چنگل اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا دابشلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم زدن مین کور ہوا اور چونکہ اُس عہد مین اعیان ہند معیوبون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان مین شور برپا ہوا اور اسی اثنا مین دابشلیم دوسرا آ پہونچا اور اُسکے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تھا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی طشت اور آفتابہ دابشلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان معہود تک دوڑاتے لیگئے اور دابشلیم ثانی کو بڑے تزک حشمت سے تخت پر بٹھا کر دین تو بجانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر نہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کاشانہ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو و نقد و جنس اُسکے تصرف مین آیا گز سکہ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی کہ میر سوز کا قول صادق آیا **بیت** پل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ٭ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہی ٭ سبحان اللہ کارخانہ قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت و حکومت نہ قیام غربت و عسرت طرفۃ العین یعنے پلک مارنے مین دابشلیم مرتاض نے جیسا کہ اُس جوان کے بارہ مین اندیشہ کیا تھا خود اُسمین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ ظہور مین آیا اور وہ اپنے کام مین متعجب ہوکر بجاے اشک خون اپنی آنکھ سے گراتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون اسمقال کو زبان پر لاتا تھا

فرد زچشم و دل بدن خاکیم در آتش و آب ست ٭ بچشم بین و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ٭ سچ ہی بقول **مرزا رفیع** ٭

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی ٭ فلک بال ہما کو دم مین سونپے ہی مگس رانی ٭ ارادت بہون ایک کو تخت شاہی سے اُتار کر دوسرے کو تسلیم شاہی مین نگاہ رکھتی ہی اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہی کہ سلطان محمود نے اس ولایت کے بتخانون مین سے ایک بتکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت مین آیا اور اسکا بھید اُس عصر کے حکما سے استفسار کیا سبنے عرض کی کہ اس بتخانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ مقناطیس سے ہین اور وہ بت آہن ہے اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت علم تساوی رکھتی ہی لاجرم بت درمیان ایستادہ ہو کر کسیطرف مائل نہین ہی جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسمین سے منہدم ہوئی وہ بت اوج ہوا سے سرنگون زمین پر آیا **ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل القاب** اس سال جو سلطان نے سومنات کے سفر سے معاودت کی خلیفہ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان اور نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیونکے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملہ اور امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ موید الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو بلخ مین پہونچا اور اسی سال سلطان نے جتانی کے گوشمالی کا آہنگ کیا تھا اور وہ دریاے کوہ جودی کے کنارے واقع ہوئی تھی اور ان مقہورون نے

سومنات

سومنات سے مراجعت کیوقت افواج سلطانی سے انواع بے اعتدالیان ور قسم قسم کے آزار پہونچاے اُتھے لشکر عظیم ملتان
کیطرف کھینچا اور وہان ہوکر ایک ہزار چار سو کشتی تیار کروائین اور ہر ایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار کمال
قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور دو اُسکے دونون پہلو پر نصب تھین اور اُسکے لگانے سے
یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور یہ تمام کشتیان پانی مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین بیس نفر
مسلح باتیر وکمان قارورہ ونفط جھلانے اور جتونکے اخراج کیواسطے متوجہ ہوئے اور جتون نے خبر دار ہوکر اپنے اہل و عیال جزیرونمین
بھیجدے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوکر چار ہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی دریا مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین ایک
جماعت مسلح سوار کرکے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی
کے مقابل آتی تھی کشتی کے شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک تمام جٹان غرق ہوے اور ما بقی علف تیغ اسلام
ہوگئے اور سلطان کے لشکر نے انکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہوکر غزنین مین معاودت
فرمائی اور سنہ چار سو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابو حرب ارسلان کو ساتھ مرو و نسا کے نامزد کیا تو ترکمانان
سلجوقی کو کہ آب امویہ سے عبور کرکے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگہاے عظیم اور
معرکہ ہاے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خاص سے اسطرف رونق افروز نہوگا ترکمانونکے فساد کا
تدارک ممکن نہین ہے سلطان نے بنفس نفیس اپنی خود توجہ فرمائی اور اُنکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور جو امرا اسکے
ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا ہر آئینہ وہان رے مین گئے اور خزانے
اور دفینے رے کے کہ دیالمہ کے حکام نے سالہاے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت اور محنت انھین دستیاب ہوئے اور باطنیہ ہون
اور قرامطہ سے وہان بہت سے تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور اصفہان کی ولایت
امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوء القنیہ یا سل کا بہم پہونچا ہر روز
وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلایق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اس حال سے بلخ گیا اور جب
بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین اُسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیئسوین ربیع الثانی سنہ ۴۲۱
چار سو اکیس مین لاکہ حسرت اور آرزو مین اس کہنہ دیر سے تر سٹھ برس کے سن مین فوت ہوا مدت اسکی سلطنت پینتیس برس تھی اسکا جنازہ
راتکو کہ مینہ برستا تھا اٹھا کر قصر فیروز غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد اور خوشرو اندام اور چیچک رو تھا
اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لفظ اسنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز
بیشتر حکم دیا تو خزانہ تھیلیان اشرفی اور روپیون اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف نفائس کہ اپنی مدۃ الحیات مین جمع کیا
تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کرکے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اُسے چشم حسرت سے دیکھتا تھا اور
ہاے ہاے کے نعرہ مار کر رو دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین واپس بھیجا اور ایسے وقت مین کہ پیمانہ عمر آب بقا سے
لبریز ہوچکا تھا اور زندگی سے یاس تھی اسمین سے کسیکو مستفیض اور بہرہ مند نہ کیا اور ایسی ہی وجہونسے خلائق اس
شاہ والانژاد کو ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہے پھر دوسرے روز سلطان محفہ مین سوار ہوکر میدانکی سیر کو گیا اور اسکے حکم سے تمام
ممالیک خاصہ اسپان تازی و استران بردعی و فیلان کوہ شکوہ و اشتران قوی ہیکل اور سواے اسکے سلطانکی نظر ثانی کیواسطے
لیگئے اُنھین بھی مشاہدہ کرکے متاسف ہوا اور نوحہ گر کی مانند چیخین مار کر رو دیا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف روانہ ہوا

اور ابوالحسن علی بن حسن میمندی سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے جواہر قیمتی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد مین سات رطل جواہر نفیسہ خزانے مین تھا سلطان محمود نے منہ خاک پہ رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالے نے میرے تئین جواہر نفیسہ خاصہ سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کے آخر عمر مین یہ خبر پہونچی کہ نیشاپور مین ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے احضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ حاضر ہوا سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ ای شخص مینے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے اس مرد نے جواب دیا کہ ای شاہ بالانصاف دعاگو ملحد اور قرامطہ نہین غلام مین عیب یہ ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہے مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے سلطان محمود نے تمام مال اس سے لیکر اور ایک نشانی اسکے حسن عقیدت کی بارہ مین تحریر کرکے اسکے سپرد کی اور طبقات ناصری سے مفہوم اور معلوم ہوا کہ سلطان محمود حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے بارہ مین متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور ناصر الدین سبکتگین کے منتسب ہونے مین ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت (تنہائی) مین کسی مقام مین آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی مین شمع روشن کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ مین اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عبارت کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی مین جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کڑھا وہ شمعدان اسکو مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین یا ابن امیر ناصر الدین سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت وارثی اس حدیث سے تینون مشکل اسکی حل ہوئین کہتے ہین کہ سلطان کے فوت سے دوسرے سال غزنین مین ایک سیل (طوفان ۱۲) عظیم واقع ہوا اسکے سبب اس شہر کی بہت عمارات خراب و مسمار اور خلائق بیشمار ہلاک ہوئی اور جو بند کہ عمرو بن لیث صفار نے اپنے عہد سلطنت مین باندھا تھا اس سیل سے اسقدر خراب ہوا کہ نشان اسکا ظاہر نرہا اور اہل البصیرت اس واقعہ کو وقوع اس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کسواسطے اس بادشاہ مین عدل اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اس سے ملتفت ہو کر احوال پوچھا اسنے عرض کی کہ شکایت میری ایسی نہین کہ سر دربار مجلس مین عرض کرون سلطان نے اسے تخلیہ مین طلب کرکے استفسار فرمایا اسنے عرض کی کہ بادشاہ کا بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر مین آتا ہے اور مجھے ضرب ہائے تازیانہ سے مکان سے نکالتا ہے اور میری زوجہ کے ساتھ صبح تک رہتا ہے اور مینے اس مدت مین تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہین کہ جو عرض اقدس مین پہونچاوے کسواسطے کہ سب اسکا ملاحظہ کرتے ہین اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہراس و ترس نہین کہ فقیر عاجز کی خاطر فاتر کا ملاحظہ کرکے دادرسی کے درپے ہوا اور جب مین سب سے ناامید اور مایوس ہوا آپکی درگاہ مین رجوع کرکے فرصت کا منتظر تھا آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے افضال سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیردستون کا تجھسے پوچھیگا اگر فریاد کو پہونچیگا فہو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی لینے عدل و قہر سے انتقام مجھ عاجز کا ظالمون سے لیوے سلطان محمود یہ کلام صداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گہر رنگ آنکھون مین بھر لایا اور رحم دلی سے فرمایا ای مسکین تو کسواسطے اس سے پیشتر میرے پاس نہ آیا اسنے عرض کی کہ ای شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے مین ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج بہزار دربانون و چوبدارون کی نظر بچا کر حضور کی خدمت مین پہونچا اور نہین تو ہم ایسے فقیرونکی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال اپنا کر سکین سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسریکو اس امر سے واقف نکرنا یعنے یہ کسی سے نہ کہنا کہ مینے احوال اپنا بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا ہے اب اپنے مکان مین جاکر مطمئن بیٹھ اور جسوقت وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے مجھے

نکلے فوراً میرے پاس آکر مجھے خبردار کرنا اُسنے گذارش کی کہ ای سلطان مجھے پھر ایسا وقت کہان میسر ہوگا کہ یہ ذرہ بیقدار پھر
اپنے تئین بارگاہ عرش اشتباہ مین پہونچا کر دیدار فائز الانوار سے مشرف ہو سلطان نے دربانونکو طلب کر کے اُس مرد کو اُنھین دکھلایا
اور یہ حکم قطعی دیا کہ جسوقت یہ آوے خبردار مانع نہونا بلا توقف جہان مین ہون آنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اُس مرد سے
آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یعنی دربان وغیرہ تجھسے کہین کہ بادشاہ استراحت مین ہے یا دوسرا بہانہ کر کے روکین تو فلان
مقام سے آنکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہو کر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ اُسکے
گھر مین نگیا تیسری شبکو بادشاہ کا بھانجا آدھی راتکو بعادت معہود اُسکے مکان مین آیا اور اُسے گھر سے نکالکر بفراغت اپنے کام
کے انجام مین مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افتان و خیزان بارگاہ سلطانی مین آیا دربانون نے روکا اور بولے کہ اسوقت بادشاہ حرم سرا
مین ہے کسیکا وہان گذر نہین اور اگر دیوانخانہ مین رونق افروز ہوتا ہے تجھے کوئی مانع نہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام مین کہ سلطان محمود نے اُس سے
کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ ای سلطان کیا کرتا ہے سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ ای فقیر ٹھہر مین آیا یہ کہکر برآمد ہو کر اُس شخص کے
ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان مین پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پر مست بادۂ نوم پایا اور شمع کو اُن دونونکے
حال زشت پر روشنے پر جلتے اور پروانہ کو سر دھنتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکے بعد فرمایا
ای مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعمال لا تو مین نوش کرون اُسنے فوراً کوزہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کر کے اُٹھا اور کہا ای
فقیر جا اور بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے ہاتھ سلطانکے دامن مین مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کے سوگند ہے کہ جسنے تجھے
دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر پانی طلب کر کے اور پینے کی کیا وجہ تھی در
تو نے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہے جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا ای مظلوم مینے شر ظالم کا تجھسے دفع کیا اور اب اُسکا سر تن سے
جدا کر کے لیے جاتا ہون اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلۂ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی
طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جسوقت تو نے حال اپنا مجھسے کہا مینے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اس مظلوم سے دفع
نکرون آب و طعام زبان پر نرکھون چنانچہ اس تین شبانہ روز مین ہر وقت منتظر تھا اب جو مینے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے غلبہ کے
سبب سے کہ تین روز سے مین پیاسا تھا جرعہ آب طلب کر کے نوش کیا الغرض عقلاے نیک اندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہوگا کہ اگرچہ
سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہین لیکن ایسی حکایت اُنمین سے کسی سے منقول نہین ہے واللہ اعلم بسرائر
العباد اور تواریخ بناے گیتی مین مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کیطرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت
کرون لیکن اس ارادہ کے بعد یہ بھی اُسکے دل مین گذرا کہ مینے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزم نہین کیا امسال مین خراسانکے
مصالح کا آہنگ کر آیا ہون بطفیل اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہے اس سال خراسانسے
معاودت کر کے ہندوستان گیا اور وہانسے پلٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان مین
پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان مین آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے کو
بارگاہ مین آئین مراحم ذاتی سے دور نہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اس امر سے انکار کرے یہ آیہ کریمہ اُنکے سامنے پڑھنا
یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطانے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار کیا آیت
پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ کہ مین اطیعوا اللہ مین ایسا مستغرق ہو رہا ہون کہ اطیعوا الرسول سے
خجالت لیجاتا ہون تا برساتھ اولی الامر منکم کے نہین مشغول ہوتا ہون ایلچی نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی رقت

کی اور اپنے مصاحبوں سے کہا اُٹھو کہ یہ نہین وہ مرد ہی کہ مینے گمان کیا تھا پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزون کو جامہ غلامان
پہنا کر خود بجاے ایاز ایستادہ ہوا اور امتحاناً شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب صومعہ کے دروازہ سے آیے اور شیخ کو سلام
کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور سے دیکھا اور ایاز کیطرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا
ای شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اُٹھا شیخ نے کہا تمام جال ہی لیکن مرغ اسکا نہین ادھر آکہ آگے تیرے رکھا ہی
سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجیے فرمایا نامحرمونکو باہر کر سلطان نے لونڈیونکو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکل گئین
سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سنائیے شیخ نے فرمایا بایزید نے یون کہا ہی کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے
ایمن ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہی پس ابوجہل اور ابوسفیان آنحضرت کے دیدار
فائض الانوار سے مستفیض ہوے تھے کسواسطے اہل شقاوت سے ہین شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت مین کر
مصطفےٰ کو کسینے سواے چار یار اور بعضے صحابہ اسکے کے نہ دیکھا اور دلیل اسپر قول خداے عزوجل ہی وتراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون
اور سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجیے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت
چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا مین نماز پنجگانہ مین دعا کرتا ہون اللہم اغفر للمومنین والمومنات کہا یہ
دعاے عام ہی خاص کیجیے فرمایا عاقبت محمود ہو جیو سلطان نے اشرفیونکا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جوکی روٹی سلطانکے روبرو
رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اُسمین سے ایک لقمہ منہ مین رکھکر چبایا اسکے حلق مین پھنسنے لگا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی تیرے
گلے مین پھنستی ہی کہا ہان شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زر بھی اسیطور ہمارے حلق مین پھنستا ہی اُٹھالے کسواسطے مینے اسے طلاق دی ہی سلطان نے
فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمایئے شیخ سے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہی عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت ہوا
شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپنے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے آپنے کیون تکلیف کی شیخ نے
فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت امتحان مین آیا تھا اب تو انکسار درویشی مین جاتا ہی پھر سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ
سومنات پر تاخت کی اور جب دابشلیم اور برم دیو کی جنگ مین اُسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ
مین گیا اور منہ خاک پر رکھکر اس پیراہن کو ہاتھ مین لیکر درگاہ الٰہی مین عرض کی الٰہی اُس صاحب خرقہ کی آبرو کے طفیل سے مجھے
کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر یہانسے غنیمت دستیاب ہوگی درویشون پر تقسیم کرونگا دفعتہً اسطرف ایک رعد یعنی گرج اور
ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپسمین خونریزی کرکے متفرق ہوے لشکر اسلام نے
ظفر پائی اور اسی شبکو سلطان نے خواب مین دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تونے میرے خرقہ کی آبرو کچھ نہ کی اگر دعاے اسلام تو تمام
کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات مین وارد ہی کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہمات خراسان کی کثرت
تھی لیکن مین غزنین سے بعزم زیارت اس جناب کے آیا ہون شیخ نے فرمایا ای محمود اگر تونے غزنین سے میرا احرام باندھا کیا
عجب کہ خانہ خدا سے احرام باندھین اور تیرے پاس آدین یہے حالت سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اُسکے حق مین ایسا فرماوے
اور روضتہ الصفا مین مسطور ہی کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل مین بیٹھا تھا اور دریچہ سے چپ و راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی
نگاہ سبے سروپا پر پڑی کہ تین مرغ لیے ایستادہ ہی جب سلطان کو اُسنے اپنے طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ کیا
سلطان نے اغماض سے لپنے دل مین کہا یہ اشارہ اسنے کیون کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اسکی طرف
کی اُسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اُسے اپنے روبرو بلاکر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہین اور وہ اشارہ کیا تھا اُسنے عرض کی

کہ مین ایک مرد قمار باز ہون اور آج مین سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جوا کھیلا تھا چھ مرغ میرے جیت مین آئے
ایک موجود ہے سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگائے [illegible] اور لایا سلطان سے بھی لیکر متفکر ہوا آیا یہ کس
فکر ہے ہمیشہ سے روز پھر تین مرغ لایا چوتھے روز وہ مرد نہی ہوش بیک بینی و دوگوش سلطان کے مقابل ایستادہ ہوا اور تہیدستی سے
محزون و ملول ہوکر سر جھکا لیا سلطان نے جب اُسے اس حالت سے دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک پر حادثہ عظیم بلکہ غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے
کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہین پھر اسے اپنے پاس بلاکر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی شرکت
مین ہزار دینار زر سرخ ہارے ہین اور کمیر ہم ہمیشہ نے جیتے ہین سلطان نے متبسم ہوکر پانسو دینار اُسے دلوا دیے اور فرمایا کہ آئندہ جبتک
مین حاضر نہون میری شرکت مین جوا نہ کھیلنا اور حبیب السیر مین مرقوم ہے اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابو العباس فضل
بن احمد اسفراینی تھا اور اوائل مین وہ فائق کی کتابت پر جو امراے سلاطین سامانی کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مصروف تھا
جب فائق کا آفتاب اقبال سرحد زوال مین پہونچا اپنے تئین امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین پہونچا کر مسند وزارت پر
بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اُسی منصب پر مقرر رکھا جو ابو العباس کا جمال احوال حمیدہ فضل و تبحر
لغت عرب سے عاری تھا منشیان دربار فرامین و احکام سلطان جو عربی مین تحریر کرتے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا لیکن خواجہ بزرگوار
یعنے خواجہ احمد میمندی نے (مناشیر جو مشہور ہین یعنے زبان) پھر عربی کیا اور ابو العباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سرانجام مہام مین ید بیضا
دکھلاتا تھا یعنی نظیر اپنا نہ رکھتا تھا جب دس برس اسکی وزارت سے گذرے آخر کو اُسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض وبال
کیطرف انتقال کیا یعنی عہدہ وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخون نے اسکے عزل کا سبب یون لکھا ہے کہ سلطان محمود غلامان خوب رشید قد کے
فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابو العباس فضل اس بارہ مین بمقتضاے الناس علے دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایک مرتبہ بعضے ولایت
ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر حور وش کی سنی اپنے معتمدین مین سے ایک شخص کو اُسطرف روانہ کیا کہ اُس غلام کو خرید کرکے عورا
کے لباس مین پہونچا دے سلطان کیفیت واقعہ کی ایک غماز ادر تمام سے سنکر وزیر یعنی ابو العباس کے پاس آدمی بھیجا اور غلام کو
طلب کیا اور ابو العباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اسکے مکان مین تشریف لیگیا فضل
لوازم اتیا اور نیاز مین مشغول ہوا اور اس مابین مین وہ غلام مہر لقا مشتری سیما اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضبناک ہوا اور
وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال مین رایات ظفر آیات ہندوستان کی طرف حرکت مین آئے اور بعض امراے
بدسگال نے اخذ مال کی طمع مین ابو العباس فضل کو اسطرح سے شکنجہ کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی
منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سبق تھا
اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت مین قصبہ بست کی تحصیل مین قیام کرتا تھا لیکن بسبب ایک
خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مصلوب ہوا اور جو کہ بین الناس مین مشہور و معروف
ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا مین منسلک تھا عین غلط اور محض خطا ہے اور احمد بن حسن خوشنویسی
اور جودت فہم اور فضل مین اتصاف رکھتا تھا ابتدا مین داروغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات التفات سلطانی
اسی وجہ سے ساتھ درجہ کے ترقی دیتی تھی یہانتک منصب استیفاے ممالک پہونچکر شغل جائزہ لشکرونکا شامل مذکور کے
ہوا اور چند عرصہ کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس مہام کو بعہدہ سے جیسا کہ چاہیے
باہر آیا جب مشرب عذب سلطانی نے ابو العباس اسفراینی کی نسبت سمت تکدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

کی وزارت مین قرار پکڑا اٹھارہ برس تک جاری کرنے ملک و مال مین مشغول رہا اسکے بعد ایک
جماعت امراے بزرگ سے مثل التونتاش سپہ سالار اور امیر علی [illegible] اور میر زبان اوس منبع فضل و احسان
کی عیب و بدی در پہنانے مین کھولی اور وہ باتین سلطان محمود کے دل مین موثر ہوئین بادشاہ نے عزل کی رقم احمد کی پیشانی احوال پر
کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسے کشمیر کے درہ پر لیجاکر ہنگے خان نام ایک شخص
کہ وہان مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر مین قید کرے غرض وہ تیرہ برس اس قلعہ مین مقید رہا اور سلطان محمود کی
اخیر سلطنت مین زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا جب سنہ چار سو چوبیس آخر ہوا اور سلطان محمود نے
ایک مدت کے بعد احمد حسین بن میکال کو جنگ میکال شہرت رکھتا تھا ابتداے ایام طفلی اور شروع اوقات نشو و نما اُسکی ملازمت
مین بسر لیجاتا تھا اور وہ تیزی طبع اور جودت گفتار اور محاسن کردار مین موصوف و معروف تھا شاہ نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز
فرمایا اور وہ سلطان کی مدت الحیات تک اس امر پر مقیم رہا مورخان سخندان احمد حسین کے حالات مین روایت کرتے ہین کہ اُندنون
کہ سلطان محمود امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین ابو علی سیمجوری کے دفع مین متوجہ تھا ایک مقام مین سنا کہ یہان
ایک درویش گرامی مذہب ہے زہد و عبادت کی صفت مین موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات مین معروف
اسے زاہد آہو پوش کہتے ہین چونکہ سلطان درویشون اور گوشہ نشینون سے عقیدہ کمال رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی
خواہش کی اور احمد حسین کہ منکر اس طبقہ کا تھا فرمایا ہرچند مین خوب جانتا ہون کہ تجھے اہل تصوف اور ارباب ریاضت سے
ارادت و الفت نہین لیکن مین چاہتا ہون کہ زاہد آہو پوش کی زیارت کیواسطے میرا ساتھ دے انسب ہے احمد حسین نے سلطان کے حکم کی
موافقت کی اور ہمراہ رکاب روانہ ہوا سلطان نے باصد شوق فراوان نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتین تصوف آمیز شروع
کین اور اُن باتون کے سننے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ نقد جنس جسقدر آپکے خادمون کو مطلوب ہو میرے
خزینہ دارون سے وصول فرمائین زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا جس شخص کو
خزانہ غیب سے ایسا نقد ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے یہ امر اُسکی کرامات پر گمان کیا اور وہ
دینار احمد حسین کے حوالہ کیے احمد حسین نے اس دینار کے سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابو علی سیمجوری کا سکہ مسکوک ہے جب زاہد کے پاس سے ہوکر باہر آئے
سلطان نے احمد حسین سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نکرنا چاہیے احمد حسین نے جواب دیا کہ غلام اولیا کی کرامات کا منکر
نہین ہے لیکن مین مناسب نہین دیکھتا کہ آپ اُس شخص کی حرب کیواسطے جاوین کہ آسمان پر جسکے نام پر سکہ مارتے ہین سلطان نے
اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ تنگچات اُسے دکھلائے جب سلطان محمود کی نظر ابو علی سیمجوری کے سکہ پر پڑی منفعل ہوا
لیکن راوی یہ کلمات کہتا ہے کہ احمد حسین کے کلام بیجا ہین کسواسطے اس قسم کی چیزین بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر
علیہ السلام اور رجال الغیب اسی عالم سفلی سے لیکر بلکہ اُسی حوالی اور حواشی سے وجہ مشروع سے دستیاب کرکے عند الطلب
لوگونکو پہونچاتے ہین وہ شے مسکوک خواہ غیر مسکوک ہووے الغرض سلطان محمود جب بادشاہ ہوا احمد حسین کو اس زمانہ سے کہ وہ
مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت مصر مین خلعت حاکم خلیفہ کا کہ بالحاد شہرت رکھتا تھا پہنکر پوشیدگی مین قرمطی ہوا ہے بلخ مین دار پر کھینچا اور
مشاہیر شعراے عصر غزنویہ ایک غضایری رازی تھا اور وہ سلطان محمود کے عہد مین رے سے آیا اور شعراے دار الملک کے
ہمراہ مشاعرہ اور معارضہ مین مشغول ہوا اور سلطان کی مدح مین یہ قصیدہ کہکر چودہ ہزار درم انعام پایا **قصیدہ** ٭ اگر مراد بجاہ اندرست
و جاہ بمال ٭ مرا ببین کہ ببینی جمال را بکمال ٭ من آنکسم کہ بمن تا بحشر فخر کنند ٭ ہر آنکہ بر سر یک بیت من نویسد قال ٭

صواب کہ دیکہ سپید انگر د سپرد جہان ؛ یگانہ داور ردا و ادب بے نظیر و ہمال ؛ و گر نہ ہر دو بہ بخشید نے او بوقت کرم ؛ امید بندہ نماندے
بایزد متعال ؛ **اُستاد اسدی طوسی** سلطان محمود کے عہد مین فرقہ شعراے خراسان کا اُستاد تھا اور اُسے متواتر نظم
شاہنامہ کی تکلیف دی اور اُسنے پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استغفار کیا اور اُسکا دیوان مشہور نہین ہے اور شعرا کے مجموعون اور تذکرون مین نظر نہین
آتا ہے فردوسی گو کہ شاگرد اُسکا ہی ہمیشہ شاہنامہ نظم کرکے اُسے اسناد کرتا تھا تو آخر کو ایسا ہوا اور جب فردوسی غزنین سے بھاگ کر طوس گیا
پھر وہان سے رستمدار اور طالقان پر جا کر پھر طوس مین مراجعت کی اور مرنے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا
وقت آپہونچا وقت رحلت ہے اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسیکو قوت نہین کہ باقی کو قید نظم مین لاوے اسدی نے فرمایا اے فرزند غمگین نہو
اگر میری حیات مستعار قالب عنصری مین باقی ہے مین انجام کو پہونچاتا ہون فردوسی نے کہا اے اُستاد آپ ضعیف ہین محال ہے کہ یہ کام
آپ سے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالی انجام ہوگا اور اُسے چند روز مین شروع کیا اول استیلاے عرب سے عجم کی طرف
کہ چار ہزار بیت ہوتی ہین قید نظم مین لایا اور فردوسی ابتک زندہ تھا کہ اُسکے مطالعہ مین گذرانا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے
اُستاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزون کئے ہین اور یہ دو بیت شب و روز کے مناظرہ مین اُسکی
تالیفات سے ہین **ابیات** بشنو از حجت وگفتار شب و روز بہم ؛ سرگذشتے کہ ز دل دور کند شدت غم ؛ ہر دو را خاست جدل از
سبب بیشی فضل ؛ در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم ؛ **منوچہر بلخی** کہ اصل اُسکی بلخ سے ہے سلطان محمود کے عہد
سلطنت مین غزنین مین رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور لغز شمع مین قصیدہ اُسکا تصنیف ہے اُسکا مطلع
یہ ہے **شعر** اے نہادہ درمیان فرق جان خویشتن ؛ جسم ما زندہ بجان و جان تو زندہ بہ تن ؛ **حکیم عنصری** سلطان محمود کے
عصر مین وہ سرآمد شعراے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فضائل کثیر مین ممتاز تھا کہتے ہین سلطان محمود کے رکاب مین ہمیشہ چار سو
شاعر متین ملازم تھے اور سب شاعر اُسکی شاگردی کے مقر تھے اور محفل سلطانی مین آمد شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے
اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اُسے سرفراز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اُسے سناوین پھر وہ بادشاہ کے
ملاحظہ مین گذرانے اور اُسکا ایک قصیدہ نہایت مطول ہے مختصر یہ کہ سلطان کے جمیع محاربے قید نظم مین در لایا ہے اہل بیان کہتے
ہین کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت مین سررشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اوّل سے نظر کی ناگاہ پہلوان
شرع نے آواز بلند کہا کہ اے محمود عشق کو فسق سے ہوائے نفسانی سے نہ آمیز کر سلطان اُسیوقت متنبہ ہوا اور مقراض ایاز کے
حوالہ کی کہا اس زلف رہزن کو تراش اسنے عرض کی کہانسے فرمایا یہ قلم تراش ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش
عشق اسکی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت شعلہ زن ہوئی اور بہت جواہر بیشمار اسے عنایت کیا اور آپ غلبان مستی سے فرش
خواب پر استراحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کیے ہوئے سے پشیمان تھا اور دل کی بیقراری سے
کبھی اُٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسیکو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا حاجب علی عنصری کو مجلس اُسکے اندر طلب کیا جب حاضر ہوا
اسے دیکھکر فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہے کہ مجھپر کیا گذری ہے اس بارہ مین کچھ کہہ عنصری نے فی البدیہہ کہا **رباعی** امروز کہ زلف بتا یہ
در کاستن است ؛ چہ جاے بغم نشستن و خاستن است ؛ روز طرب و نشاط و مے خواستن است ؛ کار استین سرو ز پیراستن است ؛
سلطان یہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور اُسکا منہ تین مرتبہ جواہر سے پر کیا اور مطربون کو بلا کر مے نوشی کی محفل آراستہ
کرکے بنت عنب کے پینے مین اقدام کیا اور عنصری نے سنہ ۴۳۱ چار سو اکتیس مین وفات پائی اور نام اُسکا عالم فانی کے
جریدہ پر ثبت ہوا **عسجدی** مروی الاصل ہے قصائد غرا رکھتا ہے اور عنصری کے شاگردون مین سے ہے سلطان محمود کا مداح تھا

یہ قصیدہ اُسیکا تالیف ہے **نظم** تا شاہ خوردہ بین سفر سومنات کرد ٭ کردار خویش را علم معجزات کرد ٭ دیوان اسکا مشہور نہین ہے اور یہ رباعی بخشش جہت مین ابیع عناصر کیطرح معروف ہے **رباعی** از شربت مدام ولاف مشرب تو بہ ٭ وز عشق بتان سیم غبغب تو بہ ٭ در دل ہوس شراب و بر لب تو بہ ٭ زین توبۂ نادرست یارب تو بہ **فرخی** بھی عنصری کا شاگرد تھا منقول ہے کہ اُسکا باپ والی سیستان کا خلف تھا فرخی نے خدمت دہقانی کی سیستان کے دہقانیونسے اختیار کی تھی ہر سال دوسو پیمانہ گیہون اور سو درم بطور نانکار کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت موالی بنی خلف سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح مین لایا اور خرچ اُسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیمانہ اور ڈیڑھ سو درم چاہیئے دہقان کہا تو اس سے بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہے لیکن مجھے مقدرت اس سے زیادہ نہین ہے فرخی مایوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور یہ قصیدہ گذرانا خلعت اور نقود وافر پایا **نظم** تا بر ند نیلگون بر روے پوشد مرغزار ٭ پرنیان ہفت رنگ اندر سر آرد کوہسار ٭ خاک را چون ناف آہو مشک زاید بیقیاس ٭ بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار ٭ پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر مدارج عالیہ پر ترقی کی چنانچہ بیس غلام زرین کمر اسکی سواری جلوس مین جاتے تھے **دقیقی** شعراے ماتقدم سے ہے اور سلطان محمود کے عہد مین شاہنامہ کی ابتدا اسنے کی اور ہزار بیت یا کم وبیش کہین پھر فردوسی اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار مین سے یہ قطعہ تحریر ہوا **قطعہ** من اینجا دیر ماندم خوار گشتم ٭ عزیز از ماندن دائم شود خوار ٭ چو آب اندر شمر بسیار ماند ٭ عفونت گیرد از آرام بسیار

تذکرہ جلال الدین وجمال الملة محمد بن سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گورکان مین اور امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی ابن ارسلان جو سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین سے طلب کر کے سلطان مرحوم کے حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف سبکتگین اور وزارت خواجہ ابو سہل احمد ابن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر وضیع وشریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین ارزانی اور رفاہیت پیدائی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت راضی تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور پچیس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو النجم امیر ایاز بن اسحق نے غلامونسے متفق ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کر کے روز روشن مین مکابرہ کیواسطے طویلہ مین آئے اور خاصون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ ہوئے امیر محمد اسکے آمد سے خبردار ہوا سوندہرائے ہندو کو جو امراے معتبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہنود کو اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا اور یہ اسکے قریب پہونچتے ہی جنگ مین مشغول ہوا اور سوندہراے ہندو کی جماعت کثیر سے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے انکے سر امیر محمد کی درگاہ مین ارسال کیے اور ابو النجم امیر ایاز اور علی دایہ بسبیل استعجال اسقدر نفاق اور وفاق کے ساتھ جاتے تھے کہ نیشاپور مین جا کر امیر مسعود کی خدمت مین پہونچے کہتے ہین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب اور عمال کارگذار مقرر کر کے خراسان کیطرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو نامہ محبت آمیز عبارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کہ باپ نے تمھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین لیکن بلاد جبال اور طبرستان اور عراق کہ مینے شمشیر آبدار سے لئے ہین کافی ہین لازم کہ نام میرا خطبہ مین تو مقدم کرے منقول ہے کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روز دونون متولد ہوئے تھے اور امیر مسعود اسکے چند ساعت پیشتر پیدا ہوا تھا اسوجہ سے امیر محمد چندان اُسکی اطاعت نکرتا تھا اور اُنکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند جماعت دولتخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیونمین صلح واقع ہووے کارگر نہوئی امیر محمد لشکر خطیر اور حشم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر ۱۰۳۰ء

راہی ہوا اور غرہ رمضان ۴۲۱ھ چار سو اکیس ہجری مین موضع تکیہ آباد کہ حقیقت مین نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام اُس مقام مین بسر لیگیا اور عید کے دن بلے سبب کلاہ اُسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ یہ امر شگون بد سمجھے اور شوال کی تیسری شب کو امیر علی خویشاوند اور امیر یوسف سبکتگین اور امیر حسین میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کرکے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرد اگرد محاصرہ کرکے گرفتار کرلائے اور قلعہ ولج مین کہ اب مردم قندھار جسے قلعہ بلج کہتے ہین لیجاکر قید کیا اور تمام لشکر اور خوانین امیر مسعود کے استقبال کیواسطے ہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات سے بلخ مین گیا اور احمد حسین کو بسبب اس بہانہ کے کہ مکہ معظمہ سے عود کرکے خلعت خلیفہ مصر پہنا تھا دار پر کھینچا کسواسطے امیر مسعود کے سمع مبارک مین پہونچا تھا کہ احمد حسین ایک روز کچہری مین کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہوگا مجھے دار پر کھینچیگا اسیطرح امیر علی خویشاوند کفران نعمت کی سزا مین قتل ہوا اور امیر یوسف سبکتگین کو قید کیا وہ محبس مین مرگیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مندو مین نابینا ہوا امیر محمد کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونیکے بعد ایکسال اور فرمانروا رہا اور پھر مودود بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا۔

ذکر سلطنت شہاب الدین و جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا سلطان مسعود

نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اسکا گستوان آہنی سے گذر کر فیل کے بدن مین در آتا تھا اور گُرز اسکا اسقدر وزنی تھا کہ کوئی اُسے ایک ہاتھ سے نہ اُٹھا سکتا اور چونکہ امیر مسعود اپنے باپ کو مخاطبات مین سخت جواب دیتا تھا اُسے ہمیشہ اپنی نظرون مین خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم مین جہد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباسیہ سے التماس کی کہ امیر محمد کا نام سلطان مسعود پر مقدم لکھین اور طبقات ناصری مین مذکور ہے کہ خواجہ ابونصر مشکاتی کہتا ہے کہ جب وہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ مین پڑھا گیا تمام امرا اور ملوک رنجیدہ خاطر ہوگے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابونصر کہتا ہے کہ مین بھی اس صحبت مین شریک تھا اسکے بعد مین رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے مینے عرض کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون و مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نکر اَلسَّیْفُ اَصْدَقُ اِنْبَاءً مِنَ الْکُتُبِ جو مین بلٹا مین سلطان نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیون گیا تھا اور کیا ہمزبانی ہوئی تھی مینے ماجرا بے کم و کاست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا مین بھی جانتا ہون کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر مین امیر محمد پر ترجیح اور افزونی ہے اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہون کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد مین کچھ حرمت اور توقیر ہو۔ ابونصر کہتا ہے اس معاملہ مین دو چیز سے مجھے تعجب ہوا ایک مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول دیا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ مجھ رونے یہ خبر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس مین احمد بن حسن میمندی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر مین جو قلعہائے سرحد ہندوستان سے ہے محبوس تھا رہا کرکے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد بن نیالتگین خازن کو جرمانہ کرکے زرکثیر اس سے لیا اسکے بعد اُسے ہندوستان کا سپہ سالار کرکے لاہور روانہ کیا اور عبد اللہ دیلمی کو جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہائے ہند مین مقید تھا اپنے پاس طلب کیا۔

خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلاد کیچ اور مکران مین

۴۲۲ھ چار سو اکیس ہجری مین سلطان مسعود بلخ سے غزنین مین آیا اور لشکر کیچ اور مکران مین بھیجکر اس ولایت مین خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہانکی کیفیت یہ تھی کہ والی اس ولایت کا قضائے الہی سے فوت ہوا تھا اُسکے دو بیٹے تھے ایک ابوالعساکر دوسرا عیسے اور عیسے باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابوالعساکر کو بالکل بیدخل کیا اور ابوالعساکر اپنے بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ مین عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت کیچ اور

نگران اس قیصر کے تصرف مین آئے مین بھی بیکے دو تنخواہون کی سلک مین منسلک ہوکر اس ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطان زمان کے نام جاری کرون سلطان مسعود نے اُسکی التماس پذیرائی اور لشکر بیشمار اسکے ہمراہ کیا اور افسرونسے فرمایا اگر عیسے مقام اصلاح مین آوے اور ولایت کو برادرانہ تقسیم کرے فہو المراد ورنہ تم اُسے چھینکر ابو العساکر کے سپرد کرنا اور جب ابو العساکر لشکر ہمراہ لیکر مستعد کارزار ہوکر اسحدود مین پہونچا عیسے برگشتہ بخت روستائی کی تعلیم مین گرفتار رہا اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخرکو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر لوگ اُسکی رفاقت سے جدا ہوکر ابو العساکر سے ملے اور وہ باوجود اسکے اپنے مخصوص لوگونکو لیکر معرکہ مین آیا اور اسقدر لڑا کہ مارا گیا ابو العساکر موروثی پر متصرف ہوا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی برس سلطان مسعود نے سپہداری ولایت ہمدان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فراش کو جسکا نام تاش تھا ارزانی فرمائی اور اُسنے تھوڑے عرصے مین اس ولایت کو نواب و عمال اور امرا کہ سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے بعد فروکش کیے تھے انتزاع کرکے قابض اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان مسعود علاء الدولہ کو کہ علم استقلال بلند کیے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے عاملونکو برخاست کیا۔ **بیان ترکمان سلجوقی کے تسلط کا**

سلطان مسعود نے اسی سال غزنین سے صفاہان اور رے کی عزیمت کی جب ہرات مین پہونچا مردمان سرخس اور باد آورد ترکمانان سلجوقی سے نالشی ہوئے سلطان نے عبد الرئیس بن عبد العزیز کو مع لشکر کثیر اُن پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانون پر پہونچکر چند مرتبہ جنگ مین مصروف ہوا اور سلطان نے اس معرکہ کے بعد دون تصفیہ کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۴۲۳ھ چار سو تئیس ہجری مین التونتاش سپہ سالار سلطان مسعود کے حسب الحکم خوارزم سے علی تگین کے دفع کیواسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اسطرف ماوراء النہر کیطرف متوجہ ہوا دار السلطنت غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کیواسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ مین اسکے جا ملے التونتاش آب مویہ عبور کرکے اول بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی تگین بعزم رزم و کین شہر سے برآمد ہوکر ایک مقام مین وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریائے زخار اور درخت بیشمار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت اور عظمت مین چرخ دوار سے مقابلہ کرتا تھا حائل تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کہ کمین مین تھے التونتاش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور خلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اسمقام مین پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنیکے وقت سلطان محمود کے حضور منجنیق کا پتھر اس جگہ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیونسے اسقدر پوشیدہ رکھی اور پاے ثبات اسقدر معرکہ وغا مین گاڑ دیا کہ بہت سپاہ علی تگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیۃ السیف دشت و بادیہ مین آوارہ ہوا اور جب شب نے پردہ ظلمانی تمام جہان پر چھوڑا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کرکے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہے اس زخم سے نجات ممکن نہین اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسرون نے اُسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا سلطان مسعود کے قبض و تصرف مین رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی تگین سمرقند کیطرف کوچ کر گیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا اُسکی وفات مخفی رکھکر خوارزم مین گئے اور سلطان مسعود نے جب خبر سنی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی

تذکرہ خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا۔ اور اسی برس خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی بہشت عالم فانی سے عالم بقا کیطرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابونصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو صاحب دیوان ہارون بن التونتاش تھا خوارزم سے طلب کرکے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور ۴۲۴ھ چار سو چوبیس ہجری مین سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعہ سرستی پر جو درہ کشمیر مین واقع ہی جاکر محاصرہ کیا اور رعب و دہراس اسکا اس حصن حصین کے باشندون پر غالب ہوا اور ایلچی سلطان مسعود کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم اسقدر روپیہ پیشکش کرتے ہین اور ہر سال یہی مبلغ بسیار خزانہ عامرہ مین داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت تجار اسلام نے کہ مردمان قلعہ کے محبس ستم مین مقید تھے سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک مین آکر اس حصار مین کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہین اور جو کچھ مال دنیوی سے ہمارے پاس تھا ہمسے چھینکر الف کیطرح نقطہ درہم و دینار سے عاری کیا اب خوف یہ ہی کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہمین نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کرین جو مردم قلعہ کے پاس آذوقہ اور مجال مقاومت سلطانی ہے اس سے زیادہ نہین یقین کہ تھوڑے عرصہ مین مسخر ہوگا سلطان نے ان بات سے مطمئن ہوکر فسخ صلح کی اور محاصرہ کے لوازم مین کوشش فرمائی یہانتک خندق کو نیشکر سے کہ اس اطراف مین افراط سے تھی پاٹکر بلند کیا اور اسپر سے قلعہ مین داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اتارکر انکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور انکا سلب و سامان غارت کرکے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سب انکے حوالہ کی اور یہ نیک نامی ابد الدہر دفتر عالم مین ثبت رہی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور اس سال اکثر ربع مسکون مین باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وباء عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیمون مین سرایت کی اور ایک مہینے کے عرصہ مین چالیس ہزار آدمی اصفہان مین ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد اور ہندوستان کے قریونمین اسقدر آدمی باقی نتھے کہ کشت اور زراعت اور انواع حرفہ مین قیام کرین اور اطراف بغداد اور موصل اور ولایت جرجان مین مرض جدری یعنی چیچک کی بیماری اسقدر شایع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اسمین چیچک کے سبب سے دو یا تین آدمی ضایع نہوئے ہون اور [۴۲۵] سنہ چارسو پچیس ہجری مین قصبہ اہل سارے کوہ کے باشندے وہانکے ایکجا ہوکر جدال و قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین کا بفتح و فیروزی اختصاص پایا ابا کالنجار امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اسنے اپنے فرزند مین اور بھتیجے شیرویہ بن سرخاب کو گورکان بھیجا اور امیر مسعود وہان سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور مین داخل ہوا وہانکی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جور سے بہ تنگ آنکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسین بن علی میکال کو لشکر گران سے بطور تاخت انکے تدارک کو بھیجا جب لشکر موضع شہید اتفاق مین پہونچا ایلچی ترکمانونکا یہ پیغام لایا کہ ہم بندہ اور مطیع درگاہ عرش اشتباہ ہین بشرطیکہ اگر سلطان ہماری ذلت و خواری متحمل نفرماوے تو ہم کسی سے سروکار رکھین اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیون سے درشتی کرکے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہین مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور فعال بد سے باز آوو اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور مین بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمھاری تنبیہ و تادیب سے دست کش ہون ترکمانون نے جب یہ مضمون ایلچی کی زبانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھاکر پسپا ہوئے بکتغدی نے انکا تعاقب کیا اور سلجوقیونکے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ مین متفرق ہوئی تھی ترکمانون نے فرصت غنیمت جانی پہاڑ و نکے دروں سے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے و شبانہ روز تک جنگ قایم رہی بکتغدی نے حسین بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہونیکا نہین حسین نے اسکے کہنے پر عمل نکیا اور پائے ثبات میدان کین مین قائم کرکے جنگ مین کھپا آخر الامر ترکمانونکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوا

بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان سلجوقی کے مقابلہ سے

بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور مین آیا سلطان مسعود غمگین ہوا اور [۴۲۶] سنہ چارسو چھبیس ہجری مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا منقارن اس حال کے ہندوستان سے خبر احمد نیالتگین کے طغیان کی پہونچی امیر مسعود نے ناتھ کو جو ہنود کے سردارین سے تھا اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا دونون نے مقابل ہوکر آتش جنگ مشتعل کی اور ناتھ مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہونچی

تولک بن حسین کو کہ امیر الامراے ہنود تھا روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تنور دغا گرم کیا اور ابن نیالتگین کو شکست فاحش ہوئی اور وہ
بدحواس اور پریشان ہوکر منصورہ و ٹھٹہ و سندھ کیطرف مفرور ہوا تولک نے تعاقب کیا اور اسکے ہمراہیون مین سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک
اور کان کاٹے اور ابن نیالتگین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سندھ عبور کرون ناگاہ سیل عظیم آیا اور اُسنے غرق کیا اور جب موجون نے
اسکی نعش کنارے پھینکی سر اسکا کاٹکر تولک کے روبرو لائے تولک نے اُسے سلطان مسعود کے پاس غزنین روانہ کیا اور سنہ ۴۲۴ چارسو چوبیس ہجری مین
ایک قصر نیا غزنین مین تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل مین رکھا اور تاج زرین بھی بوزن ستر من اس تخت کے اوپر طلائی زنجیر ونسے لٹکایا
سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کرکے بار عام دیا اور اسی سال اپنے بیٹے امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی
کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پایہ تخت سوالک ہی ہندوستان کی طرف فوج کش ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط
اور سنگین ہی ہنود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے اُسپر دست رس نہوگا۔ **بیان قلعہ ہانسی کے مفتوح ہونیکا۔**
واضح ہو کہ جب سلطان مسعود مقام مین پہونچا مساعی جمیل کرکے وہ قلعہ چھ دن کے عرصہ مین فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ آئی معتمدونکے سپرد فرمائی پھر
وہانسے قلعہ سونپت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطان کی خبر آمد سنکر جنگل مین بھاگ گیا۔ **تذکرہ قلعہ سونپت**
کے فتح ہونیکا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہانکے بتخانونکو توڑکر غنائم وافر اور اموال متکاثر اپنے قبضہ مین لائے اور
دیپال ہری کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو مین سرگرم ہوئے اور وہ بھی انکے آنیکی خبر سنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو
قتیل و اسیر کیا اور وہانسے درہ رام مین توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہری کے مال مین سے بہت پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ
مین پیری و ضعیفی کے سبب سے سلطان کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکتا سلطان مسعود نے اسکا عذر قبول کیا اور اُسکے تعرض سے ہاتھ کھینچا اور
سونپت مین ایک امراے کبار مقرر کرکے اُسکے اطراف کی تمام بلاد ضبط فرمائی اور غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور مین پہونچا
اپنے فرزند ابو المجدود کو وہانکا حاکم کرکے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اُسکا اتالیق کیا پھر غزنین مین روانہ ہوا اور سنہ ۴۲۶ چارسو چھبیس
ہجری مین ترکمانونکے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ چھوڑکر بھاگ گیا وہانکے لوگون نے عرض کی
کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت مین چند مرتبہ آب سے عبور کرکے مسلمانونکے قتل و غارت پر ہاتھ دراز کیا ہی سلطان نے فرمایا
مین اس زمستان مین اُسے دفع کرتا ہون اور ابتدائے فصل بہار مین سلجوقیونکے اخراج مین مشغول ہونگا اسوقت امرا اور نواب نے فریادیونکیطرح
شور و غل مچاکر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً لیتے ہین اور وہانکے باشندونکو اپنے دست تعدی سے
ایسا شکستہ دل کیا ہی کہ انکی حکومت پر دل رکھا ہی اول اس جماعت کا تدارک واجب ہی اسکے بعد سرانجام اور مہام کا پیش نہاد ہمت
عالی چاہیے کرنا اور ایک شاعر نے اُنھین دنون مین یہ قطعہ سلک نظم مین کھینچکر سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا قطعہ مخالفان تو بودند مورد
مار شدند ۞ برآید از سر موران مار گشتہ دمار ۞ عدوے را مدہ ہرگز زمان زین بیش ۞ کہ اژدہا شود از روزگار یابد مار ۞ جو سلطان
مسعود کا طالع نامسعود حد درجہ نحوست مین پہونچا تھا اُن باتون پر مطلق التفات نفرمائی اور اُس ولایت کے لینے کا طامع ہوا اور پل
باندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اُسکا مقابلہ نہ کیا بدجمعی و اطمینان تمام اُس ممالک پر
متصرف ہوا لیکن اس زمستان مین ماوراء النہر مین برف و باران شدت سے برسا اس وجہ سے نہایت مشقت غزنیون کے شامل حال ہوئی اور
اس حال پر اختلال مین جعفر بیگ داؤد سلجوقی نے جدال و قتال کے خیال مین سرخس سے بلخ کیطرف رجوع کی خواجہ احمد بن عبد الصمد وزیر نے
بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہی اور مین اسقدر جمعیت و آلات حرب نہین رکھتا کہ اُسکا مقابلہ
کرسکون سلطان مسعود پل کو جیحون پر بچاکر بلخ کے سمت متوجہ ہوا طغرل بیگ فرصت پاکر فناہ کی غیبت مین غزنین مین تاخت لایا سلطانکے

گھوڑے اور اونٹ غارت کرکے غزنیونکی نہایت ناموسی کی سلطان جب بلخ کی نواح مین پہونچا داؤد انحراف کرکے مرو کیطرف
روانہ ہوا سلطان مسعود نے بلخ مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جعفر بیگ داؤد کے تعاقب مین گورکان گیا اور وہانکے چند رئیس
علی تقندری کے دست جور سے عاجز ہوکر سلطان مسعود کی خدمت مین حاضر ہوکر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور ستمگر اور راہزنون مین سے تھا اور اس نواح
مین بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اُسے اطاعت مین بلایا اُسنے قبول نہ کیا اور اُسیطریق ایذائے نفس و قتل خلق مین مشغول ہوا اور
اس نواح کے ایک قلعہ مین اپنے اہل عیال لیجاکر قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اُسکی سرکوبی کیواسطے فوج تعین فرمائی اُسنے جاتے ہی اُس قلعہ کو مسخر اور
علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اُسے دار پر کھینچا جب ترکمانون نے سلطان مسعود کی خبر حرکت مرو کیطرف سنی ایلچی
بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندہائے مطیع ہین اگر سلطان ہمارے حال پر نظر ترحم مبذول فرماکر ایک مقام چراگاہ مقرر فرماوے تو ہم اپنے اہل و عیال و چوپایہ ہو
لیکر وہان مقیم ہون اور ہم سب اپنی ذات سے آنکر سرکار کی ملازمت مین حاضر ہوکر خدمت مین مشغول ہونگے دراحم سلطانی سے یہ امر بعید نہوگا
سلطان مسعود نے ملتمس اُنکی قبول فرمائی کسیکو بیغو کے پاس کہ اُس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جاکر اُس سے سند مکمل اس مضمون کی
دے کہ مین بعد تحریر اس وثیقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب نہونگا پھر جا چرا خوار انکے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود عہد و پیمان اُنسے لیکر وہانسے
ہرات کیطرف متوجہ ہوا اور اس راہ مین ایک جماعت ترکمانون نے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت لائی اور چند مرد قتل کرکے تھوڑا اسباب
لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت اُنکے تعاقب مین روانہ کی تو سب باغیون کو تہ تیغ کرکے اُنکے اہل و عیال کو اسیر کیا اور اُنکے سر
سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سر گدھون پر لادکر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض عہد کرے سزاوار
اسکا ہو بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو مین چاہتا تھا ہو چکا سلطان مسعود ہرات
سے نیشاپور اور وہانسے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانونسے مقابل آئی اور جنگ کرکے انمین سے اکثر مقتول ہوئے اُسوقت یہ بھی
خبر پہونچی کہ باد آورد کے باشندون نے اپنا حصار ترکمانونکو دیا ہے سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کرکے وہانکے آدمیونکو قتل کیا اور پھر نیشاپور
مین معاودت کرکے اس سال کا جاڑا وہان کاٹا جب موسم بہار آیا سنہ ۴۳۰ چار سو تیس ہجری مین طغرل بیگ سلجوقی کے تدارک کیواسطے باد آورد گیا
طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہوکر ترنا دریاد آورد مین بھاگا سلطان مسعود دہستہ کے راستہ سے سرخس کیطرف واپس آیا رعایا دہستہ کی
جو خراج کے دینے مین پہلوتہی کرتی تھی اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کرکے اُنکا قلعہ ویران کیا اور وہانسے عنان عزیمت
وندانقان کیطرف معطوف فرمائی اور جب وہان پہونچا آٹھوین رمضان ۴۳۱ چار سو اکتیس ہجری مین ترکمانون نے اطراف و جوانب سے ہجوم لاکر
راہین غزنین کیطرف کی مسدود کین سلطان مسعود نے لاچار ہوکر صفوف جنگ آراستہ کین اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمان بھی اپنی فوج آراستہ کرکے
مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اس مابین مین اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے
جا ملے سلطان نے شجاعت اور تہور کو کام فرمایا بنفس نفیس اپنے میدان قتال مین آیا اور چند مرد ترکمانون کے سردارون مین سے ضرب شمشیر و
نیزہ و تیر سے گرائے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ سلطان کی اطاعت مین تھی انھون نے
بھی بیوفائی کی اور معرکہ قتال مین پشت دیکر غزنین کیطرف متفرق ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس نہ رہا بقوت و مردانگی اُس
معرکہ سے باہر آیا اور کسیکو یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اُسکا تعاقب کرتا جب مرو مین داخل ہوا چند شخص لشکریون سے اُس سے جا ملے
اور وہانسے غور کی راہ سے غزنین مین آیا اور اُن افسرونکو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے تھے مثل علی دایہ اور حاجب شیبانی
و بکتغدی حاجب کو گرفتار کرکے جرمانہ کیا اور ہندوستانکے قلعونمین بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ مین اُن محبس ہی مین ہلاک ہوئے
اور امیر مسعود نے تراکہ سلجوقی کے دفع مین عاجز ہوکر چاہا کہ لشکر کو ہند لیجاوے تا ایک قوت بہم پہونچاکر ترکمانونکے سر پر تاخت لاسکے

اور اُنکے افعال ناشایستہ کی سزا دیوے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبدالصمد وزیر کو اُسکے ہمراہ کرکے اسطرف بھیجا اور ارتگین حاجب کو اُسکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اُسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقاتل پر لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اُس حدود کے انتظام مین مشغول ہو اور شہزادہ امیر ایزد یار کو کوہ پایہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہانکے افاغنہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت اُنکی مضرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعون مین تھے غزنین مین لایا اور شترون پر لادکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور اثنائے راہ سے کسی کو اپنے بھائی امیر محمد مکحول کو قلعہ سے لانیکو بھیجا اور جب مسافرخانہ ماکلہ مین پہونچے ساتھ ایک قول کے آب جہلم مین کہ اس زمانے مین ساتھ آب بہت کے شہرت رکھتا تھا بعض غلامان حیتر شتران خزانہ مسعود پر چار ہو کر سب غارت کیا اسی اثنا مین امیر محمد وہان پہونچا اور جب غلامون نے جانا کہ اس قسم کا ظلم پیش نجا و بگاڑ یہ کہ امیر مسعود سراہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کرکے امیر مسعود کے سر پر گئے اور امیر مسعود اس رباط مین قلعہ بند ہوا اور فوج کے خرد و کلان بعض وطن کی جدائی اور سفر ہند سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماکلہ کے اندر سے کہ آب سندھ کے قریب ہے گرفتار کرکے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ مین تیرے قتل کا ارادہ نہین رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کہ مع حرم اور اپنی اولاد کے وہان بود و باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہین ایام حصار کی روانگی کیوقت بعمارت ضروری سے محتاج ہو ایلچی سلطان محمد سے دیر و بھیکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اسکے واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متالم اور متاثر ہوا قطرات عبرات اپنے وجنات (رخسارون ۱۲) پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز اسوقت مین مالک تین ہزار شتر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال مین گرفتار ہون پھر اپنے مقربون سے ہزار دینار قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت فرمائے اور مع زر مرسولہ اسکو واپس کیا اور سلطان محمد کہ آنکھ اسکی نور بصر سے بے نصیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ خبط دماغ کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی خود مسند آرائی حکومت سے فارغ ہوا اور احمد باتفاق سلیمان بن یوسف سبکتگین اور پسر علی خویشاوند کے اور اپنے باپ کے بے مشورہ قلعہ گیری مین جاکر سنہ ۴۳۳ چارسو تینتیس ہجری مین مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور بعضے کہتے ہین ایک چاہ عمیق مین زندہ گرا کر خاک سے پٹوا دیا اور بعض مورخین سے اور لکھے ہین کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کرکے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بروایت دیگر مدت اُسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ کھینچا اور وہ بادشاہ شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت بافراط رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور اُن پر تازہ انواع احسان و انعام مبذول فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابین تالیف کین ازانجملہ استاد ابوریحان خوارزمی منجم جو اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضات مین ہمتا نظیر نرکھتا تھا قانون مسعودی اور علم ریاضی اسکے نام نامی تحریر کین اور ایک فیل نقرہ اسکے صلہ مین پایا اور قاضی ابومحمد ناصحی نے بھی کتاب مسعودی فقہ مین مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شاہ افاضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا مین مسطور ہے کہ شہاب الدولہ مسعود تصدق بہت مستحقون کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اپنے ماہ رمضان مین ایکدن لاکھ درم مستحقوق کو پہونچائے اور اوائل سلطنت مین اُسکے اسقدر مدرسے اور مسجدین تعمیر ہوئین کہ زبان اسکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہے۔

ذکر سلطنت ابوالفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا۔

جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا امیر محمد مکحول نے جزع فزع بہت کی اور اُن لوگون کو جنھون نے اُسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود ابن امیر مسعود کو کہ بلخ مین استقامت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اُسکا یہ ہے کہ فلان فلان اشخاص نے اپنے باپ کے قصاص مین امیر مسعود کو قتل کیا اور دوسرونکو اس بارہ مین اختیار نہ تھا مودود نے اسکے درجواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالی امیر کی عمر کو ازدیاد کرکے

سلامت رکھیو اور اُسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرمائیو کہ بسبب اُسکے معاش کر سکے اور جودہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا یعنی خون
ایک بادشاہ کا ناحق کرایا کہ امیر المومنین نے اُسے سید الملوک والسلاطین کا لقب دیا تھا منتقم حقیقی جلد اُسکے اس فعل ناشائستہ کی
پاداش نصیب کرے اور نامہ کی پشت پر لکھا کہ بقصد انتقام مارکلہ کیطرف نہضت کرے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد وزیر نے اس
عزیمت سے اُسے باز رکھا اور غزنین میں لیگیا غزنین کے تمام باشندے اُسکے استقبال کو آئے اور اُسکے شریک ہوئے پس ۴۳۲ سنہ چار سو بتیس ہجری میں
غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نامی نام پسر کو جو اپنے کو سپہ سالار پشاور اور ملتان کا کرکے آب سندہ کے اطراف سے استقبال مودود
کیواسطے بھیجا اور دشت دینور میں چچا اور بھتیجے کے درمیان نائرۂ قتال شعلہ زن ہوا عاقبت الامر نسیم فتح وظفر افواج مودود کے پرچم پر چلنے لگی
محمد مع اپنے فرزندون و آلتونتگین ملخی اور پسر علی خویشاوند و سلیمان بن یوسف جو فتنہ و فساد کے بانی تھے تمام اسیر و دستگیر ہوئے اور
مودود کے غلامون نے بنیت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سوا سبکو قتل کیا وجہ سبب اُسکی نجات کا یہ تھا کہ جس وقت مسعود کو قید کیا عبد الرحیم
کے بھتیجے اور عبد الرحمن اُسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے از روے تمسخر دست بے ادبی دراز کرکے کلاہ امیر مسعود کے سر سے اتارا عبد الرحیم
نے اُسکے ہاتھ سے چھینکر اپنے عم بزرگوار کے زیب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کرکے دشنام دی اور آخر کو مضمون مَن عَمِلَ صالحاً
فلنفسہ ومن اساء فعلیہا وقوع میں آیا القصہ مودود نے جب قاتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہوا اُس موضع میں کہ اُسکو صورت فتح نمودار
ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافر خانہ اُسمین تیار کرکے اُسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور بھائیون کا قلعہ گیری
سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر رکھا اور سنہ ۴۳۳ چار سو تینتیس ہجری میں
اُسے معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا اور ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اُسکے امرا سے تھا ہندوستان میں
بھیجا تو نامی ولد محمد مکحول ابن سلطان محمود سے محاربہ کرکے قتل کیا بعد اُسکے کچھ اندیشہ سواے چھوٹے بھائی مجدود بن مسعود کے
نرہا کہ باپ کے قضیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا ایاز خاص کی اعانت سے آب سندہ سے ہانسی اور تھانیسر تک جیسا کہ سزا وار ہے ضبط
کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا پھر اُسی سال ایک لشکر جرار اُسکے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجدود اس امر سے خبردار ہوا مع افواج کثیر
بلدۂ ہانسی سے کہ اس مقام میں واسطے تسخیر دار الملک دہلی کے توطن اختیار کرکے کمین فرصت کا جویا تھا استقبال فرمایا اور قبل اُسکے کہ
لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہووے اپنے تئین چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اُس مقام میں پہونچایا اور قریب تھا کہ اُسکے نہیب و صلابت کے
خوف سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امراے غزنین اُسکی ملازمت میں مشرف ہون ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود کے تئین
خرگاہ میں مردہ پایا اور کیفیت اُسکی ہرگز دریافت نہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں وفات پائی مملکت ہندوستان کی اُسقدر کہ ساتھ
اُسکے تعلق رکھتی تھی بلا جنگ و جدل سلطان مودود کے متعلقون کے تصرف میں آئی اور ماوراء النہر کے بادشاہون نے بھی اُسکی طاعت اختیار
کی لیکن سلجوقیون نے باوصف اسکے کہ مودود جعفر بیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا اُسیطرح مقام نزاع میں تھے اور سنہ ۴۳۵
چار سو پینتیس ہجری میں راے دہلی اور دوسرے راجاؤن نے اتفاق کرکے بلدۂ ہانسی اور تھانیسر کو مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے
تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور
مسخر کرکے متصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ میں پھر برسم قدیم بت نصب کرکے از سر نو بت پرستی کی رسمین اس حدود میں رواج دین
اور شرح اس قضیہ کی یون ہے کہ راے دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک براہمہ ابلیس صفت کی
رہبری اور وسوسہ سے اپنے امراے ارکان دولت کو حاضر کرکے کہا کہ آج شب کو بت نگرکوٹ نے میری خواب میں آکر کہا میں نے
اس مدت تک غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کہ متزلزل اور ویران کردون اب جو مقصد حاصل ہوا چاہتا ہون کہ اپنے

مرکز اصلی مین مراجعت کردن مین سنے فتح دی صرت تمھین امداد فرمائی چاہیے کہ اسقدر ولایت جو تمھارے قبضہ تصرف سے برآوردہ ہوئی ہو
اپنے تصرف مین لاؤ اور مجھے اس جگہ حاضر پاؤ کفار نے اُس دنکو مثل ایک روز ہاے اعیاد کے تصور کرکے جشن کیے اور نہایت محظوظ ہوئے
اور راے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بہم پہونچا کر مشابہ صورت اُس بت کے ایک شکل
تیار کرو سنگ تراشون نے فوراً کمر خدمت چست کرکے ہندؤون کے واسطے ایک معبود اس بت کی شبیہ مہیا کیا اور راے دہلی نے راجہاے
اطراف سے متفق ہوکر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور ظاہر اس قلعہ مین خیمہ اور خرگاہ بلند کیا جب پردۂ شب
مانع اور حائل رویت ابصار ہوا اور خلق باد نوم سے غافل و مست ہوئی راے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود سنگ تراشان
سحر آفرین تھا برہمن راہنمونکو دیا تو اسے اُس باغ مین کہ اس نواح مین واقع تھا موضع لائق اور مقام سزاوار مین نصب کرے برہمن
اس معبود مصنوع بےشعور کو اٹھا کر اُس باغ مین لیگیا اور جاے مناسب بہم پہونچا کر اُس مقام مین منصوب کیا اور علی الصباح جب نگار
خاوری نے سر دریچہ قصر زمردی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اٹھایا اور عادت قدیم کے موافق باغ مین متوجہ ہوئے
اور جو اس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے بعد ذوق و شوق مین آکر اُسکے
پہونچنے اور آملنے کی آپسمین مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جابجا منتشر ہوئی اور لشکرگاہ مین شور عظیم اور غوغاے شادی برپا ہوا اور راے دہلی
اپنے فرزندون اور عزیزون اور بزرگونکو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پابرہنہ معبود مصنوع کی تعظیم کیواسطے باغ کو
روانہ ہوا اور رسم مروجہ بجا لا کر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم اُسکا بجا لاکر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک شب مین غزنین سے
مسافت بعید طی کرکے یہان رونق افروز ہوئے ہین صعوبت سفر اور کوفت راہ سے آج کے دن بستر خواب پر استراحت فرماوینگے
کل بار عام ہوگا عامہ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذرین اور صدقات اپنے اوپر معین و لازم کیے دوسرے روز اُس بت کی
خدمتمین پہونچکر اسقدر جواہر و تحفے پیشکش اُسکے پاؤن پر گرایا کہ محمود کی روح پر فتوح ہندوستانکی طرف روانہ ہوئی اور وہ برہمن اس بت سنگین کے پاس
ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگرکوٹ کو جو میرا مسکن ہے جلد مسخر اور مفتوح کرو
سپاہ ہند از روے اخلاص و اعتقاد قلعہ کی تسخیر مین ساعی اور لوازم محاصرہ مین مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی محافظت مین
مصروف تھے آغاز شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر برج اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امراے غزنویہ کے پاس جو لاہور مین تھے ایلچی بھیجکر
کمک طلب کی جو اُنکے درمیان مین نفاق بہم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت مین پڑا تھا متحصنونکی فریاد کو نہ پہونچے محصورون نے
ناچار ہوکر کفار سے جان و عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کیطرف راہی ہوئے اور اپنے ابناے جنس سے
جا ملے اور راے دہلی نے بتخانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان مین
مشہور ہوئی کفار مسرور اور مبتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگرکوٹ کے تیرتھ اور زیارت کو دوڑے اور بت پرستی کا بازار گرم کیا
اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور عظیم اور کار دشوار مین اُس بت سے مشورہ کرتے ہین اگر اجازت دی تو اُس کام کو آغاز کرکے بخوبی کوشش
کرتے ہین نہین اُس کام سے دست کش ہوتے ہین اور یہ امر اُس زمانے مین بعضے مردم اُس دیار سے جو دعوی ایمان و اسلام کا کرتے ہین انمین
اثر کر گیا یعنے اس جماعت بےشعور سے لوازم مشورت بجا لاتے ہین و زر خطیر نقد و جنس اس بتخانہ مین بقصد ثواب بھیجتے ہین و اس عرصہ مین
مملکت پنجاب وغیرہ مین راے جو شیران لشکر اسلام کے خوف سے لومڑی کیطرح جنگلون اور بیشون مین دم دبا کر چھپتے تھے انھون نے بھی خاطر جمعی
سے سر اٹھایا اور تین راجہ زبردست دس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امراے اسلام جو مودود بن امیر مسعود کی اطاعت سے
دست کش تھے کوچہ بندی کرکے سنگ راہ ہوئے تھے اور چھ سات مہینے سے اپنی جاگیرات و مناصب کیواسطے ایک دوسرے سے جنگ

وجدل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور جرأت سے واقف ہوکر خصومت چھوڑ مقام موافقت مین آئے اور مودود بن امیر مسعود کی اطاعت کے بارہ مین عہد اور پیمان بجالائے پھر ہیئت اجتماعی افواج مسلح اور تکمل ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوئے راگان جب کیفیت حال سے واقف ہوئے بلا جنگ بھاگ گئے اور ۴۳۴ھ چارسو چونتیس ہجری مین مودود ارتگین حاجب کو طخارستان کی طرف روانہ کیا ارتگین جب وہان پہونچا خبر پائی کہ داود ترکمان کا بیٹا ارمن مین آیا ہی لشکر کثیر سے اُسپر چڑھائی کی اور جب اُسکے قریب پہونچا پسر داود ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارتگین نے وہان پہونچتے ہی بہت مرد اہل تبرد اسکے لشکر کے قتل کیے اور بلخ مین آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اس سے اُسکو بلخ کے قریب آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب التماس اُسکی معرض قبول مین نہ آئی مع فوج پنجہ کابل کے راستہ سے غزنین مین آیا اور امیر مودود نے ۴۳۵ھ چارسو پینتیس ہجری مین بعضے لوگونکے اغواے وتفہیم کے سبب ابوعلی کوتوال غزنین سے رنجیدہ ہوکر اُسکو محبوس کیا اور آخر کو جب بیجرمی اُسکی ثابت اور متحقق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر مناصب دیوانی ممالک اور کوتوالی غزنین پر بحال کیا اور سوری بن معتز کو وہ قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ قبہ ضریح مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام مین تھا اور اس عرصہ مین دیوان ہوا تھا اُسے بھی قید کیا یہانتک کہ وہ مجبس مین فوت ہوا اور ارتگین سے کچھ فعل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اُسکی گردن ماری اور اسی سال ترکمانان ملک غزنویہ کی طمع مین بست کی اطراف مین آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجکر انھین ہزیمت دی اور ۴۳۶ھ چارسو چھتیس ہجری مین خواجہ طاہر وزیر باتدبیر نے بھی وفات پائی اور خواجہ ابوالفتح عبدالرزاق بن احمد بن حسن میمندی صدر وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کو بست کیطرف روانہ کیا اُسنے سیستان مین جاکر ابوالفضل کے بھائی ابو زکی ابوالمنصور کو قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین مین لایا اور ۴۳۷ھ چارسو سینتیس ہجری مین ترکمانان سلجوقی جمعیت کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوئے جب بست سے گذرے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہوکر جنگ مین مصروف ہوا جنگ شدید کے بعد ترکمانون نے ہزیمت پائی اور انمین سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرمسیر قندھار مین گیا اور اس ولایت کے ترکمانون کو کہ سرخ کلاہ مشہور تھے قتل کیا اور انمین سے بہت اسیر کرکے غزنین مین لایا اور ۴۳۸ھ چارسو اڑتیس ہجری مین امیر مودود نے طغرل کو پھر مع لشکر انبوہ بُست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیناباد پہونچا سلطانکے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اُسکی استمالت یعنی اپنی طرف میل دینے اور راغب کرنے کو بھیجے طغرل نے جواب دیا کہ ایک جماعت جو امیر کی ملازمت مین ہی مجھسے دشمنی رکھتی ہی مین دربار حضور مین حاضر نہین ہوسکتا اسکے بعد امیر مودود نے علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اُسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اُس حوالی مین پہونچا طغرل چند آدمیونسے بھاگا اور علی نے اُسکے لشکر کو غارت کرکے متفرق کیا اور انمین سے چند کس غزنین مین گرفتار کرلایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ باستگین کو غور کیطرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا ولد بیجے غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابوعلی مین گیا اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ابوعلی کو جو غور کے معتبر سردارونسے تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر اُسپر قبضہ نپایا تھا ولد بیجے غوری اور ابوعلی کو زنجیر مین مسلسل کرکے غزنین مین لایا اور سلطان نے اُن دونون کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب باستگین کو بہرام نیال کے تدارک کو جو ترکمانونکا سالار تھا روانہ کیا اور بُست کے اطراف مین طرفین ستکمہ ہوکر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے اور ۴۳۹ھ چارسو اُنتالیس ہجری مین امیر قزدار نے حد سے گذر کر سلطان کی نافرمانی پر کمر باندھی امیر باستگین اُسپر تاخت لایا قزدار بھی حرب مین مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کانمین ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر صاحب معاودت کرکے غزنین

مین آیا اور سنہ ۴۴۰ھ چار سو چالیس ہجری مین مودود نے اپنے دونون بڑے بیٹون کو یعنی ابو القاسم محمود اور منصور کو ایک ایک خلعت اور طبل و علم دیا ابو القاسم محمود کو لاہور مین اور منصور کو پرشور کیطرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو فوجدار کرکے ہندوستان بھیجا تو وہانکے سرکشون کو گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابو علی پہلے پشاور مین گیا جب قلعہ ماہتیلہ کا آہنگ کیا آہین نام حاکم اس قلعہ کا کہ باغی ہوا تھا جریدہ بھاگا اور ابو علی سنے ہجری تیلک جو ہنود کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد مین خدمتین کرکے عمر گذرانی تھی بعضے امور کے سبب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہ ہاے کشمیر مین بسر لیجاتا تھا اُسکو بھیکر استمالت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و پیمان و قول وقرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام افغانستان مین آیا اور اُسنے تسلی فرمائی اور اس عرصہ مین کہ بو علی کوتوال سند مین تھا اسکے دشمنون نے از روے حسد بری خبرین امیر مودود کے خاطر نشان کی تھین لہذا جب بو علی کوتوال مع اموال بسیار غزنین مین آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر میرک بن حسین کے سپرد کیا چار روز کے بعد دشمنون نے اُسے قید مین ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے مرضی مصدر اس فعل کے ہوئے تھے اس خوف کے اخفا کے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریص کرتے تھے تو اور چیزون مین مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخر الامر امیر نے سفر کابل اختیار کیا اور چاہا کہ وہانسے خراسان جاؤن اور وہ مملکت ترا کمہ (ترکمان ۱۲) کے تصرف سے برآوردہ کرون جب سجاوند اور لھوگردہ کی نواح مین پہونچا تا قلعہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ خزانہ وہان سے اُٹھا لاؤن اتفاقاً امیر مودود اُس قلعہ مین قولنج کی بیماری مین مبتلا ہوا اور روز بروز مرض زور و قوت پکڑتا ہی گیا عبد الرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیون کے تصرف مین آیا تھا بھیجا اور خود محفہ مین درگاہ ہاتھی پر سوار ہو کر غزنین کیطرف مراجعت فرمائی جب غزنین مین پہونچا میرک وکیل کو عین مرض مین تکلیف دی کہ ابو علی کو قید خانہ سے رہا کرکے حاضر کر میرک وکیل نے حیلے بہانے کرکے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نگذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسوین رجب سنہ ۴۴۱ ہجری کو عالم فانی سے انتقال کیا مدت اُسکی سلطنت کی نو برس تھی کہتے ہین اس سال ماورا النہر اور بامیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متعہد ہوئے تھے کہ اُسے مال و لشکر سے مدد کرکے ترکان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کرین مگر طالع انکا قوی تھا اپنا کام کیا۔ **ذکر سلطنت ابو جعفر مسعود بن مودود بن محمود غزنوی کا۔** جب مودود نے رخت بزم سفر آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو کہ طفل چہار سالہ تھا تخت غزنین پر بٹھایا جو بانتگین حاجب کہ امراے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس امر مین شریک نہوا اسکے اور علی بن ربیع کے درمیان جنگ کی نوبت آئی اہل غزنین کے تمام باشندے مسلح ہوکر بانتگین کے مکان پر آئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزندونمین سے ابو الحسن علی شہرمین تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ اسے دفع کرے وہ اُسوقت بھاگ کر بانتگین کے پاس گیا اور بانتگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے مسعود بن مودود کو باوصف اسکے کہ پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابو الحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا **ذکر سلطنت ابو الحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا** جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ھ چار سو اکتالیس ہجری مین سلطان ابو الحسن علی بن مسعود نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو جعفر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور علی بن ربیع میرک وکیل کے اتفاق سے زر و جواہر بقدر مقدور اٹھا سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلامونکے اتفاق سے پشاور کیطرف بھاگا اور اس خطہ کو ملتان اور سندھ تک اپنے قبضہ مین لایا افغانونکو جو ظلم وجبر سے خرابی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمان بردار کیا اور سلطان ابو الحسن علی نے اپنے بھائیونکو جنکا مردان شاہ اور ایزد شاہ نام تھا قلعہ نائی سے دار الامان غزنین مین لائے اور معزز و مکرم کیا اور جو ذکر خروج عبد الرشید کا دہیانین تھا خزانہ کا دروازہ کھولکر بہت مال آدمیونکو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبد الرشید نے اسی سال اخیر مین غزنین مین پہونچکر اُسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہوکر عزت مین بسر لیگیا ابو الحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس درازی قبول کی **ذکر زین الملة سلطان عبد الرشید کی سلطنت کا۔** سلطان عبد الرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہے

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ مین جو بُست اور اسفراین کے درمیان واقع ہی محبوس تھا عبد الرزاق بن احمد حسین میمندی نے
اثنای راہ مین مودود کے فوت کی خبر سُنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ کیا آباد مین آکر چند عرصہ مقام کیا اور خواجہ ابوالفضل
اور رشید بن التونتاش حاجب و نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر سنہ ۴۴۳ھ چار سو تینتالیس ہجری مین عبد الرشید کو کہ سلطان مودود نے
بھی اپنی عین حیات مین اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ بر کوچ غزنین کیطرف روانہ
ہوا سلطان ابوالحسن علی بن مسعود اس خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبد الرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آبا و اجداد کے
تخت پر متمکن ہوکر امور ملکی و مالی مین مشغول ہوا اور سلطان ابوالحسن علی کو دستیاب کرکے قلعہ دندی مین قید کیا اور علی بن ربیع کو
جو ہندوستان مین تھا اور تسلط (غلبہ ۱۲) تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے روبرو بلایا اور نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا
اور امرای عالیشان اور سپاہ نمایان اسکے ہمراہ کرکے بلدہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اُسنے اس عدد مین جاتے ہی قلعہ نگر کوٹ کو کہ مُسیر
کفار سابق فترتون سے متصرف ہوئے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ مین اُنکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب کو جو سلطان مودود
کا سالا تھا اور بہن اسکی سلطان مودود کے سلک ازدواج مین انتظام رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کرکے جمعیت تمام بہم
پہونچائی اور سلطنت کی فکر مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبد الرشید اسکا ارادہ سمجھکر غزنین مین متحصن ہوا طغرل نے شہر کو مسخر کرکے عبد الرشید
اور سلطان محمود کی اولاد کہ نو شخص تھے اُنکو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالہ نکاح مین لاکر طغرل کافر نعمت مشہور ہوا
اور نوشتگین کرخی جو عبد الرشید کے حسب الحکم لاہور سے برآمد ہوکر پشاور کے اطراف مین پہونچا تھا نامہ مشتمل محبت و دوستی تحریر کیا
لیکن نوشتگین کرخی طیش مین آیا اُس کورنمک کافر نعمت کے مکتوب کا جواب بغلظت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب
بھیجکر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسیطرح بعضے امرای غزنویہ کو جو پروردہ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر کرکے
اُنھون نے اعمال قبیحہ طغرل سے اغماض کرنیمین نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت مین
آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود کے تخت پر اجلاس کرکے بار عام کیا تھا سب نے جرأت کا
قدم آگے بڑھایا اور اس کافر نعمت صاحب کُش کو کہ چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اس ماجرے سے چند روز کے
بعد غزنین مین پہونچا اشراف و اعیان (محسن ۱۲) کو جمع کرکے امیر ناصر الدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی انھین سے تین شخص قلعہ مین زندہ تھے
اُنکا نام فرخزاد اور ابراہیم اور شجاع تھا انھین سے قرعہ اختیار سلطنت کا فرخزاد کے نام پڑا اُسے بلواکر ہاتھون ہاتھ تخت سلطنت پر
بٹھایا اور اُسکا حلقہ بیعت اپنے کان مین ڈالا عبد الرشید کی مدت سلطنت برس روز تھی اور طبقات ناصری مین وارد ہی کہ طغرل
کافر نعمت سے پوچھا کہ کسواسطے تونے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جسوقت کہ سلطان عبد الرشید مجھے سیستان بھیجنے لگے اور
ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اُسوقت ایسا خوف اُسپر غالب ہوا کہ ہاتھ اُسکا کانپنے لگا مین سمجھا کہ یہ مرد بادشاہی
کے لائق نہین ہی پھر مجھپر ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ مین سعی کرکے اپنی مراد کو پہونچا مصرع سلطنت گر ہمہ یکلحظہ
بود مغتنم است ٭ مدت سلطنت عبد الرشید کی برس روز سے بھی کم تھی۔ **ذکر جمال الدولہ فرخزاد بن سلطان مسعود کا**
جب سلطان فرخزاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضہ اہتمام مین سپرد کی اسی عرصہ مین
داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پاکر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی باستعداد تمام اسکے محاربے کے آہنگ
مین غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی کے فریقین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہوکر ہلاکی ایکدوسرے کے زمانے سے برلائے اور طلوع
صبح سے غروب آفتاب تک دونون قوم کے مبارزون نے کارزار مین اشتغال کیا ایکدوسرے کے نیست و نابود کرنے کے سوا دوسرے کام مین

معروف ہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر و منصور ہوا اور داؤد کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نا پی غزنویہ سلجوقیہ کا پیچھا کرکے ساز و سلب انکا لوٹ لائے اور بفتح و ظفر وزیری غزنین مین بازگشت کی اور یہ فتح فرخ زاد کے لیے سبب استقامت ہوئی بایراق تمام و سپاہ نصرت انجام ہمراہ لیکر اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیہ کی طرف سے کلیسارق نے انکے امراے اعاظم سے تھے مع لشکر فراوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہونیکے بعد آتش جدال و قتال اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ شہسواران میدان فصاحت در بیان سواران معرکۂ بلاغت کی زبان اسکی صفت سے عاجز و قاصر ہو اس محاربہ مین بھی تائیدات الٰہی سے نسیم فتح و ظفر غزنیونکے مشام پر چلی کلیسارق و چند شخص اور اعیان سلجوقیہ بسرنجۂ تقدیر مین اسیر ہوئے اور جب یہ خبر جعفر بیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے فرزند الپ ارسلان کو سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور ادھر سے نوشتگین کرخی اسکے محاربہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیونکو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان غزنین لشکے اسیر و دستگیر ہوئے الپ ارسلان نے نہایت حشمت و شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جب صورت حال اسطرح سے معاینہ کی کلیسارق کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے رہائی بخشی اور خلعت ہاے فاخرہ سے خلع فرماکر آزاد کیا سلجوقیون نے جب یہ شایستگی دیکھی انھون نے بھی اسیران غزنین کو رعایت کرکے مطلق العنان کیا اور سلطان فرخ زاد روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند تھا اور بقول احمد اللہ مستوفی پسر عبد الرشید چھے برس بادشاہی کی اور سنہ ۴۵۰ھ چارسو پچاس ہجری مین عارضۂ قولنج کے سبب سے عالم باقی کیطرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک برس اُسکے غلامون نے جسوقت کہ وہ حمام مین تھا اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھاکر اتفاق کیا اور حمام مین داخل ہوئے اور اُسنے انکے حال پر اطلاع پاکر شمشیر میان سے لی اور اسقدر انکی مدافعت اور ممانعت مین مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہوکر حمام مین آئے اور اُن غلامونکو قتل کیا اور اس قضیہ کے بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت کرتا تھا یہانتک اسی سال داعی حق کو لبیک اجابت کہی اوائل مین وزیر اسکا حسن بن مہران تھا اور اواخر مین ابوبکر بن صالح۔ **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا**۔ اسکے بعد کہ سلطان فرخ زاد کوے فنا مین مقیم ہوا سلطان ابراہیم نے اپنے وجود با جود سے صدر ایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور پرہیزگار تھا اور با وصف آغاز شباب در جوانی ترک لذات نفسانی کرکے ماہ رجب اور شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ انضمام دیتا تھا یعنی ہر سال تین مہینے صایم رہتا تھا اور تہید بساط معدلت اور رعیت پروری مین بروجہ احسن قیام کرتا تھا اور خیرات مبرات اور داد و دہش مین مبالغہ فرماتا تھا جیساکہ جامع الحکایات مین مسطور ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس مین بلواتا اور وہ وعظ کہنے مین مشغول ہوتے اور لوگونکو بھی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کرتے اور سلطان اس امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہوتا اور خط نسخ بہت خوب لکھتا اور ایام سلطنت مین ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال مکہ معظمہ مین اور ایک سال مدینہ مشرفہ مین بھیجتا تھا کہتے ہین ابتک چند مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ مین موجود ہین اور سلطان ابراہیم کو اوائل سنوات جلوس مین سلجوقیونسے مصالحہ کا اتفاق پڑا اس جملہ پر کہ کوئی فریقین سے قصد مملکت دوسرے کا نکرے اور رعایا کو کہ ودایع الٰہی ہین ضرر اور مزاحمت نہ پہونچاوے اور دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند مسعود کے عقد نکاح مین لاکر ابواب مصادقت مفتوح کیے کہتے ہین بیشتر اس سے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے یورش غزنین پر عزیمت کی سلطان ابراہیم نے متوہم ہوکر ایک تدبیر اندیشہ کی اور نامے اس مضمونکے امراے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے کہ جو ہمارے سمع اشرف مین پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو تمنے اسطرف آنیکے واسطے بہت سی ترغیب و تحریص کی ہے یہ امر ہمین نہایت پسند ہوا طریقہ اخلاص وہ کہ اس مقدمہ مین نہایت کوشش مبذول رکھکر ایسا کرو کہ سلطان ملکشاہ بعجلت تمام اس ولایت مین آوے تو ہم اُس سے نجات کلی پاوین اور ہمنے جیسا کہ تمھارے واسطے مسوات کا اقرار کیا ہے مضاعف کرکے عنایت و عاطفت مبذول رکھینگے اور یہ

مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار مین مشغول رہتا ہی فرصت کا وقت نگاہ رکھیو تا کہ شکارگاہ مین تجھے اُسکے پاس لیجاوین اور عرض سلطان ابراہیم کی اِس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات کسی مقام مین ملکشاہ کے ہاتھ آ دین کہ امرا اُسکے ہمراہ نہوں اتفاقاً اُنہدنون مین سلطان ملکشاہ نے قصبہ اسفراین مین نزول کیا تھا اور ایکروز شکار کیواسطے برآمد ہوا تھا اثنائے شکار مین حافظان صیدگاہ اُسے پکڑکر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگئے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا باتین پریشان کہنے لگا سلطان نے فرمایا اُسے چند تازیانہ مار دو تو راست راست اقرار کرے جب اُنھون نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولا مین سلطان ابراہیم غزنوی کا پیک ہون مجھے اِس اُردو مین بھیجکر چند مکتوب دیے ہین جب مکتوبات اُس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُسکے مضمون پر اطلاع پائی اِس مضمون کا اظہار مناسب ندیکھا اور عنان عزیمت اِس ارادہ سے معطوف فرماکر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخر الامر نہایت جستجو کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ جملہ تزویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہی کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا ہر چند سلطان ابراہیم شاہ نے یہ مکر وحیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی نوبت واقع ہوگی مین مغلوب مطلق ہونگا لیکن جو مین اُسکے مکر و تزویر سے اِس عزیمت سے باز رہا گویا وہ ہمپر غالب آویگا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اِس دیار کے بعضے مقام اُسوقت تک فتح نہوئے تھے مسخر اور مفتوح کیے اور سنہ چار سو بہتر ہجری مین سلطان ابراہیم نے خود ہندکیطرف نہضت فرمائی اور قلعہ اجودھن کو جواب پاک پٹن شیخ فرید شکر گنج کے مشہور ہوا اور لاہور سے اِس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہی محاصرہ کرکے مسخر کیا اور اِس فتح کے بعد دوسرے قلعہ پر جسے روپال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ قلعہ پہاڑ کے قلہ پر واقع ہی کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہی کہ درختان خاردار وغیرہ سے آفتاب کی شعاع کا اسمین گذر نہین ہوسکتا اور اُسکے اکثر اشجار پر زہردار سانپونکا مسکن تھا اور اِس حصار کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے ہمت خسروانہ اِس قلعہ کی تسخیر مین مصروف رکھی اور لشکر کو آراستہ کرکے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے اُسے بھی تھوڑے عرصہ مین فتح کیا پھر وہانسے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف کہ اِس سے قریب تھا اور دردہ نام رکھتا تھا معطوف فرمائی وہانکے باشندے خراسانیونکی نسل سے تھے کہ افراسیاب نے اُنکی سرکشی سے بہ تنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستانکی جانب نکالدیا تھا اور آدمی اِس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانہ سے پیوند و وصلت نہین کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور دوام کے فسق پر شیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اِس شہر مین تھا کہ قطر اُسکا نصف فرسخ اور قعر اُسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور ہر چند تمام سال آدمی اور چوپائے اُسمین سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس نہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرداگرد واقع تھا آمد و شد کا راستہ دکھائی نہین دیتا تھا اور ملوک ہند بسبب اُسکے کہ قلعہ اِس جماعت پر جملہ محالات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہین ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اِس سفر مین راہہاے دشوار پیش آئین جب اُس جنگل مین پہونچا کئی ہزار پیادہ تبر دار اُن درختونکے قطع کرنیکے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تا کہ اُن درختونکو قطع کرکے راہ کشادہ کرین اور لشکر کے لوگ اُسمین بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ جب سطریق سے اِس شہر کے عدود مین پہونچے موسم برسکال اہلحہ برسات آیا اُسکے سبب سے تین مہینے تک کفار کے مستقر مین توقف کیا اور بباعث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت شوکت و شان سے اِس شہر کے کنارہ گیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب اُنھون نے قبول نہ کیا کارزار مین مصروف ہوا جبراً و قہراً اِس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کرکے غزنین لیگیا اور غنائم کو اسپر قیاس کرسکتے ہین اور منقول ہی کہ ایک روز سلطان ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال دیکھی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پر رکھے ہوئے عمارت سلطانی کیواسطے لیے جاتا ہی

اور اس بوجھ سے رنج اور مشقت نہایت کھینچتا ہی سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اُس بیچارہ نے پھینکدیا اور وہ پتھر میدان مین پڑا رہا جب گھوڑے وہان پہونچتے تھے پتھر کے سنگ راہ ہونے سے وہ زمین آزار کھینچتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدان سے اُٹھا ڈالے کہ یہ امر مصلحت سے خالی نہین بادشاہ نے عرضداشت کی ناصیہ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق مین حکم اس پتھر کے گرانیکا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اُٹھانیکا نافذ ہو خلقت میری بے ثباتی قول پر گمان کرینگے اور امر بادشاہان صاحب اقتدار لائق و سزاوار نہین منقول ہو کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے نقطۂ بے تعظیم کیواسطے کوئی اُسے نہ اُٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند اور چالیس دختر تھین بیٹیان سادات عظام اور علماے عالی مقام کو دین وفات اسکی ایک روایت مین ۴۸۱ھ چار سو اکاسی ہجری تھے پس ایام دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور بقولے ۴۹۲ھ پھر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل ایام مین ساتھ ابو سہیل مجندی اور خواجہ مسعود رجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبدالمجید احمد بن عبدالصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس وزیر کی مدح مین ابوالفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اُسکا یہ ہو شعر ترتیب فضل و قاعدۂ جود و رسم و داد ✤ عبدالحمید احمد عبدالصمد نہاد ✤ اُستاد ابوالفرج سلطان ابراہیم کا ہمعصر معاصر تھا سیستانی الاصل ہو اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اُسکا شاگرد ہو اور عہد دولت ابوعلی سیمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم اور صاحب جاہ تھا اور آل سیمجور سے اُسکو انعام اور اکرام بیقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ بیچ اسمقدمہ کے رکھتا ہو اور اکابر رسائل اشعار مین اُستاد ابوالفرج کو استشہاد کیواسطے لاتے ہین اور اسکے واسطے ہو قطعہ عنقاے مغرب است درین دور خرمی ✤ خامل ازبراے محنت و غم زاد آدمی ✤ ہرچند گرد عالم صورت برآمدم ✤ غمخوار آدم آمد و بیچارہ آدمی ✤ ہرکس بقدر خویش گرفتار محنت است ✤ کس را نداد اند برات مسلمی ✤ **ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود غزنوی کا** - سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین اتصاف رکھتا تھا اور عدل و انصاف مین کوشش کرکے عوارض تلخی جوکہ ظہور مین آئے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملوک و امرا کو عنایت فرمائے تھے بحال رکھے خواہر سلطان سنجر سلجوقی مسمے مہد عراق کو اپنے عقد نکاح مین لائے اور اسکے عہد مین حاجب طغاتگین مقطع لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کرکے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام سے وہان نہ گیا تھا تاخت و تاراج کرکے سالماً غانماً لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس بلا تشویش دغدغہ گذرانکر آخر ۵۰۸ھ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار البقا کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہو کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کرکے ۵۰۹ھ پانسو نو ہجری مین ہاتھ سے اپنے بھائی ارسلان کے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد بیواسطہ ارسلان شاہ کا ذکر کیا ہو - **ذکر ایالت سلطان سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا** - جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیونکو گرفتار کرکے محبوس کیا مگر بہرام شاہ بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا ہرچند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور الحاح کی اُسے قبول نہ کیا یہانتک کہ بہرام نے درپے مدد ہوکر علم توجہ غزنین کیطرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر ابنا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اُسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کرکے التماس کی کہ اُسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام صلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان محمد کیطرف سے ناامید ہوا

ابنجا

اپنی ماں مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دو لاکھ دینار اور تحف بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب مصالحہ ہوا جو مہد عراق
اسکے ظلم اور بھائیوں کے قتل ہونے سے انواع عقوبت مین گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو کہ بُست مین پہونچا تھا باتین حسرت انگیز
کہین اور غزنین کی روانگی کے باب مین بجد کیا سلطان ارسلان اپنی والدہ کیطرف سے بھی خاطر جمع کرکے تہیہ جنگ مین مشغول ہوا اور تیس ہزار
سوار اور پیادہ ہزار بیشمار اور ایکسو ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایک فرسخ پر بادشاہ خراسان کے مقابلہ مین صفوف حرب آراستہ
کین اور دونون طرف سے لڑائی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابو الفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے کہ
ہمراہ ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نلایا ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا
چالیس روز اس شہر مین توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ارزانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمائی ارسلان شاہ
نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سُنی لشکر ہندوستان جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب
مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان مین متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر اُسکی تقویت اور مدد کو غزنین مین آیا اور ارسلان شاہ پٹھانون کے
درمیان مین بھاگا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی مین چھوڑا اُسنے اسے قتل کیا اور حکومت مین
مستقل ہوا مدت اسکے سلطنت کی تین سال تھی اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے
عہد مین حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمان سے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازارین جلین **ذکر معز الدولہ
بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا** - وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب حشمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور اُنکی صحبت دوست
رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسواسطے اُس زمانے کے فضلا نے باسم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہین اور مصنفات
مین مشغول ہوئے ہین چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اسکے نام کہی اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سریر سلطنت پر
جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح مین انشا کرکے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اُسکا یہ ہی مطلع منادی برآمد ز ہفت
آسمان ⁂ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ⁂ اور کتاب کلیلہ و دمنہ اسکے عہد مین عربی سے فارسی مین ترجمہ ہوکر اسکے نام مزین ہوئی
کہتے ہین کہ شطرنج اور کلیلہ و دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بمشقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی
کہ عبارت فرس قدیم سے ہی ترجمہ کی اور شطرنج مین فکر بہت کرکے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اسکو لایا تھا کھیلا
پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کرکے راے ہندوستان کے پاس ارسال کی اس بار کے اہل ہند
دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اُس سفیر سے کہ لایا تھا چالیس بازی جیتی اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے
اشارہ یہ ہے کہ خیر و شر انسان سے ہی اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہین اور اکثر امور مین قضا و قدر اور اجرام علوی کو
اسمین جاے دخل نہین مثل نرد بازی مال و جاہ و کسب علوم اور مثل اسکے اور بزرجمہر نے اُسکے مقابل نرد استنباط کی ایما یہ ہے کہ سعی کو
بہلنکے کارخانہ مین چندان مدخل نہین ہے اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے متعلق ہے اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو درست آتا ہے والا نہین
طاس نرد مثل فلک اور کعبتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خامہ قدرت کے کعبتین مین منقش ہو موافق اسکے کھیلنا واجب ہے اور کھیلنا
عقل و تدبیر سے عبارت ہے اور ہارون رشید کے عہد مین کتاب کلیلہ و دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان مین ترجمہ کیا اور
عہد سلطان بہرام شاہ مین عربی سے اِس زمانے کی فارسی متعارف ہوئی اور بنام اُسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے
سلطان حسین مرزا کے عصر مین اُس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس کرکے اشعار عربی موقوف کیے اور اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ
نے اپنے عہد دولت مین چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر متمردون اور مجرمون کو گوشمال دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان مین

داخل ہوا محمد باہلیم کو کہ سلطان ارسلان شاہ کیطرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہو کر علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسوین رمضان ۵۱۲ھ پانسو بارہ مین گرفتار کر کے قید کیا پھر اُسکو معاف کر کے قید ستم سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستانکا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کیطرف مراجعت کی محمد باہلیم نے سلطانکی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہی مفتوح کر کے اپنے اہل وعیال اور سلب سامانکو وہان چھوڑا اور عرب وعجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست ونابود کیے اور اسی سبب بادۂ غرور اور نخوت سے اُسکے دماغ مین نشاء داو بالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے یہ خبر سُنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور دہ کافر نعمت بے نام ونشان یعنی محمد باہلیم مع دو فرزند کہ سب مسند امارت پر متمکن تھے بقصد مقابلہ اور مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونونکا تقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک پیر خمیدہ پشت نے بمثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صرصر ہزیمت محمد باہلیم کے پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزندان اور اتباع زمین چہچہہ پر گر کے ایسا غائب ہوا کہ اثر راکب ومرکوب سے پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کر کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسکے اواخر سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اُسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا غزنین سے کرمان گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہی بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہندوستان اور افغانونکے لیس سبب اسکے کہ اس ولایت کی نواح مین بہت پہاڑ تھے وہان سوارونکا گذر نہایت دشوار تھا اس ولایت پر متصرف ہو کر وہان قیام کیا اور سیف الدین غزنین مین داخل ہو کر متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کر کے وہان بود وباش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امراے قدیم غور کیطرف بھیجا باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نہ تھی کہ اُن پر تعدی کرین غزنوی ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہرا دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو دوا دوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان وخلج ومردم صحرا نشین حوالی غزنین مین پہونچا اور اُسوقت کہ فاصلہ دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویون کے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب جنگ اور روانگی غور کیطرف مشورہ کیا غزنویون نے نفاق کو اپنا شعار کر کے جو کہ حق مشورہ کا ہی ہیش نہ پہونچایا اور اسکے جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے موافق المستشار موتمن کے اُنکو مشورہ مین امین جانا مع فوج غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آراستہ کی ابھی لوازم حرب ظہور مین نہ پہونچے تھے کہ غزنویون نے سیف الدین سوری کو پکڑ کے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری کا منہہ سیاہ کر کے گاو ضعیف وناتوان پر کہ ساتھ ہزار تشویش کے ایک قدم اُٹھاتی تھی سوار کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے بعد بدترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کر کے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر سیف الدین سوری کا تھا اُسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا دھوان اُسکے

کانون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم مین مع لشکر ستیزہ گر غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر
دست قضا نے بہرام شاہ کے طومار حیات کو لپیٹا اور اُسکے بیٹے خسرو شاہ کو محنت بیحد و رنج دنیا مین گرفتار کیا اور بروایت
مشہور جب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کرکے غزنین سے بعزم رزم باہر آیا
اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ہمارے میری تمہین ہی کہ ارادہ بیحاصل سے کہ تو نے کیا ہی نادم ہوکر
پلٹ جا کہ مین کئی ہزار پہلوان شیر افگن و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کیواسطے تیار رکھتا ہون میرے مقابلہ سے
پرہیز کر اور ہاتھ دامن ستیز مین مت ڈال تو ایکبارگی خاندان سلاطین غوریہ کا مندرس اور منعدم ہوئے سلطان علاء الدین
نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہی علامت زوال دولت غزنویہ کا ہی کسواسطے کہ پادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر کھینچتے ہین
اور آپسمین قدرت پاکر نفوس نفیسہ کو مستاصل کرتے ہین لیکن نہ ساتھ اس رسوائی اور فضیحت کے اور یقین ہی کہ زمانہ واسطے مکافات
اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے تجھپر ظفر بخشیگا بہرام شاہ اپنے ہاتھیون پر نہ نازان ہوئے کہ اگر وہ فیل رکھتا ہی دل میرا
الحمدللہ کفیل ہی دوسرے خرمیل رکھتا ہون کہا کہ سپاہ علاء الدین مین دو آدمی تھے انھین خرمیل کہتے تھے اور یہ دونون شخص غوریون
سے شجاعت اور توانائی مین فیل آسمان شکوہ کو خاطر کنار رباط مین شمار کرتے تھے اور دست خوش بنا رکھتے تھے اور جب ایلچی رخصت ہوا
اور وہ باتین کہ سنی تھین بہرام شاہ سے گذارش کین گرچہ وہ بحسب ظاہر متغیر نہوا لیکن باطن مین متاثر ہوا اور نہایت خوف اُسکے
ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونون سپاہ متصل ہوکر حرب مین مشغول ہوئین اور آوازہ چاچاپ شمشیر اور فشافش تیر کا گوش فلک
کینہ کوش مین پہونچا خرمیل خرد و کلان مثل فیل مست معرکہ مین آئے خرمیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اسپر
حملہ آور ہوا دونون مرے اور خرمیل کوچک نے دوسرے فیل کو ڈالا اور خود تہ شکم اُسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب
جسیم ہاتھیونکے اس معرکہ مین مثل گاو دارکاویش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے تمام علاء الدین اور امرائے غور بہیئت اجتماعی ایکبارگی
بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویونکو ضرب دست نمایا کیا اور جو دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر بہادر اور شجاع اور مردانہ تھا
اس معرکہ جانستان مین جان بخازن بہشت کے سپرد کی اور بہرام شاہ مخوف ہوکر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین غم و غصہ فرزند
وغیرہ سے بیمار ہوا اور سراے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور فوت اُسکی بروایت صحیح ۵۴۷ھ پانسو سینتالیس
ہجری مین واقع ہوئی اور مدت اُسکی سلطنت کی پینتیس برس تھی اور ایک شعراے عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہی اور وہ ابوالمجد مجدود
بن آدم الغزنوی اور نفحات مین مسطور ہی کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب وہ تھا کہ زمستان مین سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے دیار
کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح مین ایک قصیدہ سنائی نظم مین کھینچکر متوجہ اُسکے اردو کا ہوا تاکہ معرض
عرض مین پہونچاوے درمیان راہ کے ایک گلخن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب مشہور لائے خوار اپنے ساقی سے کہتا تھا قدح
پر کن بکوری محمود ساقی نے کہا محمود ایسا پادشاہ مسلمان ہی اور ساتھ امر جہاد کے مشغول لائے خوار نے کہا محمود ایک مردک ہی
بہت ناخوش جو کچھ اُسکے تحت حکومت مین آتا ہی اُسے منضبط نہین کرسکتا ہی اور چاہتا ہی کہ مملکت اور لیوے اور وہ قدح کھینچا پھر
کہا ایک قدح اور پر کر بکوری سنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہی لائے خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے
بہرہ ور ہوتا ساتھ ایسے کام مین اشتغال کرتا کہ اُسکے کام آتا کسواسطے اُسنے کاغذ مین لکھا کہ کچھ اسکے کام نہین آتا ہی اور
نہین جانتا ہی کہ اُسکو کسواسطے پیدا کیا ہی سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا شراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے
مشغول ہوا اور خردمندان خردہ بین پر مخفی نہووے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری مین

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۲۱ھ چارسو اکتالیس ہجری مین وفات پائی ملاحظہ ان دو
تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سلمت وضوح پاتا ہی کہ صحت حکایت مجذوب لاے خوار عہد سلطان محمود مین نہایت مابعید ہی
اور ظاہرا یہ امر سلطان مسعود کے عہد مین واقع ہوا اور کاتبون نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہی واللہ اعلم عند اللہ وفات
شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ مین سلطان بہرام شاہ کے عہد مین واقع ہوئی اور بقول بعضے ۵۲۵ھ
پانسو پچیس ہجری مین کتابت اتمام حدیقہ ہوا اس واقعہ کا اتفاق پڑا۔ **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا**
روایت صحیح سے واضح ہوتا ہی کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین مین وفات پائی خسرو شاہ امرا کے اتفاق سے مسند
حکومت پر جلوہ گر ہوا لیکن انھین دلون مین خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل عیال
ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور مین مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین مین جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویون کی تخریب
اور غارت اور قتل مین مضائقہ نرکھو اسواسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیونکے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے مین اس شہر کے
اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین غوری کے سمع مین پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کیوقت عورتین غزنویہ کوچہ و بازار مین باواز
دف و دائرہ مثل سوری گاتی تھین اور تمسخر کرتی تھین علاء الدین نے بہت عورتین غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر رحم نہ کیا اسوقت
غور کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سبکتگین سے منسوب تھی سب کو ڈھا کر جلائی اسکا یہ صلہ ملا کہ ساتھ لقب
علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے انتقام سید مجد الدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت
سادات غزنویہ کے توبرہ خاک سے پر کرکے انکی گردنمین لٹکایا اور فیروزہ کوہ مین لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک
کہ ان توبرون مین تھی انکے خون سے تر کرکے فیروزہ کوہ کے بروج مین صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری
خسرو شاہ نے بطمع پایہ تخت غزنین اور چشمداشت امداد سلطان سنجر لاہور سے مع سپاہ آراستہ اسطرف نہضت فرمائی اور
اندنون مین جو ترکان غزان نے سلطان سنجر کو پکڑکر متوجہ غزنین ہوئے طاقت مقابلہ کی نہ لایا پھر لاہور کیطرف گیا ترکان غزان
دس برس غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریون نے ترکان غزان سے چھین لیا اور [illegible] امراے خسرو شاہ نے غزنین کو
پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب خسرو شاہ ترس آسیب علاء الدین غوری سے ہند مین بھاگا
علاء الدین غوری جہانسوز گرم سیر نے قلعہ بہار اور تکیہ آباد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کرکے غور گیا اور جب
خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کیطرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ
خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیہ آباد کو اسکے قبضہ مین واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کیجے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری
جہانسوز نے یہ رباعی لکھکر اسکے پاس بھیجی **رباعی** اول پدرت نہاد کین را بنیاد + تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد + ہان تا
ندہی ز بہر یک تکیہ آباد + صد تا سر مالک آل محمود بباد + خسرو شاہ امداد سلطان سنجر سے قوی پشت تھا ساتھ اس صلح کے
التفات نہ کی قضارا اسی چند روز مین زبونی طالع سلطان سنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجدداً
لاہور کیطرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدہ لاہور مین ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری مین فوت ہوا
مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ **ذکر سلطنت ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا۔**
جب خسرو شاہ بلدہ لاہور مین اس سراے پر فتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اسکا قائم مقام
ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان سے کہ سلطان ابراہیم

اور سلطان

اور سلطان بہرام شاہ کے قبض تصرف مین تھی کہ ہاتھ اپنے تحت وضبط مین لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ
غزنین پر کہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پیشاور اور افغانستان اور ملتان اور
سندھ کو مسخر کیا اور ۵۷۶ھ پانسو چھہتر ہجری مین لاہور گیا چونکہ خسرو ملک تاب اُسکے مجادلے کی نہ رکھتا تھا متحصن ہوا اور سلطان
شہاب الدین محمد غوری از روے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال تھا مع ایک فیل نامی گرفتار کرکے پلٹ گیا
اور ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری مین دوبارہ لاہور مین آیا خسرو ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف و
جوانب سے اس بلدہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے غزنین گیا اور خسرو ملک نے
اسکی غیبت مین کھکرونکے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جا کر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہوا آخرش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری
نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری مین اول بحسب ظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن
خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کرکے مردم معتبر کے ہمراہ باپ کی ملاقات کو لاہور کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اُسے ہمیشہ مے نوشی کی ترغیب کرین اور باعث ہون کہ باہستگی جاوے اور اثناے راہ مین چند جا مقام کرے جب خبر بہجت اثر
قرۃ العین کے آنیکی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کرکے عیش و طرب مین
مشغول ہوا بیت دران تخت و ملک از خلل غم بود ٭ کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود ٭ ابھی ملکشاہ راستہ مین تھا کہ سلطان
شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کرکے دریاے
لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار زبان عجز
ساتھ امان کے کھولی اور خدمت مین اُسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خرخشا و جنگ اس حیلہ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے
قبضہ مین آیا سلطنت نے خانوادۂ غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کی مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی **مقالہ دوسرا**
ذکر سلاطین دہلی مین - جب سر رشتہ سخن کا ساتھ اسجگہ کے ملا مناسب سمجھا کہ اول احوال ہند اور آباد ہونا شہر دہلی کا بطریق
اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو مجملاً تحریر کرکے بر سر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہے رجوع کرے اور پر خاطر خورشید منظر
سبھون کے ظاہر اور باہر ہو کہ حکماے ہند نے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا باعتبار ادوار افلاک اور کواکب کے جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا ہے
ست جگ ترتا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کے واسطے تاثیر اور خواص علیحدہ قرار دیا ہے اور
کہتے ہین جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہے اور تمام جگ اسی طریق سے گردش مین رہتے ہین اور قیامت
عبارت ہے انتہاے ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہین ہوتے ہین اور بعضے براہمہ کا یہ قول ہے کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے
لیکن حجت قوی اسپر نہین رکھتے ہین اور اعتقاد براہمہ کا دہ ہے کہ ہر ایک جگ مین ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک حکیم تھا ایک کتاب
لکھے اور باوجود ان سب کے درازی زمان ان نسخونکے درمیان ہے اور اسیطرح سے کفار چین وخطا وختن و کفار ہند کہتے ہین کہ طوفان
نوح علیہ السلام ہمارے مملکت مین نہین پہونچا بلکہ ساتھ طوفان نوح کے اہل اعتقاد نہین رکھتے ہین اسواسطے کسیطرح کی آفت انکی
کتابونکو پہونچی اور اکثر نسخے درمیان مین ہین دوسرا اعتقاد انکا دہ ہے کہ ابتداے آفرینش سے کہ ست جگ اول ہے اس زمانے تک کہ کلجگ کا عہد
ہے بنی نوع انسان ہوتے ہین اور عالم قدیم ہے اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور نہ ہوگی اور بعضے حدوث آدم کیواسطے ست جگ
اول زمانہ معین کرتے ہین اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ مین اوضاع مختلف ہوا اسواسطے بعضے دورون مین آدمی بلند قد اور عظیم الجثہ اور

کثیر العمر ہوئے ہین اور بعضے ادوار مین برعکس اسکے اور سطور سے اشجار اور حبوب بھی اسی نہج سے مختلف العوارض ہوئے ہین
اور کہتے ہین ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہین کہ اواخر کاتجگ سوم اور اوائل کاجگ چہارم مین
ظاہر آئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہین ہین اور اواخر عہد دواپر جگ مین پیدا ہوئے ہین اور اوائل مدت کلجگ مین کثیر ہوئے
اور شرح اس بات کی وہ کہ ہر ایک ان جگون مین راجہ ہاے بزرگ کہ حساب اُنکا خدا جانتا ہی ممالک ہندمین بادشاہی کر گئے ہین
اور کچھ اُن حکایات سے مہابھارت کہ کتاب معتبر اہل ہند کی ہی اور اکبر شاہ کے زمانہ مین فارسی ترجمہ کرکے تحریر ہوئی کہ جملہ رایان بزرگ سے
کہ آخر عہد دواپر جگ مین ہوئے ہین جرجودھن کھتری ہی اور پلے تخت اُسکا بلدہ ہستناپور جو حوالی دہلی مین ہی تھا اور کشن جو ہنود
کا پیغمبر ہی اور منشاء اور مولد بلدہ متھرا ہی معاصر اسکے نشان دیتے ہین اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا جو مشہور بہ پانچ
پنڈوان ہین آثار رشد اور شجاعت چہرہ اُنکے سے مشاہدہ کرکے درپے بربادی اُنکے کے ہوا جب کسی وجہ دفع اُنکا میسر نہوا
ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ اُنکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقولہ رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور علاقہ کی
نوبت آئی ہر ایک ان پنج بھیون نے جو پرگنہ کہ رکھتے تھے اندرپت سونپت پانی پت تلپت باگ پت وہ بھی اپنے چچا سے قمار مین ہارے آخر کو
جب کچھ باقی نرہا شرط یہ مقرر ہوئی کہ جو شخص ہارے جلاے وطن کرکے بارہ برس ممالک غربت مین ظاہر آ مسافرت کرے اور ہر شخص اُسے جانین
اور پہچانین اور ایک سال اسطرح سے مملکت بیگانہ مین پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع نہووے اور جو اس سال مین ایک شخص بھی
واقف ہووے پھر از سرنو بارہ برس ظاہر آ مسافرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس نہج سے شرط عمل مین آوے اپنے ملک مین پلٹ آوے
اتفاقاً وہ بازی بھی بھتیجون نے چچا سے ہاری اور اقرار کے موافق پانچون بھائیون نے سفر اختیار کیا اور اُسکے ممالک محروسہ سے
نکل گئے اور ملک دکن سے جو جرجودھن کے تصرف مین تھا جا کر بارہ برس اُسطرف سیر کرتے رہے اور جرجودھن اُنکے احوال پر اطلاع رکھتا تھا
اور ایک سال کے بعد تغیر وضع یعنی بھیس بدلا اسطرح سے کہ کوئی اُنھین نہ پہچانے ولایت بائین مین جو پرگنات دکن سے ہی اور اسوقت
ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہی گئے اور وہان اسطرح سے بسر کی کہ درجودھن نے ہرچند تجسس کی اُنسے آگاہی نہ پائی
اسکے بعد پانچون بھائیون نے شرط کے بموجب وطن اصلی کیطرف توجہ کی قدم چچا کی ولایت مین رکھا درجودھن اس امر سے خبر پاکر
رنجیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اُسکی اُنکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکل جاؤ یا منتظر قتل کے رہو پانچون
بھائی اپنی کشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ مین وہ متھرا مین تھا کشن نے درجودھن سے سفارش کی کہ اُنھین اپنے
ملازمونکی سلک مین منتظم کرکے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے درجودھن نے التماس کشن کی قبول نہ کی اور چچا بھتیجون کے درمیانین
آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین سے لشکر کشی کرکے جنگ کی درجودھن مارا گیا اور پانچون پنڈوے ہندوستان کی سلطنت عظیم پر تمکین
اور مستقل ہوئے اور جب یہ مر گئے اُنکے بیٹون اور پوتون اور نواسون نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت اس دیار کی زمانہ
کلجگ مین اُنکے غلامون اور نفر دن کو منتقل ہوکر طوائف ملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ اُنسے بکرماجیت کھتری بادشاہ اوجین کیطرف
انتقال کی اور اُسنے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کہ درجودھن کے تصرف مین تھے برآوردہ کرکے اپنے قبضہ مین لایا اور
دکھن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اُسنے قصبہ پٹن سے خروج کرکے
وہ ولایت بکرماجیت کے تصرف سے برلایا اور بکرماجیت نے خود اُسکے دفع کیواسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور کیا اور
سالباہن سے ہم مصاف ہوکر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کرکے ولایت بکرماجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی گھوڑے اور
آدمی بہت پانی مین غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور اوجین کی حکومت بکرماجیت کے فرزند کو ارزانی رکھی درخود دکن کی

بادشاہی پر قانع ہوا اور اہل ہند کہ مراد ہنود سے ہی بکرماجیت کے جلوس سے تاریخ لکھتے ہین اور اس عرصہ مین کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی چھ سو اکیس سال شمسی تاریخ بکرماجیت سے گذر چکے تھے کہتے ہین بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک سلطنت اُسکے خاندان مین تھی آخر راجپوتون نے کہ عبارت کھتری کی لونڈیون کے فرزندون سے ہے بادشاہی وارثان ملک کے ہاتھ سے برآوردہ کرلی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہوئے اسواسطے کہ جمیع شاہان کھتری عہد درجودھن بلکہ اس سے بھی پیشتر لونڈیان رکھتے تھے جیساکہ رسم و دستور اہالی ہند کا ہے کہ ونکو لونڈیون سے کام لیکر انکو مطلق العنان کرتے ہین وہ ہر ایک معشوق ہم پہونچا کر لڑکے جنتی تھین اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھین اور جبکہ تحت سری خانہ زاد و نین ہوتی ہین انکو راون کے فرزندونسے جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اس معنی پر رکھتی ہے اور عہد راوا دبکرماجیت مین بہت سے راجپوت ساتھ دولت و امارت کے پہونچے اور اپنے ابنائے جنس کو کہ عبارت فرزندان کنیزان اور اراذل و سائر الناس کھتری سے ہے تربیت کرتے تھے یہانتک کہ گروہ راجپوتون کا شمار سے گذرا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتونسے ہوا اور یہ طوائف ملوک ہوکر سلطان محمود کے عہد مین فراغت سے زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اور اولاد اُسکی جیساکہ مذکور ہوا بتدریج و مرور راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤن اس حدود کو مستاصل کرکے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ مین دفع راجہ اجمیر اور دہلی وغیرہم کے تھے کہ ناگاہ اُنکی دولت نے زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے متعلقونکے نصیب ہوئی اور بہت سے راجاؤنکو مستاصل کیا اور جو کچھ اُنسے باقی رہے اور بادشاہان دہلی و گجرات و مندو نے اس جماعت کی بربادی مین تقصیر نہ کی جب نوبت بادشاہی ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران گورکان کے پہونچی خود ایکبارگی اُنکو بیخ و بن سے اکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زراعت کا کیا اور ملوک عہد بکرماجیت سے کہ اُنکے نام لینا چاہیے اس عہد مین کہ نوبت بادشاہی ساتھ جہانگیر بادشاہ کے پہونچی کوئی نہ رہا مگر یہ رانا ے راجپوت کہ پیشتر ظہور اسلام سے وہ دولت بیم اس سلسلہ کی تھی اور ابتک باقی ہے لیکن اسوقت مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے لشکر نے اس دیار مین پہونچکر اُس خاندان کے اکھاڑنے مین سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہرہاے جدید سے ہے۔

ذکر شہر دہلی کی بنا کا — مشہور ہے کہ ۳۰۷ تین سو سات ہجری مین وادیئہ راجپوت کے طائفہ توران سے ہے اسکے واسطے قصبہ اندرپت بنا کیا اور جو زمین بہت نرم اور سست تھی کہ میخ آسانی سے وہان نصب ہوتی تھی اس جگہ پر شہر دہلی موسوم ہوا اور اولاد آٹھ نفر نے جماعت توران سے وہان نشان حکومت کا بلند کیا تھا بموجب ترتیب راج ادھرن سپہ چند روپیک ردر آہنگر مدن پال اباہن اور بعد زوال دولت توران دہلی کی حکومت طائفہ چوہان مین جو عمدہ راجپوتونسے ہین انتقال کی اور اُنمین چھ شخص نے اس بارہ مین نشان فرمانروائی کا بلند کیا مانکدیو دیو راج راہل دیو جاہر دیو سہردیو پتھورا معرکہ سلطان شہاب الدین مین مقتول ہوئے اور آخر ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری مین دہلی انکے تصرف سے نکلکر قبضہ دیوان ملوک غور مین آئی مورخین سخندان نے تحقیق احوال ملوک غور مین ایسا غور کیا ہے کہ جن اوقات مین فریدون عالم سرفرازی مین ضحاک تازی پر غالب ہوا ذریت ضحاک سے دو بھائی ایک سوری دوسرا سالم اُسکے ملازم تھے اور ایک مدت کے بعد فریدون سے متوہم ہوئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے سے نہاوند کیطرف بھاگے اور اُسمقام کو محکم کیا سوری قبیلہ کا سردار ہوا اور سالم اُسکا سپہ سالار ہوا سوری نے اپنی دختر سالم کے فرزند شجاع نام کو دی اور جب سالم مرگیا شجاع بہ حشمت و عیش چچا کی خدمت مین رہنے لگا حاسدون نے باتین ناخوش سوری کے گوش زد کرکے اُسکے مزاج کو منحرف کیا یہانتک چاہا کہ شجاع سے اپنی بیٹی کی طلاق لیکر جدا کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے شب کو سوری کے اصطبل مین جاکر چند اسپ و چند قطار شتر بار کرکے اور زن و فرزند اور نقود و جواہر اور طلا و نقرہ اُٹھا کر بسبیل تعجیل اپنے کو جبال غور مین پہونچایا اور وہان

مقام کرکے کہا زومیندیش اس سبب سے اس محل کا نام زرمیندوش مشہور ہوا اور اس مقام میں ایک قلعہ سنگین بنا کیا اور روایات ہے
اسکی پشتی سے سلسلہ فریدون سے ملتا کیا اور آخر کو خراج اپنی گردن پر رکھکر امان پائی اور ذریت ضحاک کی اس ولایت میں
ایک دوسرے کے بعد سردار قبیلہ ہوتا تھا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد میں تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا فرمان حکومت غور کا بخط مبارک شاہ
ولایت پناہ کے پایا اور اسکے نسب کا یون ذکر کیا ہو شنسب کا یون ذکر کیا ہو شنسب بن حریق بن نیوق بن ہاسی بن وزن بن حسین
بن بہرام بن حجش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن شداد بن ضحاک اور وہ بسطام بن نہشاد بن نریمان بن فریدون بن سامیہ بن سفید اسپ بن
ضحاک بن شہران بن شد بن سیامک اور وہ سام بن دنتاش بن ضحاک الملک ہی ضرور وہ طبقہ ساتھ شنبسی کے منسوب ہین اور
اولاد شنبسی کے بنی امیہ کے عہد مین تمام ممالک اسلام بر سرمنابر اہل بیت کو نامزا کہتے تھے مگر غور مرتکب اس امر شنیع کے
نہوئے اور فولاد شنبسی ابومسلم مروزی کے خروج کے وقت اسکی مدد کو گیا اور اعدائے اہل بیت کے قتل مین کسیطرح تقصیر نہ کی
اور نیجی بن نہادن بن ونیش بن ومنشان بن پرویز بن شنسب ہارون رشید کا معاصر تھا اور سوری بن محمد فرزندزادہ امیر نیجی کا
صفاریہ کے زمانے مین تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
سلطان نے اُسپر لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیار کی اسکے فرزند ابوعلی کے تفویض فرمائی اور جو ابوعلی بن محمد بن سوری
نے ساتھ سلطان کے اظہار حق نہ کیا عباس بن شیث بن محمد ابوعلی کے برادرزادہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اور اسکی شومی ظلم
کے سبب سے سات برس غور مین پانی نہ برسا حیوانات بے زبان اور ناطق کو تاج ظاہر نہ آیا اور سلطان ابراہیم حرب کرکے اسیر ہوا اور محمد
بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اور قطب الدین حسن بن محمد عباس جد سلاطین غوریہ ہی ایک
قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیر اسکی آنکھ مین لگا اسکے صدمہ سے جان بر نہوا اور اسکا بیٹا سام سلاطین غوریہ کے تسلط سے ہند کیطرف
بھاگ گیا اور تجارت مین مشغول ہوا اور آخر مین حُب وطن غالب ہوئی مع اہل وعیال دریا کی راہ سے غور کیطرف متوجہ ہوا ناگاہ
باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونیسے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر اعزالدین حسین بن سام نے بمقتضائے
اَلْغَرِیْقُ یَتَشَبَّثُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ ہم جان سے ہاتھ اٹھا تختہ کے ٹکڑے پر رہا اور درمیان اس حال کے ایک شیر درندہ اُس کشتی مین تھا
اسکا مصاحب ورردیف ہوا وہ بھی اس تختہ کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف مین لایا اور رفیق وشفیق اسکا ہوا مصرع خوش است
آوارگی اور اگر ہمراہے چنین باشد ہ بعد تین شبانہ روز کے روے دریا پر بے زاد رہے تھے ہزار خرابی وجان کنی کے ساحل مراد
سے دوچار ہوئے شیر بھاگ گیا حسین اُسکے پنجہ ظلم سے رہا ہوا اور اس نواح مین ایک شہر اُسے نظر آیا وہان گیا بطور مسافر رات کو
ایک دوکان مین سورہا ایک جماعت کوتوالی روند پھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو سمجھے کہ چور ہی پکڑ کر قید کیا حسین نے سات برس کا
زمانہ اُس زندان ستم مین بمحنت وکدورت کاٹا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک مرض عارض ہوا قیدیونکی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی نجات
پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین ایک گروہ رہزنون کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف مین رہزنی کرتے تھے اُنسے
ملاقی ہوا انھون نے حسین کو جوان وجیہ اور گران ڈیل وزبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہتے ہین اسکی
صبح کو کچھ لوگ سلطان کے یعنی سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش مین سرگردان تھے ان پر غالب
ہوئے سب کو دستگیر کرکے سلطان کے روبرو لیگئے سلطان نے ازراہ غضب اُنکے قتل کا حکم نافذ فرمایا جسوقت کہ جلاد حسین کے
گردن پر خط دیکر آنکھون پر پٹی باندہنے لگا حسین نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کیطرف مُنھ کرکے یہ کہا الٰہی مین غریب

جانتا ہون کہ غلطی تجنیس روان زبان تو اور سیدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار و خاشاک سے منزہ اور مبرا ہی کیا سبب ہی کہ
مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ سُنکر جلاد نے کہا تو کیونکر بیگناہ ہی حالانکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہزنی کی اور بادشاہ سے
مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو اُنسے ملحق ہوا ہون اور ماجرا اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو اُسپر رحم آیا اور
اُسکے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کرکے حال پوچھا اُسنے
بھی سرگذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترحم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اُسکے
ناصیہ سے ہویدا دیکھے اُسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربونکے جرگہ مین منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ مین امیر حاجب
کرکے ایک لڑکی اپنے عزیز و اقربا مین سے اُسکے حبالہ نکاح مین دی اور رتبہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان مسعود
بن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا اور حسین اُسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا فرد مکن زیخ شکایت کہ در طریق طلب براحتے
نرسید آنکہ زحمتے نکشید اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعز الدین حسین فرزند بواسطہ قطب الدین حسین ہی اور بہر تقدیر اعز الدین حسین کے
اُس عفیفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اثر پیدا ہوئے ایک انمین سے ملک فخر الدین مسعود ملک بامیان دوسرا
قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ مین شباب مین اس جہان فانی کو پدرود کیا چوتھا ناصر الدین محمد کہ ولایت
زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہی اطراف غور مین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہی پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاء الدین سام
ساتوان علاء الدین حسین اور یہ اعز الدین حسین سلطان سنجر اور سلاطین غوریہ کی دونون اطاعت کرتے تھے اور جب وہ مرگیا
اُسکی اولاد سبعہ کہ جنھین ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوئی ایک ملوک بامیان کہ اُنھین طخارستان اور
ملک مباطلہ کہتے ہین اور اُنکی تفصیل کتب مبسوطہ مین مذکور ہی دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول اُنکے قطب الدین محمد ہی
اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہی اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہی فیروزہ کوہ کو تعمیر کرکے دار الملک بنایا اور شکارگاہ
کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھینچی اور جابجا قصر بلند کا تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور
غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہوا اسواسطے اُسے غور سے غزنین مین طلب کرکے محبوس کیا اور چند روز کے
زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے
اول وہ شخص ہی کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا وہانسے بھاگ کر فیروزہ کوہ گیا اور بقصد
انتقام لشکر جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مفرور ہوا اور سلطان سیف الدین
غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کرکے اپنے بھائی بہاء الدین سام کو مع خیل و حشم غور فیروزہ کوہ مین بھیجا
جب طلایہ اُسکی سپاہ کا ظاہر ہوا اور راستہ غور کے برف کی کثرت سے بند ہوئے اس سال خروج جنرالتوا مین رہا اور سردی
و برف ریزی کے سبب سے متعسر اور متعذر رہا نظم در آمد زمستان و شد تیرہ ماہ ✣ گرفتند ہر یک بکنجے پناہ ✣ دی آمد بدیوانگی
تا بہار ✣ گسست آب زنجیر در جویبار ✣ بہ قعر زمین رفت ماران فرود ✣ حصاری شدہ ماہیان زیر رود ✣ بر آنکس کہ
با دِ مخالف وزید ✣ مثل گرچہ کوہ است در مو خزید ✣ برہنہ تنان راز سرہوش گم ✣ فرو رفتہ راز در دِل شکم ✣ بہرام شاہ
بسبب درخواست مردم غزنین ہندی اپنے دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتسے
انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجد الدین اُسکے وزیر کو برسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوت کہ اسوقت تک مخفی تھی بکمال
زور ہوئی بہاء الدین سام بن اعز الدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہی جب یہ قصہ

انتقام لشکر جمع کیا اس درمیان مین بمرض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا اور علاء الدین حسین جہانسوز جھی بیٹا اعزالدین حسین کا ہر کہ
سلاطین غور بسبب اسکے بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اسمقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سوائے
قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبوران سلبکتگین کو کھود کر آگ اُنکی ہڈیون مین ڈالی سلطنت
غور اور بعض محال خراسان مین پہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد اور معزالدین محمد بنا بہاء الدین
سام کو بایالت سنجگی تعین کیا جو انکی طبیعت مین سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفایت
نکرتا تھا اسقدر آدمیون پر رعایت کی کہ اطراف و جوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام اُنکا بلند ہوا
ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاء الدین حسین کے سمع مبارک مین پہونچایا اور وہ منوہم ہوا دونون کو
جرجستان کے قلعہ مین قید کیا اور بنہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے
بھیجنے مین اغماض کیا ملک بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف مین لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ مین اسیر ہوا اور چند مدت اسکے
اُردو مین سرگردان رہا سلطان سنجر نے ترحم کرکے پھر مملکت غور اسے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۱ھ پانسو اکاون ہجری مین مرگیا اور
ملک سیف الدین محمد بن علاء الدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اپنے چچیرے بھائیون سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان معزالدین محمد
بن بہاء الدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کرکے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال و چند بزیادہ جنگ غز ان کیواسطے گیا اور
لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزہ کوہ مین پہونچکر اپنے
بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ مین خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف مین لایا اور
اس مملکت مین خطبہ اپنے نام پڑھایا گیا اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری مین وفات پائی۔ ذکر

سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معزالدین بن بہاء الدین محمد سام بادشاہ دہلی الملقب بہ شہاب الدین غوری

جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور مین پہونچکر برادر اعیانی اپنے
معزالدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیناباد مین کہ بلاد گرم سیر ہے چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیناباد سے
غزنین پر کہ پھر اولاد سبکتگین کے تصرف مین آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہانتک کہ شہور ۵۶۷ھ
پانسو سرسٹھ ہجری مین سلطان غیاث الدین محمد نے نہضت فرماکر غزنین کو تصرف امراے خسرو ملک سے برآوردہ کیا اور
اُسے بھی سلطان معزالدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری مین لشکر ملتان
کیطرف لیگیا اور اُسکو مسخر کیا اور وہانسے باجہ مین گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ کے
دور مین خیمہ و خرگاہ ایستادہ کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر
کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اُسسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سعی سے یہ شہر
مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد مین لاکر ملکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت و شوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی
کہ غلبہ اُسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہین رہی ہے لیکن ایک دختر بلنداختر کہ کمال حسن و لطافت مین
اپنا نظیر نہین رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح مین لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال و اسباب خاصہ کی
طمع نکرے تو مین راجہ کو ایسا خواب مرگ مین سُلاؤن کہ قیامت تک نہ چونکے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت
ناپاک نے چندروز مین اپنے شوہر کو ہلاک کرکے شہر کو سپرد کیا بیت اگر زن نکو بودی ورا ے زن :: زنان را مزن نام بودے نہ زن ::

ملتان

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غراے محمدی
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سلک ازدواج مین لایا اور دونوں کو غزنین بھیجا تاکہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کرین اور کلام مجید پڑھین
رانی نے اسی عرصہ مین وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد اُسپر نکرکے دختر کو بھی اپنے وصال جان بخش سے کامیاب
نکیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم وغصہ کھانے سے اُسکا بھی انتقال ہوا مابعد سلطان نے باجہ اور ملتان کو علی کرماج کے حوالہ کرکے
غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۵۷۴ھ پانسو چوہتر ہجری مین پھر باجہ اور ملتان مین آیا اور ریگستان کے راستہ سے گجرات کی عزیمت
کی اور راے بھیم دیو جو بیرم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اُسکے مقابل آنکر مقابلہ ومقاتلہ مین مشغول ہوا
اور جنگ عظیم ومعرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے سلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور
۵۷۵ھ پانسو پچھتر ہجری مین پیشاور کیطرف کہ کتب سلف مین ساتھ بکرام و پرشور اور فرسور کے مشہور ہی لشکر لیجا کر اس ناحیت کو
تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کیطرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے
بادشاہی مین استقلال نرکھتا تھا تاب ستیز اور آویز کی نلاکر قلعہ مین متحصن ہوا اور رسل ورسائل کے بعد خسرو ملک نے اپنے چھوٹے
بیٹے کو جو نہایت خرد سال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیر فیل کہ اس سے بہتر اُسکی سرکار مین نہ تھا اسکے پاس بھیجا
سلطان معز الدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کیطرف کہ ولایت سندھ سے ہی لشکر لیگیا
تمام بلاد اور ساحل بحر کو اپنے ضبط مین لایا اور سالماً غانماً بازگشت کی اور ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری مین دوسرے بار لاہور مین آیا خسرو ملک
پھر متحصن ہوا اور سلطان معز الدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سالکوٹ کو درمیان آب راوی وآب
چناب کے ہی بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر
کھکران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہان بسر لیگیا بغیر اُسکی فتح کے
معاودت کی اور سلطان معز الدین محمد اس سبب سے طیش مین آیا اس مرتبہ لشکر جرار وخونخوار لیکر ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری مین
پھر لاہور مین آیا خسرو ملک نے تحصن ڈھونڈھا اور چندروز تلاش کرکے آخر الامر از روے عجز سلطان شہاب الدین کی ملاقات
کیواسطے دوڑا اور اسے شہر مین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرماج کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین
کیطرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اُسکے بیٹے ملکشاہ اور اقربا اور اعزہ کو کوہ فیروزہ مین اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد
کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھین قلعہ جرجستان مین محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو قتل کیا
اس سلسلے سے ایک اثر باقی نچھوڑا اور ۵۸۷ھ پانسو ستاسی ہجری مین غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تہندہ کو کہ اس
زمانہ مین بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا راے اجمیر کے تصرف سے برلایا اور ملک ضیاء الدین تولکی کو مع ایک ہزار اور
دو سو سوار کہ ہر ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ مین چھوڑ کر مراجعت کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر پہونچی کہ پتھورا والی اجمیر مع
اپنے بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ
لیکر قلعہ بانتزاع واسترداد قلعہ تہندہ بسبیل استعجال متوجہ ہی سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے مقابلہ کو
پیشقدمی کی اور موضع تراین جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہی اور اب ساتھ پتراواری کے شہوت
رکھتا ہی اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت ہی مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین سے
متفرق ہوئی اور قلب مین بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک مقربان نے عرض کی کہ امراے میمنہ اور میسرہ نے جوانمردان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پاے ثبات زمین کین سے متزلزل کرکے راہ فرار نابی اور امراے افغان و خلج کہ مقدمۂ لشکر تھے
اور ہمیشہ لاف مردی و مردانگی مارتے تھے معرکہ مین انکا نشان پیدا نہین اگرچہ عجالۃ الوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف
معطوف فرمادین مناسب و کہاوی دیتا ہے سلطان کو یہ بات ناموافق طبع آئی شمشیر میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے
سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب و ضرب آغاز کی **ابیات** براں تن گرز و خنجر سخت کوش ❊ در آمد سرش پاے کوبان و جوش ❊
بہر سو کہ شمشیر ادکار کرد ❊ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ❊ چنانچہ ہر دست دو دشمن اسکی میدان داری اور خنجر گذاری پر آفرین
کرکے مراسم تحسین بجالایا ناگاہ کہنڈے راے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمثیل کہ جسپر سوار تھا سلطان کی طرف دوڑایا
سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ مین لیکر اسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضربت اسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اسکے شکستہ ہوکر
گر پڑے کہنڈے راے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب تھا کہ خانہ زین
سے جدا ہو ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان نکے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے رزمگاہ سے نکالکر
لشکر امرا مین کہ انھون نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و واویلا کہ شکست لشکر اسلام اور سلطان نکے
گم ہونے کا لشکریون مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین نے ممالک ہند مردم معتمد کے سپرد کرکے غور کیطرف روانہ ہوا اور
افغانون نے اسوقت مصلحتاً کچھ نہ کہا اور امراے غور و خلج و خراسان کو معاتب اور مواخذ کیا اور توبڑے بُراز جو انکی گردنمین لٹکائے
اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ توبڑہ مین ہے نہ کھا دے اسکا سرتن سے جدا کر دیا اُنھون نے جان کے خوف سے جو نوش جان
کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زین المآثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان شہاب الدین نے زخم کھایا
اور ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اُسے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہے اسکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور
شب نے پردہ ظلمانی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان نکے درپے تفحص
ہوئی اور معرکہ مین آنکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامونکی پہچانکر انھین اپنے حال سے مطلع کیا
غلامون نے اُسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کاندھے پر چڑھا کر تمام شب قطع مسافت مین مصروف رہے
علی الصباح اپنے ہمراہیونسے جا ملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور اسی حال مین راے پتھورا آیا اور قلعہ تبہندہ کو کہ ضیاء الدین
تولکی وہان تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے رخصت لیکر
غزنین کیطرف خرامان ہوا اور بقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے سے عرصہ مین سپاہ جرار خونخوار
بہم پہونچا کر دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک و افغان کہ انہین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن
محلی بہ سیم و زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی
طرف روانہ ہوئے جب رایات نصرت آیات بلدہ پیشاور مین پہونچا ایک پیر ان غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکسار پر
رکھکر التماس کی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہے کہ سلطان کہان جاتا ہے اور ارادہ کیا ہے سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ ای شخص
یقین جان کہ جسوقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہے اپنی ہمخوابہ (زوجہ ۱۲) کے ساتھ عیش و عشرت کے
فرش پر استراحت نہ کی اور پوشاک کہ پہنے ہون نہ بدلی یہ سال مین نے حزن و ملال مین بسر کیا ہے اور امراے غور و خلج اور
خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے مجھے معرکہ عام مین چھوڑ کر مفرور ہوئے مین نے اُنکے دربار مین آنیکی ممانعت قدغن کی سلام کا تو کیا ذکر آج تک
اُنکا منھ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امراے قدیم جو مہر سے

اس عہد تک پرورد ۂ نعمت اس خاندان کے ہین اُسنے چشم داشت خدمت کی نہین رکھتا پیرغوری اس حکایت کے سنتے ہی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح وظفر ہمراہ رکاب ملازمان شاہ ہو جیو انشاء اللہ تعالیٰ انکی مرتبہ تیرت امراے جان نثار اسیطرح سپاہی اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فرو گذاشت سابق ہووے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار ہون کہ سلطان رقم عفو انکے جرائم پر کھینچکر صحبے کا حکم نافذ فرماوے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ نوازش کرے تو اپنے کیے ہوئے سے نادم ہون اور سیئات اپنے ساتھ حسنات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر دلپذیر پیر کی پسند آئی تمام امرا کو اپنے دربار مین بلایا اور حسن عظیم کرکے ہر ایک کو اُنمین سے علی قدر مراتبہا در تفاوت مدارج نعمت اور رشیا کمر اور خنجر مرصع سے سرفراز کیا اور انکی خجالت رفع کرکے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موضع سے کوچ کرکے اعلام نصرت نشان ملتان کی طرف روانہ کیے اور اس حدود کے امرا کو جنھون نے سلطان کی غیبت مین دولتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ لاہور سے سلوک پسندیدہ وخاطر خواہ کرکے جو اُس طرف کے راجاؤن کو شر سے مانع ہوئے تھے پایہ اُنکی دولت کا بہی بلند کیا اور دلونکی تسلی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردۂ سلطانی لاہور مین برپا ہوئے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان ملک اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب تحریص کی پتھورا نے جواب درست دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤن سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہو کہ اُسنے تین لاکھ سوار راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بہی لشکر اسلام لیکر شیر غران کیطرح قدم جرأت کا انکی طرف بڑھایا اور ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری مین پھر لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونون لشکر نے آب سرستی کے کنارے ڈیرہ کیا راجہ ہاے راجپوت کہ ڈیڑھ سو نفر تھے شجاعت کا قشقہ اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و روش سے قسمین غلیظ اور شدید کھائین اور رقم ہزیمت کی صفحۂ خاطر سے محو کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کرین کارزار سے دست بردار نہون اور جو کہ جنگ سابق مین شریک ہوئے تھے نہایت نخوت اور غرور سے نامہ تہدید و تخویف تحریر کیا مضمون اُسکا یہ ہو کہ جرات و حدت ہماری سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہوگی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقصاے بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہو اگر تو رحم اپنی ذات پر نہین کرتا بارے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہو رحم کر اور اپنے آنے سے خجل ہوکر علم معاودت بلند کر کر ہمین اپنے دیوتا اور بتونکی سوگند ہو کہ ہم تمہارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا تعرض اور مزاحمت نہ پہونچا وینگے اور جو یہ امر تمھین منظور نہین تو ہمارا سامنا کر دیکہ فیلان صف شکن تین ہزار سے زیادہ ہین اور پیادہ توپچی اور تیر انداز کہ حساب سے افزون ہین مع لشکر کہ درمیان دہم کے نہ سماوے کل تمھارے اُردو پر تاخت لاوینگے اور حریف کو عرصۂ گیر و دار مین فیل مات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اُسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیام دیا نہایت مروت اور شفقت ہو لیکن سب کو معلوم ہو کہ لشکر کشی مین اس دیار کے مجھے اختیار نہین ہو اپنے بھائی کے حکم سے اس حدود مین آیا ہون اور ساتھ مشقت اور محنت کے قرین ہوا ہون اسقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد سخندان اور دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کرون اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح کرون کہ سرہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف مین رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض رہو کفار کے سردارون نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت مین ہوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کو تہیاے جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ تقضاے حاجت اور منہ ہاتھ دھونے کو واسطے باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کرکے کمال مردانگی و شوکت سے میدان مین آیا کفار ہرچند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کہ موجود تھے ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت گڑو کر بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل ہند کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کرین یعنی جسوقت فیلان جنگی اور سواران ہندی حملہ آور ہون الحرب خدعۃ کے موافق پشت ہزیمت انھین دکھا کر پاے ثبات متزلزل کرین اور جب وہ فرار کا گمان کرکے تعاقب کرین پلٹ کر تیغ یمانی سے سرافشانی اور تیر سنان گذار سے اُن نابکارونکے بدنونکو پار سر سے سہاک کرین الغرض پہر دن چڑھے سے نماز عصر کیوقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اسوقت شہاب الدین نے خود توکل کا زیب سر اور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیرہاے بران کفار کے قتل کیواسطے میان سے لیکر اور سنانہاے جانستان گھوڑونکی کنوتیون پر راست رکھین اور شیر غران کیطرح نعرۂ تکبیر بلند کرکے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی دلیرونکے خون سے رنگین کرکے طرفۃ العین مین صفوف اعدا مین تزلزل ڈالا اس درمیان مین خرمیل اور دوسرے امرا نے یکبارگی چارون طرف سے حملہ کرکے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے راے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ مین مارے گئے اور پتھورا حدود سرستی مین گرفتار ہوا اور سلطان کے حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیونکے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سمانہ اور کہرام وغیرہ مفتوح ہوئے اسوقت سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا اور ہندی بہت اسیر کرکے انکے قتل مین تقصیر نہ کی اور صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی گفتگو درمیان مین لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا راے کے تفویض کرکے دہلی کیطرف دوڑا جب وہانکا راجہ ازراہ عجز و زاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام برگزیدہ اسکا تھا قصبہ کہرام مین کہ ستر کوس دہلی سے ہے چھوڑا اور کوہ ہاے سوالک کہ ہندوستان کے شمال مین واقع ہین نہیب و تاراج کرکے غزنین کیطرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک نے اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فوج کشی کرکے پتھورا اور کھانڈے راے کے عزیزونکے ہاتھ تصرف سے برلایا اور ۵۸۹ھ پانسو نواسی ہجری مین قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دار الملک کرکے وہان اقامت کی اور اسکے اطراف و اکناف پر انتظام واقعی کرکے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے پھر عزیمت ہندوستان کی بارادۂ قنوج کیطرف متوجہ ہوا اور راے جے چند قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کئی فیل کو دیکھ رکھتا تھا اُسنے سبقت کرکے قصبہ چندوار اور اٹاوہ کی نواح مین آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کرکے شکست پائی اور مال و افیال کو بھی برباد کیا سلطان حصار استنی مین کہ راے جے چند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر وہانسے بنارس گیا اور قریب ایکہزار بتخانہ مین مورتونکا مسکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعدہ اس ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے مظفر و منصور غزنین کیطرف روانہ ہوا اور انھین دنون مین پتھورا کے عزیزونمین سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا راے پر خروج کرکے اجمیر اُسکے قبضہ سے برلایا اور ملک قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت مین آیا چنانچہ ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری مین اسطرف لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر کثیر فراہم کیا اور باہم مصاف ہوکر مارا گیا اجمیر اس مرتبہ مسلمانونکے زیر حکومت ہوا اور انھین دنون مین ملک قطب الدین ایبک لشکر نہروالہ گجرات کیطرف لیگیا انتقام سلطان کا راے بھیم دیو سے جو وہانکا والی تھا لیا اور غنائم وافر اُسے دستیاب ہوئی اور فرمان کے موافق غزنین کیطرف جاکر دہلی کو مراجعت کی اور ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری مین سلطان شہاب الدین کو دوبارہ سفر ہند کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہوکر قلعہ تھنگر کو کہ اسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہان کی

سرداری بہاؤالدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کرکے خود دارالملک غزنین کیطرف معاودت کی اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی اجمیر کے راجپوتوں سے جنگ واقع ہوئی شکست فاحش نے اُسے مُنھ دکھایا اور سنہ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری میں ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور اسیطرح سے قلعہ کالپی اور کالنجر اور بداؤن سنہ ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں سر ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد بطوس و سرخس میں تھا کہ خبر وفات اسکے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہاں سے بادغیس کیطرف متوجہ ہوا اور اُس مقام میں مراسم تعزیت بجالایا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سامان کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزہ کوہ اور غور اپنے چچیرے بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و فرح اور اسفرائن سلطان محمود بن غیاث الدین محمد کو ارزانی فرمایا اور حکومت ہرات و اُسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصر الدین محمد پر مسلم رکھی اور بنفس نفیس بادغیس سے پلٹ کر غزنین میں آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کرکے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور اُن روزون خبر شہادت محمد خیر بیگ حاکم مرو کی سنکر باستعداد تمام سنہ ۶۰۰ھ چھ سو ہجری میں خوارزم کے عزم تسخیر میں گیا خوارزم شاہ تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم میں متحصن ہوا جب سلطان خوارزم میں پہونچا دریا کے کنارہ جو جیحون سے خوارزم اور خلج کے مابین شرق رویہ جو نہر کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیاں واقع ہوئیں کئی امراء غور شہادت کو پہونچے اسی درمیان میں خبر پہونچی کہ قرابیگ سپہ سالار گورخان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو آتے ہیں یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احمال و اثقال زیادتی کو آگ دیکر خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے پیچھا کیا سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب میں مشغول ہوا اور شکست کھاکر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ لشکر قرابیگ خطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوئے سلطان بہزار مشقت اندخود میں پہونچا اور دونوں لشکر کے درمیان محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ میں داد مردی و مردانگی دی باوصف اسکے کہ سو سوار ہمراہ اُسکے رہے تھے حرب میں مشغول رہا جب تاب مقاومت نرہی قلعہ اندخود میں متحصن ہوا آخر کو سلطان عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیکر بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جسوقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایبک ناپاک جو اُسکے مقربوں سے تھا معرکہ سے باہر جاکر گمان لیگیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اسواسطے سلطنت سندا ور اُس نواح کو اپنا مرکوز خاطر کرکے بہ تعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داد حسن کے ساتھ مکر کا شیوہ شروع کرکے یہ بات کہی کہ سلطان کا فرمان صادر ہوا ہے مجھے تمسے کچھ خلوت میں کہنا ہے اور مجاری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہے درمیان میں رکھوں امیر داد حسن بے تامل اُسکے محل میں داخل ہوا ایبک ناپاک نے اُسی خلوت میں بلاکر اِدھر اُدھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان میں ایک غلام ترکی کو کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیر داد حسن کا سر فوراً تن نازنین سے جدا کیا اور شہر میں یہ شہرت دی کہ میں سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہوں اور فرمان جعلی تحریر کرکے شہر قبۃ الاسلام ملتان کو بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کوہان کوہ جود وغیرہ کہ گکھر نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے سے بجزم داعیہ سلطنت کا اور تسخیر حصار لاہور میں نہاد ہمت کرکے مابین آب جیلم اور سوردہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان جب قلعہ اندخود سے غزنین میں پہونچا اسکا غلام ایلدگز قلعہ میں راہ نہ دیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقاومت نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا سلطان نے اُس سے

جنگ کر کے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہاے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے ایلدگز کی
خطامعاف فرمائی اور غزنین مین آیا چنانچہ انھین دنون مین خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع ہوئی
پھر بقصد جہاد کفار گکھران ہند کیطرف فوج کش ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت مین پہونچا گکھران کو مالش دی
اور لاہور مین جاکر قطب الدین ایبک کو دہلی کی رخصت فرمائی اور اس مدت مین سلطان شہاب الدین بلدہ لاہور مین اقامت
رکھتا تھا گکھران نے کہ ولایت اُنکی آب نیلاب کے کنارہ سے دامن کوہ سوالک تک ہے مسلمانون کی ایذا اور اہانت پر کمر باندھی
تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقسام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصًا اُن مسلمانونکو جو سلطانکی طرف سے بلدہ پیشاور
اور اُس نواح مین رہتے تھے یہ ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نکر سکتے تھے گکھران کا کچھ دین
اور ملت نہ تھا اور ایسے بیحیا تھے کہ جسوقت اُنکے یہان بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہی
کہ اس دختر کو اپنی زوجیت مین قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے والا اُسی ساعت اُس لڑکی کو تیغ ظلم سے ہلاک
کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان دروازہ پر چھوڑتا تھا
کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانونکی عقوبت ثواب جانتی تھی یہانتک کہ
آخر ایام سلطان شہاب الدین مین ایک مسلمان انکے دست ظلم مین گرفتار رہوا اور طرح دو وضع ارباب اسلام کی کسی تقریب سے
بیان کی پہلے اس طائفہ کو مسلمانونکا شعار پسند آیا اور محظوظ ہوکر کہا اگر مین سلطان شہاب الدین کیخدمت مین جاکر قلادہ
اسلام گردن مین ڈالون میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا مین ذمہ دار ہون کہ رعایت شاہانہ کرکے پھر حکومت
اس کوہستانکی تجھے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت رئیس گکھرانکی سلطان
شہاب الدین کے حضور مین ارسال کیا سلطان نے بلاتوقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اُس رئیس کیواسطے ارسال فرمایا من بعد
وہ سلطانکی خدمت مین حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوا اور دربار سے
فرامین حکومت اُس کوہستانکی لیکر آیا اور اکثر گکھرون کو مسلمان کیا مگر انھین کے نادر لوگ دور دست کے باشندے تھے
ساتھ شرف اسلام کے فائز ہوئے اور اسی سال کفار ترامیہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے اور قتل اہل اسلام
کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعضونکو بہ لطف و خلق اور بعضونکو بقہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین دلایا
اور قریب تین چار لاکھ کفار زناردار کو اس یورش مین جنیو توڑکر اُنکی گردن مین طوق ایمان ڈالا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار
اٹھارہ ہے دونون قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہین تغیر نے اُنکے اعتقاد مین راہ نپائی اسکے بعد کہ خاطر اشرف
شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھوین رجب سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری مین بلدہ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ
ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سلم والی بامیان کے اصدار پایا کہ خاطر ہمایون بدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ
ہوئی ہی لازم کہ بہ مجرد وصول فرمان اُس حدود مین لشکر کو فراہم کرکے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تاکہ سپاہ
اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جو سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ
اِس منزل مین کہ برجہیک اشتہار رکھتی تھی وارد ہوا قضارا اُن چند روز مین بیس نفر کفار گکھران کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب
اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ مین مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل مین ہوئے تھے
اور تدبیرین کرکے قابو ڈھونڈھتے تھے کہ جس کیوقت کہ فراش سراپردہ اوتارنے لگے خرگاہ خاصہ سلطان شہاب الدین کی ود

مصمم اور سلطان اسکا کما حقہ خاطر مین لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک گکھر دکھنین سے پیشقدمی کو سلطانکے دربانونکو چھری مارکر
بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطانکے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پاکر ایک شقہ سراپردہ کا
چھری سے کاٹا اور مع چھری و خنجرہاے برہنہ کے خیمۂ سلطانی مین داخل ہوئے اُسوقت تین غلام ترک خدمتگذار کہ حاضر تھے
کمال حیرت سے مثل چوب خشک بیحس و حرکت ہوئے اور گکھرون نے خاطر جمعی سے حالت نوم مین اُس شاہ عالیجاہ کے
بائیس چھریان مارکر درجۂ شہادت مین فائز کیا قطعہ شہادتِ ملک بحر و بر معز الدین + کز ابتداے جہان مثل او نیامد یک + سوم ز غرۂ شعبان
بسال شش صد و دو + فتاد در رہ غزنین بمنزل رہتک + سلطنت اسکی ابتداے حکومت غزنین سے آخر عمر تک بتیس سال اور چند
مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہین وزیر اسکا خواجہ مؤید الملک بن خواجہ محمد سجستانی تھا بعضے گکھران غدار کو گرفتار کرکے بسیاست
غیر مکرر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور امرا اور افسران سپاہ کو متفق کرکے اپنا شریک کیا اور خزانہ کی محافظت مین کہ چار ہزار
اونٹ پر لدا تھا اُنسے قسم اور سوگند لی اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کرین تہدید اور تخویف سے اُنھین بھی
مانع ہوا اور جنازہ اُس شاہ جمجاہ کا اُٹھا کر بحشمت و شوکت تمامتر غزنین کیطرف لیگیا میل خاطر خواجہ مؤید الملک و امراے ترک
کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمد کے تھی اور امراے غور سر مین خیال سلطنت بہاء الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب
حوالی فرساور مین پہونچے مین الفریقین مخالفت تمام ظہور مین آئی خواجہ مؤید الملک اس راستہ سے کہ کرمان بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا
اسواسطے کہ تاج الدین ایلدگز کہ ایک غلامان سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص و ربط
رکھتا تھا اُس مقام مین تھا اور امراے غور ارادہ رکھتے تھے کہ اسی راہ سے سیر کرین کہ بامیان سے بہت نزدیک ہووے تا خزانہ
بہاء الدین سام کو داخل کرین اور اس مقدمہ مین قریب تھا کہ تلوار آپسمین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مؤید الملک نے امراے غور کے
روبرو جاکر ملائمت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطر نشان کی کہ مناسب وہ ہے کہ شیوران اور کرمان کے راستہ سے غزنین
کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان و رگکھر نزابیہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح مین پہونچے تاج الدین
ایلدگز محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جونہین اُسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ دیا
اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اُٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے اور پیراہن تن سے پھاڑکر گریہ و زاری آغاز کی
اور ماتم تازہ کیا القصہ بتاریخ بائیسوین شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین مین پہونچایا اور اُس حظیرہ مین کہ جو
اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہین غزنین مین خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے اُس سے باقی رہا از انجملہ پانسو من
الماس جواہر نفیسہ سے اُسکے جواہر خانہ مین موجود تھا اور دوسرے نقود اور اموال کو اس سے قیاس کرسکتے ہین تین مرتبہ سفر ہندوستان
کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی پھر کامیاب ہوا پادشاہ عادل ورخدا ترس ورمشفق خلائق تھا اور علما اور صلحا کی عزت و تکریم کرتا تھا

ذکر رواج دہندہ بخشش ایبک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لک بخش - سلطان قطب الدین

ایبک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مین موصوف تھا اور رسم شہریاری اور قواعد جہانداری خوب جانتا تھا اور لوازم لشکرکشی
و دشمن کشی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغر سنی مین اُس جناب کو ایک تاجر ترکستان سے نیشاپور لیگیا قاضی فخرالدین
ابن عبد العزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہؒ سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایات رقم سعادت کی
اُسکے ناصیۂ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت مین مکتب مین جاکر تھوڑے عرصہ مین قران پڑھا اور خط و سواد
بہم پہونچایا اور آداب و کمالات کے تحصیل مین نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونیکے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزندونسے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معزالدین ملقب بہ شہاب الدین غوری کے پاس لایا سلطان نے اُسے اُن تاجرونسے بقیمت افزون خرید کیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے اور خدمت سلطان مین ازروے شعور و اخلاص معروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ مین قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ ایک شب کو سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کرکے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم مین تمام ندیمون اور مخصوصونکو اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس نے انصرام و اختتام پایا سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشون اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر سلطان کو پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز ہوا اور ہمیشہ مرتبہ اُسکا ترقی پر تھا یہانتک کہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزون مین سلاطین غور اور غزنین درمیان سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کیواسطے خراسانکی طرف لشکرکش ہوئے سلطان قطب الدین ایبک ہر روز واسطے طلب علف کے صحرا میں جاتا تھا ایکروز [illegible] آب مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے داد جوانمردی اور بہادری کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج غنیم مین گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجرۂ آہنی مین قید کیا جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین ایبک کو سلطان معزالدین کے ملازم مع تختہ بند آہنی پنجرہ پر بٹھا کر سلطان کی ملازمت مین لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت ہاے فاخرہ اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین راے اجمیر اور دہلی سے انتقام لیا کہرام اور سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کرکے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس منصب جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس نواح کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور دہلی کیطرف لشکرکشی کرکے محاصرہ کیا اور جب نوبت جنگ کی قائم کی راجپوتون نے اطراف و جوانب سے آنکر صفوف آراستہ کین چنانچہ سپاہ طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون معرکہ جدال مین ندی کیطرح جاری ہوا راجپوتون نے منہزم ہوکر شہر مین دم لیا جب کام اُنپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ھ پانسو نواسی ہجری مین جیتوان جو راے نہروالہ کے متعلقون سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہان کا نصرت الدین سالار متحصن ہوا اور یہ خبر دہلی مین پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا جیتوان بھاگ کر نہروالہ گجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے ۵۹۰ھ پانسو نوے ہجری مین دریا عبور کرکے قلعہ کول کو بزور شمشیر لیا اور ایکہزار گھوڑے راہوار و غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور انہین دنون مین جب خبر توجہ سلطان معزالدین بقصد تسخیر قنوج و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے مغرق پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہوکر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے بنارس کو جو سد راہ ہوئی سب کو مار ہٹایا آخرکو جیچند راے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان مین آیا اور عین گرمی اور ہنگامۂ کارزار مین ایک تیر جانستان جیچند راے کے حدقۂ چشم مین در آیا فیل کے ہودہ سے خاک مذلت پر گرا مع روح اُسکا قفس تن سے پروانہ کر گیا اور لشکر راجپوتون کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نہ تھی آخرالامر اُس علامت سے

کہ دانت اُسکے ضعف پیری کے سبب میخہاے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اُسکی مقتولونکے درمیانسے اُٹھا لیگئے اُسکے بعد سلطان
شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس مین داخل ہوا اور آل و یار کو تا بلاد بنگالہ بے سپر کیا اور تخمیناً ایکہزار بت
توڑے اور چار ہزار اونٹ نفائس اور جواہر اور زر اقمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اولبک کے سپرد کرکے
مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین جب فیلان بنارس کو بروز بار عام سلطان کی نظر خجستہ اثر مین گذرانے تمام
ہاتھیون نے فیلبانونکے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کہ ہرچند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نہ کیا اور
اسقدر شدت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھیون کو سلطان قطب الدین
ایبک کو ارزانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی ساتھ فرمان فرزندی کے قطب الدین ایبک کیواسطے
ارسال فرمایا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تیسرے دن فیل سفید بھی مرگیا چنانچہ
اسوقت سے زمانہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ ایک فیل
سفید رکھتا ہو ہان اس مدت مین کہ میرے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم دارا ے جمجاہ ابراہیم عادل شاہ ہوا دار السلطنت
بیجاپور مین تجار ثقہ صادق القول سے مین نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرہ پیگو مین ہمیشہ دو ہاتھی سفید رہتے ہین اور جب تک
وہ زندہ ہین ہرچند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلون مین تلاش کرتے ہین ہرگز فیل سفید نہین نظر آتی دیتا ہے اور جب کہ ان دو فیل
سے کوئی مرتا ہے قادر بیچون کے حکم سے فیل سفید پیدا ہوتا ہے اسوقت بہ تعجیل تمام لوگ بادشاہی جنگل مین جاکر ساتھ اُس حیلہ کے
کہ جانتے ہین فیل کو گرفتار کرکے شہر مین لاتے ہین القصہ سلطان قطب الدین ایبک بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے
غزنین مین چند روز حصار ہانسی مین مقام کیا اور اس صوبہ سے خاطر مطمئن کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہنچی
کہ ہمراج راجپوت کوہستان سے خروج کرکے کولہ ولد پتھورا سے جنگ کرکے اُسے اجمیر سے رنتھنبور کیطرف مفرور کیا اور جہترا نے
بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع و استرداد کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوا سلطان قطب الدین نے
عزیمت ہمراج کا نہ اسکے تدارک کی و درتلافی مین مصروف رکھکر بیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کرکے بسبیل تعجیل جہترا کیطرف متوجہ ہوا جب
اُسنے سلطان قطب الدین ایبک کے آنیکی خبر پائی تاب مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے
اسکا تعاقب اجمیر تک کیا اور ہمراج راجا اجمیر نے باہر آنکر صفین آراستہ کین اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ کرکے مقتول
ہوا اجمیر از سر نو مسلمانونکے قبضہ مین آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا نشیمن ہوا اور ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری مین لشکر نہروالہ
گجرات کیطرف لیگیا اور جیتوان سپہ سالار بھیم دیو راے نہروالہ کا جو قلعہ نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین
ایبک کی تاخت سے مضطرب ہوکر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر
سلطانی سے کچھ سوار لیکر دوڑا اور اسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا
اور سلطان قطب الدین ایبک اس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہانسے قلعہ ہانسی مین گیا اور اسے تعمیر کیا پھر کہرام کو مفتوح کرکے
دہلی مین آیا اس درمیان مین قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیردار حوالی رنتھنبور تھا اُسنے یہ پیغام بھیجا کہ راجہ اجمیر کا
بھائی کہ کوہستان مین بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہوکر پتھورا کے بیٹے کو محاصرہ کیا چونکہ وہ سلطان قطب الدین
ایبک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بعجلت تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفرور ہوگیا اور
کولہ نے اموال وافر اور تین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے وہانسے معاودت کی اور تاج المآثر مین

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کامگار کے واقعات مفصل اسمین تحریر ہین اس سے واضح ہوتا ہی کہ جب ولایت اجمیر دوسری مرتبہ مفتوح ہوئی اور نہروالا ور نتھنبور فتح وقوع مین آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بہ تفصیل خبر فتوحات غزنین مین روانہ کیا سلطان معزالدین نے فرمان اسکے طلب مین صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام خدمت باندھکر غزنین کیطرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طی مسافت سلطان کے پابوسی مین معزز ہوا اور اعزاز واکرام بیت پایا من بعد غزنین مین بیمار ہوا سلطان کی ہمین توجہ او طبیب روشن راے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت ہندوستانکی نقد رخصت حاصل کی جب کرمان مین پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو حسب الحکم سلطان معزالدین کے عقد نکاح مین لایا پھر جب دہلی مین داخل ہوا بطرز اہل اسلام باتکلف تمام آئین بندی کرکے جشن کیے اور اسی سال یعنی ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری مین مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی مین بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنگر یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کرکے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنیکی خبر ہندوستان مین شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے جھانسی تک استقبال کرکے ملازمت کی اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنگر یعنی بیانہ پر جاکر مفتوح و مسخر کیا سلطان معزالدین نے حکومت اس قلعکی اپنے ایک غلامان ترک بہاء الدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف روانہ ہوا وہانکے راجہ سلکھن راے نے باج وخراج قبول کرکے مبالغ خطیر پیشکش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی مین مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات مین خبر پہونچی کہ راجہاے نتران یعنی راجپوتان راجہ نہروالہ سے موافقت کرکے چاہتے ہین کہ اجمیر مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ کرین اور سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروالہ مین نہ پہونچا تھا ان راجاؤنکی حرب مین مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اٹھا کر گرپڑا لشکر اسلام کا دل شکستہ ہوا اور سلطان قطب الدین ایبک کو بجبر تعجیل دوسرے گھوڑے پر سوار کرکے اجمیر مین لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوشحال ہوئے جب لشکر نہروالہ کمک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف مین جاکر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ مین مشغول رہا یہ خبر سلطان معزالدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے امراے کبار مثل اسلام خان واسدالدین ارسلان قلیج ونصیرالدین حسین واعزالدین مؤید و شرف الدین محمد مع لشکر کثیر و جم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور سرلشکر نے بھی تیغ انتقام نیام سے کھینچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقامونکو راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک قوی پشت ہوکر راے گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری مین اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب ہوتلی اور نہول کے حدود مین پہونچا دونون قلعہ تصرف مین لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ والی نہروالہ یعنی راجپوت نے راجہ نہروالہ سے اتفاق کرکے قلعہ ابوگڑھ کے قریب جو بلدہ سروہی کے مضافات سے ہے بیٹھا ہی اور چاہتا ہی کہ گجرات کی روانگی سے مانع ہوکر ہنگامہ کارزار برپا کرے سلطان قطب الدین ایبک اہلی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ ان دردون اور ویرانون مین داخل ہوکر رستم کے مانند مردانگی کرکے راجپوتونکو شکست فاحش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین تہ تیغ کرکے شکست سابقہ کا عوض لیا اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عساکر ظفر مآثر غنائم بیحد سے توانگر و مالامال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل و قمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورہ گجرات مین داخل ہوا وہانکے سرکشون کو زیر و زبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ تصرف مین لاکر ایک امراے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستہ سے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات و پارچہاے قیمتی اور چند کنیز و غلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین مین بھیجے اور ملوک و خوانین کو انواع لطف واحسان سے سرفراز کرکے انکے مناصب زیادہ کیے

اور جود و کرم کا ہاتھ کھولکر فقرا و مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور سنہ ۵۹۹ پانسو ننانوے ہجری مین
سلطان قطب الدین ایبک جہاد کا کمر ہمت پر چست باندھکر کالنجر کیطرف روانہ ہوا وہانکا راجہ بھی صفوف حرب آراستہ کر
میدان مین آیا اور طرفۃ العین مین بھاگ کر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنی جراءت وجسارت سے نادم ہوا اور جسطرح سے بزرگان
اسلاف اُسکے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمان برداری اپنے اوپر لازم پکڑی
دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اسپ و فیل وجواہر اور اموال مین تھا قضاے الٰہی سے مرگیا بعدہ اُسکے وکیل جدہ دیو نے اُس چشمہ کی نسبتی
سے جو اُس قلعہ پر ہے سر مخالفت اُٹھا کر اعلام مجادلہ اور محاربہ بلند کیے قضا را جو وقت دوبار تھا اور بخت وسعادت نے اُس سے مُنہ پھیرا
لاجرم وہ چشمہ چند روز مین خشک ہوا اہالی قلعہ نے لاچار ہوکر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوے او قلعہ مع ساز و سلب وزر وجواہر
سلطان قطب الدین ایبک کے ملازمونکو سپرد کیا اور وہان بھی پچاس ہزار کنیز وغلام قید واسیری مین مبتلا ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوئے
اور سلطان وہانسے شہر مہوبہ مین جو پایہ تخت بلدہ کالپی تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی راستہ سے باؤن کیطرف
متوجہ ہوکر اُسے بھی اپنے تصرف مین لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے اُسکی ملازمت کو پہونچا انواع جواہر اور اقسام نقود پیشکش گذرانا
سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی مین آیا اور جو سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان مین آیا سلطان قطب الدین
ایبک اور سلطان شمس الدین التمش جو اُسکے غلام تھے طائفہ کہکران سے مردانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین
ایبک رخصت کے موافق دہلی مین آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستہ مین شہد شہادت نوش کرکے جنت کیطرف راہی ہوا
پھر اُسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ
اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ ہند کیا بسمع اسکے سلطان قطب الدین
ایبک برسم استقبال لاہور مین گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُسکے وصول سے مفتخر اور مباہی ہوا
اور سہ شنبہ کے دن اٹھارہوین ماہ ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری مین تخت لاہور پر اجلاس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی مین آیا اور
تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تسخیر ہوکر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ بکوچ روانہ ہوا اور وہان کے حاکم کو
زیر کرکے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۶۰۳ چھ سو تین
ہجری مین درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور مین پہونچائے عاقبت الامر یلدوز
منہزم ہوکر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور پہاڑون مین در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت پر
جلوہ گر ہوکر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان یلدوز کے
پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دنکا امیدوار تھا مع لشکر جرار تاخت کرکے غزنین پہونچا اور مستعد قتال ہوا
سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور وہان رہنا مناسب نہ جانکر ایک منفذ سے برآمد ہوکر لاہور کیطرف گیا
بیت چو سلطان سرانداز باشد ز مے ٭ فتد بیخبر از سرش تاج کے ٭ سلطان قطب الدین ایبک اس سبب سے کہ دغدغہ بہت
تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور مین استقامت فرمائی اور عدل وداد وسخاوت مین اوقات بسر کی
خلائق کو مہد امن وامان مین نگاہ رکھا کہ ناگاہ سنہ ۶۰۷ چھ سو سات ہجری مین چوگان بازی کیوقت لاہور مین گھوڑے
سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہوا مدت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک بیس برس
اور چند مہینے تھی از انجملہ چار برس بادشاہی مین گذرے اسکی سخاوت وجوانمردی اور شجاعت ہندوستان مین ضرب المثل ہے کہ

لاکھون روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقونکو زیادہ اس سے جو حوصلہ مین سماوے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لک بخش ہوا اور اب تک اہل ہند اسکے جود و سخاوت پر مدح کرتے ہین کل قطب الدین کہتے ہین کل درکال بکاف عربی مفتوح مع الالف اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہین یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کہ ایک فضلاے عصر سے تھا اسکی مدح مین کہتا ہے قطعہ

ای لک بخش لک تو در جہان آوردہ + کان را کف تو کار بجان آوردہ + از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان + و زلعل بہانہ درمیان آوردہ +

جو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امراے سلطان معزالدین سام سے مملکت ہندوستان مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب دیکھا -

ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا - ارباب اخبار بیان کرتے ہین کہ سلطان معزالدین محمد سام غلامان ترک کے خریدنے اور انکی ترتیب کرنے مین نہایت شفقت رکھتا تھا اسواسطے اُسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہوا ایک روز ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول واقعۂ ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اُسکے درجواب ارشاد کیا کہ اگرچہ بادشاہونکے فرزند متعدد ہوتے ہین میرے کئی ہزار فرزند ہین میرے انتقال کے بعد ممالک میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معزالدین کے غلامونسے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہی سلطان شہاب الدین نے اسے صغر سن مین خرید کیا تھا جو کہ صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اُسے قرب خدمت مین اختصاص دیکر مرتبہ اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندون پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت مین پہونچایا کرمان اور شیوران اسکی وجہ جاگیر مین مرفوع القلم کیا جو وقت سلطان نے بسفر ہندوستان کرمان مین نزول اجلال ہز لول اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امرا کی ضیافت کی اور ایکہزار کلاہ و قبا خلعت دیئے اور علاوہ اسکے تمام لشکر و حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اُسکی دو بیٹیاں تھین ایک بیٹی سلطان کے حکم سے سلطان قطب الدین ایبک کے حبالۂ نکاح مین تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح مین منعقد کی تھی اور نیز سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقصد تادیب کوڑا اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا جو کہ اُس طفل کی اجل آپہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً مین وفات پائی مضمون اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک لڑکے کی ماں کو خبر پہونچے آپ براہ اخفا پوشیدہ ہو کر سفر اختیار کرو بس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہے اسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہین رکھتی الغرض سلطان معزالدین آخر ایام سلطنت مین جب کرمان مین آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت (یعنے ملبوس) خاص سے مخصوص کیا اور اُسے سیاہ کا نشان عنایت فرمایا اور اسکے دل مین یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت ولایت غزنین اُسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک اور امراے ترک کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی حدود سے طلب کر کے تخت عم پر جلوس دین لیکن بند کر کے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اُسکے درجواب لکھا کہ مجھے اپنے باپکا تخت فیروزہ کوہ بہت بہتر ہے سلطان تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ مین لاکر حکومت مین مشغول ہوا اسکے بعد لاہور کے تسخیر کا آہنگ کر کے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب مین حرب و ضرب کر کے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف میں آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت نے تاج الدین یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی کمک کے واسطے ہرات پر لشکر بھیجا اور ملک ہرات پر عزالدین حسین خرمیل غالب ہوا اور ایک مرتبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کرکے سیستانکے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثنائے راہ میں ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کرکے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے تصرف میں آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شنوران میں داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکرکے تمامی ہندوستان لینے کی عزیمت کی اور فوج کشی کرکے سلطان شمس الدین التمش سے حدود تراولی میں مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید میں مرگیا اسکی حکومت کی مدت نو برس ہے ناصر الدین قباچہ کا احوال مقالہ حکام سند میں تحریر ہوا اختیار الدین محمد خلجی کے واقعات مقالہ سلاطین بنگالہ میں مفصل مسطور ہونگے۔ **ذکر بہاء الدین طغرل کا۔** یہ بھی بندگان کبار اور امرائے نامدار سلطان معز الدین محمد سام تھا اور صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہیں جب سلطان معز الدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاء الدین طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا اور دیکھا کہ فتح اسکی بجز قہر مشکل ہے پھر اپنے دلمیں اتفاق کیا کہ اول ایک مدت اس قلعہ کو محاصرہ کرکے اہالی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے راجہ گوالیار نے سلطانکے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت میں حاضر ہوا اور پیشکش وافر نذر کر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا ولیکن طغرل نے سلطانکے غزنین کی روانگی کے بعد ولایت بیانہ میں ایک قلعہ بنا کرکے وہاں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہوکر اس نواح میں تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جو اُن سواریوں اور تاخت و تاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہوکر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہاں اقامت کرکے تاخت اور محصور رہنے عاجز کرنے میں کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوئے پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اسکے تفویض کیا پس یہ امر درمیان سلطان قطب الدین ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور میں آوے اور آتش جدال و قتال مشتعل ہوا تنے میں ہادم اللذات یعنی ملک الموت دو اسپہ ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحریک سیف و سنان ایسے معاملہ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سالکوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہے۔ **ذکر آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کا۔** ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یوں سلک بیان میں کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر (موت ۱۲) کے بعد امرائے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن عدم قابلیت کے سبب سے کہ ابھی ایک سال نہ گذرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ نے سندکیطرف جاکر ملتان اور اوچہ و بھکر و سیوستان پر متصرف ہوا تھا اور حکام خلج نے بنگالہ میں دم استقلال مارا اور بعض راجاؤں نے بھی سرحد دہلی میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمعیل وامیر داؤد دیلمی اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے شرمندہ ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد اور متبنے سلطان قطب الدین ایبک اور بداؤن کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو لیکر دہلی میں آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمعیل و ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے نکل گیا اور دہلی کے اطراف میں جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کرکے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین التمش دہلی کے صحرائے ظاہر پر صف آرا ہوا اور حرب میں مشغول ہوکر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

لیکن آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی۔ **ذکر خان سکندر نشش سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ و برد مرقدہ کا**۔ کتاب طبقات ناصری ساتھ اِسکے ناطق ہی کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگ زادگان ترکان قراختائی سے ہی اور اسکا باپ قبیلہ البری سے ہو ساتھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل وحشم اور تیغ سے تمام عصر مین مشہور و معروف تھا اور بھائی اِسکے اور یعقوب لے بھتیجے اسکے حسن کیاست اور خوبی فراست پر اِسکے حسد و رشک لیگئے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قالوا یا ابانا مالک لا تامنا علی یوسف و انا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع و یلعب گوش پدر مین پہونچایا اور حضرت یوسف کے مانند اسکو اسپان کے سیر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خردسالی پر رحم نہ کھایا شیوہ بیوفائی کا اختیار کر کے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا مین لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے مکان مین انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی ثمن بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اسے خرید کیا اور اُسنے حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین مین لیگیا چونکہ ان دنون مین کوئی ترک بچہ اس سے زیادہ حسین اور عقیل غزنین مین نہ پہونچا تھا اِسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایبک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار رکنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایک ہزار دینار رکنی پر دونون کو خرید و مالک اُسکا راضی نہوا سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھین نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین مین ہا کوئی اُنکا خریدار نہوا دونون غلام ہمراہ لیکے بخارا گیا اور پھر غلامونکے اتفاق سے غزنین مین آیا برس روز اقامت کی لیکن خریداری اُنکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیون پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک نصیر الدین خرمیل کے پاس غزنین مین آیا اور احوال التمش کا سُنکر سلطان سے اِسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ جو منع کیا ہی مین نے کہ کوئی انھین نہ خریدے لہذا اُنکی خرید و فروخت غزنین مین واجب نہین وہ یہانسے دہلی مین لیجاکر بیچے غرضکہ جسوقت سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے مہمات کیواسطے وہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لاوے جب لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونون ترک بچے یعنی التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خریدا ایبک کا طغاج نام رکھکر بہٹنڈہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ مین کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کر کے میر شکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہانکی اسے عنایت فرمائی اِسکے بعد برن اور نواح اسکا جاگیر پاکر بداون کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کہکران کی تسکین کیواسطے ہند مین آیا اور سلطان معز الدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بداؤن کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت مین حاضر ہوا اور التمش کہ شیوۂ دلاوری و مردانگی مین سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کی اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی مین ڈالکر کہکران سے لڑا اور انھین شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقاتل اُنکی طرف کے قتل کیے سلطان معز الدین جوانمردی اور کارپردازی اسکی مشاہدہ کر کے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ سے اُسے مخلع اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اُسکی پرورش اور ترتیب کے بارہ مین سفارش کی اور خط آزادی لکھواکر اُسے بندغلامی سے آزاد کروایا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیان تھین ایک کو التمش کے عقد نکاح مین لایا اور دو بیٹیان ایک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج مین تھین

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور مین انتقال کیا التمش امیر علی اسمٰعیل سپہ سالار اور امیر داؤد دیلمی اور دیگر اعیان
مملکت کی استدعا سے با جمعیت و لشکر بداؤن دہلی مین آیا اور اُسپر متصرف ہوا اور اپنا سلطان شمس الدین خطاب کیا اور سنہ ۶۰۷
چھ سو سات ہجری مین تخت سلطنت پر متمکن ہو کر اکثر ملوک و امراے قطبی کو مرہون احسان و رعایات کر کے مطیع کیا لیکن جاندارون کا سردار
یعنی خاصہ خیل کہ مردِ ترک تھا بعض امراے معزی اور قطبی سے موافقت کر کے اطراف دہلی مین جمعیت کی اور ترکونکی فوج خونخوار لیکر موقف
کارزار مین آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ مین مشغول ہوا جو کہ اسکا چراغ دولت نور تائید الٰہی سے روشنی قبول کیے ہوے تھا
فوج مخالف میدان سے افسندہ اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکونسے تھے مارے گئے اور نیز جاندار ان ترک بعضے امراسے بھاگا اور مدت قلیل مین وہ سب علف
تیغ اسلام ہوے میدان اُسکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس و خاشاک سے پاک ہو بہت میاو نیز ور مقبل نکبخت ہو کہ افگندن مقبلان سست سخت
اس عرصہ مین قصبہ جالور کا حاکم کہ اڈلیسہ نام رکھتا تھا باغی ہو کر ادا ے مال واجب مین سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اُسطرف لشکرکش ہوا
پھر اڈلیسہ کو مطیع کر کے اور پیشکش لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین یلدوز جو غزنین کا شاہ تھا ماہی مراتب مع چھتر اُسکے
پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کر کے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین
یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہو کر کرمان اور طبرستان گیا ملک ہندوستان کی طمع کر کے سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ ہجری مین پہلے ولایت پنجاب
اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضایع کرین روانہ کیا سلطان
شمس الدین التمش طیش مین آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا تراین کے حدود مین فریقین سے جنگ عظیم و معرکہ شدید واقع ہوا
سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوے تائید الٰہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی
ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اُسے مقید کر کے دہلی مین لایا اور بداؤن مین بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قیدخانہ مین اجل طبعی یا زہر سے
ہلاک ہوا اور سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا
داماد تھا اقطاع لاہور اور حوالی منصورہ آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہان بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور سنہ ۶۱۵
چھ سو پندرہ ہجری مین سلطان ناصر الدین قباچہ سے ملوک خلج پر کہ غزنین کے اطراف مین مضافات سند پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع
ہوئی غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور حرب و ضرب کے بعد
اُسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف مین بھاگا سلطان دہلی مین آیا اور سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان
جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہو کر لاہور مین آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین
تاب مقاومت نہ لایا سند اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اُسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور رنجشہ واقع ہوا اُسوقت وہانسے
براہ کیچ اور مکران ہو کر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین
ہندوستان مین ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونیکے بعد آیا تھا ظاہرا یہ روایت اعتبار صحت نہین رکھتی جیساکہ مذکور ہوا ہے اور سنہ ۶۲۲
چھ سو بائیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلج کو کہ
ذکر انکا علحدہ آویگا تسلط تمام پیدا کیا تھا حلقہ اطاعت مین لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اٹھتیس زنجیر فیل اور
اسی ہزار تنگہ نقرہ اُس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہے اُسے سپرد
کیا اور چتر و دور باش دیکر بلدہ اودھ مین اُسے چھوڑا اور خود دارالملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے
غیاث الدین خلجی سے جنگ کر کے اُسے قتل کیا اور غنیمت وافر وہان سے دستیاب کر کے اکثر مردمان روشناس دہلی کو ساتھ انعام اور

تحفہ کے یاد کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو مستحکم کر کے
قلعہ بھنکر کیطرف بھاگا اور سلطان نظام الملک نے وزیر جنیدی کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اوچہ کے محاصرہ
مین مشغول ہوا دو مہینے اور بیس روز کی مدت مین فتح کر کے حوزۂ تصرف مین لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر ناصر الدین قباچہ
کو پہونچی اپنے فرزند علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان کی خدمت مین بھیجکر صلح کا طالب ہوا جب یہ خبر پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ
ہراسان ہوکر بقصد گریز کشتی مین سوار ہوا تھا لطمۂ اجل کے طوفان سے دریا مین غرق ہوا پھر سنہ ۶۲۳ھ چھ سو تئیس ہجری مین رن تھنبور پر
لشکر کشی کر کے اُس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور سنہ ۶۲۴ھ چھ سو چوبیس ہجری مین بعزیمت قلعہ مندل لشکر کش ہوا اور اس قلعہ کو بھی مع جملہ
سوالک اپنے قبض و دخل مین لایا امیر روحانی کہ اُس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ مین بخارا سے دہلی آیا تھا اور
ان فتوحات کی تہنیت مین اشعار بہت کہے تھے انمین سے یہ ابیات ہین **نظم** خبر باہل سما برد جبرئیل امین ؛ ز فتحنامۂ سلطان عہد
شمس الدین ؛ کہ ای ملائکہ قدس آسمانہا را ؛ بدین بشارت بندید کلہ و آئین ؛ کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام ؛ کشاد بار دگر قلعۂ
سپہر آئین ؛ شہ مجاہد و غازی کہ دست و تیغش را ؛ روان حیدر کرار میکند تحسین ؛ اور سنہ ۶۲۶ھ چھ سو چھبیس ہجری مین عرب کے
ایلچی خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کیواسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت و آداب جیساکہ چاہیئے بجالایا اور عباسیوں کا لباس
پہنکر بہت خوش ہوا اکثر امرا کو خلعتوں سے مخلع فرمایا اور شہر کو آئین بندکر کے قبے لٹکائے اور نقارہ خوشی کا بجایا پھر اُسی سال خبر
وفات سلطان ناصر الدین لکھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرایط تعزیت بجالایا اور نام
اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑ کر اُس سے موانست پکڑی اور سنہ ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری مین لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کر کے جو فتنہ
کہ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کر کے تسکین دی اور لکھنوتی عزت الملک ملک علاء الدین خانی کے سپرد کیا
اور خود دار السلطنت دہلی مین معاودت فرمائی اور سنہ ۶۲۹ھ چھ سو انتیس ہجری مین گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ
گوالیار مسلمانونکے قبضہ سے نکل گیا تھا برس روز اس قلعہ کو محاصرہ کر کے متحصنون پر کام تنگ کیا پھر دیوبل جو اس قلعہ کا والی تھا
شب کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف مین آیا اور بندی کثرت سے ہاتھ آئے اُن سب مین سے تین سو پر سیاست کی اور ملک
تاج الدین ریزہ جو مملکت کا منشی تھا اُسنے اس قلعہ کے فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک پتھر پر کندہ کراکے قلعہ کے دروازہ پر نصب
کی وہ رباعی یہ ہے **رباعی** ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ؛ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ؛ آن قلعۂ گوالیار و آن حصن حصین ؛
در ستمایۂ سنہ ثلثین بگرفت ؛ پھر سنہ ۶۳۱ھ چھ سو اکتیس ہجری مین ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھیلسہ کو مسخر کر کے شہر
اوجین کو بھی زیر نگین کیا اور بتخانہ مہاکال جو مثل بتخانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ مین تعمیر ہوا تھا اور قلعہ
کیطرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اُسے بیخ و بن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکرماجیت کی مورت
جو اوجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند ابتک اُسکی تاریخ لکھتے ہین مع سنگ مہاکال اور چند مورتین اور جو برنج یعنی کانسے سے ڈھالین
تھین اُٹھا کر دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین مین گاڑ دین تا خلائق کی لگدکوب ہون پھر دوسری مرتبہ ملتان کی طرف
فوج کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہوا یعنی مرض الموت اُسپر طاری ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عماری مین بٹھا کر
دہلی مین لائے چنانچہ شعبان کی بیسوین تاریخ سنہ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین عالم عقبے کیطرف راہی ہوا اور ملفوظ خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ
علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج ہین اُسمین تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اس غرض کی جگہ مناسب تعین
کرنے کے واسطے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوکر استصواب کیا سلطان کہ ہر ایک سرزمین پر سوار ہوکر گذر کرتا تھا یہانتک کہ

اس مقام میں کہ جہاں حوض شمسی واقع ہے پہونچا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ سرور انبیا علیہ من الصلوٰۃ افضلہا اس سرزمین میں رخش پر ایستادہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ شمس الدین کیا چاہتا ہے سلطان نے
عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں حوض تعمیر کیا چاہتا ہوں آپنے ارشاد کیا اس مقام میں تیار کر چنانچہ اُسیوقت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخش نے اُس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آب نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار
ہوا اور ابتک کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ
قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور میں نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اس مقام میں ایک چشمہ آب جوش زن ہے
یہ حکایت تھوڑے تغیر سے مقالہ مشائخ میں مذکور ہے وہانسے تحریر ہوئی اور یہ روایت سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہے کہ میں جسوقت
بخارا میں تھا میرے صاحب نے ایک قراضہ یعنی ریزہ زر انگور خریدنے کیواسطے مجھے دیکر بازار بھیجا راہ میں وہ قراضہ میرے ہاتھ سے گر پڑا اور
گم ہوا میں مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہوکر قدرے انگور خریدکر میرے حوالے کیے اور تاکیداً مجھے
فرمایا کہ خبردار جب تخت سلطنت پر متمکن ہوکر تاج شاہی زیب بسر کرنا فقرا اور اہل خیر سے نیکی کرنا اور اُنکے حقوق نگاہ رکھنا دوسری نقل ہے
اُس زمانہ میں کہ سلطان شمس الدین بغداد میں ذل رقیت میں تھا اُسکے مالک کے مکان میں فقرا کی ایک جماعت نے مجلس آراستہ کی تھی اور
راگ سننے کا ذوق کہ اہل اللہ کو ہوتا ہے مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اس مجلس میں تمام رات اُنکی خدمت میں دست بستہ حاضر شمع کا
سر گلگیر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اس مجلس کے عمائد سے تھا جب درویشونکو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت
پسند آئی نظر لطف اُسپر ڈالی حق سبحانہ تعالے نے اُس نظر کی برکت سے اُسے درجہ سلطنت پر فائز کیا غرض مدت مدید کے بعد جب سلطان
شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان میں آئے اور دہلی میں بارشاد طالبان مشغول تھے
ہمیشہ اُنکی محفل میں درویش راگ اور معرفتیں سُنکر حال قال میں آتے تھے اور دو شخص علماء ظاہری نے کہ ایک کا نام ملا عماد الدین اور دوسرے
کا ملا جلال الدین تھا سماع کا انکار کرکے سلطان کو اُسپر آمادہ کیا کہ قاضی کو سماع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور
اعزاز و اکرام سے بٹھایا پھر اُن دونوں نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر
حلال ہے اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپکو یہ امر خوب یاد ہوگا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ
اپنے مالک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت میں حاضر ہوکر شمع کا گل لیتے تھے درویشوں نے ترحم سے آپ پر نظر کیمیا اثر ڈالی اُسی کی
برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان نے وہ بات یاد کرکے اشک اپنی آنکھوں میں بھر لایا اور بحالت رقت میں قاضی کو اپنے
پاس بٹھاکر نوازا اور سلطان اسکے بعد سماع سے لذت اُٹھاتا اور درویشوں کے نفس نفیس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا
مولع تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد میں جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا میں قیام کرتا فی الجملہ نور نام ملحدان عربی کا سردار تھا اس
امر سے نہایت غضب میں آیا اور ملحدوں سے اتفاق کرکے آپسمیں دار و مدار کیا کہ سلطان کو عین ادائے نماز میں کہ خلائق اپنے حال میں
مشغول ہوں قتل کرو غرض جمعہ کے روز اجماع کرکے حربہ اُٹھاکر مسجد میں آئے اور تیغیں کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا حق سبحانہ
تعالی نے سلطان کو ان اشرار کی شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہوکر دیواروں اور کوٹھوں پہ چڑھ گئی اور اُس گروہ سفاک کو
زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر میں فخر الملک
عصامی وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلد میں وزارت کے منصب پر اشتغال رکھتا تھا اور فضائل صوری و کمالات معنوی میں
مشہور تھا ساتھ کسی سبب کے اسباب دنیوی سے کہ جو باعث رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہوتا ہے وہانسے جدا ہوکر دہلی میں آیا سلطان نے اُسکا

اُسے غنیمت سمجھکر باعزاز و اکرام تمام شہر مین لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق مین مراحم خسروانہ مبذول فرمائین اور تمام فضلا اور اہل انشا سے نورالدین محمد عوفی سلطان شمس الدین التمش دہلی مین قیام رکھتا تھا کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جنیدی کے نام لوح بیان مین تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھے **ذکر رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا۔** متون کتب تواریخ مخبر ہے کہ ۶۲۵ھ چھ سو پچیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے چتر دورباش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بداؤن اُسے عنایات فرمایا اُسکے بعد گوالیار فتح کرکے دارالسلطنت دہلی مین مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اُسے دیکر صاحب حشمت و شوکت کیا اور جسوقت کہ اُسکا باپ سیوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا وہ دہلی مین تھا سہ شنبہ کے دن ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار و مراسم ایثار بجالائے شعرانے قطعے اور قصیدے مدح اور تہنیت مین موزون کیے اُسکے صلہ مین شاہ نے نوازش فرمائی انہین سے ملک تاج الدین ریزہ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذرانکر انعام شاہانہ پایا یہ ابیات اُسمین سے ہین نظم مبارکباد ملکِ جاودانی ؛ ملک را خاصہ در عہدِ جوانی ؛ امین الدولہ رکن الدین کہ آمد ؛ درش از مین چون رکن یمانی ؛ لیکن سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش و طرب مین مشغول ہوا امور سلطنت سے دست کش ہوا اخزا ین قطبی اور شمسی جو تھے اکثر لوگون اور مسخرون نے صرف کیے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ مین جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصد دل کو پہونچی کتنی عورتین جمیل کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح مین تھین اُنکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمسی کو رسوائی لاکلام سے کہ سالہا سال کا رشک جو دل مین رکھتی تھی اُنسے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اُس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحون کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروز شاہ سے صغیر و کبیر اور وضیع و شریف کا دل متنفر ہوا اور شاہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اُسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا سر اطاعت کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی مین لائے تھے چھین لیا اور ملک اعزالدین محمد سالار جو بداؤن کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاءالدین شیر خانی حاکم لاہور اور ملک اعزالدین کبیر خانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی سے آپسمین مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروز شاہ نے اُنکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور قطع مراحل و منازل کے بعد کیلوکھری مین نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروز شاہ کے خوف و ہراس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبہ کول مین گیا اور ملک اعزالدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور مین گئے اور اس حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا جب منصور پور کی حوالی مین پہونچا تمام امرا جو اُسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد وسیر اور بہاءالدین حسن اور ملک کریم الدین اور ضیاءالملک شیر خانی اور خواجہ رشید اور امیر فخرالدین لشکر سے جدا ہوکر دہلی مین آئے اور سلطان رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر متمکن کیا پھر اُنسے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی وہ دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری مین پہونچا سلطان رضیہ نے اٹھارھوین ربیع الاول ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین فوج اُسکے مقابلہ کو بھیجی اور اُسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھا تھوڑے عرصہ مین وہ اس زندان مین مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی۔ **بیان ملکۂ دوران بلقیس جہان رضیہ سلطان بنت شمس الدین التمش کا۔** سلطان رضیہ جمیع صفات مین جو بادشاہان عاقل اور کامل الرائے کو

لازم و ملزوم ہین آراستہ و پیراستہ تھی و دانشمندان صاحب نظر و کار آگاہ اسکے سوا کہ وہ عورتونکی صورت مین مخلوق تھی کوئی عیب اور برائی اُسمین نپاتے تھے قرآن مجید کو باآداب تمام پڑھتی تھی اور بعضے علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپکے عہد مین مہمات ملکی مین دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان ازبس عقل و فراست وافراس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گوالیار کی فتح سے بازگشت کی چند امرا بلاکہ اسے ولیعہد کیا اُمرانے عرض کی کہ شاہزادون قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے مین کیا حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین اپنے فرزندونکو (یعنی فرزندون ۱۲) مے نوشی اور اقسام مناہی اور سہوا ہستی مین مبتلا دیکھتا ہون انکا (یعنی صاحبزادی ۱۲) بازو بار سلطنت اُٹھانیکے لائق نہین پاتا ہون رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی مین مرد ہے اور حقیقت مین بیٹونسے بہتر اور افضل ہے خلاصہ یہ کہ سلطان رضیہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پردہ سے برآمد ہوئی اور مردونکا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کرکے بار عام مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط شمسی کو جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت مین مہمل و مندرس فرو گذاشت ہوئے تھے مروج کیے اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی پھر نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعزالدین کبیر خانی جو اطراف سے اجماع کرکے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران نعمت کیئے مخالف ہوئے تھے دیگر امرائے اطراف کو نامہ و پیام کرکے مخالفت کی ترغیب دی اس حال مین ملک نصیر جاگیردار اودھ سلطان رضیہ کے آہنگ مدد مین دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگ سے عبور کیا امرائے مخالف نے جنکا مذکور ہو چکا سد راہ ہوکر اُسے گرفتار کرکے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہوا اسی حال مین وفات پائی لیکن اُسکے بعد عرصہ قلیل مین سلطان رضیہ نے تدبیر کامل و رائے اکمل سے امرائے مغرور و مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار نا پائی پھر سلطان رضیہ نے مفرورونکا تعاقب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اُسکے بھائی کو گرفتار کرکے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیر خانی بابل کے حدود مین مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر دہلی مین لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرمور پر پہونچکر فوت ہوا چونکہ سلطان رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت ۔ نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہدی غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کرکے قتلغخان خطاب دیا اور ملک اعزالدین کبیر خانی کو جو اطاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک لکھنوتی اور دیول اور سندا و تمامی بلاد اور علاقجات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ مین سیف الدین ایبک نے وفات پائی اُسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کرکے مع لشکر کثیر قلعہ رنتھنبور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ مین تھے سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ہندوون نے انھین قلعہ بند کرکے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھین محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط مین مقید نہوا اور اسکی روانگی رنتھنبور کے بعد ملک اختیار الدین التگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی جسنے امیر آخور اور سلطان رضیہ کی خدمت مین تقرب تمام پیدا کیا تھا امیر الامرا ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسب ہوا کہ سلطان رضیہ کو سواری کیوقت دست زیر بغل کرکے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اُس سے آزردہ ہوئے اُسمین سے ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین ملک اعزالدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اس سے پھیرا سلطان رضیہ سپاہ آراستہ کرکے اسکے سر پر نازل ہوئی ملک اعزالدین صلاح وقت دیکھکر از روے اخلاص پیش آیا اور دولتخواہون مین داخل ہوا سلطان رضیہ نے ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اعزالدین کے حوالہ کیا پھر وہانسے مراجعت کی اور اُسی سال جب ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ نے جو ترکان چہلگانی سے تھا اور شرح اُسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کے عروج سے عاجز ہوکر بغاوت کا نشان بلند کیا

اور سلطان رضیہ نے فوج بیشمار ہمراہ رکاب لیکر بھٹنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ مین امرائے ترک نے اُسپر خروج کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطان رضیہ کو مقید کر کے قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا اور دہلی مین جاکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اُسی عرصہ مین ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ سلطان رضیہ کو اپنے عقد نکاح مین لایا پھر سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہوکر تھوڑے عرصہ مین جماعت کہکران وجتان و تمامی زمینداران اس نواح کو جمع کیا اور رضیہ امراکو بھی اپنا متفق کرکے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے ملک اعزالدین بلبن کو جو خطاب الغخان سے مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطان رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونون لشکر راہ مین ملاقی ہوئے اور تنور حرب گرم کیا سلطان رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بھٹنڈہ مین دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کرکے ازسرنو سامان حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعزالدین بلبن کو لشکر گران سے سلطان رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو ۶۳۷ھ چھسو سینتیس ہجری مین فریقین کا سامنا نواح کیتل مین واقع ہوا پھر دوبارہ سلطان رضیہ کی فوج پر ہزیمت ہوئی سلطان رضیہ والتونیہ ہزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آئے اور پچیسوین ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطان رضیہ کے تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھے عارفان دوراندیش جانتے ہین کہ یہ صرصر ادبار کس صحرا سے اُٹھی اور گل دولت رضیہ کا کس باد تند نے بیخ سے اُکھاڑا یعنی یہ غلام حبشی کو دہلی کی امیر الامرائی سے کیا نسبت اور مردود اس جنس کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام مصرع این از ملک بعد از حبشی نیست ÷

ذکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کا ـ جب سلطان رضیہ قلعہ بھٹنڈہ مین محبوس ہوئی اور بروز شنبہ اٹھائیسوین ماہ رمضان کو ۶۳۷ھ چھسو سینتیس ہجری مین سلطان معزالدین بہرام شاہ کو امرا اور ملوک کے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان رضیہ کے معاملات سے جیسا کہ مذکور ہوا فارغ ہوا ملک اختیار الدین التگین نظام الملک مہذب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کا مختار ہوا اور سلطان معزالدین کی ہمشیرہ کو جو سابق مین قاضی اختیار الدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور ہمیشہ ایک ہاتھی گجبار اپنے دروازہ پر بندھا رکھتا تھا اور اُس زمانے مین بادشاہ کے سوا دوسرا شخص ہاتھی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان معزالدین بہرام شاہ کی بدگمانی کا سبب ہوا اُسنے دو نفر ترک کو جو اُسکے معتمدین مین سے تھے انھین حکم دیا کہ اپنی متوالونکی صورت بناکر اُن دونون شخص کو قتل کرو پھر شنبہ کے دن ۶۳۸ھ چھسو اڑتیس ہجری مین بقصر سفید ان دونون ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالونکی شکل سے آکر مستانہ ادائین کرنے لگے ملک اختیار الدین التگین جو امرا کی صف مین سلطان معزالدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا اُنکی طرف متوجہ ہوکر زجر اور منع مین مشغول ہوا اور اُنھون نے فرصت پاکر ہاتھ خنجر جانستان پر لیگئے اور اُسکے حصار وجود کو شبکہ کر کے کشتہ ہزار سالہ کے برابر کردیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہوکر دو زخم اُسکے بدن پر رسید کیے اُسوقت امرا وغیرہ نے ہجوم کیا نظام الملک نے ہزار خرابی اپنے تئین وہ بارے سے باہر نکالا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے لوگون کے مغالطہ دہی کیواسطے دونون ترک کو قیدخانہ مین بھیجا اور چند روز کے بعد انھین رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر رنجوری پر افتادہ رہا جب شفا پائی پھر دیوانخانہ مین آکر کاروزارت مین مصروف ہوا لیکن ملک بدرالدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور زعم اُسکے آگے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدرالدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کی اغوا سے سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھوین تاریخ دوشنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان مین جو مشرف ممالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی وہان جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ مین گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین مشرف کو

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ مین شریک اور داخل ہووے اُسوقت صدر الملک تاج الدین مشرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان معزالدین بہرام شاہ کے پاس بھیجکر اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے جدا ہوکے لباس مین اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ مین ایستادہ کرکے آغاز کلام کیا اور نظام الملک مہذب الدین کی خدمت مین باجتماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد ساوجی اور دیگر آدمیونکے واعیہ سے خبردار کیا نظام الملک مہذب الدین نے دفع الوقت کرکے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا اور صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان مین عرض کی سلطان اُسیوقت اُنکے سر پر تاخت لایا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدرالدین سنقر رومی کو دوقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدرالدین بداؤن سے درگاہ سلطان مین حاضر ہوا سلطان نے اُسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی قصبہ مارہرہ کو ہاتھی کے پاؤن سے روندوایا یہ سب امر سبب وفور بیم و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اُسکے فرمان سے سرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو اُن زخمون سے آزردہ تھا سلطان کی طرف سے باتین موحش کہکر موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص وعام کا ہوتا تھا اس حال مین سولھوین جمادی الآخر روز دوشنبہ کو ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری مین افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش جو لاہور کا حاکم تھا حرکت مذبوحی کرکے جو آدمیون سے موافقت نہ دیکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کرکے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیونکے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معزالدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید مین جمع کرکے بیعت تازہ کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کرکے مع امرائے دیگر مغلونکے دفع شر کیواسطے لاہور کیطرف روانہ کیا جسوقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ مین قصبہ سلطان پور اُسکے قریب آباد ہوا ہے پہونچا نظام الملک مہذب الدین کہ باطن مین سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ مکر اور فریب کے یہ عرضداشت کی کہ ہاتھ اُس جماعت منافق سے کہ ہمراہ مہوسے ہے کچھ کام ظہور مین نہ آویگا اور یہ فساد مدافعت نہ پاویگا جب تک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اسطرف نہضت نہ فرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہوکر اُنھین اس درمیان سے ہٹا دین چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتمادگی رکھتا تھا در جواب اسکے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور سیاست کرنیکے ہین اپنے وقت معین پر سزا کو پہونچیگی تم چند روز اُنسے مدارا کرو القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امرائے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان مین اُنکو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے گیا اور اُنھین بہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا گو وہ کسی وجہ سے راضی و مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی مین پلٹ آئے پھر نظام الملک مہذب الدین اور تمام امرا سلطان معزالدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کرکے دہلی مین آئے سلطان معزالدین کو محاصرہ کرکے ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرا سے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معزالدین بہرام شاہ کو دستیاب کرکے چند روز حبس مین نگاہ رکھا عاقبت الامر اُنھین قتل کیا مدت اُنکی سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی۔

ذکر سلطنت سلطان علاءالدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا

جب ساقی دوران کے ہاتھ سے شربت ممات معزالدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک اعزالدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اسکی سلطنت سے

راضی نہوئے فوراً شاہزادہ ناصر الدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاء الدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید مین محبوس تھے باہر نکالکر انمین سے علاء الدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری مین تخت سلطنت پر اجلاس دیا ملک قطب الدین حسن نیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا جب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے مشارکت دوسرے کے اپنی آغوش مین لی امرا اور اعیان وقت کو تاب نرہی اور سب نے اتفاق کر کے بروز چہارشنبہ دوسرے جمادی الاول ۶۴۰ھ چھ سو چالیس ہجری مین صحراے حوض رانی مین اُسے قتل کیا بیت برخوان دہر دست ارادت مکن دراز * کالودہ کردہ اند بزہر این نوالہ را * اُسوقت وزارت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرد امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سند اور اجمیر کے علاقہ ملک اعزالدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے بفراخوری حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی اُسوقت اعزالدین طغاخان کہ کرچہ اپنی ولایت لکھنوتی مین آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاء الدین کی خدمت مین بھیجا سلطان نے چتر لعل اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی مصاحبت سے لکھنوتی کیطرف واسطے اعزالدین طغاخان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونون چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور انکی تعظیم و تکریم مین نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصر الدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اُنسے اُس دیار مین آثار پسندیدہ ظہور مین آئے ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری مین افواج مغول لکھنوتی کے ملک مین آئی قیاس وہ ہے کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کیطرف گیا تھا آئے ہونگے غرضکہ (یعنے مغل) سلطان علاء الدین نے طغاخان کی امداد کیواسطے ملک قرابیگ تیمور خان کو جو بندگان خواجہ تاش سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی مین بھیجا پہر مغلون نے ہزیمت کھا کر لکھنوتی کو چھوڑا مِن بعد درمیان اعزالدین طغاخان اور ملک قرابیگ تیمور خان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور اعزالدین طغاخان دہلی مین سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اسی عرصہ مین یعنی ۶۴۳ھ چھ سو تنتالیس ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کیطرف سے سند کے اطراف مین آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کر کے قلعہ اوچہ کیطرف نہضت فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑ کر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہو کر دہلی مین داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی کی طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت مین ظاہر ہوا لیکن دولتخواہونکی نصیحت نہ سُنی ملوک اور امرانے عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور ایک ایلچی مخفی چچا شاہزادہ ناصر الدین کے پاس بہرائچ مین روانہ کیا اور اُسکے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصر الدین بے تامل اور توقف بسرعت تمام دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچتے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چھبیسوین ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس کو زندان مین داخل ہوا زمانہ اسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھا

ذکر سلطنت سلطان عادل باذل فاضل ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش ادام اللہ تعالے انارہ و نور مضجعہ کا مرقوم قلم دُرر رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصر الدین نام رکھتا تھا جب اُسنے بلاد لکھنوتی مین وفات پائی اور یہ فرزند اُسکا کہ سب فرزندون سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے وفور محبت سے اسکا بھی نام ناصر الدین رکھا اور اسکی تربیت مین مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد مین سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے جب اُسنے

ولایت بہرائچ پائی کفار سے غزاوت کرکے اُس خطہ کو معمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک مین منتشر ہوا خاص وعام کی طبیعتین اُسکی خواہان ہوئین امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی اور قصر سفید مین اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور جری اور شجاع اور سخی تھا اکثر نفقۂ خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے کرکے زمانۂ حیات مستعارہ کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لابدی مین ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نوازتا تھا روز جلوس کو شاعرون کے غرا کے قصیدے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے صلہ اور انعام سے سرفراز ہوے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُسوقت مین ایک قصیدہ کہا تھا یہ چند بیت اُسمین ہین نظم

آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ٭ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش است ٭
آن جہانداری کہ سقف چرخ از ایوان او بہ در علو مرتبت گوئی کہ فیروزہ وش ست ٭
سکہ را ز القاب میمونش چہ اندازہ ست فخر ٭ خطبہ را از اسم ہمایونش چہ پایہ نازش است ٭

منصب وزارت پر ملک غیاث الدین بلبن خورد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الغخان سے سرفراز فرمایا اور چتر و دورباش دیکر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چچیرے بھائی خان اعظم شیر خان کو خطاب خان معظم سے مخاطب فرماکر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل مین جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور ہرات سے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھنیر اور بھٹنڈہ تعمیر کیا ہوا شیر خان کا ہے کہتے ہین کہ سلطان ناصر الدین نے تفویض مہمات کیوقت خان اعظم الغخان سے فرمایا کہ مین نے تجھے اپنا نائب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا خبردار ایسا کام نکرنا کہ درگاہ بے نیاز مین اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئین خجل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الغخان نے اُسی طور سے نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضۂ اقتدار مین آئے اور کسی کی مجال تصرف کار سلطنت مین نرہی اور ماہ رجب سال جلوس مین سلطان ناصر الدین خان اعظم الغخان کے استصواب سے ملتان کی طرف فوجکش ہوا اور غرہ یعنی پہلی تاریخ ذیقعدہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سودرہ کے ساحل پر پہونچا توقف کرکے خان اعظم الغخانکو لشکر کا سپہسالار کیا اور کوہ جود اور آب سند کیطرف روانہ کیا اور خان اعظم الغخان نے کوہ جود اور تمام بلاد اس نواح کو نہب و غارت کیا اور ککھرون اور تمردون کو وہانکے جو سالگذشتہ مین مغلونکو رہبری کرکے ولایت ہند مین لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتون اور لڑکیون کو اُسکے اسیر کیا اور جب وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین ایک جماعت امرا سے کئی سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت مین غزنی و لاہور اور ملتان مین جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہے نہین کرتی تھی اور مغول کی فوج سے مقابلہ اور مقاتلہ سے پہلوتہی کرکے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغخان کی راے کے استصواب سے سبکو منصب وزارت سے معذور رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لیگیا اور اُنکے فرزندون اور عزیزون اور صغر سنون کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے مہمات ملکی اور مالی پنجاب و ملتان نے استقامت تمام بہم پہونچائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے درازی پائی اور کتب تواریخ متقدمین مین مسطور ہے کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے مسخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت نے طریق بندگی سے پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا اسکندر انکے علاج مین عاجز رہا عاقبت الامر غور اور تامل کے بعد ایلچی روم مین اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر اس جماعت کے بارہ مین تدبیر صائب پوچھی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتین گوش ارادت سے سماعت کین مگر کچھ جواب اسکے

ندیا یعنی بلاتوقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین داخل ہوا اور باغبانونکو حکم دیا کہ اشجار بزرگ بیخ سے اکھاڑو اور نہال ملکے جگہ
بجائے انکے بٹھاؤ جب باغبان اسکے حکم سنکے موافق کاربند ہوے ارسطاطالیس نے اپنی مجلس کیطرف مراجعت فرمائی اور ایلچی اسکندر کے
روبرو حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہرچند مین نے سعی کی مجھے جواب ندیا ناکام مجھے رخصت کیا اسکندر
سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوار تکلم نہ جانکر کچھ ہچیدگی کی ہو پھر اُس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے
کیا مشاہدہ کیا اُسنے عرض کی جب اُسنے شاہ کا پیغام سُنا فوراً ایستادہ ہوا اور اپنے ایک باغ مملو کیطرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے
ہمراہ لیگیا اور باغبانونسے فرمایا کہ بڑے درختون کو جڑ سے اکھاڑو اور پودے کو جگہ اُسجگہ بٹھاؤ اور خود بھی اسکام مین مشغول ہوا
اور مجھے کچھ جواب ندیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہے اسکی غایت
تیرے فہم مین نہین آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امراے متسلط اور متغلب کو معزول کرکے اُنکے فرزندونکو انکے مقام پر نصب کیا اور اس
غم سے کہ متردد تھا نجات پائی القصہ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۶۴۶ چھ سو چھیالیس ہجری مین سلطان ناصرالدین نے پھر دو آب کی
طرف نہضت فرمائی اور قلعہ نیرتھہ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال دسوین ذیقعدہ کو کڑہ کیطرف عزیمت کرکے خان
اعظم الغخان کو مقدمہ فوج کیا اور وہ جاتے ہی مواضع دلکی ملکی کو غارت کرکے خوب لڑا اور اُسکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے مع
غنائم کثیر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باتفاق دہلی مین مراجعت کی اور یہ دلکی ملکی راجہ آب جون کے اطراف کا تھا اور سابق
مین تھانے بادشاہی اٹھاکر کالنجر اور کڑہ مالوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان سنہ ۶۴۷ چھ سو سینتالیس ہجری مین خان
اعظم الغخان کورن تنھبور اور کوہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اس حدود کے متمردونکو گوشمال دیکر مع غنائم بسیار درگاہ مین آیا
اور اُسکا بھائی ایبک کشلیخان اُسوقت امیر حاجب اور امارد ریحانی وکیل السلطنت ہوا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ
جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی مین آیا اور متوہم ہوکر کوہ چیتور پر بھاگا سلطان اُسکے تعاقب مین اس پہاڑ کے دامن تک
گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائی جب ہاتھ اسکا قرزدہ مقصود پر پہونچا لاچار دہلی مین مراجعت کی اور اسی
سال قاضی عماد الدین سنقور خانی کو ساتھ بعضے امور کے متہم کرکے قضا سے معزول کیا اور عماد الدین ریحانی کی سعی سے گردن ماری
اور سنہ ۶۴۶ چھ سو سینتالیس ہجری مین سلطان خان الغخانکی دختر اپنے عقد نکاح مین لایا اور سنہ ۶۴۸ چھ سو اڑتالیس ہجری مین لشکر ملتان کی
طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیرخان حاکم ملتان اور لاہور کا بیس ہزار سوار سے کارزار پر آمادہ ہوکر سلطان کے مقابل آیا سلطان
اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک عزالدین بلبن بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور اوچہ کو
اُس طرف رخصت کرکے خود دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور سنہ ۶۴۹ چھ سو انچاس ہجری مین ملک عزالدین بلبن بزرگ سر اطاعت سے
پھیر کر عاصی ہوا سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک عزالدین بلبن بزرگ تاب مقاومت نہ لایا اور بارگاہ
سلطانی مین حاضر ہوکر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اُسکی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور ارزانی
رکھی اور مظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال چھبیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر امواج ہمراہ لیکر قلعہ نرور کیطرف والا
اور جاہر دیو نے اس نواح مین ایک حصار جدید بناکر کے انجام کو پہونچایا تھا پانچ ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ جرار سے سلطان کے
مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصرالدین نے قلعہ کو محاصرہ کرکے تھوڑے دنون مین
مسخر اور مفتوح کیا اور وہانسے چندیری اور مالوہ مین جاکر امراے صاحب اقتدار وہان مقرر کرکے پھر دارالسلطنت
دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغخان سے اس سفر مین علامتین جوانمردی اور آثار مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیر خان نے جو چچیرا بھائی خان اعظم الغخان کا چھوٹا تھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی تیزی میں شہرۂ آفاق تھا غزنین کو مغلوں سے لیکر چند مدت وہاں کا خطبہ اور سکہ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعہ اوچہ کے لینے کی عزیمت کی ملک اعزالدین بلبن بزرگ کہ جس سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیر خان کے دبدبہ سے ہراسان ہوا اور لاچار ہو کر ناگور سے اوچہ میں آیا اور حرف و حکایات سے وہ قلعہ شیر خان کے سپرد کر کے سلطان کی خدمت میں گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسویں شوال سنہ ۶۵۰ھ چھ سو پچاس ہجری میں لاہور کے راستہ سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر میں سنقر تتلغخان ولایت سہسوان سے اور ملک اعزالدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج آراستہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت میں آئے اور ابتدائے سنہ ۶۵۱ھ چھ سو اکاون ہجری میں عماد الدین ریحانی جو خان اعظم الغخان کا دست گرفتہ تھا اور اسوقت بعض بادشاہوں سے موافقت کر کے حسد سے خان اعظم الغخان کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی میں ہے کہ خان اعظم الغخان اپنی جاگیر میں کہ ہانسی ہے جاوے اور وہاں بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اسکے غیبت میں فرصت پائی جو شخص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایبک کشلیخان کو کڑہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اسطرف رخصت کیا اور عین الملک جنیدی کو جو دہلی میں آکر استقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعزالدین کشلوخان کو امیر حاجب کیا اور جب دہلی میں آیا دست دراز کر کے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال میں دہلی سے حرکت کر کے آب بیاہ کے نواح میں گیا اور جب شیر خان ریحانی نے سندیان متمردے سے ہزیمت کھائی تھی عماد الدین کی اغوا سے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیر خان کے کارندوں کے ہاتھ سے برآوردہ کر کے اور ارسلانخان کے حوالہ کر کے مراجعت کی اور اسی عرصہ میں جب ملک اعزالدین بھی ملک [illegible]نے حالت مستی میں زمینداران کیتھل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے اسطرف نہضت فرمائی اور متمردان کو سزا دی اسکے بعد بداؤن میں گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت میں معاودت کی اسوقت امرائے اطراف و جوانب خصوصاً کڑہ اور مانکپور اور اودھ اور بداؤن و سرہند و سنام و کہرام و لاہور و سوالک و ناگور نے آپس میں موافقت کر کے خان اعظم الغخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام میں بالکل فتور واقع ہوا اور عماد الدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا مناسب وہ ہے کہ دار الخلافت دہلی میں جاکر بدستور سابق رہ کر مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الغخان نے یہ بات قبول کر کے سب کہرام کی نواح میں ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی نے سلطان کو انکے دفع پر آمادہ کر کے انکے دفع کیواسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغخان اور امرائے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہیں اگر عماد الدین ریحانی ملازمت میں نہ رہے ہم سب قدمبوسی میں مشرف ہوں سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کر کے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امرا بخدمت سلطان میں حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے مخلع ہو کر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیر خان بدستور سابق دیپالپور و ملتان و بھٹنیر و بھٹنڈہ اور اسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقضی المرام ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور خان اعظم الغخان کے آنے سے صغیر و کبیر ادنے و اعلے خوشوقت ہوئے اور انکے دلوں کے باغ میں گلہائے مراد شگفتہ ہوئے اور سنہ ۶۵۳ھ چھ سو ترپن ہجری میں سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکۂ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح میں تھی منحرف ہوا اور ولایت اودھ قتلغخان کی قرار دیکر اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ میں وہاں سے بھی تبدیل کر کے بہرائچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عماد الدین ریحانی اور

ملک اعزالدین کشلیخان حاکم سند اور بعض امراے دیگر نے ہمت سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو قتلغخان کے سر پہ
اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین ریحانی کے سر پر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور قتلغخان نے خان اعظم الغخان کے
مقابلہ سے بھاگ کر چیتپور میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کرکے دہلی میں مراجعت کی اور ۶۵۵ھ چھ سو پچپن میں چیتپور کا
راجہ دیپال نام قتلغخان کی مدد کیواسطے بہت لوگ فراہم کرکے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونون متفق ہوکر حوالی سمانہ اور
کہرام میں آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے پھر اعزالدین الغخان اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران اُنکے سر پر تعین فرمایا جب
فریقین یکجا ہوئے دہلی سے متصل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین ہرابچی نے پوشیدہ خطوط بھیجکر
قتلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندون کو اُنکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے اُسکے
کید پر آگاہی پائی ایک عرضداشت مین کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اُس جماعت کو اپنی اپنی جاگیرونکی روانگی کا
حکم دیا اور تھوڑے سب کو قید کیا اس حال میں قتلغخان و کشلیخان بانی روزگار سے غافل ہوکر دو روز میں سو کوس کی مسافت قطع کرکے
دہلی میں آئے جب اُس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جاکر خان اعظم الغخان کے ذریعہ سے پھر
وہانکی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلغخان کا معلوم نہوا کہ کہان گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح
مین آیا سلطان نے اُنکے دفع کا آہنگ کرکے سراپردہ سرخ برپا کیے چار مہینے کے بعد افواج جمع ہوکر کوچ برکوچ روانہ ہوئین اور مغلونکا لشکر
بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی معاودت فرمائی اور پنجاب شیرخان کے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر سرفراز
فرمایا اور ۶۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری مین سلطان نے عنان عزیمت کڑہ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ارسلانخان اور قلیچ خان کہ اسطرف
بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول مین حاضر نہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے
ارسلانخان کو ممالک لکھنوتی اور قلیچ خان کو کوہپایہ مرحمت ہوا اور ۶۵۷ھ چھ سو ستاون ہجری مین کشلیخان برادر اعظم الغخان
بریانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دو زنجیر فیل اور جواہر وافر اور پارچہ منکا لکھنوتی
سے آیا اور اسی سال ملک اعزالدین کشلیخان فوت ہوا اور ۶۵۸ھ چھ سو اٹھاون ہجری مین اعظم الغخان سلطان کے حکم کے موافق
کوہپایہ اور سوالک اور رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور راجہاے راجپوت اور میوات اور سوالک کہ اس عرصہ مین سرکشی
کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کرکے جا ہاے سخت اور دشوار گذار مین وارد ہوئے تھے الغخان نے آگ قہر و غضب
کی انکے مضاجع مین ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑا اور اُن درون کے توڑنے مین جہان اُنھون نے کمینگاہ مقرر کی تھی داخل
ہوا اور تین چار مہینے اوقات اُنکی جنگ مین صرف کی جو کفار ایسے مقامون مین چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا
اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اُردو مین منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کر لاویگا دو تنکہ نقرہ انعام پاویگا
اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنکہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اُردو ہر روز تین چار سو آدمی انمین سے الغخانکی بارگاہ
مین زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام مین مصروف ہوتے تھے یعنی مقہورون کے
تجسس اور گرفتاری مین روانہ ہوتے تھے راجاؤن نے جب یہ معاملہ دیکھا محزون اور غمگین ہوکر اُن درون اور کمینگاہون سے
برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کرکے میدان مین شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ ہمت مقرر کرکے میمنہ
اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور علم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک دعا مین مشغول رہا اور باوصف
اسکے چند امراے ترک اس معرکہ مین شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح و ظفر خان اعظم الغخان کے نشان کی

پرچم پر چلی اور دو سو پچاس سردار کفار اور منصب دار انکے زندہ دستگیر ہوئے اور قلعہ تھنبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا پھر ابہت اور شوکت سے دہلی مین مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق در زنجیر مین زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان کے ملاحظہ مین درلایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے راستہ اور بازارون مین ہر ایک دوسری طرح سے معرض ہلاکت مین آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے حوالی دہلی مین پہونچا خان اعظم الغخان نے پچاس ہزار سوار با یراق عرب اور عجم اور ترک اور خلج اور افغان سے اور دو لاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دو ہزار فیل اور تین ہزار عرادہ آتشبازی شہر سے باہر بھیجا کر ایلچی کے سر راہ پر واسطے عرض اثاثہ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر اور نعرہ پیلان اور گھوڑونکی ہنہناہٹ اور اسلحہ بہادرونکے چمکنے سے علامتین روز قیامت کی ظاہر ہوئین گوش فلک کر ہوئے پھر خان اعظم الغخان ایک تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہو کر ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان ان صفونکے گذر کرکے فیلون اور بہادرون کا تماشا دکھاتے ہوئے قصر سفید مین ناصر الدین سلطان کے روبرو لایا اور اُس روز قصر سلطنت نے تجملات بادشاہانہ زرینہ و سیمینہ سے زیب و زینت پائی تھی اور صدور و سادات اور مشائخ اور امراے نامدار اور رئیس شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کہ چنگیز خانکے عہد مین یہان مین آئے تھے اور سلطان کیخدمت مین بسر لیجاتے تھے اور بہت سے راے اور راے زادے ہندوستان کے دست بستہ تخت کے گرد اگرد ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف مین یہ چند بیت موزون کی تھین **نظم** زہے جشنے کز ان اطراف جہان خلد برین گشتہ ۞ خجسے بزمے کز ان اکناف عدن راستین گشتہ ۞ زفر ناصر الدین شاہ محمود بن التمش ۞ ملک نزوش دعا خواند فلک بیشش زمین گشتہ ۞ شہنشاہے کہ در عالم ز فیض فضل ربانی ۞ سزاے چتر شاہی لائق تخت و نگین گشتہ ۞ ز ترتیب و نہاد و رسم و آئین نشاط او ۞ تو گفتی عرصہ دہلی بہشت ہشتمین گشتہ ۞ مبارکباد بر اسلام این بزم شہ عالم ۞ کزین ترتیب ہندستان بسے خوشتر رحصین گشتہ ۞ تاریخ نظام الدین احمد مین مسطور ہے کہ ناصر الدین ہر ایک سال مین دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر ہدیہ اسکا اپنی وجہ قوت خاص مین صرف کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر ہدیہ اسکا زیادہ دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا علم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرتے رہین اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادمہ منکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ پکاتی تھی (یعنے طعام ۱۲) ایک روز سلطان سے بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے مین ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہون اور ہاتھ میرے اکثر جلتے ہین اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانیکے واسطے خرید دین عین مناسب ہے سلطان نے درجواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا ہے مجھے نہین پہونچتا ہے کہ وہانسے درم لیکر لونڈی خریدون صبر کر کہ حق سبحانہ تعالے تجھے آخرت مین خیلے خیر دیوے **بیت** جہان خوابست پیش چشم بیدار ۞ بخوابے دل نہ بندد مرد ہوشیار ۞ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کیوقت سلطانکی خدمت با برکت مین حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ فیہ مکرر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی کہ ایک فیہ زیادہ ہے سلطان نے فوراً دوات و قلم طلب کرکے ایک فیہ کے دور مین حلقہ کھینچا پھر اُس شخص کی حاجت روا کی اور فائز المرام کرکے اُسے خوشدلی سے رخصت کیا اور اُسکے جانیکے بعد قلمتراش لیکر اس حلقہ کو تراشا اسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی کہ حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی اور پھر حک کرنیکا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس دم مین کہتا غلط نہین ہے اول عیب اُسکا ظاہر ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے مین نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کاغذ حک کرنی بہت آسان ہے حک غبار اس کدورت سے کہ کسی دلپر بیٹھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصر الدین کا ایک مصاحب شاہ محمد نام اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اُسے محمد کہکر پکارتا ناگاہ ایک

روز اُس مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کر ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز تک سلطان کی ملازمت میں نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اسکی طلب کو بھیجا جب دربار میں حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تاج الدین خطاب کرنے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس عالی دولت کی نسبت مزاج سلطانی میں کچھ تغیر ظہور میں آیا ہے جو بیگانہ وار لقب سے بلایا ہے اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ میں تیری طرف سے کچھ گرانی اپنی خاطر عاطر میں نہیں رکھتا لیکن اُسوقت میں بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر کیا جاری کروں اسواسطے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور ۶۶۳ھ چھ سو تریسٹھ ہجری میں ناصر الدین مرض الموت میں مبتلا ہوا اور گیارھویں جمادی الاول ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ ہجری میں دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند مہینے تھی ذکر **سلطنت سلطان فردوس نشیمن سلطان غیاث الدین بلبن کا**۔ وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ تھا بہت طالع و بخت بادشاہی اور فرخ اور نیکخواہی از سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراخطائی سے ہے اور طائفہ البری سے ایک سوداگر اسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر غلبہ پاکر اسیر کیا تھا خرید کرکے بغداد میں لایا اسکا باپ ایک قبیلہ کا کہ اُس میں دس ہزار مکان آباد تھے سردار تھا اور بغداد خواجہ جمال الدین نے کہ ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا ۶۳۰ھ چھ سو تیس میں اُسے خرید کیا اور چونکہ سلطان شمس الدین التمش بھی اُس اُس قبیلہ سے تھا ترقی کی اُمید میں اُسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہو کر سلطان غیاث الدین بلبن کو مع اور چند غلام ترک سلطان شمس الدین کے ملاحظہ میں گذرانا سلطان نے انھیں بقیمت اعلے خرید کیا اور اسقدر خواجہ جمال الدین بصری کو مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقتضی المرام ہو کر بغداد میں معاودت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانگی سلطان غیاث الدین سے مشاہدہ فرما کر بازدار خاص کیا اور قضاے آسمانی سے اپنے بھائی کشلی خان کو جو سلطان کی ملازمت میں نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقریب سے نہایت صاحب عزت ہو کر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد میں تمام ترکان ہندوستان کو ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح میں گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد میں جب ترکون نے دہلی کے اطراف میں آکر اُنکے درمیان میں سنگ تفرقہ ڈالا بادشاہ غیاث الدین بلبن اُنکے پنجہ ظلم میں گرفتار ہو کر محبوس ہوا اور حکمت الٰہی اِس مقیدی میں تھی تو مصیبت زندان آور سمجھتا جو نکی قدر پہچانے اور سلطان رضیہ کے عہد میں زندان سے رہائی پاکر اُسکا میر شکار رہا اور میر شکار ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ میں عمدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ایما یہ تھا کہ مرکب دولت کو زیر ران کھینچیگا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا اور میوات کے کفار کو جو سرکش تھے اور راتونکو دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیان کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ شجاعت اور اُسکی مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی پر تھی یہانتک کہ شہور ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری میں اور سلطان علاء الدین مسعود کے عہد میں امیر حاجب ہوا اور کارہاے نمایان اُس سے ظہور میں آئے اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے زمانے میں منصب امور مالی اور ملکی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اسطور کا صاحب جاہ ہوا کہ اُس سے سلطنت تک چندان فاصلہ نہ رہا اور سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد وہ بلا فاصلہ قصر سفید میں تخت دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ میں چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہو سکتا ہے کہ بلبن ایک گروہ ترکونسے ہو وہ یہ ہیں والسلم عند اللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترک روشناس اور صاحب
اعتبار رکھتا تھا انکو چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس میں جمع ہو کر ہم عہد اور ہم سوگند ہوئے اور مملکت
ہند آپس میں تقسیم کی اور ترکون میں خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصے کے بعد ایک دوسرے سے فروتنی معیوب جانکر ہر ایک لاف
انا ولا غیری یعنی ہمارے سوا دوسرا نہیں مارتے تھے اور جب کہ سلطان غیاث الدین بلبن جو انہیں سے تھا بادشاہ ہوا اول تھوڑے
ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور اُنسے در تا نیست و نابود کیا یہانتک کہ اپنے بھتیجے بھائی شیر خان کو جو بندگان
خواجہ تاش کے درمیان میں اُس سے کوئی برگزیدہ نہ تھا انقراع میں زہر دیکر ہلاک کیا اور تھوڑے عرصہ میں سلطنت ہند کو ضبط کیا اور دشمنوں اور
مخالفون سے ایک اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اس سے طریق دوستی
نابستہ تھے اور وہ دانا و صاحب وفا اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ کار سلطنت کو سنجیدگی اور فہمیدگی سے انجام دیتا تھا نظم
چہ نیکو متاعیست کار آگہی ❊ مبادا از ین تند عالم تہی ❊ کسے سر برآرد بجاہ بلند ❊ کہ در کار عالم بود ہوشمند ❊ کار مملکت کو سوائے
اکابر اور مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کاموں میں دخل نہ دیتا اور جب تک صلاح و تقوی اور دیانت کسی شخص کی مشخص نہوتی
شغل اور عمل نہ فرماتا اور نسب کی تصحیح میں بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد کسی میں نقص ذاتی و صفاتی
کا گمان ہوتا فوراً معزول کرتا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوع نکرتا تاکہ مبادا مسلمانون سے بطریق تسلط پیش آوین اور
آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا تھا اراذل اور لئیام سے کبھی ہمکلام نہوا اور مسخرونکو اپنے دربار میں بار نہ دیا
کہتے ہیں فخر و بانی نام ایک رئیس شہر کہ ہر دن خدمت بندگاہ کی تھی ایک مقربان بندگاہ سے مال کثیر قبول کرکے ملتجی ہوا کہ اگر بادشاہ
ایک مرتبہ ساتھ اسکے مہربانی فرماوے مال وافر نقد و جنس سے پیشکش کرے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک میں پہونچا فرمایا کہ وہ رئیس
اور امیر بازار ہے سلطان کے مہربان ہونے سے مہابت بادشاہی دل میں عوام کے کم ہوگی اور حشمت و عظمت میں نقصان راہ پاویگی
اور ملحقات طبقات ناصری میں جو مصنفہ شیخ عین الدین بیجاپوری ہے مرقوم ہے کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور سعادت
کافی ہے کہ خارج بادشاہ اور بادشاہزادونسے جو سلاطین مانندیہ کے عہد میں ہند میں تشریف لائے تھے پندرہ بادشاہزادے
ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو بسیاد چنگیزیہ کے ظلم سے
اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہوکر اسکے عہد دولت میں دہلی میں پہونچے تھے ہر ایک قرین عزت اور سرداری پر متمکن ہوکر
نہایت ذوق و شوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پایے تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونون
خلفاے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان والا بات اور بزرگان وقت اسکے عہد میں ہند میں آتے تھے
سلطان اظہار بشاشت کرکے شکر الٰہی بجالاتا تھا اور ہر ایک کو علیحدہ محلہ مقرر کرتا تھا چنانچہ کہ دہلی میں پندرہ محلہ آباد ہوئے
تھے انکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی
محلہ سنقری محلہ یمنی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم اصحاب
سیف و قلم اور سازندہ اور خوانندہ و ارباب ہنر سے کہ ربع مسکون میں عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار میں جمع ہوتے
تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہیں جیسے علما اور فضلا اور کملا اور مشائخ اسکے بڑے
بیٹے مشہور خان شہید کے مکان میں مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور
خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند قرا خان کی مجلس میں حاضر ہوکر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور رہنمر کی مصقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم جمیع امرا اعیان دولت بھی بنی
منازل اور مساکن میں اُن دونون بھائیون کے شیوہ ستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لباس پادشاہانہ اور لوازم عظمت اور شوکت
بعد کو بھی بادشاہی مین مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بار عام دیتا تھا چنانچہ ہندو نکا اُسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب ہوتا تھا
اور اُسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے تمردان دور و نزدیک کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور
غوری اور سمرقندی اور گرد اور ترک اور عرب شمشیرہاے برہنہ دوش پہ رکھے ہوئے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے
اُسکی رکاب مین جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر بسر لیجاتا تھا
اور ایام جشن مین صبح سے شام تک مجلس مین اجلاس کرتا تھا اور ندرین و بیشکشیں خوانین اور امرا کی نظر سے گذرتی تھین مقربان مجلس اُسکے
صفات پسندیدہ اور خدمات شائستہ کو معروض رکھتے تھے اور فروش منقش اور استعمال اوانی طلا و نقرہ اور پردہاے زربافت اور انواع
فواکہ اور اطعمہ اور اشربہ اور تنبول مین مبالغہ کرتا تھا اور بار ہا کہتا تھا مین نے ترکون سے جو سلطان شمس الدین التمش کی مجلس مین اعتبار
تمام رکھتے تھے سنا ہے کہتے تھے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور دبدبہ سواری مین رکھین اور رفاہ سلطنت کی رعایت کیئے ہوئے نہ رکھے
اُس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہین ہوتی اور ہیبت اُسکی دشمنان شاہ کے دلمین نہین بیٹھتی اور نقصان مملکت مین ظاہر آتا ہے اور بہ طرح سے
عدل اور داد مین نہایت مبالغہ کرتا تھا اُسکی عدالت کا یہ شمہ ہے کہتے ہین ملک تعیق ابن جامدار جو ایک بزرگ تھا اور چار ہزار سوار
خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بداؤن اُسکی جاگیر مین تھی بدمستی کی حالت مین ایک فراش کو درّہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے
بعد سلطان غیاث الدین بلبن بداؤن مین گیا فراش کی زوجہ دربار عام مین آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے
ملک تعیق کو اُس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر درّے لگوائے کہ اُسکے شوہر سے جا ملا اور لاش اُسکی بداؤن کے دروازہ پر
آویزان کی اور اسی طور سے اُسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اُسکی اودھ تھی اُسنے بھی ایک
شخص کو عالم مستی مین ہلاک کیا اُسکی زوجہ دادخواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خانکو پانسو درّے مار کر اس عورت
کو بخشا اور فرمایا یہ آج تک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکے قتل اور رہائی کا اختیار ہے ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ کرکے
بعد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اُس ضعیفہ کو دیکر اپنے تئین رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر
نہ آیا یہانتک کہ مر گیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندون سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ مین نے دو مرتبہ سید
مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام مین سنا ہے کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہین تمام اشراک بخدا ہے
اور بخلاف سنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نجات اُنکی آتش دوزخ سے چار چیز مین متصور ہے جو انمین بھی خلل واقع ہو
یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوار تر اُنسے کوئی نہوگا اوّل وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فر اور سطوت اپنے کو اپنے محل پر مصروف
رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اُسکے مدنظر نہ رہے دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک مین واقع نہونے دے
اسبارہ مین سعی بلیغ فرمادے اور فاسقون و بیباکون کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل اور عمل مردم دانا اور شایستہ
اور دیانتدار اور خدا ترس کے تفویض فرمادے اور مردم بد اعتقاد کو اپنے ملک مین جگہ ندیوے جو باعث اختلال عقیدہ
خلق ہون چوتھے یہ کہ عدالت اور دادہی مردم اس درجہ استفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اُسکے ممالک محروسہ مین نرہے
بیت پایداری بعدل و داد بود ٭ ظلم و شاہی چراغ و باد بود ٭ پس تم میرے فرزند اور جگر گوشہ ہو یقین جانو کہ اگر تم عاجز زیر
کسی لیے کا ظلم اور تعدی روا رکھوگے مین سزا اُسکی تمھین دونگا اور جسوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن بر سر آب دریا

یا پل یا خلیس یا خلاب کے پہونچتا اس مقام مین توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ وہ لکڑیان ہاتھ مین لیکر اہتمام کرتے تھے اور اول مریضون اور ضعیفون اور عورات اور اطفال اور چارپایون لاغر کو بے مزاحمت اغو یائے اس مقام خوفناک سے پار اتارتے تھے اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور اسپ اور شتر وغیرہ کو پار اُتارتے تھے اور آپ ایسے مقامونمین چند روز توقف کرتا تھا تو خلائق آسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن ایام خانہ مین مے نوشی اور خوشبو کی آراستگی اور امرا و ملوک کی مہمانی اور قمار بازی اور زر اہل مجلس کے نثار کرنے مین رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکی مجلس مین مصاحبان شیرین سخن اور مطربان خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام شراب اور تمام مناہی کا سلطنت سے نابود کیا اور صیام اور نوافل اور قیام شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد مین مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور علما و صلحا کے حضور ہاتھ طعام مین نہ کھینچتا اور خاصہ تناول کرتے وقت علماے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا اور بزرگونکے مکانو پر جاتا اور نماز جمعہ کے بعد مشائخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجری اور مولانا نجم الدین دمشقی جاتا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر انکی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندون اور عزیزونکو خلعت عنایت فرماتا اور وظیفہ میت کا اسکے وارثونپر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس حشمت اور دبدبہ کے اگر سواری کیوقت خبر پاتا کہ فلان مقام مین مجلس وعظ ہے اسیوقت خانہ زین سے اُترکر مجلس مین شریک ہوتا اور تذکرہ سُنکر روتا نظم فرکیخسروی از انجا خواست ؛ کہ جہان را بعدل و علم آراست ؛ روز خلوت گلیم پوشیدی ؛ بنیاز و نیاز کوشیدی ؛ روی بر ریگ و دل چو دیگ بجوش ؛ دل سخن گستر و زبان خاموش ؛ تا بدیدی دلش بدیدہ راز ؛ دید پنہان این نشیب و فراز ؛ کہتے ہین کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے محرم مجلس خاص تھے اُسے کسیوقت بیکلاہ اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس مین قہقہہ مارکر نہ ہنستا اور کہتا تھا جسقدر رعب و ہیبت و وقار و تمکین بادشاہ سے خلائق کے دین لگتا ہے اسقدر سیاست سے نہین روئیدہ ہوتا ہے اور بادشاہ مین ہیبت کا نہونا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب ہوتا ہے اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہین کرتا بہت عرصہ نہ گذرے کہ نقصان اور تخلل واقع ہوا اور فتنہ و فساد ظہور مین آوین اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہون اور باوصف ان تمام اعمال اور افعال حسنہ کے قہر اور سیاست مین اہل طغیان کا فر و مسلمان سے ہرگز محابا نہ کرتا اور قتل کرنے اور زد و کوب اور گرفتاری مین بہ نظر صلاح ملک ارباب مشرع خواہ غیر مشروع ہون اُسمین کمی نہ کرتا جیسا کہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدو جانتا تھا سرا اور علانیۃ قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو خاک سیاہ کیا مصرع یارما این وارثہ و آن نیز ہم ؛ اس سبب سے کوئی شخص اسکے جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھتا تھا اور ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت نے جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندون کے عہد مین مختل اور مندرس ہوئے تھے از سر نو تازگی اور استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد مین میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود مصالح جہانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جانکر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہلی کے اطراف بیس کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو لعل محل سے سوار ہوتا تھا ثلث شب دیگر باہر رہتا اور ہمیشہ شکار مین بارہ یا رہی ہزار سوار اور اُسی قدر تیر انداز ہمراہ رہتے تھے اور خوراکی انکی سرکار سے ہوتی تھی جب شکار روائی کی خبر ہلاکو خان کو بغداد مین ہوئی کہا غیاث الدین بلبن بادشاہ پختہ اور صاحب تجربہ ہے بظاہر شکار کو جاتا ہے اور باطن مین سواری کی ورزش فرماتا ہے اور لشکر اپنا ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سُنکر ہلاکو خان کی فہم و کیاست کی تعریف کی اور فرمایا قاعدے ملک داری اور جہانداری کے

وہ شخص جانتا ہے کہ چند ملک پیسے میں کہتے ہیں جب اسکی سلطنت میں استقلال کمال ہو پہنچا چند امرا نے معروض کیا کہ قوت اور قدرت بادشاہ
زمان کی بدرجہ اعلی ہے ممالک گجرات اور مالوہ اور وہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں
تصرف میں آئے تھے اُنکا چھوڑنا سزاوار نہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلوں کی جماعت بلاد اسلام پر مسلط ہوئی ہے اور اکثر
ممالک ہند پر تاخت لائے ہیں دہلی سے نہضت کرنا اور دیگر ولایت دور دست میں جانا شرط ہوشیاری اور دور اندیشی سے بعید ہے بلکہ اپنا ملک
مستحکم اور ایمن رکھنا بہتر اور انسب ہے نہ کہ دوسرے ملک میں مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص رکھنا اور اسی سال سنہ ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ
ہجری میں سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتار خان ابن ارسلان خان جو ناصر الدین محمود کے عہد میں مستعد اطاعت نہ رکھتا تھا
تریسٹھ فیل باقی اور تحف و ہدایہ لکھنوتی سے بھیجا بادشاہ نے اُسے فال نیک سمجھا اور لوگوں نے حکم شاہی کے موافق شہر آئین بند کیا اور جا بجا قبے
آویزان کرکے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصری چبوترہ پر جو بداؤن کے دروازہ کے
باہر واقع ہے بار عام دیا اور امرا و ملوک اور صدور و اکابر نے حاضر ہو کر نذریں پیشکشیں گذرانیں خلعتہائے شاہی اور انعام سلطانی سے
سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتار خان کو مطیع اور فرمانبردار کرکے امرائے کبار کی سلک میں منتظم کیا لکھتے ہیں کہ فرزندان سلطان شمس الدین
التمش کے عہد میں میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہائے انبوہ کے سبب ہاتھ غارت اور تاراج میں دراز کرکے رہزنی اور دزدی اختیار کی
تھی اور راتوںکو شہر دہلی کے اندر آکر دروازے چھیر کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر اور غلبہ سے غارت کرتے تھے
سوداگران کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض شمسی کے سقون اور کنیزان آبکش کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے دروازے انکے خوف سے عصر کے
وقت بند کرتے تھے اور کسی کو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگونکے مقابر کی میسر نہ ہوتی تھی اسواسطے سلطان نے انکا دفع کرنا اور کاموں پر
مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال میں اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے بدمعاشوں کو علف تیغ خون آشام
کرکے بازار سیاست کو رونق بخشی اور جنگلونکو قطع اور صاف کرکے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور چند مقام پر تھانے
بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خدا ترس مقرر کرکے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے برس ہمت
مفسدون اور سرکشونکے قلع قمع پر جو درمیان دوآبہ کے تھے اور خرابی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد فرمائی تاکہ
لوازم قتل بجا لاکر ہلاکی اُنکی ذاتوں سے بہ لاویں اسکے بعد سلطان نے دو مرتبہ کنپل اور پٹیالی اور بھوجپور کیطرف کہ جائے پناہ چوروں
اور متمردوں کی تھی افواج ظفر امواج ہمراہ لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدوں کو قتیل اور اُنکی اولاد اور اتباع کو اسیر
کرکے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہند کی اصطلاح میں جونپور اور بہار اور بنگالہ ہے اور رہزنوں کی شومی اعمال سے مسدود ہو گیا تھا
مفتوح کیا اور کنپل اور پٹیالی اور بھوجپور میں قلعے اور مسجدیں تعمیر کروائیں اور تینوں قلعہ افغانوں کو جاگیر دئے اور حصار جلالی تیار
کرکے مسلمانوں کے سپرد فرمایا اور دار السلطنت میں مراجعت کی اور اسی عرصہ میں فتنہ کیتھر کی خبر حاکم بداؤن اور امروہہ کی زبانی عرض
عالی میں پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ کوہپایہ کی طرف جاویگا لیکن اتفاقاً سراپردہ سرخ
برآمد ہوا تھا کہ سلطان پانچہزار سوار جرار سے ایلغار کر گیا دو شب میں دریائے گنگ سے عبور کرکے ولایت کیتھر میں آیا
اور عورتوں اور لڑکوں کے سوائے حکم قتل عام جاری کرکے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشوں کی لوٹ سے
ایسا پاک کیا کہ بداؤن اور امروہہ اور سنبھل نے اس جماعت کی شرسے نجات پائی حتی کہ عہد جلال تک کیتھر میں کوئی نام اباد
فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور منصور ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور اُسکے چند روز کے بعد عنان عزیمت بایہ جود کی طرف
منعطف فرمائی اور دو برس تک وہاں کے باشندوں کے قلع اور استیصال میں نہایت جد و جہد ظہور میں پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی تیس اور چالیس تنکہ نقرہ سے ایزاد نہوتی تھی جب قتل اور غارت اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والون سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہوا تھا کہ جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے تھے اور شہر مین قبے آویزان کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف و ولایات مین بھیجکر اہل استحقاق قسمت کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہانکے قلعہ کو بھی کہ اولاد شمسی کے عہد مین خراب گیا تھا سر نو سے تعمیر فرمایا اور لاہور کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دار الملک مین آیا اس درمیان مین مقربون نے گذارش کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیر و فرتوت ہو کر جنگ و تردد و سواری سے باز رہے ہین عالوتکو کچھ دیکر لشکر مین حاضر نہین ہوتے ہین سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے متعذر ہین سپاہگری سے معاف رکھکر تیس تنکہ مدد معاش کیواسطے مقرر کرو اور زیادتی کو بازیافت کرین اس سبب سے ایک مصیبت لشکر مین ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنے ذی عزت مع تحفہ ملک فخر الدین کوتوال کے مکان پر گئے اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہین جانتے تھے کہ بڑھاپے مین اس بلا کا سامنا ہوگا اور ہم ایسے دن مین گرفتار ہونگے ورنہ ہم جوانی مین ایسے کام مین مشغول ہوتے کہ بڑھاپے مین کام آتا ملک فخر الدین کوتوال نے انکا تحفہ نلیا اور کہا اگر مین تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر متامل اور متفکر ہو کر دیوان عالم مین گیا اور اپنے مقام پر مودب کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے آثار ملال اسکے چہرے سے مشاہدہ فرمائے سبب اسکا استفسار فرمایا اسنے عرض کی مین نے سنا ہو کہ دیوان عرض مین بڈھون کو برطرف کرتے ہین مین ڈرتا ہون کہ جو قیامت مین بھی اسی طرح سے ضعیف مردود ہو دین غلام کا کیا حال ہوگا سلطان کا مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گہر رشک صدف چشم سے گرانے لگا اور زار و قطار رو کر فرمایا کہ سبکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رکھین اور تغیر و تبدل اسمین راہ نپاوے بیت قرب سلطان مبارک انکس راست ÷ کہ کند کا مستمندان راست ÷ اور چوتھے برس جلوس مین خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اسوقت تک حکومت لاہور و ملتان و بھٹیر و سرہند و دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ مین تھین رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان نے قلاع مین اسکو زہر دیا اور بھٹیر مین ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن نے سنام سمانہ تیمور خان کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیرون کے سپرد فرمائی اور جو مغل شیر خان کے آیا حکومت مین ہندوستان کے گرد نہ پھر سکتے تھے پھر سرحدون مین مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لاعلاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد کر کے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات اسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا باستعداد و تمام اسکے ہمراہ کر کے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی مین مذکور ہے کہ بندگان شمسی کہ خانی اور ملکی مین پہونچتے تھے انمین سے بعضون نے اپنے فرزندون کا نام محمد رکھا اور وہ اپنے آبا اور دادا و مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت بر آئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے مین مشہور اور معروف ہوے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے انمین سے ایک ایبک محمد کشلی خان تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شجاعت و مردانگی و صف شکنی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اسکے حالات اپنے دل مین لاکر راغب اور مائل اسکی حضوری کے تھے اور دوسرا علاء الدین محمد بن اعز الدین شیر خان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور بذل و احسان مین حاتم کیطرح تمام آفاق مین مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مروم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی اُمید مین ہندوستان مین آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھاکر فائز المرام ہوکر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر بشہر اور ملک بملک پہونچے کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کرکے اُسکے باپ کا منصب اُسے رجوع فرمایا اور باربک کرکے چوگان زر اور خطاب خان اعظم کشلیخان اور اقطاع کول دیکر سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین ولد خواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان کی مدح مین کہکر اور نستعلیق لکھکر اور منقش اور زرافشان کرکے مطربان درگاہ بلبنی کے حوالہ کین تاکہ جشن نوروزی مین کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہین پڑھین مطربون نے اسکے کہنے کے موافق عمل کرکے اس غزل کو مجلس سلطانی مین خوش الحانی سے گائی ایک بیت اُسمین سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قتلغ معظم ؛ بود باربک کشلیخان اعظم ؛ علاء الدین کشلیخان اس محفل مین حاضر تھا اپنی مدح مطربونکی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام مین آیا خواجہ شمس الدین کو بلاکر تمام اسباب مجلس نوروزی جو بہ تکلف تمام زینت پذیر تھا اسے عنایت فرمایا اور گویون کو دس ہزار تنگہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین بلسا پایگاہ اور خزانہ اور اسباب تجمل کو لٹاکر متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور تاتار خان پسر ارسلا خان ہمت و شجاعت و پاکدامنی مین مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی مین چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دوسرا شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپکے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندون سے عزیز تر تھا ساتھ مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف کے انصاف رکھتا تھا اور اسقدر صفات خوب جو بادشاہزادونکو سزاوار ہین حق سبحانہ تعالی نے اُسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر مین اپنا مثل اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایون فاضلان سعادت قرین اور شاعران فراست آئین سے آراستہ کرکے سب کے حق مین انواع الطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اُسکے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن سیم بیلا اور زر چمپا جیب و دامن مین بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان مین اسکے ملازم رہے اور اسکے مصاحبین کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیمون سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے انکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مودب تھا کہ مجلس فرماندہی مین اگر تمام دن اور رات اجلاس کرتا زانو اپنا بلند نہ کرتا اور سوگند اسکی لفظ حقا کے سوا نہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی مین حرف نا ملائم اُسکی زبان پر جاری نہوتا بیت ادب بزرگ کند مرد را تو شاہد طبع ؛ بحلیۂ ادب آرای تا بزرگ شوی ؛ اور مجلس شریف مین اسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری اور خمسۂ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اسکی شعر فہمی کے مقر تھے امیر خسرو سے منقول ہے کہ مین نے جودت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین مین کسی کو مثل محمد سلطان کے کم دیکھا ہے ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت بہ سلیقۂ عالی کتب متقدمین سے انتخاب کرکے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوے اور اسکی شعر فہمی اور ادراک بلند پر مداح اور ثنا خوان ہوے اور اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد امیر خسرو کو پہونچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضون مین تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان مین اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان وقت سے تھا وارد ہوا تواضع بافراط کرکے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان مین اسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا ایک روز شیخ عثمان اور شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاءالدین زکریا شاہزادہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کر کے تمام درویش جو اُس مجمع مین شریک تھے وجد مین آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید رو برو انکے دست بستہ ایستادہ ہو کر زار زار روتا تھا اور جو حیاً تا کوئی شخص اسکی مجلس مین کوئی شعر شعراے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دنیوی کو ترک کر کے گوش با آواز ہو کر رقت کرتا اور دلیل اسکی وفور دانش اور بینش پر یہی کافی ہے کہ اندنون مین خطہ ملتان کو اپنے قدوم کی برکت سے رشک گلستان ارم فرمایا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحف و اموال فراوان تبریز مین شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم فرمائی اور چاہا کہ ملتان مین انکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے چونکہ شیخ پیر اور ناتوان ہوا تھا دونون مرتبہ عذر خواہ ہوا اور ہر بار سفینہ یعنے بیاض اپنے شعرونکی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اسکے واسطے بھیجکر امیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت جاتا اور تحف و ہدیہ گذرانکر چند روز کے بعد مراجعت کرتا اور ان سنوات مین سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغرا خان کو جو ناصرالدین خطاب رکھا تھا سمانا اور سنام مین اسکی جاگیر مقرر کر کے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحتین بھی ارشاد فرمائین تھین وہ یہ ہین کہ وہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کا مواجب اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کے پرداخت مین دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت مین کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور مین آوے حقیقت اسکی مجھے عرضداشت کرے پھر جو امر نافذ ہووے عمل مین لاوے اور مے نوشی سے منع کر کے فرمایا اگر مین شرب خمر خانی مین تجھے اس جاگیر سے معزول کرونگا دوسری جاگیر اسکے عوض مین دونگا اور میری نظر مین ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغرا خان نے جو نصائح اپنے والد ماجد کے گوش ہوش مین جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کر کے ترک مالا یعنے کیا اور البتا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان مین آوے محمد سلطان ملتان سے اور بغرا خان سمانہ اور ملک بار بیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کر کے آب بیاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اُسکے قریب واقع ہوا جاوین اور مغل کا شر دفع کر کے مع الخیر مراجعت کرین پھر اُسکے بعد یہ مہمات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب دلخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا مفصل حال اُسکا یون ہے کہ ۶۷۸ھ چھ سو اٹھتر ہجری مین طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور چستی و چالاکی مین اتصاف رکھتا تھا لکھنوتی سے حاج نگر کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا چونکہ سلطان ضعیفی سے ناتوان ہو گیا تھا اور اُسکے فرزند مغلون کے مقابلہ مین مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال مین پڑا ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ مین سلطان دہلی مین بیمار ہوا اور قریب ایک مہینے کے محلسرا سے برآمد نہوا اور اراجیف کے سبب سے اسکی خبر فوت مملکت مین منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے باہر آیا اور جمعیت کثیر بہم پہونچائی اور اپنا خطاب سلطان مغیث الدین رکھکر چتر سرخ سر پہ رکھکر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ مین فرامین بادشاہی مشتمل شفا و صحت مزاج اقدس پہنچے طغرل نے بحکم الشروع ملزوم اپنے کئے ہوئے سے پشیمان نہو کر مخالفت مین اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اسپر مطلع ہو کر ملک البتگین موے دراز کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر سپہ سالار کیا اور صاحب صوبہ لکھنوتی کر کے مع امراے دیگر مثل تمر خان شمسی اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی سزادہی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی آب سرو سے گذر کر لکھنوتی کیطرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا اور سپاہیون نے طغرل سے

طلبیدن شیخ سعدی

زرافشانی سے امین خانکی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جاملے اور اُسکی رعایتونسے متمول ہوکر جان نثاری پر آمادہ ہوئے اس سبب سے طغرل نے
امین خان کو محاربہ کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتونسے کاٹا اور امین خانکو دروازہ لیت
پر لاکر پھانسی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر بسیار طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور طغرل اس لشکر کو بھی شکست دیکر
غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا **بیت** بہ نیروے اقبال آن شیر مست ؕ دو بارہ سپاہ عدو را شکست ؕ سلطان یہ خبر کلفت اثر سُنکر
نہایت محزون اور مغموم ہوا اور ہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیان جون اور گنگ مین موجود
رکھین اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج بیسر جاملہ کو سمانہ کی نیابت سپرد فرمائی اور بغرا خان کو مع خاصہ لیا اور
سمانہ سے پلٹ کر دوآبے کے درمیان آیا اور ملک فخر الدین کوتوال کو نیابۃً دہلی مین چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بہ سبب اس سامان کے کہ رکھنا تھا
برسات کا بھی ملاحظہ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران اور صعوبت راہ کے سبب
توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال و اثقال جمعیت لیکر جاجنگر کیطرف اس نیت سے راہی ہوا کہ اُسے
تصرف مین لاکر چند عرصہ وہان قیام کرے اور جسدم سلطان دہلی کو معاودت فرمادے پھر لکھنوتی مین آوے لیکن جسوقت سلطان لکھنوتی مین
داخل ہوا چیندروز توقف کرکے سالار حسام الدین وکیل اور یار بیگ برلاس کو جو مولف تاریخ فیروز شاہی کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے
مقرر کرکے خود طغرل نمکحرام کے تعاقب مین جاجنگر کی سمت روان ہوا اور جسوقت کہ سنام کی حدود مین پہونچا بھوجرائے دنوجرا نام ایک
تھا سلطان کی خدمت مین حاضر ہوکر ہواخواہونکی سلک مین منتظم ہوا اور عہد واثق کیا کہ جو طغرل دریا کیطرف بھاگنے کا ارادہ کریگا مین اسے
دریا سے عبور کرنے دونگا پھر سلطان بسبیل استعجال وہانسے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی خبر منقطع ہوئی کوئی شخص اُسکا پتا نہ بتا
تھا اسواسطے سلطان نے ملک یار بیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اور منتخب ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے جا دے ہر چند کہ
حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے ایک نشان اور اثر اُسکا نپاتے تھے ایک روز مقدمہ لشکر ملک محمد شیر انداز حاکم کول اور اُسکا
بھائی ملک مقدر کہ ساتھ طغرل کشتن کے اشتہار پایا بیس چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگاہ چند بقال صحرا مین نمودار
ہوئے انھین گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ واسطے دھمکایا انھون نے انکار کیا جب اُن مین سے ایک کی گردن ماری
باقی فریاد بر لائے اور بولے اگر تمہارا مقصود متاع و اسباب ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے لیکر جان کی امان دو ملک محمد شیر انداز نے کہا ہم طغرل
کا سراغ چاہتے ہین اسکے سوا ہمین کچھ غرض نہین اگر تم اس امر مین ہادی اور دلیل ہو جان و مال سے پاؤ ورنہ جو کچھ دیکھو گے آپ سے
دیکھو گے یہ سُنکر بقال ہراسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے اردو مین لیگئے تھے اور بالفعل ہم وہان سے آتے ہین اور تم سے
طغرل تک نیم فرسخ سے راہ زیادہ نہین ہے آج مقام کیا ہے کل کوچ کرکے جاجنگر مین داخل ہوگا ملک محمد شیر انداز نے بقالونکے ساتھ دو سوار
ہمراہ کرکے یار بیگ برلاس کے روبرو بھیجکر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالون سے دریافت کرکے بہ تعجیل تمام تاخت کرو مبادا طغرل
کوچ کرکے ولایت جاجنگر مین کہ ممالکت بیگانہ ہے داخل ہوئے اور وہانکے آدمیونسے موافقت کرکے جنگل مین پوشیدہ ہووے یہ کہکر خود مع
سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اُسکا لشکر غفلت تمام سے آرام مین ہے اور ہاتھی گھوڑے چرنے مین
مشغول ہین فرصت غنیمت جانکر پشتہ سے اُتر طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ بھی طغرل کے متعلقون مین سے
ہین جب قریب پہونچے تلوارین میان سے کھینچین جو شخص روبرو آیا اُسے مارا اور جوش خروش مین آکر باواز بلند پکارا کہ یہ دولت سلطان غیاث الدین
بلبن کی ہے طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہونچا سراسیمہ ہوکر طہارت خانہ سے برآمد ہوا اور اسپ بے زین پر سوار ہوا اور حالت اضطرار مین
اپنے یارون مین نہ آیا اور چاہا کہ آبگو اس پانی مین لشکر کے قریب تھا ڈالکر عبور کرے اور پھر وہانسے باطمینان تمام جاجنگر کیطرف روانہ ہووے

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امرا اور سپاہ اُسکے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک جو سمت مفرور ہوا الملک مقدر کہ طغرل کا قتل اُسکے مقدر ہوا تھا شیر کی طرح طغرل کے تعاقب مین اور آب کے کنارہ پر اس سے دو چار ہوا فوراً تیر شکاری اُسکے پہلو پر مارا کہ وہ پشت اسپ سے زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اُترکر بیک اجل کیطرح اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اسکا تن ناز نین سے جدا کیا چونکہ لوگ اُسکی لاش مین متردد تھے اسواسطے اسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اسکی لاش پانی مین پھینک دی اور اپنا لباس اتار کر اسکے دھونے مین مشغول ہوا اس عرصہ مین طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آوازہ بلند کرکے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جب پایاراہ فرار نا پائی **نظم** مرا نزرا یکے تیر زد برجگر ؛ فرود آمد از اسپ و بیر بد سر ؛ چو شد طغرل آنجا لغفات ملف ؛ برآمد یکے سور از ہر طرف ؛ شکستند یاران طغرل تمام ؛ ہم از بیم سر سے جملہ گشتند رام ؛ اس عرصہ مین ملک بار بیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک بار بیگ برلاس نے اسکی تحسین وآفرین کی طغرل کا فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم اور اسیران لشکر طغرل ملازمت مین پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد تیر انداز اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیریت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے انھین نواز اور ملک بار بیگ برلاس اور ملک محمد تیر انداز کو رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کرکے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل نمکحرام کہین جیساکہ طغرل غزنوی کو طغرل کافر نعمت کہتے ہین اسکے بعد لکھنوتی مین آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیکر دونون طرف راستہ بازار شہر مین سولیان نصب کروائین اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوتے تھے سبکو دار پر کھنچوایا اور اُنکی عورتون اور فرزندون کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی مین بسیاست غیر مکرر قتل کرتے تھے اور اس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتون کو نہ قتل کیا تھا کہتے ہین کہ وہ قلندر کہ جسے شاد قلندر کہتے ہین خدمت طغرل مین نہایت عزت رکھتا تھا اُسکو دستیاب کرکے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اُسکو دیا تھا چھین لیا اور جو فلک بے مہر ونند صاحب جاہ کو ندیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندر کے قتل کیا اور پھر لشکریان طغرل کو طغرل کو حکم کیا کہ دہلی مین لیجا کر سیاست مین پہونچاوین اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بغرا خان کو عنایت فرمایا اور فیل اور خزانہ کے سوا جو طغرل سے دستیاب ہوئی تھی اُسے ارزانی کیا چتر اُسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا اُسکے نام کیا اور رخصت کیوقت اسے چند نصائح کین اول یہ کہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہین اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کرکے جاہا سے دور دست مین جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی مین داخل ہووے اور اپنا کام سنوارے دوسرے یہ کہ خراج لینے مین رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد سرتاب ہووین اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہون اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ انھین سال بسال کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت نہ کھینچین تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت مین بے مشورے اہل الرائے کے کہ مخلص اور خیرخواہ ہون ابتدا نکرے **قطعہ** زصد شمشیر زن رائے قوی بہ ؛ زصد افسر کلاہے خسروی بہ ؛ برائے لشکرے را بشکند پشت ؛ بشمشیرے یکے تا دہ توان کشت ؛ اور اجراے احکام مین ہواپرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے چوتھے وہ کہ رفاہ احوال حشم کہ لازمہ جہانداری کا ہے غافل نہ رہے اور دلجوئی انکے وکلی ضروریات سے شمار کرکے تغافل اور سستی کو اُنکے مقدمہ مین کار نفرماوے اور جو کوئی تجھے اسکی تحریص کرکے آمادہ کرے اُسے اپنا دشمن جانکر اُسکے قول کی سماعت نکرے پانچوین وہ کہ البتہ لپنے تئین پناہ مین اس شخص کے جو کہ دنیا سے روگردان ہوکر حق کیطرف متوجہ ہوا ہو لاوے **بیت** حمایت از کہن داناے درویش ؛ زصد سد سکندر تو آتش بیش ؛ سلطان نے اپنے فرزند کے کان اور نصائح سے گرانبار کرکے رخصت فرمایا وہ کوچ متواتر اور یہیم کرتا ہوا تین مہینے مین دہلی پہونچا

ملک فخرالدین کو توال کو جو غنیمت مین انکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک مین پہنے تھا اتار کر دے
دی اور ثانی الثنین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کر کے علما اور درویشونکے مکانون پر گیا اور فتوح اور نذور گذرانکر انکی تعظیم مین
کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایاے ذگی رعایا جو دفتر مین تھا معاف فرمایا اُسکے بعد یہ حکم
نافذ کیا کہ دہلی کے بارہ دروازہ مین سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر طغل کو جو دہلی اور لکھنوتی مین جا کر اسکے شریک ہوئے تھے
انکو دارون پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر اسواسطے کہ انمین اکثر اسیرانکے عزیز و اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور
اور مضطرب حال ہو کر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ
کا دل موم کیطرح نرم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصغا کر کے قلم عفو اُنکے
جرائم پر کھینچا اور بڑا بیٹا اُسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والا گہر سنکر با تحف و نفائس بسیار ملتان سے دہلی مین آیا بادشاہ اُنکے
آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے وقت بیوقت اپنے پاس رکھکر صحبت
اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار
فراق پسر جان پر رکھکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کر کے فرمایا میری تمام عمر امور ملکی اور بادشاہی مین گذری اور
مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمۂ جہانداری سے ہین کرون کہ میرے بعد بکار آوین اوّل وہ کہ جب تو
تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلاف خداے عزوجل کا اندک اور سہل نہ سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہے
ساتھ ارتکاب قبائح اعمال اور رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم رذائل اور لیام کو اس کام مین شریک اپنا نکرے **فرد** سفیہ
فطرت را بیہودہ بنہاحت قرب ٭ لیام را نتوان منصب کریمان داد ٭ دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل مین جلا کر اپنے اغراض نفسانی
سے پرہیز کرے اور بدون اسکے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور دفینے کو جو عطاے بزرگ ربانی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین
صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہمیشہ خوار اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال اعمال اور احوال ولایت و محال اپنے سے
ہمیشہ باخبر رہے اور انمین ساتھ محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی تحریص فرماوے چوتھے یہ کہ قضات مفتی اور حکام متدین خلائق پر
نصب فرماوے تاکہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلفا اور سلاطین لوازم حشمت و عظمت
بادشاہی کی رعایت کر کے کوئی وقت اوقات سے مطایبہ اور سائر لایعنی کی استعمال نکرے **بیت** لوازم حشمت را پیچ صیانت کن ٭
کہ نیز ایں ہمہ کس کم کنند مہابت را ٭ چھٹے یہ کہ مردم صاحب ہمت نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے مختص کر کے انکی
نگاہداشت خاطر مین سہولت کرے اور مردم صاحب ہنر و خردمند کی تربیت مین کہ سبب رونق اور رواج کار مملکت ہے سعی
کرے اور لئیمون اور غدارون سے جنسے ہمیشہ وفا نہ رکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے
جانے **نظم** گوہر نیک سازد عقدہ ٭ آنکہ بدگو ہر است انو پرہیز ٭ بدگہر با کسے وفا نکند ٭ اصل بد از خطا خطا نکند ٭ ساتوین
یہ کہ ہمت و شاہی آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکما نے ان دونون کو برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ ہمت
الہی بادشاہ کو چاہیے کہ بلو شاہ ہمتون کا ہووے اسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت دوسرون کے ہووے درمیان
تنگی اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہوا اور بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے مستحکم نہووے آٹھوین یہ کہ جس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی
لغزش جو اُس سے صادر ہو جاے خاک ذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت مصلحت ملکی
نہ آزار کرے اور دوستون کو دشمن نہ بنا دے **بیت** ہر بہرے را کہ خود بہ افرازی ٭ تا توانی نہ پامنیہ اری ٭ اور جو تو کسی کو

حسب ضرورت ملک و دین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملایمت کی نگاہ رکھ اور اشراف کی ایذا رسانی مین جلدی نکر کہ زخم ہجر تیغ کا جلد التیام نہین
قبول کرتا اور تدارک اُسکا دشوار ہوتا ہے نوین یہ کہ سخن سخن چین کا ساعت نکرے اور راہ اُنکے آمد و شد کی اپنے اوپر مفتوح نفرماوے اسلیئے
کہ سلیمان حضرت اور مخلصان دولت ہراس مین ہو وین اور خللہاے عظیم امور مملکت مین ظاہر آوین اور جبتک تو نجانے کہ یہ کام
برآمد ہونیوالا ہے اُسے شروع نکر کہ ناتمام چھوڑنا لائق حال شاہون کے نہو بیت تا ندانی جاے قدم استوار نه پای منه در طلب
ہیچ کار دسوین وہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرماوے اور یہ سمجھ کہ دو مرتبے سے سہ سرا دو سے خود اسکی مباشرت سے اجتناب کرے
اور سر جملہ امور جہانبانی کے باخبر ہونے سے نیک و بدخلق جانے اور معاملات مین میانہ روی کو کام فرماوے اور شدت قہر سے تنفر عوام برپا
ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردون کو طغیان اور تمرد سر مین پڑتا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت مین کہ شامل صلاح عام ہے
مبالغہ کر اور درگاہ کو جاؤ شان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے معمور رکھ اور اپنے بھائی کے حق مین مہربان رہ اور بات کسی کی اُسکے حق مین
نہ سُن اور اُسسے اپنا بازو تصور کر اور ہمیشہ اُسکے ساتھ اپنی مقرر رکھ پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سودمند اپنے فرزند
دلبند کے روبرو یاد فرماین اور امارت بادشاہی دیکر اسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے وہان جاتے ہی
ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدون پر تھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمائی اور اپنی مملکت اُنکے تصرف سے برلایا اور مثل تختگاہ ایران
بقبضہ کام ارغون خان بن اباقا خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پائی تیمور خان کہ امراے عظیم الشان چنگیزی سے تھا اور ہرات و قندھار
و بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اسکے رکھتا تھا واسطے تاخت اور تاراج اور انتقام بعضے خویشون اور ہمقومون اُسکے
کہ ہفتوات سابق مین بجنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے لاہور اور دیپالپور مین در آیا اور اس
حدود کو تاخت و تاراج کر کے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے انکے قریب پہونچنے سے آگاہی پائی جانب کیوقت ملتان سے
کوچ کر کے دو پہر کو آب لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان مین واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریا کے اُسطرف وارد
ہوا تھا عبور کر کے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کر کے جنگ مین مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سردار مغل قتل ہوئے اور تیمور خان
منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم احتیاط طاق تھے سے دیکر مفرورون کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نکی تھی
تعجیل کر کے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پانسو غازیون سے وارد ہو کر ادائے صلوٰۃ مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک امراے
مغل سے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین مین تھے وہان پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہوا
باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کر کے بہت مغلون سے قتیل اور پسپا کیے قریب تھا
کہ مظفر اور کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر مقتل شاہزادہ پر آیا اُسکے مرغ روح نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی
اور روضہ اقدس کیطرف پرواز کر گیا اور مغلون نے اکثر انمین سے آدمی مارے اور اسباب اور سارا دیرا انکا لیکر سپاہ ہند کے اجماع کے
خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اُس معرکہ مین حاضر تھا مغل کے پنجہ ستم مین اسیر ہوا ساتھ اسطرح کے کہ خضر خوانی اور دیولدی
دانی مین مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہونچی
نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو بیٹے سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا
قائم مقام پدر کیا اور چتر امارت بادشاہی دیکر ملتان کے سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان مین پہونچکر سنت پدر کا پیرو
ہوا اور استقامت کر کے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحد کی محافظت مین کما ینبغی
کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اُسکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم مین شکستہ دل اور خمیدہ پشت ہوا

اگرچہ ظاہر لوگونکے دکھانیکو کہتا تھا کہ مین تن برضاے قضا ہون ویکر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے محزون اور ملول نہین ہون لیکن آنسوونکو بے اختیار ہوکر زار زار روتا تھا اور آہ و نالہ کھینچا کرتا بزبان حال کہتا تھا نظم زگلبن ریختہ گلبرگ خندان ٭ چرا بر من نگردد باغ زندان ٭ بریدہ از چمن کبک بہاری ٭ چرا چون برنخروشم بزاری ٭ فرو مردہ چراغ عالم افروز ٭ چرا روزم نگردد شب بدین روز ٭ جو روز بروز علامت ضعف اور ناتوانی کی اُسپر ظاہر ہوتی تھی اور سپاہ غم و غصہ مملکت وجود اسکے کو پامال جفا کرتی تھی کسیکو بغراخانکے طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا ابھی بغراخان راستہ مین تھا کہ ضعف منجر کی بیماری بصاحب فراش ہوا اور بغراخان یہ خبر سُنکر بعجلت تمام دہلی مین پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجالاکر باپ کی تشفی خاطر مین کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہے اور دیکھتا ہون کہ ارتحال کا وقت قریب پہونچا ہے اسوقت مین تیری جدائی کہ مین تیرے سوا کوئی وارث نہین رکھتا مصلحت سے دور ہے تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہین اور دنیا کے تجربونسے بیگانہ ہین اگر ملک اُنکے قبضہ مین پڑے غلبہ جوانی اور ہوا پرستی سے اسکی محافظت سے بری الذمہ نہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پر بیٹھے تجھے اطاعت اُسکی لازم ہے اور جو تو تخت دہلی پر متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا پس تجھے چاہیے کہ مجھسے غیبت یعنے جدائی نکرے بغراخان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکر خدمت مین حاضر تھا لیکن جسوقت کہ اثر صحت کا بشرہ پدر مین مشاہدہ کیا اسکے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے اذن اور شکار کے بہانہ سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہے دنیا مین اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہین باپ کے فقر و غنا مین انکی خصومت یکسان ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی دل پر شاق اور دشوار گذرا اور سوگواری کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغراخان ابھی لکھنوتی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اسکو یقین ہوا کہ اس عارضہ سے جانبری نہین ہے پھر اسیوقت ایلچی کیخسرو کے طلب کے واسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اسکے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر عزیز نزدیک ہے کہ وداع کرے ملک فخر الدین کوتوال اور وزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلاکر فرمایا کہ مین بغراخان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمد خان شہید از روے اخلاص حلقہ میری اطاعت کا اپنے زیب گوش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغراخان اکثر اوقات میرے کہنے پر کاربند ہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور صمیم قلبی سے نہین اور مین نے واسطے ضرورت اور شفقت پدری کے اسے لکھنوتی سے طلب کرکے ولیعہد کیا تھا اب جو کہ یہ بے ادبی ظہور مین آئی اب مین اُسکے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہون چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پر بٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغراخان کا ہے لکھنوتی مین اُسکے باپکے پاس بھیجدو کوتوال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور سر فرمان برداری کا زمین پر رکھا لیکن جو سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے سال اور آخر شہور سنہ چھ سو چھیاسی ہجری مین اس جہان پر شور و شر سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اُسکے دار الامان مین مدفون ہوئی ملک فخر الدین کوتوال کہ ساتھ سلطان محمد خان شہید کے صفائی نہ رکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کرکے کہا کہ کیخسرو بہت تندخو ہے اگر اُسے تخت بادشاہی پر جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا سب کی صلاح اور ملک فلاح اسمین ہے کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہے اور شاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت مین تربیت پاکر بزرگ ہوا ہے اُسے تخت شاہی پر بٹھائین تو مردم امین رہین بیچارہ معزن کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اُسکا لاکھ فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کرکے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اُسکے عہد مین مشائخ عظیم الشان جمع ہوئے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین ذکریا

اور فرزند انکے شیخ صدرالدین اور دوسرے شیخ بدرالدین غزنوی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سیدی مولہ کہ توفیق ایزدی سے انکے حالات کلک بیان سے تحریر ہونگے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بقدر اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر سرائے فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی۔ **ذکر سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا**۔ جب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق مین واصل ہوا کیقباد بن ناصرالدین بغراخان جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ معزالدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور مکارم اخلاق کے حلل سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور علو نسب سے پیراستہ تھا کسواسطے کہ ناصرالدین بغراخان سلطان شمس الدین التمش کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصرالدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا یعنی ناصرالدین محمود جد مادری اور غیاث الدین بلبن جد پدری ہوتا ہے جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مدح مین فرمایا ہے **نظم** شمس جہانگیر جد مادرش ۔ کو اطہر بن التمش جد دیگرش ۔ ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت ۔ خوے خوشش نسخہ باغ بہشت ۔ جد سوم شاہ غیاث الامم ۔ حاکم فرمان زعرب تا عجم ۔ ہر سہ جدش کعبہ ارکان جود ۔ کردہ دو عالم سجدش را سجود ۔ اور اپنے جد بزرگوار کی آغوش عطوفت مین پرورش پاکر معلمان نیک سیرت اور موبدان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے فیض تربیت اور اثر خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز لکھنے پڑھنے مین صرف ہوتی تھی اور جب اتفاق یاوری ہوا تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر مطلق العنان ہوا بمقتضائے ہوائے جوانی بساط بادہ پرستی مین قدم رکھا کہ مباشرت قمر عذاران سیمین اندام اور مخالطت پری پیکران مشکین دام کو مادہ حیات سمجھکر عمر عزیز رایگان کرتا اور مطربون اور مسخرون اور نشاط انگیزون اور عیش جویون کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ مین ایک پری پیکر اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا جو کہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا ملوک اور خوانین بھی عیش و عشرت مین مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادہ عشرت سے مبہوت ہوکر کوچہ و بازار مین غزلخوان پھرتے تھے اور بالکل تکلیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرہ ہند کے متاع نقد و جنس کی ارزانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معزالدین کیقباد نے کیلوکھری مین دریائے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کرکے دار السلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویان خوشخوان اور مصاحبان بذلہ گو سے معمور کی **نظم** قصر نگویم کہ بہشتی فراخ ۔ رفتہ ز طوبی او را شاخ ۔ طاق بلندش بہ فلک گشتہ جفت ۔ حامل او شد فلک اندر نہفت ۔ چون کرہ گرد جہان شد عیان ۔ قصر نمود از آب روان ۔ ہمچو دو آئینہ مقابل زتاب ۔ آب درو عکس نما او در آب ۔ شہ چو دران خلد برین جاے کرد ۔ خرم و خوشدل بطرب راے کرد ۔ سلطان کامگار ایک لحظہ بے عیش و کامرانی نگذارتا تھا روز و شب بذل و ایثار مین صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک فخرالدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کرکے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری اور جہانداری کی پرداخت اسکے متعلق ہوئے اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیران زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربون اور ملازمون نے اس قصر کے حوالی مین مکان تعمیر کرکے یہ بھی استیعاب حالات بوجہ اتم کرتے تھے اور شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ ایزاد ہوئی ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدین نمازیون سے خالی ہوکر میخانے معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جمشید نقش کے عیش و طرب اور بیخبری اسکے امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو بادشاہی کی ہوس کہ مناسبت اسکے حال سے نہ رکھتی تھی سر مین پڑی اور اسی باب مین فکر و اندیشہ کرکے اپنے دل مین کہتا تھا کہ ناصرالدین بغراخان حکومت لکھنوتی پر قانع ہے اور سلطان معزالدین کیقباد عیش بیخبری مین ہے اگر کچھ ہے تو کیخسرو ہے اول اسکا علاج چاہیے کہ تا

اسکے بعد سلطان معزالدین کیقباد کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اٹھا کر تاج شاہی سر پر چاہیے رکھنا پھر نہایت پرکاری اور مکاری سے
سلطان معزالدین کیقباد کے ملوک و خوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ اُسکے تسلط و ہوشیاری و تصرف سے لرزان ہو کر جمیع امور
مین اُنکی رضامندی حسب ظاہر منظور رکھتے تھے بعد ملک نظام الدین انھین صمیم قلب سے اپنا مطیع اور فرمان بردار تصور کر کے تمہید مقدمات
دفع کیخسرو مین مشغول ہوا اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین مین کہ عصامی نام ایک شاعر نے احوال سلاطین دہلی کا
نظم کیا ہے مذکور ہے کہ کیخسرو نے ملتان مین خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ و زور اُسکی غربت کی سنکر
تیمور خان مغل سے جو غزنین مین رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان مین لایا اور آہنگ طلب کمک و امداد تسخیر دہلی کیواسطے کر کے
غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اُسنے اپنے دلمین تصور کیا تھا بیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام مین فرق پایا اسوجہ سے کیخسرو دلگیر
ہوا اور چند روز کے بعد غزنین سے عازم مراجعت ہوا اور ایلچی سلطان معزالدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت
اور فرمانبرداری سے چارہ نہین ہے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو مجھپر بنفسہ کمال شفقت اور محبت مبذول فرماتا ہے لیکن بعضے اہل غرض سے
مقام فساد اور عناد مین ہین اور ہر لحظہ خاطر اشرف کو مجھسے منحرف کرتے ہین اگر وہ جلد پدر مجھے تفویض فرمائین اور مجھے بھی ایک دولتخواہ سے
شمار کرین ۔ عالم مروت اور دوست نوازی سے بعید نہو گا سلطان معزالدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ مین تجھسے زیادہ تر عزیز نہین رکھتا
گذرا جو کچھ گذرا آئندہ چاہیے کہ کسی نہج کے دغدغہ کو اپنے دلمین راہ ندیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویون کی کوتاہ ہووے اور مین تجھے نہایت
تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کرون کیخسرو دارالملک دہلی مین گیا اور ملک نظام الدین جو سودائے خام سے مقام استیصال
خانوادہ بلبنی مین تھا اب مکر و حیلہ کھولکر سلطان معزالدین کیقباد کی خاطر نشان کیا کہ کیخسرو [illegible] مرکب ہے اور اوصاف بادشاہی
اور صفت ولیعہدی مین آراستہ اور فلان فلان اُس سے خط و کتابت رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ تجھے تخت سے اتار کر اسے سریر جہانداری پر
متمکن کرین سلطان معزالدین کیقباد نے شراب کے نشہ مین فی الفور یہ بات قبول کر کے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور ملک
نظام الدین نے اسی وقت اپنے اعوان و انصار اثنائے راہ یعنے قصبہ رہتک مین کیخسرو کو مع جمیع جانثار اور دولتخواہون کے
شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسیطرح سے خواجہ خطیر کو جو وزیر سلطان تھا متہم کر کے گدھے پر
سوار کر کے مشتہر کیا اور فضیحت و رسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی کو کہ باتفاق کیخسرو متہم کیا تھا مقتول کیا اور
اُنکی لاشین جمنا دریا مین ڈالین امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہو تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر
رجوع ہوئی اور اسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک باربیگ برلاس اور خان جہان اُنکے دفع شر کیواسطے
تعین ہوئے اور اطراف لاہور مین مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور جماعت کو دستگیر کر کے دہلی مین لائے
اور ملک نظام الدین پھر حیلہ کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امرائے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت مین ہندوستان
مین آکر نوکر ہوے ہین سب ایک جنس ہین اور حشم بہت رکھتے ہین اگر متفق ہو کر تیری نسبت کوئی مکر اور حیلہ خیال کرین
علاج دشوار ہووے القصہ ان کلمات مزخرف کے سلطان کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا یعنے امرائے مغل کے قتل کی رخصت حاصل
کی اور سب کو ایک روز مین دستیاب کر کے تیغ بیدریغ سے اُنکا خون بہایا اور خانمان اُنکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی
جو امرائے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کر کے حصارہائے دور دست مین بھیجا اور خانوادہائے قدیم کی خرابی سے
کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر ملتان اور ملک نرکی حاکم لاہور کو جو امرائے کلان بادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے
اپنے مکر و حیلہ ذاتی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اُسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روئے اخلاص اور دولتخواہی کے

شمہ بد اندیشی اسکی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً ارادہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اس شخص کو گرفتار کرکے اسکے سپرد کرتا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال کی بیٹی تھی اسنے حرم سلطانی میں رسوخ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان کی مادر خواندہ یعنے منہ بولی ماں ہوئی اور امرا نے اس اطوار کے مشاہدہ سے اقسام تدبیر سے آپکو اسکے علاقہ حمایت میں ڈالا اور بلطائف الحیل اسکا شر اپنے سے دفع کرتے تھے اسواسطے کہ اسکی درگاہ جائے رجوع خاص و عام ہوئی اور درگاہ معزی کی رواج و رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے کہ عمر اسکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اسکے نخوت اور غرور پر اطلاع پائی اسے تنہائی میں طلب کرکے ہرچند سمجھایا کہ بدلایل اور براہین عقل سے خیال فاسد اسکے سر بیمغز سے دور کرے فائدہ نہوا اور رحام طبع کوتہ اندیش متنبہ نہوا اور جواب بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو خلق کو میں نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ میں کس کام میں مشغول ہوں اگر اب ہاتھ اس داعیہ سے باز رکھونگا لوگ مجھسے دست کش نہونگے ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نفرین کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات جب اکابر اور معارف نے سنی سب ثناخوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت خوئی ملک الامرا فخرالدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصرالدین بغراخان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سنکر مکتوبات نصائح آمیز بیٹے کو تحریر کیے اور برمز و اشارہ حریف دغل کے اندیشہ سے ایما کیا لیکن سودمند نہوا اور جب سمجھا کہ یہ ناخلف اصلاح پذیر نہیں ہے اور احوال اسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد میں فوجکش ہوا جیسا کہ مثنوی قران السعدین میں امیر خسرو فرماتا ہے **نظم** یافت خبر خسرو مشرق پناہ ۔ ناصر حق وارث ابن تختگاہ ۔ کافر اور اسپر انباز گشت ۔ وزین شرف از دے بہ پسر باز گشت ۔ خشم پسر کرد علم بر کشید ۔ ساختہ کین شدہ لشکر کشید ۔ تند چو باد آمد ازان خار خار ۔ از پی گلگشت بسوے بہار ۔ سلطان معزالدین کیقباد نے جب خبر توجہ پدر بزرگوار اور اسکا پہونچنا بہار میں سنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور عین گرمی میں آب گھگر کے ساحل پر پہونچکر فرو کش ہوا اور سلطان ناصرالدین نے یہ خبر سنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے نازل ہوکر نزول کیا **نظم** نصب شد اعلام شہنشاہ دہر ۔ برلب گھگر بحوالی شہر ۔ گھگر ازین سو و زان طرف ۔ از تف لشکر بلب آوردہ کف ۔ تیغ زن مشرق ازانسوے آب ۔ گشت چو روشن کہ رسید آفتاب ۔ برلب آمدہ آراست صف ۔ تافت دو خورشید زہر دو طرف ۔ الغرض بعد حصول قرب جوار کے ناصرالدین بغراخان استخلاص دہلی سے خالی کرکے طالب صلح اور ملاقات ہوا سلطان معزالدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس معنے سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصرالدین بغراخان نے چوتھے دن اپنے دستخط خاص سے یہ ترقیم فرمایا کہ ای فرزند اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت تیرے فراق میں باقی نہیں ہے ایسا کرے کہ یہ سوختہ آتش بے نصیبی کا تیرے وصال میں پہونچے اور حضرت یعقوب ع کے مانند ایک مرتبہ او چشم رمد رسیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت میں خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اسی طرح کی **بیت** گرچہ فردوس مقامے خوش است ۔ ہیچ بہ از لذت دیدار نیست ۔ سلطان معزالدین کیقباد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے ارادہ سے اٹھکر مقام مصالحہ میں گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج اور دبدبہ بادشاہی کے تنہا بقصد ملاقات ساحل آب گھگر سے کوچ کیا اور صحرا کیطرف متوجہ ہوکر آب سرو کے کنارے وارد ہوا اور جب ایسا مقرر ہوا کہ واسطہ حفظ مرتبہ شاہ دہلی کے ناصرالدین بغراخان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معزالدین کیقباد کے دیدار کو آوے اور بادشاہ معزالدین کیقباد تخت پر جلوہ گر ہو پھر منجمون درگاہ نے ملاقات کے واسطے

دہ ساعتین مسعود تجویز کین ناصرالدین بغراخان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہوکر پانی سے عبور کیا اور سلطان معزالدین کیقباد کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور خلوتخانہ مین اترکر مین مقام مین شرط زمین بوسی بجالایا جب ناصرالدین بغراخان نزدیک آیا سلطان معزالدین کیقباد بیتاب ہوکر تخت سے اترا اور باپ کے قدمون پر گرا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر ایک ساعت خوب بوسہ سر اور منھہ پر ایکنے دوسرے کے دیے اور دونون بحر فیض ابر کیطرح زار زار روئے اور حاضرین بھی انکے مشاہدۂ حال سے اشک اپنی آنکھونسے جاری کیے پھر باپنے ہاتھہ بیٹے کا پکڑکر تخت پر بیٹھا کر چاہا کہ مین تخت کے روبرو ایستادہ ہون بیٹا تخت سے اترآیا اور باپ کو تخت پر بیٹھایا اور خود آگے اسکے مودب بیٹھا اور زر و نقرہ بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھتے اور مطرب سرود گاتے اور چاوش اور نقیب جوش و خروش مین آئے اور اسوقت مین جوکچھہ لوازم بادشاہی اور شرائط مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجالائے اور مکالمہ اور محاورہ سے ایک دوسرا محظوظ ہوا ایک لحظہ کے بعد ناصرالدین بغراخان اٹھا اور آب سے عبور کرکے اپنی بارگاہ مین گیا اور تحف و ہدایاے غریب اور تنسقات عجیب اور اطعمہ دانشرہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونون لشکر کے آدمیونکو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانو مین آمدوشد کرین اور از روے یگانگی سلوک کرین اور ناصرالدین بغراخان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آنکر آپسمین مجلس صحبت گرم کرتے تھے اور ایکجا شراب پیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو اسکی تفصیل کی ناطق ہے اور جب دن رخصت اور وداع کا قریب ہوپہنچا ناصرالدین بغراخان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ اسقدر مال و منال اسکے خزانہ مین نہوکہ دشمنون کے غلبہ کے دن ساتھہ اسکے مدد کرے اور بلاے قحط مین رعایا کی دستگیری کرے اس بادشاہ کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور مین چاہتا ہون کہ چند نصائح جو حال سلطنت کے لائق ہون کرون بادشاہ معزالدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے مہربان و غمخوار ہین میرے پاس کوئی ایسا نہین جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق مین بہتر سمجھین مجھے اس سے متنبہ فرمادین تو مین اسے اپنا دستورالعمل بناؤن اور اسکے خلاف روا نہ رکھون ناصرالدین بغراخان کا دریاے محبت پدری جوش مین آیا فرمایا کہ مجھے اسقدر صعوبت سفر کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار فائزالانوار سے اپنی آنکھین روشن کرون اور اسکے بعد شرط موعظت اور نصیحت بجالاؤن اور تجھے خواب غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کرون پھر خلوت کرکے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے ملک کے عمدہ ہین انھین حاضر کر تو جوکچھہ مجھے کہنا ہے اُنکے حضور مین کہون ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ مجلس مین حاضر ہوئے اسوقت ناصرالدین بغراخان نے از روے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اے فرزند جسوقت مین نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن ہوا مین نہایت خوشوقت ہوا اور مین سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہونچا لیکن جب مین نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران اور ششدر رہا کہ تو ابتک کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذرے ہین کہ مین تیری اور اپنی تعزیت مین مشغول رہتا ہون اور ملک دہلی اور لکھنوتی کو معرض زوال مین دیکھتا ہون بالتحقیق اُسدن سے کہ مین نے سنا ہے کہ تونے میرے پدر کے بندون کو جو پروردہ نعمت اسکے اور مخلص اور خیرخواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور انکے قتل کرنے سے دوسرونکا اعتماد تجھسے برطرف ہوا اب مجھے کسیطرح کی امید اور توقع ملک مین نہ رہی اے فرزند جوکچھہ مین دیکھتا ہون اور سنتا ہون تو نہین دیکھتا اور نہین سنتا اسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو ہمارے لائق تھا باپ کے حین حیات شہید ہوا اور فرزند اسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا اور تو بدخواہونکے کہنے سے تونے قتل کیا اسیطرح تجھے بھی درمیان سے اٹھا وینگے ملک دہلی ایسے بداصل کے ہاتھہ آویگا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نچھوڑیگا فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہین کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور آپکو لہو ولعب مین مشغول نہ رکھہ اپنا غم کھا اور یہ چند نصیحت کہ مین تجھے سناتا ہون عمل مین لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معالجہ مین مصروف رہ

کہ تیرے چہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا افراط شہوت سے تو ایسا لاغر اور ضعیف ہوا ہے آپکو روک اور گر واسطے اسکے نہ بھی کسواسطے جب جان مین خلل واقع ہو لذات سے طلب فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے امیر خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید بادشہ راست بودن * نہ در عشق و ہوس پیوست بودن * ہر بود شہ پاسبان خلق پیوست * خطا باشد کہ باشد پاسبان مست * شبان چون شد خراب از بادۂ ناب * رمہ در معدۂ گرگان کند خواب * در آئینے کہ رسم ملک داریست * ثبات کار ہا در ہوشیاری است * دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خونریزی سے احتراز کر جو اعتماد کہ اعوان و انصار تجھپر رکھتے ہین زائل ہووے اور یہ مرو حاضر ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہین تو دو شخص اور مثل انکے امراے خوب سے انکے شریک کر اور ان چارونکو چار رکن دولت تصور کر اور جو کام یا مہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سرانجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ کر اور چارونکو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب مین باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انمین سے کسیکو اسقدر غلبہ ندے جو سرکشی اور طغیان کرے بیت
گر بخت خسپیدہ بیدار نیست * وگرنہ چنین کار دشوار نیست * تیسری نصیحت یہ ہے کہ جب جس راز ہاے ملکی کے کھولنے کی ضرورت ہو چارون شخص کے حضور یعنے روبرو کھولے اور انمین سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکر دوسرے رنجیدہ ہووین نصیحت چوتھی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کرے اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونون امر واجب التعمیل کی برکت سے خذلان دنیا اور آخرت تیرے دامنگیر ہووین اور مین نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان مین کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ جو بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنے عوض روزہ کھانیکا ہوتا ہے ایسے عالمونکے قول و فعل سے آپکو دور رکھ اور مسائل دین کے علما طماع اور حریص سے کہ دنیا انکی معبود ہوئی ہو نچاہیے پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر کہ جو دنیاے دنی سے روگردان ہوا ہو اور متاع دنیاے دون انکی نظر ہمت مین ذرہ سے بیقدر تر ہو یہ نصیحت کر کے زار زار اور ہاے ہاے رویا اور اپنے دلبند کو گود مین لیکر وداع ہوا اور آغوش مین لیتے وقت اسکے کان مین آہستہ کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل مین گیا اور وفور رنج سے اسدن خاصہ نہ تناول فرمایا اور اپنے محرمونسے کہا کہ آج مین نے فرزند ملک دہلی کو وداع آخری کی اور مآل حال اسکا ایسا ہے کہ سلامتی اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت مین دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ اپنے سے دور کر کے مثل سائر امرا سلوک کیا سلطان تغلق شاہ اس مدت مین کہ دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بغرا خان نے استقبال کر کے لوازم پیشکش پیش پہونچائے تغلق شاہ نے ترحم فرما کر پھر ولایت لکھنوتی باضافہ کور دبنگالہ اسے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دورباش دیکر اسکی تعظیم مین کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ معز الدین کیقباد نے پدر سے جدا ہو کر ولایت اودھ سے دہلی کیطرف نہضت فرمائی اور چند روز پاس نصائح پدر کر کے اور لوگونکی شرم و حیا کا لحاظ کر کے اپنے تئین عیش و طرب سے باز رکھا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف و اکناف عالم مین پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط شیرین کار اور طرب پیشگان ہر دیار کے درگاہ مین آتی تھین اور ہر روز آپکو آراستہ کر کے اور مستعد صحبت ہو کے گرد و پیش اسکے اپنے تئین جلوہ دیتی تھین اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھین سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیدا اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے ہوش مارا بے اختیار روز بروز نگاہ رخسار نازنینون پر کرتا تھا اور گوشہ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ لولی بچہ کہ آہنگ و شنگ مین سردار نازنینان اور پری رویان تھا کلاہ مکلل سر پہ اور قباے زرنگار در بر اور پٹکہ مرصع بر کمر

اور اسپ عراقی پہ سوار ہو کر ہنگام کوچ با صد کرشمہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور ہنر ہائے عجب اور عملہائے غریب کہ ایک نوع کے ساحری سے کہنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت بآواز خوش پڑھی **بیت** گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ٭ دیدہ در رہ می نہم تا میروی اور اسکے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اسحالت مین مناسب تر دیکھتا ہون لیکن بے ادبی سے نہین پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھ اور مست و رُستنے پڑھا **بیت** سرو سمشاد بصحرا میروی ٭ نیک بدعہدی کہ بے ما میروی۔ سلطان اُس ماہ پیکر کے مشاہدۂ جمال اور ملاحظ حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طیلسان تعشق کے دوش پہ ڈالے اور نشان صنم پرستی دوبارہ بلند کرکے باپ کے نصائح سودمند فراموش کیے اور بے اختیارانہ مین ایستادہ ہو کر اُس تو بہ شکن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا **بیت** فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار و شہر آشوب ٭ چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را ٭ اور کمال بیطاقتی سے گھوڑے سے اترا اور اسمقام مین منزل کی اور مجلس آراستہ کرکے اس رشک خوبان طناز کی مقاصی اور بازی مین مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پہ لایا **بیت** شب زمی تو بہ کنم از بیم ناز شاہدان ٭ بامدادان سے ساقی بازور کار آورد ہمہ اور اُس شوخ نے یہ بیت شاہ کی زبانی سُنتے فی البدیہہ یہ بیت پڑھی **بیت** غمزۂ زاہد فریبم عابد صد سالہ را ٭ مے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد ٭ سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور تکلم تمکین اُسکے سے دالہ اور حیران ہو کر اُسکو ساقی بنایا اور لولی بچہ نے شرائط تواضع بجالا کر یہ بیت پڑھی **بیت** ما گرچہ کہ خوب ترز ماہیم ٭ ہم بندۂ بندگان شاہیم ٭ یہ کہا پھر جام شراب پر تکالی سے لبریز کرکے سلطان کے ہاتھ مین دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ ابیات پڑھین **نظم** قدح چون دور من آید بہ ہُشیاران مجلس دہ ٭ مرا بگذار تا حیران بمانم چشم ساقی را ٭ اگر ساقی تو خواہی بود مارا ٭ کہ میگوید کہ می خوردن حرام است ٭ یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل مین مجالس عشرت آراستہ کرکے لہو و لعب اور طرب مین مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہانسے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس جشن ستوار کرد اد عیش و طرب کی دیتا تھا یہان تک دہلی مین پہونچا اور قصر کیلوکھری مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اُسکے آنے سے شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آئین بند کرکے قبے آذین کیے اور سلطان نے عالم جوانی مین شیوۂ نامرضیہ ہوا پرستی کا ہاتھ سے نچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط گلعذاران مین افراط کرتا تھا اور خلقت بھی بایں اشعار کرکے ہر کوچہ اور محلہ مین علانیہ اور آشکارا شراب خوری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور غم و اندوہ خلائق کے دل سے دفع ہوا شاید غفلت نے ملک عقل کو تسخیر کیا اور جب چند مدت اس وطیرہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہوا اس درمیان مین باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے بیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھا دے اور جو فکر صائب نکر سکا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان مین جا اور وہانکے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے دفع کا ارادہ رکھتا ہے وہانکے جانے مین تعلل کرکے حذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور ہمشیہ اسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک یغرس خلجی کو جو نائب سمانہ اور میر جاندار درگاہ تھا سمانہ سے طلب کرکے خطاب شائستہ خانی دیا اور عارض ممالک کرکے اقطاع برن حوالہ کیے اُسوقت مین بادشاہ کے مزاج مین انحراف اور فتور زیادہ راہ پاکر ساتھ لقوہ اور فالج کے منجر ہوا اور صاحب فرش ہو کر ایکبارگی کام سے عاجز ہوا اور امرائے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر مین ایک سودا اور ہر ایک دل مین ایک تمنا ظاہر ہوئی اور عجالت الوقت اتفاق کرکے کیومرث پسر بادشاہ معز الدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور بادشاہ شمس الدین کے خطاب کرکے تخت پر بٹھایا اور دو فرقہ ہوئے ایک فرقہ خلج اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین فیروز بہادر پور مین فرو کش ہوئے

۱۲۹۰ع

اور دوسرا فرقہ اتراک اور یہ کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر واسطے سرگردگی ملک ایتمر کچھن اور ملک ایتمر سرخہ کے کوشک سرخ اور چبوترہ ناصری میں نزول کیا اور بادشاہ معز الدین کیقباد قصر کیلوکھری میں بیمار اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطباء کے رہتا تھا اور ایسے وقتوں میں اکثر فساد درمیان میں آتے ہیں اور اتفاق اور اتحاد گوشہ میں پوشیدہ ہوکر عزیز الوجود ہوتا ہے تحقیق خزائن ترک نے ارادہ کیا کہ جو کیومرث ہمارے ہاتھ میں ہے ملک جلال الدین اور تمام امراے خلج وغیرہ کہ اصل ترک نہیں ہیں مستاصل کرکے مہمات سلطنت کو ہم ترک میں انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیان میں مداخلت نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ میں نام جلال الدین خلجی تھا جب ملک جلال الدین اسباب سے آگاہ ہوا اپنے تئیں دریافت کیے اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کرکے بعضے امرا اور کو بھی اپنی راے سے متفق کیا اور اسی حال میں ملک ایتمر کچھن سوار ہوا تو ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادرپور سے لایا تو تمام اُسکا ساتھ کفایت کے پہونچا اور ملک جلال الدین خلجی جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جسوقت کہ ملک ایتمر کچھن اُسکی مجلسرا کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اُسکے جامہ تن کو تلوار دستے پردے پرزے کرکے دھجیاں اُڑادیں **نظم** سر ایتمر چون جدا شد زتن ٭ خروشے بر آمد از ان انجمن ٭ بلے ہر کہ بد باسے بہ کس کند ٭ ہم او را قضا اندران چہ فکند ٭ اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے اتصاف رکھتے تھے پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر اردوے کیومرث میں جاکر اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت چستی اور چالاکی سے سراپردہ سلطانی میں داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین کو تخت سے اٹھاکر ہمراہ فرزندون ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کے بہادرپور میں اپنے باپ کے روبرو لائے اور ملک ایتمر سرخہ نے کہ تعاقب اُنکا کیا تھا اثناے راہ میں اُس سے ہتھیار کرکے قتل کیا اور خواص وعوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیونکی دشوار اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم کرکے شاہ شمس الدین کی مدد کیواسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بداؤنکے دروازے کے آگے جمعیت کرکے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے سر پر جاویں لیکن ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے اپنے لڑکونکے سبب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے دست ظلم میں گرفتار تھے عوام کو اس ارادہ سے باز رکھا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور اُسی روز اکثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے کانمیں ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلجی ترک نے اُن ترکونکو جنکے باپ بادشاہ معز الدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے قصر کیلوکھری میں بھیجا اُنھوں نے جاتے ہی بادشاہ معز الدین کیقباد کو کہ ایک رمق سے زیادہ دم باقی نہ تھا جامہ خانہ یعنے کمل میں لپیٹ کر اور چند لاتیں مارکر کام تمام کیا اور اُس تاجدار کی لاش پانی میں ڈالی **نظم** بناگاہ در قصر شاہ آمدند ٭ بخون پدر کینہ خواہ آمدند ٭ بیک جا نمانا تن شاہ را ٭ بہ پیچیدہ آن قوم وحشت گرا ٭ بکردند آنگہ لگد مال زود ٭ فلک طرفہ بازی سخیرہ نمود ٭ چنین بازی این گنبد نیلگون ٭ نماید درین دیر شش در فزون ٭ کشانند شہان را بدست خسان ٭ کسان را کنند عاجز ناکسان ٭ سر تاجداران بخاک افگند ٭ تن سرکشان در مغاک افگند ٭ ازان مرد دین عالم بیوفا ٭ نہ بستند دل اہل ملک ولا ٭ سر از تاج شاہی وگردن کشی ٭ کشیدند با صد رضا و خوشی ٭ نہ امید از عالم خاک نشان ٭ نہ بیمی زدوران افلاک شان ٭ اُسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور ملک چھجو کا جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کڑہ اُسے جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور اس ساعت میں کہ منجموں نے تجویز کرکے اُسے خوش کیا تھا شوکت واقبال شاہانہ سے قصر معزی میں جو کیلوکھری بنا کیا تھا آکر نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اُٹھاکر بفراغ خاطر حکومت میں اشتغال کیا اور بادشاہی ترکوں سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلہ خلجیہ کی نسبت منتقل ہوئی اور یہ واقعات اور حالات اواخر سنہ ۶۸۷ چھ سو ستاسی میں واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معز الدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی البقاء للملک المعبود

ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ میں مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبر مین میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج قالج خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہین اور قصہ اُسکا یون ہے کہ اُنکی خاندان سے چنگیز خان کی بیٹی
تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے مدارا اور ملایمت کے سوا کچھ علاج نرکھتا تھا اور ہمیشہ ایک مفر اور ایک
ملاذ ڈھونڈھتا تھا اور دستیاب نہوتا تھا بعد چندے چنگیز خان نے ساحل آب سند پر پہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور منکوب
کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہوکر اپنے موروث اصلی مین بازگشت کی قالج خان نے اُس زمانے مین غور اور غرجستان کے
پہاڑون پر وارد ہوکر اُسکا استحکام بنظر غور اور تعمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہوکر اپنے عزیز و اقارب سے کہ تخمیناً
بیس ہزار خانوار تھے اُن کوہستان مستحکم مین گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اُسکے فرزندون مین سے اُسکی پروا نکی اور اُسنے اس
مقام مین سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور پدر سلطان محمود خلجی مندوی نبائر قالج خان سے
ہین پھر تحریف پاکر خالج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی مستور کر کے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافث
کے گیارہ فرزند تھے ایک کا اُنہین سے خلج نام رکھا اور اُسکے فرزندان کو خلجی کہتے ہین اور راقم جو بیان کرتا ہے یہ قول اصواب نزدیکتر
ہے کسواسطے کہ تقریبات کتب تاریخ غزنویہ مین مذکور ہوا ہے کہ بہت سے امیر مثل امیر ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غازی قوم خلج
سے ہوئے ہین اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر مقدم ہوا اور ہو سکتا ہے کہ قالج خان قوم خلج سے ہو اور والد بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ
دہلوی اور سلطان محمود مالوی اُسکی اولاد سے ہون القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پورے مع حرم غفیر اور انبوہ خطیر سوار ہوکر قصر
کیلوکھری مین داخل ہوا اور چندروز بادشاہ شمس الدین کو ہیولائے سلطنت رکھکر اُسکی نیابت مین قیام کیا اور اوایل سنہ ۶۸۸ چھ سو
اٹھاسی ہجری مین اُسے درمیان سے اُٹھاکر ستر برس کے سن مین قدم بساط شاہی پر رکھا شاہان سابق کے خلاف چتر سرخ کو تبدیل کر کے
سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی ایکبارگی اپنے سے مسلوب کی جامع حلم و لطف ہوا اور کبھی ہو ضعیف کو نہ ستایا اور چونکہ مردم دہلی کا اعتبار
نرکھتا تھا اسواسطے قصر کیلوکھری مین سکونت کی اور عمارات ناتمام معزی تیار کروائین اور ایک باغ جدید ساحل جون پر تیار کر کے ایک
قلعہ پکے اور پتھر سے بنا کیا اور امرا اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرماکر مسجد اور بازار کی بنیاد ڈالی اور اُس شہر
کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو ساتھ دہلی نو کے مشہور ہوا امیر خسرو نے اس حصار کی تعریف مین بہت
ابیات موزون کی تحسین انہین سے ایک یہ بیت ہے بیت شہا در شہر نو کردی حصارے کہ رفت از کنگرہ تا تا قمر سنگ اور ابتداے
جلوس مین ضبط ولایت اور رتق و فتق مہمات مملکت مین مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جسکا نام
ملک چھجو اس کشلیخان ایک تھا ولایت کڑہ دیکر روانہ کیا اور اپنے بھتیجے کو منصب عرض ممالک اور خطاب یغرش خان کیساتھ
اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خان خانخانان خطاب دیا اور منجھلے فرزند کا ارکلیخان اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان
نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ اُنکے واسطے ظاہر کی اور اسی طرح سے
اپنے بھتیجون علاء الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخان پایا اور اُنکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت
کر کے علاء الدین کو امراے بزرگ اور الغخان کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حبیب بھانجے اپنے کو باربک اور ملک خرم کو میر درد
اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کو کوتوال کیا اور جب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور عدل بادشاہ
جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنہون نے ساٹھ برس سلاطین اتراک کی خدمت کی تھی اور
خدمت خلجیہ سے ننگ و عار رکھتے تھے دل اُسکی سلطنت پر رکھکر نئے شہر مین آئے اور اُسکی بیعت کا حلقہ زیب گوش کر کے ملازمت اختیار
کی اور اُسکے بعد کہ درمیان خاص و عام کے ایک سکونت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ کے دبدبہ اور شکوہ کو کام فرمایا

اور افواج بحر مواج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کیطرف متوجہ ہوا اور جب دولتخانہ مین وارد ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور باآواز بلند سُنایا کہ مین شکر الٰہی کے ذمہ مین سے کیونکر باہر آسکون کہ مین نے جس تخت کے آگے برسون سر زمین پر رکہا تھا اب قدم اُسپر رکھکر امر سلطنت پر قیام کیا اور وہ یار کہ جو مجھسے کہین بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو ایستادہ ہین پھر وہانسے برخاست کر کے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا درگاہ مین برسم قدیم گھوڑے سے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو کوشک سلطان سے ہے آپ کسواسطے خانہ زین سے اُترے سلطان نے ارشاد کیا ہر حال مین عزت اپنے ولینعمی کی نگاہ رکھنا واجب ہے ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل مین جو دار امارت ہے سکونت کرنا چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی مین بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک اُسکی اولاد ہے اور میرا اسمین کچھ حق نہین ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی مین اسقدر تقید اور احتیاط گنجایش نہین رکھتی سلطان نے فرمایا مین مصلحت چند روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤن اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کرون بیت کجا عقل با شرع فتوی دہد کہ اہل خرد دین بدنیا دہد پھر پاپیادہ لعل محل کے اندر جا کر جن مقامون مین کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حفظ مراتب اور پاس حرمت کے سبب سے اُس مکان مین نہ بیٹھا اور صفہ مین کہ مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور پھر مقربون اور بزرگون سے فرمایا کہ گھرانا تمہارے محسن اور ان تمہارے مربی کا برباد ہو جیوکہ اُنھون نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور مین جان کے خوف سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا دگر نہ مین کہان اور کہان بادشاہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بقیہ عمر کو خانی اور ملکی مین بفراغت بسر لیجاتا اب متحیر ہون کہ انجام میرے کام کا کیونکر ہووے باوصف عظمت اور ابہت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور درازی روزگار اور غلبہ اعوان و انصار کے سلطنت اُسکے فرزندون پر نرہی مجھپر کیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا سانحہ گذریگا اس صورت مین بعضے امراے حاضرین کہ عاقل اور صاحب تجربہ تھے اُسکی باتون سے متاثر ہو کر روتے تھے اور بعضے جو جوان اور بیباک تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک و مال کے اندیشہ مین پڑا ہے اور قہر و سیاست جو لازمہ جہانداری کا ہے اس سے کیونکر وقوع مین آویگا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس روز زوال کے بعد دہلی سے نئے شہر مین بازگشت فرمائی اور جشن اور شادی بادشاہانہ کر کے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال مین نظیر و عدیل نرکھتی تھی قطعہ زلفش حلاوت قامت خلاف زلفش صد میان سر نہیں صد سرین میانے نتوان و ہانش دیدن از لطف تا نباشد از حرف او و لیلے و زخندہ ترجمانے ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان الغخان سے تزویج فرمائی بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی حلیم و کریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدر شناسی اور راستی مین موصوف تھا جس کسیکو جاگیر دیتا کبھی تغیر نکرتا اور جو کسی مقرب سے کوئی جرم وقوع مین آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر مکابرہ اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم مین کہ شیوہ جبارون کا ہے اپنی بادشاہت مین ہرگز بجا نہ لایا اور مجالس شراب مین ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت سادات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک عز الدین غوری اور ملک قرا بیگ بن نعیق مقتول اور ملک نصرت صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ لطف طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی مین اپنے عصر مین عدیل اور نظیر نرکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور امیر ارسلان کلامی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

سالک نظم میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار اور تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غزلخوانان جانشل امیر خاصہ اور حمید
راجہ اور ساقیان دربار مثل پسران حبیب اللہ خان و نظام خریطہ اور مطربان بے بدل مثل محمد شاہ چنگی اور فتوخان اور نصیر خان روز بروز سے
آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس میں غزلیں تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور انہیں دنوں میں بادشاہ
جلال الدین فیروز خلجی میر جامداری سے عارض ممالک بادشاہ معز الدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشوں سے ممنون فرما کر ملازم کیا
اور مواجب خوب اُنکے واسطے مقرر کیا اور ملبوس خاص اپنا اُنہیں دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربوں کا سردار کیا شغل مصحف داری
اور منصب امارت دیکر ساتھ جامہ اور کمر بند سفید کے جو امرائے کبار کیواسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور دوسرے برس جلوس کے ملک
چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باستظہار امیر علی میر جامدار حاکم اودھ کہ اسکو حاتم خان کہتے تھے ولایت کڑہ میں خطبہ اور
سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھرا کر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر ملوک بلبنی کہ اسطرف جاگیر رکھتے تھے اور اس دیار
کے زمینداروں اور راجاؤں نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان جلال الدین
فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک میں پہونچی اپنے فرزند ارکلیخان کو ساتھ افواج خلجیوں کے کہ شب تار میں دیدۂ مور و مار پیکان آبدار سے سیتے
تھے ہراول کرکے پیشتر روانہ کیا اور خود پیچھے سے بارہ کوس کی مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہانتک کہ ارکلیخان
اور ملک چھجو مقابل ہوکر جنگ میں مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو وادی ہزیمت
کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کرکے امیر علی میر جامدار اور ایک جماعت اور شاہیر دولت بلبنی سے اسیر کرکے دوشاخے
گردنوں میں ڈالکر اونٹوں پر سوار کرکے باپ کے پاس بھیجا جو ہیں بادشاہ جلال الدین کی نظر شتر سواروں پر پڑی پوشیدہ
فریاد برلایا کہ یہ کیا قباحت اور قیامت ہے جو تمنے کیا مردم عزیز کو ساتھ اس وضع کے لائے پھر حکم دیا کہ انہیں جلد اونٹوں سے
اُتارو اور دوشاخے اُنکی گردنوں سے جدا کرو اور انمیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز الوجود اور
قدر و منزلت رکھتے تھے اُنکو حمام بھیجکر خلعتہائے خاص پہنا کر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس طرب آراستہ کرکے اُن لوگوں کو بعزت
و تواضع بلاکر ہم پیالہ کیا اور ملایمت وافر اور ملاطفت متکاثر مبذول فرماکر کلام الفت آغاز کیے بیت بدی را بدی سہل باشد
جزا ٭ اگر مردی احسن الی من اساء اور ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی گرمی اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ خجالت و انفعال سے
سر نہ اٹھاتے تھے سلطان اُنکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا تمنے نمکحرامی نہیں کی ہیں بادشاہ تمہارا منتقا کہ میری مخالفت باعث نمکحرامی
ہو بلکہ دولتخواہی اپنے ولی نعمت کی بجالائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خاندان سے نہ جاوے
غایت اسکی یہ ہے کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہوکر آخر عمر میں مجھے پہونچے تمہاری کوشش
نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتے
تھے میں اُسے افتخار اور اعتبار اپنا جانکر محظوظ اور مسرور ہوتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو ایک زمینداروں اس ناحیہ کے ساتھ پناہ
لیگیا تھا گرفتار کرکے سلطان کے روبرو بھیجا اُسکی بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور محفہ میں بٹھا کر ملتان کے جاگیردار کے پاس
روانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل عیال مکان خوب میں اتارو اور اطعمہ اور اشربہ اور اقمشہ اور سامان عیش و عشرت
کا جو کچھ بادشاہوں کے لائق ہو مہیا رکھو اور اُنکی محافظت میں مصروف رہو اور اُسکی دلجوئی اور رضا طلبی میں کسی طرح کمی نکرنا اور ملک حبیب
اور امرائے خلج کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امرا کی نسبت مبذول فرمائی ناگوار بلکہ شاق گذری
اور عرض کی کہ سلطان نے یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا روش جہانداری کے خلاف ہے اور توہم

ملامت

جہانبانی کے منافی ہی خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ مین ہر وقوع مین آئی خداوند عالم نے معاف فرمایا اب مناسب دولت وہ ہی کہ سیاست اور خونریزی اس گروہ مین آپ معاف نہ رکھین اور ملک چھجو خان کو اگر قتل نکرین تو میل اُسکی آنکھ مین کھینچین تو دوسرے عبرت پکڑین جبکہ بادشاہ اسطرحکے آدمیونپر ایسی نوازش فرماویگا تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی اور فساد برپا ہوگا اگر ہم اُنکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام ونشان خلجیونکا روے زمین پر نرکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہی اور سب صواب اور موافق جہانداری کے ہی لیکن کیا کرون کہ مین نے عمر اپنی ستر برس مسلمانی مین بسر کی اور کسی مسلمانکا خون نگرایا اب کہ ضعیف ہوا ہون اور عمر آخر کو پہونچی نہین چاہتا کہ خون مسلمانونکا گراکر صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کرون اگر ہم اُنکے ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اُسکی جوابدہی قیامت کے دن اُنکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اوپر برسون ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے نوکر رہے اور حقوق اُسکی نعمت کے ہماری گردن پر بہت ہین آج کہ اُسکے ملک پر متصرف ہوا ہون اگر اُسکے اعوان انصار کو بھی قتل کرون ایکبارگی دیدہ مروت پر خاک ڈالون اور مثل اُسکے اور بھی کلام درویشانہ اور صوفیانہ کہے آخر کو اُس مقدمہ مین بازی کھاکر آپکو تیغ ملامت کا کشتہ کیا کسواسطے کہ حکما نے کہا ہی کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہی ایک لطف دوسرے قہر اور حسبوقت کہ ایک مین ان دونون سے خلل پڑے بادشاہی زوال قبول کرے **بیت** تحمل دلکش است اما نہ چندان ۔ شکیبائی خوش است اما نہ چندان ۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے سبب بداؤن سے دار الملک نئے شہر مین مراجعت فرمائی اور ولایت کڑہ علاء الدین خلجی کو دیکر اسطرف روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت مین مصروف ہوکر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہی ایکبارگی ہاتھ سے دی اور صفت حلم بے آزاری کو مرتبہ کمال مین پہونچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگون نے سُنی دزدان کراس ومواس اور رہزنون اور ڈکیتون تمام ممالک نے سر اُٹھا کر فتنہ وفساد شروع کیا اور جا بجا چورون اور گمراہون اور رہزنون کو گرفتار کرلاتے قاضیون اور مشایخون کیطرح انکو چوری اور اعمال ناشایستہ سے سوگند اور توبہ کرا کے فوراً چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی جو معتمدان درگاہ سے تھے مجالس اور محافل سلطان جلال الدین مین زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حریف اور رند اگرچہ تقریبات اُٹھاکر وہ باتین سمع سلطان مین پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ کہ بہت کھاتے ہین اُنکے قول پر خردہ نہ پکڑنا چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہرچند شجاع اور صف شکن ہی اور مغلون سے چندمرتبہ لڑا ہی اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہی شعر کہنے اور شعر سُننے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اس سے کوئی کام ظہور مین نہین آتا ہی مناسب وہ ہی کہ ہم سب اتفاق کرکے اُسے معزول کرین اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امراے صاحب داعیہ سے ہی تخت سلطنت پر بٹھا دین اور اکثر امراے خلج نے ایک روز ملک تاج الدین کوچی کے مکان مین مہمان ہوکر مجلس شراب منعقد کی اور حالت مستی مین بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہین اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کوچی ہی اور تمام مزخرفات مین مشغول ہوئے پھر ایک اُنمین سے بولا کہ مین بوصف نیم شکار ہوتیلے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہون دوسرا دست بقبضہ ہوکر کہنے لگا کہ مین اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہون غرض اس روز مجلس شراب مین یاوہ گوئی حد سے زیادہ عمل مین لائے ایک اُنمین سے اُٹھکر باہر گیا اور راستے تئین بلاتوقف سلطان کی خدمت مین پہونچا کر صورت حال بہ تفصیل ظاہر کی سلطان اُس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گوئی اُن دشمنون سے نہایت آزردہ ہوا لیکن اُنکے اس ارادہ ناصواب سے نہایت آزردہ اور بیطاقت ہوا اُسیوقت آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہلیون کو حاضر کیا اور از روے اعتراض تلوار آہنی غلاف سے نکالکر اُنکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار ہی جو شخص تم مین سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہی اُٹھالے اور مجھسے لڑے کہ مین تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہووے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے یہ سنکر اُن بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگون کے مانند خاموش ہوئے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جب از روے غضب اُنھین بہت لعنت ملامت کی بھر شعلہ غضب اُسکا ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اُس مجلس مین شریک تھا اُسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی اُسوقت ظرافت مین آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہین کہ مست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہے بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین فرزندونکی طرح پالتا ہے قتل کرینگے پھر مثل تیرے دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اس مستی مین ہمین سوا خدا کے ہلاک کر نچا مثل ہمارے مخلصان جان نثار نپاویگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہو کر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اُسے عنایت فرمایا اور از روے نصیحت یارونکی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا ہلاکی تمھاری زمانے سے بر لاتا مین اس سن مین جباری اور قہاری کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہے اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام جزا اور سزا تمھاری مین نہین آسکتا اور تمسے سواے مینوشی اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہے تم کہان اور تیر شکار ورُالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر مین نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جا کر ایک مدت وہان بسر کرو بیت زخلق ارچہ آزار بینم بسے ہم نخواہم کہ آزردہ گردد کسے کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جامدار اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین ساوی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی وجہ مدد معاش مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ دارونکے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آزردہ ہو کر ایک مثنوی سلطان کی ہجو مین کہکر عمال کی شکایت اسمین درج کی اور ظاہرا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب ساتھ مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل کو فتنہ مجلس سے اُٹھا اور دوسری مثنوی سلطان جلال فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اُس زمانے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ کھتا تھا خلجی نامہ مذکور جو متضمن ہجو ہاے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی سکونت چھوڑ کر دوسری جگہ کو وطن اختیار کیا اور اسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات مندا ہراے کو غارت کیا تھا سو جہ سے مندا ہراے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور مندا ہراے اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون پگڑی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً اُنھین طلب کیا اور مولانا سے بغلگیر ہو کر انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کر کے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجرائیون دربار کے پیش تخت مجرے کیواسطے آیا کرے اور مندا ہراے کو بھی نوازا اور جملہ حکایات عجیبہ سے جو بہ اینی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ ایکروز اُسکی خاطر عاطر مین یہ خیال گذرا کہ جو مین نے اکثر کفار مغل سے غزا کی ہے اگر روس منابر مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہو گا اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جب ارباب علم و صدور اور قاضی کسی تہنیت کی تقریب مین حرم کے سر پردہ پر حاضر ہون تو اپنی اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ پڑھتے رہین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ معزالدین کیقباد کی دختر کا کار خیر عروسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور و قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے محلدار کی زبانی مقدمہ معہودہ سے پیغام دیا اُن لوگون نے اُسبات کو پسند کر کے عرض کی کہ سلطان نے بارہا کفار مغل سے جنگ کی ہے اُسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین کہنا جائز بلکہ واجب ہے اور جب اکابر و علما اور فضلا

اور صدور غرہ ماہ مین سلطان کیخدمت مین جاکر شرف دست بوس سے مشرف ہوئے قاضی فخرالدین ناقلہ کہ سرآمد علماے اس عصر سے تھا ملتمس ہوا کہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس رکھتے ہین کہ سلطان نے جو مکرر کفار مغل سے جہاد کیا ہے اسلیے نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبر و نپر یاد کرتے ہین سلطان نے یہ حرف سنکر اشک آنکھونسے جاری کیے اور کہا اے قاضی فخرالدین ملکہ جہان نے میری تلقین سے تجھین یہ پیغام دیا ہے لیکن مین اُس سے یہ بات کہکر پشیمان ہوا کسواسطے مین نے اپنے دلمین اندشیہ کیا کہ مین نے جو اس مدت مین لڑائیان مغلونسے کین رضاے خداے عزوجل اور طمع شہادت اور قصد بلند کرنے اعلام دین اسلام کے نہین بلکہ ہمیشہ غرض وہ تھی کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبروز زیادہ ہووے باوصف اسکے علما اور صدور اور قضات نے سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کے دغدغہ دفع کرنے کیواسطے وجوہ تاویلات پیدا کین اور تکرار کی کسیطور سے قبول نفرمایا اور تمام حوادث غریبہ ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ مین وقوع مین آئے سیر کرنا سیدی مولہ نام درویش کا ضیا برنی اور صدر جہان گجراتی نے یون بیان کیا ہے کہ جو ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال نے کہ قبل اسکے اکثر مقام معدودہ مین اسم اُسکا مذکور ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کے عہد مین وفات پائی جو کہ چند ملوک اور خوانین بلبنی بے جاگیر ہوئے تھے اور اُسکے دولت کی پناہ مین زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوئے اور اسی طرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور اُسیقدر سپاہی اور سرہنگ کہ اُسکے نوکر تھے اُس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوئے ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس درویشی مین تھا جرجان سے مغرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلونکے ہمراہ بسر لیگیا اور اُنسے نظر معارف حاصل کرکے جرجان مین مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فریدالدین شکر گنج کی زیارت کو ہندوستان کے سمت راہی ہوا اور اجودھن مین اُنسے ملاقات کی اور چند مدت اُنسے صحبت رکھی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت مین دہلی کی سیر کی ہوس ہوئی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا ایک روز اثناء صحبت جاری مین شیخ نے کہا تو چاہتا ہے کہ دہلی مین جاکر منبع آمد و شد خلق کا اپنے در پر کھولے اور ہر طرف کے مسافرون کو طعام دیوے اسبارہ مین مین تجھسے کچھ نہین کہتا اور مانع بھی نہین ہوتا لیکن مجھسے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک اور امرا اور مقربان شاہ کے ساتھ اختلاط نکرنا اور انکی آشنائی سے محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم فقیرون کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولا دہلی مین پہونچکر متوطن ہوا اور ایک خانقاہ عظیم تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور ضیافت مین مصروف ہوا ہر روز جسقدر مردم درویش مسافر اور مجاور اُسکی خانقاہ مین آتے تھے محروم نکرتا تھا اگرچہ مسجد جامع مین نماز جمعہ کیواسطے بجا تا تھا تنہا مکان مین نماز ادا کرتا تھا اور شرائط نماز جیسا کہ بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک چادر کے سوا نہ پہنتا اور نان برنج ثرید کرکے کھایا اور کوئی عورت اور خادمہ نرکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرچ کرتا تھا کہ لوگ حیرت مین آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد معزی کہ زمانہ غفلت اور بیخبری کا تھا پہونچا سید مولہ ایثار اور نثار مین نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہوکر شیخ فریدالدین عطار رح کی نصیحت دل سے محو کی بیت

بر آتش دل منہ کو یخ فرو زد کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد

اور حسب دلخواہ افراط سے خرچ کرکے اکابر اور اعیانکو دو تین ہزار تنگہ زر سرخ انعام فرماتا اور اُنکے واسطے اپنی خانقاہ مین دسترخوان بچھاکر ایسے طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین روزگار کو میسر نہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میدہ ہندوستانی وزن سے اور دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ اور کئی من روغن اور اشیاے دیگر جو ضروری ہین

اسکے باورچیخانہ مین پکتے ہونگے جو خانقاہ مین تقسیم ہوتا ہی اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا قیمت اُس اشیا کی جو خریدتی تھی اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلان بوریا یا فلان پتھر یا اُس خشت کو اُٹھاؤ اُسکے نیچے اسقدر تنکہ نقرہ اور طلا ہین اٹھا لو جب اُسکو اٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اُسیوقت دارالضرب سے لائے ہین اور جب سلطنت خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس انبوہ ہجوم کیا اور خانخانان ولد بادشاہ جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُنکی خدمت مین جاتا تھا اور مقربان شاہ اور خوانین اور ملوک کبار تا مدار شب و روز اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر نعمتین گوناگون کہ اُنھین اپنے دسترخوانون پر میسر نہ تھین اُنکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہوا جب ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال رحمت حق مین واصل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے دست توسل سید مولا کے دامن مین مارا اور اُسکے اشارے سے طاقون اور اینٹون اور پتھرونکے نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کرکے زمانہ عیش و عشرت سے گذرانتے تھے اس عرصہ مین قاضی جلال الدین کاشانی کہ ایک مرد فتنہ انگیز اور اعیان بادشاہ سے تھا اسکی خدمت مین جاکر ساتھ چرب زبانی کے کہ ثانی سحر تھا اسکے دل مین اسطرح جگہ کی کہ سید مولا نے اُسے راست کردار اور خیر خواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد اور خصوصیت اُس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین اور چار چار روز خانقاہ مین رہکر اُسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاطلاق نے اسقدر قدرت محض اسیواسطے تجھے کرامت فرمائی ہے کہ بادشاہی ظالمونکے ہاتھ سے برآوردہ کرکے خود متقلد اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے ایک خلقت کو ساتھ عدل اور رواد کے مہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو اسمین سستی کریگا فردائے قیامت مین کیا جواب دیگا چنانچہ لوازم بشریت ہر شخص کے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھاکر تمہید مقدمات خروج مین جد و جہد کرنے لگا اور ہر ایک مرید کو ساتھ ایک خطاب اور منصب کے نامزد کیا اور برنجین کوتوال اور نہانے پہلوان جو سید مولہ کیطرف سے احسان بہت دیکھتے تھے متعہد اس امر کے ہوئے کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فدائے دار آیکو بادشاہ تک پہونچاکر اُسکا کام تمام کرونگا اور دس ہزار آدمیون نے کہ پوشیدہ سید مولہ سے بیعت کی ہو اپنے تئین علانیہ سید مولہ کے پاس پہونچاکر تخت شاہی پر بٹھاوین اتفاقات سے ایک اہل مجلس نے ایک رنجش بہم پہونچاکر کیفیت حال مشروحاً بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولہ کو مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ایک جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنے سے مطلع نہین جب انکار انکا حد سے گذرا اور مدعی اثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحرائے بہاپور مین ایک آتش عظیم روشن و افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا و سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو اسی واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولہ اور قاضی جلال الدین اور برنجین کوتوال اور نہانے پہلوان اور ایک جماعت مادر اتباع اُسکے سے آدین اور آتش سے گذر کرین تو راست گو و دروغ گو سے ظاہر ہووے جسوقت کہ اُنھون نے باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرماکر علمائے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتویٰ ندیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع جلانے والی ہے راستگو اور دروغ گو کو یکسان جلاویگی اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت غرا مین کسی طور سے درست نہین ہے کہ ساتھ آتش سوزندہ کے مہمات فیصل ہووین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اُسے مجلس مین قاضی جلال الدین کاشانی کو بداؤن کی قضا پر بھیجا اور امرائے بلبنی اور مرحوم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دارالملک سے نکال دیا اور دونون کو توال جو شاہ کے قتل پر متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام اُنکو قتل کیا اور وہانسے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولہ کو دست بستہ پائین ایستادہ کیا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوصف اسکے شرعاً اور عرفاً

اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابو بکر طوسی حیدری کو کہ ساتھ ایک جماعت درویشان حیدری کے
ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کوشک کے قریب طلب کرکے فرمایا اے درویشو دیکھو کہ اس مرد نے میرے حق مین کسقدر کا ظلم اندیشہ کیا ہے اور کس
نوع کا خلل ظہور مین پہونچایا چاہتا ہے انصاف کرو سنجری نام ایک قلندر بیباک کہ اُسکے احسان مین غریق تھا حقوق اُسکے بجا لایا
بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور جوال دوز سے مجروح کیا سید مولہ فریاد برلایا کہ مجھے جلد اپنے مبدا و پر پہونچاؤ مین اپنے قتل ہونے
سے خوشحال ہون آزردہ نہین لیکن یقین جاننا کہ آزار طائفہ درویشان شوم ہے میمنت نہین رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور
تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل مین اُسکے متردد اور متفکر تھا اس درمیان مین شاہزادہ ارکلیخان جو نانجانے
کے پسر خواندگی کے سبب سید مولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹھے پر سے فیلبان سے اشارہ کیا تو اُسے اُسیوقت ہاتھی اُسپر دوڑا کر
کام اُسکا انجام کو پہونچایا۔ **بیت** بردی که ملک سراسر زمین ٭ نیرزد که خونے چکد بر زمین ٭ ضیاء الدین برنی مؤلف تاریخ فیروزشاہی جو
آپکو صادق القول جانتا ہے کہتا ہے کہ مین اُس روز دہلی مین تھا مجھے خوب یاد ہے کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان
تیرہ و تار ہوا اور اسقدر ظلمت جہان مین چھائی کہ کچھ دیر تک کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کہ سنہ ۶۹۰ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے
اطراف مین بارش کی کمی ہوئی اور قحط پڑا چنانچہ عوام الناس جماعت جماعت گرسنگی سے اکٹھا ہو کر آپکو جون کے پانی مین گراتے تھے اور غرق ہوتے
تھے **نظم** بلے شک نباشد که در ہر زمین ٭ بناحق بریزند خون چنین ٭ در د قطرہ آبے نریزد ہوا ٭ نروید در و ہیچ برگ و گیا ٭ بجائے گیا
گرد رست از زمین ٭ بکشت آسمان جائے تخم آدمین ٭ شنیدم که خلقے دران خشک سال ٭ چنان گشت عاجز ز تنگی حال ٭ ده و بست تا ز مردم
معتبر ٭ گرفته ہمه دست بر یکدگر ٭ بسے غرق گشتند در آب جون ٭ فسادے چنین گشت پیدا کنون ٭ بسے خلق مسکین دران روزگار ٭
بمردند در کوچہا زار زار ٭ حسب واقعہ حیرت فزا سید مولہ وقوع مین آیا ادبار دو اسپہ جلال الدین فیروزشاہ خلجی کیخدمت مین
تاخت لایا اور نکبت شروع ہوئی روز بروز قضیہ نام رضیہ سانحہ ہوا اُسکی بادشاہی مین ایک انتظام اور رونق باقی نرہی از انجملہ اُسیروز
سے بڑا بیٹا اُسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے ناصیہ سے آثار بادشاہی اور بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امرا دوست و دشمن
اُسی کے قہر اور دبدبہ کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نرکھتے تھے اُسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور
معالجہ اطباے حاذق کا سودمند نہ پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی اور ناتوانی لحظہ بلحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور
بادشاہ اُسی سال مین رنتھنبور کیطرف فوج کشی اور ارکلیخان کو ولیعہد کرکے چتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر نئے شہر مین چھوڑا اور
جب قلعۂ رنتھنبور مین پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے لینے کا مقید نہوا اور جھاین کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کرکے
بہت غنیمت لایا اور بتخانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور مین تاخت لایا جبکہ وہان کا
راجہ مقام نرمی اور سر فرمان برداری مین نہ آیا بادشاہ جلال الدین نے تیاری ساباطون اور کوچہ ہاے صلابت کا حکم دیا لیکن پھر
جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا مین چاہتا ہون کہ قلعہ کے لینے مین سعی کرون مگر جب یقین ہوا
کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانون کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا
اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کے وقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کرتا عنقریب کہ راے اس قلعہ کو ایک خیال اور
دلمین گذرا ہے پاؤن اپنے دائرہ سے باہر رکھیگا بادشاہ جلال الدین فیروزشاہ خلجی اس بات سے آزردہ ہوا اور
اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہے کہ بادشاہ ہونکو قتل ہونے آدمیون سے پروا نہین ہے لیکن اُس کام کو جو بادشاہ کہ مسلمان
ہین اور خدا اور رسول خدا کیطرف بازگشت رکھتے ہین اور آخرت کے معتقد ہین کمتر مرتکب ہوتے ہین اور مین نے بارہا

مجھسے کہا ہی کہ مین پیرانہ سال ہوا ہون مناسب نہین کہ جبارون اور فراعنہ کے افعال اختیار کرون اور ایسا فعل عمل مین لاؤن کہ لاکھون زن و فرزند اہل اسلام کی بیوہ اور یتیم ہون اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی مین داخل ہوا اور سنہ ۶۹۱ چھ سو اکانوے ہجری مین ایک قرابتیون ہلاکو خانسے دس تمن مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تمن عبارت ہے دس ہزار سوار سے جب بادشاہ اس امر سے واقف ہوا لشکر قاہرہ انکے دفع کیواسطے ہمراہ رکاب لیکر کوچ کیا اور حدود بہرام مین دونون فوج کا سامنا ہوا اور مابین اُنکے ایک دریا واقع تھا مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کے واسطے ایک صحراے وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند روز مبارز طرفین جنگ مین مشغول رہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونون طرف کے سپہ سالارونمین مقابلہ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا آخر کو لشکر اسلام کے مقدمہ مظفر اور منصور ہوئے اور مغل بیشمار علف تیغ خون آشام ہوئے اور دو نفر امراے ہزارہ اور چند کس امراے صدیہ مغل سے اسیر ہوئے اُسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان مین آئی مقدمات صلح ترتیب دیے بادشاہ نے اُنکے سردار کو جو قرابت ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اُسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب دوری اور دوستی دونون نے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا کے طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغوخان نواسہ چنگیزخان مع چار ہزار مغل اور زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے جا ملا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا اور علاوہ اُسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان اور لاہور اور سندھ کا حاکم کیا اُسکے بعد دار السلطنت شہر نوکیطرف مراجعت فرمائی الغوخان اور تمام امراے مغل کا کہ ساتھ نومسلم کے شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہان ہی مسکن تعین ہوا اور اس گروہ نے وہان عمارت عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اسکا نام مغل پورہ رکھا اور سنہ ۶۹۲ چھ سو بانوے ہجری مین بادشاہ نے مندور مین جاکر اُسکے حوالی مین قلعہ کو نہیب و غارت فرمایا اور اسی ترسیہ مین ملک علاءالدین حاکم کرڑہ نے التماس کی کہ فدوی قلعہ بہاسہ پر تاخت جا دے اور اُسکی اطراف کو غارت کرے معروض اُسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اُسنے قلعہ بہاسہ کو غارت کیا اور غنائم وافر لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس غنائم مین سے دو بت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ پر ڈالکر پڑسپر خلائق کیا یہ خدمت ملک علاءالدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور اضافہ جاگیر اودھ سے سرفراز فرمایا ملک علاءالدین نے سبب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب مین چند راجہ صاحب خزائن اور فوج ہین اگر حکم ہووے غلام وجہ فواضل اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے اُنکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیر وہانسے لاکر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے مال کی طمع سے اُسکی التماس قبول فرمائی اور ملک علاءالدین کی غرض ان سب مقدمات سے وہ تھی کہ اپنے تئین تحکمات ملکہ جہانسے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی تھی اور اُسکے غلبہ سے کچھ عرض نکر سکتا تھا خلاص کرکے ہمیشہ سفر دور دراز مین رہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دوردست مین ایک مقام مضبوط پیدا کرکے وہان فرمانروائی کرے القصہ سنہ ۶۹۳ چھ سو ترانوے ہجری مین ملک علاءالدین دہلی سے نقد رخصت حاصل کرکے کرڑہ کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک چھجو اور دوسرے امراے بلبنی کو جو سرگردان تھی ملازم رکھا اور سنا تھا کہ رام دیو راجہ دکن کا خزانہ موروثی کئی قرن کا رکھتا ہی اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہین ہوا لہذا مع سات آٹھ ہزار سوار بہ بہانہ نہیب چندیری سنہ ۶۹۴ چھ سو چورانوے ہجری مین جنگل کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہی روانہ ہوا اور جس وقت کہ دکن کی سرحد مین پہونچا اس اُمید پر رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیوگڈہ حصار اور دمدمہ نہین رکھتا شاید کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

صبحکو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور قرابتیونمین حالت غفلت مین گرفتار ہوتے اور بسبب اس وسیلہ کے مبلغہا سے کلی اُسکا دستیاب کیجیے ہرچند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حمق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا اور پاؤن ایلچ پور سے اٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کرکے دیوگڑھ کیطرف جلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاءالدین دیوگڑھ کے حدود مین مع لشکر گران راجاؤن کے مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاءالدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڑھ کو بھی فتح کیا اور مؤلف طبقات ناصری کہ معاصر اُنکا تھا یون روایت کرتا ہے کہ ملک علاءالدین نے گڑھ سے برآمد ہوکر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا ساتھ اُن راجاؤن کے کہ سرراہ واقع ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ پہونچاتا تھا اور خواصون کے سوا کوئی اسکے ارادہ سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد ایلچ پور مین جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے دفعتہً پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاءالدین امراے بادشاہ دہلی سے ہے بعض معاملات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو تمام ممالک تلنگانہ سے ہے جاکر ملازم ہووے اور آدھی رات کو ظاہرا بلدۂ ایلچپور سے کوچ کرکے بسبیل تعاقب دیوگڑھ کیطرف دوڑا اُسوقت مین رام دیو کی زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک بتخانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور راجہ رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڑھ مین مقیم تھا اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاءالدین پہونچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے پر باندھی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے انکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڑھ سے دو کوس آگے بڑھکر ملک علاءالدین مجاہدون سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تیر سینہ شگاف و سندان گذار کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے حملۂ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین مین کسی مقام پر باگ نہ موڑی شہر دیوگڑھ مین دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ اور حیران ہوکر قلعۂ دیوگڑھ مین کہ اُسوقت مین خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو نمک سے مملو تھین اور اُسی روز بنجارے کوکن کی طرف سے لائے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈالکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنمین تمام نمک تھا ملک علاءالدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڑھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور برہمنون اور وہان کے رئیسون کو اسیر اور دستگیر کرکے لوازم نہب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کوہ تمثیل اور چند ہزار اسپ خاص رام دیو کے اصطبل سے اپنے عنان اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جرار فلان راہ سے متعاقب پہونچتے ہین اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے سُم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف مین جاکر اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصل پر کی اور داخل مملکت ہوئے مناسب وہ ہے کہ جبتک اور امرا پیچھے سے پہونچین اور شریک ہووین ہم ملک علاءالدین کو راضی کرکے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیرین یہ کہکر چند شخص اپنے دولتخواہون سے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارا آنا اس دیار مین احتیاط اور دور اندیشی سے بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تم اسپر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور نہو عنقریب ہے کہ اطراف و جوانب سے لشکر دکن کہ حد و حساب سے باہر ہے منھ اسطرف لاکر تم مین سے ایک زندہ ملک سے باہر نکلنے دیگا اور بہ تقدیر دکن سے سلامت باہر جاؤگے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہے اور گونڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہین اگر تمھارے آنے سے مطلع ہونگے سد راہ ہوکر اس جماعت سے ایک متنفس کو قید حیات مین نچھوڑینگے

بہتر یہ ہے کہ پیشتر اُس سے کہ حکام اطراف آگاہی پاوین مہاجنون اور رعایا سے جو تمھاری قید مین پڑے ہین نقل بہای لیکر معاودت کرو ملک علاء الدین
نے مواہ دوربینی اور احتیاط سے یہ معنے قبول کیے اور لوگون سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس من طلا اور چند من مروارید اور اقمشہ نفیسہ
لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو کہ پندرہوین تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کردونگا اُسکے بعد فوج کو حکم کوچ دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس
قصے سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کرکے مقابلہ اور مقاتلہ پر اسوقت تلا کہ ملک علاء الدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا تین کوس دیوگڈھ سے
آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونیوالا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا سے
ہمین کسیطرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا دست جور و ستم مین مبتلا ہوئی اُسکا تدارک بخوبی تمام کرسکتا ہون تجھے
مناسب ہے کہ تو ابواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے کہ ترک یعنے مسلمانون کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہون انسے لڑنا
مصلحت نہین ہے لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے دوچند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے
جنگ مین اصرار کرکے ملک علاء الدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھین اپنی زندگی عزیز ہے اور چاہتے ہو کہ اس ورطہ ہلاکت سے
نجات پاکر ساحل مراد پر عبور کرو تو جو کچھ اس شہر کی غنیمت سے تمھارے تصرف مین آیا ہے واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور
سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاء الدین اُسکی یادہ گوئی سے طیش مین آیا اور رام دیو کے بیٹے کے ایلچیون کو روسیاہ کرکے لشکر مین پھرایا
اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلاتوقف صفوف حرب آراستہ کرکے لشکر دکن پر تاخت
لایا قریب تھا کہ علاء الدین کا پاے ثبات متزلزل ہوکر راہ معاودت ناپے تائیدایزدی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ
علاء الدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہوکر معرکہ کیطرف روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی
تب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے سبھون نے اس توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک
علاء الدین اسیوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ کو محاصرہ کرکے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچائے اور مہاجنون
اور برہمنون کی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے
طوق و زنجیر سے مطوق اور مسلسل کرکے قلعہ کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو منفر یونکی فہمائش سے در پے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ کاگبر و تلنگانہ
و مالوہ و خاندیس کے راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہے اور
وہ گونین جو کھینچ لائے تھے تمام نمک سے پر ہین اور جو کہ لشکر خلجی کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین
پہونچ سکتا نتھا اور رسد ہلاکت پہونچا سکتے تھے یہ سُنکر رام دیو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت تھلہ اور
اذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا اور ملک علاء الدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کرکے ایسا معروض رکھا کہ
خداوند پر ظاہر و روشن ہے کہ دو لتخواہ کو اس قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی
سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے خیر سگال کو مواخذہ اور معاتب نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ
مین نہین ہے اگر دو تین روز بھی محصور رہیگا اور ملک علاء الدین یہان سے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت
سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہے کہ ایسی کوشش اور تدبیر کرو کہ یہ راز
فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاء الدین اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان سرمایہ معاش کے متیقن ہوا اسقدر
تامل اور تساہل صلح واقع ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو چھ سو من
طلا اور سات من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس و زمرد سے اور ہزار من نقرہ اور چار ہزار

جواہر ابریشمی اور دوسری اجناس کہ تفصیل اُسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اُسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار مین داخل کیے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ ایلچپور کو مع توابع اور مضافات اُسکی علاء الدین کے متعلقون کے تصرف مین چھوڑ دے اور ضبط اپنا رکھکر ہر سال محصول اس ولایت کا کڑہ مین بھیجا رہے اور ملک علاء الدین تمام اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر جو دہلی سے دکن مین تعین ہوا ہے برخاست کیے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور رام دیو کے واسطہ ہو کر ایسا کرے کہ دونو مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ مین لایا اور اسیرون کو رہائی دیکر پچیسوین[۲۵] روز محاصرہ سے مظفر اور منصور مع جواہر و اموال موفور اور ہاتھی گھوڑے کہ اُسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین اسقدر مال اور جواہر جمع نہوا تھا کڑہ کیطرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اوپر کتب تواریخ اولین و آخرین کے مطلع ہوگئے ہین جانتے ہین کہ جہان مین لطائف غیبی بیشمار ہین اور اس دیر ششدر کے بساط مین کہ شطرنج ہے مقبلون کو منصوبہ ہاے غیر مکرر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور نہوگی کسواسطے کہ کڑہ سے دیوگڑھ تک مسافت بہت ہے اور اُسوقت مین کہ اتنے راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و گوندواڑہ و خاندیش وغیرہ کہ سر راہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڑھ پہونچنا اور غنیم کیطرف نمک بجاے غلہ قلعہ مین کھینچکر ذخیرہ کرنا اور چند روز مین مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے دشمنون کی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت پھر آنا اور چند ہزار راہ ہاے دشوار گذار طے کرنا اور اُسی سال سواد اعظم ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہین ہے اور بیان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج اعلی پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کیطرف کوچ کیا کچھ روز خبر اُسکی منقطع ہوئی لیکن نائب علاء الدین کہ اُسکی طرف سے کڑہ مین مستقل تھا تسلی کیواسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین نہب و تاراج چندیری مین مشغول ہے اور امروز و فردا مین عرضداشت اُسکی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچیگی اور سلطان اُس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ چھ مہینے عرض اُسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور اراجیف کی زبان سے اُسکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی مین مشہور ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی جو ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع نرکھتا تھا اصلا بدگمانی اُسکی نسبت دلمین ندیتا تھا اور ابتداے سنہ ۶۹۸ چھ سو اٹھانوے ہجری مین سلطان نے برسم شکار عنان توجہ گوالیار کیطرف معطوف فرمائی اور چند مدت وہان توقف کرکے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک چبوترہ بھی تیار کرکے یہ رباعی کہ طبعزاد اُسکی تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی **رباعی** ما را کہ قدم بر سر گردون شاید * از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاید * این سنگ شکستہ زان نہادیم زدست * باشد کہ شکستہ دلے آساید * اس عرصہ مین کہ عرضداشت اُسکی پہونچی تمام شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کو سر کیا اسقدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ اُسکے ہاتھ آیا کہ کسی شاہان دہلی کو سلف سے آج تک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہے سلطان یہ خبر سنکر محظوظ اور خوشحال ہوا از یادتی سامان اُسکا موجب ازدیاد رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان و انصار دانشمند اور کار آگاہ سمجھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ حرم بادشاہ ملکۂ جہان کے اطلاع رکھتے تھے انکو بصیرت سے باغی ہونا اُسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور بعد ہو بادشاہ کے نہین کہتے تھے یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انھین خلوت مین بلاکر صلاح پوچھی کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ سے

مع اسقدر فیل و اسپ و غنائم کے آتا ہی ہمین کیا کرنا چاہئے بارگاہ مین توقف کرون یا اُسکے استقبال کو جاؤن ملک احمد حبیب جو
سا تھ راستی اور درستی رائے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت موجب طغیان اور سرکشی ہوتا ہی اور اکثر
مفسد اور مفتری جو ملک چھجو کو راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم ہو کر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگر مین
لیگئے اور کوئی کیا جانے کہ اُسکے دل مین کیا ہی ایس جانا کہ بادشاہ کا چند روزہ سیر کی غرض کہ علاء الدین کے سر راہ ہی مناسب وقت
اور متضمن فوائد نامحصور ہی جب قریب پہونچنے لشکر فیروزی اثر کی اسے اُس طرح دریافت ہوئی کہ سپاہیان نے رو زیور سے
گرانبار رہکر سفر دور دراز سے معاودت کی ہے اور مشتاق اپنے مکانون کے ہین اور جنگ پر آمادہ نہین ہین اور سر عت سیر اور توقف
کوہستان بسبب زیادتی احمال اور اثقال اور اقبال کے اُسکو ممکن نہین ہی بالضرور حضوری دربار کے سوا اور خیال اُسکے دلین تشکیل
نہونگے اور جو کچھ لایا ہی برضا و رغبت تخت کے روبرو گذرانیگا بادشاہ کو مناسب ہی کہ اسباب حشمت کہ مراد زر نقد و جواہر اور
افیال سے ہی اُس سے لیوے اور باقی اُسپر مسلم رکھے اور جماعت فتنہ انگیز مشل چھجو اور ملک فخر الدین کوتوال کو جو سبب حوالہ کے تو سل
کے بعد اُسکے پاس جمع ہوئے ہین ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجکر خاطر اُسکی زیادتی جاگیر سے مسرور اور بادشاہ ان فرماوے اُسکے بعد
اُسے خواہ کڑہ کیطرف رخصت کرے خواہ دہلی مین لا رکھے بادشاہ کو اختیار ہی اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاء الدین اور ملکہ جہان کی ظاہر من الشمس
ہی اس مدت مین کسی نے ملکہ جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہی کہ جلے
دور دست مین جا کر استقامت کرے اور صاحب خاطر آزردہ سے ہمین نہونا خصوصاً ہوشیاری سے نہایت بعید ہی اور جو سلطان
اس واقعہ کو حقیر جانکر اصلاح مین اُسکی نہ مشغول ہو تو دہلی کی طرف رخصت فرماوے اور ملک علاء الدین مع اسقدر مال اور
افیال اور اسپ و خزاین کہ سرمایہ بادشاہی کا ہی کڑہ مین جاوے اور دیکھیے کہ بادشاہ نے اپنے زوال دولت مین کوشش
کرکے اپنا خانمان خراب اور برباد کیا ہو **بیت** بکام دل دشمنان او آنکس که نشنود سخن دوستان خیر اندیش ۔ ملک
فخر الدین کوچی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ رائے ملک احمد حبیب کی باصواب ہی لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دیکھی عین اغماض
کرکے بولا ابتک خبر مراجعت ملک علاء الدین کی اور لانا مال و اسباب کا عرضداشت اُسکی سے یا مردم معتبر سے تحقیق نہین
ہوا تو ایک مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجاوے برتقدیر کہ خبر راست ہو ہم اُسپر لشکر کشی کرین اور آگے سے اُسکی سد راہ
ہون جو کہ بلا اجازت گیا ہی احتمال رکھتا ہی کہ ایک رعب اُسکے دل مین ظاہر آوے اور جس مقام مین کہ پہونچا ہی وہان سے
پلٹ کر کسی طرح چلا جاوے اور ہمین اس حال مین کہ برسات قریب پہونچی ہی اسکا پیچھا چاہیے کرنا اور جہان گیا ہے چاہیے جانا
اور مثل مشہور ہی کہ پانی سے پیشتر موزہ نچا ہیے کھینچنا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب سالماً غانماً کڑہ مین آوے اور
ظاہر ہو کہ اسکے باطن مین کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہی ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا کام تمام ہو سکتا ہی
ملک احمد حبیب کے دلمین بسبب اطلاع پانی ملک فخر الدین کوچی کے حقیقت حال ہی اور چشم پوشی کرنا اسکا معاملہ
سے آتش غضب افروختہ ہوئی اور روے اضطراب کے کہا وقت گزرتا ہی کسواسطے سستی کرتا ہی جسوقت ملک علاء الدین
مع فیل و اسپ و مال کڑہ مین جاوے اور وہان سے آب سرو سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو اُسکے عہدے سے بر آویگا بادشاہ
اسبات سے ناراض ہوا اور صاحب غرضی کی نسبت اُسکی طرف منھ کرکے فرمایا کہ ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاء الدین
کی نسبت بدگمان ہی اُسے مین نے اپنی آغوش مبارک مین پالا ہی اور فرزندون کیطرح منصب عالی پر پہونچایا ہی اگر فرزندان اصلی مجھسے
منحرف اور سرتاب ہون ممکن ہی الا وہ مجھسے پھرے متصور نہین ہی سلطان کا یہ فرمان سُنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ

بند

بند ہوا منفذ سخن مسدود ہوا مجلس سے اٹھا اور تاسف کرتا ہوا اپنا گھر گیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا ہے نہین جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی **بیت** چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ سلطان نے ملک فخر الدین کوچی کی تحسین کر کے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی ابھی جگہ نہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑہ سے پہونچی کہ اکتیس زنجیر فیل اور تمام اسپ و جواہر اور زر و اقمشہ کہ اقبال سلطانی سے خیر خواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کیواسطے موجود ہے لیکن چونکہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب بعد مسافت اور بند ہونے راستون کے ایک عرضداشت اس مدت مین بارگاہ مین نہین بھیجی بندہ نہایت محجوب ہے اور خائف ہے اور ایک جماعت کہ اس سفر مین رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بید کیطرح لرزان ہے توقع کہ ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ و رفقاے بندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری مین کسی طرح کی تقصیر نہین کی ہے عنایت ہووے تو سر سے قدم کر کے مع اُن اشیا کے کہ سفر مین دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہون القصہ پہونچنا اس عریضہ کا بادشاہ کو باعث تقریب تمام ہوا یکبارگی ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جازم یعنے عزم استوار کنندہ ہوا اور ملک علاء الدین خود مستعد روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور ظفر خان کو اودھ بھیجکر کشتیان آب سرو کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائین تھین کہ جسوقت سلطان کڑہ کیطرف راہی ہووے مین کشتی مین سوار ہوکر لکھنوتی جاؤن اور وہان قائم ہوکر علم مخالفت بلند کرون اور یہان سلطان نے بحسب التماس ایک فرمان مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیون کی معیت سے جو محرم راز تھے کڑہ مین بھیجا جب یہ کڑہ مین پہونچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا بھی سرتابہ ہین ملک علاء الدین نے دونون ایلچیون کو مقید کر کے محافظون کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ مین ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو تحریر نہ کر سکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کو پوشیدگی مین الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جسوقت کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانون پر خبر بیعنایتی بادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہون کہ ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت کے بیفرمان دیوگڑہ کیطرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس حال کے ملک علاء الدین کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اُس سے ہین کہ تحریر کرون کہ فی الحقیقت وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع مجھپر محقق ہوا ہو کہ رضاے شاہ کی میرے قتل مین ہے مجھے اعلام کر کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہون کھاکر جان شیرین گنواؤن یا یہ کہ جدھر میرے سینگ سمائین چلا جاؤن الماس بیگ الغخان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ مین گذرانی اور صدہا طرح کی چاپلوسی کہ ملک علاء الدین کی کتابت مین تھین قوت سے فعل مین لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کر کہ سلطان دندان طمع مال مین لیجاوے اور جریدہ یعنے چھوٹے سواری سے کڑے کیطرف متوجہ ہووے عین مراد ہے اس سبب سے الماس بیگ نے کتابت گذرانے کیوقت زار و قطار رو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کڑہ مین نزول اقبال و حلول اجلال فرماوین ایک منت تمھارے سابق ہے اور ایک حق حقوق ماتقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بیچارہ **بیت** چو لوح خاطرش از نقش سادہ است ٭ سر و کارش بجاے او فتادہ است ٭ کہ صد رہ بستہ چشمش در شکر خواب ٭ کتاب سحر بابل را بعد تاب ٭

اس بات کو صدق محض تصور کر کے بے تامل و مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بہ تعجیل تمام کڑہ میں جا کر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ اپنے
قتل یا آوارگی پر اقدام (پیش قدمی) کرے میں بھی متعاقب جریدہ بسبیل یلغار پہونچتا ہوں الماس بیگ اُسیوقت کشتی پر سوار ہو کر ہوا کے تند کی طرح پانی پر
روان ہوا اور ساتویں روز کڑہ میں پہونچا اور خبر پہونچنے تیر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچائی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت
بادشاہی کا بجا لایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہیں وہ جماعت کہ اُسکے پاس
تقرب رکھتی تھی بولی کہ اب لکھنوتی جانا مناسب نہیں ہے بادشاہ مال اور اقبال کی طمع سے برسات میں جریدہ ہمارے روبرو
آتا ہے پہلے اُسکا کام تمام کریں اُسکے بعد ارکلیخان بادشاہ ہے اور جبتک وہ آپکو امور ملکی اور مالی سے فراغ حاصل کرے ہم
ممالک جونپور اور لکھنوتی اور بنگالہ اپنے تصرف میں لاکر استیصال کا نشان بلند کریں ملک علاء الدین نے یہ رائے مناسب اور
بہتر جانی جگہ سے نہ ہلا بادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور جو کہ حرص مجسم ہوا تھا ممانعت کسی مانع اور نصیحت کسی
ناصح کی سود مند نہ پڑی عزیمت اُس سفر کی مصمم کی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کیطرف جاویگا جواہر اور
مال اور اقبال مشکل سے دستیاب ہوگا اور دل اُس سے اُٹھانا نہایت اشکل تھا پھر ایک ہزار سوار لیکر کشتی میں سوار ہوا اور کڑہ
کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر و حشم خشکی کے راستہ سے لاوے **بیت** نیوشندہ چون گوش ندہد بہ پند *
خورد گوشمال از سپہر بلند * جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے عبور کر کے
مانکپور کو لشکرگاہ کیا اور جب سترھویں رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نمایان ہوا ملک علاء الدین
کی سپاہ عرض تجمل اور مجرائے خدمت کے بہانے سے سلاح و آہن میں غرق ہوئے اور گھوڑے ہاتھیوں کو آراستہ کیا اور ملک
علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نمکحرام کو استقبال کیواسطے بھیجا کہ جس حیلہ سے ہو سکے بادشاہ کو اس اندک مایہ سے کہ
مردم بزرگ کشتی میں ہمراہ ہیں جدا کر کے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت میں پہونچکر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد
پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہو جاتا باوجود اسکے ابتک کچھ رعب اپنے دل میں رکھتا ہے اور اگر بادشاہ کو اسقدر سوار جرار
مستعد دیکھیگا یقین ہے کہ متوہم ہو کر قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اُسکے حرف شکستہ کو نستعلیق سمجھکر فرمایا کہ جو سوار کشتی
میں ہمراہ ہیں یہیں توقف کریں اور خود چند خواص سے ایک کشتی میں پیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طے ہوئی پھر الماس بیگ
غدار زبان مکر کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ہیں مسلح اور مستعد دیکھیگا عنایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دور کر دو اور جب ساحل
کے قریب پہونچے بادشاہ کے مقربوں نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اُسکے غدر اور مکر کا یقین
حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام میں ہے بس ملک خرم رکیک نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمہارے التماس کے
موافق اپنے افواج دریا امواج کو جدا کیا اور ہتھیار کھولڈالے تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا
بھائی چاہتا ہے کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کیمیا اثر سے گذرانے اور مجرائے خدمت کرے بادشاہ بموجب اذا جاء
القدر عمی البصر کے اُسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خرد و بزرگ پر روشن ہو گیا تھا پے نہ لیگیا اتنا الماس بیگ سے کہا کہ
باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طے کر کے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہوں وہ یہ بھی نہیں کرتا کہ زورق میں سوار ہو کر میرا
استقبال کرے الماس بیگ غدار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہیں چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہے کہ
مع اسباب پیشکش یعنے فیل و اسپ و مال و جواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان افطار بھی ترتیب دیکر امیدوار ہے

کہ بادشاہ اُسکے مکان مین روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشمون مین ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی غافل کشتی مین قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا وقت عصر تنگ تک ساحل پر پہونچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جا کر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا بادشاہ نے از روے شفقت اور مرحمت کے اُسکے رخسارہ پر طمانچہ مارے اور اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ مین نے باوصف تلطف تجھے تربیت کر کے مہر پدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر مین فرزندون سے عزیز تر رہا اور ابتک تیری بوے طفلی میرے جامہ سے برطرف نہوئی کیونکر مین تیرے حق مین بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑ کے کشتی کیطرف روان ہوا ملک علاء الدین محسن کُش نے اس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود ولد سالم کہ بیلاف سمانہ سے تھا ایک ضربت شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھا کر کشتی کیطرف دوڑا اور فرمایا ای علاء الدین بدبخت تونے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان کہ ابھی کشتی مین سوار نہوا تھا پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور ہنگام غروب آفتاب کہ افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹکر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل حرم وغیرہ ستے با نون کشتی سے زمین پر رکھا تھا اُن سب کے سر کاٹکر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا تاج نیزہ کر کے کڑہ اور مانکپور مین پھرایا اور روہانسے اور دھو بیگئے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اس شخص کی ہے کہ دل اس دنیاے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر بہشتی یا بیوالا ہو کر ہزار مشقت اور خون جگر سے اُنھین آغوش عاطفت مین پالے سچ ہے جو کوئی کہ بعد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار مین بٹھائے اور سرشک چشم اور خونابہ دل سے اُسکی پرورش کرے بجاے پھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی چشم نیکی بوستان دہر پُر فریب سے طمع رکھے آنکھ جہا بین اُسکی آلودہ نیش جفا ہووے اور جس شخص نے باب صلح بند کر کے شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سویا فتنہ خفتہ کو بیدار کیا دنیا اور آخرت اسکام کے خیال گذرانی مثنوی سراے آفرینش سرسری نیست × زمین و آسمان بے داوری نیست × در اندیش ای حکیم از کار ایام × کہ پاداش عملہا شد سرانجام × ازدہاے اژدہاے اگر جمشید خوار ہے ہر و ضحاک کے تن پہ فریدون کے خوف سے بار کردار ہے سر ایرج کا اگرچہ پانون پہ افتادہ ہے تیغ منوچہر کی سر سلم و تور پر آمادہ ہے سر سیاوش کا اگرچہ طشت مین ہے خون افراسیاب تخم لالہ دشت مین ہے جگر دارا کا اگرچہ تیغ منصر مین سے پر شگاف ہے دار سیاست سکندری بھی پیدا ہے عضو اگر خاک و خون مین ہے حال شیرویہ جانتا ہے کہ کیونکر ہے سلطان معز الدین اگر غرق بحر خون ہے آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے کس لون (بمعنے رنگ ۱۲) ہے احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلونکا جو تو دیکھین لاوے جاننے کہ نیازی کے نقد منظوم تمام عیار ہے **مثنوی** صبح چو خورشید علم برفراشت × نقش دگر اختر نگاشت × تاخت چو بر سطح زمین مذبان × قیصرسان گشت بجر و بکان × تا کہ ز اطوار قضا و قدر × مور ضعیفی بیکے رہگذر × بود ز ناسازی نفس لئیم × از پی یکدانہ دران رہ مقیم × سعی کنان ہر طرفے می شتافت × تا ز قضا دانہ مقصود یافت × دانہ کش از رہ چہ برون پانہاد × چشم یکے مرغ برو افتاد × حملہ بیداد بران مور کرد × روز برو چون شب دیجور کرد × کرد تقاضاے فرو بردنش × بُرد چو منقار بخون خوردنش × نا شدہ آن مور بحلقش فرو × مرغ دگر حملہ در آمد برو × کرد در ایال بچنگال بند × تا سرش از کزلک منقار کند × مرغک اول کہ دل مور ریش × یافت ہمان لحظہ مکافات خویش × تا نتوانی بکسے بد مکن نیک زی و دشمنی خود مکن × پند نیازی بشنو زینہار × تا نخوری خون ز بد روزگار × ثقات سے مروی ہے کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کڑہ مین آنے کے وقت ملک علاء الدین کڑک مجذوب کی خدمت مین جو قصبہ کڑہ مین مدفون ہین گیا اور از روے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اُٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا ع ہر کس کہ کند با تو جنگ ×

سر در کشتی تن در گنگ ۔ القصہ اُسیوقت چتر سفید سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کر کے ندائے سلطنت دی اور ایک جماعت کہ اُسوقت قتل بادشاہ جلال الدین مین ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ مین بلائے عظیم مین مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات مین ہبوط کیا ازانجملہ محمود ابن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام اسکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ اور گوشت اُسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا نقد ہوش دحواس ہاتھہ سے دیا اور نزع کیوقت نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھہ مین رکھتا ہے سر میرا کاٹتا ہے اور الماس بیگ اور دوسرے کہ ترقی کی اُمید مین اس امر شنیع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس مین ایسے مستاصل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین کے عہد مین انکا نشان باقی نرہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہانکو ساتھہ مقصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک مکار نے تیشہ اُسکے پانو مین مارا کہ خانمان اُسکا بھی اُسکے ہاتھہ سے خراب ہوا کسواسطے کہ اپنے بھائیون اور فرزندون کو قید کیا اور اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برآوردہ اسکے نے جو کچھہ اس بادشاہ کی حیات اور ممات مین کیا کسی گبرستان اور کفرستان مین واقع نہوا اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِأُولِی الْاَبْصَارِ جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہانسے پلٹ کر دہلی مین آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی جو کہ شاہزادہ ارکلیخان بلدۂ ملتان مین تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتدائے جوانی اور عنفوان شباب تھا اور امور جہانبانی سے کچھہ خبر نرکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی مین آنکر کوشک سبز مین نزول کیا اور عہدے اور جاگیرین درمیان امرا اور ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سُنتے ہی کوفتہ خاطر ہوا اور ملتان مین توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کر کے دہلی کی بادشاہی کی فکر مین پڑا اور عین برسات مین کڑہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور دہلی مین پہونچکر اس مقام مین کہ مدنظر اُسکے تھا پہونچا مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی والبقاء للملک المعبود ۔

ذکر بادشاہی سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی

جو کہ بسبب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سر مارا علاء الدین دریائے حیرت مین غرق ہوا اور مقربون سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کیطرف جانا اور زر خرچ کرنا اور اقصائے بنگالہ تک لینا یا رہنا کڑہ مانکپور مین اور علم استقلال بلند کرنا انمین سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہو کر عرض کی ارکلیخان بادشاہزادہ شجاع اور صاحب سخاوت ہے اور لشکر کشی اور ملک گیری کے آداب خوب جانتا ہے وہ اور اُسکی مان عنقریب انتقام طلب کرینگے اور اول جو ہم کہ پیش نہاد ہمت کیا جاوے اسمین مناسب یہ ہے کہ کڑہ مانکپور مین مقیم ہو کر ملک ظہیر الدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات مین لکھنوتی کیطرف روانہ کرین تو اُس حدود کو مسخر کر کے انتظام کرے اور جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اسطرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ رہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بجمیع ہند کا اُتر جاویگا ہم بھی آب سرو سے عبور کر کے لکھنوتی اور بنگالہ مین جا کر علم مفاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ رائے پسند آئی اور ملک ظہیر الدین کے بھیجنے کی فکر مین تھا ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہے اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر آثار خصومت ظاہر کیے ہین ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر مین پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع ولایات اسطرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربون کو ساتھہ خطابہائے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو

الغخان اور نائب نصرت جالمیسری کو نصرت خان اور ملک نہر الدین کو ظفر خان اور سنجر خسر پور یعنے سالہ کو کہ جو اُسکا امیر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یارون کو جو امیر نہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے اُنکے منصب زیادہ کرکے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے اوپر بھی اسم بادشاہی اطلاق کرکے مع خزائن دیوگرہ عین برسات مین کرہ مانکپور سے دہلی کیطرف راہی ہوا اور اُسکا دست جواہر بخش ابر نیسانی کی طرح درافشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین بیٹھکر باتفاق نصرت خان خاص وعام کو صلہ دیتا تھا اور زر بحر دار اور نشتر مع بارو قمشہ با قطار مردم کہ بذل وکرم مین تقصیر نکرتا تھا **نظم** بزر میتوان لشکر آراستن ٭ بلشکر توان گنجہا خواستن ٭ ہمہ کار دنیا بزر بستہ اند ٭ بزر رخنہا بے خطر بستہ اند ٭ منقول ہے جس جگہ کہ سراپردہ اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے نصب کرکے ہر روز پانچ من زر سرخ وسفید اُسمین رکھکر خلائق پر چھڑکتا تھا اور جب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف وجوانب سے فوج فوج درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے **مثنوی** خزانہ ریز شد منزل بمنزل ٭ بزر کردہ کلید کار مشکل ٭ بہر منزل زپیش تخت تا دور ٭ فشاندے گنجہا بے منع گنجور ٭ چو با دہلی فتاد از فتح کارش ٭ گرفت از منجنیق زر حصارش ٭ سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم نے نہایت بیخبری وخامی سے امرا اور ملوک کو مع لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج اُسکی بادشاہی سے راضی نہ تھی سلطان علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام ونوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار علم بند ہوا بداؤن سے قدم آگے بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کیطرف روانہ کیے اور ارکلیخان کو مع الغوخان طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہے اور خزانہ مین شش ماہہ مواجب نہین رہا ہمارا آنا کیا نفع بخشیگا **بیت** سرچشمہ شاید گرفتن ببیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ٭ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل طی مسافت کی اور بے تامل آب جون سے عبور کرکے صحراے دروازہ جود ظاہر دہلی مین نزول کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذبوحی دلین پہونچی اپنی جمعیت سے باہر آیا اور صف آرائی کرکے کچھ شوخی کی جب آپ کو مرد اُسکے میدان کا نہ دیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات کو اکثر امراے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار مین دیکھی قدرے نقد خزانہ سے لیکر اپنی ماں اور حرمون کو ہمراہ لیکر باتفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحراے سیری مین فرود کش ہوکر لشکرگاہ سنوارا اُسکے بعد وضیع وشریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطبہ اور سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی بجا لاکر مع کوکبہ اور دبدبہ عظیم آخر سنہ ۶۹۶ چھ سو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہوا اور سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور وہانسے لعل محل مین آیا اُسکو دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آویزان کیے اور شراب وکباب کی جوئین سبیل ہوئی کار لہو ولعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش وطرب مین کوشش کرکے خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب اور مائل ہوکر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا **بیت** سخاوت مس عیب را کیمیاست ٭ سخاوت ہمہ دردہا را دواست ٭ اور اُسوقت اعوان وانصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساتھ ایک شغل اور خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات اور پسندیدگی صفات کے اشتہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف جو ساتھ صدر جہان کے مخاطب تھا قضاے ممالک اور منصب خطابت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدہ عمدۃ الملک ملک حمید الدین

اور ملک اعزالدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اعزالدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ تھا اپنی مصاحبت اور قربت مین
خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخرالدین کوجی ساتھ داد بیگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی
ممالک ہوا اور ملک ابو جلال الدین آخور بیگ اور ملک یرن باربک کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاء برنی کردہ اور اودھ کی
جاگیر پر سرفراز ہوا اور ملک جونا نائب وکیلدر اور موید الملک ضیاء برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی قصبہ برن کی پائی اور
ادفاف کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدل کیا اور تمام لشکر کو مواجب ششش ماہہ کے سوا انعام دیگران ابیات پر عمل کیا
ابیات رخنہ گر ملک سرافگندہ بہ × لشکر بدعہد پراگندہ بہ × سر نکشد شاخ نواز سرو بن + تا نزنی گردن شاخ کہن ×
پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرالدین
ظفرخان کو انیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا انھون نے منزل مقصود مین
پہونچکر ملتان کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کی کرکے
ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک نصرالدین ظفرخان کے شریک ہوئے اور دونون بھائیون نے مضطرب ہوکر شیخ رکن الدین قدس
سرہ کے وسیلہ سے الماس بیگ سے بعہد وپیمان ملاقات کی اور اسنے شرائط تعظیم بجالاکر اپنے سراپردہ کے قریب جگہدی اور
فتحنامہ سرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا اور سامان جشن آراستہ کرکے شادیانے بجائے اور
اُسکے بعد وہ الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امرا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کیطرف پھرا اور درمیان راہ
کے ملک نصرت خان کہ کوتوال دہلی تعین ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور پسران بادشاہ جلال الدین خلجی اور
الغوخان نبیرۂ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا اُنکی
آنکھون میل پھیکر حشم واموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادۂ مظلوم کو قلعۂ ہانسی مین قید کیا اور ارکلیخان کے دو
بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کرکے روضۂ رضوان کیطرف راہی کیا ملک احمد حبیب کو اور حرم ہاے سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی مین لاکر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان
منصب وزارت پر سرفراز ہوا وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتداے جلوس مین زر افشانی سے براہ مصلحت امراے جلالی پر
قسمت کیا تھا اُسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین ککترہ سے ساتھ اموال اور خزانے کے دہان آیا تھا
خطاب علاء الملکی کے فائز ہوکر دہلی کا کوتوال ہوا اور اسی سال دواخان حاکم ماوراءالنہر نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور
ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اُسنے آب سند سے گذر کرکے تاخت وتاراج وخرابی مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک نصرالدین ظفرخان کو مع سپاہ
بیکران اُنکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین دونون صفین پہونچکر حرب صعب مین مشغول ہوئین جو فتح وشکست کا
مختار خدا ہے مغلون نے ہزیمت کھائی اور تخمیناً بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراے معتبر اُنکے اسیر اور
دستگیر ہوکر بعقوبت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سرون کو مع زن وفرزند اُنکے جو اسیر ہوئے
تھے دہلی مین بھیجے اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد وانصار جلالی اور فتح مغل سے شوکت وحشمت اور
شاہ علاء الدین کے دلمین جاگیر قرار ہوئی حکام اور ملوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جسطرف جاتا تھا فتح وظفر سے
اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان لڑکے دفع مین جنھون نے مزخرفات

دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کرکے دنیا و آخرت برباد دی یعنی مشغول ہو کر سبکو گرفتار کیا بعضونکی آنکھوں مین میل کھینچی اور بعضونکو قلعون مین بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب ناحق شناسون کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ مین لاکر خانمان اُنکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیر الدین شحنہ پیل اور ملک امیر جلال جو امراے جلالی سے تھے اور اُسکے بیٹو نسے مُنھ نہ پھیرا تھا اور سلطان علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑے اور مادام الحیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل ۶۹۷ھ چھ سو ستانوے ہجری مین الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امراے کثیر تختگاہ اور ولایت سند کی فوج سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور اُنھون نے نہروالہ اور تمام گجرات تاخت و تاراج کرکے مسخر کیا اور رائے کرن والی نہروالہ بھاگ کر دکن مین رام دیووالی دیوگڑھ کے پاس پناہ لیگیا اور چند عرصہ کے بعد ولایت بگلانہ مین کہ گجرات سے تعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد مین واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور امراے بادشاہی زنان رائے کرن کو کہ سر آمد اُنکی کنولادی تھی مع مال و افیال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ مین لائے اور ایک بت کہ برہمنون نے اس سومنات کے عوض کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑا تھا تیار کرکے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے وہانسے دہلی مین بھیجکر پے سپر خلائق کیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت مین جاکر وہانکے باشندونسے مال و جواہر بیقیاس لیا اور کافور ہزار دیناری کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اُسے نائب ملک کرکے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے صاحب سے بستم لیا اور اُسوقت الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے کہ گجرات کو نہب و تاراج کیا تھا حوزۂ دیوان دہلی مین بلا ساتھ مردم معتبر اور امین کے سپرد کرکے مع غنائم مذکورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف مین پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کیواسطے اور سواے اُسکے مواخذہ کرکے بہ تعذیب و تشدید و زیادہ طلبی حد سے تنگ کیا اسواسطے بعض مغل نے کہ جنکو نو مسلم کہتے تھے اور مقدم اُنکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگونکے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہوکر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اعزالدین جو بھائی ملک نصرت خان اور امیر حاجب الماس بیگ الغخان کا تھا پایا اجل کیطرح اُسکے سر پر آئے اور اُسے قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوئے الماس بیگ الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خانکی بارگاہ مین پہونچایا اور باغیون نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً نقارۂ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالور یا دوسرا غنیم پہونچا ہے اُسیوقت جنگ پر آمادہ ہوئے اور فوج فوج بارگاہ نصرت خان کیطرف دوڑے اور مفسدونکی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہوکر اطراف و جوانب مین بھاگ گئے اور چند روز کے بعد الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان فوج کے تعاقب سے بہ تنگ آئے سب ہمیر دیو راجہ رتھنبور کے پاس کہ تھوڑے عالم اجمیر کی احفاد سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان ترک تعاقب کرکے مع غنائم و اموال و افیال دہلی مین پہونچے بادشاہ علاء الدین کنولادی کو جو حسن صورت اور سیرت اور حرکات شیرین اور تکلم نمکین مین ہندوستان مین شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح مین لایا اور کافور ہزار دیناری کو منظور نظر کرکے اُسکی محبت کا زنار اپنی کمر جان مین باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی دوش عقل و خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد مین ساعی تھے گرفتار کرکے اُنپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان و طفل شیرخوارہ اُن لوگون کے کہ قتل مین اُسکے بھائی کے سعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ کو بطریق گرز و سنگ سر پر اُنکی ماؤن اور بہنون کے اسقدر مارے کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہوکر ہلاک ہوئین اور جو رہا ہے بازار مین رسوا کرکے ہندوؤنکو بخشا

اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد اور اتباع کو سیاست مین کرین اور اس سال جسوقت لشکر دہلی اور گجرات کی تسخیر مین مشغول تھا چلدی نام اور اسکا بھائی انکا قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شعار ملک نصیر الدین ظفرخان کو مع فوج کثیر استیصال تعین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور چلدی اور اسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع کہ عورات اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر مین مطوق اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور صفدری اور دلاوری ملک ہزبر الدین ظفرخان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین نے اسے ... عوان مین منسوب کیا اور اسی سال کے آخر مین قتلغ خواجہ ابن دوا خان منتمن مغل یعنی دو لاکھ سوار لیکر بقصد تسخیر ہندوستان ماوراء النہر مین آیا اور آب سندھ سے عبور کرکے قصبات اور قریات کو جو سر راہ پر واقع تھے ملک ... قصد کرکے آسیب نہ پہونچایا اور ... مسافت کے بعد ساحل جون پر ... ہوئے اور دہلی کے ... شہر کی ... جو خلق کثیر نے شہر اور قصبات او خطہ اور نواحی ... شہر ... اور ... بیٹھنے والے استادہ ہونیکی نہ رہی ... ہوئے ... اور ... گرانی تمام چیزون مین ظاہر ہوئی لوگ حیران ہوئے سلطان علاء الدین نے ... ملوک کو طلب کرکے سامان جنگ مہیا کیا باوجودیکہ بعض امرا جنگ سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی دلائل سے معروض رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دو سر رکھتی ہے بادشاہ نے انکا قول پذیرا نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہین ہے بیت کسے کو کلاہ کیان می نہد سر خویش را در میان می نہد یہ کہکر محافظت شہر اپنے ... اور خزانہ کی علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی اور بداؤن کے دروازے کے سوا چھاتار ... کرکے ساتھ کوچ اور دبدبہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ اور دو ہزار اور سات سو فیل جنگی اور کار آمد لشکر سے برآمد ہوا اور میدان کیلی مین ... سے طبل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئین اور ہندوستان مین بعد ارتفاع روایت اسلام کسی عہد و عصر مین ایسے دو لشکر عظیم باہم مقابل نہ آئے تھے اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہے اس قسم کی دو سپاہ کینہ جو مقابل ایک دوسرے کے صف آرا نہوئی تھی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج مین مشغول ہوا میمنہ ملک ہزبر الدین ظفرخان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان کارگزار سے تھا اور جہانگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیون الماس بیگ الغخان اور رکن خان سے کہ قوت بازو اور پشت پناہ اسکے تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور یکہ تھے مع فیلان بیشمار آگے بڑھا اب ذکر اس جنگ کا مقابلہ تیسرے سمن بیان ہوگا

ذکر قطب الفلک عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا

ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ سنہ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور منبشیر اور بشیر کہ سردار نایکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُنسے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نایکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر اس سبب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرماکر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہاے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفرخان اور محمد مولا اپنے چچا کو شیر شاہ اور مولانا ضیاء الدین بسہر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قرابیگ کو اپنے قرب مین اختصاص دیا و حسن نام بہروازبچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور

ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا اور ترقی مرتبت
سے ملک نائب تمام لشکر کا کیا اور ملک شادی نائب مقام اُسکے سپرد فرمایا اور یہانتک اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت
پر بدون دریافت استعداد اس شغل کے منصوب کیا **بیت** گنجینہ مدہ بہر گدائے ٭ ترسم کہ کند جہان خدائے ٭ چونکہ بادشاہ
قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت میں خوش خلق اور رحم دل رہا اور
سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلا وطنوں کو اطراف سے طلب کرکے اُنپر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام قیدیوں کو شش
ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کرکے دل اور کیسہ اور ہمیان کو مدت سے مانند دست
بخیلوں کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردوں کے پُر کیا اور ہر دم کوچہ و بازار نے مہینوں کے بعد درم اور دینار کا منہ دیکھا اور
اہل احتیاج کی عرضیاں جو مدت سے مندرس ہوگئی تھیں ملاحظہ میں گذریں اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے
مزین ہوئیں اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو بادشاہ علاء الدین
کے عہد میں خالصہ میں آئے تھے پھر اُنکو دیے اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آزار اور ہوسوں نے
کہ بالکل ملک عدم میں رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود میں قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل
ایک مصلحت اور حکمت میں تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر میں شراب کی ممانعت میں
کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور بیہودہ سخاے بے اندازہ اور غفلت کے سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے
آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع نہوئے فسق و فجور میں کوشش کرتے تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل میں لاتے تھے
اور جو حادثہ گجرات قوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین اُس فساد کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر
علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کیواسطے روانہ کیا اور اُسنے
وہان جاکر اُن لوگون کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات از سر نو ضبط میں لایا اور اُس ملک
کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اُسکے بعد سلطان قطب الدین ظفر خان کی دختر اپنے حبالہ نکاح میں لایا اور
اُسے گجرات کا صاحب صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ میں گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا
پاک کیا کہ اُنکا اثر اُس دیار میں باقی نرہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کرکے خزانہ میں
بھیجا اور جو بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر
متصرف ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڈھ کو محاصرہ میں رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے ۷۱۸ھ
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڈھ کیطرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کرکے واسطے نیابت
غیبت کے دہلی میں چھوڑا اور جب حدود دیوگڈھ میں پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڈھ
میں اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوگئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کیواسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجالائے یعنے ہرپال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست
کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڈھ کے دروازہ پہ لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے ولایت
مرہٹ بھی تصرف میں لایا اور شہر دیوگڈھ میں ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساغر اور دوار سمندر
اور دوسرے ممالک میں تھانے بٹھائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کے اتا

عنایت فرمائے اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور باپ کیطرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور دورباش
دیا اور امرائے معتبر ہمراہ کرکے معبر کیطرف روانہ کیا اور خود دہلی مراجعت کی اور راستہ مین شراب مدام اور غفلت دوام کی
ملک اسدالدین چچیرے بھائی بادشاہ علاءالدین کے سر مین سرداری کا داعیہ واقع ہوا سا تھ ایک جماعت سرہنگون کے
اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جا دیگا اُسوقت سلاحدارون اور نایکون اور تمام محافظو
کوئی اُسکے پاس نرہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا
ایک ہمراہی ملک اسدالدین نے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اُسی مقام مین
قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسدالدین کے قتل کا حکم نافذ فرمایا اہلکارون نے حکم کے موافق عمل کیا یعنے اُسے گرفتار
کرکے گردن مارئی اور بیس نفر کہ دہلی مین تھے اور اس مصلحت مین اُنھیں کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر مین تھے اُسکے حکم سے
اُنپر بھی سیاست ہوئی اور جب جھاین مین پہونچا شادی کہنہ سردار سلاحداران کو گوالیار کیطرف بھیجا تو خضر خان اور شادی خان اور
ملک شہاب الدین کہ قبل اُسکے میل اُنکی آنکھ مین کھینچی تھی قتل کیا اور اُسکے اہل و عیال کو دہلی مین لایا سلطان قطب الدین نے
خضر خان کی منکوحہ دیولدیوی کو اپنے حرم مین داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف مین
دیکھا اور امرا اور ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک مین نہ رہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت
اور غرور اُسکے دماغ مین پیدا ہوا اور اجراے کام مین کسی سے مشورہ نکرتا اور کسی مخلص اور دولتخواہ کا قول سماعت نفرماتا
اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور خیر سگالی سے کوئی بات اُسکے خلاف رائے عرض کرتا رد گردانی کرکے زبان اُسکی دشنام
اور اہانت مین کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نرہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُسکے فلاح اور
صلاح ہووے عرض کرسکے آخر کو اخلاق کریمہ اُسکے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوگئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور
باپ کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت تھا بے صدور
قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو وفا بیگ خطاب رکھتا تھا اور باپ عرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے اُسکا
مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام کہ جنکے ارتکاب سے زوال دولت اور منافی بقاے سلطنت ہوا اپنا شعار کیا اور
خضر خان جو کہ حضرت نظام الدین اولیا کا مرید تھا عداوت کرکے زبان سرزنش اور طعن اُنکی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے
اور شیخ زادہ جام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب مین اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے
طلب کرکے اُنکی عزت و احترام مین ساعی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئین ساتھ زیور اور لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع
مین حاضر ہوتا تھا اور زنان ہزالہ اور مسخرہ کو قصر ہزار ستون پر طلب کرکے ساتھ امراے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرا بیگ کے
کہ بیہودہ تحمل رکھتا تھا اور مثل ان لوگون کے اور رونگی ہزل اور اہانت کروا تا تھا اور وہ حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین
اور وہ بدبختین مادر زاد برہنہ ہوکر اُن بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُنکی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات
غیر مکررکی مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُسکی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور ظفر خان کے قتل
ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جسوقت
خسرو خان حاضر نہوتا اُسکے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات مین پہونچا اور عزیز و اقارب اُسکے تئین گرد
اُسکے اطراف و اکناف مین رہتے تھے اُنسے آمیزش کرکے نہایت نادانی اور کم تجربگی سے مخالفت آغاز کی اور امراے گجرات کہ

کہ اپنا کام اپنے حال پر تھے سب متفق ہو کر حسام الدین کو گرفتار کر کے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا جو ہین سلطان کی اُسپر نظر پڑی
دوبارہ بمقتضائے بشریت و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب مین سرفراز کیا لیکن امرائے گجرات و اعیان درگاہ
اُسکے رہا ہونے سے دلمین نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک وحید الدین قریشی کو مفوض ہوئی
اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی مین کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی
کہ ملک یک لکھی حاکم دکن نے دوائے خصومت بلند کر کے بغاوت پر کمر باندھی ہے سلطان نے ایک جماعت کو امرائے نامدار سے
مع لشکر گران اُسکے فساد کے دفع کیواسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے جاکر اپنی حُسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدون کے
کہ بانیٔ فتنہ اور بانیٔ فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی مین لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹکر اور دوسرون کو انواع عقوبت سے
قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڈھ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت سے مشرف کر کے
رخصت کیا اور ملک وحید الدین کو گجرات سے طلب کر کے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور
جب معبر پر پہونچا وہانکے حاکم آپ مقابلہ نلائے مع خزائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا
اور ساتھ اس اعتقاد کے کہ لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچا دیگا اُسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اُس بیچارہ کا بھی زرخطیر
لوٹکر قتل کیا اور وہانسے تلنگ گیا وہانکا راجہ حصاری ہوا اُسے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کر کے ایک سو ایک زنجیر فیل اور
علاوہ اُسکے اور تحف و نفائس لیکر امان دی پھر وہانسے کتلی کیطرف روانہ ہوا اور بیس زنجیر فیل اور ایک الماس وزنی چھ درم کا
اُسکے ہاتھ آیا پھر معبر کے سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہان بسر کیا اور سرکشی کا دعوی کر کے چاہا کہ امرائے معبر کو جو اُسکے
ہمراہ تھے قتل کر کے اُس ولایت پر بھی استقلال سے قبضہ کرے ملک تلبغہ حاکم جزیرہ کو دہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک
تل افغان کہ امرائے عمدہ اور نامی اُسکے سے تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کر کے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف
ہوئے زحمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہین رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کیطرف
مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کام آگے نجا دیگا بالضرورۃ معبر کو امرائے عمدہ کو سپرد کر کے دہلی کی معاودت کا عازم ہوا
اور امراکہ ایسی خدمت بجا لاکر سو طرحکی اُمید تحسین اور سرافرازی کی رکھتے تھے عرائض مبنی حقیقت حال درگاہ سلطانی مین
ارسال کین لیکن بادشاہ نے کہ خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر عقل و خرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان
پہونچا ہو اُسے پالکی مین سوار کر کے ہر منزل مین کہار رسم پہونچا کر بسرعت تمام حضور مین روانہ کرین امرانے حکم کے موافق
عمل کیا اور سات دن مین اُسے دہلی مین پہونچایا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اُسوقت کہ بادشاہ کو اُسکی آرزو تھی
گریہ و زاری آغاز کر کے التماس کی کہ امرا میری ہمراہی سے ننگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت کن تہمم کے
ساتھ نمکحرامی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھکر امرا پر بدظن ہوا اور جبکہ امرا تر قیحواہ
اُسکے داخلہ کے بعد آئے ہرچند اندیشہائے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ
گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلائل ناصواب اختیار کر کے اُنھین منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور
نظر بند کر کے دربار داری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کر کے اُسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلبغہ کو
تازیانہ مارے اور جاگیر اس سے لیکر قیدخانہ مین بھیجا اور گواہون کو زہر چوب لاکر بیعزت کیا اور تمام خلائق کو
معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ مین کلام کرنا پشیمانی کے سوا فائدہ نہین دیتا پس سب گونگے اور بہرے ہو کر

خاموش ہوئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے بعضون نے آپکو سرحد کیطرف کھینچا اور نکلگئے اور بعضون نے خسرو خان سے آمیزش کر لی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت مین بیخود ہوتا جاتا تھا اور نائرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر مین تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین دبیر اس سبب سے کہ سلطان نے تعمداً اُسکی منکوحہ کا ناموس کیا تھا ساتھ خسرو خانکے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم ملوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کر کے ایک روز خلوت مین عرض کیا کہ بادشاہ ازروے بندہ نوازی ۔ کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کیواسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجے اور جو امراے تابع بسبب تفوق تو اور قبیلہ سرکشی کرتے ہین اور طائفہ قوم پروازان عشائر اور قبائل بندہ سے بہت مین اگر حکم ہووے مین بھی اپنے قبیلہ کو جمع کر کے صاحب استعداد ہون سلطان موصوف نے اس امید سے کہ اُنمین بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشوق تمام التماس اُسکے پذیرائی اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہنود گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکر سکتے تھے ہر طرح تسلی کر کے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کر کے سامان و عراق انکا آراستہ کیا اور قوت و مکنت تمام پیدا کر کے گجراتیون وغیرہ سے چالیس ہزار سوار و انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے درپے اور بحید تر ہوکر بسیر قمرہ تمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کر کے منتظر وقت ہوا اس درمیان مین سلطان سیر سادہ کیطرف شکار کیواسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ مین قتل کرین بسیر قمرہ تمار اور یوسف صوفی اِس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم رستہ مین قتل کرینگے احتمال رکھتا ہو کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام مین زندہ نچھوڑے انسب یہ ہو کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہی دفعتہً ہم داخل ہون اور سلطان کا کام تمام کرین اور امرا کو مکانسے بلاکر اپنے پاس نگاہ رکھین اگر ہماری اطاعت قبول کرین فبہا والا انھین بھی قتل کرین اور جب سلطان شکار سے مراجعت کر کے دہلی مین آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش مین مشغول ہوا **نظم** بجزم ولے زان طرف بازگشت ٭ سوے بزمگاہ آمد از کوہ و دشت ٭ ولے غافل از کینۂ روزگار ٭ کہ خواہد شدن چون سرانجام کار ٭ خسرو خان حصول مطلب مین مستعد ہوا ایسے وقت مین کہ جو کچھ سلطان سے التماس کرے سلطان حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرنیکے سوا دوسرا چارہ نرکھتا ہو عرض گذار ہوا چاہیے کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات کو خدمت مین حاضر رہتا ہو جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہو تب بھی غریب خانہ نہین جا سکتا شبخانہ سرکاری مین رات بسر کرتا ہو اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کیواسطے اپنا گھر بار چھوڑکر گجرات سے آئے ہین میری صورت مہینون نہین دیکھ سکتے ہین امیدوار ہون کہ دربانون کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس جماعت کو رات کے آنے سے مانع اور مزاحم نہووین نہایت مرحمت ہو تو شب کو اُنکی خدمت مین بفراغ خاطر حاضر ہو سکون بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب زیادتی سامان وصال معلوم کر کے بلاتوقف کنجیان دروازون کی خسرو خانکے سپرد فرمائین اور کہا تجھسے اور تیرے بھائیون سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہو یعنے دولتخانہ کا اہتمام تیرے عہدہ مین ہی خسرو خان نے کنجیون کا ملنا فال مبارک جانکر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار مین پائی **نظم** چو فیروز دید آنچنان حال را ٭ دلیل ظفر یافت آن فال را ٭ از آن فال فرخ دل خسروی ٭ چو کوہ قوی یافت پشت قوی ٭ جب خرگاہ سلطانی بالتمام بھائیون کے تصرف مین آئی وہ جماعت بیباک سفاک فرقہ فرقہ مسلح مکمل ہو کر شب و روز شبخانہ خسرو خانمین فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان اس خیال مین ہی لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نتھی کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کہ نوبت اُنکی چوکی کی ہوتی تھی

دل وجان سے ہاتھ دھوکر نوبت گاہ مین آتے تھے غرضکہ دوروز پیشتر اُس سے کہ سلطان کا قضیہ مشخص ہووے قاضی ضیاء الدین مخاطب
بقاضی خان کہ ساتھ وفور علم وعمل کے اتصاف رکھتا تھا اور اُسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیان دروازہ ہاے
حرم اور باہر کی اُسے سونپی تھین دل اپنی جان اور ناموس سے اُٹھاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض
کی اے بادشاہ خسرو خان قصد غدر رکھتا ہی اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہین بادشاہ مقام امتحان مین آوے اگر یہ بات
خلاف ہو کیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیاذاً باللہ سچ ہووے بادشاہ ہوشیار رہے کسواسطیکہ جان ایک جوہر
لطیف ہی اور معاملہ بادشاہی اور ملک داری کا بدون رعایت حزم وہوشیاری کی نمشیت نہین قبول کرتا ہی ہر چند قاضی نے
اس قبیل سے بہت سمجھایا چونکہ خسرو خان اندنون بادشاہ کی خدمت مین ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور سلطان کے مدعاے دلی مین کہ
وصل سے مراد ہی مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا اُسیوقت خسرو خان آپکو عورتون کی طرح ہر ہفت کرکے
(یعنے سنگار ۱۲)
یعنے بن سنور کے دروازہ سے درآیا سلطان نے اُسے دیکھکر بزبان حال فرمایا **بیت** اگر ہزار جفا سرو قامتے بکند ٭ چو خود
بیاید عذرش بباید آوردن ٭ اور اگر در راہ سے اُسے آغوش مین کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سُنایا
بیت مباد اشت طبع نازنینش ٭ ہمیشہ گرد ہاند ر آستینش ٭ اشک گہر رشک اپنے صدف چشم سے رخسار گلگون پر رواں کیے
اور نہایت ناز و انداز سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مبذول ہی تمام لوگون نے میرے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہی
اور جب تک میرا بیجان نہ لینگے اُنھین چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش مین لیا اور بوسہ اُسکے
رخسارہ پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ مین ترا ایکبال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہون تجھے بدگویون کے دغدغہ سے کیا پروا ہی
بیت سر سوداے تو ہرگز ز سر ما نرود ٭ مرد این سر سودا و سودا نرود ٭ اور بعد تسلی و تشفی اُسے مکان کی رخصت دی اس
ماجرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنے ہزار ستون مین داخل ہوکر
کمین مین بیٹھے اور جب پہر رات گذری محل آسایش مرغ وماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ وقت اُنکی چوکی کا تھا اپنے
مکان مین گیا اور کوئی نہ رہا قاضی ضیاء الدین چوکیدارون کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون مین درآیا خسرو خان کے چچیرے
جسکا نام مندل تھا قاضی سے ملاقات کرکے باتون مین لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اجل خواب غفلت
مین لیگئی اُسیوقت جاہر یک نام ہیلداری جسنے قاضی خان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آنکر ایسی ضربت
شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور اسقدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفر جو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر
شور مچانے لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق مین اُٹھے خسرو خان کے لوگ قرار کے موافق تلوارین کھینچکر
ہزار ستون مین آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا بازار قتل نے رواج پایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے عزیز رکھتا تھا
پوچھا کہ یہ شور کیسا ہی خسرو خان نے لب بام آنکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ چوکی خانہ کے
گھوڑے جو ہزار ستون مین لائے ہین سائیسون کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہین لوگ اُنکے پکڑنے مین مشغول ہین اس عرصہ مین جاہر یا
اور بھائی اُسکے ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانونکو قتل کیا غوغا
نزدیک پہونچا بادشاہ بدحواس ہوکر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کیطرف متوجہ ہوا کہ شاید اس مخمصہ
سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم مین داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے یہ اندیشہ کرکے نہایت
مردانگی سے پیچھے سے دوڑ کر دست تظلم سے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش بسیار بسبیل عادت

اُسے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اُس بجیانے شاہ کے بال ہاتھ سے نچھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق پہونچے اور اُسنے فریاد کی مجیسہ ہوشیار
رہنما جاہر نے ایک ضربت شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے موے سر پکڑ کے خسرو خان کو اُسکے سینہ سے نکال لیا
اور اُس تاجدار کا سر جو سزاوار تاج تھا تن سے جدا کرکے ہزار ستون کے نیچے پھینکدیا نظم ننگان عذار جون ہلال مست ×
مران ہیل تن برکشادند دست × زدندش یکے زخم پہلوگذار × کہ از خون زمین گشت چون لالہ زار × مرقوم نوبت تمامی بادشاہ کا سر
خاک و خون مین غلطان دیکھکر متفرق ہوئے اور حسام الدین خسرو خان کا بھائی اور جاہر معہ دیگر ہندوؤن کے محل مین داخل ہوئے
فرید خان کی والدہ یعنے بادشاہ علاء الدین کے حرم کو قتل کیا اور سلطان فرید خان کے فرزندون اور علیخان اور عمر خان کو
تیغ ظلم سے مذبوح کیا اور حرم سلطانی سے جو چاہا وہ کیا مصرع ع ہرکس کہ چنان کند چنین آید پیشش × اور خسرو خان نے
چراغ و مشعل بہت روشن کرکے آدمی امرا کی طلب مین بھیجے عین الملک ملتانی کہ اندنون دیوگڈہ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد
جوناکہ آخر کو صبحی سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وحید الدین قریشی اور قرابیگ کے فرزند اور باقی امرا کو جو غافل تھے
اُنکے مکانون سے بلواکر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا اور کفران نعمت کی شامت سلطان علاء الدین
فیروز شاہ خلجی کے شامل حال اور اولاد اور احفاد اور اہل بیت سلطان علاء الدین کے ہوکر بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ
بدترین طریق کے وقوع مین آئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ کی شب کو ۷۲۱ھ سات سو اکیس ہجری مین ظہور
مین آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور جم غفیر براوان کا اور خسرو خان کے مصاحبون کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے
حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھکر سر پر سلطانی پر قدم رکھا اور امرائے قطبی مثل عین الملک ملتانی
اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو بہ آگے تخت کے استادہ کیا بیت ہزار سر و رین جاہ گرد در نقص × بگیرد گیا جاے
سرو سہی × اور اُسیوقت ایک جماعت کثیر غلامان علائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کرکے زن و فرزند اُنکے
ہندوؤن کو بخشے اور اپنے بھائی کا خانخانان خطاب کرکے بادشاہ علاء الدین کی دختر اُسکو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ
پر خود متصرف ہوا بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے محلون اور لڑکیون کو اپنے آدمیون پر تقسیم اور مسمی جاہر یعنے
قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر و جواہرات کے رستہ کرکے نہایت نوازش کی اور مندل کار اسے
رایان خطاب کرکے وہان دمان قاضی پر اسکے مقرر رکھا خزانہ علائی اور قطبی کھولکر تمام لوگون کو بخشش
ماہیہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اوباش اور ارازل اور حق ناشناسون کی کہ حرص اور زر کی طمع سے اسکے پاس جمع ہوئی
تھی اور اُنسے خدشہ رکھتا تھا سبکو تہ تیغ کرکے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنے بادشاہ علاء الدین کے بھانجے کو
باوصف اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہوگیا تھا قتل کرکے باقی خاندان علائی سے برا پایا اور کفر و شرک نے یہ رواج پایا
کہ ہندوؤن نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجید دنکو بنانے کرسی کام مین لیجاتے تھے اپنے اُسیر بیٹھتے تھے اور امرائے
علائی سے بسر قرہ قمار نے اعظم الملک شایستہ خان خطاب پاکر منصب وزارت پر پہونچا اور اسکے بیٹونکو اشغال ملک رجوع
ہوئے اور ملک فخر الدین جوناکے ساتھ خسرو خان نے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب آخور بگی کے امتیاز دیا اور زیادہ
دلگیر اُسکے احترام مین بہت کوشش کی تاکہ اُسکا باپ غازی ملک جو کہ لاہور اور دیپالپور رفریب کھاکر اطاعت کرے
لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور اُسکا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور ازل جمعیت تھا
اور حق شناسی اور خداترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور ولی نعمت زادہ کے انتقام جوئین

مگر ہمت بازنہیں آئی اور تین مہینے کے بعد ملک فخرالدین جونا نے آدھی رات کو فرصت پاکر دو تین آدمی معتمد دیپالپور کے راستہ مین
اپنے ہمراہ لیے اور خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور سپہر قمرہ قمار شائستہ خان کو مع امرا
نامدار اُسکے تعاقب مین روانہ کیا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا حوالی قصبہ سرستی سے پلٹ گیا اور غازی ملک نے اندیشہ اُس روز کا کرکے
چند روز اُس سے پیشتر قلعہ سرستی مین دو بیست سوار چھوڑے تھے ملک فخرالدین جونا چند سوار اُنمین سے ہمراہ لیکر دیپالپور مین
پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محظوظ ہوکر خوشی کے نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ مین امرائے اطراف وجوانب
کو مکتوب لکھے اور طلب معاونت کی ایک جماعت کثیر نے حلال نمکی منظور کرکے اُس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے اُس
مکتوب کے درجواب لکھا مین امیر ملتان ہون اور تو دیپالپور کا حاکم ہے بادشاہ دہلی سے مقابلہ اچھا نہین ہے غازی ملک تغلق بہرام ایبہ
کہ ایک معارف ملتان سے تھا اُسنے لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے اُٹھا کر مع لشکر اُسطرف آتا ہون اور بہرام جمعیت کرکے مغلطی کے
قتل اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک بیگ لکھی حاکم سمانہ باوجود اسکے کہ خسرو خان کیواسطے مثلہ ہوا تھا غازی ملک
کی تحریر بجنسہ خسرو خان کے پاس بھیجکر خود لشکر غازی ملک کے سر پر کھینچا اور حملہ اول مین شکست کھاکر سمانہ مین آیا اور چاہا
کہ خسرو خان کے پاس جاوے اس درمیان مین وہانکے زمینداروں نے یورش کرکے اُسے تلواروں سے پرزے پرزے کیا
خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتر اور دورباش دیا اور یوسف صوفی کو کہ صوفی خان خطاب دیا تھا اکثر اپنے
آدمی فدائی واعتقادی کو غازی ملک کے دفع کیواسطے نامزد کیا اور اسی حال مین ملک بہرام ایبہ از اوچہ ملتان سے مع لشکر
آراستہ غازی ملک کی خدمت مین پہونچا اور سرستی کے حدود مین دونون لشکر مقابل ہوئے اور کمین آراستہ کین چونکہ غازی ملک
اور ہمراہی اُسکے اکثر جرار اور کار آزمودہ تھے اور وہ کافر نعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و ننگ سے ہرگز خبردار اور واقف نہ تھے
غازی ملک کے پہلے حملہ کی تاب نہ لاکر شکست فاحش پائی اور جو آبرو کہ رکھتے تھے خاک مذلت پر گراکر بدبختی کی خاکستر اپنے
اپنے سر پر چھڑکی اور گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑکر بھاگے اور خاسر ہوکر خسرو خان سے جاملا اور غازی ملک فتحیابی
کے بعد سرانجام لشکر اسی بجا لایا اور جو کچھ غنائم اُسکے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت وشوکت تمام کوچ بکوچ
دہلی کی طرف متوجہ ہوا خسرو خان مضطرب ہوکر دہلی سے نکلا لیکن کوچ کی ہمت نہ کرتا تھا بہر پہلو سے حوض علائی مین مضبوط
ہوکر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تحمل اور شکوہ سے آتا تھا اور زمانہ اُسکی
صفت مین کہتا تھا **بیت** مسیحا پادرخفر تش رہنما و ہمعنان یوسف دفغانی آفتاب من باین اعزاز می آید ۔ اور
جب وہ نکہوام غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا اور دارہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیون کو تین سالہ اور بعضون کو چہار سالہ
اور بعضے کو دو نیم سالہ پیشگی تنخواہ دی اور مشایخون کو بھی زر خطیر تقسیم کرکے ایک حبہ خزانہ مین نہ چھوڑا اور جواہرات [illegible] کو
قسمت کرکے اُس رات کو کہ جسکی صبحکو جنگ ہوگی عین الملک ملتانی اُس سے کنارہ کش ہوکر مندو کیطرف راہی ہوا اور
یہ امر خسرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سراسیمگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اسکے صحرائے اندپت مین غازی ملک کے
مقابل صف آرا ہوکر حرب مین مشغول ہوا ملک تلبغہ ناگوری اور شائستہ خان کہ دونون اس بیدولت کے مقدمہ لشکر
تھے جنگ رستمانہ کرکے مارے گئے اور خسرو خان تحمل اور مردانگی کو کام فرماکر عصر کیوقت تک جنگ مین مصروف رہا
اور آخر کو بروار دون کی ایک جماعت سے لپٹ کیطرف بھاگا اور راہ مین وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑکر متفرق ہوا **بیت**
صدیار بود بنان تنگے نیست ؎ چون کار فتد بجان یکے نیست ؎ عاقبت الامر ترددت وحشم فیل د خسلم

خسرو خانکا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان دل رسیدہ نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام مین چھپا اور ملک
شادی کے خطیرہ مین جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کرکے غازی ملک کی خدمت مین حاضر
لائے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ مین پوشیدہ ہوا تھا وہ بھی اپنی سزا کو پہونچا بیت
در بزم عشق یکدو قدح درکش و برو ٭ یعنی طمع مدار وصال دوام را ٭ دوسرے دن کہ غرہ شعبان سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس ہجری تھی
وضیع و شریف شہر کے خدمت مین پہونچکر تہنیت اور مبارکباد و کلید کنجیان دروازون کی سپرد کین غازی ملک سوار ہوکر شہر مین
آیا اور جب مزارستون مین پہونچا گریہ و زاری کی اور تاسف کرکے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندونکے
بجالایا اُسکے بعد حاضرین سے باآواز بلند کہا کہ مین بھی ایک تم مین سے ہون الحمد للہ مین نے انتقام اپنے ولی نعمت کا
اُس کور نمک سے لیا اب ولی نعمتونکی نسل سے اگر کوئی وارث ہو لاؤ تو اُسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت مین
کمر باندھین اور جو کوئی اُنمین باقی نہو جسکو تم لائق جانو مین بھی برضا و رغبت اُسکا حلقہ اطاعت زیور گوش کرون سب متفق
ہوکر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہونکے فرزندون مین سے کوئی نہین رہا اور عرصہ سے تو برابر مغل کے بیٹھتا رہا ہی اور اب آپکو
سپر تمام اہل ہند کا بنا کر تو نے بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہی اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے اولیاے نعمت کا اُنکے دشمنونسے
لیا یہ حق دوسرا ہی کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت مین بادشاہی اور اولوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہین ہی
یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑکر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار
برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان نمکحرام کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے ۔ **ذکر سلطنت سلطان غیاث
الدین تغلق شاہ کا** ۔ مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین سے غافل ہوکر کسی نے اصل و نسب تغلق شاہیہ قوم قلم
تحقیق نہ کیا ہی اور مولف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے اوائل سلطنت مین سلطان عامر
ابراہیم عادل شاہ کیطرف سے بلدہ لاہور مین پہونچا تھا وہانکے بعضے آدمیونسے جنہین تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے
کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبرداری کی استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا اُنھون نے جواب دیا
کہ ہمنے بھی صریحاً کسی کتاب مین نہین دیکھا ہی لیکن اس ملک مین مشہور ہی کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ
بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان ترک مین انتظام رکھتا تھا اور مردم جیت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک
کی ہی وصلت کرکے اُنسے لڑکی لی اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور ملحقات مین
مسطور ہی کہ تغلق اصل مین قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترکی ہی اور مردم ہند نے استعمال کیوقت قلب کرکے تغلق کیا ہی اور
بعضون نے قتلغ کو قتلو کیا ہی القصہ جب بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان اور اپنے ولی نعمت کے
قاتلون کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی پر رو لایا تھا اصلاح مین لایا اور مقبول قلوب ہوکر علاج
رعایا اور برایا کیطرف رغبت کی **نظم** برومند بادا ہمایون درخت ٭ کہ در سایہ او توان برد رخت ٭ گہ از میوہ آرایش خوان دہد
گہ از سایہ آسایش جان دہد ٭ اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُسکی طبیعت مین عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی
اور اوقات خمسہ نماز کو باجماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری مین اجلاس کرکے احوال مردم اور امور مالی و
ملکی مین مشغول ہوتا تھا اور علائی کے بازماندونکی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک
جماعت کو کہ سلطان قطب الدین کی زوجہ کو قبل انقضائے عدت خسرو خانسے عقد باندھا تھا سزائے اعمال کو پہونچایا اور ملک

نصیر الدین جونا کو جو خلف الصدق اُسکا تھا ولیعہد کیا اور عطاے چتر سے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان مخاطب فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا مُنھ بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام بلاد سندھ اُسے تفویض فرمائی اور ملک اسد الدین بھتیجے اپنے کو باربک اور ملک بہاء الدین بھانجے کو عارض ممالکت یعنے بخشی فوج یا سالار فوج کیا اور سمانہ اُسکی وجہ جاگیر مین مقرر کیا اور ملک شادی جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کارفرمائی اسکے تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتار خان خطاب دیکر ظفر آباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر قتلغخان رکو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماء الدین کے تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور اشغال بھی ہر شخص کے فراخور حال تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جبتک کسی شخص مین مشاہدہ نکرتا وہ کام ہرگز اُسکے سپرد نکرتا اور مردم قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نرکھتا اور جسوقت فتحنامہ کسی مقام سے پہونچتا یا کہ خدائی کسی شاہزادہ کی وقوع مین آتی یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور و اکابر و علما و مشائخ اور امرا کو باندازہ مدارج انعام عطا فرماتا اور گوشہ نشینون اور متوکلون کی خبر لیتا اور اُنکے احوال پر تفقد کرتا اور جس شخص کو اپنے اہل ممالک سے پریشان دیکھتا اُسکا احوال استفسار کرکے اُسکے تدارک مین مشغول ہوتا اور دروازے مغل کے آنے کے ایسے مسدود کیے کہ مغل کو اُسکی مدت سلطنت مین ہندوستان دیکھنا نصیب نہوا اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا عمارت قلعہ تغلق کے سوا اور بھی بنائین اُسنے تعمیر فرمائین اور مسکرات سے پرہیز کرتا اور آبکاری کی ممانعت مین مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت امارت مین ساتھ اہل بیت اور غلامون اور چاکرون اور فرمانبرداروں قدیم کے کرتا تھا انحراف نکیا اور ملوک علائی کو نوازکر مراتب اور جاگیرات اُنکی مقرر رکھے اور ملک اختیار الدین کہ بساطین الانس اُسکی تصنیف ہے اور مولف اس کتاب نے اُسکو مختصر کرکے منصب دبیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھہ مواجب اور انعام کے خوش کرکے دربار مین بیٹھنے کا حکم دیا اور قوانین اور ضوابط سلاطین ماضیہ ہنگام ملک اور انتظام احوال خلق مین وضع کیے تھے اُنسے پوچھتا تھا اور پیروی اُسکی کرتا تھا اور اس اُمر سے کہ باعث آزار و محنت خلائق ہو احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معائنہ فرماتا درجہ عالی مین پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت شائستہ ظہور مین آتی ساتھہ مراحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری مین ساتھہ اعتدال کے کام فرماتا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علائی کو کہ خسرو خان نے اضطرار اور اضطراب سے خلائق پر قسمت کیا تھا کچھہ تدبیر اور تدریج اور کچھہ شدت و توبیخ سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور مملو کیا اور زر بقایا مطالبات مین تامل کرکے لاکھہ سے ہزار اور سو سے دس اختصار کرکے وصول کیا اور عاملون کو علاقون پر اس لحاظ سے نہ بھیجا کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت روا رکھینگے اور دوسرے برس جلوس کے سبب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیوگڈھ بھی بے انتظام ہوئی تھی الغخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے شوکت بادشاہی تلنگ کیطرف بھیجا الغخان وہان پہونچکر نہب و غارت مین مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور متمردی سے حرب ہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ مع افواج دہلی تلاشہاے خوب کرکے نامردیہاے سابق کی تلافی کی آخر کو پسپا ہوکر حصار ورنگل مین محصور ہوا اور جو اُنھین دنون مین برج اور دیوارین قلعہ کی مستحکم کی تھین الغخان نے بعد

محاصرہ کرنے کے اظہار عجز نہ کرکے ہر روز آثار شجاعت و جلادت ظاہر کیے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوئی پھر الغخان تیاری
دمدمہ اور سرنگ مین مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہووے لدردیو نے عاجز ہوکر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور
افیال اور جواہر و نفائس دینا قبول کرکے اقرار کیا کہ سنوات آیندہ مین بھی پیشکش ساتھ اس دستور کے کہ سلطان علاء الدین کو
دیتا تھا بھیجتا رہونگا الغخان صلح پر راضی ہوا اور قلعہ کے لینے مین زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ مین اُردو یعنے لشکر گاہ مین عفونت
اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریان پیدا ہوئین اور خلق بیشمار اور ہاتھی گھوڑے بیحساب ضایع ہوئے
اور لشکر گاہ کے لوگ خبرین متوحش مشہور کرتے تھے اور مقارن اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کامل
خبر دہلی سے نہ پہونچی اور حال آنکہ ہفتہ مین دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کہ اس
عرصہ مین ہندوستان مین آنکر الغخان کی ملازمت مین اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تعزیت رکھتے تھے بدذاتی سے یہ خبر دروغ مشہور کی
کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی مین فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا ہے اور اسیر بھی کتفا
نکرکے دونون متفق ہوکر ملک تمور اور ملک کل افغان اور ملک کافور مہردار اور ملک تگین جو امراے عمائد لشکر تھے اُنکے دیرہ مین جاکر کہنے
لگے کہ احوال دہلی کا اسطرح ہے اور الغخان جو تمہین اکابر لوگ علائی سے اور اپنا شریک ملک جانتا ہے اُسنے ارادہ کیا ہے کہ تم چارون کو گرفتار
کرکے قتل کرے یہ لوگ اس بات کے سننے سے مضطرب ہوئے اور لشکر مین ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے بعد ہر سینگ سمائے مفرور
ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہوکر اپنی چند خواصون سے دیوگڑھ کیطرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہوکر تلنگ کی سرحد تک تعاقب کیا اور
خلق بیشمار مقتول ہوئی اسی حالت مین ڈاک چوکی کہ ان لوگونکی اصطلاح مین الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہونچے اور بادشاہ کی
سلامتی کی خبر منتشر اور متیقن ہوئی الغخان بصحت و عافیت دیوگڑھ مین پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور اُن چارون سردارونکا
کہ آپسمین اتفاق کرکے لشکر سے برآمد ہوکر جدا ہوئے تھے حشم و خدم زائل ہوا اور ساز و سلب اُنکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تمور
چند آدمیون سے زمینداران تلنگ مین جاکر مر گیا اور ملک تگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کرکے اُسکا پوست الغخان کے
پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفترپونکو گرفتار کرکے الغخان کے روبرو لائے الغخان نے
انھین مقید کرکے دہلی مین روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری مین سبکو زندہ درگور کرکے خوش طبعی اصل پر ڈالی
اور اُنکی اولاد و احفاد کو جو دہلی مین گرفتار تھے اُنھین بھی ہاتھیونسے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر
دیوگڑھ سے دہلی مین آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی اور چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگڑھ کے رستہ سے ورنگل کیطرف
متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو تلنگ کی سرحد مین تھا اور ورنگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض اور قلعون کے کہ اثناے راہ
مین تھے مسخر اور مفتوح کیے اور اپنے معتمدون کے سپرد کرکے راستونکے ضبط کا ذمہ دار انکو کیا اور خود ورنگل کیطرف راہی ہوا اور مدت
قلیل مین جبراً اور قہراً اُسے بھی سر کیا اور از روے انتقام بہت سے ہنود تہ تیغ کیے اور لدر دیو کو مع اہل و عیال اسیر کرکے مع فیلان
اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المحا طب قدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی مین روانہ کیا اور اس
بشارت پر اشاعت سے دہلی مین آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امراے معتبر کے
سپرد کرکے ورنگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیر جاج نگر کیطرف روانہ ہوا اور وہانکے راجہ سے چالیس زنجیر فیل
لیکر باپ کی خدمت مین بھیجا اور ورنگل مین جاکر حسب الحکم عاسر امان اور رعایاے اس ولایت کی کرکے مظفر اور منصور
باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سنہ سات سو چوبیس ہجری مین عرضیان لکھنوتی اور ستار گانون سے پہونچین کہ امرا اور حکام نے ۷۲۴

دہانکے دست تظلم دراز کیا ہی اور کوئی طریقہ ظلم و جبر کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور الغخان کو اپنا نائب کرکے دہلی مین چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس ہندوستان کی حد شرقی کیطرف نہضت فرمائی اور جب ترہت مین پہونچا سلطان ناصر الدین ولد بادشاہ غیاث الدین بلبن جو عہد خلجیہ مین اُسکی سلامتی نفس کیواسطے اُسکی جاگیرات مین تغیر نہوا تھا اور گوشہ لکھنوتی مین رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور قضائے الہی پر راضی ہوکر ترہت مین جاکر شاہ سے ملازمت کی اور تحف و ہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور تتار خان کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا مُنھ بولا فرزند تھا ستارگانوٗن اُسکے نامزد ہوا اور وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امرائے علائی سے تھا اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کرکے درگاہ مین لایا اور تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی اسکی جاگیر کیواسطے مقرر رکھی اور محافظت ستارگانوٗن اور کنور بنگالہ اس سے رجوع کرکے عازم مراجعت ہوا اور فتوح السلاطین مین وارد ہی کہ مراجعت کے وقت جب رایت بادشاہ غیاث الدین نے سایہ وصول ترہت مین ڈالا راے ترہت ہزیمت کرکے جنگل مین بھاگا اور تغلق شاہ اسکے پیچھے تعاقب مین جنگل کے درون مین در آیا اور خود بہ نفس نفیس تبر ہاتھ مین لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جب حال اسطرح دیکھا خرد و بزرگ درخت قطع کرنے مین مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت مین ایسا صفا کیا کہ گویا کبھی گھاس بھی نہ اُگی تھی اور بادشاہ دو تین روز کے بعد حصار ترہت مین داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آب اس قلعہ کے گرداگرد تھے اور ایک راہ باریک کے سوا دوسرا راستہ نہ رکھتا تھا باوجود اسکے ہمت ملوکانہ مصروف رکھکر دو تین ہفتہ مین اُسے مفتوح کیا اور وہان کے راجہ کو دستگیر کرکے ترہت احمد خان ابن ملک تلبغہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طی کی لشکر پر سبقت کرکے بطریق عجلت دار السلطنت کیطرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ اجل اُسکا گریبان پکڑکے کھینچتی ہی الغخان نے جب سنا کہ باپ تاخت کیطرح متوجہ ہوا افغان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ مین احداث کرکے انجام کو پہونچایا کہ جسوقت باپ وہان پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کرکے تمام اسباب سلطنت اور لوازم تجمل مہیا ہو تا شکوہ تمام شہر مین داخل ہووے جب سلطان وہان پہونچا سبب احداث عمارت دلپذیر لاکر وہان نزول کیا اور تغلق آباد مین شادی کا سامان مہیا کیا اور قبہ لُٹائے دوسرے دن الغخان اور تمام امرا انامل بادشاہ پر بوسہ دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان ساتھ ایک جماعت کے کہ استقبال کیواسطے آتے تھے اُس قصر مین بیٹھکر طعام کھانے مین مشغول ہوا جب دسترخوان بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اُسیوقت سوار ہوگا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی وہ بھی اسپ و فیل اور تمام پیشکش گذراننے کیواسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان مین اس مکان کی چھت گر پڑی بادشاہ مع پانچ آدمیون کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق مین پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ مین مسطور ہی کہ جو قصر نو ساختہ اور تازہ تھا ہاتھیون کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ بنانا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیاء برنی جو بادشاہ فیروز کے عصر مین تھا اور بادشاہ فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد کمال تھا اُسکے ملاحظہ سے یہ معنے نہ لکھے لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ یہ حکایت عقل سے بہت بعید ہی کسواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے رنگین زیادہ یہ صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ الغخان نے یہ عمارت ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ مین تحریر کیا

ہے کہ جسوقت بادشاہ ہاتھ دھونے مین مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اُسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت بتقدیر وقوع ساتھ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین مین ہزار تنگہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عہد مین معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہے اُسکے نام نامی مین لکھا **ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا** سلطان اعظم نے بعد وفات پدر سوم عزا تین روز قائم رکھا آخرش تعزیت ساتھ خوشحالی اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امراے بزرگ کے اتفاق سے بجاے پدر بسریر فرماندہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کرکے تغلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر مین خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور قرص زر سرخ وسفید ہاتھیون پر لادکر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھون پر اسقدر لٹائے کہ اکثر فقراے دہلی اُس روز سے گدائی سے مستغنی ہوئے اور بقیۃ العمر بفراغت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت تھا چاہتا تھا کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن و پری پر نافذ ہووے اور ربع مسکون پر میرا ایک نفر ضبط و ربط رکھے اور اگر اسلام مورد ثی مانع نہوتا دعوی انا ربکم الاعلی کرتا ایسا سخی تھا کہ فقیر کو خزانہ دیتا اور اُسکو بھی حقیر جانتا یعنے مین نے اسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم و معن عطاے کمترین ایک روزہ اُسکی تھی اور بذل اور ایثار کے وقت غنی اور فقیر آشنا اور بیگانہ اُسکی نظر ہمت مین یکسان دکھلائی دیتے تھے تتارخان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستار گانون کا والی کیا تھا اور برادر خواندہ اُسکا ہوتا تھا اُسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز مین سو زنجیر فیل اور ہزار گھوڑے اور ایک کروڑ اشرفی اور چتر دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستار گانون اُسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے اسطرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اسی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنگہ اور مولانا عضد الدین اپنے اُستاد کو چالیس ہزار تنگہ ایک روز مین بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو بھی اسیقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ مین نہ سماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنگہ سے مراد نقرہ ہے اور کچھ مس بھی اسمین شریک تھا اور اس ایک تنگہ کے سولہ مس پل یعنے تانبے کے پیسہ دیتے تھے اور اُسکی بادشاہی مین اول سے آخر تک علما اور کبرا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اُسکے عواطف اور مراحم کی اُمید مین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان مین آتے تھے اور اس سے زیادہ تر کہ تصور کرتے تھے مورد انعام اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسون اور ضعیفون کو جو اطراف واکناف سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوتی تھی زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کیطرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح اور شیرین کلامی مین بے نظیر تھا اور مکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور بدیہہ یون لکھتا تھا کہ منشیان عطارد رقم اُسمین حیران رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اُسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری مین اپنا مثل نرکھتا تھا اور جودت فہم اور حدت ذہن مین علم امتیاز بلند کرتا تھا اور بدیہہ ساتھہ محاسن اور رذائل شخص کے حکم کرتا اور قبل تکلم متکلم کے اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اس درجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر مین

لغت
بالفتح و کاف عربی
بالفتح ونون
غلاف از زر باشد
ذرہ از زر و غیرہ
زمین و آرامین
[illegible]
[illegible]
بفتح
سیکون
[illegible]
نہایت
[illegible]

جو کچھ ایکبار سنتا فراموش نکرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصۂ ابو مسلم اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوص علم طب
اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق مین مہارت تمام رکھتا تھا اور بیمارونکا معالجہ کرتا اور تشخیص مرض وغیرہ مین اطبائے عصر سے
بحث طالب علمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی مین بھی اکثر اوقات صرف معقولات وفلاسفین کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر
اور نجم الدین انتشار اور مولانا علیم الدین شیرازی اور علمائے حکیم طبیعیت سے ہم صحبت ہو کر کتب متقدمین کے حرف درمیانین
لاتا اور یہ عبید بعبید شاعر مشہور ہے اور ہزال اور شاعر بیباک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چندان صفائی
نہ رکھتا تھا اور فقہا اور ارباب منقول کو اُسکی مجلس مین چندان راہ نہ تھی اور نقلیات سے جو کچھ تطبیق اُسکے ساتھ عقلیات کی متصور
ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت مین بھی اپنا مشبیہ اور نظیر
نرکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والا نہمت اُسکی اسمین مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ قبضۂ تصرف مین لاوے اور اسی سبب سے
اکثر ایام شاہی اُسکی لشکر کشی مین گذرتے اور اُس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہین کسواسطے جامع اضداد تھا
اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کی مانند باصدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کرکے پانچون وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات مین قیام کرکے کوئی مسکر نہ کھاتا اور زنا
لواطہ یعنے لونڈہ بازی اور جمیع چیزون سے کہ اسم حرمت اسپر جاری ہووے پرہیز کرتا لیکن قہر وسیاست اور خونریزی ناحق
اور تشدید اور تعذیب بندگان خدا مین بیباک تھا اور اس بارہ مین شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان
کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات وصوفی وقلندر اور نویسندہ
اور لشکریون پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس مین امرا اور ملوک اور اعوان اپنے کو موافق اور متفق
تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیرین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے باربک کا
نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدر خان خطاب دیا جب شاہ ناصر الدین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیر اسے مرحمت فرمائی
اور قتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ سے پڑھی تھین اور خط کی بھی مشق اُس سے کی تھی شغل وکالت
اسے ارزانی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر
گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن قتلغخان کو الپ خان خطاب
عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری اُسکی جاگیر مقرر کی
اور ابتدائے سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی تمام پیدا نہ کی تھی کہ ترمشرین خان بن داؤد خان حاکم الوس چغتائی
کہ شجاعت رستم اور عدالت کسری اُسکی ذات مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانون کا تھا مع افواج افزون از قطرات باران
اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عازم ہوا اور ۷۲۷ھ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا
اور لمغان اور ملتان دروازہ دہلی تک بعض کو تاخت وتاراج کیا اور بعض بہ بقول داتمان متصرف ہوا اطراف
بدہ کو لشکرگاہ اپنا بنایا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز اور انکسار اختیار کی
اور ایک اہل اعتبار سے سفیر کرکے نقود اور جواہر اسقدر کہ ترمشرین خان کی سبب تسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اس
عرض وناموس کے مملکت اپنی مول لیکر ایسا کیا کہ ترمشرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کیطرف جاکر اُس
ولایت کو کہ سرراہ تھی نہب وغارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بندے بہت لیکر سند اور ملتان کے

راستہ سے سالماً غانماً اپنے وطن کیطرف مراجعت کی اور ضیاء برنی نے روزگار کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ مین مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر مین ہوا اور ولایت دور دست مانند دھور سمند اور معبر اور کنپلہ اور ورنگل اور لکھنوتی اور صبیب گانون اور ستار گانون بعد مواضع قریبہ دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک طولاً اور عرضاً دریاے عمان کے ساحل تک تصرف مین آئی اور بعضے تعلقو کی نسبت وہانکے راجہ متعہد خراج ہو کر سال بسال واصل خزانہ کرتے تھے اور کسی مفسد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار ممالک محروسہ اسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور اسقدر اموال اطراف سے اُسمے پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ مین کمی ظاہر نہوتی تھی لیکن اواسط اور اواخر سلطانی مین باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تزلزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اُسکے تصرف مین نرہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزین تھین اول خراج درمیان دوآب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تانبے اور کانسے کا بجاے نقرہ رواج دینا تیسری مین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراء النہر کے عزم تسخیر مین ترتیب کرنا اور خزانہ علائی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراچل کیطرف کہ اُسے ہماچل بھی کہتے ہین بھیجنا پانچوین اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یون ہے کہ بعض امور دنیوی تصور کرکے خراج مملکت میان دوآب ایک روپیہ کی جگہ تگنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال برایا اور تمرد رعایا کا سبب ہوا کار زراعت و کشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور قحط عظیم دہلی مین پڑا ایسا کہ اکثر مکانات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی مین خلل عظیم واقع ہوا اور قصہ زر مس کا یہ ہے کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن حشم و خزائن سے ساتھ اسکے وفا نکرتا تھا پس تحصیل کیواسطے یہ مقصود سکہ مس سے پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین مین زر چاو رائج ہے ہندوستان مین بھی زر مس کو دار الضرب مین سکہ مارین اور بجاے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت مین معمول رکھین اور چاو کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجاے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند مین صورت نہ باندھی ہندوان ممالک تمام مبالغ مس سے دار الضرب مین لاتے تھے اور سکہ مارکر لاکھون اور کرورون بہم پہونچاتے تھے اور امتعہ اور اسلحہ خرید کرکے اطراف مین بھیجتے تھے اور تنگہاے زر و نقرہ کے عوض بیچتے تھے اور زرگرون نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کرکے اپنے مکانون مین سکہ گڑھتے تھے اسواسطے چند عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک دور دست کے حکام نے قبول نکیا اور تمرد و سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ تختگاہ اور مواضع قریبہ مین بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ مین داخل کرے اور اُسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس اعتبار قبول کرے اور داد و ستد مین رواج بہم پہونچا دے لیکن خلق نے تنگہ ہاے مس کو سنگ و کلوخ کے مانند اپنے مکانو مین ڈالا تھا خزانہ مین لاکر اُسکے عوض مین تنگہ ہاے زر و نقرہ لیگئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی اسیطور سے رواج رہا اور سلطنت مین فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشۂ باطل تسخیر ربع مسکون مین سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نوروز داماد ترمشیرین خان جو بادشاہ زادہ چغتائی تھا بہت امراے ہزارہ اور صدہ سی اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان مین آیا

اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان نے بھی شاہزادے اور امرا اور روسا ملازمت مین پہونچے اُنھون نے
تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کی ہر آئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کر کے ان لوگونکو کہ اُسطرف سے آتے تھے
تالیف قلوب کے واسطے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا علاوہ اسکے سپاہ سرحد و نیز کہ حفاظت مملکت ضرور ہے تین لاکھ اور ستر
ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال مواجب اُنکا خزانہ سے وصول ہوا جب فرصت اُس سے نہوئی کہ اُس
لشکر کو کام فرماوے اور مملکت تازہ تسخیر کرے تو تنخواہ فوج وہانسے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے کہ سپاہ کی تسلی ہووے
ہر آئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیرونقی تمام کار بادشاہی مین ظاہر ہوئی اور اندیشہ بھیجنے لشکر کا کوہ ہماچل
مین یون ہے کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین وہماچل جو ولایت چین و ہند کے درمیان مین واقع ہے ہوئی چنانچہ سنہ ۷۳۸
سات سو اٹھتیس امراے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کار آمدنی اپنے بھانجے خسرو ملک کے ہمراہ کر کے
رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانین قلعہ باندھکر اور لشکر چھوڑکر
آگے بڑھین اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بنا کر کے اقامت کرین اور ولایت
ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کر کے عرضداشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو
پہونچے بتدریج یعنے آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپے ہووین ہر چند ارکان دولت نے کنایتہً اور تصریحاً عرض کیا
کہ یہ فکر مناسب نہین ہے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالک سے اپنے مین لائے ہون
اُسنے قبول نہ کیا اور جو خسرو ملک اور امراے بیچارہ کہ اطاعت کے سوا چارہ نرکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور
مین داخل ہوے اور جاہاے مناسب مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کر کے آگے بڑھے اور جب
بہت کوہ ہاے ہماچل سے طے کر کے حوالی شہر ہاے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور
محکمی حصار اور راہ ہاے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دلین خیال کیا خوف و ہراس انکے دلون پر ایسا مستولی ہوا
کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات پہونچا تھا اکثر راہین زیر آب ہوکر معدوم ہوئین تھین اور راستہ برآمد
ہونیکا معلوم نہ تھا دامن کوہ پکڑ کر سراسیمہ جاتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے
اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام بہزار مشقت ایک صحراے وسیع مین پہونچے جو اس تمام
ہولناک کو طے کر چکے تھے استراحت کیواسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شبکو باران عظیم برسا لشکرگاہ کے دو رکو
اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پیرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز آذوقہ اور
قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان
کیطرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہوکر کشتیون پر سوار ہوئے اور اُسمقام مین جاکر امتعہ و اسلحہ
وافر لوٹ کر مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ ہمراہ پانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنمین سے ایک
متنفس نہ بچا اور تھوڑے سے کہ سات ہزار جریح و قتیل کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوئے اور جو
قصہ سفاکی بادشاہ اور مقتولی سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق سے واضح ہوتا ہے اسواسطے ذکر اُسکا علحدہ نہ کر کے
داستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہے وہ یون تھی کہ بہاءالدین سلطان محمد شاہ کا چچیرا بھائی المخاطب بگرشاسپ
جو امراے کبار سے تھا اور ولایت ساغر کہ جملہ ممالک دکن سے ہے جاگیر رکھتا تھا مہمات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر سروری

کے اندیشہ مین پڑا اور استحکام قلعہ ساغر اور کثرت خیل اور لشکر پر فریفتہ ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امراے دکن کو اپنا یار کرکے تمام معمورۂ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اُسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل و خوار ہوکر بھاگے اور مندو اور شادی آباد مین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امراے پایۂ تخت اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کیواسطے مامور کیا اور خواجہ جہان جب دیوگڑھ مین پہونچا گرشاسپ نے بھی لشکر آراستہ کرکے اُسکا سامنا کیا دیوگڑھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثناے جنگ مین خضر بہرام کہ امراے کلان گرشاسپ سے تھا اس سے روگردان ہوکر خواجہ جہانسے جاملا ایک فتور عظیم نے اُسپر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسپ نے توقف مناسب نہ دیکھا ایکبارگی میدان دغا سے مُنھ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساغر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور چندروز کے بعد لشکر خصم کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا اپنی اہل و عیال لیکر کنبیلہ مین کہ ممالک کرناٹک سے ہے اور وہان کا راجہ اسکا دوست اور یکجہت تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ مین بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آیا خواجہ جہان کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تعین کیا خواجہ جہان نے دومرتبہ گرشاسپ سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر قاہرہ مجدداً دیوگڑھ سے اُسکی مدد کو پہونچا تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسپ ہلال دیو کے مسکن کیطرف بھاگا ہلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسپ کو گرفتار کرکے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپکو دو لتخواہان سلطانی سے شمار کیا خواجہ جہان نے گرشاسپ کو مقید کرکے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھچواکر بھوسہ بھروایا اور شہر مین تشہیر کرکے یہ منادی کروائی **بیت** ہر آنکو بتابد سر از شہریار × سزا ایش ہمین است انجام کار × اُسوقت مین سلطان کی راے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساے کے زیر سایہ آئے ہین کسی ملک مین دار الملک مقرر کرنا چاہیے کہ بسبب اُسکے اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر و شر اور صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کی جہات سے ساتھ دار الملک کے علی السویہ ہوا اور جو کسی دیار مین ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت مین کوئی مرض پیش آوے جلد تر اُسکے تدارک اور علاج مین قیام ہو سکے مگر چونکہ دانایان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اوجین تختگاہ کیواسطے پسند کیا اور عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند مین واقع ہے بکرماجیت کھتری نے اسواسطے اسے اپنا دار الملک بنایا تھا اور بعض مردم حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھکر عرض کی کہ دیوگڑھ ہند کے وسط مین واقع ہے بادشاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہوکر حکم دیا کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر دیا کی خلقت صغیر و کبیر نوکر و غیر نوکر مونث اور مذکر کو کوچ کرواکر دیوگڑھ مین لاوین اور آباد کرین اور اکثر لوگون کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل مین مابین دولت آباد اور دہلی کے ایک سرا تیار کراؤ اور اُسکے راستہ مین دورویہ اشجار سایہ دار لگاؤ تو مسافرین آرام سے آمد و شد کرین اور شہر دیوگڑھ کا دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڑھ کے گرداگرد خندق کھدوائے اور دولت آباد بالا گھاٹ اور ریلورہ کے قریب باغات اور حوضہات بندگ یعنے تالاب بنوائے اور اس تغیر و تبدل سے کہ رعایا اور برایا کے حال پر راہ پایا مہمات ملکی مین تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی اُسوقت دولت آباد مین کہ آیہ کریمہ الّتی لم یُخلق مِثلُھا فی البلاد کی شان میں تھا وہین فوت ہوکر وہان مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوشی ہوائی مین کچھہ نقص نہین رکھتا تھا اُسمین فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اُسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسپ کے سبب سے مطمین ہوا

اور خسرو و بزرگ دہلی کے برآمد ہوکر دولت آباد مین ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کرکے قلعۂ کندھانہ کی تسخیر
مین جو خیبر کے اطراف مین واقع ہی متوجہ ہوا اور ناگ نایک نے جو کولیان کا سردار تھا واقعہ کیواسطے قیام کرکے جنگہاے مردانہ اور
حرب رستمانہ کی اور آفرین اور تحسین کی نداز مین و آسمان سے سُنی اور وہ قلعہ ایک کوہ بلند کی چوٹی پر واقع ہی اور استواری
مین ساتھہ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہی اور کمند او ہام حکام صاحب اقتدار اُسکے کنگرہ کے پہونچنے سے اظہار
عجز کرتی ہی اور سلطان آٹھہ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور ساباط بنانے اور مغربی نصب کرنے مین سعی بلیغ اور جہد
موفور بیس ہونچائی ناگ نایک نے مضطرب اور بیحواس ہوکر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کرکے امراے بزرگ مین منتظم ہوا اور بادشاہ
نے مظفر اور منصور ہوکر دولت آباد مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور زمانہ ساتھہ مقصد دل کے گذرتا اس درمیان مین
لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان نقارہ خصوصمت کا بجاکر مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہی اور جمعیت عظیم
بہم پہونچا کر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہی اور بیان اس واقعہ کا یون ہی کہ بادشاہ محمد نے جب دولت آباد کو پاے تخت اپنا بنایا
اور جمیع امرا اور منصب دارونکو فرامین بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد مین بھیجکر مکان تیار کروا سواسطے علی نام ایک
محصل کوچ کروانیکو بہرام ابیہ کی ملتان کیطرف گیا اور جسطرح کہ رسم محصلونکی ہی درشتی بہت کی اور کلام موحش قسم تہدید
اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہوکر متوجہ دیوانخانہ بہرام ابیہ کا تھا کہ علی محصل نے
اُسکے پاس پہونچکر کہا کسواسطے اپنے سردار کو دولت آباد مین نہین بھیجتا شاید سر مین اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتا ہی اُسنے کہا
حرامزادہ کسے کہتا ہی کہا کہ وہ جو مکانمین بیٹھا ہی اور حکم بادشاہی کی تعمیل نہین کرتا ہی آخر اس مقدمہ مین دو بدل درمیان انکے
اسقدر ہوئی کہ نوبت ساتھہ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے موے سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے
اور اُسنے کسی نہ کسی طرحسے اپنے بال اُسکے ہاتھہ سے چھڑا لیے اور علی یعنے محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے اشارہ کے
موافق اُسکا سر تن سے جدا کرکے شہر مین پھرایا بہرام ابیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب سے
بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنی توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی اور لشکر
فراہم کرکے ملتان گیا او بہرام ابیہ بھی ایک لشکر مور و ملخ سے زیادہ جمع کرکے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صعب کے
بعد کہ خلق بیشمار دونون طرفسے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُسکا فرنعمت کے ہوئی بادشاہ مظفر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل
عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگونکی شفاعت کی سلطان اُنکی شفاعت کے موافق ملتانیونکے قتل سے
درگذرا اور قوام الملک نامے کو وہانکی حکومت پر منصوب کیا اور اُسوقت ایک جماعت بہرام ابیہ کے تعاقب مین نامزد ہوئی تھی
سر اُسکا جدا کرکے ملتان مین لائی پھر بادشاہ نے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جولوگ اطراف کے کہ ساتھہ تکلیف کے رہین
ہوئے تھے پراگندہ ہوئے بادشاہ دو برس وہان رہا اور ہمت دولت آباد کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہانکو
مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد مین روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کہ جو وہانکی آب و ہوا کے خوگر تھے اپنے ساتھہ نرکھا سبکو
دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرحسے ویران ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گیدڑ اور لومڑی اور جانور صحرائی کے سوا کانمین نہ پہونچتی
اور ان سنوات مین جو مالوجہات مین دوآب کا بندرت طلب تھا وہانکی رعایا اور مقدمون نے آگ اپنے مکانون اور کھلیانونمین
لگاکر اور مواشی اپنے لیکر جنگلون اور پہاڑون مین داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ ضلعدار اور حکام وہانکے ہاتھہ قتل و غارتمین
دراز کرکے جسکسیکو پاوین تیغ بیدریغ سے ہلاک کرین یا زندہ گرفتار کرین اس سبب سے ولایت درمیان دوآب کے خراب اور

ویران ہوئی متردد بن خوف اور ناایمنی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہوئے تھے حیران اور سرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتدائے آفرینش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود برسم شکار باہر گیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کر کے حکم دیا کہ اُنکے سر قلعہ کے کنگرون پر آویزان کرو اہلکار حسب الحکم عمل مین لائے اور اسیطرح سے قنوج مین جاکر وہانسے صوبہ تک ایک عالم کا عالم قتل کیا اسوقت مین ایک نوکران قدر خان سے کہ اُسے ملک فخر الدین کہتے تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدر خان کو قتل کر کے لکھنوتی کے خوانون پر بھی متصرف ہوا اور لکھنوتی اور ستارگانوَن اور سندگام کو اپنے قبض و دخل مین لایا اور بادشاہ ابتک قنوج کے قتل و غارت سے فارغ نہوا تھا کہ معبر سے خبر پہونچی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور وہانکے امرا کو قتل کر کے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے سلطان فخر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آیا ابراہیم خریطہ دار اور اقربائے سید حسن کو گرفتار کر کے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر سنہ ۷۴۲ سات سو بیالیس ہجری مین معبر کیطرف نہضت فرمائی اور دیوگڈھ مین پہونچتے ہی وہانکے عمال اور مزارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ انمین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان دی تھی چنانچہ اُس ولایت مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور اسکے بعد خواجہ جہانکو دہلی کیطرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کے سمت روانہ ہوا جب ارنکل مین پہونچا وہان دس عام سے وبا عالم گیر تھی اکثر آدمی اُس مرض مین مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی اور معتبر نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اور عماد الملک وزیر کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کیطرف علم معاودت کا بلند کیا جسوقت کہ حوالی قصبہ بیر مین پہونچا درد دانتون مین پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کر کے ایک گنبد اُسپر تیار کیا چنانچہ ابتک وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹین مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ولایت بیدر اُسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی بتعداد کرور تنگہ مقاطعہ اسکو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلغخان اُستاد کے تفویض فرمائی اسواسطے کہ حرف حرامخواری شاہو سے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہو کے دہلی کیطرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے وگرنہ دولت آباد مین استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور قصباتی کو کہ دہلی کے راستہ کیطرف تھے امساک باران سے قحط کے سبب خراب اور ویران دیکھا اور پائیگانی کہ راہ بدالچوکی منسوب تھی اسکو برخاستہ پایا اور جب دہلی مین پہونچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ سترہ درم کو میسر ہوتا تھا اور اکثر مویشی اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بہرہ واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کر کے چند روز ترک سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھودونے چاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی پارہ جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا اپنے ماکولات مین صرف کیا اور پارہ دوسرے صرف چاہ و زراعت مین کیا لیکن بسبب امساک باران کے کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہو سے افغان نے طبل مخالفت علانیہ ملتان مین بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کیطرف بھگایا اور بادشاہ نے دہلی سے سامان لشکر درست کر کے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع نہوئی تھی کہ والدہ اُسکی

مخدومۂ جہان کہ نظام والتیام تمام خاندان تغلق شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی میں بجوار رحمت حق واصل ہوئی سلطان محزون اور ملول ہوا اور حکم دیا تو اہالیان سلطنت نے شہر میں اُس مرحومہ کی روح پر فتوح کیواسطے طعام اور صدقات دیئے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے قریب پہونچا شاہو افغان نے عریضہ مشتمل بر ندامت اور اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑکر افغانستان میں گیا بادشاہ راہ سے معاودت کر کے دہلی میں آیا اور دہلی میں قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر روپیہ خزانہ عامرہ سے دیا تو کنوئیں کھودیں اور کشتکاری میں مشغول ہوں لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاست میں پہونچتے تھے اُسوقت میں ایک گروہ مندہران اور چوہان میانہ و بھٹیان کہ ولایت سنام اور سامانہ میں تھے تمرد کر کے جنگلوں عظیم میں در آئے اور مکانات بنوا کر مقیم ہوے اور ہاتھ مالگذاری سے کھینچے بادشاہ نے بمدافعت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کہ اصطلاح ہند میں مندل کہتے ہیں منہدم کیا اور انکی جمعیتوں کو پریشان کیا اور اُنکے سردارونکو ہمراہ لاکر شہر میں جگہ دی اور سنہ ۷۴۳ھ سات سو تینتالیس ہجری میں ملک چندر کہ سردار کھکران کا تھا اُسنے علم مخالفت بلند کر کے حاکم لاہور یعنے ملک تاتار خان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہاں کو اسکے دفع کیواسطے بھیجا اُسنے کھکران کو مخذول اور منکوب کیا اور چونکہ دلمین بادشاہ کے متمکن ہوا تھا کہ سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہیں ہے اور ہمیشہ اس اندیشہ میں تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان میں سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے ایک دودمان عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھایا ہے پس اسیوقت باتفاق کمال الملک مہا بانہ بیعت ساتھ اُس خلیفہ کے کر کے بجاے اسم اپنے نام خلیفہ سکہ میں درج کیا اور شہر میں نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے اوقات عریضہ لکھنے میں صرف کر کے مرسول رکھا اور سنہ ۷۴۴ھ سات سو چوالیس ہجری میں حاجی سعید حرمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ آنکر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ گروہ سے استقبال کر کے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حرمزی کے قدمونپر دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو میں گیا اور شہر میں قبے آویزان کیے اور زر خطیر فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی ادا کیواسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھکر اسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نرکھتے تھے خطبہ سے موقوف کیا نام باپ کا طراز جامہاے زربافت میں اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرما کر ایک عریضہ مطول مشتمل بر تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اُسکا خزانے میں نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجب رفیع کی معیت سے مصر میں روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جامدار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت میں نظیر نرکھتا تھا اور اُس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل پیشکش کر کے ملک خلیفہ میں لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن اقرار عبودیت خلیفہ مصحوب حاجی رجب رفیع کے مرسول کیا اُسوقت کشنا نایک پسر لدردیو کہ نواحی ورنگل میں رہتا تھا جو دہ بلال دیو کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جاکر کہا کہ مسلمانان دیار تلنگ اور کرناٹک میں داخل ہوئے اور عزیمت رکھتے ہیں کہ ہمیں ایکبارگی مستاصل کریں اسبارہ میں ایک فکر چاہیے کرنا بلال دیو نے جمیع اعیان مملکت کو حاضر کر کے مشورہ طلب کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر سے قرار پایا کہ بلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑ کر خود سر راہ سپاہ اسلام میں تختگاہ بنا لے اور معبر اور دہور سمند اور کنبلہ کو مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشنا نایک صرف ہمت کر کے ورنگل کو بھی کہ اس ایام میں فرصت ہی حوزہ دیوان دہلی سے لیوے اور بلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد جاے عقب میں ایک شہر بنام اپنے فرزند بیجن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیجن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بیجا نگر ہوا اور نہ پیادے اور سوار

بہت ہمراہ کشنا نایک کرکے پہلے ورنگل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد مین آیا بعدہ ہلال دیو نے کشنا نایک کو کمک دیکر دوطرف سے رایان معبر اور دہور سمند کو جو قدیم الایام سے باج گذار حاکم کرناٹک تھے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور فتنہ خوابیدہ ہر طرف سے بیدار ہوا ممالک دوردست مین گجرات اور دیوگڑھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف مین نرہا بادشاہ اس سبب سے نہایت پریشان ہوکر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلائق سیاست بادشاہ کی سننے سے متنفر زیادہ تر ہوئی یہ امر سبب زیادتی فتنہ وفساد ہوا اور جو بسبب امساک باران کے فائدہ سعی وکوشش بادشاہ کا زراعت کے بارہ مین مترتب نہوتا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور اُن لوگون کو کہ زجر وتوبیخ سے شہر مین نگاہ رکھا ہی رہا کرین جو کہ زندہ رہے تھے مع زن وفرزند گرتے پڑتے بنگالہ کیطرف دوڑے بادشاہ بھی قحط سے لاعلاج ہوکر شہر سے برآمد ہوا اور پٹیالی اور کنپلہ کو طی کرکے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہان چھاؤنی تیار کرین اور چھاونی کی تیاری کے بعد اس موضع کا نام مقام سرگدواری نام رکھا اور کڑہ اور اودہ سے غلہ وہان پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت وہان ارزانی حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفرآباد اور اودہ رکھتا تھا اور اپنے بھائیون کے ہمراہ وہان رہتا تھا اور ہمیشہ غلہ اور آذوقہ اور اقمشہ اور سائر مایحتاج سرگدواری مین متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ مین کہ بادشاہ وہان رہتا تھا نقد وجنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنگہ خدمت سلطان مین ارسال کیے اور سلطان کو اُسکی نسبت اعتقاد تمام پیدا ہوا اور اُسکی حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اُس زمانے مین کہ بادشاہ سرگدواری مین تھا چار فساد حادث ہوئے اور جلد ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑہ مین ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد کم بنگی اور بیادہ گو اور ہرزہ کار تھا اس جہت سے عہدہ مقاطعہ سے برنہ آیا اور سنہ ۷۴۵ سات سو پینتالیس ہجری مین باغی ہوکر اپنے تئین سلطان علاء الدین مشہور کرکے چتر سر پر لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اُسکے دفع مین مقید ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیون کے اسپر لشکر کھینچکر اُسکو دستگیر کیا اور سر اُسکا کاٹکر بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کہ خواہرزادہ سلطان اُسکے مکان مین تھا نامزد اسطرف کے ہوا اور ایک جماعت کہ اس فساد مین شریک نظام مائین تھی اُسکو دستیاب کرکے جزا اور سزا مین پہونچایا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن مین حادث ہوا وہ یہ ہی کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر کو کرور تنگہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اُسکی ادائی سے عہدہ برنہوسکا باغی ہوکر قلعہ بیدر مین متحصن ہوا قتلغخان دیوگڑھ سے نامزد ہوا اور دوسرے امرا بھی دہلی سے اُسکی کمک کیواسطے تعین ہوئے اور قتلغخان نے قلعہ بیدر کو محاصرہ کرکے نقود اُسکا قلعہ سے برآوردہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا ابھی ایک مہینا اس واقعہ سے نہ گذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علائی جو امیران صدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے تحصیل مال واجب سلطانی کے گلبرگہ کیطرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیون کو کہ ایک اُنمین سے حسن کانکوی تھا اکٹھا جمع کیا اور سنہ ۷۴۶ سات سو چھیالیس ہجری مین بھیرن ضابط کلبرگہ کو جو نوان معتمد سلطان سے تھا غدر کرکے ہلاک کیا اور مال ومتاع اور سلب وسامان اُسکا غارت کرکے بیدر مین گیا اور نائب غیبت بیدر کو بھی قتل کرکے اُس ولایت کو بھی اپنے تصرف مین لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قتلغخان کی کمک کیواسطے بھیجکر اُسکے دفع کو مامور کیا اور جب قتلغخان بیدر کے اطراف مین پہونچا علی شاہ استقبال کرکے جنگ مین مصروف ہوا پھر شکست کھاکر قلعہ بیدر مین پناہ لی اور قتلغخان نے قول دیکر اُسکو مع بھائیون قلعہ سے برآوردہ کیا اور سرگدواری مین سلطان کی خدمت مین حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اُسکے بھائیون کو اخراج کرکے

غزنین بھیجا اور جب وہ خون گرفتنی بحکم غزنین سے پھر آئے اُسیوقت قتل ہوئے اور جیساکہ گذرا یعنے بادشاہ کو عین الملک کی بجاآوری خدمات مستحسن اور پسندیدہ پڑی تھین مقام عنایت مین ہوکر چاہا کہ اُسے مع خیل اور توابعین دولت آباد مین بھیجکر ورنگل کی بھی مہم ساتھ اُسکے رجوع کرے اور قتلغخان کو حضور مین طلب فرماوے عین الملک آپکو دست توہم مین سپرد کرکے فکرہاے دور دراز مین پڑا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ قتلغخان استاد نے اپنے کو تمام مملکت دکن پر بوجہ احسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہے بے تقریب اُسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجاے اُسکے اسطرف بھیجنا معنے نہین رکھتا ہے البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہے کہ ساتھ اس طریق کے میرے تئین اس حدود سے اکھاڑکر کے ضایع کرے اتفاقاً اُس درمیان مین ایک جماعت نویسندگان ساتھ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا اور اُسنے بہ بہانہ گرانی دہلی سے برآمد ہوکر اودھ اور ظفرآباد مین جاکر اپنے تئین عین الملک کی حمایت مین ڈالا تھا اور وہ خاطر سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پاتا تھا چنانچہ اسوقت مین سواے تمرد اور عصیان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند کیا اور جب ظاہر ہوا جب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیونکو اودھ اور ظفرآباد سے کیا اور یہ ابھی راستہ مین تھے کہ عین الملک ایک شب کو سرگدواری سے برآمد ہوکر لشکر اور بھائیون سے جاملا اور اس جلدی مین اُسکے بھائی علم جسبارت بلند کرکے مع چار ہزار سوار سرگدواری کے اطراف مین آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کے جو صحرا مین چرتے تھے اپنے لشکرگاہ مین ہانک لیگئے بادشاہ نے سراسیمہ ہوکر لشکر امروہہ اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی اُنکو مع لشکر دہلی خدمت مین پہونچایا بادشاہ نے افواج آراستہ کی اور عین الملک اور اُسکے بھائیون نے آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ کے مقابل آئے بخیال اسکے کہ جو خلائق بادشاہ سے متنفر ہے شاید ہماری مدد کرے ہو غرضکہ دوسرے دن اپنی فوج کو ترتیب دیکر صحراے قنوج مین مقیم ہوئے سلطان اُنکی خیرہ سری سے غضب مین آیا اور چاہا کہ انھین علف سیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گم کیے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار پائی اور عین الملک زندہ دستگیر ہوا اور شہر اللہ اُسکا بھائی مجروح آب گنگ مین غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ مین مارا گیا اور تھوڑے مع اسپ و سلاح پانی مین ڈوب گئے اور وہ بیچارہ جو آب گنگ سے اپنے تئین ساحل لیگئے تھے کراس اور مواس کے ہاتھ ہلاک ہوئے سلطان نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات مین کچھ شرارت نہین ہے لوگون نے اسے اسپر آمادہ کیا تھا پھر اُسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور علمہاے بزرگ دیکر اُسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہانسے بہرایچ کیطرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر عمارت قبر سالار مسعود غازی کی جو سلطان محمود غزنوی کے اقارب سے تھے در سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد مین یعنے ۵۵۵ھ پانسوستاون ہجری مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر وہانکے مجاوردن اور فقراکو عنایت فرمایا اور خواجہ جہانکو بہرایچ سے آگے بھیجا اور راستہ لکھنوتی کا لیوسے اور بقیۃ السیف عین الملک کو زندہ چھوڑے کہ پھر لکھنوتی جادین اور مردم بلدگر کو جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفرآباد مین جاکر ساکن ہوئے ہین اپنے وطنون مین روانہ کرے اور بادشاہ خود بہرایچ سے دہلی مین آیا اور خواجہ جہان بھی ایک مہم سے کہ حوالہ اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہوا اسکے بعد حاجی رجب اور شیخ الشیوخ مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور لواے امیر المومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر استقبال کیا جب نزدیک پہونچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سر پر رکھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور مصحف اور مشارق اور حدیث مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھکر بنام خلیفہ آدمیون سے بیعت لیتا تھا

اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور لکھتا تھا امیر المومنین نے یہ حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد شیخ الشیوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور مال اور جواہر فراوان خلیفہ کیخدمت مین ارسال کیا اور اسیوقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہرا خاندان عباسی سے تھا ہند مین آیا بادشاہ نے قصبۂ پالم تک استقبال کیا اور دو لاکھ تنکہ اور ایک پرگنہ اور کوشک سیری اور تمام محصول زمین کا داخل حصار اور باغات اُسکے انعام مین مقرر فرمایا اور جسوقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اُترکر چند قدم استقبال کو جاتا اور اُسے اپنے پہلو مین تخت پر متمکن کرتا اور مودب اُسکے روبرو بیٹھتا اور اندنون مین واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد قتلغخان کے کارندون کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ پہونچا ہر آئینہ بادشاہ نے باتین معلل بغرض کو باور کرکے قتلغخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک مین عدیل اور نظیر اپنا نرکھتا تھا دکن سے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ قتلغخان کا بھائی مولانا نظام الدین الملقب بعالم الملک کہ بروچ مین رہتا تھا دولت آباد کیطرف جاکر عمال کے پہونچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قتلغخان اُندنون حوض کی تیاری مین مشغول تھا کہ اس زمانے مین ساتھ حوض قتلو بہ تبدیل عین لبراو مشہور ہے اور اہتمام اُس حوض کا اُسکے حوالہ کیا اور خزانۂ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی مین لیجانا ممکن نہ تھا قلعہ دھارا گڑھ مین نگاہ رکھا اور بسرعت تمام دہلی کیطرف روانہ ہوا اور دھارا گڑھ عبارت حصار بالائے کوہ سے ہے اور دامن مین اس پہاڑ کے ایک ضلع پیوستہ حصاری گچ اور سنگ سے کھینچا ہے اور قلعہ دولت آباد مراد اُس قلعہ سے ہے کہ کوہ پر کھینچا گیا ہے اور بادشاہ نے قتلغخان کے بعد پہونچنے کے دہلی مین اپنے تئین فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جانکر مجدداً باستقلال تمام کار اولوالامری مین غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اُسکے تصرف مین تھی چار شق کرکے چار شقدار کے حوالہ کی اور عماد الملک سرتیز بادشاہی کو کہ مرد شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف بغرا کو کہ امرائے کبار سے تھے ہمراہ کرکے دولت آباد مین روانہ فرمایا اور خالصات دکن کے ساتھ سات کرور تنکہ سفید کے مقاطعہ کرکے اُنکے ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات مین ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہین لیکن رعایائے دکن تغیر قتلغخان اور بے ہنجاری شقداران سے مضطرب ہوکر بعضون نے جلائے وطن کیا اور بعضون نے تمردی کا طریقہ اختیار کیا اور اس ولایت مین خرابی پڑی ایسے ہی عزیز خمار کو جو اراذل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کیوقت فرمایا شاہی مین نے کہ جو فساد اُس ولایت مین پیدا ہوتا ہے باعث اُسکے امیران صدہ اُس مملکت کے ہوتے ہین چاہیے کہ ہر کسی کو دفع مین کہ جو اُنمین سے مفتن ہو تو تقصیر نکرے پھر بادشاہ بعد فراغ مہم دکن اور مالوہ کے سرگدواری کیطرف آیا اور آبادانی ملک اور تکثیر زراعت مین کوشش کی اور اسبارہ مین اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نام رکھا اور اس بار مین محکمۂ علحدہ وضع کیا موسوم اور مشہور ساتھ امیر کوہی کے ہوا اور حیلہ مخترعات اُسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کرکے ساتھ ایک شخص کے رجوع کیا کہ جسقدر زمین اُس مسافت مین ہے اگر نامزروعہ ہے مزروعہ کرے اور اگر مزروعہ ہووے سعی کرے تو اعلیٰ مرتبہ کو پہونچے اور قریب سو شقدار اُسکے احکام کیواسطے منصوب ہوئے بس بعضے کہ گرسنہ اور مضطر تھے اور بعضے کہ نہایت حرص و طمع سے نظر ساتھ انجام کار کے ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہوتے تھے اور مبالغ بطور تقاوی اور انعام لیتے تھے اور اسکو اپنے حوائج ضروری مین صرف کرتے تھے اور منتظر سیاست بادشاہی بیٹھتے تھے اور دو برس کے عرصہ مین ستر لاکھ تنکہ خزانہ سے اس کام مین صرف ہوئے اگر سلطان مہم تھانہ سے زندہ پھرتا تو ایک شخص منصدیون اور متکفلون اس امرا سے

زندہ چھوڑتا اور اُس بادشاہ کے عہد مین دو مرتبہ امساک باران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیون نے اوقات ساتھ عسرت کے بسر کی پھر عزیز خمار دھار کیطرف پہونچا اور کار ملکی مین مشغول ہوا ایک دن بتقریب ضیافت امیران صدہ کو عبارت یوزباشی ہے طلب کیا اور قریب ستر نفر امیر صدہ کو اُس مجلس مین بسبب غدر کے قتل کیا اور یہ لحاظ اُسکا نہ کیا کہ امیران صدہ دکن اور گجرات وغیرہ متوہم ہو کر مقام فساد مین ہونگے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ خانہ زاد نے ایک خدمت نمایان کی ہے بادشاہ نے اُسکو دولتخواہی بزرگ تصور کرکے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اُسکے بھیجکر فرمایا کہ ہر ایک امراے بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھکر رخصت ہاے عمائد اور خلعت فاخرہ بھیجین اور خود بہوس تربیت اراذل جو کہ فرمودہ اُسکے سے تجاوز نکرین مصروف ہوا یہ شخص ہر اسافل روزگار سے تھے اُنکو اپنے قرب مین اختصاص بخشکر مدارج اور مراتب اُنکے اکثر امراے بلند ترکیے منجملہ ان بخیان مطرب نجیبہ کو ولایت گجرات اوہ ملتان اور بداؤن تفویض فرمائی اور ایک باغبان کو جو سفلہ ترین مردم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور میکائی بھٹھیارے ولد باغبان اور شیخ بالوے بابک جولاہہ نجیبہ کو اپنے قرب مین ممتاز کرکے جاگیرین اور نظامتین بزرگ حوالہ فرمائی اور مقبل نام غلام احمد ایاز کو کہ صورت و معنے مین حقیر ترین اُسکے غلامون سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بیتون کے مضمون سے غافل ہوا **نظم** سر ناکسان را برافراشتن ٭ وز ایشان امید بہی داشتن ٭ سر رشتہ خویش گم کردن است ٭ بجیب اندرون مار پروردن است ٭ اور سبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارۂ قتل رعایا وغیرہ احکام بیجا دیتا تھا اور امراے دانا اور عاقل جانتے تھے کہ صلاح بادشاہی آئین نہین ہے مگر حکم سے پھیر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے بادشاہ کے دل مین نقش اُسکا جاگیر ہوتا تھا کہ جو آدمی اصیل و نجیب مین اُنکے دل مین کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے ایسی جماعت کو بزرگ کرنا چاہیے جو اراذل اور نام [illegible] عمل تنبیع عزیز خمار کا غلغلہ اور بادشاہ کی تحسین کا طنطنہ اطراف و جوانب مین پہونچا جہان کہین امیر صدہ تھے اپنے تئین فراہم کرکے منتظر وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان مین ملک مقبل جسنے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑون خاص سواری کے جو گجرات مین جمع کیے تھے دیوی اور برودہ سے دہلی آتا تھا امیران صدہ نے اُس حدود کو تمام تاراج کیا خان جہان پلٹ کر نہروالہ کی سمت گیا بادشاہ یہ خبر سنکر غضبناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ فیروزشاہی کا ہے پیغام کیا کہ فساد امیران صدہ دیوی اور برودہ کا اس قبیل سے نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُنکے دفع کیواسطے نہضت فرماوے اور حضرت کے اقبال دولت سے دعاگو کو بھی اسقدر استعداد اور لشکر ہے کہ تعہد تسکین اس فساد کا کرے اور بادشاہ بنفس خود کی نہضت سے احتمال ہے کہ اور بھی فساد پیدا ہوں بادشاہ نے اسکی التماس قبول نفرمائی فوج کی تیاری کا حکم نافذ کیا ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابتاً مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی مین چھوڑا اور خود ۷۴۸ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور قصبۂ سلطان پور مین کہ پندرہ کروہی شہر سے ہے نزول فرمایا تو لشکر جمع ہووے اور اس درمیان مین عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جو امیران صدہ ہیں [illegible] پروردہ نعمت فتنہ انگیز ہین اور فدوی اُنسے بہت قریب تھا شہر دھارا کی فوج کو آراستہ کرکے اُنکے دفع کیواسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہوکر فرمایا کہ عزیز خمار ناکردہ کار ہے اور طریقہ حرب کا نہین جانتا ہے عجب نہین کہ مارا جاوے تھوڑا اُسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا بدحواس ہوکر گھوڑے سے گرا باغیون نے اُسکو گرفتار کرکے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا

اثنائے راہ مین ایک دن ضیا و برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہین کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہین اور مین ہرگز سیاست کو ترک نکرونگا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہو بتا کہ بادشاہون کو سیاست کس کس مقام مین مناسب ہے عرض کی کہ تاریخ کسروی مین مذکور ہے کہ بادشاہ کو سات محل مین لازم ہے اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے اسپر سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ عمداً خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار ساتھ عورت شوہر دار کے زنا کرے چوتھے وہ کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچوین وہ کہ بانی فساد ہووے اور مبادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل رعایا سے ہووے اور ساتھ مخالفون کے موافقت کرے اور زر اور اسلحہ رسانی مین معاونت کرے ساتوین وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسی وجہ سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستون مین چند قسم حدیث شریف کے موافق ہین عرض کی ان سیاست ہفتگانہ مین تین مقام پہ حدیث وارد ہے اور وہ یہ ہے ارتداد اور قتل مسلم اور زنائے محصنہ اور چار سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص بادشاہون کو ہین بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق مین خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ مین افساد زمانہ سے مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہے یا یہ کہ خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کرکے بغاوت اور فساد کو ترک کرے یا ہین درمیان سے برخاستہ ہون اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہین ہے کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب پہاڑ آبو پر جو گجرات کی سرحد مین واقع ہے پہونچا شیخ معز الدین کو کہ ایک امرائے معتبر سے تھا باغیون کی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا وہ جب دیوگی کے اطراف مین پہونچا خان جہان بھی اُسکا شریک ہو جب باغیون کے سر پر پہونچے دیوگیکے اطراف مین جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاحش کہا کر آوارہ دشت ادبار ہوے بادشاہ آبو سے معاودت کرکے بھروچ مین آیا اور وہان مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو امرائے صدہ بھروچ مفرورون کے تعاقب مین بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے اُنسے لاحق ہوا اور اکثر انکو تیغ کیا اور انکی اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے مانڈو بکلانہ کے ضابطہ یعنے حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور مانڈو نے سلطان کے ملاحظہ سے اُنھین تاراج اور خراب کیا شر انکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چند روز آب نربدہ کے کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے زور سے بھاگ کر اطراف مین آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روز بھروچ مین نزول اجلال فرمایا اموال بھروچ اور کنبایت اور تمام بلاد گجرات کا کہ اُنکے پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کرکے خزانہ مین داخل کیا اور ان لوگونکو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے قتل کرکے فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے مین مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجد الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین تھانیسری کو جو شریران روزگار سے تھے دولت آباد مین بھیجا تو وہانکے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کرکے سیاست کو پہونچا دین لیکن چند روز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہوکر چاہا کہ اُس جماعت کو اپنے روبرو بلاکر قتل کرے پھر انکے پیچھے ملک علی سرجاندار اور ملک احمد لاچین کو جو امیر خسرو کے عزیزون سے تھے عالم الملک برادر قتلغخان کے روبرو بھیجکر فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو وہان معروف ومشہور ہین حضور مین بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان دو امیر کے درگاہ سلطانی مین روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ رابچور اور مدکل اور گلبرگہ اور بیجاپور اور گنجوتی اور رائباغ اور کلہر اور ہیکری اور برار اور انگیر وغیرہ کو دولت آباد مین طلب کیا اور جب امیرون نے سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر ہوئے ملک علی جاندار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

بہ سبیل محصلی اس حدود میں روانہ کیا انھوں نے نہایت کوشش کر کے امیران صدہ کو مانند نصیر الدین تغلقی اور قزلباش حاجب اور حسام الدین اور اسمٰعیل مخ اور حسن کانکو اور نور الدین کے گلبرگہ میں جمع کر کے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین الملک نے اُنھیں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جب درہ مانک دون میں جو مابین قصبہ پیپ اور رون کے واقع ہے پہونچے امیران صدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے اقرار کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل اور سیاست کے کوئی امر دوسرا انہیں ہے لائق ہے کہ ہم مثل گوسفندان دست و پا بستہ کے اپنے تئیں قصاب خونخوار بے رحم کے حوالہ نکرین انسب ہے کہ یہانسے پلٹ کر علم مخالفت بلند کریں پس اتفاق کر کے کوچ کیوقت امرائے محصل پر تاخت لائے اور ملک احمد لاچین کو قتل کر کے اُسکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی جامدار جسطرف سے آیا تھا ادھر مفرور ہوا اور امیران صدہ نے دولت آباد میں تاخت کر کے عالم الملک کو محاصرہ کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کر کے چند روز میں قلعہ پر متصرف ہوئے اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اُسکے سے راضی اور شاکر تھے جان کی امان دی اور باقی عاملان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین تھانیسری کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ آپسمین قسمت کیا اور امیران صدۂ گجرات بھی کہ گوشے اور کنارے کر اسس اور مواس میں پوشیدہ تھے سیاہ انکے شریک ہوئے اور اسمٰعیل مخ برادر کل افغان نے کہ وہ بھی امیران صدہ سے تھا اور وفور عقل و مروت میں انصاف رکھتا تھا اپنے تئیں بادشاہ کر کے اپنا نصیر الدین خطاب کیا بیت اسمٰعیل مخ را دران دار و گیر بشاہی نخواندند نام نصیر مد جب اس فساد کی خبر بہروچ میں بادشاہ کو پہونچی بسبیل استعجال بہروچ سے کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد میں آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کر کے صفوف سنوارے اور آثار جوانمردی اور بہادری کے اسطرح سے ظہور میں پہونچائے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب تھا کہ چشم زخم پہونچے انکا سردار مقدمہ میں قتل ہوا اور اُسکے تخمیناً چار ہزار سوار نے ایکبارگی وادی کیطرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیان میں پردۂ ظلماتی ڈالا ساتھ اسطرح دیکے کہ طرفین ایک دوسرے کے حال سے خبر نرکھتے تھے اور میدان جالنستان کے قریب فرد کش ہوئے تھے اسمٰعیل مخ اور تمام امیران صدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان میں ڈالا اور بہتری اسمین دیکھی کہ اسمٰعیل مخ مع ایک جماعت کہ قلعہ کی محافظت کیواسطے بر ضرور ہے قلعہ دولت آباد میں داخل ہو رہے اور باقی امرا گلبرگہ میں جا کر اپنی جاگیروں کی محافظت کریں در جب سلطان دکن سے نکلجائے پھر دولت آباد میں فراہم ہو کر اپنے کام میں مشغول ہو دین پھر اسمٰعیل مخ قلعہ دھاراگڈھ میں جو غلہ اور تمام مایحتاج سے مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر کہ حسن کانکو بھی انہیں سے تھا قول و قرار کے موافق اپنی جاگیروں میں دوڑے اور سلطان نے عماد الملک مشیر کو کہ قبل اسکے ایلچپور میں رہتا تھا اور تاب مقاومت امیران صدہ نہ لا کر سلطانپور کیطرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے باغیونکے دفع کیواسطے گلبرگہ کیطرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوتوال خاص میں استقامت کی وہانکے باشندونکو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے دہلی کیطرف روانہ کیا اور فتحنامہ لکھا کہ اسے دہلی کے منبر پر پڑھکر نقارے خوشی کے بجادین پھر عازم تسخیر قلعہ دھاراگڈھ ہوا سوار و پیادے بیشمار اُسکے محاصرہ کیواسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلا ناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی نہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صفدر الملک نے کہ وہ بھی غلام احمد ایاز خواجہ جہان کا تھا فساد برپا کر کے امیران صدہ کو جو کوہستان میں زمینداروں کی تجویز میں رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا ہے اور کنبایت کو غارت کر کے اب قلعہ بہروچ کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ یہ خبر سنتے سے مضطرب ہوا خداوندزادہ قوام الدین کو مع چند امرائے بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کیواسطے

چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا ہمراہ لگیا چنانچہ تفصیل مذکور ہوگا اور ڈونگیتون نے لشکر سلطان کا تعاقب کرکے چند فیل اور خزانہ لیا اور بہتونکو قتل کیا جب سلطان بھروچ مین پہونچا آب نربدا کے کنارے نزول فرمایا طغی ترک بھروچ سے کوچ کرکے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بغرا کو اُسکے تعاقب مین تعین فرمایا پھر کنبایت کی حوالی مین حرب واقع ہوئی یوسف بغرا [illegible] اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے پاس بھاگ آئے اور طغی نے بغی مین مضبوط ہوکر شیخ معز الدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس مین رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کنبایت کیطرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول مین کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہے گیا بادشاہ بھی اُسکے اثر پر راہی ہوا طغی نہروالہ کیطرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب سے ایک مہینا اساول مین توقف کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کیطرف تاخت لاکر ایک گڑھی مین فروکش ہوا ہے اور عزم رزم رکھتا ہے اور صفوف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہے بادشاہ بھی علی الرغم بارش مین اساول سے روانہ ہو کر گڑھی مین آیا اور گڑھی مین فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اُسکے ہمراہی شراب پیکر ہاتھیون کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سد راہ تھے بحرم اور ناکام بھاگے اور درختون کے انبوہ مین جو وہان سے قریب تھے داخل ہوئے اور وہان سے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کیطرف کے جو پیچھے رہگئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنے قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بغرا کے بیٹے کو مع لشکر انبوہ طغی کے تعاقب مین بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ مین توقف کیا اور طغی نے فرصت پاکر اہل و عیال اور دوسرے باغیون کو نہروالہ سے باہر کرکے آب [illegible] سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنتہ کیطرف بھاگا سلطان تین روز کے بعد نہروالہ مین داخل ہوا اور حوض سہسلنگ کے کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی مین مشغول ہوا مقدم اور رانا [illegible] گجرات کے جو ہر طرف سے آئے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے اُنکو خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے مساعی جمیلہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند کس معارف لشکر طغی سے کہ جدا ہو کر راناے مندل کی پناہ مین آگئے تھے اُسنے اُنکے سرتن سے جدا کرکے بادشاہ کیخدمت مین روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر مین مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھا کر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہو کر حسن کانکو کے سرکردگی سے عماد الملک تبریز کو قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور تمام امراے بادشاہی کو اس ملک سے مالوہ کیطرف بھگا دیا اور اسمٰعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہو کر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف مین آیا جب اسمٰعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُنکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کرکے سلطان علاء الدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو ہم اُٹھتے ہین سیاست کی کثرت سے واقع ہوتے ہین بادشاہ یہ اندیشہ کرکے سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنین اور صدر جہان اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور جن دنون مین کہ یہ خدمت مین پہونچے جب خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے انکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہے خاطر جمع کرکے خود حسن کانکو کے دفع مین مشغول ہو واسطے اسکے دو برس گجرات مین بسر کیے پہلے سال سرانجام اور استعداد لشکر مین مصروف رہا اور دوسرے برس جونہ گڑھ کرنال کی تسخیر مین مشغول ہوا

اور جمیع مقدم اور راے اُس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور خدمتین سلطان کے حاضر ہوئے اور کنکار جو ولایت
کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور بحواے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ حصار کرنال مسخر
سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہی کہ وہ قلعہ سواے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہین ہوا اور سلطان تغلق نے
ساتھ اطاعت وہانکے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیا برنی کہتا ہی کہ بادشاہ نے اس حال مین مجھسے فرمایا کہ میری مملکت نے امراض
متضادہ بہم پہونچائے ہین اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہون دوسرا مرض غالب ہوتا ہی اور تونے کتب تواریخ بہت پڑھی ہین اسبارہ
مین تیرے ذہن کیا پہونچتا ہی ضیا برنی کہتا ہی مین نے عرض کیا کہ ایک کتب تواریخ سے مین نے دیکھا ہی کہ اگر بادشاہ سے خلائق
متنفر ہو فساد متعدد حادث ہووین علاج یہ ہی کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہووے اپنا قائم مقام کرے
اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نکرے ترک اُن عمال کو کہ جو موجب تنفر خلائق ہوئے ہین فرما وے بادشاہ نے فرمایا میرا ایسا
کا فرزند کہ قائم مقام ہو نہین ہی اور مین سیاست ترک کرنیوالون سے بھی نہین ہون جو کچھ ہونیوالا ہی ہو مصرعہ شود شود نشود گر
نشود چہ خواہد شد بادشاہ کوندل مین جو کرنال سے پندرہ کوس ہی مرض مین مبتلا ہوا اور قبل اسکے کہ کوندل مین پہونچے بسبب
اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی مین وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کیطرف بھیجا اور خداوند
زادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارف کو انکو دہلی سے کوندل کیطرف طلب فرمایا اور جب سلطان کوندل مین پہونچا وہ تمام
لوگ مع حرمون اور جمعیت اپنے ملوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کیخدمت مین بہت سے لشکر آراستہ ہوگئے اور
مرض سے بھی صحت پائی اُسکے بعد دیپالپور اور ملتان اور اچھ اور سیوستان سے کشتیاں ٹھٹھ کیطرف طلب کین اور
کوندل سے روانہ ہوکر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کیواسطے مع لشکر اور افیال کے دریا سے عبور کرکے
دوسرے ساحل پر فروکش ہوا اُسوقت میں التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ امیر قزغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی
کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے اُنکے ساتھ انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور وہانسے بقصد اخراج
ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھ اُنکے لیگیا تھا ٹھٹھ کیطرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھ سے تیس کوس مسافت
طے کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور وقت افطار مچھلی کھائی مرض تپ کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے
کشتی مین سوار ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب
اور تلواسہ عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسوین ماہ محرم ۷۵۲ھ سات سو باون ہجریہ مین کنارے آب سندھ کے پہونچا اور اُسی مقام
۲۱/۱ ۷۵۲ء مین روز نامہ اُسکی حیات کا ساتھ رقم کل نفس ذائقۃ الموت کے مرقوم ہوا اور دیسی بجباری اور قہاری اسیر خاک ہوکر پیوند
زمین ہوا **نظم** زروزگار اگر کام خویش برداری × بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری × اگر بہ ثروت ساسانیان رسی و کیان
دگر بچرخ فرازی علم ز جباری × چہ سود عاقبتش بسپری و لسپاری × دریغ کا خرازان بگذری و بگذاری × اور یہ مرثیہ اسکے
فوت مین کہا گیا **مرثیہ** مایہ زہر است شرب عالم را × میوہ مرگ است تخم آدم را × ای حریف عدم قدم در نہ × کم زن این
عالم کم از کم را × صبح محشر دمید ہمادر خواب × بانگ زن خفتگان عالم را × ہان کہ فرش فنا بگسترد ند × در نوردا این
بساط خرم را × رستخیز است و خیز و بار شگاف × سقف ایوان طاق طارم را × شاہ محمد بخفت در دل خاک ×
نیلگون کن لباس ماتم را × لیس بدست خروش ور تن دہر × چاک زن این قباے معلم را × اور بعضے سلطان
محمد نے حالت نزع مین موزون کی تھین **نظم** بسیار درین جہان طپیدیم × بسیار نعیم و ناز دیدیم

اسپان بلند بر نشستیم ٭ ترکان گران بہا خریدیم ٭ کردیم بسے نشاط آخر ٭ چون قامت ماہ نو خمیدیم ٭ مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس برس تھی۔ **ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب** کہتے ہین ملک فیروز باربک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اُسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرط حق خدمتگذاری بجالایا اُس حال مین عنایت اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارہ مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہو اور یہ بیت پڑھی **بیت** تو سر سبز باشی بشاہنشہی ٭ کہ من کردہ ام سر ز بالین تہی ٭ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر مین فتور اور برہمی بیشمار واقع ہوئی ملک فیروز باربک نے بعضے اردو کو ضبط خلائق پر تعین کرکے متکفل مہمات ہوا اور صلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امرا جو امیر قرغن کے پاس سے مدد کیواسطے آئے تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہے مبادا تمھارے اور لشکر ہندوستان کے درمیان غبار نزاع مسموع کرکے ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہے کہ قبل کوچ کرنے سے ہم اور تم اُردو سے برآمد ہوکر روانہ ہووین التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کیے پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے اور امیر نوروز گرگین داماد ترمشیرین خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا اور امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوکر کفران نعمت اور کور نمکی پر کمر باندھی تھی اسنے بھی اپنے آدمیون کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے مقابلہ مین وارد ہوا اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سروسامان ہے اور اتبک کوئی تخت پر نہین بیٹھا اور لوگ دل پریشان رکھتے ہین بس راہ سپاہ گری کی وہ ہے کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقود اور جواہر سے جو کچھ دستیاب ہو لیکر اپنی ولایت کیطرف روانہ ہوون پس اسیطرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر قافلہ کے مانند بے سروسامان جاتا تھا اردو پر تاخت لاکر چند صندوق خزانہ کے کہ اونٹون پر بار تھے متصرف ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت اسیر کرکے لوازم غارتگری مین تقصیر نہ کی اور امراے سلطان محمد نے ہزار ترس و بیم سے دو کوس سیوستان المعروف سہوان مین پہنچکر نزول کیا اور اُس شبکو صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوکر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن مخدوم زادہ عباسی اور شیخ الشیوخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امراے کبار اور ارباب دخل سب اتفاق کرکے ملک فیروز باربک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو تفویض فرمائی دوسرا اس امر عظیم الشان کے شایستہ نہین ہے مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمائیے اور سریر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز باربک نے اظہار سفر حجاز اور زیارت حرم مین تشریف کیا اور ہرچند عذر کیے مفید نہوئے آخر ناچار ہوا محرم کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور کو کہ بعد اُسکے بچاس اور چند مرحلہ عمر شریف اُسکی سے طے ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا **نظم** مخالف شکن شاہ فیروز بخت ٭ بفیروز فالی برآمد بہ تخت ٭ ز فیروزی دولت کامگار ٭ نشاط نوانگیخت در روزگار ٭ پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قید مین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جسطرف سے کہ سوار اور مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کیواسطے آتے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہوکر سزاے اعمال کو پہونچے **نظم** ہمائے چتر ہمایون او چو بال کشاد ٭ ازین سپس نکند جغد دعوی بازی ٭ جہان بساعت جہان را ہواے معتدل است ٭ کہ از طبیعت اضداد رفت

۱۳۵۱ء

ناسازی امیر نوروز کرگین اور التون بہادر اور دوسرے صلاح توقف مین ندیکھکر از روے استعجال اپنے ملک کیطرف دوڑے اور
مردم ٹھٹھہ جو طمعی کی تحریک سے فتنہ اور فساد مین تقصیر نکرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر نہ رکھتے تھے اور خلائق پر
جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا اُنپر ثابت ہوا اور اُسکے بعد ساتھہ کوچ متواترہ کے سیوستان
سے قلعہ بھکر مین آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھہ انعام اسپ و خلعت و شمشیر اور ٹنکے کے نوازا اور اسیطرح سے
سیوستان اور بھکر کے باشندونکو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور امثلہ بادشاہان ماضیہ کی مقرر رکھکر اُسکے جاری کرنے کیواسطے
فرامین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان محمد مین
حاضر ہوکر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت اوطان (جمع وطن ۱۲) دی اور
خداوندزادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو طغی طاغی کے تدارک کو روانہ کرکے خود اُچھ کیطرف متوجہ ہوا اور وہان کے
ائمہ اور اہالی کو بھی رہین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے جو سلطان محمد تغلق
شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اُسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی مین چھہ برس کے لڑکے مجہول النسب
کو ساتھہ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہے اور ایک خلق کو اطاعت کیواسطے دعوت
مین فراہم کیا ہے اور معرکہ سہم پہونچایا ہے سلطان فیروز نے اسباب، کا گمان اُسکی خرافت اور حماقت پر کرکے سیف الدین شحنہ پیل کو مع
فرمان عفو و نصیحت اُسکے پاس بھیجا اور وہانسے کوچ کرکے جب دیپالپور مین آیا خلق کی آسایش کیواسطے چندروز توقف فرمایا اور وہانسے
بڈی باہنگی تمام اجودھن مین پہونچکر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ مین سرفراز ہوا اور اُنکے خانوادون کی بہت تعظیم کی اور
مجاوردن اور مستحقون اس دفعہ کو نوازشین کین اور جب اجودھن سے راہی ہوا ملک قبول عماد الملک وزیر الممالک نے اپنے علاقہ سے
آنکر ملازمت کی اور ساتھہ خلعت مرصع کے مخصوص ہوکر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہوا اور خطاب خانجہانی پاکر کنگرہ اُسکے
مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی مین پہونچا احمد ایاز سید جلال الدین ترمذی اور ملک حمید الدین حجمی
اور مولانا نجم الدین نے اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم رسالت فیروز شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک سلطنت سلطان محمد تغلق
شاہ کے خاندان مین برقرار ہے اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھہ ابن سلطان مرحوم کے رجوع کرکے خود ساتھہ رسم نیابت
کے پرداخت امور ملکی کرے پسند طبایع مستقیمہ ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کرکے
کہا کہ تم سلطان محمد کے محرم ہون اور ندیکونسے تھے اگر اُس سے کوئی فرزند باقی رہا ہے کہو تو اُسے تخت پر بٹھا کر ہم اُسکی
اطاعت مین مشغول ہوون سب متفق اللفظ والمعنے بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہین اور ارث اور وصیت کے
موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھہ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جو مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد نصیر الدین
اودھی اور مولانا شمس الدین باخرزی کہ اس مجلس مین حاضر تھے استفسار کیا مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو
اول شروع کیا ہے اولی تر ہے پس اس صورت مین مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ لڑکا
سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسواسطے علمانے گواہی ساتھہ سلب اولاد ذکور کے نہین دی اور اس سے ساکت ہو کر
مسئلہ اور حد میان مین لائے علی ای حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد اور مولانا زادہ کو جو ہمراہ ہولیے
تھے اُسکے پاس بھیجکر ساتھہ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور بعد پہونچنے داؤد خانہ زاد کے جو اکثر امرا مثل ملک نتھو خواب
اور ملک حسن ملتانی وغیرہ کہ احمد ایاز سے موافقت کرکے زر خطیر اپنے تصرف مین لائے تھے بادشاہ کے استقبال کے واسطے

دوڑ کر لشکر شاہی مین جاملے اور اُسیوقت خبر قتل ملک طغی کہ طغیان کر کے گجرات کیطرف بھاگا تھا پہونچی اور اُنہی چند روز مین شہزادہ فتح خان بلدہ فتح آباد مین پیدا ہوا اور سب طرف سے آثار اقبال اور فیروزی اُسکے ظاہر ہونے لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نجائیگا پس از روے عجز و اضطرار ارادہ ملازمت کر کے اشرف الملک جلبی اور محمد حسین میر میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے توابعین سر بالے محلوق یعنے مونڈے ہوئے برہنہ کر کے اور پگڑیان گردن مین ڈالکر ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز کو ہانسی کے کوتوال تفویض کیا اور ملک خطاب کو جو اعوان سے تھا سرہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو اخراج فرماکر دوسری تاریخ ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری مین خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل و احسان کا مژدہ خاص و عام کو پہونچایا چنانچہ تمام رعایا و برایا کے فائز المرام ہونے سے رفاہیت اور آسودگی ادنی و اعلی مین پیدا ہوئی **نظم** چہ پیروزہ است کہ اقبال در جہان افگندہ چہ غلغلست کہ دولت در آسمان افگندہ عنان موکب شاہیست یا سپہ بہشت کہ لوے امن و امان در مشام جان افگندہ امرا اور ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سربلند کیا شیخ صدر الدین ولد شیخ بہاء الدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوند زادہ قوام الدین کو بخطاب خداوند خانی مخاطب کر کے عہدہ وکیلداری تفویض فرمایا اور ملک تاتار خان کو نائب وکیلدار کیا اور سیف الملک کو شکار بیگی اور خداوند زادہ عماد الملک کو سلاحدار انکا سردار کیا اور اس عہد مین جو شخص کہ دودمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوند زادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفاے عباسی سے تھا ساتھ مخدوم زادہ کے ملقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنے داروغہ دیوان ہوا اور ملک حسین میر میران نے استیفاے کل پایا اور جعفر کی پانچوین تاریخ ۷۵۳ھ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کوہ سرمور کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور اکثر اسطرف کے زمینداروں نے ملازمت سے مشرف ہوکر حلقہ بندگی کا زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی مین پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کر کے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور ۷۵۴ھ سات سو چوون ہجری مین دامن کوہ کلانور مین شکار کر کے ہنگام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین خان جہان کے تئین اختیار تمام دیکر شہر مین چھوڑا اور خود مع لشکر گران لکھنوتی کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ سر حاجی الیاس کو کہ وہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر حد بنارس تک متصرف ہوا تھا دفع کرے جسوقت گورکھپور کے قریب پہونچا ادے سنگھ مقدم وہان کا خدمت مین آیا اور پیشکش لائق مع دو زنجیر فیل گذرانکر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند سالہ داخل کیا اور دونون سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور جب حدود بندھوہ مین کہ محل قرار حاکم بنگالہ تھا پہونچا الیاس حاجی اُسے چھوڑ کر کدالہ کیطرف کہ ایک موضع نہایت استحکام مین واقع ہی اور وہ ایک جانب آب اور دوسریطرف جنگل رکھتا ہی اُسمین جاکر پناہ لیگیا بادشاہ نے بندھوہ کے باشندونکو مضرت نہ پہونچائی اور وہانسے آگے بڑھا اور ربیع الاول کی ساتوین تاریخ کو کدالہ مین پہونچا اور اُسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور انتیسوین شہر مزبور کو لشکر سلطان شہر سے جدا ہوکر آب گنگ کے کنارے فروکش ہوا ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ کو عفونت اردو کے سبب سے چاہتا تھا کہ تغیر منزل کرے جو بہ نفس نفیس سوار ہوکر جستجوے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ ساتھ خیال اُسکے

کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا تھا اسواسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہوکر صفین آراستہ کی اور حرکت مذبوحی کرکے پھر
قلعہ مین بھاگا اور چوالیس زنجیر فیل اور چتر اور علم اور اسباب شاہی اور حشم اُسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور پیادہ بہت مارے گئے
ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہان مقام کرکے حکم دیا کہ اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرین اور چونکہ
موسم برسات آپہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین بارش اسقدر ہوتی ہے کہ اُس فصل مین کاشتکار کاشتکاری سے نہایت متعذر
ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح کرکے اسباب اُسکی سلطنت کا لیا دوسرے سال اُسکے دفع کیواسطے آؤنگا پھر
صلح گونہ درمیان مین لاکر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرکے علم معاودت کا دہلی کیطرف بلند کیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین
قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کنارے نہر جون کے احداث کیا اور شعبان کی بارھوین تاریخ ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری مین
دیپالپور کیطرف شکار کیواسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستلج سے کھدوا کر جھجھر تک کہ اڑتالیس کوس ہولیگا لایا اور ۷۵۷ھ سات سو
ستاون ہجری مین کوہ مندوی اور سرمور کیطرف دریاے جون سے ایک ندی جدا کرکے سات نہرین اُسمین اور جمع کرکے
ہانسی مین پہونچائین اور وہانسے اسین کیطرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اُس قلعہ کا فیروزہ رکھا اور اُس قلعہ کے
نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے پُر کیا اور ایک ندی اور آب کھگر سے کھینچکر حصار سنی سے گذرا نکر نہر سرکہتر مین پہونچائی
اور ایک شہر وہان بنا کرکے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچکر اُس شہر کے تالاب مین ڈالی اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین
خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابو بکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان اور سفارش
بادشاہان بہمنیہ دکن کے آیا اور اُسی مہینے مین ایلچی حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ لکھنوتی اور بنگالہ سے پہونچا اور
ہدایا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ مین لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس امر پر راضی ہوا ایلچیون کو
بعزت و حرمت رخصت کیا اور اُس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ پیشکش کے اتفاقی
اور ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین ظفر خان فارسی سنارگانون سے آنکر نائب وزیر ہوا اور ۷۵۹ھ سات سو
انسٹھ ہجری مین شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امرا کو برسم رسالت مع متنسوقات اور تحف شایستہ کے درگاہ
بادشاہی مین بھیجا چنانچہ وہ درجۂ قبول مین آیا اور بادشاہ نے بھی عوض اُسکے گھوڑے تازی اور ترکی اور اقمشۂ نفیسہ اُسکے واسطے
ارسال رکھا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا کسواسطے کہ جس وقت اشیاے مرسولہ بہار مین پہونچین خبر شمس الدین شاہ کے فوت
کی آئی اور اُسکا بیٹا سکندر خان قائممقام اُسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف و ہدایا کو درگاہ مین بھیجین اور گھوڑے
مواجب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور مین سمانہ کیطرف شکار کیواسطے گیا اور وہان سنا کہ
مغل کی جمعیت دیپالپور تک آئی ہے سلطان نے ملک قبول پردہ دار کو مع لشکر کثیر اُنکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور
مغلون نے اُسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنے ولایت کو تاراج کرکے اپنے اماکن کیطرف مراجعت کی اور ۷۶۰ھ سات سو
ساٹھ ہجری مین بادشاہ لکھنوتی کی عزیمت کرکے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی مین چھوڑا تاتارخان کو سرحد غزنین کا شقدار کیا
اور جب ظفر آباد مین پہونچا برسات شروع ہوئی اُس مقام مین مقام کیا اُسوقت شیخ زادہ بسطامی کہ جسکو قبل اس سے اخراج
کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور اعظم الملک خطاب پایا اور اُسی عرصہ مین ایلچی بادشاہ کیطرف سے سکندر خان کے
پاس گیا اور اُنھین دنون مین ہمراہ حاجب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف و ہدایا درگاہ مین آیا لیکن
کوئی اثر اُسپر مترتب نہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت شہزادہ فتح خان کو

میرا ہیرزادہ مسرت اور ہاتھی نامی دیگر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور سکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگاہ علیحدہ تیار
کرکے خزانہ شاہانہ اور چتر لعل اور تمام آثار سلطنت کے دیگر امرا اور منصبدار بہت اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور اتابک اور
قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغر سن کے لہو و لعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت تک اور
شام سے ایک پہر رات تک لکھنے پڑھنے مین مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس داری کے نہایت تمکنت اور
وقار ظاہر کرتا تھا اور مظالم کہ ارباب دخل اُسکی خدمت مین معروض رکھتے تھے ساتھ احسن وجہ کے فیصل دیتا تھا چنانچہ سبب
حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایک دن خواب نے اُسپر غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اُٹھکر محل خاص مین جاوے اور آسائش کرے
اُسوقت ایک پیرزال نے سرراہ آکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا ستارہ کانوں سے قدرے متاع خرید کرکے برسم تجارت اُردوے
سلطانی مین آتے تھے رہزنون نے انکو [illegible] سے بیکار کیا اور جب یہ بیچارے بحال غارت زدگون کے اطراف
شاہی مین پہونچے مردمان شاہی نے [illegible] انہین گرفتار کرکے محبس مین مقید کیا ہے اور رہا نکو انکی مفارقت سے مجھپر
تنگ [illegible] کیا شاہزادہ نیکبخت نے [illegible] کے سوز دل پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق
ہے دو شخص معتبر لا اُنکو گواہی دیوین کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہین لیکن میرے آنے جانے مین عرصہ
ہوگا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کی خدمت مین رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور فرمایا مین یہان کھڑا ہون تو جا اپنے گواہونکو
لا کہتے ہین کہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانیکے بعد عرض کی کہ آفتاب مین ایستادہ ہونا مناسب نہین ہے
سایہ مین فلان درخت کے نزدیک ہے چلکر استراحت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ مین نے اُس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہے کہ مین
تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا پس اُسقدر آفتاب مین ایستادہ رہا کہ پیرزن آئی
اور گواہ مقبول الشہادت گذرانے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین گیا دیکھا بادشاہ استراحت فرماتا ہے
دیوانخانہ مین بیٹھکر اسقدر انتظار لیگیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے تظلم کی اور گواہون کی
کیفیت مسامع قدسی مجامع مین پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل مین تشریف لیجا کر طعام
چاشت عصر کیوقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفرآباد سے بندوہ کیطرف پہونچا سکندر خان اپنے
باپ کے طور اکدالہ مین قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف و نفائس بیشمار پیشکش کرکے
التماس صلح کی اور وہ مقبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخر کی پھر جاجنگر کی
طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب ستارہ مین پہونچا اس ولایت کو تاخت و تاراج کیا والی اُس ولایت کا راے
سرومن مقام دور دست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر کہکر فرزندی
مین لیا اور محافظت فرمائی جبکہ آب مہندی سے عبور کرکے شہر بنارس مین کہ راے جاجنگر کا مسکن تھا پہونچا راے
وہانسے تلنگ کی سمت بھاگ گیا بادشاہ نے علم معاودت بلند کیا راے بیر بھانودیو نے کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا تھا
تینتیس زنجیر فیل مع تحف نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اسطرف سے جب پدماوتی مین کہ جنگل ہاتھی کا ہے تینتیس ہاتھی
زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب نہوتے تھے ہلاک کیا اور ملک ضیاء الدین مشہدی نے جو سلک امرا مین انتظام
رکھتا تھا بدیہہ یہ رباعی موزون کی **رباعی** شاہی کہ زحق دولت پاینده گرفت × اطراف جہان چو مہر تابنده گرفت
از بہر شکار فیل در جاجنگر × دو فیل بکشت سی و سہ زنده گرفت × بادشاہ ماہ رجب ۷۶۲ سات سو باسٹھ ہجری مین سالماً غانماً

دہلی مین پہونچا سناکہ نزدیک بہور کے ایک پہاڑ ہے کہ اُسکے درمیان سے پانی برآمد ہوتا ہے اور نہر ستلج مین گرتا ہے اور اُس نہر کو سرستی
کہتے ہین اور آب سرستی کے اُسطرف ایک ندی ہے کہ اُسکو سلیم کہتے ہین الرتبتہ العظیم کہ درمیان اُس دو آب کے حائل ہے کہود دین
آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصورپور مین پہونچے وہانسے سنام مین آوے اور ہمیشہ جاری رہے پسکہ
اُسطرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع کرکے اُس پشتہ اور ندی کے کہودنے مین مصروف ہووے چنانچہ درمیان اُس
پشتہ کے ہڈیان ہاتھی اور آدمیونکی ظاہر ہوئین اور ہڈیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز کی تھین کچھ اُنمین پتھر ہوگئی تھین اور کچھ
اُنمین استخوان تھین اور اُسیوقت سرہند کو جو دراصل داخل سمانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے سمانہ تک داخل سرہند
کرکے ملک ضیاءالملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہان ایک قلعہ تعمیر کرکے فیروزپور نام رکھا پہر نگرکوٹ کیطرف
متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جسوقت ہمارے خداوندنعمت سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم
نے یہان نزول اجلال فرمایا تھا اور شربت برف اُسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپنے بھی شربت کیطرف میل نہ کیا تھا
لہذا حکم دیا کہ چند فیل و شتر بار مصری جو کہ ہمراہ ہے شربت برف کرکے بیاد سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین تقسیم کرو
پہر راجہ نگرکوٹ کا بعد محاربہ اور مجادلہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زرین پوش خدمت کا دوش پر اُٹھایا
بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگرکوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم ساتھ محمد آباد کے موسوم کیا اور اُسیوقت بادشاہ
کیعرض مین پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جسوقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشابہ کی صورت بناکر اپنے مکان مین رکھی ہے
اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہے اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ سے اس بتخانہ مین ہین کہ ساتھ
جوالامکھی کے اشتہار رکھتی ہے بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کرکے اُنمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا از انجملہ اعزالدین
خالد خانی کہ شعراے اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبیعی اور شگون اور فالون مین سے سلک نظم مین کھینچکر دلائل فیروز
شاہی نام رکھا ہے اور قسم ہے خدا کی وہ ایک کتاب ہے متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور ہے کہ
سلطان فیروز شاہ باربک نے نگرکوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ گاو کا توبڑہ مین کرکے براہمن کی گردن مین
باندھکر اردو مین پہرایا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکھ تنگہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین بھیجی تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بادشاہ نگرکوٹ
کے بعد فتح غنیمت ولایت سند کرکے ٹھٹھہ کیطرف متوجہ ہوا اور جام مالی بن جام غنزہ نے جو ہمیشہ شاہ دہلی کا مطیع تھا
باغی ہوکر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور علف نے قیمت جواہر پیدا کی اور موسم
برسات کا قریب ہوا گجرات کیطرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفرخان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پہر
کوچ متواتر سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کرکے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع
مقدمون ٹھٹھہ کے دہلی مین لیگیا اور ایک مدت کے بعد پہر اُسپر ترحم کرکے ٹھٹھہ مین بھیجا اور سنہ ۷۷۴ سات سو چوہتر
ہجری مین ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جونا شاہ اُسکا بڑا بیٹا ساتھ اس خطاب کے
بلند آوازہ ہوا اور سنہ ۷۷۵ سات سو پچہتر ہجری مین ظفرخان گجرات مین فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب
ظفرخانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارھوین تاریخ سنہ ۷۷۶ سات سو چہتر ہجری مین فلک نے بیمہری اور
عناد اپنا ظاہر کرکے سلطان ملک فیروز باربک کو ساتھ مرگ فرزند دلبند اُسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بیمثال تھا

قرین رنج دائم کیا اُسکی پشت طاقت کو بار غم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے کف اختیار مین نہ تھا آخر کار غسل و کفن دیکر
تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر سبز زربفت کی چادر اُسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہرا لٹکایا شامیانہ اوپر کھینچا
داہنے بائین سیاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے حال زبون نشان سب سرنگون فوج کے سردار بلان خنجر گذار اُنکی پوشاک
نیلگون آنکھین جیسے جھرے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے آخر کار بادل افگار جوان مہ جبین کو اپنے خطیرہ مین پیوند زمین
کیا جوان بیٹے کے مرنیکا جسکو غم ہوا **بیت** گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ❊ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ❊
اُسکی مان اور لونڈیون کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہین بلوا ے عام تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مراسم تعزیت بجالایا
اور کمال ملال کے سبب ہلال کی طرح کا ہیدہ پشت خمیدہ ہوا سایہ التفات امور سلطنت سے اُٹھایا نہایت ملول و مغموم
رہتا تھا اُسکے ماتم مین آٹھ پہر گریہ و زاری کرتا تھا امرا اور اعیان درگاہ سر زمین پر رکھکر عرض گذار ہوئے کہ رضا بالقضا کے
سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہین ہے اور امور شاہی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین دیکھتے اور اُس شاہ داتا
نے مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کیواسطے نشاط شکار کی رغبت کی
اور نئی دہلی کے اطراف مین دو تین فرسنگ دو طرف دیوارین کھینچکر اشجار سایہ دار لگوائے اور اُسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ اس
زمانے تک اثر اُسکا باقی ہے اور سنہ سات سو اٹھتر ہجری مین خواجہ شمس الدین دامغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات کے
اس ولایت کا حاصل قرار واقع دیوانی گماشتون سے اظہار نہین کرتے ہین اس صورت مین ترفیخواہ سو فیل اور چالیس لاکھ تنکہ
اور چار سو غلام حبشی اور ہندی اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمیع گجرات پر اضافہ کرکے متعہد ہوتا ہے کہ ہر سال خزانہ عامرہ مین
داخل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفر خان کا نائب ہے یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو جب اُسنے
قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین دامغانی کو پٹکا زرین اور چوندول نقرہ مرحمت فرماکر بجاے ظفر خان گجرات کی طرف رخصت کیا اور جب
وہ اُس اضافہ کے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اُس سے نہایت رنجیدہ تھے
امیران صدہ سے اتفاق کرکے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کرکے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد مین کوئی
شخص حکام سے شمس الدین دامغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو نمکخواران اور
پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس قضیہ کے بعد سرحدونکو
امراے معتبر کے سپرد کرکے خاطر جمع کی چنانچہ کڑہ اور صوبہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت کو دیے
اور اقطاع بہرودھا اور سندیلہ اور کول کو حسام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جونپور اور ظفر آباد ملک بہروز کو مرحمت فرمایا اور
پنجاب سے سرحد کابل تک درویت نصیر الملک ولد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کوئی اُسکے
نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور سنہ سات سو اُناسی ہجری مین زمینداران اور مقدمان پرگنہ اٹاوہ نے
بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضب ناک ہوا اور بہ نفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہوکر مفرور
ہوئے اور بہت اُس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور
بادشاہ نے اٹاوہ و اہل اور دتیلائی مین جس مقام مین ...ہوا ایک قلعہ محکم تیار کرکے مردمان کار گذار کے سپرد کیا اور بسعادت
فیروزی مستقر دولت ہوکر مراجعت فرمائی اور سنہ سات سو اکاسی ہجری مین سمانہ کیطرف عزیمت فرمائی اور جب جہانہ
خانجہان کہ حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گذرانکر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ انبالہ

اور شاہ آباد سے گذر کر کے دامن کوہ سہارنپور مین آیا اور سرمور کے راے اور دوسرے راؤن سے پیشکش لائق لیکر دہلی کیطرف معاودت
کی اور شاہانہ مقدم کٹیھر موسوم بکھرگو حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان مین مہمانی کے بہانہ سے طلب کر کے
غفلت کیوقت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ نے غضبناک ہو کر تیاری سفر اسطرف کی کی اور ابتداے ۷۸۲ھ سات سو بیاسی
ہجری مین دار الملک سے کوچ کیا جب کٹیھر کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا فوج نے حسب الحکم آتش نہب و غارت
اُس شہر کے موطنون کے مکانو مین ماری اور قتل مین کفار اشرار کے اسقدر کوشش کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کیواسطے
آئین اسواسطے کہ کھرگو بھاگ کر کمایون کے پہاڑ پر گیا تھا غازیونکی تاخت کا صدمہ رعایا اُسطرف کی شامل ہوا قریب تیئیس ہزار نفر
کے حلقہ عبودیت مین گرفتار ہوئے اور کھرگو سیماب کے مانند ان پہاڑون کے شگاف اور شعاب مین پوشیدہ ہوا اور کسی شخص نے
اُسکا نشان زندہ یا مردہ کا نہ پایا اور برسات قریب ہوئی رایات ظفر آیات جنبش مین آ کر مرکز اصلی پر معاودت فرما ہوئے اور
ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کر کے سنبل مین مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال قہر و غضب سے ولایت کٹھیر مین داخل ہو کر
کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑے اور آپ بھی ۷۸۷ھ سات ستاسی ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبل کیطرف شکار کیواسطے جاتا جو کچھ
ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا وقوع مین لاتا تھا جیساکہ اُن سنوات مین ایک جریب زمین مزروعہ نہوئی اور کوئی متنفس
ایک رات اپنے گھر مین چین سے نہ سویا اور اُسکے عوض مین سید اور کئی ہزار ہندو قتل ہوئے اور سنہ مذکور مین ایک قلعہ نہایت مضبوط
موضع بسولی مین کہ سات کوس بداؤن سے ہے تیار کر کے اُسکا فیروزپور نام رکھا لیکن خلق ستم دیدہ اور ظریف اُس قلعہ کو آخرین پور
کہتے تھے اور آخر مین ایسا ہی ہوا جو آدمیونکی زبان پر جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کو دوسرا قلعہ بنانا اور شہر اور قصبہ آباد کرنا نصیب
نہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخرین پور کے مشہور ہوا اور اُس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجہان جو منصب
وزارت پر مسلط تھا بہت قوی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تامل و توقف عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ ۷۸۹ھ سات سو
نواسی ہجری مین خانجہان نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادہ محمد خان بعضے امرا جیسے ظفر خان اور ملک سماء الدین اور ملک
یعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلافت رکھتا ہے جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے درپے گرفتاری ہوا
شاہزادہ واقف ہو کر اپنے محلسرا مین خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے بیش بہو نچائے ہر چند خانجہان حیلے اور
وسیلون سے اُسے دربار مین طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کر کے نہین آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے
ہتھیار باندھکر محافہ مین سوار ہو کر حکم دیا کہ جھٹکا اُسپر ڈالکر چوبندی کسین اور جو کوئی پوچھے یہ بہانہ کرین کہ شاہزادہ محمد خان
کی بیگم حرم سراے شاہی مین جاتی ہے دربار مین آ کر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتون نے جب اُسے مسلح اور مکمل دیکھا
برجہ اس ہو کر بادشاہ کیطرف دوڑین اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ غدر کا قصد کر کے آن پہونچا لیکن شاہزادہ
والا گہر کے دل مین کسیطرح کا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا قصر شاہی مین داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپ کے
نقد ملازمت حاصل کی اور سر اُسکے قدمون پر رکھکر عرض کی کہ خانجہان نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے
کہ کمترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہین کیا
اور اگر کوئی مرتکب اس امر ناشایستہ کا ہوا عمر سے بہرہ نپایا اگر میرے دل مین کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت ظہور مین ہو جاتا
اور خانجہان کی غرض یہ ہے کہ مجھے اور دو سرونکو درمیان سے دفع کر کے خود سریر سلطنت پر متمکن ہووے بادشاہ کو
یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش مین لیکر فرمایا کہ جا خانجہان کو قتل کر کے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیونکو مستعد کر کے باتفاق غلامان فیروزشاہی کہ وہ دس بارہ ہزار سوار تھے آدھی رات اور
خان جہان کے مکان کو جا کر محصور کیا اور اُسنے واقف ہو کر ظفرخان کو قتل کیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہو کر گھر سے برآمد ہوا اور تیسرے پہر
سے جنگ مین مشغول ہوا اور جب زخم کھا کر بیطاقت ہوا پھر مکان مین آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہو کر میوات کیطرف
راہی ہوا اور کوکا چوہان سے پناہ ڈھونڈھی شاہزادہ نے اُسکا مکان غارت کیا اور اُسکے اعوان و انصار سے جو کوئی ہاتھ
آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیر اور ناتوان ہو گیا تھا سامان شاہی شاہزادہ محمد خان
کے سپرد کیا اور خطاب ناصرالدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشہ عزلت اختیار کر کے اپنے رب کی طاعت و عبادت
مین مشغول ہوا اور ناصرالدین محمد شاہ نے ماہ شعبان ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر ہو کر اور بادشاہی
مین قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ دونون بادشاہ کے نام پڑھا جاوے اور ارباب دخل یعنے عاملون اور تحصیلدارونکو
بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو سرفرازی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب آخر بیگ کو جو امراے معتبر سے تھا
سکندر خان خطاب دیکر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو مبارز خان اور کمال عمر کو منتخب الملک خطاب
دیکر سرفراز فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب میوات کے قریب پہونچا کوکا چوہان کہ خانجہان نے اُسکے پاس
پناہ لی تھی ہراسان ہو کر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خانجہان کو گرفتار کر کے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا
اور ملک یعقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی مین بھیجا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور ناصرالدین محمد شاہ
۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری مین کوہپایہ سرمور کیطرف جا کر شکار مین مشغول ہوا اور دو مہینے شکار مین بسر لیگیا اور وہان یہ خبر ہوئی
کہ فرحت الملک اور امیران صدہ نے گجرات مین اتفاق کر کے علم مخالفت کا بلند کیا ہے اور رعایا سے ملک یعقوب سکندر خانکو قتل
کر کے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے ہین ناصرالدین محمد شاہ بہ ہمہ لشکر دہلی مین آیا اور جو سرد و گرم زمانہ کا نہ چکھا تھا
دفع فساد گجرات کیطرف متوجہ نہوا عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور امرا اور مقربان پدر کا ایک وجود باقی نرکھا اپنے مقربونکو
صاحب حشمت و جاہ کیا اور باوجود بقاے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یہ معنے نوکران قدیمی پر دشوار آئے ملک یعقوب
سکندر خان کے واقعہ مذکورہ کے پانچ مہینے کے بعد ساتھ ملک بہاءالدین اور کمال الدین کے جو چچیرے بھائی بادشاہ ناصرالدین
محمد شاہ کے موافقت کر کے مخالفت مین یکجہت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت
انکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایک بارگی ناصرالدین محمد شاہ سے روگردان ہوئے ناصرالدین محمد شاہ نے ملک ظہیرالدین لاہوری کو
اُس فتنہ کی تسکین کیواسطے بھیجا جسوقت کہ ملک ظہیرالدین اُس میدان مین کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہونچا لشکریون نے اُسے سنگ سے
مجروح کیا اور وہ اُس حال سے ناصرالدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصرالدین محمد شاہ جمعیت کر کے اُنکے سر پر گیا اور حرب
صعب کے بعد فائق آیا اور اُنھون نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہاتھ مین لاکر دوسری مرتبہ ناصرالدین
محمد شاہ کی جنگ مین قیام کیا اور دارالملک مین فتنہ عظیم قائم ہوا اور دو روز غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا تیسرے دن غلامان نے طوعاً
خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کر کے پالکی مین بٹھا کر میدان رزم مین لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے
جب چتر اور رایت فیروز شاہی کو دیکھا گمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصرالدین محمد شاہ کے متوجہ ہوا ہی
شاہزادہ سے منحرف ہو کر بادشاہ سے جا ملے ناصرالدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کہ وہ سرمور کیطرف
روانہ ہوا اور ساز و سامان اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط سپاہ ضعف سے کچھ اختیار نرہا تھا

غلامونکی صلاح دیدسے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اُسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر
سید حسن داماد اپنے کو کہ سلطان ناصرالدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلامونکی تکلیف سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے
اپنے بڑے باپ کی جین حیات مین اول جو حکم کیا تھا یہ ہو کہ جسجگہ ناصرالدین محمد شاہ کے ہواخواہونکو پاؤ قتل کر و اور جیسے ملک سلطان شہ
خوشدل کو کہ وہ امرائے فیروزشاہی سے تھا سمانہ کیطرف بھیجا تو وہانکے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصرالدین شاہ کے موافقون اور
رفیقونمین سے تھا گرفتار کرکے دربار مین لاوے اور سمانہ محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوے برس سے زیادہ تر عمر رکھتا تھا
رمضانکی تیرھوین تاریخ سنہ ۷۹۰ء سات سو نوے ہجری مین دارالبقا کیطرف راہی ہوا اور مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب
تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم و رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی تھی اور کوئی شخص اُسکے عہدمین ظلم کا یارا
نرکھتا تھا کتاب فتوحات فیروزشاہی اُسکی تصانیف سے ہے اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہے کہ مقام تربیت افغانان مین ہو کر
برخلاف بادشاہون ماضی کے اعتماد اُنپر کرکے ان لوگونکو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین امیران صدہ سے تھے امراے کبار کیا اور
سرحد و نکو اُنکے سپرد فرمایا اور قبل اسکے اُنھین یہ مرتبہ اور یہ حالت نہ تھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان تغلق
کی نسل کے پاس رہی وفات فیروز تاریخ اُنکے فوت کی ہے اور تیمور صاحبقران کا معاصر تھا اور ضیاے برنی نے تاریخ فیروزشاہی
اسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ مین مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن وامان بہت
خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہین ضابطہ پہلا جس شخص نے سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی ہے
مطلقاً ترک کرکے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت انعامات اور ادرارات کے تالیف قلوب خلائق کے
لیے محتاج سیاست کا نہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور قوت رعایا کی طلب کرتا اور اضافہ اور توفیر معاف رکھتا
اور بات کسی کی رعایا کے حق مین نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہے ضابطہ تیسرا یہ کہ واسطے
ادرحکومت ولایات کے آدمی دیانتدار اور خداترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نفرماتا اور حاکم اور
امرا اور تمام خلائق بحکم الناس علی دین ملوکہم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور مبرات اور انعامات اور
ادرارات سے دوسرے بادشاہون ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اُس معدلت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروزآباد
مین ہشت پہل بنائی ہے اور اسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروزشاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہے اوپر وقایع اُسکے کے اور
مبنی ہے آٹھ فصل پر تحریر سرکندہ کرکے بمقتضاے کلام الملوک ملوک الکلام تیمناً اور تبرکاً قدرے اُسمین سے تحریر کیا ہے تاکہ اُس
بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول وفات مسجد اور نصیحت اور صحبت
اسکے مصرف مین لکھے اور دوسری فصل مین کہتا ہے کہ زمانہ سابق مین جو خونریزی مسلمانونکی ساتھ تھوڑی جرمیہ کے باقسام تعذیب
مثل کاٹنے ہاتھ اور پانون اور کان اور ناک اور کور کرنے آنکھ اور بھرنے گلے مین استخوانہاے اعضامین اور جلانے ازام آتش کی
سے اور گاڑنے میخ آہنی ہاتھ اور پانون مین اور کھینچنے پوست اور دو پارہ کرنے آدمیون اور دوسرے انواع کی سیاست
شیوع تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالے نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سزائین تمام مین نے منسوخ کین اور
تمام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش اُنھون کے ہندوستان دارالاسلام ہوا ہے خطبہ سے معذور رکھا تھا
مین نے اُنکے نام زندہ کرکے داخل خطبہ کیے تو اُس تقریب سے فاتحہ اُنکی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور علاوہ اسکے اور بھی وجوہات
نامعقول اور بےحساب کو ساتھ ظلم کے داخل مال واجبی کرکے ہر سال یہ جبر لیتے تھے مثل چرائی اور گلفروشی اور رنگریزی

اور ماہی فروشی اور بندانی اور ریسمان فروشی اور نخود بریان گری اور دو کا نانہ اور خمار خانہ اور داد بگی اور کوتوالی ان سب کو مین نے برطرف کیا اور مین نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج سخزینہ تھی بلکہ مردم بہ رنج بد اور مین نے مقرر رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہ لیوین اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ سپاہ کو دیتے تھے اور چہار م دیوان مین لیتے تھے مین نے شریعت پاک کے موافق پانچوان حصہ دیوانکا قرار دیا اور دوسرے بد مذہبون اور ملحدون اور اہل بدعات کو سبب اضلال خلائق تھے سبکو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات اُنکے کتب کے مندرس کیے اور دوسرے لستبی کو اپنا اور استعمال سونا اور چاندی کرنا مردمان روزگار کی عادت ہوئی تھی سبکو ایک قلم دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور دوسری عورات مسلمہ اور عاجزہ کہ مزارات اور تبخانون مین جاتی تھین اور سر منشا و اقسام فساد کی ہوتی تھیں سبکو منع کیا اور تبخانونکے عوض مسجدین تعمیر کین اور دوسرے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کی مسجدین اور خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سر نو مین نے تعمیر کرکے اوقات مقرر کیے اور دوسرے ایک جماعت کو میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کیواسطے گرفتار کرکے قطع اعضا کیے تھے زن اور فرزند اور ورثہ اُنکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خط ابراے ذمہ سلطان مرحوم اُنسے لیکر اور ساتھ مہر اکابر اور اشراف کے مزین کرکے پادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ مین رکھا اور مادر اسکے جس جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی مین نے سُنی اُسکی خدمت مین جاکر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردمان سپاہ اور امرا کہ پیرسن مین پہونچے تھے اُنھین ساتھ نصیحت اور مواعظت کے مناہی سے توبہ کرا کے وظیفہ اُنکا مقرر کرکے کار آخرت مین مشغول کیا اور اہل خدمت تمام مسجدون اور مدرسون اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اُسکی دراز ہے دوسرے یہ کہنا ہے کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا مین نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ ہوئی اور جو دوسرے وقائع اس رسالہ کے اس کتاب مین داخل ہوئے بہ سبب توارد اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات اور بقاع خیر اسکے پائی گئی تفصیل اُسکی یہ ہے بند جوے پچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد کوشک سو عدد دار الشفا پانچ عدد مقبرہ سو عدد حمام دس عدد چاہ ایک سو پچاس عدد پل سو عدد باغات حد و حصر سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات اُنپر تعین کیا ہے

ذکر بادشاہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروزشاہ باربک کا

بعد فوت سلطان تغلق شاہ کے سلطان فیروزشاہ باربک قصر فیروزآباد مین تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر ساتھ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے مخاطب ہوا اور امر بادشاہی مین استقلال پاکر خطبہ اور سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک فیروز علی پسر ملک تاج الدین بہروہ وار خان جہان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین ترمذی کو سلاحداری کی خدمت مفوض اور اقطاع گجرات بدستور سابق ساتھ فرحۃ الملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے خانجہان اور بہادر ماہر کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کیواسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ نے سہر مورمین آوازہ توجہ لشکر دہلی کا سُنکر پہاڑ پر دم لیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین اور متعلقین کو محکم کرکے لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جابجا انتقال کرتا ہوا قلعہ نگرکوٹ مین پہونچا جو قلعہ نگرکوٹ کا سنگین اور محکم تھا افواج بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضاے

جو انی عیش کامرانی مین مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شاہ نام رکھتا تھا بشدت تمام مقید کیا اور اُسکے چچیرے بھائی ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پاکر ملک رکن الدین نائب نے وزیر اور چند سرداران کو اپنا یار کرکے علم مخالفت کا بلند کیا جیسا کہ غلامان فیروز شاہی جو عہدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اُسکے متفق ہوکر دیوانخانہ مین گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہوکر ہمراہ ملک فیروز علی خان جہان کے اُس دروازہ سے کہ جو نہر جون کیطرف واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر نے خبردار ہوکر ساتھ ایک جماعت غلامون کے بھیجا کیا اور اُسے مع ملک فیروز علی خانجہان گرفتار کرکے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسوین ۷۹۱ھ سات سو اکانوے ہجری مین واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی **ذکر سلطنت ابو بکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا** - ارکان دولت اور اعیان نصرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوئے ابو بکر شاہ کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہوکر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت شاہی پر جلوس کرکے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابو بکر شاہ نے اس امر سے واقف ہوکر پیشدستی کی یعنے اُسے ساتھ ایک جماعت غلامون سلطان فیروز شاہ کے کہ اُس ارادہ مین شریک تھے قتل کیا اور اس سیاست سے اُسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن انہون مین امیران صدہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے حاکم ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابو بکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اُسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجکر التماس قدم آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستہ سے سمانہ مین گیا اور وہان تخت پر بیٹھکر دہلی کیطرف لشکرکشی کی اور آخر بعد چند مرتبہ شکست کھاکر مغلوب ہوا تھا آخر مین غالب آیا اور ابو بکر شاہ کو ذیحجہ کی بیسوین تاریخ ۷۹۲ھ سات سو بانوے ہجری مین دار العدم کے قیدخانہ مین بھیجا اور تفصیل اُسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوگی ابو بکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی - **ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک کا** - پہلا جلوس اُسکا حیات پدر مین شعبان کی چھٹی تاریخ ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری مین ہوا تھا اور جب ملک سلطان شہ خوشدل کو امیران صدہ نے سمانہ مین قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر آپکو قلعہ نگرکوٹ سے سمانہ مین پہونچایا پس جمیع امیران صدہ اور سمانہ اور مقدمان اُس اطراف نے اُنسے بیعت کی اور بعضے امرا اور مردم پایہ تخت دہلی سے ابو بکر شاہ سے سرتابی کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُسکے بعد بیس ہزار سوار اُسکے ظل رایت مین فراہم ہوئے پھر وہ دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی مین پہونچا پچاس ہزار سوار اُسکے پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ سنہ مذکور کو بہیر و بنگاہ شہر مین داخل ہوکر قصر جہان نما مین وارد ہوا اور ابو بکر شاہ نے بھی فیروز آباد مین اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اُسی سنہ کو کوچہ ہائے فیروز آباد مین ساتھ مرحوم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اُسی روز بہادر ناہر بجمعیت تمام شہر مین داخل ہوا اور ابو بکر شاہ مستظہر ہوکر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہوکر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آبجون سے عبور کرکے درمیان دوآبے کے گیا اور ہمایون پسر میانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابورجا اور رائے کمال الدین اور رائے کھکھی کو بہیستی سمانہ کیطرف بھیجا اور خود موضع جالیسر مین آب گنگ کے کنارہ قرار پکڑا

اور جو اول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہاں کہیں یہ دستیاب ہوں تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور اُنکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے بہت سے غلام کہ ولایت میں متفرق اور پریشان ہوئے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت ابوبکر شاہ منحرف ہوکر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا اور جو ملک سرور شحنہ فیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور خواص الملک حاکم بہار اور رائے سرور اور دوسرے رائے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہوکر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہان کا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کر کے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور رائے سرور کو رائے رایان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے مسرور اور خوشدل کر کے آہنگ دہلی کیا اور ابوبکر شاہ نے بھی لشکر جرار آراستہ کر کے استقبال فرمایا اور موضع کندلی میں فریقین کا مقابلہ ہوا بعد حرب صعب جولی بناک نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کو نہ پہونچی تھی شکست پاکر جالیسر کیطرف گیا بقول شخصے بیت تا دو نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست × سودے ندہد یارئے ہر یار کہ ہست × ابوبکر شاہ نے تعاقب کر کے ناصر الدین محمد شاہ کا اردو غارت کیا اور دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان جو سمانہ میں تھا لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف میں روانہ ہوا اور ابوبکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور پانی پت میں جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھاکر سمانہ کیطرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت منہ دکھاتی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے موافق تھے ابوبکر شاہ اس مدت میں دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خانسے دلیر ہوکر امرا کی تجویز سے ناصر الدین محمد شاہ کے دفع کیواسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے جانیکی فکر میں ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ مع کوتوال اور امرائے دہلی سے موافقت کر کے ساز و سلب اپنا جالیسر میں چھوڑ کر مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابوبکر شاہ کے روانہ ہوا اور اُسکے بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ چپ سے دہلی کیطرف یلغار فرمایا اور ایک جماعت کہ ابوبکر شاہ محافظت کیواسطے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا جنگ میں مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازہ بداؤن کو آگ دیکر شہر میں داخل ہوا اور قصر ہمایون میں نزول کیا اور آدمی وضیع و شریف اُسکی خدمت میں حاضر ہوکر مبارکباد دینے لگے ابوبکر شاہ خبر پاکر اُسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر میں پہونچا اور ملک بہاء الدین جنگی کو کہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کر کے قصر ہمایون کیطرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اُسکے شہر میں متفرق ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کیطرف باہر گیا اور بعضے امرائے اُسکے مثل خلیل خان باربک اور آدم اسمٰعیل خواہر زادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہوکر مقتول ہوئے اور بعضے جنگ میں مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور میں مبشر حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی میں اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابوبکر شاہ سے رنجیدہ ہوکر ایک عریضہ مشتمل بر اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابوبکر شاہ جب مطلع ہوا کہ اکثر لشکر دیسی مخالف ہوئے ہیں اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہے ناچار ایک جماعت مخصوصوں سے نزدیک بہادر ناہر کے میوات کیطرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بحری کو دہلی میں چھوڑا اور ناصر الدین محمد شاہ رمضان کی انیسویں سنہ مذکور میں دہلی میں پہونچکر صدر شاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف میں تھے اُنسے لیکر اپنے فیلبانوں کے سپرد فرمائے

اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل و عیال بھاگ کر ابوبکر شاہ کے پاس گئے اور ناصر الدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان معرکہ کرتے تھے دہلی سے نکال دیا اسواسطے کہ ان متواتر معرکوں میں بھی یہی حقیقت تھی کہ غلام آپس میں مستقل و متفق ہوکر اکثر شہزادوں کو قتل کرتے تھے اور کام بگڑنے پر دوسروں کو پہونچاتے تھے اور اسکی جگہ دوسروں کو بٹھاتے تھے اور شہرہ ہے کہ ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی سے جو کوئی تین روز سے زیادہ شہر میں رہیگا جان و مال اسکا تلف ہوگا پس اکثر انمین سے تین روز میں شہر سے باہر گئے اور جو کہ نہ گئے تھے بموجب حکم تیغ خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان سے کہتے تھے کہ ہم اصل میں ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ تسمیہ ... کہے ... اور حسب طور ہے کہ بادشاہ چاہتا تھا تلفظ کر سکتے تھے اپنی زبان مردم پورب اور بنگالہ کی بولی میں ادا کر ... ہے ... تھے کہ ... زبان انکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اسکے بعد ناصر الدین محمد شاہ اپنے ... مشغول ہوا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا اور ہمایون خان بیٹا اسکا جو سامانہ میں تھا مع جمعیت تمام دہلی میں آیا ناصر الدین محمد شاہ کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین اور رائے ... جینتی کے ابوبکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کوتلہ میں پہونچا محرم کے مہینے سنہ ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری میں ابوبکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور خانہ زادان فیروز شاہی کے ہمایون خان کی ہجری میں اُردو پہ تاخت لایا اور بعضے آدمیوں کو مجروح کیا شاہزادہ پائے ثبات استوار کرکے جنگ میں مشغول ہوا اور اسلام خان بھی آپکو مستقل کرکے کمک کو پہونچا اور ابوبکر ... کام نہ کیا قلعہ کوتلہ کی طرف پلٹ آیا اور ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنتے ہی بکوچ متواترہ میوات کیطرف گیا ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کے سوا نہ دیکھا ... ملازمت کی ناصر الدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابوبکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل کھندی میں لایا اور وہاں سے عہد اکر کے قلعہ میرٹھ میں بھیجا اور وہ اسی حبس میں فوت ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے جب دہلی میں مراجعت کی خبر پہونچی کہ ملک فرحت الملک حاکم گجرات باغی ہوا ہے اسواسطے ظفر خان بن وجیہ الملک کو ساتھ اُس تفصیل کے کہ وقایع شاہان گجرات میں لکھا جاویگا باعزاز و احترام تمام گجرات کیطرف روانہ کیا اور سنہ ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری میں خبر پہونچی رائے نرسنگھ اور سرودہن راٹھور اور بیر بھان مقدم بھیسور کے جو عمدہ کفار تھے متفق ہوئے تو بادشاہ نے اسلام خان کو رائے نرسنگھ کے دفع شر کیواسطے کہ عمدہ ترین متمردان سے تھا بھیجا رائے نرسنگھ نے جنگ کرکے شکست پائی اور آخر کو صلح کرکے اسلام خان کے ہمراہ دہلی میں آیا اور انھیں دنوں میں بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ سرکوب کے قصبہ بلارام اور دوسرے پرگنات پہ تاخت لائے ہیں بادشاہ نے خود بہ نفس نفیس فوج جرار سے اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستاصل کیا اور قلعہ اٹاوہ کو مسمار کرکے قنوج کیطرف روانہ ہوا اور اُس نواح پر بھی تاخت کرکے جالیسر میں آیا اور جو اُس زمین کو اپنے اوپر مبارک جانتا تھا قلعہ وہاں تعمیر کرکے محمد آباد نام رکھا اور اسوقت میں خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور میں جاکر فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کیطرف راہی ہوا اور دہلی میں پہونچتے ہی اسلام خان کو طلب کرکے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جاجو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اُسکے دشمن تھے گواہی دروغ دی ناصر الدین محمد شاہ نے کہ اصل میں اس سے متوہم تھا اُسے گرفتار کرکے فوراً حکم اُسکے قتل کا نافذ فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اسطرف راہی ہوا اور سنہ ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری میں سرودہن راٹھور اور بیر بھان نے طغیان پہ کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے

حسب الحکم لشکر محمد آباد کا بھجا کر اُنکے شر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اُسی سنہ مین میوات کے سمت جاکر اُس ولایت پر تاخت لایا اور وہانسے محمد آباد اور جالیسر کیطرف دوڑکر محصور ہوا اور جب سُنا کہ بہادر ناہر عصیان اور طغیان پر کمر کسکر بعضے مواضع دہلی کے غارت کرتا ہی بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کیطرف متوجہ ہوا جب کوٹلہ مین پہونچا بہادر ناہر نے مقابل ہوکر صف آراستہ کی اور شکست کھاکر کوٹلہ مین آیا اور جو ٹھہرنیکی قدرت نرکھتا تھا وہانسے بھاگ کر جھیر مین پوشیدہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کیواسطے ویسی بیماری مین محمد آباد اور جالیسر کیطرف گیا اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین ہمایون خانکو کہ دہلی مین تھا واسطے تدارک اور دفع شیخا کھکر کے کہ باغی ہوکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد نہوا تھا کہ سلطان اس سرائے فانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوا اسکو واسطے کہ محمد آباد جالیسر مین بیماری اُسکی زیادہ ہوئی روز بروز ضعف کا زور ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور نعش کو اُسکی دہلی مین لاکر حوض خاص کے کنارے پہلو مین اُسکے باپ کے دفن کیا مدت اُسکی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی **ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** جب ناصر الدین محمد شاہ روضۂ رضوان کیطرف سدھارا اُسکا فرزند ہمایون خان اُنیسوین تاریخ شہر و سنہ مذکور کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور عہد پدر عمال اور حکام ولایات پر برقرار رکھے اُسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت مین مبتلا ہوا اور ہر روز مرض ترقی مین تھا یہانتک کہ اُسنے بھی اپنے باپ اور دادا کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ کیا **بیت** بخت و دولت چہ شد ار یار شد ای خواجہ بدہر ﴿ نتوان خورد ازین مائدہ جز قسمت خویش ﴾ مدت اُسکی سلطنت کی ایک مہینے اور پندرہ دن تھی **ذکر سلطنت ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے تعین ہونے مین گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی مہمل رہا آخر خواجۂ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سواد اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرما ہوا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر اور امرا اس سے بیعت کرکے سر اُسکے حلقۂ فرمان مین لائے اور خواجۂ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور مقرب الملک مقرب خان ہوکر وکیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے باربکی پائی اور سارنگ خان دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان منشی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے استقامت سلطنت میں خلل ہوئی تھی ولایت مین ہرج مرج نے ظہور کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا بالتخصیص ہنود شرقی نے بہت سر اُٹھایا اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع بیس زنجیر فیل اور لشکر کثیر ہنود قنوج اور بہار کیطرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت مین جاکر باہستگی تمام سبکو عمل مین لایا اور جونپور تک گیا اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقرری چند سالہ اور ہاتھی متقبلۂ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیپالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُسکے نواحی کا فراہم کرکے شیخا کھکر کیطرف متوجہ ہوا اور شیخا کھکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُنمین خویش اور ہمقوم اُسکے تھے اجودہن سے استقبال کرکے بارہ کوس لاہور سے مقابل مین پہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کارآگاہ زبان ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولین واقع ہوئی آخر کو شیخا کھکر بھاگ کر لاہور مین آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لیکر کوہ جمو مین پناہ لیگیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی عادل خان کے سپرد کرکے دیپالپور کیطرف گیا

اور اُسی عرصہ مین سلطان ناصر الدین محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو مع ایک سو زنجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ
خیل دہلی مین چھوڑکر خود گوالیار اور بیانہ کیطرف سواری فرمائی اور سعادت خان باربک رکاب مین تھا اور جب گوالیار مین
پہونچا مبارک خان یعنے فرزند ملک راجو اور ملو خان برادر سارنگ خان اور ملک علاءالدین دھاروال آہنگ قتل
سعادت خان باربک مین گئے اور سعادت خان اُنکے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاءالدین کو قتل کیا اور ملو خان بھاگکر
دہلی مین پہونچا اور سلطان ناصر الدین محمود اس فساد کے بعد دہلی مین آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کیواسطے حاضر ہوکر شرف
ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے اپنے سے ساتھ ملو خان کے ایک خوف اور
ہراس نے اُسکے دل مین راہ پایا شہر کیطرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک صحبت نے درازی
پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان مین جنگ واقع ہوتی تھی اور جو یہ صحبت سعادت خان باربک کی خاطر
تھی ناصر الدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربون کے ہنگام فرصت ماہ محرم ۷۹۷ھ سات سو ستانوے ہجری مین
شہر مین داخل ہوکر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان
باربک کے مقابلہ اور محاربہ کو شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھاکر پھر شہر مین داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا
اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اُکھاڑکر شہر فیروزآباد کیطرف گیا اور امرا کی صلاح
سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ ولایت میوات مین رہتا تھا طلب کرکے بادشاہ بنایا اور ناصر الدین
نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور
غلامان فیروزشاہی بدسلوکی سعادت خان باربک سے آزردہ خاطر ہوئے فیلبانون کو اُس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ
کو بھی اُس سے ساتھ مکر اور حیلہ کے متنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کرکے سعادت خان باربک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوئے اور سعادت خان
جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پاکر بھاگا مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ٭ اور مقرب الملک مقرب خان سے
امان چاہکر اُسکے پاس گیا اور اُسی چند روز مین شمشیر غدر اُسکے سے درگذرا اور امراے فیروزآباد نے از سر نو نصرت شاہ
سے بیعت کی اور بہت ولایتون پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروزآباد مین دو بادشاہ قائم ہوئے اور امرا بھی دو طرف ہوئے
جیسا کہ تاتارخان بن خان اعظم ظفرخان گجراتی اور شہاب ناہر اور فضل اللہ بلخی المخاطب بہ قتلغ خان نصرت شاہ کے شریک ہوئے
اور مقرب الملک مقرب خان مع اور امرا سلطان ناصر الدین محمود کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملو خان المخاطب بہ اقبال خان
جو کہ قلعہ سیری کو تصرف مین رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ مین تھا کسیطرف نگردیدہ ہوئے تشخیص معاملہ کے منتظر رہے
تین برس ان دونون بادشاہون کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا کبھی دہلوی زور کرکے [illegible]
فیروزآباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروزآبادی غلبہ کرکے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت کثیر ہندو
اور مسلمان سے ان معرکون مین کام آئی اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے ہجری مین سارنگ خان حاکم دیپالپور نے خضر خان حاکم ملتان
پر خاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین
سامانہ کیطرف گیا اور وہان کے حاکم عالمخان کو بھی نکالکر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنکر تاتارخان حاکم پانی پت کو
مع ملک الیاس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین سارنگ خان تاتارخان سے
شکست کھاکر ملتان کیطرف بھاگا اور سنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے آب سند کو کشتی سے باندہ کر

عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ مین لایا اسواسطے اُسنے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امراے دیگر اور لشکر برگزیدہ ملک علی حاکم اوچہ
کی کمک کو روانہ کیا اور امیرزادہ نے اُنکے آنے سے واقف ہوکر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور اُنھیں غافل کرکے
حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت متفرق کی چنانچہ اُنہین کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی مین ڈوب گئے اور ملک تاج الدین
پریشان اور بدحال کچھ آدمیون سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان مین پہونچا سارنگ خان مضطر
ہوکر حصاری ہوا اور چھہ مہینے کے بعد قحط پڑا سارنگ خان امان طلب کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور میرزا پیر محمد نے اُسے مع تمام
لشکر مقید کرکے ملتان پر قبضہ کیا اور اُسی عرصہ مین سارنگ خان قید خانہ سے بھاگا اور ملتانیونکو مطیع اور منقاد کیا اور سنہ کور
مین اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہوکر ناصر الدین محمود شاہ سے منحرف ہوا اور نصرت شاہ سے
پیغام بھیجی کیا اور نصرت شاہ سوار ہوکر قلعہ سیری مین آیا اور دروازہ حظیرہ خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ مین مصحف مجید کو درمیان مین
لاکر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و فیل قلعہ جہان نما کے اندر لیگیا اور ناصر الدین محمود شاہ ساتھ
مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنہ مین رہا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان نے نصرت شاہ سے دل گرگون
کرکے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے پیچھا کیا اور اثاثہ بادشاہی کو قبضہ مین لایا اور
نصرت شاہ کو فیروزآباد مین استقامت کی طاقت نرہی اپنے وزیر تاتار خان کے پاس پانی پت مین گیا اور اقبال خان فیروزآباد
کو اپنی تصرف مین لایا اور نہایت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک مقرب خانکے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے اُنکے درمیان
جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان مین آئے اور قصر جہان نما مین اُنمین صلح کروائی اور اقبال خان اُنھین دنون مین
مصلحت دنیوی کے باعث عہد توڑکر قلعہ سیری سے اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خانکے تاخت لیگیا اور اُسے
گرفتار کرکے قتل کیا اسوقت سلطان ناصر الدین محمود کو دست افراز کرکے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے
سوا ساتھ اُسکے کچھ چھوڑا اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کرکے بادشاہ کے ہمراہ تاتار خان کے
دفع کیواسطے پانی پت کیطرف روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت مین چھوڑکر دوسرے راستہ سے
دہلی کیطرف گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کرکے تین دن مین مفتوح کیا اور تاتار خانکے مال و دواب پر
متصرف ہوا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کیطرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے لیئے کچھہ نبن پڑا
تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات مین گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی مین فروکش ہوکر امور سلطنت مین مشغول
ہوا اور اس درمیان مین خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تسخیر ہندوستان آب سند سے عبور کیا **بیان امیر تیمور
صاحبقران کا مملکت ہندوستان کی طرف آنے کا** - امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آشوب اور فتنہ دہلی اور
حملہ ہندوستان کا منکر سنہ آٹھہ سو ہجری مین سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سند سے عبور کرکے محرم کی بارھوین
تاریخ سنہ آٹھہ سو ایک ہجری مین جول جلالی کے کنارے کہ جسوقت سے سلطان جلال الدین منکبرنی اُس جول مین
داخل ہوا ساتھ اس نام کے مشہور ہے نزول کیا اور بعضے زمینداران نے دامن کوہ سے اُس مقام مین آنکر ملازمت
کی اور شہاب الدین مبارک کہ ابہت نواحی مین بعضے ولایات کے حفظ کیواسطے کہ تصرف مین رکھتا اقامت
پذیر تھا جب امیرزادہ میرزا پیر محمد مولیان کیطرف جاتا تھا آنکر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف
کیا اور اسوقت مین بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیئے امیر شیخ نور الدین ساتھ اقوام اپنی کے اُسکے دفع کیواسطے

تعین ہوئے اور جب وہ وہان پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور انقیاد کے دلالت کی اور جب اُسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا اور ایک خندق عمیق گرد اگرد اُسکے کھود کر آب نیلاب اُسمین جاری کیا فرمان اُسکی قبول نہ کی اور جنگ مین مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کر کے قلعہ کو محاصرہ کیا دوسرے روز شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست فاحش کھائی اور اکثر آدمی اُسکے قتل ہوئے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور امیر شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کر کے پایان آب مین روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے کنارے جاتا تھا آخرش پلٹ آیا اور صاحبقران مہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا کنارہ پکڑ کے روانہ ہوا یہانتک کہ اس مقام مین پہونچا کہ جہان نہر جہلم اور چناب یکجا ہوئے ہین اور ایک قلعہ محکم موسوم بتلمبہ اس مقام مین تھا الغرض حکم ہوا کہ اُس نہر پر پل باندھکر عبور کرین اہلکار حکم کے موافق عمل مین لائے اور صحرائے تلمبہ لشکرگاہ ہوا اور مال امان کا اس بلد کے اہالی کے حوالہ ہوا اور کچھ تحصیل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاوین اُٹھا لاوین اسیقدر حکم کافی ہوا یعنے ایک ساعت مین تمام شہر تاراج ہوگیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کر کے ظاہر موضع شاہنواز خیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہان غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اُٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر جلادیا اور جب یہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع مین پہونچنے کیوقت مردم تلمبہ نے فرمان برداری نہین کی امیر شاہ اور ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر مین داخل اور لوازم قہر و غضب مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اور علما اور سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نرہا اور دوسرے دن وہانسے کوچ کر کے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز مین نزول فرمایا اور اُسجگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شیخا کہکر نی دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پاے ثبات محکم کیا ہے فوراً اردو کو وہان چھوڑکر اسطرف روانہ ہوا بمجرد پہونچنے کے سپاہیون نے اطراف و جوانب سے آب سے عبور کر کے اُس جماعت کو پریشان اور بہتون کو بیجان کیا اور مال و اطفال اُنکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز مین اسقدر غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اُٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہانسے کوچ کر کے آب بیاہ سے عبور کیا اور ولایت آباد اور پر علف اور آذوقہ مین داخل ہوئے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہے کہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپ کو قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف و جوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتون کو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا اسواسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوا شہزادہ ساتھ اس لشکر کے کہ بعضے اُنمین سے گاؤ سوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفائس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایون مین گذرانکر مجموعہ کو امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایکدن شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے اور جو کچھ شہزادہ نے حاکم بتنیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُسکا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی

قصبۂ اجودہن کیطرف بطور یلغار روانہ فرمائے اور اجودہن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بھٹنیر کیطرف پناہ لیگئی اور
بعضون نے توکل کرکے قصبۂ اجودہن مین استقامت کی کسیطرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودہن مین پہونچکر شیخ فرید شکرگنج
قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہانکے باشندون کو امان دیکر عزم بھٹنیر مین روانہ ہوا اور آب اجودہن سے عبور کرکے
خالص کوٹلہ مین فروکش ہوکے وہانسے بھٹنیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا ایلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ دراز طی
کی اور چونکہ وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور ربع دور سے واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اِس
سبب سے آدمی اجودہن اور دیپالپور اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لیگئے جسقدر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ
مین درآئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم ہوئے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول
روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سبکو قتل کیا اور اموال اُنکا لیا ۔ دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور راے خلجی جو وہانکا حاکم
صنادید کفار ہند سے تھا اور زمرۂ سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اپنا نام رکھا
تھا کسواسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چغتائی
اُسپر حملہ آور ہوئی اُسنے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب
صعب کے بعد فائق اور غالب آنکر مغرب کیوقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے
قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی راے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور ذرا
شیخ کو شفاعت کیواسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا (زیادہ ۱۲) صاحبقران نے التماس اُسکی
قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب
سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع وزاری کرکے امان چاہی اور راے خلجی کا بیٹا
قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن راے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکرگنج رح کے کہ اجودہن سے
بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام
اقمشہ ہند پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گرانمایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر اللہ داد واسطے ضبط
دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین درآئے تھے نکالین اور جسنے مسافر کابلی کو میرزا پیر محمد جہانگیر
سے قتل کیا ہو سزا کو پہونچادین اور باقی اُن سے امان دیکر رہا کرین چنانچہ مردم دیپالپور نے مسافر کابلی مع ہزار آدمی کے
قتل کیا تھا حسب الحکم اُنمین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اِس سبب سے
برادر اور پسر راے خلجی نے بنیاد فضولی کے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے راے خلجی کو مقید کرکے سلطان
شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان مین آنکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر اللہ داد تحصیل
زرامانی کیواسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر سخت طلبی زرامانی کے سبب سے اپنے تمام جہات مین
آگ افروختہ کی اور اپنی زن وفرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصورہ سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی
قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندے سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب
کرکے قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ
رجب دراہروتی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغرق کو سمانہ کیطرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے

مینون کیطرف متوجہ ہوا اور قوم جہان سے جو شخص کہ راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نچھوڑا اور ایک جماعت سادات سے کہ ایک موضع مین استقامت رکھتی تھی اُسپر رعایت فرمائی اور جب قریہ کیتھل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پر ہی پہونچا تمام شاہزادہ اور امراجو اطراف مین بھاگ گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اس موضع مین جمع ہوے اور لشکر اُنکا بعد لشکر منصور تیمور کے سمت روان ہووے جب اُسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہانکے باشندے جو بہ پہنچان اور فراوانی ماہون کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دو آب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لیکر ہندوون کو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا ہی ہندن ایک آب عمیق ہی سلطان فیروز شاہ باربک مرحوم آب کالپی سے لایا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس تھے القصہ اس فتح کے بعد ساحل آب کے مقابل بسعادت و برکت عمارت جہان نما مین نزول فرمایا اور گذرگاہ آب سے بنفس نفیس احتیاط فرمائی اور امیر سلیمان شاہ اور امیر جہان کو تاخت و تاراج جنوبی کیواسطے بھیجا اور خود ساعت سعود وار کامل اور جرار لیکر نہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارات کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب اور راہ جنگ کو ملاحظہ فرماتا تھا کہ اس درمیان مین ناصرالدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے اُسپار دیکھے پانچ ہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے محمد یوسف کو کہ امرای شہر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کیواسطے متعین ہوا تھا گرفتار کرلائے اور حکم کے موافق اسکی گردن ماری پھر صاحبقران پلٹکر اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اسطرف تھے جنگ کیواسطے کھڑے ہوئے اور سونجک بہادر اور اللہداد نے بھی حسب الحکم اُنکی کمک ساتھ دو قشون آب کے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیراندازی مین مشغول ہوئے اور ملوخان صلاح معاودت مین جانکر پلٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کہ پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور ہاتھی کہ مردمان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت دوادوش کے صدمہ سے گرکر ساقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے دن غربی لونی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہی نزول جلال و حلول اقبال فرمایا اور اس یورش مین جمیع شاہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان اور دوسرے امرا نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ لب آب سند سے یہانتک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوئے ہین اور اُس دن بادشاہ ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بروز جنگ اتفاق کرکے ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہوجاوین جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نرکھین اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن مارین اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُسکی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے اس صورت مین اُس دن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر اُردو مین رہے اور ہنود کے زن و فرزند صغر سن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ کو آب جون سے عبور کرکے صحراے فیروزآباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گاے اور بھینس کے گردن اور پانون مین چرم خام باندھ کر اُس خندق مین چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کے ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران بسعادت و اقبال سوار ہوکر برانغار و جرانغار قول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایک سو تیس ہاتھی مجمع کو مسلح اور مکمل کرکے

صاحبقران کیطرف متوجہ ہوئے بہادران چغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوئے اور طرفۃ العین مین زخم تیر سے فیل اور فیلبانونکو گونسار کیا
اور ہندوستانیون نے آپ کو مردمیدان اُن غازیونکا نیا کر راہ گریز پائی اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگونسے
بہزار مشقت اپنے تئین شہر کیطرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تکامیشی کر کے مظفر و منصور ہو کر حوض
خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کہ تھوڑے آدمیون سے اپکو شہر مین پہونچایا
تھا اُس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصرالدین گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان برن کیطرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع
ہو کر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور اُنھون نے بطور راہ سریع السیر کے جاکر بہتونکو ہلاک کیا اور بیٹا ملو اقبال خان
کا کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہوا سادات
اور قضات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُنکی درجہ
جمع قاضی ۱۲
قبول مین پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولھوین ماہ مذکور کو ایک
جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے شہر پناہ
مین کرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے ملہ محتاج کیواسطے شہر مین آئے
تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پنجروزہ مین
مشغول تھا کسیکو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر
آمادہ ہوئے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسرا شہر پناہ مین قدم نہ رکھے لیکن اسقدر سپاہی
شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط
اپنا نگر کے تمام شہر مین ور آئے اور غارت عام ہوئی اکثر اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہنودکو
اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر سے بالتخصیص الماس
اور یاقوت اور مروارید یعنی جو چیز کہ امکان تحریر سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے
مسجد جامع مین جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جاکر اُس مسجد کو اُس
جماعت خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار
سے گئی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال امانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر اُنکی شاق طلبی اور سخت
گیری سے مقام ایذا مین ہو کے اور چند نفر محصلون یعنی منزاولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت
کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک یہ کسی بادشاہان
مغل کو میسر نہوا تھا اور صاحبقران ایک سو بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈہ اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ
جو سلطان فیروز شاہ باربک سے دہلی مین تھے اُنپر متصرف ہو کر شہر مین داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے
سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکی دلمین گذرا کہ سمرقند مین اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے
سنگتراشونکو سمرقند کیطرف لیجاکر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز تک دہلی مین توقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور
کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور ساتھ
سعادت کے روان ہو کر فیروزآباد کیطرف آیا وہان بہادر نے دو طوطے سفید جنکو کاکاتوا کہتے ہین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر

اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کیطرف سے جاکر بہادر ناہر کو ملازمت مین لایا اور خضر خان جو میوات کے
پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ مین آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے الہی ہوکر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک
جماعت امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے جو اہمات قلاع ہند سے تھا بھیجا اُنھون نے وہان جاکر خبر بھیجی کہ اُس قلعہ کے رہنے والے
جنگ پر آمادہ ہوکر کہتے ہین کہ ترمشیرین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر
غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اُسی لحظ بعضے جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول
ہوئے جیسا کہ دوسرے دن ہر ایکطرف سے پندرہ گز اور پندرہ گز نقب قلعہ کیطرف پہونچاتے تھے اور الیاس اوغان عالی اور مولانا احمد تھانیسری کا
بیٹا اور ملک صفی کبیر جو کہ قلعہ مین تھے جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے سیڑھیا لگائین اور بعضے
کمندین ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کرکے امرای مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو
زندہ نچھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین برج اور دیوار ہاے قلعہ مین آگ روشن کرکے قلعہ ہنیتر کے مانند اُسے بھی خاک سیاہ
کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین اور اُن ممالک کو بالکل
تاخت و تاراج کرکے بلندی و پستی یکسان کیا اور آب گنگ سے عبور کرکے اس مقام مین کہ جہان سرچشمہ ہے اور سلطان محمود غزنوی
بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کرکے اُنکے زن و فرزند و نکو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر معاودت کا عازم
ہوا اثنای مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کرکے سامان و سلب اُسکا غارت کیا اور نواح جمو کے ورود تک چند
قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہانکا راجہ جرب پر آمادہ ہوکر مقابل آیا اُسے بھی بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر
صاحبقران کے تکلیف سے اُسنے مسلمان ہوکر گاو کا گوشت کھایا اور کہتے ہین شیخا کھکر نے اپنے چھوٹے بھائی جسرت کھکر کو کہ
صاحبقران کے مقابلہ سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بمدنظر آنحضرت کے مخالفت پر سے سرزنش و ملامت بہت کی اور سارنگ خان
اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُسکے بارہ مین یہانتک
اس حد کے پہونچی کہ جو سا تھا ایک حشم اور ایک انبوہ کے پہونچتی تھی اور نسبت اپنی شیخا کھکر سے کرتے تھے کسی شخص کو افراد عساکر منصورہ
سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہوتے جب شیخا کھکر رخصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پاکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا اور بے سبب جادۂ اطاعت
اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن جو سلاطین ہند کا ہو مسود اصل کتاب کے انتظام رکھتا تھا اور مولانا عبد الصمد صدر جو وقتی کے
جو ما وراء النہر سے آتے تھے اُنسے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواحی پنجاب مین پہونچے جب کبھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت
مین حاضر نہوا اسواسطے شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کھکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور
لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے بہ تعجیل روان ہوا اور دہلی
اور میرٹھ دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر آیا اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دوآب کے
درمیان تھا مع اپنے لشکر میرٹھ کیطرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان
جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروزآباد کیطرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ
مین لایا اور شہاب خان اپنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیون کے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے
شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع اور قمع کیواسطے برن کیطرف بھیجا اور اثنای راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے اغوا سے
سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب

لو کر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاب اُسکی مقاومت کی نہ لاکر میوات کیطرف بھاگا اور ملو اقبال خان
از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی سے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقرانی
کے خوف سے اطراف و جوانب مین بھاگ گئی تھی وطن کیطرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسیوقت سے
اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان نہ ہوئی اور ولایت میان دو آب ملو اقبال خان کے تصرف
مین آئی اور ممالک دور دست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان
اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو حکم صاحبقران
سے خضر خان اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اور چندیری اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن ملکزادہ
فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور دوسرے پر اعتماد نکرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل اور ابد کے
حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے شرح اُسکی عنقریب رقمزدہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاولی کے مہینے سنہ آٹھ سو
تین ہجری مین ملو اقبال خان نے دار الخلافت دہلی سے بیانہ کیطرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا
دو ہاتھی اور جلوس اُسکی شوکت کا قبضہ مین لا کر وہان سے کٹیہر کیطرف گیا اور زمینداروں سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت
کی اور سُنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جونپور مین فوت ہوا اور اُسکا متبنی لولا بیٹا ملک قرنفل اصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھکر
اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا پھر ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور مین مبارک شاہ پر فوجکشی کی اور
شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ پٹیالی مین جو نہر گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا
لسے سیز اور اسطرف کے تمام زمیندار اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان نے قنوج مین جا کر چاہا
کہ جونپور اور لکھنؤ مین در آوے اور اسطرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونون لشکر کے آب گنگ
حائل تھا کسیکو مجال عبور نہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اُکھاڑ کر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف
راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی کے سبب سے قتل کیا اور سنہ
آٹھ سو چار ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہو کر مالوہ کیطرف گیا تھا اُسوقت حسب
التماس ملو اقبال خان کے دہلی مین آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی مین ملو اقبال خان کے خوف سے
دخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے جونپور مین وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پھر قنوج کیطرف
لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جونپور کے تخت پر اجلاس کیا تھا مع لشکر شرق ساتھ کمال شوکت و ابہت کے
استقبال کیا اور نہ چاہا کہ ایک صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ باین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم
خانہ زاد ہے مجھے بادشاہ بنا کر خود میرے خدمتگارون کے سلک مین منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہو کر شاہ
ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب آنیکا کیا ہے عدم اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین
محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسیطرح پلٹ گیا اور قنوج کیطرف جا کر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہان کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی
طرف سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کیطرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی
اور سنہ آٹھ سو پانچ ہجری مین ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار کہ صاحبقران کے وقت فترات مین راجہ نرسنگھ کے
تصرف مین آیا تھا اور بعد فوت اُسکے اور اُسکے بیٹے برم دیو راجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا

جو کہ وہ قلعہ نہایت استحکام مین تھا اسکی نواح مین تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور اول حملہ مین شکست کھاکر قلعہ مین داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور سابق تاخت کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور ۸۰۸ھ آٹھ سو سات ہجری مین دوبارہ اٹاوہ کیطرف لشکر کھینچا اور رائے سمیر اور گوالیار اور رائے جہالا وغیرہا جو اٹاوہ مین جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اُسکے پیشکش لیکر کمال بیمروتی و بے انصافی سے قنوج کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ محاصرہ کرکے ایک مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اُسکی تدبیر پیش رفت نگئی اور ماہ محرم ۸۰۹ھ آٹھ سو آٹھ ہجری مین کوچ کرکے سمانہ کیطرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زاد و نمین تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی تھی اور ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے مراد ہے چھوڑکر کوہ بدہر کیطرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچکر فرودکش ہوا آخر حضرت علم الدین نبیرہ سید جلال الدین بخاری نے درمیان مین اُنکے صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کیطرف روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کرکے خطبہ و سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جسوقت تلونڈی مین پہونچا رای داؤد و کمال ہشتی اور رائے ہبو فرزند رائے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودہن کے قریب فرودکش ہوا خضر خان نے لشکر پنجاب اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شامت نقض عہود کی اسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اُسکا سر کاٹکر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتحپور کیطرف کہ اُسکا مسکن تھا بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا

بیت بہ نقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک ٭ بہ نیچہ مہلت ز دود رکنا ر نہد ٭ دولتخان لودھی و اختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور مین تھوڑے آدمیون سے دہلی مین آن کر تخت پر جلوہ گر ہوا اور جب بادشاہی اور اقبال خان نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے منہ موڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ مہات پنجاب اور ملتان اور پایۂ تخت کو مستحسن نہ کرکے دولتخان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کیطرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین آنکر چند روز معرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ تدبیر پیش رفت نجا دیگی دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے متنفر تھے کثرت لشکرکشی سے بتنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور کوچ پر کوچ جاتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اُسسے بھی عبور کرے اُس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی الپ خان والی سندھ کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر متصرف ہوا اور ارادہ جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کیطرف معاودت کی اور ماہ رجب ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین درمیان دولتخان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند مین داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اُسی عرصہ مین خضر خان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی مین آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین سلطان ناصر الدین محمود

ملک منیر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک منیر ضیا قلعہ سے برآمد ہو کر
مقابل ہوا لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک منیر ضیا قتل ہوا بادشاہ
ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود
اسد خان لودھی کو سنبھل مین چھوڑ کر دہلی کیطرف آیا اور ۸۱۱ھ آٹھ سو گیارہ ہجری مین بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے
سر پر جو خضر خان کیطرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ مین حصاری ہوا چند روز کے بعد اُسنے اپنے فرزند کو
مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عذر کیا پھر سلطان مراجعت کر کے دہلی کیطرف گیا اور خضر خان یہ خبر سنکر فتح آباد
کی سمت آیا اور مردمان فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف
مین تھا تاخت لاوے اور خود سنہ مذکور مین رہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل و شجاعت سے
چندان بہرہ نرکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اُسکے محاصرہ مین قیام کیا پھر غلہ اور علف کے
نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کیطرف گیا اور ۸۱۲ھ ہجری مین بیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ مخالفت
کر کے دولت خان کے پاس جو دریای جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے
تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہو کر از روے عجز پھر خدمت مین خضر خان کے آیا اور اُن پرگنون پر
کہ اُسکی جاگیر مین تھے پھر مقرر ہوا اور ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کیطرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا
ملک ادریس نے قلعہ رہتک مین متحصن ہو کر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہو کر اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغ پیشکش کر کے بیعت
کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتحپور گیا پھر ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ ہجری مین خضر خان رہتک کی طرف کہ منجملہ ولایات بادشاہ ناصر الدین
محمود سے تھا روانہ ہوا ملک ادریس و مبارز خان نے استقبال کر کے ملازمت کی انھین نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز
کر کے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور بہادر خان کے تصرف مین تھا غارت فرما کر دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان
ناصر الدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد مین رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کے چہرۂ حال کو
مشاہدہ کر کے خضر خان سے جا ملا اور اُسے اُٹھا کر فیروز آباد کیطرف لیگیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط کر کے چاہا کہ اناج
غلہ اور آذوقہ کا دہلی مین پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھی مساکین پاران ہو کر
ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہو کر فتحپور کیطرف گیا اور سلطان ناصر الدین
محمود ماہ رجب مین کیتھل کیطرف سوار ہو کر شکار مین مشغول ہوا اور مراجعت کیوقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین
مبتلا ہو کر اسی مہینے مین مر گیا چنانچہ اُس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکو نکے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور موالی
اُسکے غلامونکے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تزلزل و انقلاب کے بیس برس و
دو مہینے تھی اور اُسکے انتقال کے بعد امرا نے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ و سکہ دہلی کا ماہ محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ
ہجری مین اُسکے نام پڑھا گیا اور ملک ادریس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اُس سے جا ملے اور دولتخان لودھی اُسی ماہ
جلو مین کھینتر کیطرف سوار ہوا اور راے نرسنگھ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ پٹیالی مین پہونچا
مہابت خان بدایونی نے آنکر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان کو کالپی مین محاصرہ کیا ہے جو قلت فوج کی
سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نرکھتا تھا دہلی مین پلٹ آیا اور خضر خان کہ ہمیشہ ایسے کمین کا جویا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا

اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کرکے بماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی مین پہونچا اور دولتخان لودہی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری مین قلعہ سے برآمد ہوکر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر فیروزآباد مین محبوس ہوا اور پھر قضائے الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی۔ **ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا** صاحب طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہی اور ملک سلیمان ملک مروان دولت کا کہ امرای کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہی پسر خواندہ تھا اور ملک مروان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہانکی اُسکے پسر صلبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضائے الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی سیادت کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حُسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے یمن عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک بہ دل کیے **اور جو صاحب تاریخ** مبارک شاہی نے دلیل قوی اُسکے سیادت پر لکھی ہی نقل اُسکی مصنف نے اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے **اول** یہ کہ ملک سلیمان اُسکا باپ جسوقت کہ ملک مروان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مروان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک سلیمان جو قبل اُسکے کبھی دعوی سیادت کا نکرتا تھا لطور اور خدمتگاروںکے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونیکے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین رکھنا گستاخی ہی پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان پر گذری یقین ہی کہ وہ سید ہوگا **دوسرے** یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و رحم سا تھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہی القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر منصب وزارت پر مقرر فرمایا اور عبد الرحیم منھ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الدین کے مخاطب کرکے اقطاع ملتان اور فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے تھانیور اور تربدہ اور اقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسیطرح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطاب اور القاب کے مخاطب کیا اور ابتدا مین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان مین اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا بجا کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ کھینترکیطرف بھیجا اور اُسنے دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کھینتر پر تاخت کی اور رائے نرسنگھ وہانکا راجہ بھاگ کر کوہستان مین پناہ لیگیا پھر اُسنے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی آنکر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہانسے کھور اور کنپل و چند دار مین جاکر مال و اسباب اور خراج چند سال کا لیا اور جالیسر کو چندوار کے راجپوتون کے تصرف سے برآورده کرکے اٹاوہ کی سمت گیا

اور وہانکے مقدمون کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام اُس ممالک کا کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور
جمادی الاول سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جماعت ترکونکی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارکخان
کی کیطرف سے حاکم سرہند تھا قتل کرکے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہی خضر خان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر
گران اُنکے سر پر متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کرکے پہاڑمین درآئی اور زیرک خان تعاقب کرکے پہاڑ
پر پہونچا اسواسطے کہ تمام پہاڑ اُس ولایت کے ساتھ پہاڑون نگرکوٹ اور اُس نواحی کے متصل ہین اور اُسوقت مین چند
زمیندار غلبہ کرکے اُنپر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے ہرچند اُنکے اخراج مین کوشش کی
کچھ فائدہ نہوا اور سنہ ۸۱۹ آٹھسو اُنیس ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کیطرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے
خضر خان ہمت اُسکی دفع پر تعین کرکے اُسطرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب نہ دیکھکر
مالوہ کیطرف راہی ہوا اور خضر خان جب مالور مین پہونچا الیاس خان حاکم شہر المسمی بعروس جہان کہ بنا یا ہی سلطان علاء الدین
خلجی سے ہی ملازمت کرکے سرفراز ہوا اور خضر خان گوالیار تک جا کر وہانکے راجاؤنسے مال مقرری لیکر بیانہ کیطرف آیا
اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی مین آیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھسو بیس ہجری مین خبر
ملک طغان ترک کے بغاوت کی کہ اُنلوگون سردار قاتلان ملک سدھو رہا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سمانہ مع افواج
کثیر اُنکی سرکوبی اور تدارک کیواسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیون نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ
کیطرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ مین تھا نجات پاکر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفونکا پیچھا کیا جب قصبہ
پایل مین پہونچا ملک طغان نے انقیاد کرکے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلونکو کہ عمدہ اہل
فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کرکے سمانہ کیطرف گیا اور ملک طغان نے اپنے بیٹے کو مع پیشکش
خضر خان کی خدمت مین روانہ کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھسو اکیس ہجری مین خضر خان نے تاج الملک کو راے نرسنگھ یعنی کھینتر کے راجہ کے تدارک
کیواسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کرکے جنگل ٹولہ مین درآیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل
مین اُسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے کمایون تک اُسکا پیچھا کیا
اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچوین دن لشکر مین ملحق ہوئے اور تاج الملک ولایت کھینتر کو تاخت و تاراج سے خراب کرکے
بداؤن مین آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بداون کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراے بزرگ سے تھا رخصت دی
اور خود اٹاوہ کیطرف آیا راے سمیر اٹاوہ مین متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایات اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر
پیشکش لی اور دہلی مین آیا پھر سنہ مذکور مین خضر خان نے کھینتر کے مفسدونکی تنبیہ کیواسطے عزیمت کی پہلے ولایت کول کو گوشمال
دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر سنبھل کو خراب کرکے بازگشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین بداؤن کیطرف عنان عزیمت
معطوف فرمائی اور پتیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دلمین ایک ہراس نے راہ پائی
اور بداؤن مین متحصن ہوا اور چھ مہینے مجادلہ اور محاربہ مین بسر کی اس درمیان مین بعضی امرا مثل قوام خان اور اختیار خان
لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولتخان لودھی سے جدا ہوکر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا
خضر خان اس امر سے واقف ہوکر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کیطرف پلٹ گیا اثنا سے راہ مین جمادی الاول کی
آٹھوین تاریخ سنہ ۸۲۲ آٹھسو بائیس ہجری مین آب گنگ کے ساحل پر اُنھین کسی بہانہ سے ایک مجلس مین بلاکر سبکی گردن ماری

اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ ماچیوارہ کے قریب ایک شخص نے آپکو سارنگ خان اظہار کیا ہی اور خلق کثیر اُسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان اُن دنون مین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شہ لودھی المخاطب باسلام خانکو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپر تعین کیا اور سارنگخان جعلی نے استقبال کر کے حوالی سرہند مین آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین درآیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خان کے حکم کے موافق ملک طغاے ترک امیر جالندر اور زیرک خان امیر سمانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دوآب مع لشکر عظیم اسلام خان کی کمک کو آئے جو کہ سارنگخان جعلی قلب جگہ مین چھپا تھا لاچار پلٹ کر اپنے مقام مین ہر شخص نے قرار پکڑا اور ۸۲۳ سنہ آٹھ سو تئیس ہجری مین سارنگخان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد عہد وپیمان کے ملک طغا سے جا ملا اور ملک طغا ملک ومال اور دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کر کے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کر کے تاخت وتاراج کیا اور سرحد منصور پور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زیرک خانکو اسپر نامزد فرمایا اور ملک طغا نے جنگ کر کے شکست پائی اور لودہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کر کے ولایت جسرت بھائی شیخا کہکر مین درآیا زیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کیطرف پلٹ گیا اور ۸۲۳ سنہ آٹھ سو تئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کیطرف تاخت کی چنانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادر ناہر مین متحصن ہوئے جب کام اُنپر سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہو کر پہاڑون مین درآئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کیطرف تاخت کی اور جو راے سمیر مرگیا تھا اُسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کیطرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دو دن کی طرح اس جہان ناپایدار سے درگذرا مدت اُسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل اور عاقل اور کریم اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد وبزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت اصح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیئے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا **ذکر سلطنت بادشاہ معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا** جب خضر خان نے اثناے مرض مین دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر ہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام معز الدین ابو الفتح سلطان مبارک شاہ رکھا اُمرا اور ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروزآباد اور ہانسی عنایت کر کے صاحب جاہ وحشمت کیا اور ملک رجب بن سدھو ی نادری کو جو فیروزآباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول ۸۲۳ سنہ آٹھ سو تئیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹہ مین گیا اور مراجعت کیوقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کہکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کہکر کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سد راہ اُسکا ہو اور حرب اور ضرب کر کے علے بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بیحساب دستیاب کر کے مغرور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ مین راہ پایا دہلی کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغاے ترک کو کہ قبل اسکے صدمہ سپاہ دہلی سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کر کے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کر کے آب ستلج

سے عبور کیا اور قطع تلونڈی کہ رائے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور رائے فیروز زمیندار وہانسے بھاگ کر
جون کیطرف گیا اور جسرت لودیانہ کیطرف آیا اور روپڑ کے سرحد تک تاخت کرکے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر
کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہانکا متحصن ہو کر مجادلہ مین مشغول ہوا جسرت نے (از روی) فریب دروازۂ صلح کا باز
کرکے اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کرکے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی
خدمت مین بھیجے پس شہر جمادی الآخر ۸۲۴ھ آٹھ سو چوبیس ہجری مین زیرک خان حصار جالندر سے برآمد ہو کر تین کوس پر
لشکر جسرت آب سرستی کے ساحل پر فروکش ہوا اور دوسرے دن جسرت نقض عہد کرکے زیرک خان پر تاخت کیا
اور اُسے دستگیر کرکے پھر لودیانہ مین آیا اور بیسوین ماہ مذکور کو سرہند مین پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان
مبارک شاہ یہ احوال اپنے دلمین سمجھکر ماہ رجب سنہ مذکور مین باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے
اطراف مین پہونچا جسرت لودیانہ کیطرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سمانہ مین بادشاہ سے جاملا اور
سلطان لودیانہ کیطرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کرکے اُس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا اس
سبب سے کہ کشتیان جسرت کے قبضہ مین آگئی تھین اور آب دریا طغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان
توقف فرمایا اور جب سہیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اتر گیا کوچ کرکے قبولپور کیطرف خشکی کی راہ سے کہ مراد ساحل آب ہی
روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کرکے اسطرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فروکش
ہوتا تھا یہانتک کہ گیارہوین شوال سنہ مذکور مین ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن و ملک کالو
اور دوسرے امرا سلطان کے حکم کے موافق بالشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوئے اور اُس مقام سے جہان دریا پایاب تھا
عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نلاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے
پیچھا کیا اور اُسکے اعوان و انصار بیشمار تہ تیغ کیئے اور مال و متاع اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت بحال
مغلوکان آب چناب سے اُتر کر کوہستان مین آیا رائے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کیواسطے حاضر ہو کر سلطان کو رہبری کی
اور تبیل کیطرف کہ محکم ترین جاہاے جسرت سے تھا لیگیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان
رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین لاہور مین آیا اور عمارت اُسکی جو ویران
ہوئی تھی از سر نو تعمیر کرکے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصار داری کا بندوبست کرکے دہلی
کیطرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی مین آنیکے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کرکے لاہور کے قلعہ کے متصل آیا
اور قریب میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچ روز محاصرہ کرکے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا
مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلانور کیطرف گیا اور بقصد انتقام لینے رائے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کرکے جدا ہوا اور آب بیاہ
کے کنارے آنکر لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوا اُس عرصہ مین ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا گذر
لوہی کی طرف پہونچا اور ملک رجب حاکم دیبالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت
مقاومت نرہی آب چناب اور راوی سے عبور کرکے کوہستان مین پناہ لیگیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارہوین تاریخ سنہ
مذکور مین لاہور مین آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کرکے اُسے مقدم گرامی رکھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے
سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا رائے بھیم خدمت مین حاضر ہوا اور جس مقام مین گمان رکھتا تھا

اُکہکر پوشیدہ ہوئے ہین لشکر لیجاکر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اُسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہونچا
کہ ملک محمود حسن جالندر مین جاکر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین استقامت
کرکے اُس حدود کا انتظام کرے اور ۸۲۶ آٹھسو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک
سکندر تحفہ سے لیکر سرور الملک کو دیا اور کفار متمردکی تادیب و تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت
کھینتر مین داخل ہوا اور باج و خراج وہانکے مقدمون سے لیکر متمردونکو سزا دی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداؤن نے
کہ حصاری ہوکر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جماعت
راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور رجو راجہ اٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا
ساحل آب گنگ سے اُسوقت اُردو سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے
نپایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہوکر مراسم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ نچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے
بتعجیل تمام اٹاوہ کیطرف روانہ ہوا اور وہانکا راجہ بہت راجپوتونسے قلعہ مین در آیا سلطان مبارک شاہ اُسکے محاصرہ
مین مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہوکر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجا اور پیشکش وافر دیکر
مبارک شاہ کو دہلی کیطرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشیگری کے کہ اُس
زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور راے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور راے
بھیم قتل ہوا اور اُسکا مال و اسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کہکر کے اپنے پاس فراہم کیے اور
پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت قبضہ مین
لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کرکے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نبن آئی ناچار
پلٹ آیا اور جسرت ولایت کہکر ونکے درمیان مین جاکر خیل و حشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علے
کے ساتھ جو ایک امراے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ مسلوک رکھکر
اُسے سیوستان اور بھکر اور ٹھٹھہ کے تاخت کیواسطے تحریص و ترتیب کی کہ سب طرفسے زور شاہ دہلی پر پہونچاکر خود اپنا مقصود حاصل
کرے اُسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بتوقف و
درنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان و بھکر اور سیوستان دیکر بالشکر آراستہ اُسطرف بھیجا اور وہ وہان جاکر قلعۂ ملتانکو جو امیر
صاحبقرانکے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف و نواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ مغل ہوا اور اسی سال جب
سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندونکی حمایت کیواسطے روانہ ہوا
اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارکخان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب
کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل و رسائل امیر خان
تعہد خراج ہر سالہ کرکے لوازم اطاعت بجالایا اور سلطان مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ
چمبل کے گھاٹ کو لیکر فروکش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرا نے جو مقدمہ
لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو بندی مسلمان تھے
اُنکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لائق بھیجی اور دھار کیطرف پھر اسبارک شاہ نے آب چھنپل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس ہجری مین دہلی مین آیا اور ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین کھینتر کے سمت حرکت کی نرسنگھ راے کھینتر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چند سالہ کے سبب مقید ہوا اور مال واجب کے اداکے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کرکے متمردونکو پامال کیا پھر دہلی مین آیا اور بسال مین میواتیون کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت مین دراز کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کرکے کوہ جہرہ مین درآئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جگہ کے سبب سے مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور امرا کو جاگیرونکی طرف رخصت دیکر عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس ہجری مین پھر میواتکی طرف گیا اور جلو اور قدو بہادر ناہر کے پوتے مع اعوان والانصار اپنے کوہ الور کیطرف پناہ لیگئے اور ایک مدت لشکر سلطان سے محاربہ کیا آخر کو عاجز آگئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور رجب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی گیارھوین تاریخ ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہان کے متمردون اور سرکشون کو سزا دیکر بیانہ کے سمت گیا اور جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جاکر تحصن ڈھونڈھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز وانکسار رسن گردن مین ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور جو نفائس قلعہ مین رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے برآوردہ کرکے دہلی مین بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خانکے سپرد کیا اور سیکری کو جو ابتک فتحپور مشہور ہے ملک خیرالدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہان سے گوالیار کی طرف جاکر وہانکے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی مین آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کرکے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروز شاہی محمد خان بن اوحد خان کے سکونت کے واسطے تجویز کرکے فکر مین اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کرکے مع زن وفرزند اور تابعین کوشک جہان نما سے بھاگ کر میوات مین گیا پھر دوبارہ مردان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصرالدین کو بیانہ کے قلعہ مین چھوڑکر خود چھاؤن کیطرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجا کر شہر بیانہ پر متصرف ہوا اور ملک ناصرالدین جب قلعہ داری نکر سکا عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کرکے دہلی کیطرف گیا سلطان مبارک شاہ نے ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور ولایت ملک مبارز کے تصرف مین آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کرکے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو با لشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آتا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے ایلچی کمک اور امداد کی درخواست مین دہلی کیطرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور افواج شرقیہ بھوگانو کو تاخت کرکے قصد لطرف بداؤن کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے عبور کرکے مواضع جو تولی پر جو مشاہیر بلاد مواس سے تھا تاخت لایا اور وہان سے اترولے کیطرف گیا اور جب اترولے مین پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اٹاوہ کے قصد مین آیا تھا روانہ کیا مخلص خان تاب اقامت نلاکر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کرکے اپنے لشکر سے جا ملا شاہ شرقی

ساحل آب کو پناہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اترولی سے کوچ کرکے قصبہ مال کو سی سمت متواجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کرکے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ترک مقابلہ کرکے قصبہ رابری کی طرف روانہ ہوا اور وہان سے آب جون سے عبور کرکے بیانہ گیا اور آب کھینتر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک شاہ بھی چندوارہ کے قریب آب جون سے عبور کرکے لشکر سے پانچ کوس پر فرد کش ہوا اور طرفین اپنے اردو کے آگے خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر دن اطراف لشکر شرقی پر تاخت کرکے گھوڑے اور مواشی اور آدمیون کو اسیر کرلاتے تھے یہانتک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چمن نبیرہ فیروز خان اور ملک کالون شحنہ مل اور ملک احمد تبل کو ہمراہ سرور الملک وزیر اور سید السادات سیر سالم کے مقابلہ مین بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال [illegible] شبلو دونون لشکرون نے اپنے لشکرگاہ مین مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت ہوا اور دوسرے دن آٹھوین ماہ جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کرکے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ ہلکہات کے راستہ سے گوالیار کیطرف گرم عنان ہوا اور [illegible] راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو آیکو قلعہ تک پہونچایا تھا ہرچند دست و پا مارے [illegible] کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کے کمک سے ناامید ہوا امان چاہکر ملازمت کی اور سلطان نے قلم عفو دفتر جرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہان چاہے جاوے اور محمود خان میوات کیطرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ مین چھوڑکر خود مظفر و منصور شعبان کے پندرھوین تاریخ سنہ ۸۳۱ھ اکتیس ہجری مین دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین ملک فدوی میواتی کو کہ شاہ شرقی سے یو ستہ تھا گرفتار کرکے اسیر سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو انتظام ولایت کیواسطے میوات مین بھیجا اور اہل ولایت نے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کرکے پہاڑ مین در آئے اور جلال خان بھائی ملک فدوی اور احمد خان اور ملک فخر الدین قلعہ اندور مین آنکر جمع ہوتے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کیطرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جسرت کلانور کو محاصرہ کرکے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اُسکے سر پر گیا اور منہزم ہو کر لاہور مین آیا اور جسرت آب چاہ سے عبور کرکے قلعہ جالندر کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور جب اُسپر قابو نہ پایا اُسکے نواح پر تاخت کرکے بہت آدمیون کو اسیر کیا اور پھر کلانور کیطرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زیرک خان حاکم سمانہ اور اسلام خان حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کرکے آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت دہانسے ہاتھ مین لایا تھا استرداد کرکے لاہور کیطرف پلٹ گیا اور ماہ محرم سنہ ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کرکے دہلی مین آیا اُسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کیطرف جاکر مسدواری مین آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوے مالگذاری قبول کی اور بعضون نے آنکر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی مین آیا اُسوقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی مین آیا تھا اُسے ساتھ خطاب عماد الملک کے سرفراز کرکے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین سلطان نے گوالیار کیطرف نہضت فرمائی اور اُسس

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر بلکہاٹ کے سمت روانہ ہوا بلکہاٹ کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ مین در آیا بادشاہ نے اُسکی
ولایت پر تاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر کیئے اور وہانسے رابری مین آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے
بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثناے راہ مین سید السادات سید سالم فوت ہوا
اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس
خضر خان کے حضور زمرہ امراے عمدہ سے تھا اور جاگیرین لایق رکھتا تھا اور تبرہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب
قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع تبرہندہ اور امروہہ اور سرستی درمیان دوآب مین بھی ولایتین بہت رکھتا تھا
اور مال کے جمع کرنے مین حریص تھا بادشاہ نے اُسکا خزانہ جو بادشاہونکے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات
اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نرکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید
سالم کو قلعہ تبرہندہ کیطرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُنکے
رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہو کر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف
اور راے ہیولی کو فولاد غلام کی تسلی کیواسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے تبرہندہ کیطرف
بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان مین لاکر اُنھین غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہو کر شبخون مارا اور جو
ملک یوسف اور راے ہیولی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شبکو پھر اُنکے سر پر تاخت لایا
اور برج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ بھرکرکے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کیطرف گئے
اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہو کر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود تبرہندہ
کیطرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے اُمرا اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان
طلب کے بموجب خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے
وہان جاکر تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آنکر مجھے امان
دیوے قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک
کو تبرہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہود میثاق کے بعد ایسا قرار دیا
کہ کل برآمد ہو کر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام
دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سنیگا
اور دوسرونکی عبرت کیواسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہو کر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت
تمام رکھتا تھا جنگ اور قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ کی بزودی دشوار
تھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود نے بھی نواح تبرہندہ سے رایت مراجعت برپا کیا اور اسلام خان
لودی اور کالیخان اور راے فیروز اور دوسرے امیران عمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کیواسطے معین ہوئے اور عماد الملک
اول تبرہندہ کیطرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی و کوشش
بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین غوطہ زن ہوا
اور نجات اس غرق آب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل مین جانتے اور ایک جماعت معتمدین کو کابل کیطرف بھیجکر سانحہ خطیر

قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخلافت پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک نرکھتا تھا جب امیر شیخ علی کابل سے برآیا راستہ مین کھکر کبھی اُس سے جا ملا امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے اقطاع امرا کو جو قلعہ گیری مین مشغول تھے تاخت وتاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا اور اسکے بعد تبرہندہ کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت تعارض اپنے سے مفقود دیکھی پاے قلعہ سے برخاستہ ہوئے اور اپنے علاقہ مین گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہوکر امیر شیخ علی کو دیکھا اور دو لاکھ تنکہ نقرہ دیے اور اپنے اہل وعیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کیطرف گیا اور استحکام قلعہ مین زیادہ تر ساعی ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل وغارت مین سعی موفورہ اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے جو کچھ نقد وجنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اُس سے اپنے تصرف مین لایا اور مردم گرسنہ کو کہ کئی سال سے عسرت مین تھے سیر کرکے لاہور مین آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُسے دیتا تھا ادا کرکے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیبالپور مین جاکر جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس یا چالیس ہنود کو قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوے اور جو کہ کوئی معاش رکھتا تھا فساد مین کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنیکے ارادہ سے قصبہ طلبنہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلو تہی کرکے جلیبو کیطرف گیا اس درمیان مین سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلبنہ سے برخاست کرکے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہوکر آب راوی سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور ساتھ چناب کے مشہور تھین خراب کرکے ملتان سے دس کوس آگے پہونچا اور عماد الملک اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُسکے مقابلہ مین بھیجا اور وہ اثناے راہ مین امیر شیخ علی کے پاس پہونچکر محاربہ سخت وقوع مین لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُسکا ایک پارہ قتل ہوا اور کچھ بھاگ کر خیرآباد کیطرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ باغ عین معطل رہا اسدن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسیطرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ مارتا تھا اور آدمیون کو قتل کرتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امراے بزرگ مثل زیرک خان اور ملک کالو شحنہ پیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور راے ہورا کو عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور چھبیسوین ماہ شوال کو آسر ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہوکر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ کی اور حرب صعب کے بعد باوجود اسکے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلام پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُسکے مارے گئے اور باقی آب جہلم مین ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ ہند سے اپنے قبضہ مین لایا تھا بالتمام ضائع کرکے قدرے قلیل اپنے ہمراہ کابل مین پہونچایا اور خصومت سلطنت بجلدی ظاہر کیا اور عماد الملک اور تمام امرا قلعہ سیور تک تعاقب کرکے ملتان کیطرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے ملک مظفر کو مع اسباب حصارداری قلعہ سیور مین چھوڑکر خود کابل کیطرف متوجہ ہوا اور امراے ملکی بادشاہ کی حکم کے موافق دہلی مین آئے اور اُس عرصہ مین بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی مین طلب کیا اور ربیع الاول کے مہینہ سنہ ۸۳ آٹھ سو بتیس ہجری مین جسرت کھکر فرصت پاکر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کرکے جالندر کیطرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جسرت کے مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا بمعرکہ جدال وجدل مین گرکے جسرت کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اُسکے سے متصرف ہوکر لاہور مین آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کی اسباب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کی فکر مین پڑا اور کابل سے برآمد ہوکر ملتان کے حدود مین آیا اور قصبہ طلبنہ کو قتل کیا باوجود اسکے صلح سے لیا

عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تبرہندہ سے
برآمد ہو کر ولایت راے فیروز مین گیا اور راے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول
سنہ مذکور مین سراپردہ سرخ لاہور اور ملتان کیطرف برپا کیئے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی
حکومت دیکر مقدمہ لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سمانہ مین پہونچا جسرت پاے قلعہ سے برخاست کرکے
کوہستان مین آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کیطرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تبرہندہ کے قلعہ مین دم لیا سلطان
نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرماکر نصرت خان کرک انداز کو لاہور کا حاکم کیا اور خود اثناء راہ
ساحل آب جون پر قریب پانی پت کے لشکرگاہ کرکے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ کمکی اور مسلح
زمینداران بیانہ اور گوالیار کے دفع فتنہ کیواسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور زیرک خان اور اسلام خان
اور دوسرے امرا کو قلعہ تبرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ سنہ ۸۳۶ آٹھ سو چھتیس
ہجری مین دہلی سے برآمد ہو کر تبرہندہ سے تسکین فساد کیواسطے سمانہ مین گیا اور اپنے والدہ مخدومہ کے وفات کی خبر
سنکر دہلی کیطرف تنہا مراجعت کی اور بعد تکفین وتجہیز اور مراسم عزا کے پھر لشکر مین ملحق ہوا اور نسخ عزیمت تبرہندہ کرکے
میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندر کی حکومت نصرتخان سے براوردہ کرکے ملک اللہ داد لودھی کے مفوض فرمائی اور جسرت معاند
بادشاہ سے قوی دل ہو کر جالندر کو بزور شمشیر نصرت خان سے چھینکر لشکر انبوہ کمکر ونسے فراہم لایا اور اللہ داد لودھی سے
جنگ کرکے غالب آیا اور جسرت کا فساد دیکھ قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان
سے پیشکش لیا اور دہلی مین آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی تبرہندہ کیطرف فولاد غلام کے مدد کیواسطے منتشر ہوئی
بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھتیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک
کو ان امرا کی کمک کیواسطے جنہون نے تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جوکہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان تھا
تبرہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کیطرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے
مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہو کر رات کو شہر سے برآمد ہو کر دیپالپور کیطرف مفرور ہوئے دوسرے دن
امیر شیخ علی نے ایک فوج انکے تعاقب مین بھیجی انھون نے جاکر ایک جماعت کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت
کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت مین کوئی دقیقہ نچھوڑا اور لاہور کے
قلعہ کے جس مقام مین مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر دیپالپور
کیطرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک سمعیل کہ اسکے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہان گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے بھاگنا چاہتے
تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا جوکہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست
فاحش پائی تھی جرأت جنگ نکرکے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا
اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی مین پہونچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تبرہندہ سے بحصول
سعادت ملازمت مین فائز ہودین اور باقی امرا و منصبدار بدستور قلعہ گیری مین مشغول رہین امیر شیخ علی بادشاہ
کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جہلم سے عبور کرکے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسیطرح سے قلعہ سیور مین چھوڑا اور خود کابل
گیا سلطان نے ماہ ... سنہ مذکور تحفہ کو جو روپیہ خطیر جسرت کو دیکر اپنے تئین آتش کے زندان ستم سے رہا کیا تھا

شمس الملک خطاب فرماکر دیپالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے
مع لشکر گران حصار لاہور کو قتل کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپرد کر کے کابل کیطرف راہی ہوئے
اور سلطان نے طلبہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام
مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے اردو کو دیپالپور کی
اطراف مین چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوص سے ملتان مین گیا اور زیارت مشائخ کبار کر کے لشکر گاہ مین آیا
اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کر کے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال
دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونون ملک سرور الملک وزیر سے اجرا ہوتے تھے اور اُن کے دہم
سے ایمن نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونون باتفاق سرانجام کرتے رہین اور ملک کمال الدین جو
مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا بجاے رجوعات ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے
اور دیپالپور اور لاہور اور جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر درپے اتفاق ہوا اور سدارن ولد کانگو کھتری اور
سدپال گنجوی کھتری کے پوتے کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران
صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد حاجب خاص اور دوسرے آدمیونکو بھی بادشاہ کی مخالفت اور مخاصمت
مین موافق اور یکدل کر کے جویاے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۳۷ھ
آٹھ سو سینتیس ہجری مین نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرماکر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کیطرف گیا اور تھوڑے
عرصہ مین اُس ملک کے زمیندارونکو مطیع اور فرمان بردار کیا اور اُسوقت خبر فتح پتر ہندہ کی مع سر فولاد غلام کے پہونچی سلطان پلٹکر
شہر مبارک آباد مین آیا اور سُنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوہی کے کالپی کی سرحد مین جنگ ہوتی ہے
سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر مین رہتا تھا فرصت جانکر جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی دہلی کے
باہر نزدیک چبوترہ سیرگاہ کے برپا کرین اور چند روز اجتماع لشکر کیواسطے توقف فرمایا بیت او درین تدبیر واگہ نے کہ تقدیر فلک
صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشید ہو اور جو سب سے نیکی کی تھی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کا فر نعمتو نسے نہ کی تھی اندیشہ غدر
ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہو کر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد دیکھنے کو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب ۸۳۷ھ
آٹھ سو سینتیس ہجری مین جمعہ کے دن بعادت مالوف معہود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد مین جاکر عمارات خاص مین فروکش ہوا
اور جمعہ کی نماز کا تہیہ کیا اُسوقت بتغل میران صدر اور قاضی عبد الصمد ایک جماعت ہنود مسلح او کمل سے اندر گئے اور سدارن
ولد کانگو بھی اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نجا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار
بند دیکھا غدر کی فکر نکر کے بحال سپنے بیٹھا رہا یہانتک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی
دو ہمرون نے بھی چار و لطرف سے شمشیرین علم کر کے اُس شاہ بیعدیل و نظیر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو
اُسی جگہ ڈالکر اپنی تئین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ مین نے اقرار کے بموجب سلطانکو قتل کیا اور ملک سرور الملک
وزیر یزید صفت نے اسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کر کے جہان کو اپنے مقصد مین دیکھا سلطان مبارک شاہ
مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ مین اتصاف رکھتا تھا اور
کبھی ایام بادشاہی میں اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات کے گرد نہ پھرا اور جمیع امور ملکی کو خود بنفس

نفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔ **ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا**۔ جیسا کہ رسم جہان ہے کہ جہان بے جہانداری کے نہین رہ سکتا ہے اُسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کافر نعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیلخانہ اور قورخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہوکر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اسپر مصروف کی کہ امراے قدیم کو معزول کرکے امراے جدید بحال کرے اور رخصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک اور دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردۂ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فرد کش ہوئے تھے تن برضا بقضا دیکر اُسی دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطنا اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور اُنکے قرابتیون کو قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور چند پرگنے میان دواب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان اقطاع لایق دیکر خوشدل اور محظوظ کیا اور امرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی یارانوشہ کو تحصیل مال چند سالہ کیواسطے سمانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سمانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاوے یوسف خان اوحدی خبردار ہوکر ہندوان سے سمانہ مین آیا اور یارانوشہ نے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سولفر امراے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیرون مین اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک الہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کمک ترک بچہ کے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم سید خان اور سدارن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کیواسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برنمین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر بانتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک الہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کسی فکر مین ہے خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرے اس درمیان مین ملک چمن ملک الہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ڈر کر آدمی رات کو دہلی کیطرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے مفرور ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک الہ داد اور ملک چمن اور امراے موافق کو طلب کیا اور وہ بلا توقف و تامل اُسکے شریک ہوئے اور علاوہ اُنکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آنکر کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو دہلی کیطرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری مین متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب و ضرب مین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے کام محصورون پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ نے کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا خاطر مردم بیرونی پر رکھتا تھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچا دے یا سرور الملک کو تہ تیغ کرے

اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین اپنے آدمیون اور میران صدر کے بیٹونکو بقصد غدر مسلح کرکے سراپردہ بادشاہی مین داخل کیا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے دفع اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے تاب اُس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھ کر اپنے آدمیون سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیون نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اُسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹونکو کہ حرام خور ترین از حرامخوران تھے گرفتار کرکے سر دربار اُنکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانون مین محکم ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اُسے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام اُمرا مستعد ہوکر بداؤن کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدپال نے اپنی حیات سے امید قطع کرکے ہندی رسم کا فران ہر اپنے گھر مین آگ روشن کرکے زن و فرزندون کو جلاکر جنگ مین مصروف ہوا اور یہان تک لڑا کہ مارا گیا اور سدارن مع جمیع کھتریون کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے حظیرہ کے قریب بعقوبت و شدائد تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیون اور رفیقون سے تھے لعل دروازہ کے نزدیک انکو پھانسی دیگئی جب کھتریون اور دوسرے متعلقون ملک سرور الملک نے اپنے گھرونمین محکم ہوکر جنگ پر کمر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کرکے کمال الملک اور دوسرے دولتخواہون کو بلاوین چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع اُمرا شہر مین داخل ہوکر باغیون کے مکانکو متفق ہوکے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سرتن سے جدا کرکے باہتی سے سیاہ روش کیا نظم چنین است آئین گردندہ دور ✤ گہے مہربانی کند گاہ جور ✤ ز دوران امید وفا داشتن ✤ بود چشم نوراز تنہا داشتن ✤ ز دور زمان زیست ای بوالہوس ✤ بہار اومد نشان وفا نیست و رحم او ✤ دوسرے دن کمال الملک اور تمام امرا نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمالخان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چمن ساتھ غازی ملک کے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کیواسطے خطاب دریاخانیہ کا لیا اور ملک لکھو ترلج مبارکخانی اقبالخان کے ساتھ مخاطب ہوکر بدستور سابق حصار فیروزہ کے دارہ داری مین سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات اور پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ مذکور مین بسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب قردکش ہوا اور احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اکثر اُمرا اُن مین متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت مین حاضر ہوا تمام اُمرا اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان کے دربار مین حاضر ہوئے اور خلعتہائے فاخرہ سے سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان مین جاکر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اُس ولایت کا ساتھ ایک معتمد کے سپرد کرکے دہلی مین معاودت کی اور ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین سمانہ کی طرف گیا ایک فوج جسرت کہکر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا یہانتک کہ اُسکی ولایت کو تخت و تاراج کرکے پلٹ گئی اور خود دہلی مین آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت ہوا کہ ملک و مالکی پروا نرہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول لودھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اُسوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بغیر حکم بادشاہ کے متصرف ہوا بیت چو شہ باز ماند

زیر دا ے ملک ٭ فتنہ ہر سرے راتمناسے ملک ٭ بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر اسپر بھیجکر انکو مقہور کیا اور بہت سے پٹھانون معتبر کو قتل کیا اور ملک بہلول بجمعیت کرکے سرہند اور پنجاب مین آیا اور دوبارہ پانی پت تک متصرف ہوا بادشاہ نے اِس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاحش پاکر دہلی مین آیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کرین مین آپکی اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم رہون بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سُنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو بخطاب حسام خان نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام نے اصراف زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے اُسکے ممالک مین طمع کی اور جب زمینداران بلج گذار نے باج ستان کو ایسا دیکھا ہاتھ ادائے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب وتنبیہ مین ہرگز التفات نفرمائی بے پروائی اُسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا اور سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین دہلی کے دو کوس پر آنکر ضبط وولایت مین قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ وابرام تمام اُسسے مدد کیواسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی مین آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت ولشکر بسیار کے خود ارادہ جنگ نکرکے امراسے کہا کہ میرے سوار ہونیکی حاجت نہین ہے تم افواج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوہی کے مقابل افواج اراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کہ اُسمین اکثر پٹھان اور مغل تیرانداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوہی نے جب سُنا کہ بادشاہ خود نہین آیا اُسنے بھی اپنے بیٹون غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کیواسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول نے اُسکے آدمیون سے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُس دن اُسکے مساعی جمیلہ سے ثنا خوان اور محظوظ ہوا اور سلطان محمود خلجی مالوہی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کیوقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مندو کیطرف سے آتا ہے زیادہ تردد لگیر ہوکر صلح کی فکر مین ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پرنہ لایا اور اُس وقت سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب سر مین جنگ کے آپکو دست توہم مین سپرد کرکے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوہی کے پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسیوقت کوچ کیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کی لوا سے مثل مارکے پیچ و تاب کھایا اور پھر سوار ہوکر مالوہیونکا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو علف تیغ خون آشام کیا اور مال ومتاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی آبرو نگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک بہلول کو اپنی فرزندی مین لاکر خانخانان خطاب زبانی رکھا ایک طلب صلح سلطان محمد شاہ کی نزولیکا سبب ہوا اُسکا نظرون اور دلونمین قرب اور اعتبار نرہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول لودہی اور جسرت گکھر کے دفع کیواسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور مین نہایت قوی ہوا اور پٹھان بکثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت گکھر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا نا پکڑ دہلی کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے ہولسے بادشاہی سر مین پڑی اور بہت سے پرگنات پر متصرف ہوکر ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیا مخالفت کی ڈالی اور باکمال اہبنت اور

استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کرکے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کرکے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ اُمرائے نزدیک نے سر اُسکی اطاعت سے پھیرا اور بیانہ کے زمیندار تمردی اور سرکشی اختیار کرکے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۹ھ آٹھ سو اُنچاس ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم باقی کیطرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا بیت زہے ملک دوران سر در نشیب ÷ پدر رفت و پائے پسر در رکیب ÷ سلطان محمد شاہ کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی۔ ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا۔ بادشاہ علاء الدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام اُمرا سوائے ملک بہلول لودھی کے تخت گاہ مین حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت اُسکا اپنے زیب گوش کیا اور بادشاہ علاء الدین ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین بیانہ کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کیواسطے آتا ہی باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی مین پلٹ آیا حسام خان نے کہ وزیر الممالک اور نائب غیبت تھا عرض مین پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہون کی شان کے خلاف ہی بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ بادشاہ اچھی بات سے سست تر اور امر سلطنت مین نہایت بیوقوف ہی اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری مین بادشاہ علاء الدین بداؤن کی طرف گیا اور ہوا وہان کی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی مین آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش مین ہمراہ تھا اُسنے اُسکو نصیحت کی الا سودمند نہ آئی اور اسیطرح خاطر اُس کی بداؤن کیطرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جون پور اور بنگالہ پر شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ مین رکھتا تھا اور مہرولی سرائے لاڈو پر جو شہر دہلی کے متصل ہی احمد خان میواتی متصرف ہوا اور سنبھل کو گذر خواجہ خضر تک کہ دہلی مین پیوستہ ہی دریا خان لودھی اور کول کو عیسیٰ خان ترک بچہ اور رابری کو قصبہ بھونگانو تک اور قطب خان افغان اور کنپل پٹیالے کو رائے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اوحدی تصرف مین لایا فقط شہر دہلی اور چند مواضع اور بادشاہ کے قبض و دخل مین رہے اسی قدر ریاست مین بادشاہی کرتا تھا اور انہی دنون مین ملک بہلول لودھی نے مثل عہد سلطان محمد شاہ کے پھر تسخیر دہلی کے قصد مین لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہو کر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے امر بادشاہی کے تقویت کے بارہ مین متامل ہو کر قرعہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسیٰ خان اور رائے پرتاب کے درمیان مین لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے دلتنگ ہین اگر اُسے منصب وزارت سے معزول کرکے محبوس کرین تمام مطیع اور فرمان بردار ہون اور امر بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور چند پرگنے امرائے براوردہ کرکے شریک خالصہ بادشاہی کرین بادشاہ علاء الدین جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کرکے حمید خان کو زنجیر مین کھینچا بیت کسی کو تا بگل گوید کہ از مرغان بستانی ÷ ترا جز بلبلے بنوو چہ دارے بستہ پر او را ÷ اُسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کرکے فرمایا کہ مین وہان استقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے پھر از روئے اخلاص عرض مین پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پایہ تخت کرنا صلاح دولت نہین ہی بادشاہ نے اُسکے قول کو سماعت نہ کی اور بیشتر سے زیادہ تر اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کرکے دہلی مین

چھوڑا اور برادران زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کوہی مرحمت کرکے اواخر ۸۵۲ھ آٹھ سو باون ہجری مین بداؤن کیطرف روانہ ہوا اور اسی چند روز مین دونون بھائیون کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغواے سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و عشرت مین مشغول تھا ساتھ اُسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور راے پرتاب نے ملازمت کی اور عرض کی کہ امرا حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پرگنے خالصہ بادشاہی مین داخل ہون اور راے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا اسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان ولایت راے پرتاب کو تاراج کرکے اُسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اُسوقت چاہتا تھا کہ اُسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چندان بہرہ نرکھتا تھا حکم اُسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور ہواخواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی بہزار حیلہ و تدبیر زندان ستم سے نکلکر دہلی کیطرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اُسکا تھا آگاہ ہوکر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر نکالکر سب کو سر و پا برہنہ نہایت اہانت اور بیعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا بہانہ کرکے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت سلطنت پر بٹھاوے یعنی سلطان محمود شرقی حاکم جونپور کو جو سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا برائے نام بادشاہ بناوے اور دراصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مرحبا لکھکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کیواسطے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور وہ باجمعیت تمام کوچ پر کوچ کرکے دہلی مین آنکر متصرف ہوا اور آیندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اٹھاکر اپنے تئین بادشاہ بہلول مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کرکے اسی سال کہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چوون ہجری تھی دہلی کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور دوسرے امرا کے سپرد کرکے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کیطرف گیا اور افغانون کے فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہوکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے نہین گرایا بادشاہ نے اُسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی تجھی کو ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہوکر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۵۵ھ ہجری مین یکبار گی امر سلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر ۸۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی دہلی مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اُٹھائیس برس رکھی۔

ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔

مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہے کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپس مین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اُس جماعت کے درمیان سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد سلطنت مین ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مردان دولت

حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شہ اُسکے ملازمون کے سلک مین منتظم ہو کر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی مساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شہ ملک اقبال خان کے مقابل ہو کر لڑا اور اُسے قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجۂ اعتبار کے لائق ہو کر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُسکے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے ازانجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب مکان کے نیچے دبکر مر گئی تھی اور ملک بہلول لودھی اُسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کر کے برآوردہ کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُس مین پائے اُسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور اُسوقت ملک بہلول کا نام ملو مشہور تھا اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جا کر پرورش پائی اور جب کسی معرکہ مین اُسسے آثار جلادت اور شجاعت ظاہر ہوئے اسلام خان اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر کے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہمقوم تھے اُسکے ملازم ہوے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کر کے وصیت فرمائی اُسکے بعد کہ اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے نوکر و نکے تین فرقے ہوئے چنانچہ افغانون نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز برادر اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوئے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساتھ مرداروں رند رنج کے استقلال تمام پہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جا کر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانون نے سرہند مین ہجوم کیا ہی آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جا کر افغانونکو درگاہ مین بھیجے اور اگر تمردی کرین سرہند سے نکال دے اور جسرت کھکر کو بھی ساتھ اسی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہو کر کوہستان مین پناہ لیگئے جسرت کھکر اور ملک سکندر تحفہ نے افغانونکو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور مین نہین آئی ہی بھاگنے کا کیا سبب ہی اُنھون نے عہد طلب کیا چنانچہ پیمان با ایمان اُنسے موکد ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل و عیال سپرد کر کے خود مع افغانان معتبر ملک سکندر تحفہ اور جسرت کھکر کے پاس گیا اور اُنھون نے قطب خان کی تحریک سے نقض عہد کر کے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانونکو قتل کر کے لشکر اُنکی اہل و عیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول اہل و عیال کو مقامہائے محفوظ اور جاہائے قلب مین لیگیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوے اور جب اُنکے سر سرہند مین لائے جسرت کھکر ملک فیروز لودھی سے مقتولونکو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک اسم بتاتا تھا یہانتک کہ اسکے فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ مین اُسے نہین پہچانتا جسرت کھکر کے آدمیون نے عرض کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا

لوگون نے رونے کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہی مین شرم سے کہ مبادا اُسنے جنگ مین سستی کی ہو اُسکا نام پوشیدہ رکھتا تھا اب کہ میری دلجمعی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہی کہ ملک بہلول اس جنگ مین موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہی وہ انتقام تم سے لیگا اور اُسکے بعد جسرت کھکر ملک سکندر تحفہ کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور بندیونکو دہلی بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشناؤن اور دوستون سے مبالغ قرض لیکر افغانون کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا شریک اور متفق کرکے رہزنی اور تاخت ولایات مین مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیونکو دیتا تھا اور تھوڑے عرصہ مین پٹھان کثیر اور مغل قلیل اُسکے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہوکر ساتھ اُسکے متفق ہوا الغرض ملک بہلول پھر سرہند کو اپنے تصرف مین لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع کدہہ کہ موضع پرگنہ خضرآباد اور شاہپور سے ہی ملک بہلول لودھی اُسکے میدان مین آیا اور صفوف حرب آراستہ کی اور حسام خان کو شکست دیکر قوت اور مکنت تمام بہم پہونچائی کہتے ہین ابتدائے حال اُسوقت کا کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خانکی خدمتمین پہونچا تھا ایکدن سمانہ مین اپنے دو یار ہمراہ لیکر سید ایام درویش کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دو زانو ہوکر بادب بیٹھا اور وہ مجذوب بڑ مارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہی کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنگہ کو مول لیوے ملک بہلول لودھی ایکہزار اور چھسو تنگہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے روبرو پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود نہین اُس بزرگوار نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیون نے اُسکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا اُسنے جواب دیا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہی اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع مین آیا مفت سودا کیا اور جو ظہور مین نہ آیا خدمت فقرا کی خیر سے خالی نہین بیت سالکان رہ ہمت چو ارادت بینند ۔ ملک کاوس و فریدون بگدائے بخشند ۔ ملک بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشائر کے اُس حدود دیپالپور تک متصرف ہوا اور قوت اور استعداد تمام بہم پہونچائی اُسکے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمتمین ارسال رکھا اور اُسمین یہ بھی تحریر کیا کہ جب حسام خان وزیر الممالک کی نارضیون سے ملازمت شاہی سے محروم و مہجور رہون اگر اسے قتل کرین اور منصب وزارت حمید خانکو مرحمت فرمائین بندہ آپ کا مطیع اور فرمان بردار رہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الممالک کو بے حد و قصور قتل کیا اور ملک بہلول از روے اخلاص سلطان کی ملازمت کرکے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیرداری کے مقرر ہوا اور اس حدود مین لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ کو بقصد تسخیر دہلی مع فوج روانہ کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان و مغل جمع لاکر جیسا کہ تحریر ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن داد مردی اور مردانگی دیکر بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند مین آنکر بحکم بادشاہ کے نہایت غلبہ سے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ و تسلط سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ملک پر بھی اکتفا نکرکے بادشاہ پر فوج کشی ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی فتح نہوئی سرہند کیطرف مراجعت کی اور اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کرکے خطبہ اور سکہ تسخیر دہلی پر موقوف رکھا اُسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے اُسے سرہند سے طلب کرکے ۸۵۵ھ آٹھسو پچپن ہجری مین بادشاہ بنایا اُسوقت سلطان بہلول لودھی کے نو بیٹے تھے ۸۵۵ھ

خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور بار بک شاہ اور مبارکخان اور عالم خان مشہور بہ بادشاہ علاؤالدین اور جمال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسی اور جلال خان اور دیگر امراے نامی سے کہ اکثر سلسلہ یگانگی اور نسبت خویشی کی اُس سے رکھتے تھے چونتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی خان جہان لودھی دریا خان لودھی تاتار خان ابن دریا خان لودھی مبارک خان لوحانی یوسف خان خاص خیل عمر خان شروانی قطب خان ابن حسین خان افغان احمد خان میواتی یوسف خان جلوانی علیخان ترک بچہ شیخ ابوسعید فرملی احمد خان سیستانی خانخانان فرملی خانخانان لوحانی شمشیر خان وزیر خان خانخان بن اسد خان شیخ احمد شروانی نہنگ خان لشکر خان شہاب خان منشی مبارز خان مہتر رستم خان جونہ خان بن غازی خان ملک چمن بنہ خانجہان عماد الملک اقبال خان میان فرید معروف بقرملی شیخ جمال شیخ عثمان راے پرتاب راے لکھسین راے کرن چونکہ حمید خان قوت اور مکنت تمام رکھتا تھا ملک بہلول نے صلاح مدارا مین دیکھکر ایک مدت اُسکی ملازمت مین بسر کی اور اکثر اوقات اُسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک دن حمید خان کا مہمان ہوکر افغانونکو سکھایا کہ اُسکی مجلس مین حرکات مضحکہ کرین تو خاصکر اس قوم کو خفیف العقل تصور کرکے اُنسے پرحذر نہووے غرضکہ افغان اُسکی محفل مین آئے اور ادا ہاے ظرافہ کرنے لگے چنانچہ بعضون نے اپنی کفش کمر پر باندھی اور بعضون نے طاقہاے مجلس مین حمید خان کے سر سے بلند رکھین حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہے جواب دیا کہ ہم چورون سے ڈرتے ہین ایسا نہو اُٹھا لیجاوین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کیطرف متوجہ ہوکر بولے کہ فرش آپکا رنگتین عجیب رکھتا ہے اگر ایک گلیم لطف فرماوین ہم کلاہ اور طاقیہ بناکر اپنے فرزندون کے واسطے تحفہ بھیجین تو ہمارے اہل وعیال جانین کہ ہمارے سائین خان کی خدمت مین قربت اور مرتبہ ہے حمید خان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ مین مخمل اور زربفت تمھین اس کام کیواسطے دونگا اور جب خوان خوشبو کے مجلس مین آئے بعضے پٹھان روئی مین چونہ اور عطر لیتے تھے اور چوستے تھے اور پھول چباکر تناول کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چونہ بغیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلوری کھولکر فقط چونہ چاٹتے تھے اور جب چونہ کی تیزی سے دہن مین سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہین ملک بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانی حمق سے پُر اور عقل سے خالی ہین انھین عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہین ہوئی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہین رکھتے اور پھر چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دوامی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہان ضابطہ یہ تھا کہ جسوقت ملک بہلول مہمان ہوتا دربان اُسکے ہمراہیونکو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانون سے ہشت مشت کرکے تھوڑے بزور خود دربار مین داخل ہوتے اور بآواز بلند ملک بہلول کو سخت وسست کہکر کہتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہے ہم بھی اُسکے نوکر ہین ہم اپنے آقا کے سلام سے کیون محروم رہین اور جیسا کہ خان آپسے دوست رکھتا ہے ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہے حمید خان نے اُنکا مباحثہ اور مکالمہ سُنکر بآواز بلند فرمائی کہ خبردار اُنسے کوئی شخص متعرض نہووے اور سب کو دربار مین آنے دیوین پھر تمام افغان ہجوم کرکے محل خاص مین داخل ہوئے اور دو نفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو مین جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے بیت دگر زندگانی توقع مدار ٭ کہ در جیب ودامن دہی جاے مار ٭ اس عرصہ مین قطب خان لودھی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت اس مین ہے کہ اب آپ گوشہ تجرد مین بیٹھکر یہ عمر نہ روزہ اپنے معبود کی عبادت مین صرف فرمائین اور حق نمک کے سبب سے مین نے آپکی جان کا قصد نہین کیا پھر افغانون نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا اور ملک

بہلول نے سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کر کے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کی طرف گیا اور بعضے امراے سلطان علاء الدین سے کہ بادشاہت لودھیون پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جونپور سے طلب کیا چنانچہ اُسنے ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امراے دیگر متحصن ہوا سلطان بہلول یہ خبر سنکر بسبیل استعجال دیپالپور سے روانہ ہوا اور موضع بیرہ مین جو دہلی سے پندرہ کوس ہی فرد کش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ مین چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع تیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک اس معاملہ مین ہو کر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا باواز بلند کہا کہ ماں بہنین تیری قلعہ دہلی مین ہین تجھے بیگانہ کی طرف سے جنگ مین کوشش کرنی لائق نہین ناموس کی حفظ و حمایت کیون نہین کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ مین پسپا ہوتا ہون تم خبردار تعاقب نکرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ مین پیچھا نکرونگا دریا خان نے منھ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پاکر گرفتار ہوا اور جب فتح خان ہروی نے تھوڑا سے برادر راے کرن کو قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹکر شاہ بہلول کی خدمت مین لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب مقاومت نلا کر جونپور کیطرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و مکنت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کیواسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میوات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کر کے حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآوردہ کر کے باقی اُسے ارزانی فرمائے اور وہان سے قصبہ برن مین گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی از راہ انقیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش کیے اُس وقت بادشاہ دل کی طرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور اسیطرح برہان آباد کی طرف پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوخانی کے جو حاکم وہانکا تھا اور بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا مسلم رکھا اور بھوئین گانون مین جاکر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب رابری کیطرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے رابری کے قلعہ مین تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے سے عرصہ مین قلعہ رابری کو مفتوح کیا اور خانجہان قطب خانکو قول دیکر سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہان سے اٹاوہ مین گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُسکی جاگیر کو تغیر ندیا اور اُسوقت جونا خان بادشاہ سے رنجیدہ ہو کر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کشی ہو کر اٹاوہ کے اطراف مین نزول کیا پہلے دن افواج طرفین محاربہ مین مشغول ہوئین دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے قبضہ مین تھا سلطان محمود کے تصرف مین رہے اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ مین لیے تھے واپس دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جونا خان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جونپور کی طرف گیا اور سلطان بہلول نے فرمان جونا خان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے حسب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کر کے نکال دیا اور سلطان نے شمس آباد راے

رائے کرن کو عنایت فرماکر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر اپنے فعل سے نادم ہوا اور بقصد انتزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف مین آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے ناگاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھا کے خانہ زین سے جدا ہوا محمود خان کے آدمیون نے اُسے دوڑ کر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کیطرف روانہ کرکے قید کیا اور سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل رائے کرن کی کمک کو کہ قلعہ مین تھا بھیجکر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کرکے استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوا اُنھین دنونمین سلطان محمود شرقی نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر رخت ہستی باندھا اور اُسکا بیٹا محمد شاہ شرقی قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونون بادشاہ کے درمیان صلح واقع ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف مین رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ مین تھا اُسکے زیرنگین ہوا اور محمد شاہ جونپور کیطرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت کہ دار الملک کے نزدیک پہونچا شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جبتک قطب خان محمد شاہ کے محبس مین مقید ہے بادشاہ پر خواب و خور حرام ہے بادشاہ متاثر ہوکر دہلی کیطرف نہ گیا اور مراجعت کرکے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد مین پہونچا شمس آباد رائے کرن سے برآوردہ کرکے جونا خان کو کہ اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرستی کے اطراف مین دونون بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور وقت بوقت جنگ کیواسطے تہیہ کرتے تھے اس درمیانمین محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیسا کہ واقعات شرقیہ مین مرقوم قلم زرین رقم ہوگا کچھ فوج اور فیلان جنگی سے جنگ کے بہانہ لیکر سلطان بہلول کے پاس لشکر سے برآیا اور عطف عنان کرکے قنوج کیطرف گیا سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کیواسطے بھیجے تھے ساتھ شاہزادہ جلال خان کے کہ جو اپنے بھائی کے پیچھے سے آتا تھا دوچار ہوکر اُسے اسیر کیا سلطان نے اسے مہربانی غیبی جانکر جلال خان کو قطب خان کے عوض نگاہ رکھا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اُسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر متمکن کرکے خطبہ اور سکہ اُسکے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کرکے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہووے اور رائے پرتاب زمیندار اسطرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہوکر محمد شاہ سے جاملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُس کی دلجمعی کے واسطے سلطان بہلول کے پاس آیا اور چنانچہ اُسے دوتین روز مین سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات مہینے سے مقید تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے روبرو رخصت فرماکر دہلی کی طرف آیا اور چند مدت کے بعد کہ مدت موعود منقضی ہوئی تھی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تغیر کرکے دوبارہ رائے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام مین نرسنگھ رائے پرتاب کے بیٹے نے ملازمت کی جو رائے پرتاب قبل اُس سے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ مین رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لے گیا تھا دریا خان نے اُس وقت اُس کے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کے تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور رائے پرتاب آزردہ ہوکر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نرہی دہلی مین پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم کی

بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اسطرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کے واسطے دہلی مین چھوڑا درمیان راہ کے سُنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر بقصد دہلی آتا ہی ناچار بسرعت تمام بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار مین پہونچکر دونون نے گیرو دار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان مین احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول سلطان حسین سے جا ملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اُسکے معرکہ جدال و قتال نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونون بادشاہ اپنی ولایات پر قانع ہوکر مخاصمت نکرین لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی اٹاوہ کو محاصرہ کرکے وہان کے حاکم کہ وہ سلطان بہلول لودھی کا خویش تھا دلاسا دیکر اٹاوہ پر متصرف ہوا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان حلوانی کو بھی ساتھ مواعید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اُسنے بیانہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا اس وقت خود ایک لاکھ سوار اور ہزار فیل لیکر اٹاوہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل مین راہ ندیکر استقبال کیا اور رکھواڑہ کے نزدیک لبعد ساتھ قریب کے جدل ہوئی اور ایک مدت بہ تہیہ جنگ برابر بیٹھے رہے پھر خانجہان نے طرفین کے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور موضع سنگھرہ مین کئی مرتبہ تنور جنگ نے گرمی تبدل کی اور پھر صلح کے پانی سے ساکن ہوا سلطان حسین اٹاوہ کیطرف اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور انہی دنون مین سلطان حسین شرقی کی والدہ یعنی بی بی راجی فوت ہوئی چنانچہ گوالیار کا راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پرسی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان لودھی نے جب اُسے سلطان بہلول کی مخاصمت مین جلب پایا خوشامد آغاز کرکے کہا بہلول تمہارے نوکرون کے مانند ہی وہ تم سے برابری نہین کرسکتا ہی اور مین جبتک دہلی کو آپ کے زیر نگین نکرونگا مجھے ہرگز صبر و قرار نہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جہلہ اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پاکر آیا ہون وہ دشمنی مین راسخ ہی آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہی اس درمیان مین بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اُسکی تعزیت کیواسطے بداؤن مین آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیمروتی کرکے بداؤن کو اُسکے فرزندون کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہانسے سنبھل کیطرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہوکر آٹھ سو تراسی ہجری مین آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچھہ کے نزول کیا اور سلطان نے سرہند مین یہ خبر سُنی کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے بندوبست کیواسطے روانہ کیا اور خود دہلی مین آیا اور ایک دستہ فرشتون نے کارزار مین زمانہ بسر کیا اور شرقیہ جو از روے کثرت اور ابہت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مین بی بی راجی کے قید احسان مین ہون جسوقت کہ مین جونپور مین قید تھا اس عفیفہ سے انواع مہربانی میرے حق مین ظہور مین آئین اب صلاح اسمین دیکھتا ہون کہ آپ صلح کرکے مراجعت فرمائین اور انتہا تفرصت مین رہین اور نہر گنگ کے اُس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہین اور جو کہ نہر گنگ کے اس طرف ہی بہلول شاہ کے قبضہ مین

واگذاشت کرین الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑ کر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اُردو کو تاراج کرکے کچھ خزائین اور اسباب نفیسہ سے جو کہ گھوڑون اور فیلون پر محمول تھا اپنے قبضہ مین لایا اور تینتیس یا چالیس امرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ علماے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کی اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو زنجیر مین کرکے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جاکر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصبہ کھینل ور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور مارہرہ اور جالیسہ پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ مین ایک شقدار مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذرا سلطان حسین شرقی موضع رام پچھرہ کے قریب پلٹ کر مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف ہوا آخر کو اس مژدہ پر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپامو سرحد ہو پھر سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور سلطان بہلول لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کرکے بادشاہ بہلول لودھی کے مقابلہ کو آیا اور موضع سنہارن مین معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی اور مال بیقیاس و متاع وافر لودھیون کے ہاتھ آیا قوت اور مکنت اُنکی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی رابری کی طرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپامو کے قریب نزول کیا اس درمیان مین خانجہان کے فوت کی خبر دہلی سے پہونچی سلطان نے اُسکے بیٹے کو خانجہان خطاب دیکر اُسکے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہان سے سلطان شرقی کے مقابلہ کو رابری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نسیم ظفر شاہ بہلول کے رایت پر چلی اور مظفر و منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کیطرف گیا اور وہانکا راجہ خادمانہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ تنگہ نقد اور خیمہ اور سراپردہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور دولتخواہون کے زمرہ مین منتظم ہوا اور کالپی تک مشایعت کی اور اس حال پر اختلال مین بادشاہ بہلول اٹاوہ کیطرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عوف کر اٹاوہ مین متحصن ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہکر برآمد ہوئے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاوہ ابراہیم خان لوحانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بموجب راے عطا فرمائے اور لشکر گران ہمراہ رکاب لیکر سلطان حسین شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکانو مین جو کالپی سے متعلق ہے پہونچا سلطان حسین نے استقبال کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ مین منقضی ہوئے اس درمیان مین راے تلوکچند حاکم ولایت کتہرہ سلطان بہلول کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب مقاومت نہ لاکر ولایت بھٹہ مین داخل ہوا اور وہانسے جونپور گیا **ابیات** شیرے کہ خورد سیلی سرنچہ و ہزبر ❋ بار دگر قرار نگردد برابرش ❋ بازیکہ صید از کف شاہین کند برون ❋ نان پس بصیدگاہ شمارد کبوترش ❋ اور راجہ بھٹہ نے بھی استقبال کرکے سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنگہ مع چند اسپ و فیل پیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے جونپور تک مشایعت کی اُسکی بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کیطرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور چھوڑ کر بہرائچ کے رستہ سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آب رہت کے کنارے فریقین کے درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی طبیعی مین ہوئی تھی ظہور مین آئی اور ساز و سلب اور حشم شاہی اُسکا لودھیون کے ہاتھ لگا حرم محترم اُسکی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین نبیرۂ خضر خان کی

دختر بھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح وعفت محافظت کر کے دہلی کیطرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج ترتیب
دیکر لواے عزیمت ولایت جونپور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو مدتون سے بادشاہان دہلی کے قبضۂ
تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کر کے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سردارونکو
قصبۂ مجھولی مین چھوڑ کر خود بداؤن کیطرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور مین آیا اور امراے سلطان
بہلول کے جونپور چھوڑ کر قطب خان کے پاس مجھولی مین گئے اور سلطان حسین کے ساتھ از راہ اخلاص پیش آکر کلام
دولتخواہانہ درمیان مین لائے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال
سنکر قصبہ ہلدی مین پہونچا خبر وفات قطب خان سنکر چند روز لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور پھر جونپور کی طرف
گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دوردست بھگا کر از سر نو جونپور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے باربک شاہ کو
تخت شاہان شرقیہ پر بٹھا کر خود کالپی کیطرف گیا اور اُسپر بھی متصرف ہو کر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید کو
عنایت فرمایا اور چند وار کے راستہ سے دھولپور کیطرف متوجہ ہوا اور دھولپور کے راجہ کئی من سونا یعنی کندن پیشکش کر کے
نوکرونکے سلک مین منتظم ہوا اور بادشاہ وہان سے آلہ پور کیطرف جو رن تنبور کی توابع سے ہے جا کر اُسکو تاراج کیا اور مظفر
اور منصور ہو کر دہلی کیطرف مراجعت فرما ہوا اور جب معمر ہوا حواس اور قوی مین اُسکے فرق آیا ولایات اپنے فرزندون اور
خویشونکو تقسیم فرمائین جونپور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ باربک شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانکپور شاہزادہ عالم
کو مرحمت کیا اور بہرایچ اپنے بھانجے شیخ محمد فرملی معروف بہ کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان
اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قبل اُسکے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداؤن خانجہان کو جو
جلہ امراے معتبر سے تھا اور رنی اجلہ سبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کیطرف گیا اور
وہان کے راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ مین آیا اور اٹاوہ کو سکیت سنگھ سے
تغیر کر کے علم مراجعت بلند کیا اور اثناے راہ مین بیمار رہا اکثر امراے لودھی جو نہایت قوی تھے اُسپر آمادہ ہوئے کہ اعظم
ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایلچی سکندر خان کے طلب مین دہلی کی
طرف روانہ کیا اور عمر خان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب سے ملک
و مال کا صاحب اختیار ہوا تھا امرا کے مشورہ سے واقف ہو کر سلطان سکندر کی مان کی صلاح سے کہ اُس سال ہمراہ
تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی مین بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث حبس
و تقید ہے آنے مین تعلل اور سستی کو انسب جانین سلطان سکندر نے ایک مدت امروز فردا مین بسر کی اور امراے
مخالف نے فرصت دیکھکر عرض مین پہونچایا اور بادشاہ غضب مین آیا اور بیٹے کو تحریر کیا اگر تو نہین آتا ہے تو مین آتا
ہون سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہو کر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز نکرتا تھا سلطان
سکندر نے قتلغخان وزیر سلطان حسین شرقی سے کہ دستگیر ہو کر دہلی مین محبوس ہوا تھا اور اصابت راے اور حسن تعبیر مین
شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا سراپردہ دہلی کے باہر برپا کر کے آوازہ روانگی اور غلغلہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہے اور
تیاری سفر مین ایام گذاری کرنا لازم ہے سلطان سکندر نے اُس تعلیم پر عمل کیا قضارا یہان مرض نے بادشاہ پر غلبہ کیا
بعد اوالی کے قریب اعمال سکیٹ سے ۸۹۴ھ آٹھ سو چورانوے ہجری مین رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس برس

اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی نظم بہشت صد لودو چار رفت از عالم + خدیو ملک ستان وجہان کشا بہلول + بہ تیغ ملک ستان بود لیک دفع اجل + بود حال بہ شمشیر و خنجر مصقول + بادشاہ بہلول لودہی ظاہر اصلاح مین آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متابعت مین پیراستہ تھا اور حضر اور سفر مین علما اور مشائخ سے صحبت رکھتا اور اوقات اُنکے ساتھ بسر لیجاتا اور افغانون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور اُنکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر تقاعد کرتا جس وقت دہلی کو لیا خزانے شاہان ماضیہ کے افغانان لودھی پر قسمت کیا خود بھی مثل عوام الناس قسمت برادرانہ لیا اور خاصہ اپنے محلسراے مین نکھاتا اور خاصہ کے گھوڑون پر سوار نہوتا اور ہر روز طعام مکان سے ایک امیر کے منگواکر تناول فرماتا اور ہنگام رکوب اُنکے گھوڑے پر سوار ہوتا اور رکہتا مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی ہی اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُسکی سرکار خاص اور شہزادون اور امرا کے پاس تخمیناً بیس ہزار مغل نوکر تھے اور جسجگہ سنتا جوان کارآمد ہی آدمی بھیجکر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور متہور رہتا اور جہانداری کے قاعدہ اور رسمین خوب جانتا تھا اور کامون مین جلدی اور شتابی جائز نرکھتا تھا اور از روے عدل اور انصاف کے خلق اللہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا ذکر بادشاہی سلطان

عادل باذل نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا حسب الحکم قادر ذوالجلال

بادشاہ بہلول لودھی بسفر ندکور رحمت حق مین داصل ہوا اُمرا اور ارکان دولت نے فراہم ہوکر قرعہ مشورہ کا آپسمین ڈالا بعضون نے اعظم ہمایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر جو بزرگ ترین فرزندان سے مثل باربک شاہ کے زندہ تھے مائل ہوئے اُسوقت مادر سلطان سکندر زیبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر مین بادشاہ مبرور کے ہمراہ تھی پس پردہ آنکر امراسے فرمایا کہ امیرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہی اور تمہارے ساتھ سلوک خوب کریگا عیسیٰ خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اُسنے دشنام دیکر کہا سونار کے لڑکے کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہین ہوتا کسواسطے کہ مثل مشہور ہی کام مصطفیٰ کا بند رسے راست نہین آتا خانخانان قرملی جو نہایت قوی تھا یہ سنکر بولا کل بادشاہ فوت ہوا ہی اُسکے بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق نہ تھا عیسیٰ خان لودھی ملنے کہا تو نوکر ہے کوئی رتبہ بیش نہین رکھتا بادشاہ کے خویش و اقربا کے درمیان دخل سست کر خانخانان نے غضبناک ہوکر کہا کہ مین نوکر بادشاہ سکندر کا ہون نہ نوکر اور ونکا یہ کہکر مجلس سے برخاستہ ہوا اور اُن امراسے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھاکر قصبۂ جلالی مین لیگیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب سیاہ کے کنارے واقع ہی اور اُسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین سر پر بادشاہی پر تمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا نظم بر تین تخت فیروز ہر صبح و شام + یکے مہرۂ بخت چیند بکام + کس آن بخت و این مہرہ باخود نبرد + بکام دل از مملکت برنخورد + بادشاہ سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسیٰ خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اُسکا گناہ معاف فرمایا اور دہلی کیطرف مراجعت کی اور اپنے باپ کیطرح افغانون سے سلوک ہموار اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر نہ بیٹھا اور اُسوقت اسی خدانے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ مین ابراہیم خان اور جلال خان اور اسمٰعیل خان و حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امراے نامی سے ترین آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان بن خانخانان قرملی شیخ زادہ قرملی خانخاناں لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نائب بہار عالم خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان

لودھی حاکم اٹادہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان قرملی نائب سہارن سلیمان ابن دوم
خانخانان قرملی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسمٰعیل خان لوحانی تاتار خان قرملی عثمان خان قرملی و شیخ جان پسر مبارکخان
لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بکالا پہاڑ ابن عماد خان قرملی شیخ جمال ولد شیخ عثمان قرملی شیخ احمد قرملی آدم خان لودھی حسین خان
برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لوحانی غازی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان جمن کینوہ
حجاب خاص مجد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبد الواحد پسر کاملی حجاب
خاص تہورہ خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان اقبال خان حاکم
قصبہ بازی اصغر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کینوہ متعلق
مبارک خان لوحانی عالم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی بہار خان
شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ رابری کیطرف گیا اور عالم خان المشہور بہادشاہ
علاء الدین برادر سلطان سکندر چند دار مین چند روز متحصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسٰی خان کے پاس پٹیالے مین گیا
بادشاہ سکندر نے رابری کو خانخانان قرملی کے نام مقرر فرماکر اٹادہ کے سمت گیا اور برسات مہینے وہان گذرانے
اور عالم خان المشہور بہادشاہ علاء الدین کو اعظم ہمایون سے جدا کرکے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اُسے ارزانی
فرمائی اور وہان سے پٹیالے کیطرف عیسٰی خان وہانکے حاکم پر تاخت لایا اور عیسٰی خان نے صف جنگ آراستہ کی
اور مجروح ہوکر شکست پائی اور از روے عجز و انکسار ملازمت کی لیکن اُس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر
نے ایک مرد معتمد باربک شاہ اپنے بھائی کی خدمت مین جو جونپور کا بادشاہ تھا بھیجکر پیغام اطاعت کرنے اور نام اُسکا
بقدم خطبہ مین پڑھنے کا دیا اُسے گیلن کہ باربک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک اور ہواخواہ ہوا اور
جاگیر پٹیالے کی پائی اور جب باربک شاہ نے سر اطاعت سے پھیرا سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اُسپر چڑھائی
کی باربک شاہ باتفاق کالا پہاڑ قنوج کیطرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہوکر پیشقدمی
کی بازار گیر و دار کا گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے درمیان
مین گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور مین سے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اتر کر اُس سے بغلگیر ہوا اور نوازش
نہایت اُسکے حال پر مبذول فرماکر ارشاد کیا کہ تم میرے بجاے والد ماجد ہو التماس یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندوں مین قبول فرمایئے کالا پہاڑ
نہایت خجل اور نادم ہوکر بولا کہ مین اس احسانکا جانکے سوا اور نہین رکھتا مصرع انچہ دارم سر لیست برکف دست ہ اب یک گھوڑا
حضور سے مرحمت ہووے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجالاوے بادشاہ نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے
باتفاق افواج ظفر امواج باربک شاہ پر حملہ کیا باربکشاہ تاب برق شمشیر نہ لایا پاے ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداون کی
طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کرکے باربکشاہ کو بداون مین محاصرہ کیا آخر کو
باربک شاہ نے عاجز ہوکر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام مین کوشش فرمائی اور اُسے خوشدل
اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور مین لایا اور جو ابتک حسین شاہ شرقی حوالی بہار مین صاحب لشکر تھا اُسے بدستور
سابق تخت شرقیہ پر متمکن کیا لیکن اُس کی خدمت مین اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر موضع مین اپنے احکام
تعین فرمائی اور بعضے پرگنات کو امراے درگاہ پر قسمت کیے اور وہان سے کالپی مین آیا اور آسے

اعظم ہمایون سے تغیر کرکے محمود خان لودھی کو دیا اور وہان سے جھترہ کیطرف روانہ ہوا اور جو تاتار خان دہانکا حاکم تھا لوازم انقیاد بجالایا جھترہ پراسے بحال فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف توجہ مبذول کی خواجہ محمد قرملی کو مع خلعت خاص راجہ مان حاکم گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی جادہ اطاعت مین قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمتمین روانہ کیا کہ بیانہ تک مشایعت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی طریق اخلاص سے ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بیانہ کو چھوڑ تو اُسکے عوض جالیسر اور چند وار اور ملہرہ اور سکیٹ تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی کو ہمراہ لیکر کنجیان قلعہ کی سونپی لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ تغافل کرکے آگرہ مین آیا اور ہیبت خان جلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا باغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے ناراض ہوکر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور خود معاودت کرکے بیانہ کی طرف گیا اور بقہر و غضب قلعہ بندونکی تنگی مین کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہوکر امان چاہی اور سنہ ۸۹۷ آٹھسو ستانوے ہجری مین بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان قرملی کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کیطرف نکالدیا اور آگرہ کا بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی اور اُس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ولایت جونپور کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچایا شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کڑہ کو شہادت مین پہونچایا ہے اور مبارکخان لوحانی بھی کڑہ سے برآمد ہوکر جسوقت پرتی پیال کے گھاٹ پر دریاے گنگ سے عبور کرتا تھا راے سہدیو راجہ بھٹہ نے اُسکو اسیر کیا اور باربکشاہ غلبہ اُس گروہ کا مشاہدہ کرکے جونپور سے کالا پہاڑ کے پاس بہرایچ مین آیا اور سلطان نے اُسکے بعد چوبیس دن دہلی مین استقامت کرکے جونپور کیطرف عزیمت فرمائی جب آب گنگ سے عبور کرکے ڈیلپور مین پہونچا باربکشاہ خدمت مین حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور راے سہدیو بادشاہ کی آمد کا غلغلہ سنکر ہراسان ہوا اور مبارکخان کو کہ اُسکے زندان ستم مین محبوس تھا بادشاہ کی خدمتمین بھیجا بادشاہ وہانسے کانٹھ گڑھ مین آیا اور وہانکے زمینداروں نے اجتماع کرکے تنور جنگ گرم کیا آخر کو شکست کھاکر آوارہ دشت ادبار ہوے اور غنیمت بسیار ہاتھ آئی بادشاہ جونپور کیطرف گیا اور دوبارہ باربکشاہ کو جونپور مین چھوڑکر مراجعت کی پھر اودھ کے اطراف مین ایک مہینا کامل شکار مین بسر کیا اس عرصہ مین ہرکارے خبر لائے کہ باربکشاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور مین قیام نہین کر سکتا بادشاہ نے حکم کیا کہ کالا پہاڑ اور اعظم ہمایون شروانی اور خانخانان لوحانی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کڑہ کی راہ سے جونپور کیطرف جاکر اُس حدود کا بندوبست کرین اور باربکشاہ کو مقید کرکے حضور مین حاضر کرین جب باربکشاہ کو بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اُسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کرکے خود جونپور کی اطراف سے قلعہ چنار کے سمت عزیمت کی اور بعضے امراے حسین شاہ شرقی سے کہ وہان تھے حرب مین مبادرت کی اور شکست کھاکر قلعہ بند ہوے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب نجانا کیٹھ کیطرف کہ مضافات پٹنہ سے ہی نہضت فرمائی اور وہانکا راجہ راستہ بلبھدر نے استقبال کرکے اطاعت کی بادشاہ نے کیٹھ پر اُسے بحال رکھا اور اودیل کیطرف گیا اس درمیان مین بلبھدر متوہم ہوکر اسباب و حشم چھوڑکر یکہ و تنہا پٹنہ کیطرف بھاگا بادشاہ نے تمام ساز و سلب اُسکا اُسکے پاس بھیجدیا جب باریل مین پہونچا دست تاراج دراز کرکے باغات اور عمارات سے بہت کم اثر باقی نرکھا اور کڑہ کے راستہ سے ڈیلپور کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی منکوحہ کو اپنے حبالۂ

نکاح مین لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہان استقامت کر کے سنبھل مین گیا اور پھر شمس آباد کی طرف
عنان عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دیوتاری کو کہ ماوائے تمردان تھا قتل وغارت سے خراب کیا اور
بقیۃ السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آباد مین دم لیا سلطان وزیر آباد کے مالک کو بھی قتل واسیر کر کے شمس آباد مین لایا
اور ایام برسات شمس آباد مین گذرا اور ۹۰۰ نو سو ہجری مین راے بلبھدر کی گوشمالی کو پٹنہ کیطرف متوجہ ہوا اثنا سے
راہ مین متمردون اور بدمعاشون کے مواضع کو ویران اور انھین قتل اور دستگیر کرتا تھا اور جب کہارن اور کہانی مین پہونچا
نرسنگھ بیٹا بلبھدر کا جنگ مین مشغول ہوا اور ہزیمت پاکر پٹنہ مین بھاگا اور جب سلطان پٹنہ مین پہونچا راجہ بلبھدر
سرگچھ کیطرف مفرور ہو کر راہ مین فوت ہوا اور سلطان سرگچھ سے سہدیو کیطرف کہ اعمال پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا اور جب
وہان پہونچا وہان افیون اور کوکنا یعنی پوستہ اور نمک اور گھی نہایت گران ہوا وہان سے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور
جو گھوڑے کہ پٹنہ کے سفر مین محنت شاقہ کھینچے ہوئے تھے انمین سے اکثر تلف ہوے جو سوار کہ دس گھوڑے رکھتا تھا
انمین سے نو ضائع ہوئے لکم چند راے بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر
کے لشکر مین گھوڑے نہین رہے اور یراق تلف ہوا فرصت غنیمت ہے حسین شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر جمعیت کی اور چند فیل
ہمراہ لیکر شاہ سکندر کے مقابلہ کو آیا بادشاہ سکندر نے بھی کنتت کے گھاٹ جاکر آب گنگ سے عبور کر کے استقبال
کیا اور اٹھارہ کروہی بعد بنارس کے ساتھ قرب کے مبدل ہوے خانجہان کو سالباہن پسر راے بھیند کے پاس
بھیجا کہ اُسے دلاسا دیکر لا دے اور خود بسرعت تمام سلطان حسین کے سر پر گیا اثنا سے راہ مین سالباہن خدمت مین حاضر ہوا
بعد مقابلہ کے حرب شدید وقوع مین آئی لیکن ہزیمت حسین شاہ شرقی کی شامل حال ہوئی ولایت پٹنہ کیطرف گیا اور بادشاہ
نے اُردو چھوڑ کر بروایتے ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب اثنا سے راہ مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولایت
بہار مین گیا ہے تو روز کے بعد بادشاہ پلٹ کر اُردو مین وارد ہوا اور بہار کیطرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے ملک کھندو کو
حصار بہار مین چھوڑا اور خود کہیل گانون مین جو توابع لکھنوتی سے ہے گیا اور سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ نے اسکی عزت
نگاہ رکھی اور اسباب عیش وفراغت کا اُسکے واسطے مہیا کیا تا کہ فکر اور تردد سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہان بسر کرے
اور دولت جونپور کی بادشاہی کے ساتھ اُسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوبارہ سے ایک فوج ملک کھندو
کے مقابلہ کو تعین فرمائی اور ملک کھندو نے راہ فرار پائی اور ولایت بہار گماشتگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان
دریا خان کو مع ایک لاکھ جماعت امرا سے بہار مین چھوڑ کر درویش پور مین آیا اور خانجہان پسر خانخانان فرملی کو اُردو مین
چھوڑ کر درویش پور سے بازگشت فرمائی اور جب خانجہان پسر خانخانان فرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اُسکے کو
ساتھ خطاب اعظم ہمایون کے امتیاز بخشا اور وہان سے شیخ شرف منیری کی زیارت کو کہ بہار مین آسودہ ہیں روانہ ہوا
وہانکے فقرا اور مساکین کو انعام اور داد و دہش سے خوشدل بلکہ تونگر کیا اور پھر درویش پور مین آکر بادشاہ علاء الدین شاہ
بنگالہ کے سر پر روانہ ہوا اور جسوقت قتلغ پور مین جو متعلق اعمال بہار سے ہے پہونچا علاء الدین شاہ نے دانیال اپنے
بیٹے کو استقبال کیواسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اسطرف
سے اُسکے مقابلہ کو تعین کیا چنانچہ موضع بارہ مین دونون مقابل ہوے اور حرف صلح کا درمیان مین لائے اور یہ قرار پایا
کہ دونون مین سے کوئی ولایت یکدیگر مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور مخالفون کو بھی پناہ نہ دیوے پھر محمود خان

لودھی

لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ مین توابع بہار مین مبارک خان لودھی قضاے آلہی سے
فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی قتلغ پور سے پلٹ کر درویش پور مین آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو
مبارک خان اُسمقام مین فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایون کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر مبارک خان
لوحانی کو عنایت فرمائی اور اُسوقت مین قحط غلہ ظاہر ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاہ کے واسطے فرامین منع زکوٰہ غلہ کل
قلمرو مین ارسال فرمایئے اُس دن سے پھر زکوٰۃ غلہ کی یکقلم موقوف ہوئی اور اُسوقت بادشاہ قصبہ سارن مین گیا اور
بعضے پرگنے قصبہ سارن کے اطراف کے جو زمینداروں کے تدرف مین تھے برآوردہ کرکے اپنے آدمیون کو جاگیر دیکر مچھلی گڑھ
سے جونپور مین آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور جب بادشاہ نے سالباہن راے پٹنہ سے لڑکی طلب کی اور اُسنے انکار کیا اُسوقت
انتقام کو سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین پٹنہ کیطرف گیا اور اُسکے آبادی سے ایک اثر نچھوڑا اور جب باندھو گڑھ کی حوالی مین کہ محکم
ترین قلاع اُس ولایت سے ہی اور بھی حاکم نشین ہی پہونچا جوانان مردانہ نے جوانمردیان کین چونکہ تسخیر اسکی دشوار تھی بادشاہ
اُس حصار سے پلٹ کر جونپور مین آیا اور وہان استقامت کرکے ایک مدت امور مملکت کے پرداخت مین اشتغال رکھا
اور درمیان مین در بارہ محاسبہ مبارک خان موجی کے جو بعد قید کرنے باربکشاہ کے جونپور اُسکے حوالہ ہوا تھا اور وہ بہت
مال درمیان سے تلف کرکے چاہتا تھا کہ لطائف الحیل مین گذارے اور ہرچند خوانین کو شفیع کیا فائدہ نہ بخشا حکم ہوا کہ
اُس سے آمدنی چند سال کی بندوبست بادشاہی کے موافق وصول کرین اس سبب سے امراے افغان نے اپنے
دل مین یک گونہ رنجش بہم پہونچائی اتفاقاً اُن دنونمین بادشاہ چوگان بازی کیواسطے سوار ہوا اور عین چوگان بازی مین چوگان
ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان پسر دریا خان لودھی کے چوگان سے ٹکرا کر سلیمانخان کے سرمین لگا کہ مجروح ہوا اُس
سبب سے اُنکے درمیان مین اُس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہوکر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کیواسطے
قصداً چوگان ہیبت خان شروانی کے سر پر مارا شور وغل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان ہیبت خان شروانی کو تسکین دیکر
والاساد دیکر مکان پر لیگئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چارون کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی اثناے راہ
مین شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک ہوا تھا جب خضر خان نے برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان
اُسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زدوکوب کرکے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اُسکے بعد اپنے امرا سے بدظن ہوا
بعضونکو کہ مخلص اور دولتخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ ہر شب کو مسلح ہوکر پاسبانی کرتے تھے اُس عرصہ مین
ہیبت خان شروانی اور دوسرہ دارون نے آپسمین اتفاق کرکے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کیا کہ افسران
سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور تجھے سرداری مین قبول رکھتے ہین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان
سے اُٹھاکر ہم تجھے سریر سلطانی پر تمکن کرین شہزادہ نے شیخ طاہر اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اُس کی
والدہ نے نصیحت کرکے اُسپر آمادہ کیا کہ نام بدانیشونکے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویساہی کیا چنانچہ
سلطان غدر اور بداندیشی اُس جماعت سے خبردار رہا باتفاق امرا ہر ایک کو ہر ایک طرف آوارہ کیا اور اُسکے بعد
بتدریج اُسپر آمادہ رہا کہ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سنبھل کیطرف جاکر چار برس اس حدود مین سیر و شکار اور چوگان بازی
مین بسر کیے اور اُس مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سنے چنانچہ خواص خان حاکم ماچھیواڑہ
کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جاکر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ مین بھیجے اور جب خواص خان حسب الحکم دہلی کیطرف متوجہ ہوا

اصغر خان یہ خبر سُنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شب شنبہ ماہ صفر ۹۰۷ھ نوسوسات ہجری مین قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کے روبرو سنبھل کیطرف گیا اور مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر متصرف ہوکر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن بودھن نام موضع کاتھن مین سکونت پذیر تھا ایک دن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور میرا دین بھی درست ہے یہ بات اُس سے شایع ہوکر علمار کے گوش زد ہوئی قاضی پیارہ اور شیخ بدر کہ لکھنوتی مین رہتے تھے اور ساتھ نقیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت مین سنبھل بھیجا اور جو بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سُننے مین رغبت تمام تھی علمار نامی کو اطراف سے طلب کرکے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسماے علمار کی یہ ہے کہ میان قادر بن شیخ خو جو اور میان عبداللہ بن الہ داد طلنبہ سے اور سید محمد بن سید خان دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہ داد صالح سرہند سے اور سید امان اور سید برہان اور سید احسن قنوج سے آئے اور ایک جماعت امراے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدرالدین قنوجی اور میان عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اُس معرکہ مین حاضر ہوئے اتفاق علما کا اُسپر ہوا کہ اُسکو محبوس کرکے عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن مارین جودھن انکار کرکے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علمار کو انعام دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمٰعیل خان کو دہلی مین چھوڑکر حسب الحکم درگاہ مین آیا اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اسوقت مین سعید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ غدار ڈنکا سرغنا تھا اُسکو اور تاتارخان قرملی اور محمد شاہ لودھی اور تمام غدارونکو گجرات کے اطراف مین اخراج فرمایا اور اُس سال کہ ۹۰۷ھ نوسوسات ہجری مین تھی راجہ مان سنگھ راے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو برسم رسالت مع تحف وہدایا و لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سرا درشت گو اور بدزبان تھا بادشاہ نے ناراض ہوکر اُسے رخصت کیا اور اپنے آنے اور قلعہ لینے کی تہدید فرمائی اور انھین دنونمین خبر فوت خانخانان قرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چندروز بیانہ مین احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدون کے محل محکم بغاوت اور فساد کا ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان آگرہ کے انتظام کیواسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا تعین ہوا اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے سنبھل مین آئے تھے شمس آباد اور جالیسر اور پٹیالی اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم ریری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان قلعہ دھولپور کے تسخیر مین مشغول ہووین اور راے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کرین اور راے نے بقدم مخالفت آنکر مجادلہ اور محاربہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ مین شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بتاریخ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ مین سنبھل سے دھولپور کیطرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا راے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقون کے سپرد کرکے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اُسکے صدمہ افواج سکندری کے تاب نہ لاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہوکر نکل گیے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ مین داخل ہوکر دوگانہ شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح عمل مین لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت مین دراز کیا اور مکانون کو مسمار کرکے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اُکھاڑے اور ایک مہینے کے بعد رایات شاہی گوالیار کیطرف جنبش مین آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہان چھوڑکر آب

چنبل سے عبور کیا اور آب اسی عرف سیدکی کے کنارے نزول فرماکر دو مہینے توقف کیا اور وہانکے آب وہوا کی زبونی کے سبب بیماری وبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے از راہ ملایمت آنکر صلح کی درخواست کی اور سعید خان اور بابو خان اور رائے کنبس کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لیگئے تھے اپنی حفاظت سے نکالکر اپنے بڑے بیٹے بکرماجیت کو ملازمت کیواسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے اسپ و خلعت عنایت فرماکر رخصت انصراف کی مرحمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور مین پہونچا اُسے بھی بنا ملک دیو کو بخشا اور آگرہ مین آنکر اُس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانے کفر و اسلام مین کبھی تخت نشین نہوا تھا گوالیار اور نرور کی تسخیر کے واسطے پایہ تخت کرکے حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی نو کے شہرت رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُس مقام مین بسر کیا اور ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین طلوع سہیل کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل کے تسخیر کیواسطے بلند کیا اور ایک مہینا کامل اطراف دھولپور مین توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار اور مندرایل تک تاخت و تاراج کیا اور اُسکے بعد خود جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کرکے حصار کو سپرد کیا اور سلطان نے بتخانے اور کنائس وہان کے مسمار کرکے مسجدین تعمیر کین اور ساتھ ایک معتمد کے سپرد کرکے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور مین پہونچا قلعہ کو بنا ملک دیو سے تغیر کرکے شیخ قمر الدین کے سپرد کیا اور خود آگرہ مین آنکر امرا کو جاگیروں کی طرف رخصت فرمایا اور سنہ ۹۱۱ نوسو گیارہ ہجری مین بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو آگرہ مین زلزلہ عظیم واقع ہوا حتی کہ پہاڑ لرزہ مین آئے عمارات بلند اور محکم گر پڑین زندون نے قیامت اور مردون نے حشر معلوم کیا قطعہ اُسکی تاریخ کا یہ ہے قطعہ در نہ صد واحد عشر از زلزلہ گردید سواد آگرہ مرحلہا ٭ با آنکہ بناہاش ہمہ عالی بود ٭ از زلزلہ شد علیہا سافلہا ٭ اُس زمانے تک اُس طرح کا زلزلہ ہند مین واقع نہین ہوا اور کوئی شخص یاد نہین رکھتا ہے اور نشان نہین دیتا ہے اور اُس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند مین آیا تھا بادشاہ نے سہیل کے طلوع کے بعد سند مذکورہ مین گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور مین توقف کیا وہان سے آب چنبل کے کنارے کو کہ گھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے استقامت کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو مع خوانین معتبر وہان چھوڑا خود بعزم جہاد اور غارت بلاد پائے سعادت رکاب مین لاکر اکثر کفار کو جو پہاڑون اور جنگلون مین پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت وافر غازیونکے ہاتھ آئی اور وہان جو بسبب نہ آنے بنجارون کے غلہ لشکر منصورہ مین کم پہونچتا تھا اعظم ہمایون اور احمد خان لودھی اور مجاہد خان کو رسد لانیکے واسطے روانہ کیا رائے گوالیار اگرچہ انکا سدراہ ہوا لیکن تدبیر اُسکی کارگر نہوئی لاچار ہو کر پلٹ گیا اور رسد غلہ لشکر فیروزی اثر مین بخوبی تمام پہونچی اور جب بادشاہ تفریحاً موضع جتور مین عمال گوالیار مین پہونچا اس جگہ سے طلایہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے دس کوس پیشتر غنیم کی طرف کیا اور نگہبانی اور خبرداری مین تقصیر نہ کی نظم مثل گردان لشکر تیز جنگ ٭ بیندختی نامدار خدنگ ٭ ہنوز از کمان دور نارفتہ تیر ٭ خبر یافتی شاہ گردون سریر ٭ فوج رائے گوالیار کی مراجعت کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید و معرکہ عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان پسر خانجہان بن خانخانان فرملی کی بہادری و مردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئے اور غازیان اسلام نے کچھ زندہ اسیر کئے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونون پر نوازش خسروانہ فرمائی داؤد خان کو ملک داؤد خطاب دیکر آگرہ مین آیا اور برسات وہان آخر کی اور سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری مین قلعہ اودیت نگر

کیطرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور مین پہونچا توقف کرکے عماد خان قرلی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار او رسو فیل کوہ تمپتل کے قلعہ اودیت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت حجابی پر قاضی عبدالواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن قصبہ تھانیسر اور شیخ ابراہیم مقرر ہوئے اور ولایت کالپی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساتھ جلال خان کے مقرر ہوئی تھی اور اسکے بھائی میان بھیکھن خان اور حاجی خان اُس سے پرخاش پر آمادہ ہوئے سلطان نے حکومت کالپی کی فیروز اودھان کو عنایت فرمائی اور راوعمان ایک طائفہ ہی افغان کے نزدیک اور مجاہدون کو دھولپور مین چھوڑکر خود آب چنبل کے کنارے جاکر نزول کیا اُس مقام مین خواص خان اور بھیکھن خان ملازمت مین فائز ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوتے اور سلطان نے اودیت نگر کیطرف آکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور چونکہ اُس کا مثل فتح علیہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پر مستعد ہوکر قلعہ کی تسخیر مین ہمت باندھین اور خود ایسی ساعت مین کہ اختر شناسون نے مقرر کی تھی بہ نفس نفیس میدان کیطرف متوجہ ہوکر ہر اطراف سے جنگ شروع کی کہ افواج بحر مواج نے مور و ملخ کی طرح قلعہ مین چسپیدہ ہوکر داد مردی اور مردانگی دی اور نسیم فتح و ظفر پرچم رایات سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاءالدین کی جانب تھی وہ شگاف ہوئی اور جوانان مردانہ اور غازیان فرزانہ اُسطرف سے داخل ہوئے ہر چند متحصنون نے فریاد الامان بلند کی کسی کے گوش زد نہوئی قلعہ کو مسخر کیا اور راجپوت اپنے مکانون سے جنگ کرتے تھے اور عیال کو اپنے قتل کرتے تھے اور آتش سوزان مین جلاتے تھے غرض راجپوت بہت مقتول ہوئے اس عرصہ مین ایک تیر غنیم کیطرف سے آیا اور ملک علاءالدین کے دیدۂ جہان بین کو بے نور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لوازم شکر و سپاس فتاح حقیقی بجالایا اور بتخانون کو مسمار کرکے مساجد تعمیر فرمائین اور قلعہ بھیکھن خان ولد مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب بادشاہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان کے راجہ منونت گڑھ سے رشوت لیکر تعہد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہے ماہ محرم سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین ملازمین خاص حاجب کو کہ مصاحب مجاہد خان سے تھا مقید کرکے ملک تاج الدین کنبوہ کے سپرد کیا اور اُن امرا کو جو دھولپور مین تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس کرین اور آگرہ کے قلعہ کیطرف کوچ کیا ایک روز راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب و فراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان صامت اور ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردونکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی تلف ہوئے اور قیمت ایک کوزہ پانی کی بیس روپیہ ہوئی تھی بادشاہ وہان سے دھولپور مین آیا اور چند روز توقف کرکے دار السلطنت کیطرف تشریف لایا اور برسات کو آخر کرکے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قلعہ نرور کی تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ از توابع مالوہ اور کفار کے تصرف مین تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا کہ نرور کو پیشتر جاکر محاصرہ کرے اور اہالی حصار اگر صلح کرین درگذر کرکے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعۂ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے پہونچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کرکے پیادے اور سوارون اور فیلون کے تین گروہ کیے اور سر راہ ایستادہ کرکے چاہا کہ مجرا اپنی جمعیت کا کرائے بادشاہ نے اُسکے لشکر کی کثرت ملاحظہ کرکے اپنے دلمین تجویز کیا کہ اسے بتدبیر و تدریج خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا جسکا دور تھا ایک سال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کیواسطے پیش قدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر متحصنون سے آمیزش رکھتے ہین اس سبب سے قلعہ سر نہین ہوا

اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ بام محل پر بیتاب ہوکر تفریح کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک طرف سے شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا سلطان نے اس امر کو بیکدل اور ایک زبان ہونا امرا کا مرہم جدا سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جزئی کو اپنے نزد بردیا یا اسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان کی گرفتاری مین بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان قرنی اور ملک علاءالدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے حبس کے بارہ مین سیان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیر خان کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ ہنونت گڑھ مین بھیجکر محافظت مین مشغول ہوئے اور اسکے بعد اہالی قلعہ نے بے آبی اور کمی غلہ سے عاجز ہوکر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرماکر بتخانون کو کھدوا کر مسجدین تعمیر فرمائین مفتی اور خطیب مقرر کئے اور علما اور طلبہ کو وظائف معین کرکے اس مقام مین متوطن کیا اور انہی دنون مین شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہوکر عزم ملازمت کیا جسوقت قصبہ سیری مین کہ عمال مالوہ سے ہی پہونچا بادشاہ نے اسپ و خلعت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے سپرد کرو تو ایسی امداد دیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تم پر غلبہ نہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع پیش آیا کہ ولایت پدر سے برآمد نہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین پاس قلعہ نرور سے کوچ کیا جس وقت کہ لب آب سندھ پہونچا اسکے دل مین اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر نرور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر ملا بھی کسی مخالف کے پڑیگا اسکے ہاتھ سے باسانی برآوردہ نہوسکیگا اسواسطے ایک حصار در گرد قلعہ مذکور کے کھینچا استحکام تازہ بخشا پھر حسب پیش نہاد اپنے قصبہ بہار مین آیا اور ایک مہینا اس مقام مین توقف کیا اور اسجگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو جلال خان شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اسکے دیکھنے کیواسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی شہزادے کی جاگیر مقرر کرکے ایک سو بیس راس گھوڑے اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عنایت فرمائے اور نعمت خاتون کے ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور خود ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین رایت اقبال مقام گوالیار سے دارالملک کیطرف حرکت مین لایا اور جب بلگھات مین پہونچا افواج اس حدود کے متمردون کی تدارک کو بھیجکر اس نواح کو اہل بغی کے خس و خاشاک سے پاک کیا اور رجا بجا تھانہ بٹھاکر آگرہ کیطرف تشریف لایا اور اسوقت مین خبر پہونچی کہ احمد خان پسر مبارک خان لودھی حاکم لکھنوتی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے فرمان محمد خان کے چھوٹے بھائی کے نام بھیجا تو اسکو زنجیر مین مغلول کرکے خدمت مین روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا اور سرکار لکھنوتی نے سعید خان اسکے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور انہی دنون مین محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ مین پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری عمال مالوہ کو اسکے نام فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ ممد و معاون اسکا ہوکر ایسا نکرے کہ سپاہ مالوہ کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچا دے اور اسوقت بادشاہ شیر و شکار کیواسطے دھولپور کیطرف سوار ہوا اور آگرہ سے دھولپور تک منزل بمنزل قصر اور عمارات تعمیر فرمائین اور اسی عہد مین محمد خان ناگوری اپنے خویشون پر کہ علیخان اور ابابکر سے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ مین آئے محمد خان ناگوری نے انکے پناہ لے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کرکے عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجین اور اس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور سکہ بھی بادشاہ

کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُسکے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز بساط نشاط بچھاکر سیر باغات اور بزم آرائی مین بسر کیے پھر دھولپور کیطرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان فرملی کو فرمایا کہ لشکر وحشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنونت گڑھ کیطرف جاکر حسین خان نومسلم کی اعانت کرے اُسنے عذر کر کے عرض کی مین خدمت سے دور رہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشفتگی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری خدمت سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لیجا سکے اُسکا ہی اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین اور پرگنہ جرٹری اُسکی مدمعاش کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہان جاکر ساکن ہوا اور اُسی عرصہ مین بہجت خان حاکم چندیری کہ اپنے باپ دادا کے عہد سے مطیع اور فرمان بردار سلاطین مالوہ تھا سلطان محمود مالوہی کے ضعف حال اور اُسکے فتور مملکت کیواسطے بوسیلۂ ارسال تحف بادشاہ کا متوسل ہوا بادشاہ نے عماد الملک پدہ کوکہ احمد خان نام رکھتا تھا چندیری کیطرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود مین خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اُسوقت بادشاہ آگرہ مین آیا بعد ادائے مسعود ارسال فرامین مشتمل بر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت چندیری مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف واکناف ولایات مین مشغول ہوکر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت مصلحت ملکی کیواسطے بعض امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان منجھلے بیٹے مبارکخان لودھی اور شیخ جمال فرملی اور رائے جلر سین کچھواہہ اور خضر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کیطرف بھیجا وہ اُس ولایت کو اپنے قبض وتصرف مین لاکر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادہ محمد خان نبیرہ سلطان ناصر الدین مالوہی کو شہر بند کر کے سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہرا اُسپر مقرر رکھی اور بہجت حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا رہنا اُس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور انھین دنون مین بادشاہ کی طبیعت حق طویت حسینخان فرملی ضابط سارن سے منحرف ہوئی تھی اُسوجہ سے حاجی سارنگ کو اُسطرف بھیجا تو وہان جاکر اُسکے لشکر کو حسن تدبیر سے اپنی طرف کھینچے چنانچہ وہ اُسکے قید کرنیکی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہوکر تھوڑے رفقا سے ولایت لکھنوتی کیطرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین علی خان ناگوری کہ سرکار سیو پور مین تعین تھا بادشاہزادہ دولت خان حاکم رنتھنبور جو سلطان محمود مالوہی کا محکوم تھا اُس سے شیوۂ موافقت اور مرافقت مرعی رکھکر اُسکو بادشاہ کی طاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے مشرف ہوکر قلعہ مذکور کو پیشکش کرے جب عریضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین پہونچا بادشاہ نے محظوظ ہوکر اُس طرف جانیکی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح چار مہینے شکار اور مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصاً سید نعمت اللہ اور شیخ حسینی کہ ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اُس عرصہ مین شہزادہ دولتخان اور اُسکی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ رنتھنبور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان شہزادہ نے بتعجیل تمام بعزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اُسکے استقبال کیواسطے بھیجکر بعزت تمام داخل اردو کیا اور ملاقات کیوقت اُسے فرزندون کے مانند نوازکر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور ساتھ قرار معہود کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ رنتھنبور کی دی اتفاقاً اُسی علی خان ناگوری نے دشمنی سے شہزادہ دولت خان کو اُس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ اصل راز سے آگاہ ہوا فیوراج پور کی سرکار اُس سے

تغیر کرکے اسکے بھائی ابابکر کو دی اور بحکم کرم جبلی خو د زیادہ اُس سے اُسکو معاتب نکیا اور پھر پنہان کرکے راستہ سے قصبہ بارسی کیطرف بہونچکر اُس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادہ بھیکھن کے سپرد کیا اور دارالخلافت آگرہ مین آیا اور عادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات ہر اطراف وجوانب مین صادر فرمائے اور اکثر امرائے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کرکے جبراً اور قہراً مفتوح کرین خلاصہ سکا یہ کہ زمانیکی عادت قدیم ہی کہ عطیہ اور پرورش اپنے سے پشیمان ہوتا ہی اُسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض نامرضی کے گرفتار کیا اگرچہ ازروے غیرت کے خیال اپنا نکرکے اُسی حالت مین کچہری مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے نہ اُترا راہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ نوسوتیئیس ہجری مین دارالسرور کیطرف تشریف لیگیا

قطعہ ساقیا نندورین بزم بدین بیرحمی + کہ بہنگام طرب جام مرد گیرند + کاس عشرت زگل وخاک سکندر سازید + بادہ عیش ز خون دل سنجر گیرند + نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ جو مناقب اور مفاخر سلطان سکندر لودھی مین سے بعضی تواریخ مین اسقدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ اور اغراق کے کیا جاتا ہی لیکن جو کچھ صحت مین قریب تر تھا ایراد کیا جاتا ہی کہتے ہین سلطان جمال ظاہر مین آراستہ اور کمال باطنی مین پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی نہایت ارزانی اور امن وامان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز بار عام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی دادرسی مین مشغول رہتا تھا اور گاہ صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کیوقت تک معاملات مین مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ ایک مجلس مین اداکرتا تھا اور ایام سلطنت مین اُسکی دست تسلط ہند کے زمیندارونکا کوتاہ ہوا اور سب مطیع وفرمان بردار ہوئے اور قوی وضعیف یکسان اور برابر ہوئے اور کامون مین انصاف مرعی رکھتا اور ہواے نفس پر بہت کم جاتا اور خداترسی سے خلق پر نہایت مہربان رہتا ہمیشہ کہ ایکدن اپنے بھائی باربکشاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کیوقت ایک قلندر حاضر ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر بولا فتح تیرے واسطے ہی بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیر نے کہا مین ہاتھ فال نیک پر مارتا ہون تو نے اپنا ہاتھ کیون کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جسوقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو حکم ایک طرف نکرنا چاہیئے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس شے مین خیر اسلام ہی وہ ہووے اور ہرسال دومرتبہ فقرا اور مستحقین ولایت کے بہ تفصیل اسم لکھواتا تھا اور ہرشخص کے فراخور حال مبلغ شش ماہہ بھیجتا تھا اور ہر زمستان مین جڑاول اور دوشانے اُنھین دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی بر سبیل جمعگی فقراے شہر کو مبالغ پہونچاتا تھا اور ہرروز کتنے مقامون مین طعام خام اور پختہ شہر مین تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ فتوحات اور کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقیرونکو نہ پہونچاتا **بیت** اگر بایدت شوکت وسروری + دل زیردستان بدست آوری + اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجونکو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک معتبر ہوتا اور اُس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہی اُسمین نقصان ندکھیگا اسواسطے اُنمین سے اکثر آدمی شریعت کے بموجب اپنے مال سے مستحقون کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معزز ہین منقول ہی کہ جسوقت سلطان بہلول نے وفات پائی امرانے بادشاہ وسکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ اُس دن دہلی سے باہر جاتا تھا شیخ بہاء الدین کی خدمت مین کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کیواسطے گیا اور کہا مین چاہتا ہون کہ میزان آپکو سناؤن پھر سبق اُسکا شروع کیا اور اُستاد نے پڑھا کہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھرارشاد ہوئے القصہ جب یہ جملہ تین بار تکرار پایا سلطان نے اُس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اُس دعا کو فال نیک جانکر روان ہوا

قطعہ حدیث اہل فنا ترجمان تقریر است * بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم * سعادت ازلی و رو فاے
شان مضمر * شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم * اور تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ جمیع معاندان کفار کو
تیغ جہاد سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقامون مین ہنود غسل کرتے تھے اُسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار تیار کر کے محافظ مقرر
کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر تھرا مین جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے
تھے اور رسوم کفار کے اعلام بلکلم سرنگون کیے اور نیزہ کہ سالار مسعود کیطرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتون کو
مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغر سن مین کہ ایام اُسکی شہزادگی کے تھے سُنا کہ بلدہ تھانیسر ایک موضع ہے کہ ہنود
وہان جمع ہو کر غسل کرتے ہین علما سے پوچھا کہ اس مقدمہ مین حکم شرع کیا ہے ایک نے انمین سے فرمایا بتخانہ قدیم کو ویران
کرنا جائز نہین ہے اور جس حوض مین کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اُسکی ممانعت تمھین مناسب نہین ہے شہزادہ نے یہ سنکر
دست بخنجر ہو کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اُس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع مین آیا ہے کہتا ہون راہ خلاف مین نہین چلتا
شہزادہ نے تسکین پائی اور اپنی مملکت کی تمام مسجد ونمین قاری اور خطیب اور جاروب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ اُن کا
جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین اشتغال کیا اور کفار
ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہگری نے بھی ایک رونق
اور زیادہ پکڑی اور جو شخص نوکری کیواسطے آتا نسب اُسکا تحقیق کر کے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق
نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا غرضکہ خبرداری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر زیادہ تھی
اور خصوصیات خانہ رعایا اور برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن
سلطان کا آشنا ہے جو مغیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اُس
مضمون کا کہ صبح کوچ کر کے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کیوقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نکرنا
گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امرا سے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفحہ کے نیچے آنکر
فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا ایلچی حکم پہونچاتا تھا وہ اُسی مقام مین پڑھا جاتا تھا
اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جا کر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت
اُس مین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامچہ نرخ اجناس
اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرتا تھا اور اگر سر مو ناملائم معلوم ہوتا فوراً اُسکی
تدارک مین مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصوصیات اور فیصل مقدمات و مہمات اور سرانجام ملکی و رفاہیت خلق
مین صرف کرتا اور علاوہ اُسکے اُسکی جودت فہم اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جسوقت
دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بتنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ
ہوئے اور غارت اور تاراج کیوقت کچھ سونا اور چند نگینہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُنکے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونون
بھائیون مین سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہوا کسواسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جا کر بفراغت و راحت
عمر بخیر و خوبی بسر کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جسوقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے
بہتر ہاتھ آوے پھر اُسنے کہا کہ مین ایسے مقام مین نجاؤنگا اس صورت مین دونون بھائیون نے آپسمین غنیمت تقسیم کی

اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے فرمایا کہ یہ امانتاً میرے زوجہ کو پہونچا دے وہ شخص اپنے مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اُسکی بی بی کے حوالہ کیئے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا ذرغنیمت تفحص کی لعل اُسمین نہ پایا اُسوقت اُسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُسنے جوابدیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُسنے کہا کہ وہ کہتی ہے ہرگز مجھے نہین پہونچا ہے چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہے اسے قدرے تہدید کرنا چاہیے القصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ تہدید مین کھینچا اُسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو حاضر کرونگی میان بھورہ کے گھر مین کہ امرا بزرگ بادشاہ سکندر سے میر عدل تھا جاکر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اُسکے شوہر کو مع برادر اُسکے طلب کرکے کیفیت استفسار کی اُسکے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اسے لعل بھی دیا ہے میان بھورہ نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہے اُسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کے شخص گواہ ہین اُسنے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا اُنھین حاضر کر وہ قمارخانہ مین گیا دو قمارباز برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اسطرح سے گواہی دینا جب یہ محکمہ مین آئے اور گواہی دی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جا جسطور ہے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اُس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تئین بادشاہ کی عدالت العالیہ مین پہونچا کر فریادی ہوئی بادشاہ نے اُس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثی ہوئی عورت نے کہا مین گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہان پرسش اور تحقیقات نہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کرکے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اُسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا کہ ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے اُسکے موافق تیار کیا پھر گواہون کو جدا جدا طلب کرکے اُنھین حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے بھی ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکلین لعل کی اپنے پاس رکھین پھر عورت کو طلب کرکے فرمایا کہ تو بھی اُس لعل کی ہیئت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت نے عرض کی کہ لونڈی نے جس چیز کو آنکھون سے مشاہدہ نہین کیا ہیئت اُسکی کیونکر تیار کرے ہرچند بادشاہ نے اس بارہ مین مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کرکے گواہون سے کہا اگر تم راست براست کہوگے جان کی امان ہے اور اگر دروغ کہوگے تیغ سیاست سے قتل ہوگے گواہون نے لاچار ہوکر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اُس عورت کے دیور کو طلب کرکے سیاست کی اُسنے بھی واقعہ کو از روے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی جودت فہم اور کمالیت عقل سبپر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر بھی کہتا تھا اور گلرخی اُسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اُسکے مصاحبون و ہمدمون سے تھا دو بیتین شیخ جمالی کنبوہ کی برسبیل یادگار تحریر ہوتین **ابیات** ما را ز خاک کویت پیراہنست برتن ٭ آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ٭ مرا ز تیر تو اے اوبیر ازبرگشت ہر پہلو ٭ کنون برو از خواہم کرد سوے آن کمان ابرو ٭ اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اُسکی عہد دولت مین مکتوب ہوئین مدت بادشاہی اُس بادشاہ جم جاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہے **بیت** سکندر نشہ ہفت کشور نماند ٭ نماند کسے چون سکندر نماند ٭ **ذکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا** جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ مین فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیاست اور فراست و شجاعت کے اتصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا ابتداے دولت مین قواعد و آداب سلوک کے خلاف

اپنے عزیزون اور افغانون کو اُنکے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہون کے عزیز اور ہمقوم نہین ہوتے سب نوکر ہین چاہیے
کہ شرط خدمت بجا لاوین امراے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس مین بیٹھتے تھے اُنھون نے
لاچار بسبب ظاہر اطاعت کے سوا چارہ ندیکھا دست بستہ اُن کے تخت کے آگے ایستادہ ہوگئے اور باطن مین دل
دگرگون کرکے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہوکر ولایت
جونپور کی سرحد تک فرمان گذار ہووے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پاکر اُس طرف کے
ممالک پر فرمان روائی کرے پس اس صورت مین شاہزادہ جلال خان نے مع امراے جاگیردار پرگنات جونپور
وکالپی کے اُسطرف متوجہ ہوکر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو وکیل
امور سلطنت کرکے اُسطرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اُسوقت خانجہان لوحانی نے رابری سے بادشاہ
ابراہیم کی ملازمت مین آنکر زبان طعن اور ملامت وزرا اور وکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خطاے
عظیم اور سہو نہایت جسیم ہی **بیت** دو جان ہرگز بیک پیکر نگنجد ٭ دو فرمان دہ بیک کشور نگنجد ٭ ارکان دولت
نے اُسکی تلافی مین کوشش کرکے مصلحت دیکھی کہ جو شاہزادہ نے ابھی استقلال حاصل نہین کیا ہی اُسے دہلی
مین طلب کیا چاہیے چنانچہ اُسکی طلب کو ہیبت خان کرک انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر عاطفت و مکرمت صادر
کیا کہ ایک مصلحت درمیان مین ہی چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہونچادے شہزادہ کو ہیبت خان کرک انداز کی چاپلوسی
اور ملائمت سے مکر و غدر کا مظنہ حاصل ہوا معاودت مین راضی نہوا اور بیجا بہانے ملائم متعذر ہوکر ایام لطائف الحیل مین گذارے
ہیبت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہزادہ نے شیخ زادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک اسمعیل بن ملک علاء الدین
جلوانی اور قاضی مجد الدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب مین بھیجا لیکن افسون انکا بھی کارگر نہوا اسکے بعد دانایان
او فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے اُمرا و حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ لائق رتبہ
اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام لیکر شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کرکے اُسکے حضور نجاوین اور خدمت اُسکی اختیار نکرین
اور بعضے امرا صاحب شکوہ کی لہ اسطرف تھے تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھے اور مثل دریا خان لوحانی حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم
غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرملی ضابطہ اودھ ولکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسپ مع ساز و یراق اور پٹکا اور خنجر ساتھ اپنے
آدمیون معتبر کے کہ محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور جب فرامین جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے
سر پھیر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے ایک تخت مرصع اور مکلل بجواہر نفیسہ دیوانخانہ مین نصب فرمایا اور جمعہ کے روز
پندرھوین ذیحجہ سنہ ۹۲۳ نوسو تیئس ہجری مین اُس تخت پر جلوس کرکے بار عام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت
کو بقدر مراتب و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سر نو سب کو
ممنون احسان اور مرہون عنایت کرکے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات اور مبرات
مفتوح کرکے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کرکے گوشہ نشینون اور متوکلون کو فتوح اور نذرین بھیجکر امور
جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اس عظمت اور
دانائی کو دل مین لایا اور مخالفت اُس طرف کے امرا کی آنکھون سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب دوبارہ شاہ ابراہیم
سے جاے مدارا نہ رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کیطرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت کے کہ

ہو

ساتھ اُسکے متحد تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج نوکی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایون شیروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالنجر پر متصرف تھا بھیجکر پیغام دیا کہ مین تجھے بجاے عم و پدر کے سمجھتا ہون اور تو خوب جانتا ہی کہ مجھسے کوئی تقصیر سرزد نہین ہوئی اور بادشاہ ابراہیم کیطرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اُسمین بھی نظر ڈالکر پیوند صلہ رحم کا کاٹا ہی امیدوار ہون کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب لکھے اور چو اصل مین اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سوء مزاجی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی اور ملائمت شہزادہ نے اُسکے دلمین اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شاہزادہ سے جاملا اور عہد و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جونپور اور اُس نواح کو تصرف مین لاوین اُسکے بعد اور فکر کرین پھر کوچ پر کوچ کر کے سعید خان پسر مبارکخان لودھی کے سر پر جو ضابط اودھ تھا روان ہوئے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ مین دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے بذریعۂ عرض معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب و جرار متوجہ ہو کر اُس فساد کو دفع کرے اُسوقت دولتخواہونکے مشورہ سے بھائیون کو جو مثل شہزادہ اسمٰعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کے تھے دولت خان کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ بمحافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کیواسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائین اور ماکول اور ملبوس اور تمام مایحتاج معین کیے اُسکے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسوین ذی الحجہ ۹۲۳ سنہ نوسوتیئس ہجری مین رایات بادشاہی شرق کیطرف متوجہ ہوے اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہی اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کر کے بسرعت راہی ہوا اُسوقت جے چند زمیندار جرتولی من توابع پرگنہ کول نے کہ مواس مشہور ہی عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کر کے اُسکو شہید کیا اسواسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے اُسکے سر پر جاکر اُس مفسد کو دارالبوار مین پہونچایا اور اُس فتنہ اُٹھانی کو تسکین دیکر قنوج مین بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جونپور مثل سعید خان اور شیخ زادہ فرملی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہو کر دولتخواہون کے سلک مین منتظم ہوئے سلطان نے اُسوقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر گران و فیلان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے قبل پہونچنے سے نعمت خاتون اور قطب خان لودھی کے توابعین اور اپنے متعلقون اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑ کر خود تیس ہزار سوار اور فیلان انتخابی سے آگرہ کیطرف روانہ ہوا اور امراے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے قریب پہونچکر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کیطرف سے آگرہ کی محافظت کیواسطے تعین ہوا تھا پہونچکر شہزادہ جلال خان کو بحرف و حکایات شیرین اس ارادہ سے باز رکھا یہانتک کہ اسکے بعد ملک اسمٰعیل ابن علاء الدین جلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا و ہوس سے باز آنکر چتر و آفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق اختیار کرے مین تقصیر اُسکی بادشاہ سے درخواست کر کے معاف کرا دون اور سرکار کالپی سے بدستور سابق جاگیر مقرر کرا دون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم نے

اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر حقیقت حال عرض کی اور بادشاہ کالپی کو مفتوح کرکے آٹا وا کیطرف پہونچا وہ ضلع قبول کرکے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہوکر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا بادشاہ نے آگرہ مین آنکر قیام کیا اور امرا باد شاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوے اور امراے مخالف توبہ کرکے جادۂ اخلاص مین در آئے اُسوقت ہیبت خان گرگ انداز اور کریم داد توغ اور دولتخان اندرایہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ مجھو کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ محمد خان نواسۂ سلطان ناصر الدین مالوہی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور اُندنون مین دل بادشاہ کا بے سبب ظاہری میان بھورہ سے جو عظم امرا اور وزرا رسکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتماد حقوق سابقہ خاطر بادشاہ کی استرضا کے واسطے غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسکو معزول اور محبوس کرکے ملک آدم کے سپرد کیا اور اُسکے بیٹے کو نوازش فرماکر بجاے پدر نصب کیا اور عزم ملو کا نہ فتح حصار گوالیار کرکے اعظم ہمایون شروانی حاکم ولایت کڑہ کو کہ امیر الامرا تھا مع تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کیواسطے بھیجا اور اُسکے بعد آٹھ امراے عمدہ سے مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُسکی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان مخوف ہوکر وہانسے برآمد ہوا اور سلطان محمود خلجی کے روبرو مالوہ کیطرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار مین پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ سے اُسوقت راجہ مان سنگہ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر مین امثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بکرماجیت قایم مقام اُسکا ہوا اور استحکام مین مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم و دولتخانہ سلطانی برابر کیے ہر روز وہان جمع ہوتے تھے اور ساتھ مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اتفاقاً راجہ مان سنگہ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کی اور اُسکے دو زمین ایک حصار تین تیار کرکے ساتھ بادل گڑھ کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبین کھود کر اُس مقام مین پہونچائین اور باروت سے پُر کرکے آگ دی حصار بادل گڑھ فتح ہوا اور امرا قلعہ کی شق کرکے قلعہ مین داخل ہوے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاؤ روئین کہ وہان تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کیطرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کیطرف اُسے روانہ کرکے بغداد کے دروازہ پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاے اُس دروازہ پر تھی اور اُندنون مین شہزادہ جلال خان سلطان محمود خلجی مالوہی کے پاس گیا لیکن عمدہ سلوک اُسکے سے برنہ آیا بھاگ کر گڑھہ کے راجہ کے پاس دم لیا پھر جماعت گونڈان اُسے گرفتار کرلائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہانسی مین روانہ کرکے اثناے راہ مین شہید کیا

قطعہ شربت سلطنت و جاہ چنان شیرین ست ✤ کہ شہان از پی او خون برادر ریزند ✤ خون آزردہ دلان رانسے ملک مزیزہ ✤ کہ ترا نیز بہان جرعہ لبنا غر ریزند ✤ اور امراے پدر پر بھی بدگمان ہوکر اکثر اُنمین کے دفع کیے اور اعظم ہمایون شروانی اور اُسکے بیٹے فتح خان کو کہ افتتاح قلعہ کو دونون نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ مین طلب کرکے محبوس کیا اور اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو کہ آگرہ مین رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تغیر فرمایا اُسنے خبر حبس پدر سنکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کرکے احمد خان کو جو شقداری کیواسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اُسی عرصہ مین خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف مین تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنۂ کڑہ کے تدارک کی فکر مین ہوا کہ دفعتہً اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی پسر سیانی مبارک خان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے فرار کرکے ولایت لکھنؤ مین کہ اُنکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط و کتابت کرکے فتنہ اور فساد کے طغیان مین کوشش کی اور سلطان

ابراہیم نے صحبت غلیظہ دیکھکر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کرکے مع چند امرائے نامی اور لشکر گران انتخابی اُس جماعت پر تعین فرمایا جسوقت کہ قصبہ بانگرمو کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کمین سے برآمد ہوا اور اُس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کرکے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہوکر پیغام دیا کہ جب تک تم اُس ولایت کو باغیون کے ہاتھ سے برآوردہ نکروگے گردہ ستمروان اور مقصوران سے ہو گے اور احتیاطاً اور فوج اُنکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کے طرف سے بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی جمع ہوئے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو بے بخاری کہ مقتدائے اُس عہد کا تھا درمیان مین آکر مانع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شیروانی کو رہا کرے ہاتھ اُسکی ولایت سے باز رکھکر اور بادشاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیر نفرمایا دریا خان لوحانی حاکم بہار اور نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد قرملی کو حکم بھیجا کہ یہبھی اُسطرف سے باغیون کے سر پر جاکر اُنھین مستاصل کرین جب دونون لشکر نے جمع ہوکر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نکرکے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب وضرب مین مشغول ہوکر ایسی خونریزی کی کہ اُسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہے وہ ہرگز یمن اور میمنت نہین رکھتا آخرالامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور رفساد ساکن ہوا اور مال وملک اُنکا تصرف مین آیا بیت مکن چون ابر کافر نعمتے با منعم ومکرم ٭ کہ یابد نعمت از بحر وزند برسینہ پیکانش ٭ اُسکے بعد جو انحراف مزاج سلطان کا امرائے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امراکی بادشاہ کے نسبت حد سے گذری تھی امرا کو حد سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میاں بھورہ اور اعظم ہمایون شیروانی نے حبس مین وفات پائی خوف وہراس نے امراکے دلون مین راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی اور میان حسن قرملی وغیرذالک نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو اُنھون نے میان حسن قرملی حاکم چندیری کو آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امراکے ازدیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوے اور بعد چند روز کے دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہوکر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنے تئین سلطان محمد مشہور کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوئے تھے اُسکے شریک ہوئے اور تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اُسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور بھی افواج سلطانی سے ہزیمت پاکر اُسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج شاہی سے جنگ کرکے غالب آیا اور اُسوقت مین غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پھر متوہم ہوکر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر وغضب سے نجات ندیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التجا فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین رہتا تھا لیگیا اور اُس جناب کو تحریص دیکر تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے سلطان علاءالدین برادر بادشاہ ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہوا تھا عجز وانکسار اور تضرع وزاری سے اپنے پاس بلاکر اکثر خویش واقارب اور اعوان وانصار اپنے اُسکے ہمراہ کیے تو دہلی مین جاکر اُس حدود کو مسخر کرے اور سلطان علاءالدین روانہ ہوکر اسمٰعیل خان جلوانی اور دیگر امرا کو جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے

مایوس ہوکر پرگنات پر رہتے تھے ساتھ اُنکے شریک ہوا اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سنکر اُس جماعت کی طرف عازم ہوا جسوقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیم شاہ کو درہم اور برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پاے ثبات میدان جانفشان مین گڑھ کر تھوڑے سے خواص خاص سے اپنے سراپردہ مین ایستادہ ہوا اور اصلاً ہاتھ کارزار مین کھولا اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کرکے اُسپر حملہ کیا اور صدمہ اول مین اُسے پسپا کرکے بھگا یا چنانچہ ہر کسی نے ہر جگہ سے کہ تاراج مین مشغول تھا اُسی جگہ سے راہ فرار نا پی القصہ سلطان علاء الدین اور امراے شکستہ پنجاب کیطرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین مقام کیا اور ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اُسپر لشکر کھینچا چنانچہ وہ بہ تفصیل تحریر ہوگا موضع پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور نسیم فتح بابر شاہ کے اعلام پر چلی بادشاہ ابراہیم لودھی معرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان صاحبقران مین انتقام کیا ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود۔ **ذکر زیبندہ سریر کشورستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا** جسوقت کہ سلطان ابوسعید میرزا عراق مین شہید ہوا اُسکے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل اُنکے اسماکی یہ ہی سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابابکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا سلطان میرزا ان سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغولستان نے الغ بیگ میرزا کے سوا ہر ایک تینون بھائیون کی شادی ہوئی تھی اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ کے بادشاہ فرزانہ عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُسکے یہان ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان مذکور کی دختر مسماۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند موجود ہوا نام اُسکا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حامی قراکولی نے تاریخ اُسکے تولد کی یون تحریر کی ہی **بیت** اندر شش محرم زاد آن شہ مکرم ؎ تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ؎ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کیطرف یون راجع ہوتا ہی سلطان ابوسعید میرزا ابن سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقرانی گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس کے سن مین باپ کی طرف سے خطہ اندجان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین کبوترخانہ کے کوٹھے پر سے گرکر شنقار ہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے بادشاہ ہوا ظہیر الدین لقب پایا اُسکے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھکر بقصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوئے کسواسطے کہ عمر شیخ میرزا نے کہ بادشاہ اولالعزم اور صاحب داعیہ تھا سابق مین اُنکی ولایت پر لشکر کشی کرکے بہت خرابی کی تھی القصہ امیر شیرم طغائی عمر شیخ میرزا نے

[illegible]

چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پہاڑ اور رکند پر لیجادے کہ اگر امرا راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہو دین
حضرت سے محروس او مصئون رہے مولانا قاضی شیخ برہان الدین بلخی کے خاندان سے تھا اور اعیان اندجان کے سلک
مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کہ اُسکے بعد صریحاً نام اُس کا ندکو رنکر کے ساتھ فردوس مکانی کے
اکتفا ہوگا حصار اندجان مین داخل ہوا ارباب جاہ برج و بارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین یعقوب و امیر قاسم
قوچین جو فرغستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے باز آئے اور لوازم اخلاص مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی و سلطان
احمد میرزا کہ فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا خجند اور فرغانہ کو مسخر کر کے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اُس حالت مین ایک ارباب
اندجان سے مشہور بہ محمد درویش کہ مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا
قاضی اور اوزون حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ سمرقند کو چھوڑ کر اندجان مین
اقامت نہ فرمادینگے اس صورت مین اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کو کہ مثل فرزند کے ہے تفویض فرمادین مدت العمر اطاعت
کے راستہ پر مستقیم ہو کر مخالفت نکریگا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہو کر مقام صلح مین ہوا لیکن ارکان دولت
اُسکے اپنے ارادہ سے نہ باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر مین عازم ہو کر سعی موفور عمل مین لائے
اُس عرصہ مین فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر مین وبائے اسپ مین شیوع پایا طویلہ طویلہ اسپ
سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوئے اور بے ہمی سمرقندیونکی اُردو مین ظاہر ہوئی
سلطان احمد میرزا نے پھر بر سر مصالحہ ہو کر امیر درویش محمد کو اُس مہم کے تصفیہ کیواسطے مامور کیا اور فردوس مکانی کیطرف سے
حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ مین ملاقات کی اور موافقت کے بارہ مین ہمکلام ہو کر صلح کی و سلطان احمد
میرزا سمرقند کیطرف متوجہ ہوا لیکن قضائے الٰہی سے راستہ مین فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان دوسری طرف
سے فرغانہ مین متوجہ ہوا جب اخسی مین پہونچا جہانگیر میرزا برادر فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور
ساتھ امرائے معتمد مثل درویش علی اور میرزا قلی کو کلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبداللہ سبک اور آقا اویس لاغری و میر غیاث الدین
طغیائی کے قصبہ کاسان کیطرف کہ الکائے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی تھا
اور اُس جگہ اقامت رکھتا تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا
سب نے اطاعت کر کے کاسان کو اُسکے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی مین گیا کسواسطے کہ کچھ کام
پیش نہ گیا تھا لیکن عارضہ نے اُسپر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا مقارن اس حال کے ابابکر حاکم کاشغر او ختن نے
حدود و اور رکند کیطرف کھینچکر تعذیب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اُسکے دفع کو مامور ہوئے
صلح کر کے اُسنے بھی اورون کے مانند اپنے مقر کیطرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ مین جا کر حسن یعقوب کو
صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین حسن یعقوب کی اوضاع اور اطوار سے بوئے
مخالفت استشمام فرمائی بطور تاخت اندجان کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت مین کہ حسن یعقوب شکار کیواسطے گیا تھا
اُس مقام مین داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنکر سمرقند کے باہر سے بھاگا اور امیر قاسم قوچین نے امور ملکی اور مالی
مین مشغول ہو کر ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب مین دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی مین حسن یعقوب نے
اُس جماعت پر شبخون مارا اور اُس شب تاریک مین وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا

اور اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم سارا در حاکم قلعہ اشیرہ نے باغی ہو کر خطبہ بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا
کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جا کر محاصرہ کیا اس صورت مین چالیس روز کے بعد ابراہیم سارا با تیغ و
کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُسکا جرم معاف کیا اور خجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے جب
بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کیطرف روانہ ہوا تا کہ اپنے خال سلطان محمود بن یونس خان سے کہ
بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس مین آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجالا کر ایستادہ
ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کر کے دو زانو بیٹھا اور خان علی شان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی مین کھینچکر لوازم
ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نچھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کیطرف مراجعت فرمائی
اس سبب سے کہ بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ کتب متداولہ مین مسطور ہی بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے بے
ابواب تفرقہ اُسکے روے روزگار پر کھولا فردوس مکانی اراپتہ کی تسخیر کیواسطے کہ برسون حوزہ تصرف دیوان عمر شیخ میرزا
مین تھا آخرش فترات مذکورہ مین گماشتگان بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے تصرف مین آیا تھا سوار ہوا شیخ
ذوالنون کہ بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کیطرف سے وہان کا داروغہ تھا حصاری ہو کر اعلام مدافعہ بلند کیا اور جو
زمستان نزدیک آیا غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان مین آ کر دوسرے برس لشکر سمرقند کیطرف کھینچا اور سمرقند کے پاسے
قلعہ مین ساتھ سلطان علی میرزا برادر بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کہ حاکم وہان کا تھا اور کشور گیری کا داعیہ رکھتا تھا
ملاقات کر کے قرار دیا کہ دوسری برس سامان خوب کر کے آوین اور سمرقند کو بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے
برآوردہ کرین اسواسطے دونون نے اپنے ممالک کے طرف معاودت کی اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین کہ شروع بہار
تھی دونون بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کیطرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند مین پیشتر پہونچا اور بانیسنقر میرزا ابن
سلطان محمود میرزا برآمد ہو کر اُسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کر کے بیٹھا اس درمیان مین فردوس مکانی بھی قریب پہونچا
پھر سمرقندیان شب کو کوچ کر کے شہر کیطرف متوجہ ہوے اور اسی راتکو بحسب اتفاق التون خواجہ مغل نے طلیعہ فردوس
مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر پہونچکر بہت سمرقندیون کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی قلعہ اشیرہ کو جو بر سر راہ تھا
مسخر کر کے بتعجیل تمام سمرقند مین آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی خواجہ مولانا صدر اور خواجہ کلان کا بڑا بھائی کہ فاضل عصر و منشی بے نظیر تھا
ایک تیر اُسکی گردن مین لگا کہ اُسکے صدمہ سے جان بر ہوا اور اسیطرح سے سمرقندی دامن جوانمردی اور بہادری کا کمر پر باندھ
کر وقت بیوقت دونون بادشاہ سے مجادلہ کرتے تھے لیکن تدبیر اُنکی بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نہ کرتی تھی جب فصل خریف پہونچی سلطان
علی میرزا بخارا کیطرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار مین آیا کہ وہان قیام کر کے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند
پر تاخت لاوے اور شرائط محاصرہ بجالاوے اور اُس عرصہ مین بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے مکرر ایلچی ترکستان
کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرما کر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ
خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کر کے سمرقند گیا اور بانیسنقر میرزا
ابن سلطان محمود میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہو کر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا بانیسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے
مایوس ہوا دو سو یا تین سو آدمی سے خسرو شاہ کے پاس قندز کیطرف گیا فردوس مکانی بانیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے
فرار سے آگاہ ہو کر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور ماہ ربیع الاول آخر سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین سمرقند کے تخت پر جلوس کیا امراسے

قدیم کو جنسے جانسپاری ظہور مین آئی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اورونسے زیادہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہوا اس سبب سے بے سامان ہوکر متفرق ہوگئے اور پہلے تمام مغل کہ انکا سردار ابراہیم چک تھا بھاگے اور جان علی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کے سمت روانہ ہوئے اور ساتھ اتفاق زوزن حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف مین آیا ہے ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ مین چھوڑین فردوس مکانی اس گستاخی سے ناراض ہوا اور ایسی باتین کہ اس جماعت کے کارآمد نہ تھین زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت مین یکجہت ہوکر جہانگیر میرزا کے رکاب مین اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے التون خواجہ مغل کو انکی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن مخالفون نے ایک جماعت کو سر راہ بھیجکر التون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم کرکے عرضیں درگاہ مین بھیجین قضارا انھین دنون مین مزاج وہاج فردوس مکانی کا اسطرح منہج اعتدال سے منحرف ہوا کہ مجال تکلم نرہی اور روئی کے پھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیان اندجانیون کی جو کہ درخواست کمک در اظہار بیطاقتی مین تھین پے درپے گذرین آنحضرت سمرقند ترک کرکے اندجان کیطرف متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی اور دوسرونکے پہونچنے سے پیشتر خبر بےحضوری آنحضرت کی سنکر مضطرب ہوئے اور سب نے قلعہ اندجان کا مخالفون کو دیا اور انھون نے مولانا قاضی کو قتل کرکے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند اور اندجان قبض وتصرف سے برآوردہ ہونیکے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم قوچین کو تاشکند کیطرف اپنے ماموں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان بتعجیل روانہ ہوا اور جلپاکائی آہنگران مین آپس مین ملاقات کرکے روانہ ہونیکے تہیہ مین تھے کہ جہانگیر میرزا کے ایلچی نے سلطان کی خدمت مین آنکر اُسکے ارکان دولت سے موافقت کی اور یہ کلام کیا کہ بھانجون کو چھوڑ کر خود تاشکند کیطرف گیا اسوقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہوکر ایک جماعت امراے قدیم سے کہ زیادہ دو سو سوار سے ہوتے تھے کوئی شخص اُسکی ملازمت مین نرہا ناچار خجند کیطرف مراجعت کرکے ایک قاصد ارادیتہ کیطرف محمد حسین گورکان کے پاس دو غلات مین بھیجا اور اظہار کیا کہ خجند گنجایش رہنے کی نہین رکھتا ہی اور داعیہ میراایون ہی کہ زمستان کو قریہ بساغر مین بسر کرون محمد حسین گورکان نے یہ بات تجویز کرکے رایت بابری کا سایہ وصول اُس ملک پر ڈالا اور چند روز کے بعد کہ جمعیت بہم پہونچی امرا پھر بیلاق کی طرف روانہ ہوگئے بعضے قلعون کو جنگ سے اور بعضون کو تدبیر سے حیز تسخیر مین درلائے لیکن آنحضرت کے کام نہ آئے اپنے مہمات مین متفکر اور حیران ہوئے مصرع نے راے سفر کردن ونے روے اقامت۔ ایسے وقت مین ہرہ خونچر علی دوست طغائی کیطرف سے آیا اور ایک عریضہ اس مضمونکا کہ مجھسے بہت گناہ صادر ہوئے بمقام عذر مین ہون اب قلعہ فرغنستان میرے تصرف مین ہی اگر وہ حضرت تشریف لاوین اُسکو تفویض کرکے سلک غلامون مین منتظم ہون القصہ فردوس مکانی اسی معنی کو مقدمہ فتوح جانکر روان ہوا اور بعد وصول بمقصد اعلی دوست طغائی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ کو بادشاہ کے تصرف مین دیکر پیشکش مین بھی تقصیر نہ کی فردوس مکانی نے امیر قوبہ حسین کو کوہستان کی طرف اندجان اور ابراہیم سارو اور اویس لاغری کو اخسی کی اطراف مین بھیجا کہ سعی کرکے آدمیون کو مطیع کرین القصہ رعایاے اطراف اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سارو اور اویس لاغری نے قلعہ باب اور ایک دو قلعہ اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن یونسخان بھی ایسے وقت مین بہ قصد کمک روانہ ہوا زوزن حسن اور سلطان احمد تنبل فرغنستان کی فتح اور لشکر کے اطراف کے

روانگی سے آگاہ ہوکر جہانگیر میرزا کی ملازمت مین فرغنستان کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ایک جماعت اخسی کیطرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اُس گروہ سے دوچار ہوکر اکثر کو تہ تیغ کیا اور اُس مین پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ بچے زوزن حسن یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور جب اُسکے سپاہیون نے ایک ایک اور دو دو بادشاہ کی ملازمت مین جانا شروع کیا ناچار وہانسے کوچ کرکے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ زوزن حسن کے خویشون مین تھا اور اندجان مین حکومت کرتا تھا اُسنے دیدہ بصیرت سے اقبال بادشاہی پیشتر دیکھکر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے پاس ایلچی بھیجکر التماس تشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہوکر ہر ایک طرف راہی ہوئے چنانچہ زوزن حسن اخسی کیطرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل کے سمت روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کیطرف جاکر ناصر بیگ اور دوسرے دولتخواہون کو مورد عنایات فرمایا اور دار الملک فرغانہ کہ مدت مدید سے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوا تھا پھر ماہ ذیقعدہ ۹۰۴ھ نوسو چار ہجری مین حوزۂ تصرف مین درآیا اور چوتھے دن فردوس مکانی اخسی کیطرف متوجہ ہوئے زوزن حسن امان کے بعد برآمد ہوکر حصار کیطرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر ہمعنان نصرت از پے دوان ۔ پھر اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اور زوزن حسن کے اکثر ملازم اُس سے جدا ہوکر موکب ہمایون مین جاملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض اقدس مین پہونچا کہ اکثر اسباب دولتخواہون کا اُنھون نے تاراج کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اور ساتھ مال اندجان کے امان پائی ہو مال کے واپس دینے مین کیا مضائقہ رکھتے ہین حکم ہوا کہ جو شخص اپنا مال جس کسیکے پاس پہچانے لیوے مغلون نے اس معاملہ سے آگاہ ہوکر کند کا راستہ لیا اور سلطان احمد تنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل اور جہانگیر میرزا انکے ہمراہ اندجان کیطرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو انکی مدافعہ کیواسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی امیر قاسم قوچین منہزم ہوا اور بہت سے امرا و مقرب شاہ اُس معرکہ مین کام آئے اور بعضے اسیر ہوئے اور مخالفین نے تمام اندجانمین آنکر ایک مہینے محاصرہ اور مجادلہ مین مصروف رہے جب وہ مفتوح نہوا کوچ کرکے اوش کیطرف گئے اور فردوس مکانی ۹۰۵ھ نوسو پانچ ہجری مین بقدر استطاعت لشکر جمع کرکے اوش کیطرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر دوسرے راستہ سے اندجان کیطرف گئے اور ہر ایک منصوران حضرت نے جو کچھ اُس حدود مین دیکھا غارت کیا اور لشکر جب معمور ہوا فردوس مکانی بارور کیطرف کہ قلاع مستحکمہ سے ہے اور تصرف مین خلیل برادر سلطان احمد تنبل کے تھا روان ہوا خلیل نے اعلام مدافعہ برپا کرکے جنگہاے سخت کین اور آخر کو امان چاہکر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اسی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کرکے اندجان کیطرف بھیجا لیکن سلطان احمد تنبل نے اندجان کی نواح مین پہونچکر چاہا کہ سیڑھیان لگاکر قلعہ مین درآوے قلعہ کے باشندے آگاہ ہوکر اُنکے مدافعہ کے واسطے اُٹھے الا کچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی ایک فرسخ پر پہونچا وہان سے کوچ کرکے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہوا اور وہ حضرت اُسکے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل مقام کیا آخر الامر قریہ خوبانی کی حوالی مین کہ اندجان سے تین فرسخ ہے درمیان دونون لشکر کے جنگ صعب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و تیر سے جوے خون جاری ہوئی اور زمین مقتولون کے خون سے رنگین ہوگئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہوکر سلطان احمد تنبل کو مفرور کیا اور سالماً غانماً اندجان مین داخل ہوا اور انھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان لیکر جہانگیر میرزا کی کمک کو آیا ہے اور قلعہ کاسان کو فتح کیا ہے فردوس مکانی نے عین شدت سرما مین کہ قطرات باران زمین و آسمان مین

منجمد ہوئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے ساتھ مرغ کباب کے سیخ مین کھنچی تھی اُس طرف متوجہ ہوا اسصورت مین لشکر کمک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف پلٹ گیا اور سلطان احمد تنبل کہ لشکر مغل کی ملاقات کو جاتا تھا اور اُنکی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہوکر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نرکھتا تھا فرد کش ہوکر اقرار کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اسنے قلعہ اشخیار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ مین خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ تر اُنسے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح درمیان لائے اور اقرار پایا کہ اب خجند سے اخسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف مین رہے اور ولایت اندجان و توابع اور کند بادشاہ کے زیر نگین ہووے اور جسوقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر مین آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ ہو عہد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا و سلطان احمد تنبل نے بادشاہ کو دیکھا اور طرفین کے قیدیون نے رہائی پائی فردوس مکانی اندجان مین آیا اور علی دوست طغائی کہ خیل و حشم کی زیادتی اور دینار و درم کی کثرت سے ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لیگیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا ابراہیم سار داور اویس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُسکے فرزند محمد دوست نے سلوک بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن کے قرب و جوار کے سبب مقام تادیب مین نہوتا تھا اس درمیان مین محمد مرید ترخان کہ امرائے معتبر سلطان علی میرزا حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہوکر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اُسے بھی اُبھار کر سمرقند کی طرف گیا اور شکست پاکر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے اس امر کو غنیمت شمار کرکے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنائے راہ مین جب محمد مرید ترخان اُردو مین اُسکے ملحق ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحیٰی قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ اُن ہدایت شعار کے قبضہ اقتدار مین تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ مین پہونچین وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہونچیگا لیکن سلطان محمود دولدی کہ آنحضرت کے نوکرون سے تھا بے سبب اردوے معلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف گیا اور وہان کے آدمیون کو خواجہ قطب الدین یحیٰی کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُس وقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اُس عرصہ مین فردوس مکانی کے نوکر علی دوست طغائی کی شامت سے جو پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی مین داخل ہوئے اور اتنی خبرین عرض اقدس والا مین پہونچائین کہ یکبارگی مزاج قدسی مآثر اُس سے منحرف ہوا رخصت فرمایا اور علی دوست طغائی باتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے سلطان احمد تنبل کے پاس جاکر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مرگیا اور جب شیبانی خان بخارا کو مسخر کرکے سمرقند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلدۂ کس کیطرف تشریف لیگیا اور وہان سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چغتائیون مین محمد مرید ترخان اور امرا سمرقند کے تسخیر سے ناامید ہوکر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہوکر توکلاً خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کرکے سراق کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہین تنگ اور پرسنگ قطع کرکے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نرہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہی اور آدمی وہانکے اُس سے

ابھی یکدل اور ایک زبان نہین ہوئے ہین ہم پوشیدہ سمرقند مین داخل ہوان اور جوکہ وہ ملک ہمارا موروثی ہی وہان کے
باشندے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نکرینگے اُسکے بعد شہر ہمارے تصرف مین آوے یا جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو
فعل مین آویگا اس نیت سے ایلغار کرکے رات کے وقت یورت مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہے
بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہوکر مقیم ہوا اور خواب دیکھا اس درمیان مین ایک دستارخوان کہ مناسب نہ تھا ان ہدایت
شعار کے روبرو بچھایا اور خواجہ نے متغیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے بایماء اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر
سے بری ہون تقصیر خوان سالار کی ہی خواجہ وہ عذر سُنکر مجلس سے اٹھکر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے
مکان کے دالان مین پہونچکر بازو بادشاہ کا پکڑ کر ایسا اٹھایا کہ پانون اُسکے بلند ہوئے اور جسوقت وہ حضرت خواب سے
بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچہ مقصود نسیم فضل ایزدی سے شگفتگی پر ہی چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لیگیا اور آدھی
رات کو سرپل مغاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل
ہوئے جب دروازہ فیروزہ کے قریب پہونچے فاصد ترخان کو کہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر
فردوس مکانی مع دوسو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جوکہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجالائے
اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اوزبکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان وفا میرزا حاکم شہر نے
مع ایک جماعت اوزبکان خونخوار خواجہ قطب الدین یحییٰ کے مکان سے برآمد ہوکر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان
کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار اوزبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچاکر قضیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان ایلغار
کرکے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہو سکیگا اسی وقت پلٹا
اور اُسکے بعد سمرقند کے اعیان واکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجالائے اور مولانا ثنائی شاعر
نے کہ اُسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ ابوالبرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر مین دکن مین آیا تھا فضیلت
اور ندیمی مین عدیل اور نظیر نرکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ ترکی تالیف اُس بادشاہ مین کہ ساتھ
واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہی مرقوم قلم خجستہ رقم ہوا کہ سلطان حسین میرزا ہری کو ساتھ اسی غفلت کے پکڑا تھا
لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اُس فتح کے فرق بہت ہی اول یہ کہ سلطان حسین میرزا
جنگ وجدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اُسکا یادگار محمد میرزا جوان سترہ اٹھارہ برس کا تھا
تجارب زمانہ سے اسقدر بہرہ نرکھتا تھا تیسرے یہ کہ اُسکے تئین امیر علی اخور نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر
اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہری خالی تھا اور یادگار میرزا زاغان کے باغ مین مینوشی مین اشتغال رکھتا تھا کہ
اُس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین
میرزا نے اول مرتبہ جوکہ ایلغار کی انکو غافل پاکر فتح کی اور مین سمرقند کے لینے مین اُنیس برس کا تھا اور معرکے بہت نہ دیکھے
تھے اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کو نہ آیا تھا
اگرچہ دل اُنکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسیکو زہرہ اسکے اظہار کا نہ تھا اور جان وفا میرزا مع چھ سو
اوزبک خونخوار کے کہ رستم اور اسفندیار کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا قلعہ مین تھا اور محافظت مین قیام رکھتا تھا ایسے مین نے
قلعہ لیا اور حاکم کو مین نے پسپا کرکے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جوکہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہوئے اور دوسری مرتبہ فتح میسر ہوئی

یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہی اب ضمیر منور خان دانش پذیر پر مخفی او محتجب نرہی کہ تسخیر سمرقند جس طرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہی ساتھ حکایت روانگی امیر تیمور صاحبقران گورکان بہمراہی دوسوا ور تینتالیس آدمی شب کو قرشی مین اور لینا اُس بلدہ کا کمال دل جوشی مین لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام زبانپر نہ لایا اور اُس وقت قرشی مین کوئی فرمانروا نہ تھا اور امرا مثل حسین اور میر موسی شہر کے باہر تھے اور میر موسی کا بیٹا محمد بیگ کہ خرو سال تھا بلدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہی اور نہایت سنگین جو ہتین کہ کبھی کسی بادشاہ کے دل پر صورت اُسکے تسخیر کی بر سبیل تہر د غلبہ نگذری اور اس سبب سے اُسکو بلدہ محفوظ سمرقند لکھتے ہین اور قرشی ایک موضع ہی مختصر کہ ہمیشہ داروغہ نشین رہا ہی **مصرع** ببین تفادت رہ از کجاست تا بکجا * الغرض جب ساحت (میدان ۱۲) سمرقند آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مرید ترخان نے فرصت پاکر قلعہ قرشی اور حصار کو اوزبکون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور مردا ور کش سے ابوالحسن میرزا نے آنکر قراکول کو ری کو لیا اور فردوس مکانی نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تو یکبارگی شیبانی خان کو ماورالنہر سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کہ عمدہ تھے تغافل کیا اور دوسرون نے اسقدر لشکر نہ بھیجا کہ کارگر ہو اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان مین زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور قتل کیا اور فردوس مکانی شوال کے مہینے سنہ ۹۰۶ نوسو چھہ ہجری مین لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور کاروزن کے اطراف مین شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال و جدال مین سعی موفورہ طرفین سے عمل مین آئی اور جو لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور اُن حضرت کے پاس دس پندرہ نفر سے زیادہ نرہے عنان پھیر کر سمرقند مین داخل ہوئے اور امراے بزرگ مثل ابراہیم خان اور ابراہیم سارد اور ابوالقاسم کوہ اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوچین اور فدائی رومی اور خلیل برادر سلطان تنبل وغیرہ اس معرکہ مین مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی قائم کی اور فردوس مکانی نے مدرسہ الغ بیگ میرزا مین سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف سے کمک کے واسطے حاجت پڑے خود بہ نفس نفیس آپ کو پہونچاوے اور بہت دنون تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور قوج بیگ اور توامان کو کلتاش وکل نظر مغانی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان نے حد سے زیادہ محصورون کی تضئیق مین کوشش کی بلاے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع تلعہ بندونکے کانون معدہ مین بھڑکی قرص خورشید سپید کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون مین گردہ روٹی کا نظر نہ آتا تھا اور کسی گھر مین دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر مجرہ اور سنبلہ مین کہ ہاتھ کسیکا وہان نہ پہونچتا تھا علاوہ آسکے روغن مانند کبریت احمر یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور کتا بلی ماتحلل کا بدل ہوا کام اس سے اور اُس سے درگذرا اور گھوڑون کے واسطے جب برگ اشجار نرہے چوب خشک کو زندہ کرکے اور تراش کرکے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی مین ترکرکے علیق کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ مین ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندز اور بقلان اور مغلستان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اسلیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتدا سے سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سما سے سمک تک کشادہ نہ تھی

خواجہ ابوالمکارم اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سو نفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کیطرف نہ گیا تاشکند کی راہ کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اُسوقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہوکر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا اور فردوس مکانی جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان بن یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کرکے لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور رخصت کے وقت اراتپہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہان رونق افزا ہوکر موسم زمستان بسعادت وبرکت بسر فرمادین اور شروع بہار مین شیبانی خان نواحی اراتپہ مین آیا اور تاخت وتاراج کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی کی ساتھ صعوبت او تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لیگئے ایک مدت اوقات اُس ولایت مین گذاری وآخر کو سلطان محمود خان بن یونس خان اور اُسکا بھائی احمد خان کہ بالچہ خان مشہور ہوا تھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کرکے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے سلطان احمد تنبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جانکر اُس مملکت سے دست کش ہوتا تھا مع لشکر مستعد وجرار حرب پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کرکے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت نے اوش کو لیا اور مردم اور کند وفرغنستان اپنے حاکم کو اخراج کرکے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کیطرف نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اُٹھکر اندجان کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت وتاراج کو گئی تھی جنگ کرکے شکست دی فردوس مکانی اوش مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہوکر برج وبارہ کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین خوانین مغل کہ تعاقب مین اُسکے گئے تھے پہونچے اور اندجان مین فرد کش ہوئے اور فردوس مکانی بھی آنسے ملحق ہوئے اور چند روز کے بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کرکے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ کرکے جا ئے مناسب مین وارد ہوئے اُسوقت مین شیبانی خان بالشکر افزون از مور وملخ وقطرات باران اخسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوکر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہوکر شیبانی خان سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اُسنے چند روز کے بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جاکر امراض متضادہ مین مبتلا ہوا ایک دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھین زہر دیا ہی اگر حکم ہو تریاک مجرب کہ خطا مین ہوتا ہی اور بالفعل اُس مین سے سرکار مین موجود ہی ہم لاوین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ کہا ہان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہی لیکن زہر یہ ہی کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر اور دستگیر کرکے آزاد کیا امراض مختلفہ اس ننگ وعار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم پہونچے استعمال کیا جاویگا اور مفید ہوگا فردوس مکانی مغولستان سے حصار اور وہان سے گذر کر مدینۃ الرجال ترمذ مین پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ اوزبکون کے خوف سے بستر استراحت پر بفراغت آرام نکرتا تھا ورود موکب بابری کو فتوح عظیم جانکر پھر مع ساز وپیشکش اور انکسار تمام سے خدمت مین حاضر ہوا اور اُن حضرت نے

توجہ کی بارہ مین جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کر کے کہا کہ مین اس درمیان مین مثل گیند خم چوگان زمانہ
مین گرفتار ہون اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر مین خانہ بخانہ اور رہوا کے مانند سو بسو دوڑ دوڑ جستجو کرتا ہون اور سرگردانی
اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہین ہر چند کہ اپنی قسمت کے زایچہ کو نظر کرتا ہون ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہین دیکھتا جو
کچھ تیرے دل مین آوے دوستانہ کہہ تو مین اُسپر عمل کرون اور اس پریشانی سے چند روز آرام کرون امیر صاحب تدبیر نے
زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چکاریان تفرقہ اور پریشانی کی
اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے جھلکین مناسب وہی ہے کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کرین اور کابل کیطرف جا کر اپنے
تئین مملکت اوزبک سے دور رکھین نظم ندارے اگر با عدو زور جنگ * طریق مدارا گزین بیدرنگ * ز ملکش بجائے نما انتقال *
کہ یکچند فارغ شوی از قتال * فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین روے توجہ کابل کی طرف لایا اور
جب عبور اُس مقام پر کہ جہان خسرو خان کا مسکن تھا واقع ہوا وہ بدو تدارک تقصیرات سابق کیواسطے ملازمت مین آیا
فردوس مکانی نے مخفی اُسکے ملازمون اور نوکرون کو کہ سوار و پیادہ سے آٹھ ہزار آدمی تخمینا ہوتے تھے فریفتہ کر کے اپنا کیا
اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب و سامان اپنا ایک جگہ چھوڑ کر
مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ وار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک ہوئے
تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ سے دستیاب ہوا اور دوبارہ سامان بادشاہی بہم پہونچا کر کابل مین آیا اور کابل سلطان
ابو سعید شہید کے حاکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف مین تھا اور جب وہ سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین فوت ہوا اور اُسکا
بیٹا عبد الرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ ہوا ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار رہا لیکن امرا اُس سے منحرف ہوئے
اور عید قربان کے دن اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیون کا نہایت پریشان ہوا اور اُس ملک
کے انتظام اور رونق نے رخصت باندھا اور محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذوالنون کہ حاکم گرمسیر تھا اُس ملک کی طمع کر کے مع لشکر ہزارہ
اور تکدری کابل کی طرف متوجہ ہوا میرزا عبد الرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمغان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے
تصرف مین آیا اور میرزا الغ بیگ کی بیٹی اپنے نکاح مین لایا محمد بابر شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی جمعیت لیکر
کابل کے اطراف مین پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاہکر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت مین مشغول
ہوتے اُس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم سنہ ۹۱۱ نوسو گیارہ ہجری مین فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق
مین واصل ہوئی اور اُسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئین آنحضرت نے دوبارہ
تعمیر کر کے رعایا کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور اُنھین دنون مین لشکر کشی کر کے قلعہ قلات کو کہ توابع قندہار سے ہے مردم
ارغونون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کر کے قرین فتح و
ظفر ملپٹ گیا اور اُسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف تاخت کی اور تادیب و تنبیہ کے بعد مستقر دولت
مین آیا اور غزنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرما کر اُس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بےحضوری بادشاہ
کا بہانہ کر کے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اظہار عدم رضا کیا اور جہانگیر میرزا
جیسا کہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جا کر سیدھا دیماقات اور ہزارجات کے درمیان جو نواح غزنین مین در آیا
فردوس مکانی نے ماہ محرم سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری مین خراسان کی عزیمت فرمائی اسواسطے کہ سلطان حسین میرزا

شیبانی خان کے قوی ہونے سے آگاہ ہوا اور اُس تغافلی سے کہ اُسکے مقدمہ مین کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع
فرزندون اور عزیزون کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر مین تھے کابل سے کوچ کرکے روانہ ہوئے
باثنا ے راہ جہانگیر میرزا کی فکر مین عطف عنان فرمائی اخشام کے بزرگون نے اس معنی کو دریافت کرکے جہانگیر میرزا کی
پروانہ کی اور ملازمت مین آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کی جہانگیر میرزا مضطرب ہوکر اپنے بھائی کی ملازمت مین آیا
اور اُسکی رکاب مین خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت نیمروز مین پہونچا خبر سلطان حسین میرزا کی
شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے مین رعایت ناموس اُس خاندان کی کرکے خراسان
کیطرف متوجہ ہوا اگرچہ اس توجہ مین بہت غرضین اور مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادون کے ایلچی متواتر آئے فردوس مکانی
جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا بتعجیل تمام مرغاب کیطرف کہ محل اجتماع افواج تھا متوجہ ہوا اور جمادی الآخر کی آٹھوین کو لشکرگاہ کے
نواح مین پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب استقبال کے واسطے سوار ہوئے اور آنحضرت
کو اُردو مین لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان عیش طلب نے جنگ اوزبک کی پروا
نکی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک قسلاق کیطرف متوجہ ہوئے فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ
ہرات مین آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستون کو برف نے بند کیا تھا بمشقت بسیار ولایت ہزارہ
کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہان سے گذرا کسواسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر برلاس ایک جماعت چغتے اور مغلون سے کہ کابل
مین تھی جان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہی سے اُٹھاکر نقصان مملکت مین پیدا کیا تھا فردوس مکانی نے
اثنا ے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل مین بھیجا اور جو مردم کابل نے سُنا تھا کہ اولاد سلطان میرزا نے بادشاہ کو
لیکر اختیار الدین کے قلعہ مین قید کیا ہی ہر آئینہ وصول اُسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت چغتے کہ قلعہ ادک کابل مین حصاری ہوئی
تھی استظہار پایا اور اُسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل کیطرف پہونچے اہل حصار اُنکے شریک ہوئے اور مخالفون کو جنگ کرکے شکست دی
اور میرزا جان اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے از راہ مروت آزاد کرکے رخصت فرمایا اور میرزا جان اولاد امیر ذوالنون کے
پاس گیا اور محمد حسین گورکان فراہ اور سیستان کی سمت روانہ ہوا تھا اور ناصر میرزا چھوٹا بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت
بدخشان رکھتا تھا امراے شیبانی خان سے شکست پاکر کابل کیطرف آیا اور جو جہانگیر میرزا خراسان سے مراجعت کے وقت
افراط شراب سے اسہال دموی بہم پہونچاکر فوت ہوا تھا اُسکی جگہ ناصر میرزا کو عنایت فرمائی اور ۹۱۳ھ نوسو تیرہ ہجری مین تاخت
الوس افغانان خلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند و باقی اور اموال آنحضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت
فرمائی اُسوقت ارغون کے امرا نے اوزبکون کے غلبہ سے اظہار اطاعت کرکے پیغام دیا کہ اگر اُس طرف تشریف لاوین
قندھار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اُس طرف نہضت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آنکر
ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب بیشتر روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس
تمہارے اُس طرف آتے ہین لوازم اخلاص بجا لاکر شرف مجلس حضور حاصل کرین وہ طلب سے پشیمان ہوکر پہلے قلعہ بند
ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکالکر قریہ جنگ مین قریب قندھار مصاف کرکے دونون بھائیون نے شکست پائی اور
جو فرصت قلعہ مین آنے کی نہ تھی شاہ بیگ ارغون یساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے
قلعہ قندھار کو مسخر کیا خزانے اور نفائس امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے القصہ سب کو امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا

حکومت قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرماکر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لیگیا اور شیبانی خان اُس سال
محمد مقیم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داوری کے واسطے اُسکے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور
ناصر میرزا نے حصاری ہوکر فردوس مکانی سے عرض کیا جواب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت مین کوشش کرے اور
اگر کار تنگ ہو صلح کرکے آپ کو حضور مین حاضر کرے تو باتفاق عوض اُسکے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف مین لادینگے
آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان نہ تھی دغدغہ کلی ہم پہونچا کر ساتھ امرا کے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی جاے امن اپنے
واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار ہے ایک جماعت نے بدخشان کو تجویز
کیا اور بعضون نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی شق آخر کو پسند کرکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور ننگنہار
مین اقامت کرکے بعضے امور کے سبب کہ بے سامانی تمام ہندوستان کی فسخ عزیمت کرکے پھر کابل سے معاودت فرمائی انھین دنون مین ناصر میرزا
نے قلعہ سے برآمد ہوکر آپ کو بھائی کی ملازمت مین پہونچایا تھا اور شیبانی خان مع حصار شہر قلعہ ارک کو محاصرہ مین رکھتا تھا بعضے
اخبار سنکر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اُسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مراجعت کا
بلند کیا اور اُس عرصہ مین قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف مین آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کیطرف گیا اور کابل
کے باشندے مطمئن ہوکر بستر فراغت پر سوئے اور اُس سال کہ سنہ ۹۱۳ نوسوتیرہ ہجری مین تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی
تاریخ کو قلعہ ارک کابل مین شہزادہ متولد ہوا مصرع شاہ فیروز قدر نجت شد تاریخ۔ اور سنہ ۹۱۴ نوسوچودہ ہجری مین فردوس مکانی افغانان مہمند پر
فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ مین ایک جماعت مقبول نے نسبت خسرو شاہ کے فرصت دیکھکر عبدالرزاق میرزا ابن الغ بیگ میرزا
کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اُسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث ہوا چنانچہ بادشاہ پر تہور ظہیر الدین محمد بابر
بادشاہ کے پاس مع پانسو آدمی کے کہ زیادہ نرہے تھے کابل کی طرف روانہ ہوا لیکن وہ حضرت باوجود اس احوال کے ہمت
اُس فساد کے دفع پر تعین کرکے کابل سے روانہ ہوئے اور مخالفون سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار او افراسیاب
کی منسوخ ہوئی اور بہ نفس نفیس خود اُس دن مخالف کے پانچ بہادرون سے مقابل ہوکر زخم تیر و شمشیر پیہم مارتے تھے
اور اسامی اس جماعت کی یہ ہین علی شب کو راد علی سیستانی اور نظر بہادر اوزبک اور یعقوب تیز جنگ اور اوزبک بہادر چنانچہ
وہ پانچون آدمی کہ بازوے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا ہزیمت اُنکی شامل حال ہوئی اُسوقت فردوس مکانی
نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ مصدر فتنہ ہوا مقتول ہوا اُسکے بعد ولایت خسرو شاہ کی اوزبکون کے تصرف
مین آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ مین ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک شخص
کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قوی تر سب سے ہوا جان میرزا باتفاق والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان قدیم
کی نسل سے تھی اُس ملک کی طمع مین پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاہ بیگم بدخشان کے اطراف
مین پہونچی جان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابابکر کاشغری دو
چار ہوا شاہ بیگم کو گرفتار کرکے میرزا ابابکر کے پاس لیگئے اور جب جان میرزا زبیر راعی کے مقابل ہوا زیادہ ایک نفر سے
اُسکے نزدیک نچھوڑا مانند محبوسون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کوکلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ آدمیون سے
رات کے وقت زبیر راعی پر تاخت لاکر اُسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابری مین مرقوم ہے
کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم اُنکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچاتے تھے اور سنہ ۹۱۶ نوسوسولہ ہجری مین

جو درمیان مملکت شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ تھا اور اوزبک متعرض سرحد قزلباش ہوتے تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض دامن مملکت عراق سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اس مین درج کی بیت نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ؛ درخت دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد ؛ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعویٰ سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اُس شخص کو پہونچتا ہی کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہین اور ساتھ خویشی کے تیرے تئین کہ آق قوینلو دعویٰ خلافت کرنا معنی نہین رکھتا ہی اور بھی اُس وقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہی کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہو مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ؛ اور عصا اور ایک کچکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہی ہی بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند ؛ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ؛ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر رکھیگا سر اپنے سے اندیشہ کر بیت عروس ملک کسے در کنار گیر دچست ؛ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ؛ شاہ اسمٰعیل نے درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیون سے کیان کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل نہوتی تجھے کہان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہی بیت عروس ملک کسے در کنار گیر دچست ؛ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ؛ میرا بھی قول یہی ہی مصرع جانان سخن از زبان ما میگوئی ؛ اب مین تجھے سمجھا اگر جنگ کو باہر آویگا اور باتین حربگاہ مین مجھسے لیوےگا اور جو تئین یہ چرخہ اور تکلا کہ مین نے تیرے پاس بھیجا ہی اپنے روبرو رکھ اور ایسے کام کی طرف رجوع ہو کہ تیرے لائق ہی فردبس تجربہ کردیم درین دیر مکافات ؛ با آل نبی ہر کہ در افتاد برافتاد ؛ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمٰعیل صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین باگ شیدیز عزیمت کی نہ موڑی اس عرصہ مین شیبانی خان نے اول صلاح جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو جب کتاب شاہ اسمٰعیل صفوی کے متضمن سرزنش بسیار و مبنی ملامت بیشمار پہونچی خلائق سے شرمندہ ہو کر باہر آیا اور مصاف کر کے منہزم ہوا اور مع پانسو آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور امرا زادے تھے چہار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباشون نے تعاقب کر کے شیبانی خان کو مع تمامی مراد سلاطین قتل کیا اُسوقت جان میرزا نے یہ خبر بدخشان مین فردوس مکانی کو بھیجی اور خود قندز کیطرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہی جلد تشریف اسطرف ارزانی فرمایئے اور مملکت موروثی یعنی فرغانہ وغیرہ پر متصرف ہوجیے وہ حضرت بتعجیل ۹۱۷ھ نو سو سترہ ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب آمویہ سے عبور کر کے حصار کے حوالی مین پہونچے لیکن اوزبک اُس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت نہ گیا بادشاہ قندز مین آئے اُسوقت خانزادہ بیگم ہمشیرہ فردوس مکانی کہ سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ اسمٰعیل صفوی نے اُسکو مرو سے باعزاز تمامتر قندز مین بھیجا آنحضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر کمک طلب کی اور خود حصار کیطرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب مین کہ اب ساتھ قرشی کے مشہور ہی اجماع رکھتے تھے اُنکی جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر جا بجا سے قلب مین در آیا اور چند عرصہ مین جب جمعیت بہم پہونچی اور ایک قوت پیدا ہوئی ہمراہ اُنکے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کہ اسیر ہوتے تھے قتل ہوئے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اُس دن جانسپاری کی تھی سرفراز فرمایا اور اس درمیان مین احمد سلطان او صفوی علی اور علی قلیخان استاجلو اور شاہرخ خان افشار شاہ اسمٰعیل صفوی کیطرف سے کمک کو پہونچے چنانچہ حصار اور قندز اور بغلان

تصرف مین آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین اوزبک مثل عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کرکے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور مین وہان سے سمرقند تشریف لیگئے تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کرکے ناصر میرزا کو کابل کی حکومت پر تعین فرمایا اور لشکر شاہ اسمٰعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز اور احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک اس بلدہ جنت نشان مین سریر عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخصت سفر باندھا فصل بہار پہونچی اوزبک کہ ترکستان کی طرف گئے تھے مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا ہمراہ عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی انکا پیچھا کرکے بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکور نے بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھا کر بخارا مین آئے اور اوزبکون کے غلو سے وہان مجال توقف نہ پائی پھر سمرقند مین داخل ہوئے اور اُس بلدہ مین بھی آرام میسر نہوئی حصار اور شادمان کیطرف گئے اور اُسوقت نجم الثانی اصفہانی کہ سپہ سالار سپاہ قزلباش ہوا القصہ تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور بلک سوروتی کی طرح پھر جاگزین ہوئی القصہ نجم الثانی نے تھوڑی توجہ مین قلعہ قراش کو اوزبکون سے لیکر قتل عام کیا اور عدد مقتولونکا پندرہ ہزار پہونچا اور مولانا ثنائی ازانجملہ تھا اور بعد اس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت مین باتفاق فردوس مکانی غجدوان کیطرف جاکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور سلاطین اوزبکیہ بخارا سے بسامان تمام غجدوان مین آنکر جنگ مین مشغول ہوئے اور نجم الثانی کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کیطرف متوجہ ہوئے اور امرائے مغل کہ ہمراہ تھے بیوفائی کرکے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان اور پابرہنہ خیمہ سے برآمد ہوکر عاقلانہ آپکو بارک حصار مین پہونچایا اور وہ جماعت جو شی کہ لشکرگاہ مین تھی تاراج کرکے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس حدود مین صلاح توقف نہ دیکھکر کابل مین آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین سواد دیجور کیطرف کہ ساتھ افغانان یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کرکے اُنکے زن و فرزند اسیر کیے اور وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرما کر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم لودھی نائب مناب اُسکا ہوا امرائے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پر کمر باندھی جسطرح کہ اطاعت اُسکی چاہیے تھی نہ کی اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی فرصت پاکر عازم تسخیر ممالک ہند ہوئے اور چار مرتبہ اس ملک پر چڑھائی کی پانچوین مرتبہ گوہر مقصود ہاتھ مین لائے اور دارالملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ سنہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین دریائے سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہرت رکھتا ہے سوار ہوئے جس شخص نے سر اطاعت سے پھیرا اُسکے قتل و قید مین قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کرکے بھیرہ تک کہ پرگنات معتبرہ پنجاب سے ہے گیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود اکثر اوقات اولاد امیر صاحبقران کے تصرف رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور تاخت و تاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اُسکے لشکرین جلد چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کیے فردوس مکانی نے ایلچی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی اولاد اور دولتخواہون کے تصرف مین تھی اب بھی بھیرہ کو مع توابع اور لواحق اس طرف چھوڑین تو دوسری ولایتون مین تمہاری تعرض نہ پہونچے اسوقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی جو تسخیر ہند پیش نہاد ہمت تھی موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اُس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ اتکہ کے سپرد فرما کر خود

کہکران کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی کہکرنے قلعہ پرہالہ مین متحصن ہوکر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخر کو ایک دن قلعہ سے برآمد ہوکر اُس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین ایستادہ ہوا دوست بیگ کے ہاتھ سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ کے داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندہ کے مابین کی محمد علی جنگ جنگ کے سپرد کر کے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر ۹۲۵ھ نوسوپچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد کر کے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین تادیب الوس یوسف زئی کی فرض جانکر تاخت و تاراج کیا اور زراعت بھی اُسکی پامال و خراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کر کے آب سندہ سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید کاشغر سے متوجہ تسخیر بدخشان ہے اس واسطے عزیمت لاہور فسخ کر کے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مالیقرا بن منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب اثنائے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بخاطر جمع افغانان خضر خیل کے سر پر کہ وہ رہزنی مین مباورت کرتے تھے تاخت کر کے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کیطرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ بسعادت و اقبال ہند کیطرف متوجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانونکی جستجو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اُسے تنبیہ و تادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہان کے باشندون نے بعجز تمام امان چاہی اور جان و مال و ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جسوقت کہ رایت اژدہا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سیدپور پر ظل وصول ڈالا وہانکے لوگون نے اول نامساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل چغتائی نے اُنکی سرافشانی کی اور کچھ افراد آدم اور آبادی سے نچھوڑا اور تیس ہزار لونڈی غلام اردو مین بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سیدپور کا کہ امرائے افغان سے متفق تھا اور مائل نہوتا تھا دستیاب کر کے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کیطرف تشریف لیگئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اُسوقت میرزا خان کی خبر وفات پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت و اقبال تمام گرم سیر کو تحت و تصرف مین درلائے اور آندنون مین خراسان ساتھ شہزادہ طہماسپ آتالیق امیر خان کے مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد مین ہوکر فردوس مکانی سے التماس ترک محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نکر کے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز رکھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہوکر بھکر کیطرف کہ تو لع سندہ سے ہے بھاگا اور قندھار مع مضافات ۹۲۸ھ نوسو اٹھائیس ہجری مین حوزہ دیوان بابری مین آیا اور شہزادہ کامران میرزا کو عنایت ہوا اور اُندنونمین دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہوکر اپنے آدمی معتمد فردوس مکانی کے پاس کابل مین بھیجے اور طلب قدوم کر کے حد سے زیادہ اخلاص ورد دولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت چوتھی مرتبہ ۹۳۰ھ نوسوتیس ہجری مین قدم مبارک کا سب دولت مین ڈالکر کوچ بر کوچ کہکران کے درمیان سے قطع مسافت فرماکر شہر لاہور کے چھ کوس ادھر آئے جہاز خان اور مبارک خان لودھی اور بھگن خان لوخانی کہ امرائے پنجاب سے تھے ایک حشر برپا کر کے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کر کے بعد کوشش کشش بہت سے شکست پاکر منہزم ہوئے فردوس مکانی مظفر و منصور ہوکر بلدۂ لاہور مین داخل ہوئے جیساکہ رسم و دستور چنگیزیون کا ہے بازارون کو فال و شگون کے واسطے آگ دیکر جلایا اور تین چارون کے بعد قلعہ دیپالپور پر چڑھائی کی اور اُسکو بھی سر کر کے وہان کے اہالیون کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہوکر بلوچونکے

دیپالپور

درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد میمون علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور مین آنکر ملازمت
آنحضرت صلعم کی اور جالندر اور سلطانپور کے سوا اور بھی پرگنہ جاگیر پائے اور امراے کلانکے سلک مین منتظم ہوا اور مرحوم ثقہ اور سالخوردہ
سے مین نے سنا ہے کہ یہ دولت خان اُس دولت خان لودھی کی نسل سے ہے کہ جسنے ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین چند مدت
دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے کہا تھا رہ مین سمعیل جلوانی اور بلبن جلوانی اور دوسرے افغان بہوانی فراہم ہوئے
ہین اگر فوج اُسطرف جاکر اُنکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہے آنحضرت نے یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجنے کا تہیہ کیا اُس
وقت اُسکے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے از روے اخلاص عرض اقدس مین پہونچایا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان مکر و فریب سے
چاہتے ہین کہ لشکر کو حضرت سے دور کرین اور فریب دیکر نقش دغلی کھیلین آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خانکو قید کیا اور آب
ستلج سے عبور کرکے نئے شہر مین نزول اجلال فرمایا اور چند عرصہ کے بعد دونون کے گناہ معاف فرمائے اور قصبہ سلطانپور بنایا ہوا
اُسی دولت خان کا ہے اور وطن بھی اُسکا تھا اُسکی جاگیر مین مقرر رہا اسصورت مین باپ بیٹے جب سلطانپور مین پہونچے اہل و
عیال اپنے لیکر کوہ لاہور کے دامن مین در آئے فردوس مکانی نے دلاور خانکو خطاب خانخانی فرماکر دونون جاگیرین ساتھ اُسکے مقرر
رکھی اور دولت خان کے واسطے اُس سال سرہند سے لاہور کیطرف مراجعت کی اور لاہور کی داروغگی میر عبدالعزیز میر آخور کو مقرر
فرمائی سیالکوٹ خسرو کوکلتاش اور دیپالپور بابا قشقہ مغل کہ سلطان علاء الدین لودھی نے اُس عرصہ مین شرف خدمت
حاصل کیا تھا تفویض فرمایا اور کلانور کو ساتھ محمد علی جنگ جنگ کے سپرد کرکے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور
آنحضرت کی غیبت مین دولت خان اور غازی خان نے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب خانخاناکو دستیاب کرکے اُسکے
پانوٗن زنجیر مین کیے اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جاکر فیروزپور مین سلطان علاء الدین اور بابا قشقہ مغل سے لڑے
اور اُنھین شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف اور بابا قشقہ مغل لاہور مین گیا
اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کیواسطے سیالکوٹ مین تعین کیے اور میر عبدالعزیز آخور اور امراے
لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کوکلتاش کی کمک کو گئے اور افغانون کے لشکر کو شکست فاحش دیکر مظفر و منصور
ہوکر لاہور مین آئے اور اس درمیان مین ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے
تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند مین پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امراے مغل کی مزاحمت کی نہوئی بمقابلہ
اور مقاتلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی مین روانہ ہوا اور بچوارہ مین اُس لشکر کے مقابل فروکش ہوا سپہ سالار لشکر کو
جس طور سے ممکن ہوسکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھکر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کرکے بادشاہ ابراہیم کے
پاس گئے مقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کیطرف گیا تھا لاہور مین آنکر فرمان امراے مغل کے نام
اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کرکے دہلی مین جاوین اور تسخیر کرکے ساتھ اُسکے سپرد کرین دولتخان اور غازی خان
اس مضمون کو دل مین لاکر آدمی امراے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری
غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانون کا ہووے پھر اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پر بٹھا کر یہ مملکت سرہند کی فردوس مکانی
کے تعلق اور تصرف مین رکھتا رہے اس مقدمہ مین جب دولتخان اور غازیخان نے قسمین مغلظہ کھائین اور عہد کیا اور ایک
عہد نامہ بمہر قضات اور اکابر درست کرکے بھیجا امراے لاہور نے اتفاق کرکے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خانکے پاس
بھیجا غازی خان نے اُسے فوز عظیم جانکر اپنے بھائیون کو مع اور امراے افغانان اُسکے ہمراہ کرکے دہلی مین روانہ کیا اور خود

باقتضاے وقت پنجاب مین رہا اور سلطان علاءالدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کرکے منہزم اور منکسر اور
پریشان اور بدحال ہوا اور پنجاب کیطرف آیا غازی خان نقض عہد کرکے بالشکر مستعد و جرار کلانور مین گیا اور محمد علے خنگ
جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلانور سے لاہور کیطرف آیا اور غازیخان نے کلانور پر قبضہ کرکے بیرسرور مین مقام کیا اور جب فردوس
مکانی کی خبر توجہ سُنی وہان سے پراگندہ ہوکر ملوٹ مین گیا اور بھائیون اور آدمیون کو وہان چھوڑکر خود دامن کوہ مین
درآیا اور وہان سے دہلی مین جاکر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہان یہانتک رہا کہ جنگ فردوس مکانی اور
بادشاہ ابراہیم مین قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار مین شہر کابل مین بزم نشاط آراستہ کی اور جبتک اُس بلدہ
فردوس قرین مین رونق افزا رہا صبح و شام مے گلرنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور مجالست مین اشتغال فرمایا
نظم مے و معشوق و گلزار جوانی ✤ ازین خوشتر چہ باشد زندگانی ✤ نہادہ بر یکے کف ساغر مل ✤ گرفتہ در دگر کف دستہ گل ✤
جہان اینست و این خود در جہان نیست ✤ وگر ہست این عجب جز یکزمان نیست ✤ القصہ آنحضرت نے بعد انقضای فصل بہار
بساط نشاط اُٹھائی جب خبر علاءالدین لودھی کی شکست اور نالائقی غازی خان اور افغانان لودھی کی یاد کی ہمت والانہمت
اُنکے دفع پر تعین فرمائی پانچوین مرتبہ روز جمعہ غرہ ماہ صفر سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ اللہ الملک الاکبر کی
ہدایت ازلی اور عنایت لم یزلی سے کابل سے کوچ کرکے قریۂ یعقوب مین خیام سپہر احتشام برپا کیے اُسوقت خواجہ حسین دیوان
لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایون نے بھی بدخشان سے آنکر آستان بدر
والاگہر کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ عظماے ارکان دولت سے تھا غزنین سے آکر
شرف یاب حضور سعادت دستور ہوا اُسکے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کرکے ہر ایک ملازمان درگاہ کو اقسام
احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوتے اثناے راہ مین گینڈے کے شکار مین توجہ فرمائی بہادران
سیستان اور بدخشان اور جوانان توآمد سمرقند و خراسان نے کہ صفت گینڈے کی سُنی تھی اور آنکھون سے نہ دیکھا تھا از رہے
ذوق میدان مین آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنون کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو آب سندھ
سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا اور منصبدارون کا شمار کیا دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے اور آب بہٹ
سے عبور کرکے جب سیالکوٹ مین پہونچے سلطان علاءالدین لودھی پھر مجلس حضور مین آیا اور آنحضرت نے تمام کیا اور اُسکی
نظرون مین ایک دقر اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی خنگ جنگ اور خواجہ حسین مشرف دیوان نے بھی وہان نقد شرف حصول
خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب ظاہر آپ کو سرجملہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار
سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی بیدست و پا ہوکر
بلاجنگ متفرق ہوئے دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ ملوٹ مین درآیا اور غازی خان کوہ پایہ کیطرف بھاگا
اور فردوس مکانی نے قلعہ ملوٹ کے قریب جاکر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا مفر اپنا نہ دیکھا قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت
مین پہونچا اور قبل اُسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم مین دو تلوارین حمایل کرکے زبان لاف و گزاف مین کھولتا تھا اس
واسطے ملازمان شاہی نے دونون تلوارین اُسکی گردن مین لٹکائین اور حضوری خدمت مین جب دوزانو بیٹھنے مین تعلل کرتا تھا
ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالکر خواہی نخواہی دوزانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہرچند فردوس مکانی اُس سے خبرین استفسار
فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نرکھتا تھا اور باوجود اُسکے تمام گناہ اُسکے معاف ہوتے تھے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ دی

قلم عفو اُسکے دفتر جرائم پر کھینچا اور جب عوام الناس نے قلعہ پر ہجوم لاکر تاراجی شروع کی و امرا کی ممانعت سے ممنوع نہوا
آنحضرت نے اپنے افغانون کے حفظ ناموس کے واسطے سوار ہوکر چند تیر انکی طرف ڈالے اتفاقا ایک تیر قتل پر ایک مردم معتبر
شہزادہ ہمایون کے آیا خلائق متنبہ ہوئی اور اہل و عیال افغانون کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ مین داخل
ہوئے اور اموال و جواہر اور تحف نفیسہ سے اسقدر محظوظ نہوئے تھے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے ملنے سے خوشدل
ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرۂ کامل رکھتا تھا اور شعر خوب سمجھتا تھا اسلیے ہر قسم کی کتابین نفیس صحیح خوشخط جمع
کی تھین القصہ بعضی اُنمین سے اپنی ذات خاص کے واسطے نگاہ رکھین اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر باقی شہزادہ کامران میرزا
کے واسطے کابل کیطرف بھیجین اور دوسرے دن وہان سے کوچ کرکے غازی خان کے تعاقب مین روانہ ہوا اور خانخانان برادر
غازی خان فرصت پاکر مجلس سے برآمد ہوا اور آنحضرت کے روبرو آنکر عنایت گوناگون سے مبتہج اور مسرور ہوا اور جو قورچی
آگے بڑھکر لیس و پیش غازی خان کے اُردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی مقام مین اُسے چین نہ لینے دیتے تھے بادشاہ ابراہیم
لودھی کے روبرو گیا اور دولت خان لودھی اُنھین دنون مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور فردوس مکانی نے جب لشکر
افغانون کو زبون اور اپنے صاحب مالک سے مقام نفاق مین دیکھا عازم تمامی ممالک ہندوستان کی تسخیر کا ہوکر دہلی کی طرف متوجہ
ہوا اور شاہ عماد الملک شیرازی مولانا محمد مذہب اور خانخانان سلطان ابراہیم کی طرف سے آئے اور عرضیان انکی کہ مشتمل آنے
کی ترغیب و تحریص مین تھین گذرانین اور جب آنحضرت نے آب گھگر کے کنارے نزول کیا سمع مبارک مین پہونچا کہ حمید خان
حاکم حصار فیروزہ کیطرف سے مع لشکر اُس نواح کے سرراہ آتا ہی لہذا حکم محکم کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مردم مثل خواجہ کلان
اور سلطان محمد دولدی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور ہندو بیگ اور عبد العزیز اور محمد علی جنگ جنگ وغیرہ اُسکے دفع
کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حمید خان کو مفرور کرکے مظفر و منصور باپ کی خدمت مین آیا اور یہ جودہ اول جنگ شہزادہ
والا قدر کی تھی اُسکے صلہ مین حصار فیروزہ اور جاگیر جالندر پائی اور انھین دنون رودزمین افغان جلوانی نے کہ امراے
سلطان ابراہیم سے تھے مع دو تین ہزار سوار اُردوے بابری مین پیوستہ ہوکر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب
شاہ آباد کی دو منزل پر اُردو جہان پہونچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ دہلی کے آہنگ مین برآمد
ہوکر اس طرف متوجہ ہی اور داؤد خان اور حاتم خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اُردو کے آگے روان ہین فردوس مکانی
نے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام آدمیون کے کہ سلطان جنید برلاس
اور شاہ حسین برلاس از انجملہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تعین کیے اور یہ طلوع صبح کے وقت غنیم پر پہونچے اور جنگ عظیم کرکے انکو
سر دست آگے سے پسپا کیا سچ ہی **بیت** چو شہ را بخت باشد یار و رہبر ✽ سپاہش را دوان گرد و مظفر ✽ اور حاتم خان مارا گیا
اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے بازگشت
کی بادشاہ نے اوردن کی عبرت کے واسطے تمام اسیرون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اُس منزل مین کہ امرا فتح کرکے آئے تھے
چھ دن مقام کیا اور استاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ ارابون کو بطرز روم ایک دوسرے کو ریسمان خام گاو سے استوار باندھکر پیادے
توپچی کے واسطے حصاری کرین اُسوقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ تھا اور فردوس مکانی
کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچ ہزار مرد شبخون کے طور پر اردوے بادشاہ ابراہیم پر گئے اور چونکہ غنیم واقف تھا
کچھ کام اور تدبیر نہ بن پڑی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہوکر افواج کو آراستہ کیا اور بتعجیل تمام قصبہ پانی پت کیطرف روانہ ہوئے

فردوس مکانی یہ خبر سُنکر برانغار او رجرانغار کو آراستہ کرکے بسرعت روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل
فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سُنکر اُسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی نوین
تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہوکر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ
کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خازن اور میر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی جرانغار پر محمد سلطان میرزا
اور مہدی خواجہ اور عادل سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور میمنہ پر حسین تیمور سلطان اور میرزا مہدی کوکلتاش اور شاہ منصور
اور دوسرے امرا تعین ہوئے اور میسرہ پر میر خلیفہ اور تردی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سرداروں نے قیام پکڑا اور
خسرو کوکلتاش اور محمد علی جنگ جنگ میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول کے ہمراہ ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخور بعضون کے
ہاتھ پیوستہ ہوئے اور ولی قراول اوج برانغار مین اور قراقوزی بہادر اوج جرانغار مین مقرر ہوئے اور ملک قاسم تیولقمہ برانغار
پر اور علی بہادر تیولقمہ جرانغار پر معین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ مین آئی اور جیسے کہ رسم ہندیون
کی ہو برق کی طرح حملہ آور ہوئے اور جسوقت کہ قریب گئے شتابی مین آنکے فرق آیا پھر مردم تیولقمہ دست راست و چپ سے
گھوڑون کو چمکا کر مخالفون کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ او رمیسرہ بھی حملہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول
سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہرون چڑھے سے دوپہر تک تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازار نے رونق
پکڑی نظم برآمد خروشیدن گیرو دار * درآمد بر نہار ازان روزگار * زخون یلان خاک آغشتہ شد * تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد *
عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان مین قتل ہوا نسیم فتح
وظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جوا بتک بادشاہ ابراہیم کا قتل مشخص اور دریافت نہوا تھا لشکر منصور نے
سپاہ مقہور کا پیچھا کرکے افغانون کی قتل مین تقصیر اور تاخیر نہ کی اور خیل خیل ہاتھی دستیاب کیے فردوس مکانی جنگ گاہ سے
پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اردو اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب خون کے کنارے نزول اجلال فرمایا اور اُس
مقام مین سلطان ابراہیم لودھی کا سر کہ مقتولان معرکہ کے درمیان سے لاتے تھے نظر مبارک مین گذرانا اور از روی روایت
صحیح اُس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیون کی تقریر سے پچاس ہزار
آدمیون نے جام ممات کا نوش کیا اُنمین پانچ ہزار مرد ایک مقام مین سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوے تھے اور شہزادہ محمد ہمایون اور
خواجہ کلان اور شاہ منصور اور ولی خازن تعجیل عجیل خزانون کے ضبط کے واسطے آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور محمد سلطان میرزا
اور مہدی خواجہ اور سلطان جنید برلاس اموال کے محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے سہ شنبہ کے دن
رجب کی بارھوین تاریخ کو دہلی مین تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جاکر خطبہ بنام نامی اس بادشاہ
کشورکشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سیر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کرکے زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین با احترام کی
بجالائے اُسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسوین ماہ مذکور دارالسلطنت آگرہ مین نزول ہوا اور قلعہ آگرہ
کی تسخیر کی عزیمت کہ تصرف مین بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا ہوئی بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے ہمراہ تھا
جنگ مین مارا گیا اور اُسکے آدمی نے جو قلعہ آگرہ مین تھا شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن آٹھ مثقال کے کہ خزانہ
سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بدست اُنکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اسکی نصف خراج مکرر دہ
تمامی ربع مسکون کی تشخیص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اُسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرماکر پھر
بابر ۹۳۲

شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داؤد گرانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ از انجملہ تھے جان و مال کی امان طلب کی اور پانچوین دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری مین لکھا ہی کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان مین آنکر غلبہ پایا ہی ایک سلطان محمود غزنوی تھے کہ مدت مدید تک اُسنے اور اُسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے توابع نے سالہاے دراز تک اُس دیار مین بادشاہی کی تیسرے مین ہون لیکن میرا کام ساتھ کام اُن بادشاہون کے ہرگز مشابہت نہین رکھتا کس واسطے کہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراءالنہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار اُسکی افواج کا اگر دو لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان مین اُسوقت ایک بادشاہ نہ تھا ہر ایک ولایت مین ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن اُسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان مین آیا اور اُسنے سخر کیا اور اُسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور مین اول مرتبہ کہ ہندوستان مین آیا ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار مرد سے زیادہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور مین حاکم بدخشان اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصفی معتد بہ ساتھ میرے نہین پہونچتا ہی اور نصفی ولایات اپنی ایسی تھین کہ غنیم کی نزدیکی کے سبب مدد کلی کو محتاج تھا اور مملکت ہندوستان بہرہ سے بہار تک تصرف مین افغان کے تھی اور حساب کے روسے وہ ولایت گنجایش پانسو آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین معرکہ کے دن لاکھ سوار تھے اور علاوہ اُسکے ایکہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اوزبک غنیم کو پیچھے چھوڑکر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا از روے توکل مین لڑا اور مشقت میری ضائع نہوئی ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت میری سعی اور ہمت سے مشاہدہ نہوئی بلکہ مین عنایت اور کرم آلہی جانتا ہون اور فردوس مکانی انتیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ دربستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چارقب اور پٹکہ اور شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا تمام میرزاون اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غائب اور طلبہ بلکہ سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اُس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشناؤن کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلاے معلے اور نجف اشرف مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین زر کثیر ارسال رکھا اُس حدود کے مستحقین کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مرد و زن اور بندہ اور آزاد اور خورد و بزرگ و فقرا و غنی کے ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہی سر اسم ارسال فرماکر انکو بھی خوشحال اور محظوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہاے دراز مین فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلائق پر روشن اور مبرہن ہوئی اور جو ہندوستانی مغلون سے ہراسان تھے داخل اہل مین نہ ہوے جو شخص جہان تھا مضبوط ہوکر اُسنے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنبھل مین اور علیخان قرملی میعاسہ مین اور محمد زیتون دھول پور مین اور تاتار خان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی رابری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسلک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُسطرف جو اضلاع افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان قرملی وغیرہ تصرف مین لاتے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی طاعت جیسی واجب ہی نکرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان قرملی ضرورت کیواسطے متفق ہوئے بہار خان ولد دریا خان لودھی کو بہ سلطان محمد

ملقب کرکے اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کیطرف آکر مقام کیا سلطان اس حال کے افغان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگردان ہوکر اُنکے پاس گئے اور اہالی قرایا اور اصحاب ملایئن سر مخالفت اُٹھاکر رہزنی مین مشغول ہوئے جیساکہ قوت آدمیون کا اور علف گھوڑون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اُس سال حرارت ہوائے تابستان حد اعتدال سے گذری آدمی بہت قوم مغل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجۂ کلان و دیگر جمیع امرا نے اتفاق کرکے عرض مین پہونچایا کہ صلاح دولت کابل کی معاودت مین ہے آنحضرت نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لایا ہون چھوڑنا اور تنگناے کابل مین گرفتار ہونا کیا لایق ہے اور آدمیون کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بضرورت سب امرا کو ایک مجلس مین حاضر کرکے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہندوستان مین توقف فرمائین جس شخص کو ہماری رفاقت مدنظر ہو یہان رہے اور جو کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہے وہ شوق سے جاوے کچھ مضائقہ نہین ہے یہ کلام سب امرا کو ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش نہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان کہ اکثر فتوحات ہندوستان اُسکی سعی سے ظہور مین آئی تھین لیکن ملالت اور حضرت بھی بہت ہند مین آسے پہونچی تھی کابل کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کیطرف روانہ کیا اور اُسنے رخصت کے وقت عمارات دہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت

اگر بخیر و سلامت گذر زسند کنم ٭ سیاہ روے شوم گر ہواے ہند کنم ٭

اور جب ہندوستانیون کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی بھی تیمور صاحبقران کیطرح ہند کو چھوڑکر ولایت کو نجائینگے آمد رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دوآب کے درمیان سے آنکر نوکر ہوا اور علیخان فرملی بھی میوات سے کہ اُس زمانہ مین بیٹے اُسکے کسی تقریب مین گرفتار ہوئے تھے درگاہ مین حاضر ہوا ساتھ طبغ اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم جثہ مین ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پان منہ مین رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نکرتا اور اُسکے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید فرملی مع جمعیت اپنی آئے اور جاگیرین پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی جیب بھی حاضر ہوکر جاگیرہاے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی اور امان ظاہر آئی بہت قصبے اور پرگنے ضبط مین آئے اس درمیان مین مین خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ کیا اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کرکے بادشاہ کے ملاحظہ مین عریضہ بھیجا کہ مین خان افغان نے مجھے قید کیا ہے میری کمک فرمایئے بادشاہ نے میرزا محمدی کو کلتاش کو اُسطرف روانہ کیا یہان تک کہ وہ آب جون سے عبور کرکے مین خان سے لڑا اور اُسے شکست دیکر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہوکر قلعہ میرزا محمدی کو کلتاش کے سپرد کرکے دولتخواہون کے سلک مین منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایون کو عنایت فرمایا اور افغان شرقی پر اُنھین نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف مین پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار تخمیناً تھے بلاجنگ جونپور کی طرف بھاگے از انجملہ فتح خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شہزادہ نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُسکے ہمراہ کرکے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرماکر مجلس شراب مین طلب کیا اور ملبوس خاص اُسے عنایت فرماکر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغان آنکر بادشاہی چغتائی ہوائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ رانا سنکا سے خائف تھا اُسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا بابا قلی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قطعہ بخط خاص مرقوم کرکے روانہ کیا

قطعہ

با ترک ستیزہ مکن ای میر بیانہ ٭ چالاکی و مردانگی ترک عیانست ٭ گر زود نیائی و نصیحت نہ کنی گوش ٭ آنجا کہ عیانست

چہ حاجت بہ بیانست ٭ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت ناکردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور بابا قلی بیگ سے جنگ کرکے شکست دیکر

واقعات سنہ ۹۳۳ ہجری

پھر قلعہ مین در آیا رانا سنکا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کرکے عازم اُسکے اخراج کا ہوا نظام خان نے عاجز ہوکر ایلچی درگاہ مین ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اسکا جرم معاف کیا ملازمت مین حاضر ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنگہ کی جاگیر اُسکے واسطے دوآب کے درمیان مین مقرر ہوئی اُس عرصہ مین سنکٹ رائے نے کہ گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار پر لیجا کر تاتارخان کو اُس قلعہ مین محاصرہ کیا تاتارخان کہ قلعہ گوالیار کو تصرف مین رکھتا تھا وہان کے زمیندارون کے تسلط کے سبب سے اطاعت بادشاہی اظہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ اُنکے سپرد ہوگا آنحضرت نے رحیم داد اور شیخ گھورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور اُنھون نے وہان جاکر سنکٹ رائے کے قلعہ کو محاصرہ سے خلاص کیا تاتارخان نے اپنے اقرار پر عمل نہ کیا اہالیان سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اُس قلعہ مین مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ مین داخل ہو اُسکے بعد تاتارخان کا علاج آسان ہوگا رحیم داد نے تاتارخان کو کہلا بھیجا کہ مین سنکٹ رائے کے شبخون سے ایمن نہین ہون اگر اجازت ہو چند آدمیون سے قلعہ مین درآؤن اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو سنکٹ رائے اور خانجہان ابتک اس حدود مین تھے تاتارخان نے قبول کیا رحیم داد مع چندکس قلعہ مین داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقون سے تاتارخان کی تجویز سے دربانونکے قریب چھوڑا تو اُسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تاتارخان مے غرور کے نشہ سے بیخود ہوکر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اُس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور دربان کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اُس شخص سے موافق ہوے اُسی رات کو بعضی ضروریات لانیکے بہانہ سے ایک جماعت کثیر انبوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علی الصباح تاتارخان نے اس حال سے خبر پائی سکوت کے سوا چارہ نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کرکے آگرہ گیا اور امرا کے سلک مین منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنگہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی دھولپور سے آنکر امارت پائی اور جو حمید خان اور سارنگ خان اور دوسرے افغانون نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا حسین تیمور سلطان اور ابوالفتح ترکمان نے اُسطرف تاخت لاکر انھین سزا کو پہونچایا اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجریہ مین خواجہ اسد کہ کابل سے عراق کیطرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نام ترکمان کے ساتھ آیا اور سوغاتین لایا ازانجملہ دو لونڈیان بکر چرکس کی تھین بادشاہ کو اُنکی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اُسی عرصہ مین بادشاہ ابراہیم کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی اور ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر باورچیون کے کہ وہ اصل مین نوکر بادشاہ ابراہیم کے تھے موافقت کرکے زہر خاصہ مین بادشاہ کے کہ خشکہ اور قلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور بقدرت خدا سے بادشاہ کو اُس کھانا کھانے کی کہ ایک یا دو لقمہ کھاتے تھے پھر رغبت نہوئی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا اور مکرر قے کرکے اس بلا سے نجات پائی مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ اور بعد لوازم تفحص و تجسس داروغہ مطبخ اور باورچیون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اُس طعام مین سے کسیقدر کتے کو دیا کتا اُسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگارون نے بھی امتحاناً اس مین سے قدرے کھایا تھا ہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا داروغہ مطبخ کا پوست کھچوایا باورچیون اور اُسکے مددگارون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کرکے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود جونپور کو قبض و تصرف مین لایا اور سلطان جنید برلاس کے سپرد کرکے مراجعت کی اور جب کالپی مین آیا عالم خان حاکم کالپی نے اُسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکابی آگرہ مین آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنکا کی حکایت یہ ہے کہ

وہ بزرگ ترین راجہاے ہند ہی اور قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت وسروری اُسکے خاندان
مین تھی اور میوات ولایت اُسکی ہی اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر کو کہ سلطان قطب الدین نے مستاصل کیا تھا مع راناسنکا ایک قبیلہ
سے تھے رفتہ رفتہ اُنکے اجداد آپس مین ایک ہوئے اور اُس زمانے مین کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے ایک لاکھ راجپوت
اُنکے ظل رایت مین تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت مین نہ آئے تھے ساتھ اُسکے ملحق ہوتے تھے
اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اُسکے پاس گیا اور رماڑوار کے راجہ برم دیو اور نرسنگھ دیو اور راجہ چندیری
موسوم میدنی راے اور راول دیو ولد داؤد سنگھ اور راجہ دونگرپور اور راے چندربہان چوہان اور مانک چند چوہان و رای دلیپ
وغیرہ مع پچاس یاساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اُسکے ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اُسکا ہو کر بقصد
جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امراے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک
کو ایک سرحد کے ضبط کے واسطے تعین کیا خود مع لشکر مغل کہ کابل سے انکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امراے ہند سے کمال خان اور
جلال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان فرملی اور نظام حاکم بیانہ نے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کانوہ عملداری
بیانہ مین پہونچے مقام فرمایا اور عزم جزم اور نیت ثابت و راسخ و مصمم غزا اور جہاد غنیم پر کیا اور اُس یورش مین شہزادہ محمد ہمایون کو کہ
اُس وقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب مین حاضر کر کے اپنے ہاتھ سے پیالہ اُسے دیا اور اطراف بیانہ مین طرفین کا مقابلہ
ہوا قراولان بادشاہی جو مخبری کو گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآمد کر غنیموں سے لڑے اور شکست
فاحش پا کر قلعہ بند ہوئے اور رعب اور ترددد بہت اُنکے دلوں مین پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کیطرف بھاگا اور حسن خان میواتی
دشمن سے جاملا اور ہر روز اطراف مملکت سے اخبار موحش پہونچنے لگین اور محمد شریف منجم کہ مرد عمدہ تھا سبب زیادتی خوف لوگوں کا
ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مریخ مغرب کیطرف ہی جو شخص اسطرف سے جنگ کریگا البتہ مغلوب ہوویگا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ
کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ مین گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہی بہتر یہ کہ قلاع بزرگ و رنگین مردم معتمد کے سپرد
کر کے خود بدولت نفس نفیس پنجاب کیطرف روانہ ہو دین اور مدد غیبی کے منتظر رہین آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا
کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف و اکناف مین ہین کہینگے کہ انھون نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی
سزاوار جوانمردی اور بہادری کے وہ ہی کہ ہم دل شہادت پر رکھکر جان سے کوشش کرین **نظم** چو جان آخر از تن ضرورت رود ٭
ہمان بہ کہ بارے بعزت رود ٭ سرانجام گیتی ہمین است و بس ٭ کہ نامے پس از مرگ ماند زکس ٭ اہل مجلس نے جب یہ حرف سنا
سب نے متفق اللفظ والمعنی ہو کر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلوں مین تاثیر کی سبھون نے زبان ساتھ سمعنا اور
اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے کہ اس سے کونسی سعادت بہتر ہی کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہی سب نے جواب دیا کہ ہم قسم کھاتے ہین کہ
معرکے سے ہم کبھی منھ نہ موڑینگے اور اس بارہ مین قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ لب لب جام سے نہ اُٹھاتا تھا اور کبھی
بے صراحی اور پیالے کے نرہتا تھا اُسوقت بموجب اس بیت کے **بیت** چند باشی زمعاصی مزہ کش ٭ تو بہم بہرہ نیست بکش ٭
مے نوشی بلکہ جمیع مناہی حتی کہ ریش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور تمغے ممالک محروسہ کے مسلمانون کو بخشے اور اس بارہ مین فرمان تمام
قلمرو مین ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نوین جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفہاے جنگ ترتیب دیکر بدستور
رومی اراباے آتشبازی کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھکر دشمن کیطرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طی
ہونے کے بعد ترول کر کے جوانان صاحب داعیہ لشکر کو ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل کے قراولون کو مخالف کے لشکر کیا

اور انھون نے کارنمایان ظہور مین پہونچائے اور تیرھوین ماہ مذکور کو وہان سے بھی کوچ کرکے بدستور روز اول ایک کوس راہ جاکر
موضع کانوہ عملداری بیانہ مین فروکش ہوئے اور ابھی فراشون نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفان با افواج بیشتر اور فیلان کوہ
پیکر ظاہر ہوئے اور باوصف اُسکے کہ محمد شریف منجم مانع ہوکر ولیلین کرتا تھا فردوس مکانی ملتفت نہوئے مع لشکر کہ بیس ہزار سے
زیادہ متجاوز نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب کین کہتے ہین عدد اُنکے سردارون کے کہ ہر ایک قطر مین اقطار
ہندستے قایدا ایک جماعت کفار سے تھی ندیدہ بہونچتی تھی اور روہ عشرہ کفر نے عشرہ مبشرہ کی نقیض پر نشان شقاوت بلند کئے تھے
اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب وجناح آراستہ کرکے نہایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ مین در آئے اور لشکر اسلام کیطرف سے
افواج نظام الدین علی خلیفہ عہد کے موافق ترتیب ہوئی اور آسنے اُس مقدمہ مین دادسعی اور اجتہاد کی دی اور یہ تجویز ہوئی کہ بادشاہ
قول مین رہے اور قول کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی بیگ اور شاہ
منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبد اللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان
بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور ترودی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسن دیوان کے
سپرد ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیون کی مردم ہر ایک ایک موضع مین ایستادہ ہوئے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون میرزا کو
ارزانی ہوئی اور اُسکے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم
اور بابا قشقہ مغل اور قوام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ پہلوان بدخشی اور عبد الشکور
اور سلیمان آقا ایلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان جا مقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف شید یزشاہ اور محمد کوکلتاش اور
خواجگی اسد سرجاندار اور خانخانان ولد دولتخان لودھی اور ملک داؤد کرانی اور شیخ گھورن ہر ایک بسیج اُس مقام کے کہ فرمان
ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور جرانغار ساتھ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور دائین اور بائین اُسکے محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور
عبد العزیز امیر آخور اور محمد علی خنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان جی میرزائی مغل اور جان بیگ انکہ اور جلال خان اور کمال خان
جو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ فرملی اور نظام خان بیانوی تعین ہوئے اور تولقمہ برانغار مین ترودی بیگ
اور مومن انکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت نوبتیون کے مقرر ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امرا اور منصبدارون کی تفویض ہوئی اور
سلطان بخشی لشکر مع تواچیان اور یسادلان کے احکام بادشاہی سنکر آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر
اور دو گھڑی گذری تھین کہ فریق من الجنۃ اور فریق من النار نور وظلمت کیطرح ایک دوسرے کے مقابل آنکر زلزلہ زمین ور ولولہ سپہر برین مین
ڈالتے تھے پہلے بحبتی وچاپلی کفار برانغار اسلام پر تاخت لائے اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمانکے
موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور قریب اُنکے لشکر کے پہونچایا اور جلدو بنام اُسکے ہوئے اور اُسکے بعد اطراف سے
جیساکہ قاعدہ چغتائی کا ہے سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوئے اور جسطرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی پہونچاتے تھے اور اوستاد
علی قلی رومی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تا بین الصلاتین یعنی نماز عصر تک حرب مین قائم
ہوکر کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرأت انکی مشاہدہ کرکے خود بنفس نفیس مع افواج قول ور نوبتیون کے شیر و پلنگ کی طرح
حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاے ثبات انکا ہلگیا راہ فرار نا پی جیساکہ حسن خان میواتی
کہ قریب دو سو برس سے اُسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور راول دیو اور رائے
چندربھان چوہان اور مانکچند چوہان وکرم سنگہ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے سلک اموات مین منتظم ہوگئے اور بانسکا بیت

عجب ونخوت سے آیا تھا وہ بھی بہزار ذلت وخواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامدار کے بعد فردوس مکانی کو فرمانون مین غازی لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منار مخالفون کے سر سے بناوین اور محمد شریف نجومی کو عتاب خطاب کے بعد ایک لاکھ تنگہ عنایت فرمائے اور ممالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی خنگ جنگ اور عبدالملک قورچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر مین تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دوآب کے خروج کیا تھا مقرر کیا اور اُنھون نے جاکر اُسے قتل کیا اور وہان سے کوچ کرکے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے ناہر خان ولد حسن خان میواتی نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے عنایت خسروانہ اُسپر مبذول فرمائی اور ولایت میوات مع جاگیر حسین تیمور سلطان کو کہ بخطاب برادری ممتاز تھا مع نواح اُسطرف کے دیکر اُسطرف بھیجا اور دارالخلافت آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہمایون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر بلخ کے واسطے مع فتحنامہ اور خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خنگ جنگ اور تردی بیگ کو حسین خان اور دریا خان افغان کہ اندنون مین چندوار اور رابری پر متصرف ہوئے تھے اور قطب خان نادہ مین باغی ہوا تھا اُنپر تعین فرمایا اور حسین خان بلا جنگ عازم فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فنا مین غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادبار ہوا اور اُسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد مین افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور بیبن خان افغان بھی خیرآباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی انتیسوین تاریخ سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین بعزم شکار کول اور سنبھل کی طرف سوار ہوئے بعد حصول نشاط وآفرہ آگرہ مین معاودت کی اور مرض تب غب عارض ہوا جب صحت کلی حاصل ہوئی میدنی راے کی استیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوئے اور میدنی راے راجپوتون کے اتفاق سے قلعہ ارک چندیری مین متحصن ہوا اور لشکر اسلام نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ ہزار راجپوتونکو تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد و اقوام میدنی راے کے مکانمین کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور دروازہ بند کرکے جنگ مین قیام کیا اور کام ہاتھ سے گیا جسطرح کہ انکی رسم ہے شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ مین دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی سے اُسکے پاس جاکر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوئے اور میدنی راے بھی اسی طور سے واصل جہنم ہوا اور قلعہ اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور وہ ممالک مسخر ہوئے اور فردوس مکانی مسجدین اور خانقاہین چندیری اور سارنگ پور اور رنتھنبور کی جو راے سین کفار حربی نے رانا اور میدنی راے کے حکم سے انمین مسکن حیوانات کا کرکے گوبر سے لیپا تھا اپنے حال پر لایا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور موذن اور جاروب کش معین کرکے وظیفے مقرر کئے اور از سرنو اُس ملک مین اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ دارالحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بدیہہ یہ تاریخ موزون فرمائی قطعہ تاریخ بود چندے مقام چندیری * پر ز کفار رود ار حربی خرب * فتح کردم بحرب قلعہ آن * گشت تاریخ فتح دارالحرب * پھر حکومت چندیری کی اُسکے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصرالدین مندوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اس وقت خبر پہونچی کہ ایک جماعت امرا نے کہ افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بیصرفہ جنگ کرکے شکست پائی ہے اس سبب سے فردوس مکانی بتعجیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور رابری مین امراے شکستہ لشکر ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہونچے تیس یا چالیس کشتی بہم پہونچا کر پل باندھا اور حسین تیمور سلطان اور بعضے امرا نے شروع عبور کیا اور افغانون نے صلاح توقف مین نہ دیکھی فرار کو قرار پر اختیار کیا اُسکے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کرکے افغانون کو آوارہ کیا اور اُنکے زن و فرزند بہت اسیر کیے اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ مین شکار کرکے آگرہ مین معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد

بدیع الزمان میرزا کو جو بلخ سے مفرور ہو کر دربار سلطانی مین حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی پانچوین تاریخ
۹۲۵ سنہ نو سو پچیس ہجری مین ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوئے اور قلعہ گوالیار او نیز باغ گلی اور عمارات بکرماجیت
اور راجہ مانسنگھ کو کہ اُس حصار مین تھین تفرج کر کے رحیم داد کے باغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور اُس مقام مین
گل سرخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ نہال اُسکے آگرہ مین لیجا کر بٹھا وین کس لیے کہ اکثر گل دل بزنگ
شفتالو ہوتا ہی اور سرخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہی اور اسیطرح سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی کہ گوالیار مین ہی زیارت
کر کے بکرات و مرات فاتحہ آمرزش اُسکے واسطے پڑھا اُسکے بعد دار الخلافت آگرہ مین مراجعت فرمائی اور رسالہ واقعات بابری مین
مرقوم ہی کہ ماہ صفر کی تیئسوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک حرارت میرے بدن مین اس شدت سے ظاہر ہوئی کہ مین نے نماز جمعہ کی
مسجد مین بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم مین ظاہر ہوا اور اُسوقت مین نظم کرنے رسالہ والدیہ
عبد اللہ احرار مین مشغول ہوا اور میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظومہ مقبول آنحضرت ہووے مین اس مرض سے نجات پاؤنگا جیسا کہ ایک
شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اُسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو مین نے وزن بحر رمل مسدس مخبون مین کہ سبحہ مولانا
جامی سا تھا اُس وزن کے ہی باختتام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جسوقت ایسا عارضہ بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا
چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھوین ماہ ربیع الاول کو اُس الم سے مین نے نجات پائی اور مراسم شکر پیش پہونچا بعدہ در باغ
ہشت بہشت مین مین نے بزم طوے ترتیب دی اور جب ایلچی اطراف قزلباش و اوزبک اور ہندوون کے حاضر ہوئے طلا اور
نقرہ مین نے بہ ترازو یعنی بکثرت انہین امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہم پر بھی فیض رسان ہوا اور خواند میر مورخ کتاب حبیب السیر
اور مولانا شہاب الدین معمائی اور میرزا ابراہیم قانونی کہ ہرات سے ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن مین اپنا نظیر نرکھتے تھے اُسدن انکو ملازمت
کی اور نوازشات سے ممتاز ہو کر سر حلمہ مقربون سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور مخصوصان لائق حال اپنے ساچق گذرانکر لوازم شادمانی
بجا لائے اور اُس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان مین تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس تہیہ مین کہ نصرت شاہ کے سر پر جاوے
کہ اُسی عرصہ مین نصرت شاہ ایلچیون کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے عریضہ متضمن
تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ ارسال کر کے اظہار اخلاص اور یکتائی کیا اور اُس سال کے آخر مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود
ولد سلطان سکندر لودھی ولادت بہار پر متصرف ہوا اور بلوچون نے اتفاق عجیب کر کے ملتان مین علم بغاوت کا بلند کیا ہی بادشاہ
مہمات ملتان کو تعویق مین ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کڑہ مین نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم
ضیافت اور پیشکش گذرانا رعایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر بتعجیل روانہ
ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اُسی عرصہ مین افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آب گنگ
کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذر بدری کیطرف بھیجا کہ آب سے عبور کر کے مخالفون کے سر پر جا دے
اور خود بھی عبور کے تہیہ مین ہوئے حسین تیمور سلطان اور توختہ توخا سلطان نے بیشتر آب سے عبور کیا اور ساتھ یا اسی مردان
نبرد سے افواج غنیم کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس درمیان مین فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایان ہوئی افغانون
نے شکستہ دل ہو کر راہ فرار کی لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیہ اطاعت دوش پر لیکر متعہد مہمات افغانان اُس حدود
کے ہوئے اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے یکبارگی اُس جماعت کی استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان جنید
برلاس کو اُسطرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت و اقبال آگرہ کیطرف معاودت کی اور جب قصبہ منیر مین پہونچے مزار شیخ یحیی پدر شیخ

مشرف متبرکی کی زیارت کرکے خیرات بہت کی پھر بجانب آگرہ تشریف شریف ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑکر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا اُسوقت سلطان سعید حاکم اوزکند نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلاف کو منقلا مین روانہ کرکے طے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین حصاری ہوا اور سلطان سعید اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نگیا اور بدخشانیون نے کہ اُسے طلب کیا تھا اُنسے یاری ندیکھی آتش نہیب وغارت اُس ملک مین مشتعل کرکے پلٹ آیا لیکن خبر اسکے مراجعت کی ابھی آگرہ مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا جان کو دی و سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہووے معلوم نہین ہے اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہین اگر ملاحظہ خاطر ہندال میرزا نہین کرتے ہین سلیمان میرزا کو کہ نسبت اُسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمھارے ظاہر ہے مین نے بدخشان مین روانہ کیا ہے یقین کہ رعایت اور جانبداری اُسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد مین پہونچا اور سلطان سعید کو نہ دیکھا بے دوسری متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اُس تاریخ سے ابتک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین ہے اور حالات اُنکے وقائع کے تقریبات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین مرض الموت مین مبتلا ہو کر بے حضور ہوگیا اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ خلاف مدعا نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہو کر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کرکے اپنا قائم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن ۵ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین اس دارفنا سے رخت حیات باندھکر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پہ بموجب وصیت میت آنحضرت کے کابل مین لیجا کر قدم رسول مین مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی باد ہے شہزادہ محمد ہمایون بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اُسکے ملازمون نے مکر و بیوفائی کرکے اُس سے جدا بلکہ اُسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب اُسپر غلبہ پایا مقام انتقام مین بجا کر انھین مورد انعام و احسان فرمایا اور علم فقہ حنفی مین مجتہد تھا اور نماز اُس سے فوت نہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور املا مین وحید عصر تھا وقائع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اسطرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیساکہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد مین اُسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہے اور شکل و شمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اُسکی ہے بیت باز آئے ای ہماسے کہ بے طوطی لبت ؎ نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من ہوا اور اوراک اُسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اُس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہے شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم و چہل ازین بدو سال چہل داشتم واکنون نیز چہل دارم شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کرکے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اُسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال و اسباب قافلہ والون کا فراہم کروایا اور ہرچند کوئی وارث حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجۂ اعلیٰ رکھتا تھا آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وہ حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل اُنکے سپرد کیا اور باوجود اسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکرکشی اور جنگ و تردد مین گذری لیکن سررشتہ عیش و عشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کرکے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا مرد کیا عورت سے محشور ہوتا تھا

اور کابل کے باہر دامنہ مین ایک مرغزار کہ مثل بہشت برین کے تھا ایک حوض کو چاک سنگ مین کندہ کرکے شراب غوانی سے پر کرتا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ بزم نشاط برپا کرکے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اُس حوض کو شمال کے کنارے کندہ کروائی تھی **بیت** نوروز و نوبہار و می و دلبری خوش ست * بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست * اور طناب پیمایش جو سفر اور شکار مین پیچھے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہے سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز نو مٹھی مستوی الخلقة اور ہر گز سکندری کہ پیشتر ہند مین مروج تھا ترک ہوا گز بابری نے اوائل عہد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور جب بادشاہی معظم بلاد ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی واجب جانا کہ تھوڑا سا بادشاہ کا اصل و نسب خامہ معجز طراز کے یاری نوک سے اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کرون پوشیدہ نرہے کہ چنگیز خان بن یسوکا بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے عین حیات مین ہر ایک کو ممالک اور مرتبہ اور ایل اور ایماق اور ادرام تعین فرماکر چار الوس بہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی مین کہ اُسے تورہ کہتے ہین اُنکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسران مزبور کے یہ ہین اوکتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوکتائی قاآن اگرچہ خلف الصدق نہ تھا لیکن جواز روے عدالت اور مکرمت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا قراقرم اور کلوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہے بادشاہ ہوا اور بشرب شراب کی افراط سے سنہ ۶۳۰ چھسو تیس ہجری مین مرگیا اور چغتائی خان کہ بحسب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوکتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اور اوکتائی قاآن بھی اُسکی نسبت رعایتین واجبی عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم چنگیز خان ماوراءالنہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا ہیبت اور سیاست اور اطلاع امور بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز اور ممیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورکان تھا چنگیز خان کے حکم سے امیر الامراے چغتائی خان تھا اور چونکہ وہ عیش و شکار مین نہایت مشغول اور مشعوف اور اکثر اوقات اُسمین مصروف رہتا تھا اسواسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک کا الوس چغتائی بروجہ احسن کفایت فرماتا اور دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قبچاق اور خوارزم اور خزر اور بلغار اور سقسین اور آلان اور آس اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُسکے کہ ایک مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُسکے نسب مین کرتے تھے اور مان ان تینون کی بورتہ قوجین دختر بادشاہ مصر تھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت کے چھ مہینے کے بعد اوائل شہور سنہ ۶۲۴ چھسو چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قبچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہین اور اسلام دشت قبچاق مین اُسنے آشکارا کیا اور دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے بڑا اور محبوب تر تھا اور سب بھائیون سے مقام صداقت مین تھا اور اوکتائی قاآن زمانہ یورش خطا سنہ ۶۲۸ چھسو اٹھائیس ہجری مین مرا اور ایک بیٹا اُسکا کہ قبلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا ہوا اور شہر خان بالیغ بنا کرکے ایک شہر عظیم دریاے زیتون سے کہ از بنادر چین ہے چالیس روزہ راہ طے کرکے اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران مین متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہانتک ظاہر اور روشن ہوئی اب جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان کی قراچار نویان کیطرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طراغائی بن امیر برکل بن امیر ایلنگیر بہادر بن ایجل نویان بن قراچار نویان اور نسبت

قراچار ساتھ الانقوا کے یون ہی قراچار بن سوغو بیجن بن ایرایجی برلاس بن ایروئی برلاس بن قاچولی بہادر بن تومنائی خان بن بائسنغر بن قیدوخان بن توتمشین بن یوقانی بن بوذنجر بن الانقوا و الانقوا بہرام چوبینہ کی دختر سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر ملدوز خان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہی بوذنجر کے ساتھ پہونچتی ہی او رامیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حین حیات سمرقند مین فوت ہوا اور دوسرا امیرزا شاہرخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا امیران شاہ حاکم تخت ہلاکوخان اسواسطے صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہا سے مدید چارون بھائیون ذریات مقام مین بجا سے خود نوبت پادشاہی بجاتی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبہ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت و سلطنت باقی ہو اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا رہے

ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اخبار اُس بادشاہ جم جاہ او رجانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبہ شیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و تماشا مین مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا جیسا کہ کرہ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم لیا اور الوان مناسب سے رنگ کرکے ہر ایک فلک مین کواکب اُسکے ثبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہی مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہی بوڑھے اور مثل اُنکے بسر لیجاتے تھے اور باقی کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک ہوا اُس اسبوعہ سے جامہ اس رنگ سے کہ ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہاے ہفتہ سے ایک ان مجالس سے بسر لیجاتے تھے اور اسم شریف اُسکا اس کتاب مین اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا اُسکے بھائی کامران میرزا نے طمع مملکت پنجاب کرکے بہانہ پرسش او ر مبارکباد کے ہندکیطرف روانہ ہوا جنت آشیانی مکارم اخلاق سے اغماض مین کرکے مقام سازگاری مین ہوے اور پنجاب اور پشاور اور لمغان کو کابل اور قندھار اور بامیان مین اضافہ کرکے فرمان اقطاع اور ضبط اُس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور سنہ ۹۳۸ نوسواڑتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچکر محاصرہ کیا لیکن اُس مدت مین جب محمود خان ولد سکندر لودھی مین افغان کے اتفاق سے جونپور پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیشکش لیکر بتعجیل تمام جونپور کیطرف گیا اور افغانونکو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اُس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کیطرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی بخشی از انجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن و طوے ایلچی شیر خان کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اُسطرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ انہی دنون مین سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھاکر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ قلعہ چنار کو ساتھ شیر خان کے مقرر رکھا اور صلح کو نہ درمیان مین لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیر خان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نبیرہ سلطان حسین میرزا نے ساتھ اس قرار کے داعیہ کیا کہ جنت آشیانی کو

افغان

باتفاق امرائے چغتائی درمیان سے اٹھاکر خود متصدی امر بادشاہی ہند ہووے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ
گناہ اُسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخرکار جو فتنہ و فساد کہ باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نکر کے پھر در پے مخالفت ہوا
اس مرتبہ اُسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اُسی قلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان دخترزادہ سلطان حسین میرزا
اور نخوت سلطان کو کہ امرائے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا
کہ دونون کی آنکھون مین میل کھینچین اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو کور کرکے محمد سلطان کے بارہ مین
اُسنے اغماض کیا اور اُسکی آنکھ کی تپلی مین ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار بیگ نوکرون سے سازش کرکے اُس
قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کورون کے مانند گھر مین تھا وہ بھی ایک جماعت کو اپنا یار کرکے باتفاق اپنے فرزندون
مسمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کیطرف مفرور ہوا اور کچھ اُس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل و افغان اور
راجپوت سے فراہم کئے اور جنت آشیانی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اُسکے کہ وہ از رہ تکبر
اور تجبر حرفہائے ناخوش زبان پر لایا تادیب اُسکی وجہ ہمت کرکے جو پائے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا
اور وہان کے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دار الملک دہلی سے بقصد گوشمال بہادر شاہ اور رانا کی اعانت
کے واسطے نہضت فرمائی اُسکے بعد کہ نواح گوالیار مین پہونچے باقتضائے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ کی طرف بازگشت
فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش وافر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے مستخلص کیا بہادر شاہ
نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے از روے تدبیر علاء الدین ولد
بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اُسکے پاس تھا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی فکر مین ہوا اور تاتارخان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کرکے مع
چالیس ہزار سوار افغان آنحضرت کے اطراف ولایت پر تعین کیا اور اُسنے تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک
جولانگاہ مراکب افغانان کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امرائے مغل تاتارخان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا
اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر توجہ سے ہراسان ہوکر متفرق ہوئی اور تاتارخان نے جو مقر اور ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار
آدمی سے مقابلہ اور مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہوکر مع تین سو آدمی رؤسائے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا
ہندال نے قلعہ بیانہ کو مسخر کیا اور مظفر اور منصور ہوکر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین تسخیر چتور کا عازم
ہوا اور لشکر جرار اُسطرف لیگیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی مین دریائے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث
کیا اور نام اُسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر سارنگپور کیطرف کہ ممالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ
ہوا اور یہ دو بیت موزون کرکے اُسکے پاس بھیجین **قطعہ** ای کہ هستی غنیم شہر چتور + کافران راچہ طور میگیری + بادشاہی رسید بر سر تو +
تو نشستہ چتور میگیری + اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی نکرکے یہ جواب تحریر کیا **قطعہ** من کہ هستم غنیم شہر چتور +
کافران را بجور میگیرم + ہر کہ بلند حمایت چتور + تو ببین کش چہ طور میگیرم + کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب ناصواب بھیجنے کے
بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہی اول اُسکی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے
اُسکے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہونا لازم ہی اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہی حمایت کفار کی بدنامی اندیشہ کرکے
ہمارے سر پر نہ آویگا بہتر یہی ہی کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچاوین اور حصار کے فتح
ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہوں بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش کی اور جنت آشیانی نے

یہ حکایت سماعت کر کے سارنگپور مین اسقدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اُسکے اقبال لے کہ منھ کی کیطرف
رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستیزہ مین ہوا اور سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر
روانہ ہوا اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی اس طرح کی مروت حق مین اُسکے بجالایا تھا ہر گز اس قسم کی بے ادبی کا
گمان نرکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا اور اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے
کہ توپخانہ بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب خدا اُسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھود کر ارابے آتشبازی
کے اردو کے گرد اگرد کھینچے اور اُسکی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ افروختہ کرتا تھا اور
اُسکا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچکر ضائع کرے لیکن جب فرماندہ الوس چغتائی نے یہ امر دریافت کیا امرا اور
سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر نجادین اور پانچ چھ ہزار مغل تیرانداز جنگ دیدہ قزاق ہو کر لشکر گجرات کا اطراف و جوانب تاخت
و تاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد بالکل روکین اس سبب سے قحط عظیم گجراتیون کے لشکر مین پڑا اور دیگر حالات اس جنگ
کے مقالہ سوم مین بشمول واقعات احمد شاہ بحری درج ہونگے۔ **ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ افغان سور
کی سلطنت کا** منقول ہے کہ شیر شاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا رنتھنبور مین اور چھوٹا فرزند اسکا جلال خان
قصبہ ریون توابع پٹنہ مین تھا امرا نے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہے اور حاکم کا ہونا ضروری ہے سب نے
ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ چھ دن کے بعد اردوے شاہی مین پہونچا اور عیسی خان حاجب
اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین سنہ ۹۵۲ نوسو باون ہجری مین عین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت
پر جلوس فرمایا اور ساتھ اسلام خان کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زبانون پر سلیم شاہ کا مذکور رہا القصہ جب سلیم
شاہ قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ جو آپ شہر دور دراز مین رونق افزا
تھے اور مین نزدیک تھا واسطے تسکین آتش فتنہ و فساد کے آپکی تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور مجھے
آپ کی اطاعت اور فرمان برداری کے سوا کچھ چارہ نہین ہے اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوکر جب قصبہ کوڑہ کے
نواح مین پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آنکر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے
اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُسکے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے بموجب ایک مکتوب اور عادل خان کے
پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ کے امرا کو کہ قطب خان نائب
اور عیسی خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے لکھی کیا کہ تم میرے آنے مین کیا صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی
لکھا کہ جو یہ چارون شخص آنکر میری تسلی کرین آسطرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہون سلیم شاہ نے ان چارون امرا کو عادل خان
کے پاس بھیجا اور انھون نے جا کر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات مین آپکو رخصت
دلوا دینگے اور ہندوستان کے جس ملک مین جہان چاہین جاگیر لیوین عادل خان انکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ
سیکری مین کہ متصل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہے پہونچا سلیم شاہ شکار مین مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اسی مقام مین کہ ملاقات
کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال کر کے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے لحظہ آپس مین بیٹھے پھر
آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے سلیم شاہ نے ایک عذر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کر کے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے
ملازمین اور توابعین سے اُسکے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نچھوڑین لیکن دروازہ مین آدمی اُسکے ممتنع نہوئے ایک جماعت کثیر

ہمراہ اسکے داخل ہوئی اور مدینہ د رمد برابرہیم شاہ کی [illegible]
افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ انھین آپ کے سپرد کرتا ہون یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور نہایت چاپلوسی
کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری اور فریب سے آگاہ ہوکر قبول اور منظور نہ کیا اور تخت سے ٹھکر
سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور ادل خود سلام کیا اور مبارکباد دی اُسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت نے مبارکباد
کہکر لوازم نثار اور شرایط ایثار بیش بہو نچائے اور اسی مجلس مین قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان نے
عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان مین آیا تھا یہ ہی کہ اول ملاقات مین عادل خان کو رخصت دیکر بیانہ
اور توابع اسکی جاگیر مین مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کرکے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسیٰ خان نیازی اور
خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور مقربون سے تھا مع بیڑی طلائی بھیجکر حکم دیا
کہ عادل خان کو گرفتار کرلا دے عادل خان یہ خبر سُنکر خواص خان کے پاس میوات مین گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہدی اظہار
کرکے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کرکے وہی بیڑی اُسکے پانون مین ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا
اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک نام مکتوب مین تحریر کرکے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار ہمراہ لیکر آگرہ
کیطرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی نے جو قول وعہد مین داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو
ترغیبات تحریر کرکے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ مین پہونچا دے تو لوگ بے حجاب و مانع سلیم سے جدا ہوکر
اسکے پاس آسکین اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری مین کہ بارہ کوس آگرہ سے ہی پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات کے
واسطے کہ مشایخ وقت سے تھے گئے اور چونکہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب مین مقرر ہی توقف
اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح مین داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آمد کے طرز سے آگاہ ہوکر سراسیمہ از قطب خان
نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھسے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان اور عیسیٰ خان
نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشۂ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ اندیشہ نہین ہی ابھی
اختیار باقی ہی اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ فی الجملہ اتفاق عادل خان
سے رکھتے تھے کسی بہانہ سے جاکر حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین اور ارادہ اُسکا تھا
کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کرکے قلعہ چنار کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ اور افواج
فراہم کرکے جنگ ومحاربہ مین مشغول ہووے عیسیٰ خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون پر
اعتماد نہین ہی دس ہزار افغان قرملی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپکے نوکر خاص اور محل اعتماد مین ہین باوجود اس قدرت اور سلطنت کے
تعجب کا مقام ہی کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہین فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے
ہون غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہی پس لایق اور سزاوار یہ ہی کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کرکے میدان
کارزار مین رونق افزا ہون اور پایۂ ثبات محکم فرماین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاویگا سلیم شاہ نے اس بات
سے قوی دل ہوکر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کرکے فرمایا کہ مین اپنے ہاتھ سے
تمھین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمھارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد ہوکر میدان
مین ایستادہ ہوا اور وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو معرکہ مین دیکھکر شرم سے داخل ایسا اول ہوئی اور ظاہر لیبد [illegible]

جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی نے سلیم شاہ پر نوازش فرمائی اور لشکر [illegible] اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ میں جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے اُسکے احوال سے خبر نپائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مآل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب میں لشکر تعین کیا اور فیروزپور میں آتش جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اُسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہونچا خواص خان اور عیسیٰ خان تاب مقاومت نلاسکے کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت اور اُنکے سر پر تعینات کی اور اُسنے جاکر دامن کوہ کمایون میں قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتے تھے اس وقت سلیم شاہ نے خود چنار کی طرف عزیمت کی اثنائے راہ میں جلال خان جلوانی اور اُسکے بھائی کو اُس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے رکھتے تھے ماخوذ کرکے قتل کیا پھر چنار میں جاکر خزانہ برآوردہ کرکے گوالیار میں بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی اور جو قطب خان عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ میں دخل تھا اسبب اُس خوف و ہراس کے کوہ کمایون کے دامن سے فرار کرکے لاہور میں ہیبت خان نیازی المخاطب اعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کرکے قطب خان نائب کو طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند محبوس دیگر کے کہ جملہ چودہ نفر تھے مقید کرکے اپنے بہنوئی شہباز خان لوہانی کے پاس گوالیار میں بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون کو طلب کیا شجاعت خان نے آکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متعذر رہا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا اور خود خزانہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور میں حاضر رہتا تھا راہ سے فرار کرکے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کرکے آگرہ میں آیا اور لشکر کے احضار کا حکم دیکر نئی دہلی کیطرف رونق افزا ہوا اور حکم کیا کہ گرداگرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ سے تیار کریں اور جب سلیم شاہ کی خبر توجہ دہلی کی شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی میں قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کرکے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایون خان مع طائفہ مخلصان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دو چند تھی استقبال کے واسطے دوڑ کر قصبہ انبالہ کے نواح میں پہونچا لکھتے ہیں جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب گیا فرود کش ہوا اور خود مقربون کے چند اشخاص سے لشکر نیازیون کے مشاہدہ کو جاکر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی انبوہ پر پڑی اُس مقام میں ایستادہ ہوکر کہا کہ میری عزت و ناموس میں نہیں سلیم شاہ کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر افسرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ آراستہ کرکے عزیمت جنگ کرو اور اُس شب کو کہ صباح اُسکے جنگ ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کیواسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کرکے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا **بیت** ملک بمیراث نگیرد کسے ۔ تا نزند تیغ دو دستی بسے ۔ چنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُنکے درمیان میں کدورت پیدا ہوئی جبکہ صفوف آراستہ ہوئیں اور طرفین مقابل ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کرکے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا چونکہ نمکحرامی کا نتیجہ شامت و ندامت ہے یہ بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی **بیت** کسے را کہ دولت کند یاوری ۔ کرا زہرہ کہ باوے کند داوری ۔ سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون کے جو مسلح تھے اور کوئی شخص اُسے نہیں پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ میں مبارکباد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کرون جب گیا ایک فیلبان نے

اُسے پہچانکر نیزہ مارا اور ردہ فیلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہوکر نکل گیا القصہ نیازیون نے شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو ردہ کے قریب ہی فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے تعاقب مین گیا اور خواجہ ادیس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کرکے خود بدولت و اقبال نے آگرہ کی طرف حرکت کی اور وہان سے گوالیار مین آ گئے اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اگاڑی جاتا تھا ایک شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کرکے فرصت وقت کا جویا تھا ایکبارگی برق کی طرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہوکر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہی یہ سوچکر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مندو تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اوجین مین چھوڑکر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ ۹۵۵ نوسو پچپن ہجری مین واقع ہوا تھا اور خواجہ ادیس سروانی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین اُنسے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون تعاقب کرکے نوشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر دھنکوٹ مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سنبلہ کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاحش کھائی اور اعظم ہمایون کی مان اور زن فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور تمام نیازی کھکرون کے پاس پناہ لیگئے اور پہاڑون پر کہ کشمیر کے متصل ہین درآئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کے واسطے سوار ہوکر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک کھکران سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور اُنہ دنون مین ایک شخص نے تنگ راستہ مین کہ اُسوقت سلیم شاہ کوہ مانکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کرکے اُسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے اُسپر غالب آیا اور آن واحد مین اُسکا کام تمام کیا اور وہ تلوار پہچانی جوکہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب کھکران مغلوب ہوئے اور اُن مین قوت باقی نرہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سدراہ ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اُترے حاکم کشمیر نے اُنکے سر کاٹکر سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کرکے مراجعت کی اُسوقت میرزا کامران جنت آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روے نخوت و تکبر پیش آنکر نالایق سلوک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین دم لیا اور وہان سے ولایت کھکران مین گیا اور سلیم شاہ نے دہلی مین جاکر چند روز قیام کیا اور اُسوقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچا کہتے ہین کہ اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے مین جوکین لگا کر خون نکلواتا تھا اُسیوقت سوار ہوکر روانہ ہوا اور اول روز تین کوس پر جاکر مقام کیا اور جوکہ توپخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُس عرصہ مین بیل ارابہ کے پرگنون مین گئے تھے اور وہ چلنے مین جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاؤ ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور جوکہ ہمایون بادشاہ نے بیشتر مراجعت کی تھی وہ اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کرکے قلعہ لاہور مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز انترے کے نواح مین شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہوکر مقام غدر مین ایستادہ ہوئی اور بحسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد ہوئی بہار الدین اور محمود کہ فتنہ کے بانی تھے اُنھین قتل کرکے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کہ جسکو ساتھ قوت

اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کرکے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک خواص خان کہ شجاعت مین رستم زمان اور سخاوت مین حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے بتنگ آکر ۹۵۹ھ نوسو انسٹھ ہجری مین امان کے واسطے تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا اور سنبھل مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کرکے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور اُسکے آدمیون نے تابوت اُسکا دلی مین لیجاکر پیوند زمین کیا اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُسکو خواص خان دلی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہوا تھوڑے عرصہ مین یعنی ابتداے ۹۶۰ھ نوسو ساٹھ ہجری مین سلیم شاہ کی مقعد مین ایک دانہ دنبل کا برآمد ہوا اور درد کی شدت سے خون جاری ہوا اور مرگیا مدت اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے محلون کے درمیان مین ایک محل اور آباد کرکے ہر ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافرون اور محتاجون اور توانگرون کے واسطے مقرر کیا تھا اور اُسی سال محمود شاہ گجراتی اور برہان نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور بدر مولف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پایا اور قضایاے غریب سے کہ سلیم شاہ کے زمانے مین واقع ہوئین واقعہ شیخ علائی ہے اور تفصیل اُسکی بسبیل اجمال یہ ہے کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور بخلاف شیخ سلیم قصبہ بیانہ مین سجادہ شیخی پر ارشاد و تعلیم ہدایت طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت و دانش مین امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت مین مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے سعادت فرما ہوئے اور روش مہدویہ کہ عقیدہ فاسد سید محمد جونپوری مین موعود ہوا اختیار کرکے بیانہ مین رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علائی کو وضع اُسکی خوش آئی اُسکی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آبا اجداد کا طریقہ ترک کرکے خلایق کی بروش مہدویہ دعوت کرنے لگے اور برسم اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبد اللہ افغان نیازی کے ہمسایہ مین توطن کیا اور ساتھ ایک ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُنکے متفق ہوکر گرویدہ ہوتے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے تھے اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس مین حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے کام کے واسطے نجاتا تھا اور ترک اہل و عیال کرکے دائرہ مہدویہ مین داخل ہوتا تھا یا کہ بمعاصی اور مناہی سے تائب ہوکر ساتھ سید جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اسکے بعد اگر کشت اور زراعت یا تجارت کرتا تھا وہ ایک حصہ راہ خدائے تعالی مین صرف کرتا تھا اور بہت شخص ایسے ہوئے کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کرکے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ مین بسر کرتے تھے اور اظہار نکرتے تھے اور ہر انفاس مین اوقات مصروف رکھتے تھے اور بلکہ اور شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور کسی کو شہر اور بازار اور ہر مقام مین نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور آخرش اگر پیش نجاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد مین اُسکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُنکے مقاومت مین نرکھتا تھا اور جب شیخ عبد اللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے بڑا ہے اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہے شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور حالت کے مع تین سو اور ستر خانوادہ مروم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور مین کہ جودھپور کے حدود مین واقع ہے پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدان کے

سلک مین منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین فساد مذہب مہدویہ کا دل مین لاکر اُسنے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنی کو سمجھکر ساتھ اِس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر مین بواجبی اطاعت نہین کرتے ہین اظہار رنجش خواص خان سے کہکے خواص پور سے برآمد ہوا اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کرکے بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور اُن دنون مین سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر متمکن ہوا سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ مین گیا اور اُسکی مجلس مین حاضر ہوکر بادشاہون کے رسوم اور آداب کا مقید نہوا سلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے ایکبار علیک السلام کہا اور یہ بات اُسکے مقربون پر شاق ہوئی ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب مخدوم الملک نے بمقام انکار شیخ علائی مین ہوکر فتوے اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میرزا رفیع الدین انجو اور ملا جلال بھیم دانشمند اور ملا ابو الفتح تھانیسری اور دیگر علماے وقت کو حاضر کرکے تشخیص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہوکر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر رجوع کرکے اسطرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل مین اثر پذیر اور ذہن نشین ہوتے تھے اور اُس سے کہتا تھا ای شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور اب تک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اور جب شیخ علائی نے یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتواے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا قصبہ ہندیہ کیطرف کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے اُمراے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ کے اُس سے گرویدہ ہوکر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین درآیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو مع وجوہ قبیح سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ علما کو حاضر کرکے بیشتر سے بیشتر اس قضیہ کے تشخیص مین مقید ہوا پھر ملا عبد اللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہی جیساکہ عزیز تیرے بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور محتمل بلکہ یقین کیا گیا ہی کہ نقصان تیرے ملک و بادشاہی مین ظاہر کرے سلیم شاہ کسی وجہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کو بہار مین شیخ بڑھ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا اور سلیم شاہ اُسکا معتقد ہوکر کفش اُسکے پاؤن کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب کیطرف متوجہ ہوکر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڑھ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے ایلچیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُسوقت مین شایع تھا عارض ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور رنج سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نرکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ مین مہدی نہین ہون ور مطلق العنان ہو شیخ نے اُسکا کلام نہ سُنا سلیم شاہ نے مایوس ہوکر حکم دیا کہ تازیانہ دارنے اُسے چند تازیانہ مارے لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذاکر اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن گذرے تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالہ اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ اکبری مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان کو دوست رکھتی ہی اجازت دے تو

تو مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اُٹھاؤن کہ تیرے فرزند کا خار رہ ہی اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہی اپنے دلبند کی زندگی
سے ہاتھ اُٹھا کہ آسے مبارز خان سے خطرے ہین اُسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ و ساز
کیطرف اوقات مصروف رکھتا ہی اُسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی ہر چند سلیم شاہ اس بارہ مین اُسے ملامت کرتا تھا مفید
نہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہو کر
اُسکے قتل کے درپے ہوا ہر چند اُسکی ہمشیرہ زار زار رو کر اپنے نور عین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی ای بھائی اس بیگناہ کے قتل سے
دست کش ہو تو مین اُسے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤن کہ کوئی اس سے نشان نپاوے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اُس طفل
معصوم کو بیعذر و قصور تیغ جفا سے شہید کیا **بیت** ہمردی کہ ملک سراسر زمین ۔ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ✽ **ذکر سلطنت
محمد شاہ سور المشہور بعدلی** کا اُسکو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس
اُسکو بحذف الف اور اضافہ ب اعدلی کہتے تھے اور عدلی عدم قابلیت کے سبب کہ مردم اراذل و دون کا ہاتھ پکڑ کر مہمات عمدہ شاہی
کو ساتھ اُنکے رجوع کئے تھے اور ہیمو ہی نام ہندو کو کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اُس کو منصبداران جدیدہ
کے سلک مین منتظم کر کے کوتوال بازار کا کیا اور صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ اور رذائل
مین مشغول ہوا اور جو زر بخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی سُنی تھی خیال اُسکی تقلید کا کر کے اوائل جلوس مین
دروازہ خزانہ مفتوح کر کے خلق کو انعامات و دیگر استمال اور توانگر کیا اور رکنہ باسی پیکان مین اُسکے ایک تولہ طلا تھا یا تخمیناً
سواری وغیرہ گوشہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جسکے ہاتھ آتا تھا دس ہزار
روپیہ دیکر اُس سے لیتا تھا بس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تلف کر کے آپکو بادشاہ
بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اُسکے کام بیموقع سے اُسکو اندھیلی کہتے تھے کسواسطے کہ اندھیلی زبان ہندی مین
کوری اور نابینائی ہی جب ہیمو بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امراے افغان اُسکی بدی اور بدوضعی سے رنجیدہ اور
دلگیر ہو کر دشمن ہوئے اور ہر گوشہ سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرانے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ شرط فرمانبرداری
ہی بجا نہ لائے اس واسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ قدر اور اعتبار نرہا رونق اور نظام اُسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور
ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بار عام دیا اور امراے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اُس درمیان مین حکم کیا کہ
ولایت قنوج جو محمد شاہ فرملی کی جاگیر ہی تغیر دیکر سرمست خان شروانی کو دیوین چونکہ دونون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ مین گفتگو کی
سکندر خان ولد شاہ محمد فرملی کہ جوان نو خاستہ اور بہادر تھا سر دربار از روے درشتی بولا کہ اب کام اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر
شروانیان سگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اُسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع
کرتا تھا لیکن اُسے یاراے صبر نرہا بولا ای باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس آہنی مین قید کر کے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو
سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس مہلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے اخراج کا قصد رکھتا ہی تو اس معنی کو نہین سمجھتا
عنقریب تجھے نچھوڑینگے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر کہا
کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کسواسطے ہی اور سرمست خان کا یہ ارادہ تھا کہ اس بہانہ سے اُسے دستگیر کرے سکندر خان نے
اس معنی کو دریافت کر کے ایسا خنجر اُسکے شانہ پر مارا کہ سرمست خان فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند
لوگ جو کہ اُسکے متعرض ہوے تھے اُنمین بعضونکو ہلاک اور بعضونکو زخمی کیا اور عدلی اُس شور و فساد مین اُٹھکر حرم سرا کیطرف دوڑا سکندر خان نے

تعاقب کیا عدلی نے کنواڑہ بند کرکے زنجیر مین مسلسل کیا اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین پھینک کر بھاگ گئے سکندر خان شل دیوانون سرمست کے دو گھڑی تک جسطرف جاتا تھا ضربہاے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم خان سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ مین شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُسپر حملہ آور ہوا اور ضربت ہاے شمشیر آبدار سے اُسکا جسم نازنین پرزے پرزے کیا اور دولتخان لوحانی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد فرملی کا تمام کیا کہتے ہین اُسیدن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہوکر شاہ محمد فرملی کے دروازہ کے قریب اُس سے ملاقی ہوکر احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کار دگرگون ہوا مین نے اپنا قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہی تو بھی تاکہ میری رفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کیواسطے گیا اور پہونچا اُسکے پہونچتے ہی تاج خان کرانی نے قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور چھپرامؤ کے اطراف مین کہ آگرہ سے چالیس کوس اور قنوج سے تیس کوس ہی اُسکے سر پر پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ مین بعضے عمال خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہی پرگنات سے لیکر اپنے بھائیون عماد اور سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگ اور خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور عدلی بھی کرانیون کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگ کے کنارے طرفین کا مقابلہ ظہور مین آیا اُسوقت ہیموی بقال نے عدلی سے کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کرین آب سے عبور کرکے کرانیون پر حملہ آور ہون اور اُنھین ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالون عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموی بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اور ابراہیم خان سور کہ شوکت و غرور رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازیخان کے پاس کہ ہنڈون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے عیسیٰ خان نیازی کو اُسکے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کالپی کے قریب اُس سے ملحق ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کرکے دار الملک دہلی پر متصرف ہوا اور زر و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور وہان سے آگرہ کیطرف تاخت لایا اور اکثر ممالک اس حدود کے زیر نگین کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہوکر کرانیان سے ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب دریاے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے ایلچی اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شیروانی اور اعظم ہمایون اور چند امراے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اقتدار ہین آوین اور لوازم عہد و میثاق درمیان مین لاوین اعتماد آمیز کرکے ملازمت مین حاضر ہونگا عدلی نے بے عقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا اور ابراہیم خان سور نے سبکو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر اصرار کیا عدلی نے اس امر سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کرکے چنار کیطرف راہی ہوا اور ممالک اُسطرف کے قبضہ مین لاکر فر و کشش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ مین احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی حبالہ نکاح مین تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سُنکر اُسکے بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی اور ہیبت خان اور تاتار خان کو کہ امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور یکجہت کرکے سکندر شاہ لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہی

نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دو سو امیر ہمراہ رکھتا تھا کہ ان مین اکثر صاحب سراپردہ و تجمل و علم و نقارہ رکھتے تھے سکندر شاہ اسکا جاہ و حشم دیکھکر ہراسان و اپنی آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر و حشم کی کثرت پر مغرور ہوکر سکندر شاہ کی ملائمت اور تملق پر ملتفت نہوا اور موضع مذکور مین صفوف جنگ آراستہ کرکے نقارۂ حربی پر چوب ماری اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے اپنا علم امرا کے ہمراہ کرکے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ اسکی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک لحظہ مین اسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کیطرف گیا اور سکندر شاہ کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اسوقت عدلی نے ہیمو بقال کو کہ اسکا وزیر تھا مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب چنار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کیواسطے بھیجا ہیمو بقال نے ابراہیم شاہ کا دفع اہم جانکر نواح کالپی کو شکستہ کیا ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا ہیمو بقال نے پھر اس مقام مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور انہین دنون مین محمد خان سور حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کرکے چنار اور جونپور اور کالپی کی تسخیر مین متوجہ تھا عدلی نے ہیمو بقال کو طلب کیا ہیمو بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اسکا تعاقب کرکے موضع مندا کہر مین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اسکے سر پر پہونچکر بنیاد جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو وہانکا راجہ تھا لڑا اور گرفتار ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اس سے سلوک ہوا اور چند عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ رایسین کے حدود مین بستے تھے ایاز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور افغانان ایلچی راجہ رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مالوہ مین لیگئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی ولایت گڈہہ کو مدد کیواسطے طلب کرکے ایاز بہادر سے مقابلہ کرے رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے روانہ ہوئی اور ایاز بہادر نے ایک جماعت اسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اسمقام مین مناسب نجانا اڈیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ سے ہے جاکر ایام گذرانی کی یہانتک کہ ۹۷۵ نو سو پچہتر ہجری مین سلیمان کرانی ولایت اڈیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلاکر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیمو بقال چنار مین عدلی کے پاس گیا خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس حال کے ان افغانان سے کہ جو جہل و خود رائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ و جدل نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت میسر نہوئی محمد خان گوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چھپر کو مین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان گوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور و مظفر ہوکر چنار کیطرف مراجعت کی اور دہلی کے استخلاص اور استرداد کی فکر مین ہوا اسی درمیان مین ہمایون بادشاہ دار بقا کی رحمت مین واصل ہوا عدلی نے ہیمو بقال کو پچاس ہزار سوار اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو اہل مغل کے تصرف سے برآوردہ کرے اور خود امراے افغان کی مخالفت کیے

سبب چنار سے دو رتھا اسکا ہیمو بقال جب آگرہ کی نواح مین پہونچا امراے مغل کہ اُس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوئے ہیمو بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے دہلی کی طرف گیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہوکر اُس سے مقابل ہوا اور شکست کھاکر پنجاب کی طرف مفرور ہوا ہیمو بقال دہلی پر قابض و دخیل ہوکر دیڑھ اُسکے ہوا کہ سامان درست کرکے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کرکے خان زمان مغل کو تعجیل تمام دہلی کیطرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیمو بقال یہ خبر سنکر بہ نہایت حشمت و شوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح مین فیل پر سوار ہوکر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہاے مردانہ کرکے صف میمنہ اور میسرہ اور قلب کو برہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اپنا کام کرکے تاراج مین مشغول ہوئے اور حسب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہیمو بقال سے دو چار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین لیجا کر تہ تیغ کیا ہیمو بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی زبون و ضعیف ہوا اور ایکبارگی افغان خیرہ سر ہوئے اور خضر خان ابن محمد خان گوریہ بقصد انتقام پدر و مادر جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اُس ممالک کے خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُسکے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اُسکی آخر ہوئی۔

ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند دیہور

واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش و سرور بجا لایا اور امراے اکابر افغان کو طلب کرکے فرمایا کہ مین بھی ایک تمسے ہون مجھے تمپر کسی طرح کی فوقیت نہین ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان مین مشہور کیا اور شیر شاہ نے بہ مشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ مین لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مثل ہمایون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت مین ہے کسی طرح اُس سے ایمن نہین ہو سکتے اگر تم برضا و رغبت میری بادشاہی کے خواہان ہو نفاق و حسد کو دل مین راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی مین نظام اور ایک رونق ظہور مین آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شائستہ نہین جانتے اپنی قوم مین سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ مین بھی اُسکے جاوہ اطاعت مین قدم رکھکر دل و جان سے مخلص اور ہواخواہ ہونگا امراے افغان یہ کلام سنکر جوابدہ ہوئے کہ ہم سب نے آپ کو شیر شاہ کا چچیرا بھائی سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہے اُسکے بعد سبھون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپسے کبھی مخالفت نکرینگے لیکن اُسی عرصہ مین باوجود عہد و میثاق کے مناصب و خطاب اور جاگیر کے بارہ مین کلفت اور رنجش درمیان مین آئی اتفاق نے صورت نہ باندھی قضارا ہمایون بادشاہ انھین دنون مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور مغلون نے لاہور پر تاخت کرکے افغانون کو زیر و زبر کیا کچھ اُنکی پیش نہ گئی اور سرہند تک متصرف ہوکے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور بروایت ایک لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور ہیبت خان افغان سپہسالار کے ہمراہ کرکے فوج چغتائی کے دافعہ کو تعین فرمایا اور افغانون نے شکست فاحش جیسا کہ چاہیے پائی اور گھوڑے و ہاتھی چھوڑکر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن قریب اسّی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب مین تھا جنگ کرکے منہزم ہوا اور کوہ سوالک مین

پناہ لی اور دارالملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امراے ہمایون بادشاہ کے تصرف مین آیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہوکر بنگالہ کی طرف بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجاے اُسکے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ مین ناظرین بتکلیف مطالعہ فرماوین انشاء اللہ تعالی وہان مشروحاً مرقوم کلک تحقیق سلک ہوگا

ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر اس حدود کی بتوفیق خداوند جز و کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزہ تصرف مین

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے بیلاق قیدار نبی علیہ السلام مین کہ ابہر اور سلطانیہ کے درمیان مین ہے جاکر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات کے لایا جنت آشیانی اُسطرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۱ نوسو اکاون ہجری مین شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ سمعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لایق حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثناے محاورہ اور مکالمہ مین پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیون کا اتفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ وہ روش سلوک بھائیون کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجا لاے تھا اور جب دسترخوان مائدہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس مین دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگارون کے خدمت مین مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا بھائیون کو اس حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق مین رونق افزا رہے آگ دشمنی کی ہاتھ سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کر کے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور براہین سے ذہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے جو صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ مقابل ایران کے ہے فرمان روا ہووے الغرض حضرت شاہ جب بیلاق قیدار نبی علیہ السلام مین سے جنت آشیانی کی خوشحالی کیواسطے تین مرتبہ شکار جرگہ کی بنیاد ڈالی اور مرتبہ اول آنحضرت کو شکار ڈالنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم ہوا بعدہ امرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار پر سوار ہوکر تازی شیر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور شمشیر و تیر و تبرہ سے صحن صحرا کو چرند سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین مین مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بعض مقربون نے سخنہاے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی پر حذر ہوئے لیکن اس مصرع پر عمل کیا **مصرع** مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ٭ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجالائے اُندنون سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نور الدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کر کے درپے اُسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کی صفحہ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اُٹھا کر یہ رباعی جنت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین پڑھی **رباعی** ہستیم زجان بندۂ اولاد علی ٭ ہستیم ہمیشہ شاد بایاد علی ٭ چون سر ولایت از علی ظاہر شد ٭ کردیم ہمیشہ ورد خود نادعلی ٭ حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبرون کو ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کریگا مین کمک کر کے

ممالک موروثی مین روانہ کرون سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام کیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس عہد تک خاندان
رسالت کی محبت میرے دل مین جاگزین ہی اور امراے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت
شاہ نے بیرم خان کو خلوت مین طلب کرکے ادھر ادھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا تھا
اُس مجلس مین مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہی یا تابکے بداغ خان قاچار کہ امراے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار جنت آشیانی
کے ہمراہ کرے تو بھائیون کو تنبیہ و تادیب کرکے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اُسی چند روز
کے عرصہ مین تمام اسباب شاہی مرتب کرکے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت فرمایا کہ سیر تبریز و اردبیل بہی میرے
مکنون خاطر ہی دونون شہرون کی سیر کرکے ارواح طیبہ شیخ صفی اور اُنکی اولاد امجاد سے استمداد کرکے منزل مقصود کیطرف روانہ
ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرماکر اُس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم مین حضرت کے دیدہ
دانستہ تقصیر نکرین وہ حضرت اُس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کرکے برفاقت شاہزادہ مراد اور امراے قزلباش مشہد
مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیہ والثناء کے راستہ سے قندھار کیطرف متوجہ ہوے اور اول گرمسیر کے قلعجات دیوان
بادشاہی تصرف مین آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہان پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو
کہ عم نامہربان کے پنجہ ظلم مین گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے
قلعہ مین متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہان پہونچکر محرم کی ساتوین تاریخ سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین قلعہ
مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے
پاس کابل مین بھیجا اور اثناے راہ مین ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی سد راہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان
مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت مین حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور بقاع کے بارہ مین تحریک کی جب مو ثر
نہوئی مراجعت کرکے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک مین پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ اور عاجز ہونے
الوس چغتائی کے عاجز ہوا اُس عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا میرک اور شیر افگن بیگ
برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگکر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ سے برآمد ہوکر
حضرت کی خدمت مین فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے شرف
ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور مین قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق ہی
اس صورت مین آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابو الفتح سلطان افشار اور
صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ مین در آئے اور باقی امراے قزلباش پلٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش
کے قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اُس زمستان مین اُنھین کوئی جاے امن نہ رہی اکثر بھاگکر کابل گئے اور عسکری
میرزا بھی فساد کا داعیہ کرکے بھاگا اور ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئی اور گرفتار کر لائی اور وہ حضرت مع لشکر
ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوئے اور انھین دنون مین شہزادہ مراد قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثناے راہ
سے معاودت فرماکر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کیواسطے عاریۃ
ہمارے سپرد کرین کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد ہم تمھارے سپرد کرینگے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت
نے بھی سکوت کرکے بیرم خان ترکمان و الغ میرزا اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیئے

ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے مملو تھی شہر مین آئی حاجی محمد خان فرصت پاکر اُس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ اور دربان جب مانع ہوئے ضربت ہائے شمشیر آبدار سے اُنھین خاک مذلت پر ڈالا اُسوقت بیرم خان ترکمان اور رفیع میرزا بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان قاچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر عراق کی روانگی کی رخصت لی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اُسوقت میرزا یادگار ناصر بھائی بابر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال ملازمت کے واسطے آیا اور جو کہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردوے میرزا کامران کے فروکش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت اُسکے لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قیاان بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب وہ حضرت اُسیوقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کیطرف بھاگ گیا اور جنت آشیانی نے ہندال میرزا کو اُسکے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدولت واقبال ماہ رمضان المبارک کی شب دہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا زمانہ ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا **بیت** عزیز مصر بہ رغم برادران غیور * زقعر چاہ برآمد باوج ماہ رسید * اور یہ مصرع اُس فتح کا مادہ تاریخ ہی **مصرع** بہ جنگ گرفت ملک کابل از دست * اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ نپائی زمین داور میان ہزارہ مین در آیا اور اُنھون نے بھی جب جگہ نہ دی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام معاونت در استمداد مین ہوا اور میرزا ظاہراً عیش و سرور اور باطناً اندیشہ و فتور مین گذرانتے تھے **بیت** بظاہر با ہمہ گفت و شنود داشت دلے دل جاے دیگر در گرو داشت * جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود بسعادت و برکت ۹۵۳ نوسوترپن ہجری مین بہ تسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ مکرر دشمنی اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا پھر جنت آشیانی طالقان کیطرف متوجہ ہوئے مزاج شریف اُنکا جادہ صحت اور راہ اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت پائی جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اُسوقت خواجہ معظم بھائی جوبی بیگم خواجہ رشید کوکہ عراق سے اُسکے ہمراہ آیا تھا بعضے امور کے سبب اُسے مقتول کرکے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا غوربند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون سے دوچار ہوکر اکثر مال واسباب اُنکا لیا اور غزنین مین آنکر اجلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر آپ کو قلعہ مین پہونچایا اور محمد علی طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کرکے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیلدار کو نابینا کرکے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے سپرد کرکے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عسس کہ بابر شاہ کا مسخرہ تھا دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر بیت گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی **بیت** صبح امید کہ بود معتکف پردہ غیب * گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد * اور جب یہ خبر سمع ہمایون مین پہونچی مقدمات

صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کیطرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اُسکو متفرق کرکے وہ افغانان مین آیا اور اُس مقام مین شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام محاربہ بلند کیے اور اُسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز نائرہ آتش جنگ فروختہ ہوتی تھی اس ہنگام مین میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع مین پہونچا ہے اور اسمین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مردم جرار و کارآزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لا دے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد و شد یک قلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون دیکھکر صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی سے مقابلہ کرکے بھاگا اُسوقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور بابوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے مضطرب ہوکر بابوس بیگ کے تین فرزند کہ قلعہ مین تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے انکی نعشین پھینک دین اور قراچہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر استوار کیا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف ہوا میرزا دامن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دوچار ہوکر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کرکے اُسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم وہانکا اُسکی مدد کے واسطے سوار ہوکر غوری اور بقلان کو گیا اور میرزا کے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت قراچہ خان اور بابوس بیگ اور بعضے امرا توقعات غیر مقدور عمل مین لائے ازانجملہ قتل غازی وزیر اور نصب خواجہ قاسم بجائے اُسکے ہوا اور یہ امران کے جملہ مدعیات سے بیجا تھا جو یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امرا نے ترک رفاقت کرکے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بہ نفس نفیس انکے تعاقب مین گئے اور جب انکو نہ پایا مراجعت کرکے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور میر علی سنقائی کو کہ امرا کی سمت سے بھاگ کر سر راہ بیٹھکر اخبار اردوے بادشاہ کے اُنکو پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آکر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثناے راہ مین شیر علی کو دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اسلیے کہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم مین چھوڑکر خود طالقان مین گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو ہمراہ ایک جماعت کے بطور ایلچی کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو قلمی کی اور اُسنے بطور تاخت آکر کشم مین پہونچا اُسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے جو متفرق تھے اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جنگ کرکے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کیطرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لیگیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دو مہینے تک قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکان کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعے سے مکہ معظمہ کی رخصت چاہی

کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہوکر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے
اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج تعاقب انکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ
ہوکر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو انکے استقبال کو بھیجکر نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور
کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت سعادت کرکے کابل مین تشریف لائے اور فتح نامہ کے
حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ تین کہ اس شاہ جمجاہ کی طبع زاد ہین اپنے خط فیض نمط سے
قلمی کین قطعہ باز شاہد زغیب روئے نمودہ کہ از دوستان او ز دل کشود ✤ شکر للہ کہ باز شاد انیم ✤ بر رخ یار و دوست خندانیم ✤
دشمنان را بکام دل دیدیم ✤ میوہ باغ فتح را چیدیم ✤ روز نو روز بیرم ست امروز ✤ دل احباب بیغم ست امروز ✤ شاد باد اہمیشہ
خاطر یار ✤ غم نگردد دیگر دیار و دیار ✤ ہمہ اسباب عیش آمادست ✤ دل بفکر وصالت افتادست ✤ کہ جمال حبیب کے
بنیم ✤ گل زباغ وصال کے چینیم ✤ گوش خرم شود ز گفتارت ✤ دیدہ روشن شود ز دیدارت ✤ در حریم حضور
شاد باہم ✤ بنشینیم خرم و بینیم ✤ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ✤ عزم تسخیر ملک سند کنیم ✤ ہر در بستہ کشادہ شود ✤ ہر چہ خواہم
ازان زیادہ شود ✤ آنچہ خواہیم از زمان و زمین ✤ گوید آمین چو جبرئیل امین ✤ یا الٰہی میسرم گردان ✤ دو جہان را بکام گردان ✤
اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اسکے حاشیہ پر ترقیم فرمائی **رباعی** اے آنکہ انیس خاطر محزونی ✤ چون طبع لطیف خویشتن موزونی ✤
بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ✤ آیا تو بیاد من محزون چونی ✤ اور بیرم خان ترکمان نے بھی در جواب یہ رباعی موزون کرکے
تحریر کی **رباعی** اے آنکہ بذات سایہ بیچونی ✤ از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی ✤ چون میدانے کہ بے تو چون میگذرد ✤ چون
میپرسی کہ در فراقم چونی ✤ اور جو بیرم خان ترکمان سے اوزبک کو قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی ۹۵۶ سنہ نو سو چھپن ہجری مین بقصد
انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوا کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کرکے ملازمت کے
واسطے نہ آئے اور باوصف اسکے دغدغہ وہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد برپا کریگا بادشاہ فسخ عزیمت نکرکے بلخ کے اطراف
مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کرکے قائمی سے جدا ہوا دوسرے
دن پیر محمد خان اور عبد العزیز خان ولد عبید اللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آئے تھے تیس ہزار سوار سے بادشاہ
کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک
اور ہمراہی اسکے یہ حال مشاہدہ کرکے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے
اہل وعیال کے انتظار و ردل نگران تھا اور اس رات کو کہ صبح اسکے سپاہگری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہوکر عرض
اقدس مین پہونچایا کہ جو بیابان بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہی صلاح اسمین ہی کہ درہ گز کی طرف جاکر اردو کیواسطے ایک جگہ محکم
معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کرکے بے جنگ تصرف مین لاوین اور حسب مبالغہ حد سے گزرا ناچار جنت آشیانی
نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کیطرف ہی اور دوست و دشمن کہ مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بسرعت تمام کابل
روانہ ہوئے اور اوزبکون نے دلیر ہوکر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کیواسطے لشکر
مغل کے عقب مقرر تھے زیر کرکے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے برگشتہ ہوکر بنفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب
سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانہ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت
مین تقصیر نکی لیکن جو لشکر چغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام پیش نگیا بادشاہ نے باگ کابل کیطرف معطوف فرمائی لیکن میرزا

کامران کے درپے دفع ہو کر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا مقام مخالفت مین گیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو
بھی کشم اور قندھار سے اُسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی جمع کر کے چاہا کہ ضحاک اور بامیان اور ہزارہ کے راستہ
سے سند کی طرف روانہ ہوں بادشاہ نے ایک جماعت کو اُسکے سر راہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے
پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام کیا کہ لشکر عمدہ ضحاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تمھین لازم ہے کہ کوتل قبچاق
کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمین بھی اپنا شریک اور ہوا خواہ سمجھو وہ اُنکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قبچاق مین
آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے
لشکر قلیل سے پاے ثبات زمین کین مین گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد اختہ اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت
کہ اس معرکہ مین تھے مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے
اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوگئے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور
جنت آشیانی بدخشان کی طرف رونق افزا ہوئے اور جو اہل قافلہ کہ اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق
مساعدت لشکر مین تقسیم کیے شاہ بداغ اور تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری
کے واسطے کابل کی طرف بھیجے اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور
جو سلیمان میرزا اور ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آئے اور چار دن کے بعد کابل کیطرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے
استقبال کر کے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندرانہ مین
کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی مظفر و
منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان واقعہ طلب نے میرزا کے
پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت اُسکی تعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین گئے
آنحضرت نے سامان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل اور داؤد زئی اور ملکان لمغانات
نیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آکر دروازہ فساد کا وا کیا جنت
آشیانی نے دوبارہ اُسکے سر پر جا کر بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین آکر علاج حاجی محمد خان کا کر دو اور حاجی محمد خان نے
میرزا کو پیغام کیا کہ آپ جلد غزنین مین آئیے کہ بندہ مطیع و فرمان بردار ہے میرزا کہ لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنگش اور کردیز کے
راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا حاجی محمد خان کو
بملایمت تمام کابل لیگیا تھا میرزا نا چار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین معاودت فرمائی حاجی محمد خان اُنکے روبرو تو ہم
دوبارہ غزنین کیطرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اُسے بہ دلاسا کابل مین لایا اُسوقت مرزا عسکری کو کہ برادر اعیانی
میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے عسکری میرزا دلی مین جو شام
اور مدینہ منورہ کے مابین ہے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے
یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے
فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایہ فساد تھا اول اُسے تیغ سیاست سے
قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بسیار اردوے بادشاہ پر

ذیقعدہ کی اکیسوین شب ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھکر روضہ رضوانکو سدھارا
اور جب میرزائے ناسعادت مندکو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کارنا کردہ پلٹ کر افغانون کے پاس آیا جنت آشیانی نے
رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا کو مع خیل وحشم ہندال میرزا شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین بھی اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور
خود افغانون کے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام اوس مہمند اور خلیل کو قتل وتاراج و نہایت خوار و ذلیل
کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی رفاقت سے دست بردار ہوئے اور وہ
ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لیگئے اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ آنکے حبس کا کیا بھاگ کر راجہ نگرکوٹ کے
پاس پناہ لیگئے اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اُسکے پیچھے ۹۶۰ھ نوسو ساٹھ ہجری مین راجہائے پنجاب کے سر پر
روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم گکھر کے پاس گیا اتفاقاً انہی دنون مین جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران
کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کرکے ہند مین داخل ہوئے
سلطان آدم نے اندیشہ کرکے میرزا کی محافظت کی اور حقیقت درگاہ مین لکھی جیسا کہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس
جاکر میرزا کو لایا اسکے بعد اوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ وجدل سے نہایت آزردہ تھے معروض رکھا کہ ہماری
عزت وناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اسکے قتل پر راضی نہوا امراکی تسکین کیواسطے
اُسکی آنکھ مین میل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن فرنجودی نے یہ مصرع اُسکا مادہ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید زبیداد شہ ٭ اور جب
جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لیگئے میرزا نے چند قدم استقبال کرکے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ
زقدر وشوکت سلطان نگشت چیزے کم ٭ زالتفات بمہمان سرائے دہقانے ٭ کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید ٭ کہ سایہ
برسرش انگند چوتو سلطانے ٭ جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نرہی اُٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی
اجازت لیکر سندکے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوئے اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لیگیا اور تین
حج کرکے ۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین اُس مقام مشرفہ مین انتقال کیا اور معلی مزکی مین مدفون ہوا ابیات ہیچ ہی نظم گنج بقا نیست
درین خاکدان ٭ مغز وفا نیست درین استخوان ٭ جملہ جہان خواہ کہن خواہ نو ٭ چون گذرانست نیرزد بجو ٭ اور میرزا
کامران کی تین بیٹیان تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُس کو
۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جسوقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور
ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلک بکشتن من اینقدر شتاب مکن ٭ چو خواہم از تمت
مرا اضطراب مکن ٭ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا
موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخرالدین مشہدی رضوی
کے حبالۂ نکاح مین تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو
بھی حوزۂ تصرف مین درلادے اور سلیم شاہ جب پنجاب مین پہونچا تھا امرائے چغتائی نے اُس تجویز کے خلاف بیکزبان
ہوکر عرض کیا قبلۂ عالم وعالمیان جب ہم کشمیر مین درآمد ہونگے تمام افغان راہ برآمد مسدود کرینگے اُسوقت کار دشوار ہوگا
بادشاہ نے بیبات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا ناخوش طبعانہ ہمراہی نکرکے کابل کی اطراف متوجہ
ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہوکر اشہب عزیمت کی باگ کابل کیطرف موڑی اور نیلاب سے عبور کرکے قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان

اوزبک کے سپرد کرکے کابل مین تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو خواجہ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین شہزادہ محمد حکیم میرزا بلدۂ کابل مین متولد ہوا احوال اُسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل مین آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طویت مفسدون کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش کیطرف مائل ہووے عزیمت یورش قندھار کرکے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سُنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کرکے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور متحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اسکی نسبت عرض کیا تھا محض تہمت اور افترا ہی اسواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کابل قندھار مین عیش و عشرت مین مشغول رہے اور ارباب غرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور ہر قسم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کرکے آپ بھی ملازم رکاب کرین یہ عرض معرض قبول مین نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اُس خان ذیشان کو حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اُسے اُسطرف روانہ کرکے خود کابل مین تشریف لائے پس اُسوقت مین بعضے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ مین گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین و افغان آپسمین طریق عناد و فساد ناپتے ہین اور تیغ خلاف غلاف سے کھینچکر وقت بیوقت آپسمین خونریزی کرتے ہین اور اب وہ وقت آیا ہی کہ حضرت ملک موروثی کیطرف متوجہ ہوکر تصرف مین لاوین بادشاہ کو جو سامان لشکر کشی ہندوستان مہیا نہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن سیر و شکار کیواسطے سوار ہوئے مجمع سے فرمایا کہ مین سفر ہندوستان کیواسطے شگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی باہم نظر آوین اُنکے نام استفسار کرکے مین فال نیک اختیار کرون فی الجملہ اول جو شخص سامنے آیا اُسکا نام پوچھا اُسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہی تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال اُسنے کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہین اسصورت مین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش آثار سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نرکھتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ سوار رکھتا تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بہ سفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی آتالیقی مین کابل مین چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پاے مبارک رکاب مراد مین رکھکر صفر کے مہینے سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے نیلاب سے عبور کرکے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلیخان سیستانی اور دوسرے سردارون کو اُسکے ہمراہ کرکے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتار خان افغان حاکم قلعہ رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنا کیا ہوا ہی طاقت مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کوچ متواتر سے لاہور آئے اور امراے افغان جو اُسکی محافظت مین قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی بفراغت شہر مین داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امراے چغتائی کے ہمراہ سرہند گیا اُس حدود کو بھی بے تحریک

سیف و سنان کو کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی متصرف ہوا اور اُس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت مین قدم رکھا اور جب خبر پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری مین دیپالپور مین فراہم ہوکر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلیخان سیستانی کو اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور وہ جماعت افغانون سے حرب کرکے متفرق اور پریشان ہوئی اور ساز و سلب اور اہل و عیال کو اُنکی غارت کرکے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر چغتائی کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نکرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کرکے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آب بچوارہ کے ساحل پر اردوے خصم کے مقابل نزول کیا اور جو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیمون کے آگے روشن کرکے لوازم بیداری مین مشغول ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہوکر خوشحال ہوا اور بدون اُسکے کہ کوئی شخص اُسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے لیکر اردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانونکو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کرکے شور اور ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور افغان کہ قلت عقل کی صفت مین موصوف ہین روشنی کی زیادتی مین کوشش کی اور تمام لکڑیان و علف کا اردو مین تھا ایکبار گی روشن کیا اس حرکت سے مغل دہ بھی خوش وقت ہوئے اور تیر اندازی مین تقصیر نکی اس حال مین علی قلی سیستانی اور چند سوار دیگر واقف ہوکر بتعجیل تمام بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہوکر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اردو سے باہر آئے دہلی کا راستہ لیکر متفرق ہوئے تاتار خان اور ہیبت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ مین نہایت تفرقہ دیکھا اُنھون نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑکر راہ فرار اختیار کی مغل افغانون کا ساز و سلب تاراج کرکے مسرور اور معمور ہوئے بیرم خان نے فیلون کو جنت آشیانی کے حضور لاہور مین بھیجا اور خود ماچیواڑہ مین قیام کیا اور امراے چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کرکے بہت پرگنون پر متصرف ہوئے اور وہ حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہوکر بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُسکے نوکرون کی سامی کیا وضیع و شریف سے کیا ترک اور تاجیک سے اور کیا سقہ اور فراش سے کیا باورچی اور ساربان سے سب کو دفتر بادشاہی مین ثبت کرکے پایۂ شگرف پر پہونچایا اور کچھ آئین سے خان اور سلطان ہوکر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان موافقت کے بارہ مین امراے افغانان سے قسم لیکر مع اسّی ہزار سوار اور توپ بسیار اور فیلان جنگی اور نامی عزم رزم مین پنجاب کیطرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فروکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر استدعاے قدوم میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کرکے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھکر چند روز طرفین سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جانستان مین پیشقدمی کرکے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانون نے صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ بادشاہی کے درپے ہوئے اور سپاہ چغتائی تمام قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے ایک طرف بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان و عبد اللہ خان اوزبک و شاہ ابو المعالی و علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدۂ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی اور مافوق طاقت بشری

ظہور مین پہونچائے توفیق الٰہی سے افغان منہزم ہوکے اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کے
حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو
پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کیواسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے
اور ملک ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر کہ خال چہرۂ ہفت کشور ہے فرمانروا ہوئے بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ
سے ممتاز کرکے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی
اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اسطرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون
کی **رباعی** منشی خرد طالع میمون طلبید ٭ انشا سخن ز طبع موزون طلبید ٭ تحریر چو کرد فتح ہندستان را ٭ تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید ٭
اور حالانکہ شاہ ابوالمعالی امراے کمک کے ساتھ رعایت اور سلوک نکرتا تھا سکندر شاہ روز بروز قوی تر ہوتا تھا جنت آشیانی
نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کرکے اس والاگہر کی ملازمت مین سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا
آندنون مین ایک شخص مشہور بقنبر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور دوآب کے درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور
علی قلیخان سیستانی نے اسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین تاریخ ۹۶۳ھ نو سو تریسٹھ ہجری مین اسکا سر بادشاہ کی درگاہ
مین بھیجا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہوکر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ
مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کیواسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے
اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ ہون عصا لغزش کھا کر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ نردبان سے جدا
ہوکر زمین پر آئے اور بیہوش ہوگئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور
آنحضرت کو دولتخانہ مین لیگئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن
سودمند نہ آیا گیارہوین تاریخ ماہ مذکور کو کہ وقت غروب آفتاب تھا ہماے روح پر فتوح اقدس و اعلی آشیان قدس کیطرف پرواز
کرگیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہائلہ کا ہے مصرع ہمایون بادشہ از بام افتاد ٭ اور نئی دہلی مین دریاے جون کے کنارے مدفون ہوئے
اور ۹۷۳ھ نو سو تہتر ہجری مین گنبد سایہ آپکے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت اسکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی
اور سن شریف انکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت مین بے نظیر اور علم ریاضی مین
علم مہارت بلند رکھے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اسکی مجلس مین مسائل علمی کا مذکور ہوتا تھا اور ہمیشہ
باوضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کرکے اپنے
روبرو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کرکے فرمایا کہ اسوقت مین وضو نرکھتا تھا اور حی خدا کا کلام ہے اسواسطے
مین نے تمہارا نام تمام نہین لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن میرزا
کامران اور بعضے امراے چغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب مین جانتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی
سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اسکے پاس جمع ہوئی تھی اور انکے حال پر
رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت
کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوکر بادشاہ ہوئے بہت قزلباش اور اہل عراق نے تربیت کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہین کہ کامران میرزا
آنحضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے تمام لاہور مین جمع ہوئے تھے

ایک دن دونون بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانون اُٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اِس قبر کا صاحب رافضی ہی بادشاہ نے کہا ہان ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ اسطرح کی ظرافت بھائیون کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے ضد اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کیواسطے سرزد ہوئے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بلکہ دیوان اور شعر آنحضرت کے جستہ جستہ نظر آئے ہین اور یہ ابیات بھی آنھین کے طبعزاد ہین **نظم** گذشت از دل سرگشتہ ناوک ستمش ۞ بماند بر من دل دادہ لذت المش ۞ بقصد کشتن عشاق گر کند میلے ۞ عجب مباشد از اخلاص و شیوہ کرمش ۞ کراست زہرہ قرب حریم حرمت او ۞ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ۞ اگر بہ پرسش عشاق می نہد قدمے ۞ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ۞ ولہ خوش آنکہ با خیالت عمر نشستہ بودم ۞ ز شوق سرو قامت از جائے جستہ بودم ۞ عیبم مکن کہ گفتم موئے ترا پریشان ۞ وز شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ۞ وز شرح غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے ۞ لب را دران حکایت پیوستہ بستہ بودم ۞ خفا کہ چون ہمایون در حال وصل نجودہ ۞ یاد دست و حکایت از خویش رستہ بودم ۞ **ولہ** داغ عشق تو بر جبین منست ۞ خاتم لعل تو نگین منست ۞ تا نشستم چو خاک بر در تو ۞ پشت بام فلک زمین منست ۞ ہر کجا شہر و شہریارے بود ۞ این زمان بندہ کمین منست ۞ خط مشکین بصفحہ گلفام ۞ آیت رحمت مبین منست ۞ **ولہ** من اشک روان چو گنج قارون دارم ۞ گلگونہ در دن کیسہ زافیون دارم ۞

ذکر بادشاہ جمجاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا ۔ شیخ ابوالفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اِس بادشاہ عالی جاہ کا جزوی اور کلی قضایا اکبر نامہ مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہی ثبت کیا اور مؤلف اِن اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ دری اختصار ہی خلاصہ اُسکا اس کتاب مین مندرج کرتا ہی اور لکھتا ہی جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر پہونچانے کیواسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور اُسنے کلانور مین پہونچکر شاہزادۂ والا گہر کی نقد ملازمت حاصل کر کے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اسکے بعد جب خبر رحلت پہونچی امر لوازم تعزیت بجالائے اور آپسمین اتفاق کر کے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری مین شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اُسکی عمر سے گذرے تھے کلانور مین تخت فرمانروائی پر اجلاس کروایا **قطعہ** گل امید شگفت و وزید باد مراد ۞ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید داد ۞ ز دست فتنہ دوران جہان بشد ایمن ۞ کہ بادشاہ جہان پای بر سریر نہاد ۞ بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہوکر متصدی امور ملک و مال ہوا اور فرامین بشارت جلوس و استمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف مین بھیجکر تمغا جات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور سرانہ تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور پہلے شاہ ابوالمعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کر کے واجب القتل ٹھہرایا اور وجود حضرت کہ بیشتر اسم شریف اُنکا عرش آشیانی اور گاہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہوگا کمال ترحم سے راضی نہوئے اور اُس سید کو قید کر کے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابوالمعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہائے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا تردی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابوالقاسم میرزا ولد کامران میرزا کی مصاحبت سے اُردوئے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر اظہار اخلاص و بندگی کی

بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کیواسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور حرب کے بعد سکندر خان کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگرکوٹ کا دربار مین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اسکے حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی مع جاگیر اُسے ارزانی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کیطرف رونق افزا ہوئے اور ایکمدت وہان توقف کیا اور اُن دنون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اُسکے پہونچتے ہی منعم خان کہ سرداکاریدہ تھا حصاری ہوکر اُسنے علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین شب و روز بدخشانیون نے اطراف اُردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کر جاؤن منعم خان نے صلاح وقت دیکھکر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کیطرف متوجہ ہوا آخر روز ون مین ہیموی بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور پیادے اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُسمین مست تھے آگرہ کیطرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لاکر دہلی کیطرف راہی ہوا اور شادیخان افغان کہ وہ عدلی کے امراے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلیخان سیستانی نے کہ اُسوقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امراے کمکی مثل قاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سعید قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کرکے شادیخان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُسکی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ نرہے اور جب ہیموی بقال آگرہ پر متصرف ہوکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے ایلچیون کو اطراف مین بھیجکر امرا کو طلب کیا عبداللہ خان اور لعل سلطان بدخشی و علی قلیخان اندرابی اور میرک خان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کہ اُسکی کمکی ابتک دہلی مین نہ پہونچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیموی بقال سے مقابلہ کیا اور ہیموی بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ مین مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کرکے اور ون کیطرف متوجہ ہوا اور اُنھین بھی منہزم کرکے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امراسے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور دوسرے امرا اور سردارون کو ساتھ اپنے متفق کرکے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے ان دونون امر مین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کیطرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑ کر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ مین یہ خبر سنی جو تنہا اُس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا آیا لاچار ہوکر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس واقعہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین در آئے تھے دلگیر ہوئے جو کہ صغر سن کے باعث امور بادشاہی مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی اور مالی کو تیری طرف رجوع کیا جسمین صلاح دولت دیکھ عمل مین لا وہ کام میرے حکم پر موقوف نرکھ اور علاوہ اسکے اس بارہ مین اُسنے ہمایون شاہ کی روح پر فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش * اور اُسوقت جمیع امرا کو ایکجا کرکے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا جو لشکر مخالف کو ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے ہین اور لشکر بادشاہ کا عدد بیس ہزار سے زیادہ نہین سب کابل کی روانگی پر مائل ہوئے لیکن

بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغر سن کے اس مشورہ اور صلاح پر سبی مین مائل
اور راغب ہوا بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن بیگم اُسکے عقد نکاح مین
تھی لاہور کا حاکم کرکے سکندر شاہ کے دفعیہ کے واسطے تعین کیا اور خود بہ نفس نفیس ہیموی بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے
آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امراے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین
کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان مین بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سراپردہ مین گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سنی
جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے کہ اُس سے سرزد ہوا عنایت
ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا ایسے وقت مین کہ مخالف قریب پہونچا اور افغان
کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نہ کرکے
جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سنا گیا کہ اگر
بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس چغتائی ضبط مین نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اُسکے بعد امراے مغل کہ
ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب پاک مین ہوکر ہواے سرکشی سر سے باہر کیا
اور نفاق برطرف ہوا اور جو رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی مین روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک اور عبد اللہ خان و علی قلیخان
اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا با شیلقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان
کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ
اور محمد صادق خان پروانچی اور شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امراے منقلائی کے
ہمراہ ہوئے اور ہیموی بقال نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کرکے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امراے
افغان کو بھی ساتھ اپنے ملحق کرکے مع افواج کثیرہ کہ مور و ملخ کے مانند سے تھے عزم رزم مین استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران
عمدہ افغانون کو مع توپخانہ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم ہوکر بحال
ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ یکقلم برباد کیا ہیموی بقال جب پانی پت کے نواح مین پہونچا اور خبر لشکر چغتائی کے قریب تر
پہونچنے کی سنی فیلون کو کہ اعتماد تمام اُنپر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیے تاکہ اُنپر سوار ہوکر لوازم جنگ مین مشغول ہو دین
اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ ہجری تھی
آراستگی صفوف مین مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد اور طالبان نبرد اسپان تازی پر سوار ہوکر میدان
جانستان مین گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور داد کشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا
پاے ثبات زمین کین سے متزلزل نکرتے تھے بارے ہیموی بقال فیل ہوا نے نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار
فوج قلب سے افواج پیش لشکر کو آن واحد مین برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی تھے متوجہ
ہوا دران بیرم خانی کہ اُس صف مین تھے شرائط شجاعت بجا لائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر نہ کی اس دمیان مین ایک تیر
ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہر چند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقہ چشم سے رواں دیکھا راہ فرار لی
ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے باندھا اور تھوڑے
آدمیہ لیسے سراسیمہ حملہ کرتا تھا اُسوقت شاہ قلیخان محرم ہیموی بقال کے فیل کے قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال ہے کرکے

حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے واسطے ہیموی بقال کے حال سے خبر دی شاہ قلیخان بخت کی مساعدت سے
خوشحال ہوکر فیل اور فیلبانون کو مع ہیموی بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے
افغانون کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ محاسب وہم اُسکی تعداد سے عاجز ہی تیغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلیخان جو ہیموی بقال
کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اِس کافر حربی کے
سر پر رسید کرین جہاد اکبر ہوگا آنحضرت سر شمشیر اُسکے فرق پر پہونچاکر غازی ہوے اُسوقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے
اُسے مقتول کیا اور سر اُسکا کابل مین اور لاش بے سر دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے ہاتھ آئے
بادشاہ منصور و مظفر ہوکر دہلی مین تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی طرف بھیجا اُسنے
وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل وعیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اُسکا دستیاب کرکے بہت افغانون کو کہ وہان تھے علف
تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش باشلیقی سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی نے
ہمراہ رکاب شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف مین آنکر محاصرہ کیا بعد مساعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے
تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآوردہ کرکے قابض ہوئے اور خضر خواجہ خان بھی سکندر خان سے لڑکر لاہور بھاگا
عرش آشیانی بموجب اُسکے کہ مصرع جہانگیری توقف برنتابد + سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے
سکندر شاہ کہ کلانور مین آیا تھا مقاومت کی قدرت اپنے مین نہ دیکھی قلعہ مانکوٹ کی طرف کہ سلیم شاہ نے گکہرون کے دفع کے
لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع پر تیار کیا تھا جاکر متحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرماکر تین مہینے قیام کیا اور اُن دنون
مین عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل وعیال امرا اور سپاہیان کہ جسقدر کابل مین تھے اُن امرا کے ہمراہ جو
منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ اعیانی اپنے کابل
مین رہا اُس ملک کی حکومت اُسکے تعلق ہوئی اور منعم خان اُسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ
کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہوکر استدعاے قدوم ایک امراے معتبر کے ذریعہ سے کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین محمد خان
اتکہ قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہین رکھتا
لیکن اپنے فرزند شیخ عبد الرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جاکر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین
خان اتکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبد الرحمن رمضان کے مہینے
سنہ ۹۶۴ نوسو چوسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے
وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثناے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا
چند روز سوار نہوا ایک دن بادشاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے
قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دل مین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہے پھر
بوساطت ماہم اتکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی بات
میری طرف سے غیر واقع موقع عرض مین پہونچی ہوا اور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہو اُسکے اعلام سے مجھے ممنون منت
کرین ماہم اتکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس نواح مین اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی
بیرم خان کی تسلی نہوئی یہانتک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے کہ بیرم خان اُس سے بدگمان تھا اُسکے

خیمہ مین جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا مین ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہین کہی گئی عرش آشیانی شہر صفر کی پندرھوین تاریخ ۹۶۵ھ ہجری مین عازم دہلی ہوے اور شکار کنان اور صید افگنان ماہ جمادی الثانی کی بچیسوین تاریخ کو منزل مقصد پر پہونچے اور اثناے راہ مین یعنی موضع جالندر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نور الدین محمد خواہرزادۂ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اس سال امیر الامرا علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان سے کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امر ناشائستہ سرزد ہونا حضرت کے خاطر دریا مقاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ ہی کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل اسکے بسبب حسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلیخان سیستانی المخاطب خان زمان اسے کسی تقریب سے اپنے پاس لیگیا اور برسم اجلاف اور اوباش ما وراء النہر کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین کیواسطے مخصوص ہی نسبت اسکے فعل مین لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب مین حکم نافذ فرمایا اور جو اہمال اسکے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تحریر سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اسنے ہراسان ہوکر فرخعلی نام نوکر کو کہ معتمد اسکا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخعلی دہلی مین آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اسکی جاری نہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا اور اسکو بیرم خان ترکمان کے دوستون سے شمار کرتا تھا فرخعلی کو زد و کوب کے بعد اسقدر لاتین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرادیا کہ مرغ روح اسکا قفس تن سے پرواز کرگیا علی قلیخان صحبت غلیظہ دیکھکر سمجھا کہ دشمن کسی نہ کسی بہانہ سے شاہم بیگ کو خراب کیا چاہتے ہین اسواسطے اسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل مین اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسیر لیجاتا تھا یہانتک کہ پرگنہ سرور پور مین کہ جاگیر عبد الرحمن بیگ نام ایک شخص کے تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور اسکا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اسکے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اسکے ساتھ ہمبستر رہا عبد الرحمن بیگ کہ اسکے مصاحبون سے تھا وہ اسوقت مین عبد الرحمن بیگ کے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ ایکدن دونون شخص نے ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر تھی طلب کیا عبد الرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ نے ازبس ضعم تحکم سے عبد الرحمن بیگ کو پکڑکر باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھچوا منگوایا اور جب موید بیگ برادر عبد الرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور ذلت و خواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثناے جنگ مین ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلیخان سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر بقصد انتقام سرور پور کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ عبد الرحمن بیگ نے بھاگ کر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ نظر بشباب داد ابکے سوابق حقوق پر کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب بیس ہزار سوار کا تھا حسب مرضی سلوک نکرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امراے چغتائی مین فساد عظیم برپا ہوا بادشاہ رنجیدہ ہوکر ماہ محرم ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور ابھی

تصفیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو ہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُسکے اخراج کے درپے ہوا کسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قربت رکھتا تھا امرا اور ارکان دولت اکثر اوقات اُسکے مکان مین بار نپاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ یہان توقف فرمایئے کہ ہم آپکے آنے کی خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر باہر تشریف لائے اور معذرت کرکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لیگئے اور بعد اسکے بیرم خان کے ہمراہیون نے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نپایا اور یہ بحث اور تکرار کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی اور باوجود بیرم خان ترکمان نے بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ نوکر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھاکر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل بنایا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو کہ بیرم خان شیر شاہ کے عہد مین گجرات مین پڑا تھا اور خدمات پسندیدہ بتیس بہونچائیں تھین منصب صدارت امارت پر بہونچایا اور یہ بحث ملا پیر محمد کے جب زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مظاہر کے موجب کلفت ہوئی بیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند مدت اُسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جاے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُسکے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا اور رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگھ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہووین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جانکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اُسطرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اُسکا ہوا اور بعد جد وافر اور قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت راناکی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو مفتوح کیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچاکر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ مین لاوے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب خان زمان نے بھی کہ درپے رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کرکے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ نے اُسکی نسبت مقام عنایت مین ہوکر دونون سردارون کو خلعت کمربند و شمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کرکے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والاشان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نپایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے بیت بے سلطان معشوقان غیور است + ز شرکت ملک معشوقیش دور است + اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی خان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیپالپور سے طلب کرکے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین

بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سرانجام مہام کیواسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد عمال
دہلی مین بسعادت و برکت نازل ہوا ماہم انکہ اور ادہم خان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے معرض اقدس مین معروض کیا کہ
حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور آنکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدوم رنجہ
فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین
احمد خان نیشاپوری کہ امرائے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کیواسطے
حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایک دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت
اسطرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کر کے مصاحب بیگ کے مانند ہمین بھی تیغ بیدریغ کریگا
اگر حضرت ہمین مکہ معظمہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرماوین تو بیرم خان کے پنجہ ظلم سے نجات پاکر بقیہ ایام بقاے عمر و
دولت مین قیام کرین بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاثر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر نظر کر کے
اسکا ایکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والانہمت نہ جانا اپنے تئین ضبط کر کے بیرم خان کو تحریر فرمایا کہ ہمنے قصداً
مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اسطرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان اور ادہم خان انکہ ہماری تشریف آوری
مین کسیطرح کی مداخلت نہین رکھتے ہین پس اگر وہ بخط و مہر اپنے ایک استمالت نامہ آنکے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اس جماعت
کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اسقدر قدرت عرض مطلب کی پائی مجلس اقدس مین آواز بلند وہ باتین کہ ظاہر
کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھین آغاز کر کے ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا **بیت** ہر چند باغیار
نہایت نظرے ہست + گوئیم بد پریشان کہ سخن را اثرے ہست + بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور
ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اس درگاہ مین قائم کرین
ہوان خیرخواہ کے دلمین نسبت آنکے برائی اور شر نہوگا تحریر کر کے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحابت سے
دہلی مین بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش ارادت اُن باتون پر نرکھا دونون مقید اور محبوس ہوئے
اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبدارون لے بیرم خان سے جدا ہو کر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابوالمعالی نے کہ لاہور مین حبس
سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس گیا تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اُسکے کہنے سے کشمیر کیطرف
گیا جنگ سخت کے بعد شکست پائی اُسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابوالمعالی نے دیپالپور مین جاکر بہادر خان کی
نسبت ارادہ غدر کا کیا بہادر خان سیستانی نے اُسکو گرفتار کر کے سندھ کیطرف نکالدیا شاہ ابوالمعالی اس نواح سے گجرات
مین آیا اور وہان ایک خون کر کے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اُسکو بیرم خان ترکمان
کے اشارہ کے موافق کہ اسوقت بادشاہ دہلی مین تھے آگرہ کیطرف بھیجا بیرم خان نے اُسے قلعہ بیانہ مین قید کیا اور جب بادشاہ
کی رنجش حد سے افزون دیکھی پہلے اس فکر مین ہوا کہ مالوہ مین جاکر اُس حدود کو مسخر کر کے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے آگرہ
سے بیانہ گیا اور جو بہادر خان اور دوسرے سردار کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اُنکو اپنے پاس طلب کیا اور بہت سے امرا
کہ اعتماد کامل آنپر رکھتے تھے اُس سے جدا ہو کر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پانون مین خلیدہ دیکھکر مالوہ
کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابوالمعالی کو قید سے رہا کر کے چاہا کہ جونپور مین جاکر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے تعلق
سے کہ دست گرفتہ اُسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کر کے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اُسکے بعد کہ چند منزل اسطرف روانہ ہوا تھا

اُس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان اور اقبال خان وغیرہ کے کہ اُس ساعت تک اُس سے جدا نہوئے تھے درگاہ کیطرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف مین پہونچا بعضے مفسدونکے اغوا سے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل وحشم کے فراہمی مین ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب تک جا کر اُس حدود مین حیات مستعار بسر کیجاوے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھکر میر عبداللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اسوقت تک ہمگی خاطر اشرف سیر وشکار کے نشاط مین مصروف اور رضاے ہمایون اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہی کہ مہمات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول ہون اسلیے وہ دامن اشتغال دنیوی سے جدا کرکے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا وہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے بموجب اس بیت کے

بیت سر نیاز بباید نہاد وگردن طوع ❊ کہ ہرچہ حاکم عادل کند ہمہ دادست ❊ اظہار اطاعت و فرمان برداری کرکے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوی القدر کی صحابت سے درگاہ مین روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور حسن بیگ ذوالقدر اور اسمعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان تکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی تربتی کہ میر دیوان اسکا تھا اور وہ لوگ کہ انھین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے تھے اور سالہاے دراز اسکی صحبت مین بسر لیجا کر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بیگاہ فوج فوج جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اسباب وشتر جو کچھ اسکے اردو مین پائے اسپر متصرف ہوئے اور شاہ ابوالمعالی جو انھین مین سے تھا آخر کو وہ بھی سواری کیوقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کیواسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی مقید ہوا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی ارسال کرکے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور مکہ معظمہ کی روانگی سے پشیمان ہوا اور پھر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے پرگنہ جھجھر کیطرف سوار ہوئے اُسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال اختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق وعلم اور نقارہ پاکر مع لشکر بیشمار بیرم خان کے سر پر تعین ہوا اور رایات اجلال دہلی کیطرف معاودت کیے اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کیطرف روانہ ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت مین اصرار کرکے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال واثقال زیادہ کو اُس قلعہ مین کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اسکے تمام اسباب اور اموال کو اپنا ملک مطلق معلوم کرکے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت وخواری قلعہ سے نکالدیا اور بیرم خان دیبالپور کیطرف کہ حکومت وہانکی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدرویش محمد اوزبک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اُس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کیواسطے بھیجا درویش محمد اوزبک بیرم خان کے توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان کہ اُس سے نہایت امیدیاری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہوکر جالندہر کیطرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو حضور مین طلب کرکے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع فرزندان وبرادران اور ایک جماعت اور امرا کے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے فساد کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ جب ظاہر

قلعہ ماچیواڑہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کی امواج کے مانند آپسمین متلاطم جنگ ہوے اور جسقدر جگر مین قوت رکھتے تھے داد بیدلی اور جوانمردی دی **نظم** بہ شمشیر فولاد و تیر خدنگ + گذرگاہ کردند بر مور تنگ + سپاہی چو زنبور با نیشتر + زغوغاے زنبور ہم بیشتر + ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل قلیخان اور اُسکا بیٹا حسین خان اور شاہ قلیخان محرم آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین لاکر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو برہم مارین آخرالامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ بیرم خان کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے اُنکے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہوکر کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کیواسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ مین پہونچے منعم خان کابل سے آنکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم منقلائی سے بھیجا کہ کوہستان سوالک مین در آئی اور وہان کے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جلے تنگ مین ایستادہ ہوکر جنگ مین مصروف ہوے اور جب وہ مغلوب اور عاجز ہوے بیرم خان نے تنگ ہوکر جمال خان نامے اپنے غلام معتمد کو درگاہ مین بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کرکے امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کیواسطے اُسکے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبداللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۸ھ نوسواڑسٹھ ہجری مین بادشاہ کی ملازمت کیواسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی مین لائے بیرم خان گردن مین دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہاے ہاے کرکے رویا بادشاہ نے دست مرحمت اُسکے سر پر رکھا اور اُسکے قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کیواسطے خلعت خاص مشرف کیا اور اُس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہ گری کیطرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھکر مصاحبانہ سلوک کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اینک قواعد اخلاص و اعتقاد مین کسیطرح کے قصور اور فتور نے راہ نہین پائی اور یہ تردد اور تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت مین فائز ہوکر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے الحمد للہ علی احسانہ کہ جو دل مین تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ اماکن شریفین مین پہونچکر بدعاے ازدیاد جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر حج کی رخصت کرامت فرمائی اور خود بدولت اُس سے جدا ہوکر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کنان آگرہ کیطرف تشریف لیگئے اور بیرم خان گجرات کیطرف متوجہ ہوا تاکہ اُس ولایت کے کسی بندر سے کشتی مین سوار ہوکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کیطرف کہ حکومت وہان کی بادشاہ گجرات کیطرف سے موسیٰ خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اور اُس شہر مین جمادی الاول کی چودھوین شب سنہ مذکور مین مع ایک جماعت سازندہ اور خوانندہ کولاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بر روے آب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان مین ہزار کو کہتے ہین چونکہ ایک ہزار بتخانہ اُس کولاب مین واقع ہوے تھے اس سبب سے ساتھ اُس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و تماشا صبح کے وقت کشتی سے اُترکر اپنے مقام کی طرف

متوجہ ہوا اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کہ جسکا باپ ہیموں بقال کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کرکے ملاقات کے بہانہ سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو ضرب تہا سے خنجر سے شہید کیا چنانچہ اسکی وفات کی یہ تاریخ ہی **قطعہ** بیرم بطواف کعبہ چون بست حرام ٭ در راہ شد از شہادتش کار تمام ٭ در واقعہ ہاتفی پے تاریخش ٭ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ٭ اسکے بعد افغانون نے ہجوم کرکے خان شہید کے اردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور بابا زنبور اور ملازمین بیرم خان نے اسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھوین ۹۶۴ سنہ نوسو چوسٹھ ہجری مین متولد ہوکر اسوقت چار برس کا تھا اسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی تھی احمد آباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ کیا چنانچہ احوال اسکا مذکور ہونا ہی بیرم خان امراے بزرگ خاندان عالیشان سے تھا اور باپ اور دادا اسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور والا منصب تھے اور نسب اسکا یہ ہی محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا جسوقت کہ اوزن حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اس حدود سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار اور شادمان کیطرف گیا اور جب میرزا سے کچھ التفات ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کار آمد لیکر بقصد تسخیر شیراز اور ارادہ بادشاہی وہان سے فارس کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جماعت اور ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اسکے ہمراہ ہوے پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امراے اوزن حسن سے اسکے مدافعہ کیواسطے اٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال واسباب تلف کرکے باحال پریشان خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور سرانجام سپاہ پھر بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اسکے سد راہ ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اسکا یار علی بیگ قندز کیطرف گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا یار علی بیگ اور اسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین مین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل خرد سال تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور انکی برکت سے جسقدر کہ چاہیے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک و اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے وقوف سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا اور سولہ برس کے سن مین میدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور مہربانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اسکے چہرۂ حال سے ہویدا ہوے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اسکے بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے کہ اد علما اور فضلا سے ہی صحبت رکھتا تھا اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حضار مجلس کے آئینہ دل سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ عذار

ہمیشہ اُسکی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی ہر یکے آرام جانے ٭ بزیبائی دلآویز جہانے ٭ اور بھی ترتیب اور آواز شناہی نہایت خوب جانتا تھا اور زیب و زینت مین کہ اہل دنیا کا لازمہ ہی بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر مین بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور فارسی اُسکا متداول ہی اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد نغز امہبت کہے ہین انمین سے چند ابیات اُسکے طبعزاد ہین نظم شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ٭ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ٭ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری ٭ کہ دست غیر گرفتست پائے مادر او ٭ ہمائے قدر تو عرنیست گر علو جلال ٭ اگر نعلک و عالم صدائے شہپر او ٭ قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر مین ادہم خان آتکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا اور باز بہادر کہ سارنگ پور مین اُسکے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے جسوقت کہ مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا دس کوس پر پہونچا صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر اور بلدہ مین عزیمت جنگ کی ایکجہ جسدم کہ بہادران چغتائی کمان گوشہ نشین اور تیر فتنہ آئین لیکر اُسکی طرف حملہ آور ہوئے حملہ اول مین تاب اُنکی صدمات کے نہ لا کر با دیدۂ گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُسمین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شی بادشاہ کیواسطے نہ بھیجی اسواسطے بادشاہ اُسطرف سوار ہوئے جب قلعہ کاکرون کے نواح مین پہونچے حاکم نے کہ اس قلعہ کے کہ باز بہادر کے ملازمون سے تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کرکے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود مین تشریف لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ بحسب اتفاق اُسیدن قلعہ کاکرون کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ ہوا تھا سارنگ پور سے تین کوس آگے جا کر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگ پور مین رونق افزا ہوئے اور ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم نظر اقدس سے گذرانکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچی اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور نرور کے نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ بنفس نفیس اُسکے مقابل جا کر ضرب شمشیر آبدار سے اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصبدار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق نچھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے انہدنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکر انتزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے عبور کیا امیر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم اور معرکہ شدید کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا اُس معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک پر ڈالا بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوئے اور نہایت مغرور ہو کر فیلہائے نامی کہ اُس معرکہ مین ہاتھ آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اُسطرف عازم ہوئے جب کڑہ مانک پور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے سعادت ملازمت حاصل کرکے پیشکش ہائے لائقہ گذرانے اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوئے تھے داخل فیلخانہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوازش ہا فرما کر مطمئن خاطر ہوئے اور بادشاہ آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت جاگیر عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ حاکم پنجاب اور ادہم خان اتکہ حاکم مالوہ کے حکم کے موافق حاضر حضور ہو کر پیشکش ہائے لائق گذرانے اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت

ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرما کر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتگہ کو امداد فرمایا اور
سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کیواسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ سانبھر مین پہونچے
راجہ پورن مل کہ اس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اسکا بیٹا بھگوانداس بھی ملازم ہوکر
امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ لوازم زیارت بجا لائے اور میرزا شرف الدین حسین
حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے کہ راجہ مالدیو کے ممالک سے تعین فرمایا اور خود مین شبانہ روز مین ایکسو بیس کوس
مسافت طی کرکے مع پانچ چھ کس آگرہ مین آئے میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل اور دیوداس کہ امراے راجہ مالدیو
سے تھے قلعہ مین قلعہ بند ہوکر مدافعہ کیواسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجا لایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ ایک روز نقب
کہ برج کے نیچے پہونچی تھی باروت پر کرکے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران مغل رخنہ کیطرف متوجہ ہوے
اور راجپوتون نے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور اس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام درست نہوا پلٹ آئے
اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کیواسطے فرصت دیکھکر اس شب کو تمام رخنے مسدود کیے اور آخر کو طول ایام محاصرہ سے تنگ
ہوکر صلح کے طلبگار ہوے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی استدعا قبول کی کہ اسپ اور کچھ بلکہ کوئی شی باہر نہ لیجاوین
امان دیکر سر راہ سے اٹھا جگمل نے اسباب اور اموال سے قطع نظر کرکے اپنے آدمیون کو لیکر شرط کے موافق قلعہ سے نکل گیا لیکن
دیوداس کو غیرت اور تھوری دامنگیر ہوئی تمام جہات اپنے کو جلایا اور پانسو سوار راجپوت سے برآمد ہوا اور میرزا اس سانحہ سے
مطلع ہوکر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دوسو اور پچاس آدمی راجپوتون سے قتل ہوے اور دیوداس زخمی ہوا
جب اسمین قوت سواری کی نرہی سر اسکا کاٹ کر معرکہ سے باہر لیگئے اور چند سال کے بعد ایک شخص نے جوگیون کے لباس مین
دعوی کیا کہ مین دیوداس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک کہ وہ بھی ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا
شرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ
تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار و آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو ایکبارگی خار تعرض متعلقان باز بہادر سے مصفا کیا
اور بیجا نگر کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہی بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل کیا اور جو کہ باز بہادر خاندیس مین مقیم
ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر
چڑھائی کرکے بلدہ برہانپور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور مشائخ اس سے شہد شہادت چکھ کر روضۂ
رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابتک برہانپور مین تھا کہ باز بہادر اور میران مبارک شاہ
فاروقی تفال خان حاکم برار کو مدد کیواسطے طلب کرکے اسکے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوے اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملا کے
جبر اور بدمزاجی سے بتنگ آئے آخر کو بلا اجازت مندو کیطرف راہی ہوے اور آب نربدہ سے عبور کر گئے اور امراے
لشکر نے بھی کدورت ظاہر کرکے اپنا پہلو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلو تہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہوکر مراجعت کی تفال خان نے
کہ مرد شجاع اور جوان مرد تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ
برعربدہ کے قطار شتر محمولہ کا دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پاؤن اسکے زمین سے جدا ہوے
ہر چند ان لوگون نے کہ اسکے قریب تھے سعی کی کہ اسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے پنجہ اسکے گریبان حیات مین محکم
مارا تھا کسیکی تدبیر اثر پذیر نہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا اسوقت جب مخالف تعاقب مین

پہونچے امراے مغل شادی آباد مندو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کیطرف متوجہ
ہوے اور باز بہادر دوبارہ ۹۶۹ نوسو انسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا اتفاقاً اون اور میران مبارک شاہ فاروقی
اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبداللہ خان ازبک حاکم کالپی کو باز بہادر کے فساد دفع کرنیکے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر
طاقت اُسکے مقابلہ کی نلاکر کوہستان کمبل میر کیطرف بھاگا اور عبداللہ خان ازبک کامران ہوکر شادی آباد مندو مین مقیم
ہوا اُن دنون مین سید بیگ ولد معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کا قرابتیان قریبہ سے اور وکیل مطلق العنان تھا
برسم ایلچی گری تحف ونفائس کثیر لایا اور دولاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق کے ہوے انعام پائے اور اُسی عرصہ مین جب
خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے اُسپر حسد کرکے چاہا کہ بیرم خان
ترکمان کیطرح اُسے بھی بادشاہ کی نظر سے گراوے اور باوجود غیبت اور بدگوئی کے جب اُسکی مراد حاصل نہوئی اور اس امر کی
صورت نہ باندھی اور بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ کو ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین سرکچہری
جسوقت کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اُسکی تواضع مین قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی
عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور وغوغا سے عرش آشیانی کہ
حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہوکر اُسی طرح بلباس
آتھانش بام کے کنارے جلوہ گر ہوے جونہین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین انکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے
دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر اُس محل پر کہ ادہم خان انگہ کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تونے خان اعظم کو
کسواسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑکر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور رونے لگا بادشاہ اس بے ادبی سے زیادہ تر
غضبناک ہوے اور اپنے ہاتھ چھوڑا کر ایسا گھونسا اُسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا اُسوقت بادشاہ کے حکم کے موافق اُس کوٹھے
سے کہ بارہ گز بلند تھا اُسے نیچے گرایا اور چونکہ ابتک ایک رمق جان اُسمین باقی تھی کہ دوبارہ اُسے کوٹھے پر لیجاکر ایسا گرایا کہ اُسکا
کام تمام ہوا ماہم انکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن والم ہوکر چالیس دن مین مرگیا اور
انگہ بہ فتح حروف اول وثانی وکاف فارسی ترکی مین شوہر دایہ کو کہتے ہین اور اردو مین اُسے دادا بولتے ہین اور یہ مخفف اتاگاہ
کا ہی کسواسطے کہ ترکی مین اتا بہ معنی پدر ہی اور اتاگاہ وہ شخص کہ قائم مقام پدر ہوا اور انکہ بالون مرضعہ یعنی دودھ پلانیوالی کو کہتے
ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کہ ادہم خان کا محرک تھا کابل کیطرف کہ اُسکا بیٹا ابھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا
اور میر منشی جاگیردار پرگنہ سوریت نے اُسے گرفتار کرکے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اُسکی خطا معاف فرمائی اور اُسکی عزت وتوقیر مین نظر توجہات
مبذول رکھی اور خطاب ومنصب آنکہ خالی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اُسکی دولت کا
بلند کیا کہتے ہین گروہ گکھران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر اُنکی ولایت پر بھیجکر
بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اُس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اُس قبیلہ کے سردار کو بمکر وحیلہ دستیاب
کرکے قتل کیا اور اُسکے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجاکر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اُسکے بعد سلطان آدم گکھر برادر سارنگ خان
گکھر حاکم اپنی قوم کا ہوا بدستور سابق افغانون کی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا
اُسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور گکھرون نے باقسام حیلہ افغانون کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری باردو
نکلتے تھے اور جو شخص لشکر گاہ سے برآمد ہوتا تھا گکھر اُسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل اور بدخشان کیطرف بھیجتے تھے اور فروخت کرتے تھے

اور جو کبھی اُنکے دلمین ترس اور ترحم آتا تھا تو اُسے اردو کے لوگون کے ہاتھ قیمت کابل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہو کر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امرائے پنجاب کو اُنکے اخراج اور جڑ اُکھاڑنے کیواسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین باروت بچھا کر اور تمام گکھرون کو جو کہ قید مین تھے اُسمین لیجا کر اور آگ دیکر اُڑادو چنانچہ اسی طریق سے انھین ہلاک کیا لیکن کمال گکھر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ مین حی القائم رہا کسیطرح اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سُنکر کمال خان گکھر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باتفاق امرائے پنجاب ولایت گکھران کی تسخیر مین ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور اُسوقت ہمایون بادشاہ ملک پنجاب مین داخل ہوا ملازمت کر کے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائین اور اکبر شاہ کے عہد مین کرٹہ اور مانک پور جاگیر پائی اور خان زمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امرائے پنجاب سلطان آدم گکھر کو دفع کر کے کہ ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین نہ آیا تھا کمال خان گکھر کو قائم مقام اُسکا کرین امرائے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان گکھر ولایت گکھران پر متصرف ہو کر سلطان آدم گکھر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان گکھر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اُس سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبداللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُسکی پیشوائی کو سوار ہوئے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین توہمکو اپنے دلمین راہ دیکر اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کر کے جالور کیطرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیخان ذوالقدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابوالمعالی کہ حبس شاہ سے نجات پا کر مکہ معظمہ کیطرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹ کر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے اشارہ سے سنہ ۹۷۱ نوسو اکہتر ہجری مین نارنول مین آنکر دست اندازی کی حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود میرزا کی دفع کیواسطے گرم عنان ہوا شاہ ابوالمعالی اثنائے کوچ اُسی جگہ کمینگاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابوالمعالی نے حملہ کر کے دونون کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہر پور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سُنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کیواسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل کی طرف روانہ ہوا اور یہ بیت پڑھی بیت ما درین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم + از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم + محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح مین دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان مین لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کہ خردسال تھا اپنی ہتیلی مین لایا تو بتدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابوالمعالی کو بعد جنگ گرفتار کر کے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات مین گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہو کر جب شہر دہلی مین داخل ہوئے اور بازار جوہر مین پہونچے قتلق فولاد کہ میرزا شرف الدین حسین کے غلامون سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا بحالت ازدحام مدرسہ کے قریب ماہم انگہ نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کہنی کو توڑا اور ہاتھ کو بلند کر کے دھر کھینچا لوگونکو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر قضا کیا چاہتا ہی پھر اُسنے ہاتھ نیچا کر کے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر

سوار نے پھینکا اور تیر سنخا حضرت کے شانہ مین لگا اور ایک بالشت گوشت مین درآیا لیکن ابھی تیر شانہ مین تھا کہ قتلق فولاد
کو بضرب ہائے شمشیر وخنجر پارچہ پارچہ اور ریزہ ریزہ کر کے خاک مذلت پر ڈالا اسکے بعد تیر برآوردہ کر کے حضرت کو قبائے
پشمینہ اوڑھائی اور بادشاہ باوجود شدت درد اور ناتوانی باضطراب فرما کر اسیطرح فیل پر سوار ہو کر دولتخانہ کی طرف
تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی کہ معالجہ مین عیسی نفس اور ہنرمندی مین کلیم اللہ کیطرح ید بیضا دکھا کر ایک ہفتہ مین
آثار صحت ظہور مین پہونچائے اسکے بعد بادشاہ آگرہ کیطرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو گڑہ اور مانکپور کی حکومت پر
روانہ کیا اور خود بدولت واقبال اقبال کے شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوئے اور فیلوان کی گرفتاری مین تصرفات اور
اختراعات کیے اس سبب سے کہ عبداللہ خان ازبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کیواسطے نہ بھیجے تھے بوجہ
موسم برسات مین مع افواج بطور یلغار مندو کیطرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کیواسطے
حاضر ہوا اور جب بادشاہ اُجین مین وارد ہوئے عبداللہ خان ازبک متوہم ہو کر مع کوچ واسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ
نے پچیس کوس اسکے تعاقب مین تاخت فرمایا اور ہراول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اُسپر تنگ
ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آنکر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے مندو مین جا کر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر کی
اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت واخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اُسوقت مندو کی سند
حکومت قرا بہادر خان کو مرحمت فرمائی اور رایات اجلال دار السلطنت آگرہ کیطرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری کلاس
کے ایک غول ہاتھی کا کہ اسمین ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اُسے قلعہ سیری کلاس مین
ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کیطرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے اسکے سر راہ لیگئے
فیل وحشی جنگ کیواسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین خواجہ معظم برادر اعیانی جوجی بیگم نے کہ
خالو بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید مین وفات پائی اور اسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسمار کر کے
سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس مین تیار ہوا اور بعد قضیہ عبداللہ خان ازبک ایسا عوام کی زبانون پر جاری ہوا کہ
بادشاہ امرائے ازبک سے رنجیدہ ہو کر سبکو معزول اور مخذول فرماوینگا اس سبب سے سکندر خان ازبک اور ابراہیم خان
ازبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور
بہادر خان سیستانی اگرچہ انکی مان صفہانی اور خود عراق زائی تھے لیکن چونکہ مورث اعلی انکے ازبکون کے گروہ سے تھے اور کبھی
گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپ کو ازبکون کے سلک مین منتظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوئے اور
آصف خان ہروی کہ انکی جوار مین جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قضیہ خزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار جرار سے علم
مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ ممکن ہوا متصرف ہوئے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات مین جائز رکھتے تھے اس مقولہ سے ایک حرف
زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سے سنہ مذکور مین نرور گڑھ کیطرف نہضت فرمائی اور شکار مین مشغول ہوئے اشرف خان
منشی کو سکندر خان ازبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو آصف خان
ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانون کی کیفیت یہ ہے کہ آصف خان
ہروی جب امرائے پنجہزاری ہوا اور ولایت گڑہ اور مانکپور جاگیر پائی اور مردانگی کے سبب عازم تسخیر گڑھ کہ وہ کبھی بادشاہ
اسلام کی مسخر نہوا تھا اور وہان ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اُس ولایت کی

حاکم تھے آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اُس حدود مین بھیجکر خرابی مین کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر ولایت گڑھہ مین گیا اور رانی نے بھی مع ایکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابلہ کیا اس صورت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ مین لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل جان سے اُٹھاکر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئین ہلاک کرکے نام اپنا جریدۂ عالم مین ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش مین اور ہر شب کو عقد دوسرے سے باندھتی ہی آصف خان سے ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراگڑھہ مین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خردسال جو قلعہ مین تھا ہجوم کے وقت آدمیون کے ہاتھ پانْون سے پامال ہو کر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیاء نفیسہ کہ سردارون کی سرکار مین ہوتا ہی اور ایکسو عدد دیگین مسی کہ اصطلاح ہند مین اُسکو کنکال کہتے ہین مملو اشرفی علائی احمر سے آصف خان کی سرکار مین داخل ہوئین اور آصف خان نے کل تین سو زنجیر فیل ایکہزار اور پانسو فیل سے بادشاہ کیواسطے بھیجی اور چیزونکا مذکور درمیان مین نہ لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوے جب ولایت گڑھہ مین داخل ہوے باد ہاے مخالف اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہو کر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمائش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی کی قوم متمردین اترنہ کی بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اُسطرف کے جاگیردارون مین سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوے اور ہنگام جنگ جب بہادر خان سیستانی مخالفونکی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر ہوے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہو کر منعم خان خانخانان کو مع لشکر عظیم برسم منقلائی روانہ کیا اور خود بھی سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین اُسطرف متوجہ ہوے اور جب قنوج مین پہونچے افواج سے جدا ہو کر سکندر خان اوزبک کے سر پر کہ لکھنوتی مین تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلی خان اور بہادر خان سیستانی نے ترہوہ گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور مین تشریف لائے آصف خان ہروی نے حلقہ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیردار کڑہ مانک پور کے ذریعہ سے ملازمت مین پہونچکر سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امرائے معتبر کی جمعیت سے مخالفونکے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ ترہت پر جاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے لشکر کے مقابل فرود کش ہوا اور ساتھ اُسکے زبان اور دل ایکسر کے ربت و لعل مین اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار ہو کر جاگیر اُسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اردو سے گڑھہ کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے منعم خان خانخانان کو اُس لشکر کی سپہسالاری کیواسطے بجاے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دو آب کے بھیجا کہ آگرہ تک تاخت کرکے اُس حدود مین خلل ڈالین بادشاہ نے شاہ بداغ خان اور اُسکا فرزند مطلب خان اور اقبال خان لنگ اور حسین خان اور سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بسرداری میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اُسوقت علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخانان کو اپنے گناہون کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان اوزبک کو کہ بجاے عم

بزرگوار کے جانتا تھا مع فیلان نامی درگاہ مین بھیجا عرش آشیانی مقام عفو مین ہوئے اور جونپور کہ سابق اُنکی جاگیر مین تھا مقرر رکھا
لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچکر درپے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام
کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہے اس قدر
صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفین جنگ کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک
کو کہ ہراول تھا مفرور کرکے اُسکے ہمراہیون سے بیشمار قتل کیے بہادر خان سیستانی کہ اُسوقت تک اپنی فوج مین ایستادہ
تھا تاخت لیجاکر افواج بادشاہی کو زیر و زبر کیا اور میر معز الملک قنوج کیطرف مفرور رہا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی
کے سپاہیون کے ہاتھ آئی اور جب یہ خبر پہونچی عرش آشیانی جونپور کو علی قلیخان سیستانی کی والدہ کو معاف کرکے
قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوئے اُسوقت علی قلیخان خانزمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث
آب گنگ سے عبور کرکے غازی پور مین آیا اور وہان کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلی خان
خانزمان کو مخاطب اور معاتب کرکے حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کیطرف جاکر علی قلیخان خانزمان کی والدہ کو محبوس کرے اور
خود بطور ایلغار غازی پور کیطرف روانہ ہوئے اور علی قلیخان خانزمان پہاڑون کے دامن مین کہ جنگل نہایت پُر درخت تھا
بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور مین آیا اور زینہ لگاکر
قلعہ پر چڑھکر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کرکے بنارس کیطرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سُنکر
جونپور مین رونق افزا ہوئے اور احضار لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کیواسطے حکم دیا خانزمان خائف اور ہراسان ہوکر
دوبارہ بعجز و زاری حاضر ہوا اور یہ بیت عریضہ مین لکھی **بیت** بدین امید ہائے شاخ در شاخ + کرمہائے تو مارا کرد گستاخ +
اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خانزمان کو بھی خدمات سابقہ
کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہون دوبارہ اُنکے گناہ معاف فرمائے
اور جاگیرین اُنکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھین **بیت** گرچہ بیگفت کہ زارت بکشم میدیدم + کہ نہانش نظرے بامن
دلسوختہ بود + القصہ ایک ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانین کہ مجھے عفو جرائم مین کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو گناہ
کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نکرین فی الواقع **مصرع** در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست + عرش آشیانی نے بعد عفو کے
تکلیف احضار فرمائی خانزمان کثرت خجالت کو مانع احضار خدمت کرکے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت بخیر و سعادت
تشریف دار السلطنت مین ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کرکے آستان بوسی کیواسطے حاضر ہوگا آنحضرت
نے عذر اُسکا پذیرا کرکے اُس سے قسم لی اور دار السلطنت آگرہ کیطرف عازم ہوئے اور بعد نزول مہدی قاسم خان کو مع
چار ہزار سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھ کیواسطے روانہ فرمایا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے کہ اسیطرح
سے دلمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے
نخوت و تکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گڑھ کیطرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے
پیچھا کرکے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کرکے دستگیر کیا وزیر خان نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی
بہادر خان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کرکے اپنے بھائی اد ہموے کو رہا کیا اور دونون متفق ہوکر گڑھ کیطرف روانہ ہوئے
اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آنکر عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابو المعالی کے

سلیمان

سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑ کر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا ہی اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کرکے چاہتا ہی کہ کابل مین جاکر پھر متصرف ہوون اگر اسوقت کمک عنایت ہووے عین ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً بنام امرائے پنجاب اور محمد قلیخان حاکم ملتان کے اس مضمون سے صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اسطرف جاکر اسکی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان کابلی کہ امرائے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا ماموں ہوتا تھا رخصت ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اسکا ممد اور معاون ہو لیکن قبل فریدون پہونچنے سے سلیمان میرزا کابل مین آنکر قلعہ کو محاصرہ کرچکا تھا اور محمد حکیم میرزا جو تاب مقاومت نرکھتا تھا بھاگ کر نیلاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان المخاطب بخان زمان اوزبکون کے فرخشہ مین گرفتار ہی اور فرصت لاہور مین آنیکی نہین رکھتا مناسب یہ ہی کہ لاہور مین جاکر متصرف ہوون اور امرائے پنجاب کو اپنا شریک کرکے خوب ترجہ سے سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرون اور محمد حکیم میرزا فریب کھاکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکہ اور میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور مین متحصن ہوکر دربئی مدافعہ ہوئے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا ہر چند سعی کی کہ امرائے پنجاب شریک ہون یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر نہوئی بادشاہ علی قلیخان خان زمان کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۷۴ نوسوچوہتر ہجری مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا سبھون نے جوابدیا کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہی اسلیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہونچا ہووے توقف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور جب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لائے اور اُس حدود مین بشکار قمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اسکی تقصیرات سے درگذر کرکے وزیر خان کو ہنجہزاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین استقامت کرکے اُس حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جسیدم رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال ناشائستہ ہوکر اسقسم کے فساد برپا کیے اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ کیطرف سے ساتھ امیر تیمور گورگان کے واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور مان اسکی سلطان حسین میرزا کی دختر ہی اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کرکے مفرون عفو ہوئی اور الغ میرزا بڑا بیٹا اسکا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اسکا چھوٹا بیٹا بقضائے الٰہی اوراجل طبیعی سے فوت ہوا لیکن الغ میرزا سے دو فرزند تھے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر سلطان کا الغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین انکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام احفاد اکبر شاہ کے عہد جلوس مین پھر ہندمین آیا اور پرگنہ اُدم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالے

نے عالم پیری مین اُسسے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ چارون ابھی خردسال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کرکے سرجملۂ امراسے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لیکر سنبھل مین اپنی جاگیرون پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کیطرف روانہ ہوے تھے اپنے چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے سمیان بالغ میرزا و شاہ میرزا متفق ہوکر آخر کو عصیان پر کمر باندھی اور ایک جماعت اراذل اور او باش کو جمع کرکے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیردارون نے اُنھین مغلوب کرکے ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جاکر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سرداری صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا اور منعم خان المخاطب خانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے منفید کرکے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی اور اسیطرح سے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرانے محمد حکیم میرزا کے آنے سے لاہور مین آگاہ ہوکر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون اور پرگنون پر قابض ہوکر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے اور احضار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کیطرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید یوسف مشہدی کو قلعہ شیر گڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت پڑھی بیت سمند تند و زرین نعل و خود رشید را ماند + کہ از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان ماند + اور پاے قلعہ سے اُٹھکر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش آشیانی اُسکا تعاقب کرکے اُسطرف متوجہ ہوے اور جب راے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سنا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کرکے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہی تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کرکے اُس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید مجبور ہو اُس سے پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر تشریف لائے جو کشتی حاضر نہ تھی فیل بیربال سندر نام پر سوار ہوے ہر چند امرا مانع آئے قبول کیا اور متوکل علی اللہ آب تھا گنگ مین جا پڑے اتفاقاً تائید سماوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا ہاتھی کو احتیاج تیرنے کی نہوئی بادشاہ نے مع چند فیل دیگر اور سو سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے اطراف اردو مین پہونچے اور اُسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اُس شب کو نہ رکھتے تھے تمام رات مے نوشی اور ناچ دیکھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے اُنکے اردو مین جاکر آواز بلند پکارا کہ ای غافلو بادشاہ تمھارے قصد مین آب سے عبور کرکے اجل ناگہان کیطرح تمھارے سر پہ پہونچا ہی اُنھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر و حیلہ سے جانکر پروانہ کی ناگاہ صدا کوس و نقارہ بادشاہی کی آن اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے اُٹھکر صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہر دن چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ سنہ ۹۷۴ نسو چوہتر ہجری مین آتش جنگ مشتعل ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کیطرف سے اُسکے مقابلہ کو آئی تھی حملۂ اول مین پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج مین پہونچایا اور بہادر خان سیستانی نے اُسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان مین داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اُس نبرد مین فوج اُسکی بے ترتیب تھی پھر با صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور آن واحد مین

اُس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان مین ایک جماعت مردم معتبر نے کہ فوج شاہی سے آگے تھے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو ردیف اپنا کرکے ہاتھی پر سوار تھے چاہا کہ فیل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر سے پانون سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے فیلبانونکو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑاے پہلے ایک فیل فیلان بادشاہی سے کہ جسکا ہیرانند نام تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کیطرف سے اُسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اُسوقت طرفین سے جوانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار مین مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت وکامرانی زوال کو پہونچا قضارا اُس حرب وضرب مین ایک تیر علی قلیخان کے جسم مین لگا وہ اُسکے نکالنے مین مصروف تھا کہ دوسرا تیر اُسکے گھوڑے کے لگا وہ اُسکے زخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہو کر زمین پر آ پڑا ایک اُسکے متعلقین نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا ناگاہ نرسنگھ نام فیل اجل کیطرح اُسکے سر پر پہونچا اور آن واحد مین اُسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اُسکا مرنا متحقق ہوا پانون قرار کا جگہ سے ہلگیا اور طریقہ فرار کا نا پایا اُسی حال مین نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کونسی برائی تمھین پہونچی تھی کہ جسکے عوض تمنے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمد للہ آخر عمر مین حضرت کا دیدار کہ گناہونکا محو کرنیوالا ہی میسر ہوا بادشاہ نے نہایت مروت سے حکم اُسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ ابتک علی قلیخان کو خان زمان کا فوت ہونا ثابت نہوا تھا دولتخواہون نے اُسکا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بلا اجازت تہ تیغ کیا سچ ہی

نظم

بکفران نعمت دلیرے نکرد + کہ اسپ مرادش سکندر نخورد + بہادر کہ بد رستم روزگار + زکفران نعمت چنین گشت خوار +

اور بھی ان دوبیتونسے کہ قاسم ارسلان کی تاریخ سے مستفاد ہوتا ہی کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا

ابیات

چو شد خان زمان یاغی وباغی + زشاہ اکبر کہ سلکش نیست دیگر + تفنگ خوردہ زعالم رفت وگردید + بہادر گشتہ از گفت برادر + پئے فتح شہ تاریخ جستم + خرد گفتا مبارک فتح اکبر +

عرش آشیانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر پنجاب اور کابل مین بھیجا اور جان علی ازبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور علی شاہ بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع سے تھے گرفتار کرکے جونپور کیطرف سوار ہوے اور وہانکے لوگونکو عبرت کیواسطے اُنکو فیل مست سے پامال کرایا اور منعم خان المخاطب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان ازبک کہ قلعہ اودہ مین قلعہ بند ہوا تھا کشتی مین سوار ہو کر گورکھپور کیطرف بھاگا اور ماہ محرم ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین مظفر اور منصور ہو کر آگرہ مین تشریف لاے اور چونکہ اُسوقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادہ اطاعت مین نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال اُسطرف روانہ ہوے جب قلعہ شیوپور مین پہونچے حاکم وہانکا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راجہ رنتھنبور کے پاس گیا بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون کیطرف جو مالوہ کی سرحد مین ہی توجہ فرمائی اولاد سلطان محمد میرزا کہ قلعہ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور جو اندنون الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بعجلت تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون سے رانا کے دفع کیواسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کار آزمودہ اور ذخیرہ بہت قلعہ چیتور مین جو ایک پہاڑ پر

واقع ہوا ہی چھوڑ کر خود مع اہل و عیال جا ہاے قلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور ہوکر محاصرہ کیا اور پانچہزار سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنے سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانے کیواسطے کہ مخصوص قاعدہ ہند ہی معین فرمائے اور وہ ساباط اور رخنہ نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہی دو دیوار سے کہ بفاصلہ ایک تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور ٹوکرون کی پناہ مین کہ چرم گاو منڈھکر اُن دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشباز اور نقاب اُن دیوارونکی وجہ و سبب سے بفراغ خاطر قلعہ کے نیچے آنکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور بارود نقب مین پرکر کے اڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈالکر اُسی رستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچکر قلعہ مین درآتے ہین القصہ جب ساباط تیار ہوئی اور دو نقب برجونکے نیچے پہونچگئین دونون کو بارود سے پر کرکے ایکبارگی آگ دی بحسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی وہ برج اُڑگیا اور رخنہ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اُڑنے سے رخنے قلعہ مین پڑے ہونگے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کیطرف دوڑے اور ایک ہزار آدمی اُس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم مصاف ہوے اور ایک ہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا اُنمین سے قدرے سپاہ دکھا ئیکو باہر آئے اور مردمان حصاری اُنکے مدافعہ کیواسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اُس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اڑا اور اعضاء دوست و دشمن کے جدا ہو ہوکے ہر طرف گرے چنانچہ بیس امراے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہ معہ پانسو لشکر اسلامی ضائع ہوے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا سپاہیون نے اُس رخنہ سے مجال قلعہ مین درآنے کی نپائی اُس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایک دن بادشاہ اُس مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جےمل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کیواسطے پھرا اور عشا کی نماز کیوقت خاص مورچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل سے محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی جےمل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اُسکا اڑکر دار البوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست کش ہوے اور پہلے اُسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنے تمام مال و اسباب اور عیال اطفال کو جلاکر خاکستر کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ انھون نے جوہر کیا ہی سپاہ اسلام اُسی رات کو قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے مزاحمت نہ کی قلعہ مین درآئے اور بادشاہ بھی صبح کیوقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا اور امیرزادون کے کہ پیادے تھے قلعہ مین داخل ہوے اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل اور بتخانہاے محکم مین درآئی تھی اسقدر لڑی کہ دو تہائی ہزار مرد سب تسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سواے نصرت علی توابچی کے کسی شخص نے شہادت نپائی اور تین دنکے بعد اُس مقام کی حکومت آصف خان ہروی سے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہوکر مراجعت فرمائی اور اثناے راہ مین ایک شیر مہناک درختونکے نیچے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اُسکا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسکے مارا شیر زخمی ہوکر نیستہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دو گاڑہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر جھپٹکر آنحضرت کیطرف متوجہ ہوا اس حال مین ایک مرد شیر دل عادل نام فدائی کے مانند آپ کو شیر تک پہونچا کر وار شمشیر کرنے لگا اتنے مین اور بھی جان نثارون نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے اور بادشاہ نے جب آگرہ مین قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیز خان گجراتی سے روگردان ہوکر مالوہ مین آئے ہین

اور اوجین کو محاصرہ کیا ہی بادشاہ نے قلیچ خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو اُنکے دفع کیواسطے مقرر کیا میرزایان
منہزم ہو کر آب نربدہ کیطرف مفرور ہوے اور بدحواس ہو کر آب سے عبور کر کے پھر گجرات کیطرف راہی ہوے اور شہر رجب ۹۷۵ھ نوسو
پچھتر ہجری مین عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت مین رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی
جب شکارکنان نے رنتھنبور مین نزول فرمایا راجہ سورجن نے اُس قلعہ کو کہ حجاز خان غلام سلیم شاہ سے خریدا تھا قلعہ بند
ہو کر مدافع مین قیام کیا اور افواج شاہی نے اُس قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و شد بند کی اور بادشاہ کے حکم
سے کوہ مدن نام کہ قلعہ کے قریب ہی سرکوب کر کے چند توپ اور ضرب زن کہ ارتفاع کوہ کی کثرت سے کوئی بادشاہ بلندی پر
نہ لیگیا تھا اُسپر لیگئے اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہو کر امان کا طلبگار
ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکلگیا حصار مع ذخائر اور خزائن بادشاہ کے تصرف مین آیا اُسکے بعد آنحضرت اجمیر
کیطرف سوار ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعدہ آگرہ مین تشریف لائے اور
حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری مین گئے جو کہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہو کر ہونہار ہین ہوے تھے
اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمر کی ولادت کا دیکر خوشحال کیا قضارا اُسی عرصہ مین آثار حمل ظاہر ہوا اور
روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی سترہوین تاریخ ۹۷۷ھ ہجری مین کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع جو بیس درجہ
میزان مین بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان مین افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس
موہبت عظمیٰ کے شکرانہ مین تمام قیدیون کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول
تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی مین تاریخ ولادت شاہزادہ جمجاہ کی ہو اور یہ مطلع اُسکا ہی طلع الحمد
از پئے جاہ و جلال شہریار + گوہرے مجدد از محیط عدل آمد در کنار + عرش آشیانی نے ایفائے نذر کیواسطے کہ فرزند کے بارہ مین
کی تھی پیادہ پا اجمیر کیطرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لا کر دست زرفشان انعام و احسان
مین کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکارکنان معاودت کی اور اس عرصہ مین راجہ رام چند والی قلعہ کالنجر کہ شیرشاہ اُسکی
آتش محبت مین جلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف مین آیا تھا قضیہ چیتور سے ہراسان ہو کر وہ قلعہ بے جنگ
بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ھ نوسو اٹھتر ہجری مین پھر شیخ سلیم کے فرزند تولد ہوا اور موسوم بمحمد مراد اور ملقب
بہ پہاڑی ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کیواسطے تشریف لیگئے اور شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے
بنا کر کے ناگور کیطرف گرم عنان ہوے اور چند رسین ولد مالدیو اور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملازمت کیواسطے آئے اور پیشکش وافر
پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر وہانسے شکارکنان قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی
زیارت سے مشرف ہو کر دیبالپور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہان کے جاگیردار نے لطوی پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا
ہوے حسین قلیخان ترکمان حاکم اُس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرہ صفر
۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت بزرگوار
بجا لا کر آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور اُسوقت مین سکندر خان اوزبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا
منعم خان المخاطب بخانخانان اُسکو بادشاہ کی پابوسی کو لایا اور اُسکے گناہون کا شفیع ہوا اُس سال جو مقام سیکری
آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اُس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اُس عرصہ مین جو گجرات فتح ہوا اُس کا نام فتح پور رکھا

کسواسطے کہ شہر صفر ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اسکی تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کرکے روح پر فتوح خواجہ سید حسن خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین علیہ وعلی آبائہ الکرام واولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے ہین استمداد کرکے خان کلان کو بہت اعزاز سے بہم ہراولی اسطرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جودھپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کرکے خود بھی گجرات کیطرف سوار ہوے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین شیخ دانیال قدس سرہ کے مکان مین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی بتین پہونچا کر اس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا قضاے الٰہی سے مرگیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا رایات عالیات احمد آباد کیطرف متوجہ ہوے اور ابھی دو منزل طے نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابوتراب جو شیرازی الاصل تھا اور اسکے باپ دادا نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کیواسطے پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید حامد خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور جہجار خان حبشی اور بھی دیگر سرداران باتجمل وسامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوے اور رقم نفاق جو حبشیون کے چہرۂ حال سے محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوے اور شہر احمد آباد کہ آیہ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی شان مین ہے بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا بھروچ کی نواحی مین اور محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھے عرش آشیانی انکی دفع کیواسطے عازم ہوے اسوقت اختیار الملک کہ عمدۂ امراے گجرات سے تھا جب جون کیطرف بھاگا تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوے اور اسکی بعد جب سایۂ چتر فلک سا بندر کھمبایت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور ابراہیم حسین میرزا نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کیواسطے جاوے قتل کیا اور چاہا کہ اردوے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کیطرف جاوے اور فساد برپا ہووے پہر رات گئے یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیج خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کیواسطے چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبۂ سرنال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا اس مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن رنتھنبور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کیطرف تعین ہوے تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر ہزار سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کرکے ایک جماعت کو کہ ڈیڑہ سو سے زیادہ نہ تھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کیواسطے متوجہ ہوے اور مان سنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کرکے اس قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوے جب ابراہیم حسین میرزا حملہ آور ہوا تیراندازون سے اسنے پسپا کیا اور جو بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرفہ اسکی دیوار زقوم یعنے تھوہڑ کی تھی ایستادہ تھے کہ تین سوار سے زیادہ اس مقام مین بہ پہلوے یکدوسرے کے قیام نکر سکتے تھے اسوقت تین سوار لشکر مخالف سے

شورشی کرکے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھا ارآئے اور راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لیکر اُنمین سے ایک کے مقابل ہوکر اُسے منہزم کیا پھر دوسرے کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ تھے تیراندازی کرنے تھے راجہ بھگوانداس کی مدد کیواسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی نے اعدا پر تاخت کرکے داستان رستم و اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیون کو خاک مذلت پر ڈالا مین بعد داد جوانمردی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اُسوقت بادشاہ مع تیراندازون اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کیطرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد کرکے ابراہیم حسین میرزا کو بے اسکے کہ کام اُسپر تنگ ہووے دشت ادبار کیطرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کار نمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑکر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپکو مخاطرہ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر قلعۂ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کیطرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ مین پہونچا اور مورچے تقسیم ہوے اور جب میرزاؤن نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپسمین قرعہ مشورت کا ڈالا اُسوقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جاوین شاید کہ قلعۂ سورت ان خللون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے اُسکے بعد جب ابراہیم حسین میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اُسکا تعاقب کیا اور شام کیوقت اُسکے قریب جا پہونچا اور جو آب یعنے ایک دریا اُس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اُسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اُسکے ہمراہیون پر پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طی کی تھی جب اُسکا ایک نوکر آیا گھوڑے پر سوار ہوکر نکل گیا اور جب دہلی مین پہونچا چند روز قیام کرکے خیل و حشم فراہم کرکے سنبھل مین آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پہونچے احمد خان بارہہ کو قلعہ پٹن مین محاصرہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ اُنکی دفع کیواسطے احمد آباد سے پٹن کیطرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین پیش قدمی کرکے جنگ مین مصروف ہوے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی جرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان مین رستم خان اور مطلب خان آپ کو مطمئن کرکے دوبارہ حملہ آور ہوے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفون کی شکستہ کرکے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب سرکوب یعنے دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہوکر احمد آباد گجرات کیطرف ہوا ہوے انہی دنون مین راجہ بہار جیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجہاے نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو کہ قبل اس سے دس برس ناگور سے بھاگ کر دکن مین گیا تھا بد اعتمادی کے سبب وہان بھی مجال توقف نہ پائی اور کوہستان بہارجیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچاوے گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زدوکوب و ذلت و خواری بسیار گوالیار کے قلعہ مین [illegible] ہوا [illegible] گیا اور شیر خان کی

والدہ خاقان اکبر سے اثناے طے مسافت مین سر راہ آنکر حجاز خان حبشی کی جو اُسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کر کے خون کے دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈالکر قصاص مین پہونچایا اور ولایت گجرات یکقلم میرزا عزیز کوکہ کے جبل اور قرابتیون کو تقسیم کر کے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۹۸۱ھ نوسو اکاسی ہجری مین مرکز دولت مین داخل ہوکر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جب سنبھل مین پہونچا یہ خبر سُنی کہ امراے پنجاب حسین قلیخان نے ہمراہ کوہستان پنجاب مین جاکر قلعۂ نگرکوٹ کو محاصرے مین رکھتے ہین اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہی دست انداز ہوکر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیون کے پاس پہونچا دے اور حسین قلیخان نے قلعہ نگرکوٹ کا محاصرہ ترک کر کے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا اور تلنبہ کے اطراف مین اُسکے اردو کے قریب جاکر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کیواسطے گیا ہی اُسکے اردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین میرزا اُنکے دفع کیواسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کر کے دستگیر ہوا اور اُسکے ہمراہی بہت قتل ہوے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ مین گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھکر جنگ کیواسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچون نے سد راہ ہوکر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہوکر ایک بلوچ کے پاس پناہ لیگیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کر کے سر اُسکا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ مین آیا اور دونون سر اسکے جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزان ہوا اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار مین محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ مین جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے پرواز کر گیا اور ماہ ربیع الاول اسی سنہ مذکور مین عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپسمین متفق ہوکر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوے ہین اور جمعیت کثیر اور ہجوم غفیر سے آنکر بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہین بیت سر فتنہ دامدو گر روزگار ✛ ہمین ست اور اشب و روزگار ✛ اگر بادشاہ خود بہ نفس نفیس توجہ فرماوے مقرون صواب ہوگا بیت بجز حضرت پادشاہان شاہ ✛ کس این گرد را بر ندارد ز راہ ✛ اور چونکہ موسم برسات تھا اور لشکر بسرعت تمام نجا سکتا تھا غرض آنحضرت نے دو ہزار سوار انتخاب کر کے جریدہ اور سبکبار بر رسم منقلائی پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ انمین اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار ہوے اور اسپان بادپا کو کوتل کر کے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کر کے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کر کے قول یعنی فوج میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار فوج جانب دست چپ بادشاہ اور فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبارت ہی کہ روز جنگ محافظت کیواسطے رہتی ہی اور ہراول یعنے وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہی مقرر کی اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت واقبال نہسو سوار لیکر احمد آباد کی طرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنے گول چلی کہ جو کہ بندوق سے شکار ڈالتا ہی مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کیواسطے گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس اُدھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا اور اختیار الملک الیغار سے خبر نرکھتے تھے صداے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسباب جنگ کی

ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے معاملہ کی تحقیق کیواسطے دریاے احمد آباد کے ساحل پر
آیا اور سبحان خان نام سے کہ بادشاہ کیطرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہی اور اس جماعت کا
کون سردار ہی سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبۂ شاہنشاہی ہی محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چودھوان
ہی مخبر میرے ان حضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر احیانًا افواج خاصہ بادشاہی ہی تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین ہوتے
تھے وہ فیل کیا ہوے سبحان خان نے کہا کہ آج نوان دن ہی بادشاہ نے پاؤن رکاب مین رکھا اس صورت مین یقین ہی کہ اس
سرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کر سکتے محمد حسین میرزا متخوف ہوکر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک کو
پانچ ہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کیواسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار
سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر دیر تک وصول
لشکر گجرات کے انتظار مین رہے چونکہ دروازے دشمنونکے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ دریا سے
عبور کرکے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار مغل فدائی لیکر کہ اکثر معرکون مین انسے لوازم شجاعت اور
دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے برانغار
پر تاخت لاکر بازار جنگ کو گرم کیا **بیت** دو لشکر بیکبار برخاستند ÷ برابر صف کین بیاراستند ÷ اس درمیان مین
کہ فریقین ایک دوسرے سے الجھکر گیرودار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سو سوار جرار لیکر ایکطرف سے
نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور امراے جرانغار اور برانغار
نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر انھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم رخسارہ پر رکھتا تھا
اور اسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بوتہ زقوم پر پہونچکر چاہا کہ اسپر کودا دے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار نے اپنا
کام کیا یعنے محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور مردان شاہی نے پہونچکر اسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لائے اور
ہر شخص دعوی اسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کسنے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے
نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اسنے سچ کہا اسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ عدد انکے دو سو سے بھی
کم تھے ایک پشتہ کے نیچے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا بیٹھکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ
نمودار ہوئی اور چونکہ افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیونکے درمیان مین ظاہر آیا ایک
شخص اسکی تحقیق کیواسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہی کہ خبر شکست سنکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہی بادشاہ نے ان دسو
آدمیون کو حکم دیا کہ تیرباران کرکے انھین پسپا کرو اور بسبب دہشت نقارچیون کے دست و پا بھول گئے تھے بنفس نفیس
باواز بلند انھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جسدم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان
لوگون کے درمیان مین ہی ہراسان ہوکر راہ فرار نہ پائی اور قضیۂ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخانزمان اور بہادر خان سیستانی سے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہی دشمن اسکا
نام سنکر فورًا فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جسوقت بادشاہ
اختیار الملک کے دفع مین متوجہ تھے راے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی
بھاگتے وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کودانے کیوقت زمین پر گرا اور ایک دم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا

اسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کرکے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برچھی ہاتھو مین لیکر بلدۂ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکورہ مین داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان فرمان کے موافق اسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد انکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نفرمائی راجہ ٹوڈرمل کو صاحب اہتمام بنگالہ کرکے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو ستاصل باخراج گذار کرین داؤد بن سلیمان نے جو لودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچا تھا ناچار گردن حلقہ باج وخراج مین ڈالایا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کرکے قتل کیا اور قوت پکڑکے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آنکر اُس مقام مین کہ آب سون اور گنگ آپس مین ملحق ہیرہوے آب پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کرکے منہزم ہوا اور جا سے بدر دست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کرکے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ وہ قلعہ فتح نہوگا خود مع جمیع شاہزادگان او رامرا ہزار کشتیون پر سوار ہوکر دریا نشستین رنگ برنگ کشتیون پر ڈالکر عین باران مین اسطرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ چنار کے مقابل بعض کشتیان گرداب ہائل مین پہونچکر خیر وسلامتی سے پار آئین اور پھر خطۂ بنارس مین نزول فرمایا جو افواج کہ خشکی کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہائے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کیطرف عازم ہوے اور اُسوقت کیہ خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اُسے فال نیک سمجھکر دریا کی راہ سے بعجب حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان المخاطب بخانخانان کے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین ہین بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے قلعہ حاجی پور کی فتح کیواسطے مقرر کیا اور اُسنے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسان اور مخوف ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری تقصیرین معاف ہونگی اور اگر تو حاضر نہوگا باوجود اسکے ہمارے پاس بچا ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا مقابلہ کرونگا جو ظفریاب ہو اسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کے سمت گیا عرش آشیانی نے صبح کو فیلون کے لانے کیواسطے پچیس کوس راہ طے کی اور چارسو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خانخانان کیطرف رجوع کیا پھر مسرور اور محظوظ ہوکر دار السلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور حسین خان لاہور سے مبارکبادی کیواسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اُسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو نوکر بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لیگئے اور دو لاکھ کے قریب نقد وجنس خادمان حظیرۂ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچا کر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب مظفر خان جو عازم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہے پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اُسکے مقاومت کی نلایا اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیگر امرا اوڈیسہ کیطرف روانہ ہوے چند بسر داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انھین شکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان اوڈیسہ میں آیا اور داؤد بن سلیمان ... کی ... حوالی اور

گوجر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراولی اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پر
کہ خانعالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول کے درمیان
قائم تھی وہ بھی اُنکے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی
المخاطب بہ مظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا بحسب اتفاق گوجر نے دو چار کو مقتول کرکے اُسے
بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان لشکر متفرق ہوکر اُسکے پاس فراہم ہوے
پھر وہ گوجر کیطرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن سلیمان بیدل ہوکر
بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوے پھر راجہ ٹوڈرمل اور امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب
دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑکر اور کفن گردن مین
ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود جراحت اور
زخمونکے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کیواسطے آیا ٹیکا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر قیمتی اُسکو دیا اور اڑیسہ اور
کٹک اور بنارس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنے عہد محمد بختیار خلجی سے شیر شاہ کے زمانہ تک بلدۂ کور شاہان
بنگالہ کا پاے تخت تھا لیکن وہان کی ناسازی آب وہوا کے سبب مردم غیر قومی افغانون نے خواص پور ٹانڈہ کو احداث
کرکے نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان کور کی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اُس شہر کو از سر نو تعمیر
کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ اُسی عرصہ مین آب وہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور رجب کی اُنیسوین تاریخ سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی
ہجری مین نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر بنگالہ کی
حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ مین سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلاوطن ہوکر
درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی رخصت
لیکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اُسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ وہان کی حکومت
اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھین دنون مین ارباب عرض نے عرض اقدس مین پہونچایا کہ خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا بے توقف درگاہ
مین آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر فائز ہوا
اور اُس سال بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر وسعادت معاودت کی اور ابھی
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار وبنگالہ
خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لاکے مع جماعت ہاے خواص پور ٹانڈہ سے باہر آئے اور
داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس فراہم ہوے
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امراے بادشاہی کو اکٹھا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملہ اول مین اُس قلعہ
کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کیطرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار وترہت وحاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوے اور پنجشنبہ
کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین بآراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار

افغان کہ اطراف وجوانب سے اُسکی کُمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے اپنے مقابل والون سے مقابلہ کیا اول
کالا پہاڑ کہ امراے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو
متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب مظفرخان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنے صف میمنہ پر حملہ آور ہوا
اور اُسکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان داؤد بن سلیمان قول یعنے فوج بیچ پر تاخت لایا طرفین سے
جنگ صعب وقوع مین آئی اُسکے بعد خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آئے نسیم فتح
لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نہ پائی بہادرون نے اُسکا پیچھا کرکے دستگیر کیا
اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اُسکے فرمانے سے اُسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہوکر معرکہ سے
نکل گیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خانجہان جسقدر ممالک بنگالہ سے کہ افغانونکے تصرف مین تھے اپنے قبضہ مین لائے
تمام ہاتھی افغانونکے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور مظفرخان پٹنہ مین جاکر ۹۸۴ھ
نوسو چوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثناے راہ سے حسین خان افغان کے
تدارک کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر اُسکی
تھی فروکش ہوا اور کالا پہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے کہ نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر پر آنکر محاصرہ کیا
اور محمد معصوم خان حین فرجہ مین عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالا پہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین مشغول ہوا
اور ایک فیل ایاز نام جو کالا پہاڑ کا فیل جنگی تھا اخرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس درمیان مین
جوانان تیر انداز نے تیر کی ضرب سے فیلبان کو ہلاک کیا اور اُس فیل نے بے فیلبان اور بدمست نے بحسب اتفاق اپنے جملہ فوج پر حملہ
کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانون پر پڑی اور کالا پہاڑ مارا گیا اور فیل ایاز بھی
گرفتار ہوا مظفرخان قلعہ رہتاس مین گیا اور اُس سال شہباز خان کنبو نے قلعہ سوانہ کو کہ راجہ چندر سین مالدیو سے تعلق رکھتا تھا لیکن
راجہ گجپتی نے دفع کیواسطے کہ جو بنگالہ اور بہار کے سرراہ پر واقع ہوکر مامور ہوا راجہ کو ایک جنگل صعب مین زیر کرکے قلعہ شیر گڑھ کو جو
راجہ گجپتی کے بیٹے کے قبضہ مین تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس نے ساتھ اُسکے رجوع کی وہان جاکر محاصرہ کیا
اور مظفرخان نے اُس نواح کے پٹھانونکے دفع کیواسطے توجہ کی اس صورت مین جو پٹھان قلعہ مین متحصن تھے طول مدت محاصرہ
سے عاجز آئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اُس قلعہ کو اپنے بھائیون کے سپرد کرکے درگاہ مین گیا اور
اُس بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر کیواسطے کہ تصرف مین لانا کے تھا تعین کیا اور اُسنے
جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے قبضۂ تصرف مین لایا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بانسواڑہ اور ہندو مین داخل ہوے
اور شکار کرتے ہوے دکن کی سرحد تک گئے جو مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ ہوکر پردہ نشین ہوا تھا اُسکی ولایت کی
تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتحپور سیکری کیطرف متوجہ ہوے اور ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین پھر
عرش آشیانی نے اجمیر کیطرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہوکر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے
روضہ منورہ مین داخل ہوے اور زیارت کی اُس مقام مین مظفرخان ملازمت کیواسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر
استقبال تمام پہونچایا اور بادشاہ نے وہان سے دہلی کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کیطرف متوجہ ہوے اور آثار نوئین
ستارہ دم دار مغرب کیطرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب جودھن مین پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی روانگی کی

عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی نہ تھا فسخ عزیمت کر کے سایۂ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اُس سال مسجد جامع فتحپور سیکری کہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین بنا کی تھی تیار ہوئی اور ۹۸۶ ہجری مین والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اُسکے پاس آیا تھا فرمان والاشان کے موافق مقید کر کے مع اُسکی والدہ کو درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ بمقام عنایت مین ہو کر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اُسکے عقد مین در لائے اور اُس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان کہ امرائے پنجہزاری سے تھا بنگالہ مین قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور ۹۸۷ نوسو ستاسی ہجری مین فتحپور سیکری کے فراش خانہ خاص مین آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالینہائے زربفت اور بھی قماش اسقدر کہ حساب مین نہ سماوے جلا اور سنہ مذکورہ مین عرش آشیانی اجمیر کیطرف تشریف لیگئے اور وہان سے فتحپور سیکری کیطرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانون نے بنگالہ اور بہار مین توت پکڑی اور بلے فتنہ اور فساد ہوئے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو مع امرائے عمدہ اُسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا فرصت پاکر لشکر خان مقدم پنجاب کے بھگانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کو کہ اپنے کو معتبر سوار بطور ہراولی پیشتر بھیجا اور کنور مانسنگہ راجپوت نے جو امرائے پنجاب سے تھا جسدم کہ شادمان کو کہ نے نیلاب سے عبور کیا اُسکے مقابلہ کیواسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اُسکو منہزم کیا اور اکثر لوگ اُسکے مقتول ہوئے اور کچھ پانی مین ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب مین پہونچا کنور مانسنگہ نے آپ کو سید یوسف خان مشہدی کے سر پر جو اُس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور مین آیا اور جب یوسف خان مشہدی نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہوا اسواسطے میرزا نے عنان یکران عزیمت لاہور کیطرف معطوف رکھی اور محرم کی گیارھوین تاریخ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور کنور مانسنگہ قلعہ مین متحصن ہوئے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالہ اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور محمد حکیم میرزا افغانونکے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نرکھتا تھا بمجرد سُننے اس خبر کے برق و باد کے مانند پیشدستی کر کے کابل مین گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اُسکو دار پر کھینچا اور جب لوائے زرنگار کابل کیطرف متوجہ ہو کر نواح رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوس سے سرفرازی پائی اور دریا کی طغیان کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہائے والاتبار نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ نیشاپور اور اُس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد مین پہونچا شاہزادۂ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کر کے باہستگی پیوستگی کابل روانہ ہوا جسدم شاہزادہ شتر گردان مین کابل سے پندرہ کوس اودھر پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان بہادر مفرری کے محمد حکیم میرزا شاہزادہ کی آمد و رفت سے خبر دار ہو کر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگہ اور ترک خان اتکہ نیلون کو پیش کر کے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور تر نبو کین کہ فیلون پر تھین ایکبارگی سر کین القصہ تر نبو کی گولی ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اُسکے سینہ مین لگ کر پشت سے برآمد ہوئی اور تین آدمی اور کے بھی گذر کے انکا کام تمام کیا

اور میرزا وہ حال معائنہ کرکے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کیوقت اُسکے بہت مردم نامی مقتول ہوے اور بادشاہ نے منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند کی طرف مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اُسکے معاف فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اُس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے بخیر و سعادت عبور کیا اُس حدود کے انتظام کیواسطے ایک قلعہ گچ اور سنگ سے بنانیکا حکم دیا اور اُسکا نام اٹک رکھا کسواسطے مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک جو لغت ہندی مین بمعنے منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی انتیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوانداس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد فتحپور سیکری کیطرف سوار ہوے کسواسطے فتحپور سیکری اُن دنون مین مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال و حلول اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کہ کسی امر کیواسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین قید سے رہا کرکے لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون بادشاہ افیون کے استعمال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے عاجل حاصل ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین خان اعظم میرزا کوکہ جو بنگالہ مین نامزد تھا درگاہ مین آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کرکے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جو سے پراگ کہ مابین گنگا اور جمنا کے ہے تشریف لائے بناے قلعہ اور عمارت شہر الہ آباد کہ سابق الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہوا سلطان مظفر گجراتی جب اظہار اخلاص کرکے سب گجراتیون سے پیشتر ملازمت کیواسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید خدمت مین موجود رہا اور آخر کو گجرات کیطرف بھاگا اور اُسوقت کہ بادشاہ الہ آباس مین تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان گجراتی خروج کرکے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کیواسطے بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور مین طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کیواسطے پٹن مین توقف کیا اور سپاہی اُسکے کہ اکثر عیال و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیون کے سپرد کرکے پٹن مین شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا اور مظفر خان گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ مین مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر مفرور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کیطرف راہی ہوے اور عریضہ مشتمل کیفیت احوال مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیر دار اجمیر کے اُس فساد کے دفع کیواسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبد الرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتکہ جاگیردار بھروچ کو قلعہ برودہ مین محاصرہ کرکے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کرکے چودہ لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ برودہ مین جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کروڑ سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد مین آکر جمع لانے خیل و حشم مین کوشش کی میرزا عبد الرحیم المشہور بمیرزا خان جب پٹن گجرات مین پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراے متفرق کو جمع کرکے

مع آٹھ ہزار سوار بیت رمح ہر یک شہاب جبہ گسل + تیغ ہر یک درفشِ خارا گذار + لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
جب موضع سرکہج مین کہ تین کوس شہر سے ہے پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی سولہوین تاریخ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین
باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آنکر صفوف جنگ آراستہ کین اور مبارزان
طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کیطرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور بہ عنان سبک رکاب کو گران کرکے تیر
و نیزہ و تبر و تیغ و شمشیر و خنجر سے دادِ مردی و مردانگی دی نظم دو لشکر تیغ و پیکان تیز کردند + بہ یک دیگر گرانگیز کردند +
زدودہ داس تیغ از سرفشانی + زہر سو گشت نار زندگانی + اجل تا بر سر شخصے رسیدہ + ز شخص او نشانی ہم ندیدہ +
اس گیر و دار مین کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہماے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم عرف میرزا خان کے سر پر ڈالا
اور مظفر خان گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد مین دم لیا اور چونکہ میرزا عبدالرحیم اُسکے تعاقب مین سرگرم تھا شہر مین
داخل ہوا اور مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبدالرحیم
باتفاق اُنکے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب مین کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور اُسنے بھاگ کر کوہستان نادوت
مین پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے غول پر پہونچا اور چند شخص
ضائع ہوے پاے ثبات متزلزل کرکے جوناگڑھ مین جام کے پاس پناہ لیگیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ بھروچ
کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد مین آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بھروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ مین قلعہ بند
ہوکر آخر کو دکن کیطرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف مین آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جوناگڑھ کی
اعانت سے جمعیت کرکے اُس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبدالرحیم شہر سے برآمد ہوکر اُسطرف
متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہوکر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور گراسی جنگل سے برآمد ہوا اور
ایک مقام مین لشکر بادشاہی کے مقابل آنکر مقاتلہ مین مشغول ہوا اور شکست پاکر راے سنگھ راجہ جلوارہ کے پاس پناہ لیگیا
اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کیطرف روانہ ہوا اور چو مظفر شاہ کو شکست دیکر
نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری ولد
حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی
کہ علامہ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور سنہ ۹۹۳ نوسو ترانوے ہجری مین سید مرتضی
سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پاکر درگاہ جہاں پناہ مین آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر
دکن کی فکر مین تھا اُس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور
شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرماکر مہام دکن کے سرانجام کیواسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس
مالوہ مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیون
کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اُسکی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن اُسکا ارشاد اُسکے دل مین اثر پذیر نہوا
پلٹ آیا اور امراے مرتضی نظام شاہ بحری اور میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ کے پاس کہ ولایت ہندیہ مین مقیم تھا آئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے
ولایت دکن مین گیا اور ایلچپور مین جاکر تین دن اُس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان

فاروقی پلٹ کر الچپور کے اطراف مین آئے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت اُنکی نہ لاکر ندربار کے راستہ سے دکن سے برآمد ہوا اُسوقت حسب فرمان والا میرزا عبد الرحیم المشہور بمیرزا خان المخاطب بخانخانان کے طلب مین پہونچا وہ گجرات سے عازم درگاہ ہوا اور مظفرشاہ گجراتی فرصت پاکر بہزاد الملک کے پاس کہ بہ اول الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کرنے لگا چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بہم پہونچا کر بقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا پھرا اور اسی سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبد اللہ خان اوزبک کے غلبہ سے پریشان ہوکر درگاہ مین آیا اور امرائے شاہی کے سلک مین منسلک ہوا اور اسی سال صبیہ راجہ بھگوانداس کی شادی بطوئے بخشش عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین درلائے اور ۹۹۴ھ نوسو چورانوے ہجری مین ایام تحویل حمل مین بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور آراستگی سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور مین بھائی بادشاہ محمد حکیم میرزا کا کابل مین فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبد الرحیم خانخانان کو گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اللہ کو صدر اس ولایت کا کرکے اسطرف روانہ کیا اور خود پایہ دولت رکاب سعادت مین لاکر پنجاب کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل مین بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ خورد سال تھے فریدون خان اور امرائے محمد حکیم میرزا کے ہمراہ لاہور مین لایا اور اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل مین چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک رہتاس مین کہ مستحدثات آنحضرت سے ہے روان ہوئے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلیخان محرم اور کئی امرائے نامدار دیگر کو مع قریب پانچہزار سوار کے ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سر پر افغانان سواد و بجور روانہ کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و زندقہ مین شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہین ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانون کے درمیان جاکر انکو مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اُسکا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور چند عرصہ مین بھاگ کر افغانون کے درمیان مین گیا اور ایک خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کرکے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سواد و بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان گکھڑ اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کیواسطے روانہ کیا اور انکے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امرائے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا ان لوگون نے باوجود ایسے لشکر کے افغانون سے شکست فاش کھائی خواجہ عرب بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر اور معتمد سے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابو الفتح گیلانی نے بہزار محنت و مشقت آپ کو قلعہ اٹک رہتاس مین ۹۹۵ھ نوسو پچانوے ہجری مین بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیبر مین اُنسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور مین تشریف لائے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اسی سال دختر رائے سنگھ کو کہ امرائے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین لایا شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس کہ کشمیر کیطرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آنکر کشمیریون سے صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کرکے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو مع جماعت امرا دوبارہ کشمیر کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اور اس نہج سے داستان سلاطین کشمیر کی مرقوم ہوئی

کہ جب اہل کشمیر آپسمین مشغول ہوے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہوکر متصرف ہوا اور اس سال سلیمان میرزا
جد شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور مین آنکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوے اور عرش آشیانی نے عبداللہ خان ازبک
ملک توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک رہتاس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامۂ زمان عضد الدولہ حکیم
ابوالفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی تستری ہے تقاضی تحف و ہدایا کہ قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہوتا تھا
رخصت انصراف کی فرمائی اور سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید جاند بخاری کو قتل کیا اور
کنور مانسنگہ کو بنگش کیطرف سفر ورکیا بادشاہ نے عبدالمطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے
تدارک کیواسطے تعین کیا اُنھون نے جلالہ کو زیر کیا بہت لوگ اُس گروہ مین سے قتل کیے اور اُس سال ولادت سلطان
خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم دختر راجہ بھگوانداس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلوع اولین کوکب نبیرہ سے
نہایت خوشحال اور محظوظ ہوے اور جشن کی آرائش مین نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے اُن دنون مین
حسب الفرمان قضا جریان سہوان سندھ کو محاصرہ کیا اور رخانی بیگ حاکم ٹھٹھہ نے عاجز ہوکر ایلچی باتحف و ہدایا درگاہ مین بھیجکر
اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کرکے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر
ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کوکہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر
ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ
شیرازی حکم والا کے موجب لاہور مین آنکر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوے اور اسیطرح محمد صادق خان نے
بھکر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست
بہار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرماکر اُسطرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو امداد فرمائی
اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور مین طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان
یوسف زئی کے دفع کیواسطے سواد و بجور مین بھیجا اور اسمعیل قلیخان کو کہ اُسطرف تھا طلب کرکے گجرات مین روانہ کیا
اور قلیج خان کہ بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ مین حاضر ہوا اور سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے
ہجری ماہ جمادی الثانی مین عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بھیر مین کہ وہان سے کوہستان کشمیر شروع
ہے مین پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور آرد و وہان چھوڑکر سری نگر مین کہ پایہ تخت کشمیر ہے تشریف لے گئے اور
علامۂ زمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا تھا کشمیر مین
عالم بقا کیطرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اُسکا ترکیب بند موزون
کیا کہ اول بیت اُسکی یہ ہے **بیت** دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد ٭ جہان عقل را در نیمروز علم شام افتد
عرش آشیانی بعد تفرج نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور رہ طے مسافت مین مشغول ہوے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو ہمزبان
اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بخت و دولت کیطرح ہمیشہ ملازمت مین حاضر ہوکر رقم اخلاص کے صفحۂ ضمیر پر لکھتا تھا
منزل دھن تور مین سفر آخرت اختیار کیا اور باحسن ابدال مین مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک رہتاس مین پہونچے
شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور کوچ بر کوچ کابل کیطرف روانہ ہوے اور اسی مقام مین
حکیم ہمام اور میر صدر جہان ہمراہ علامۂ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ بطور ایلچی گری عبداللہ خان ازبک ماوراء النہر مین گئے تھے

ایلچی نے عبداللہ خان اوزبک کے پاس آنکر ملاقات کی اور بادشاہ نے مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اور گشت
گلزار فرمائی ساکنان کابل کو ممنون انعام اور مرہون احسان کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس نے
لاہور مین حیات مستعار سپرد قابض ارواح کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ امرائے سہ ہزاری سے تھا اُسکو
دیکر نوختہ بیگ کو اُسکی مدد کیواسطے چھوڑا اور محرم کی بیسوین تاریخ ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے ہجری مین مراجعت بلاہور فرمائی
اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو دیکر مالوہ سے اسطرف بھیجا اور شہاب الدین حاکم مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا
اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ جب گجرات مین پہونچا مسمی جام کے سر پر کہ زمینداران اُس حدود سے تھا اُسنے لشکر کھینچا
اور جام زمیندار بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل
آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر ابوتراب کے بھانجے
کہ امرائے نامدار بادشاہی تھے بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اُسکا مع چار ہزار راجپوت مقتول ہوئے
اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور چونکہ عبداللہ خان اوزبک بدخشان لیکر کابل کی فکر مین تھا بادشاہ
نے چند سال لاہور سے اور اُس حدود سے حرکت نہ کی اور چونکہ اُس عرصہ مین میرزا جانی والی سند باوجود قرب جوار لاہور زمان طلب
ملازمت کیواسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امرائے نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور
فریدون بیگ برلاس اور محمد خان نیازی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ اور سو زنجیر فیل اور توپخانہ بسیار سند کی تسخیر اور بلوچون کے
دفع کیواسطے نامزد فرمایا اور سنہ ۹۹۹ھ نوسو ننانوے ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور
عرش آشیانی نے چار شخص کو چار رکن کرکے دکن کیطرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہانپور مین اور خواجہ
امین الدین کو احمدنگر کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھاگنگر کیطرف روانہ کیا اور اُنکے پیچھے
شہزادہ مراد المشہور بہ پہاڑی کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلیخان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے
اطراف مین پہونچا یہ خبر سُنی کہ مدھکر زمیندار عمدہ اُس نواح کا پرگنات بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سُنتے ہی
اُسطرف متوجہ ہوا اور جسوقت کہ شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سُنا کہ دولتخان امین خان کا
بیٹا کہ جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڑھ کیطرف گیا تھا اور سات مہینے اُس قلعہ کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اُسی سال میرزا عبدالرحیم
خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سند کے کنارے واقع ہے محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سند بھی باتفاق وہان کے زمینداروں
کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اُسطرف متوجہ ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیرانداز
اور توپچی سے آگے بھیجین اور میرزا عبدالرحیم نے باوجودیکہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نرکھتا تھا مقابلہ کیا
اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے غنیم سے سترہ غراب چھین لی اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی
سند کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ۱۰۰۰ھ ایکہزار ہجری مین آب سند کے کنارے آیا اور ایسی زمین مین کہ اطراف اُسکے
آب و خلاب تھا فرو کش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آنکر اُسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز شور حرب گرم رہا اور
سپاہ طرفین کی کام آئی اور اُن دنون مردم سند نے راہ آمد و شد غلہ کے خانخانان کے لشکر پر بند کی کہ ایک روٹی جان کے برابر گران
ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانے تنگدل + گرسنہ نالان و سیران سنگدل + ہر کرا دیدار نان بودے ہوس +
قرص خور در آسمان دیدے و بس + خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کیواسطے چھوڑکر وہانسے کوچ کیا

اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سند مرحوم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے اُنکے سر پر گیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اُسکا تھا مع امراے بزرگ اُس جماعت کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن مین اسّی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اُس فوج کو ماندہ او خستہ پاکر دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آنکر آتش حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نرکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اُسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع الور مین دریا کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اُسطرف سے اور اس لشکر نے اسطرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا اور غلہ او آذوقہ کی رسد آسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کرکے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف درگاہ مین حاضر ہونگا اور اُندنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان اشرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین چھوڑکر درگاہ مین آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لایا اور اہل کشمیر کی کمک اور قوی پشت ہونیکے واسطے نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہان کا خطبہ اپنے نام پڑھاکر فوج وحشم کی فراہمی مین مصروف ہوا اور قاضی علی میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بدخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کرکے قاضی علی مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر جو کہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت کلاہ خسروی و تاج شاہی ٭ بہ کل کے رسد حاشا وکلا ٭ پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہاے دہلی سے تھا مع ایک جماعت امرا اُسطرف نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے بارہ مین میرزا یادگار سے رنجیدہ ہوکر اُسکے سر پر تاخت لائے اور وہ یہ شور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا مین جاکر ایک سنگ کی پناہ مین مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اُسے دستیاب کرکے اُسکا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کیواسطے سوار ہوے اور چالیس روز وہان کی سیر کرکے حوض زین لنکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کیطرف روانہ ہوے اور اُسوقت میرزا عبدالرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی سند نے سنہ ایکہزار ایک ہجری مین ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سند سلک امراے سہ ہزاری مین مسلک و منتظم ہوا ولایت سند بندگان بادشاہی کے قبضہ مین آئی اور اُس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے گنہگارون کے تدارک کو کہ زمینداران عمدۂ گجرات سے تھا اور مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر ساتھ تکابر اور تجبر کے گذرانتا تھا لشکر کھینچا اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کرکے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثناے راہ مین تجدید وضو کے بہانہ ایک گوشہ مین جاکر اُسترہ سے کہ اُسی دن کیواسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئین ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے اُسکا سر درگاہ مین بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اُس سال راجہ مانسنگہ ابن راجہ بھگوانداس پسران اور برادران قتلوحی افغان سے جنگ کرکے غالب آیا اور ولایت اڑیسہ کو کہ من اعمال بنگالہ سے ہے اُنکے تصرف سے بر آوردہ کرکے ایک سواد مین باقی رکھ

انغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیے اور عرش آشیانی نے جو دس برس سے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو نذیکھا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق دل مین رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر شاہزادہ مراد المشہور پہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اسکی وکالت پر معین فرمایا شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کر کے اسکی وکالت پر تعین کیا اور جو قبل اسکے جلالہ یعنی پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبداللہ اوزبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر مین آیا اور ہندا ور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان اختصاص پا کر جلالہ کے دفع کیواسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال امر واحد علی بھائی اور دیگر اسکے عزیز و اقارب کے کہ چارسو آدمی تھے دستگیر کر کے درگاہ مین لایا اور ان ایلچیون نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت کر کے اسطرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ ۱۰۰۲ ایکہزار دو ہجری مین دکن کی تسخیر کیواسطے تعین فرمایا اور اسکے بعد شاہزادہ لاہور سے برآمد ہو کر سلطانپور پہونچا بادشاہ کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع اس لشکر کے جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی کہ حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور سلک مین امرائے پنجہزاری کے منتظم ہو کر حاکم ملتان ہوا اور اس سال میرزا عبدالرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کیوقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا انھین دنون مین عنایت خان شیرازی کو بحجابت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن انھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہو کر سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین ہجری مین مرگیا اور اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان جانگی نے کہ پیشوا اسکا تھا احمد نام اپنے ایک بیٹے کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب کر کے اپنا حاکم کیا اور امراے جادہ اطاعت سے پھیر کر منازعت کیواسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت انکے مقابلہ کی نہ رکھتا تھا قلعہ احمدنگر مین متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شہزادہ کو پیغام دیا کہ اسطرف ہرج و مرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہے اگر آپ بسبیل استعجال اسطرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپکے سپرد کرونگا اور جو اسوقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا تھا بسرعت تمام آٹھ ہزار سے احمدنگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کمین مین تھا باتفاق لشکر شاہرخ میرزا اور شہباز خان کنبوا اور راجہ جگناتھ عموی راجہ مانسنگھ اور راجہ درگا اور راجہ رام چند اور بعض دیگر امرا کے ہمراہ بتعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچہزار سوار قلعہ کالنہ مین جو دکن کی سرحد مین ہے شاہزادہ مراد سے جا ملا اور کوچ متواتر سے احمدنگر کیطرف عازم ہوے اور میان منجھو خان کہ امراے مخالف کو دفع کر کے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اسکے پاس چھوڑ کر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کیطرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو داستانہاے دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی ۱۰۰۳

سنہ ایکہزار چار ہجری مین احمدنگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے مین مشغول ہوے چاندبی بی نے مردانہ وار اُنکے مدافعہ مین قیام کیا عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کیطرف سے دو نقب کا ٹکر باروت برآوردہ کرکے بیکار کردیا اور دیگر نقبون کی تلاش مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دیدی ایس تین نقب کہ جنمین باروت تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اُڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور اُن دو نقبون بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی ہونے سے خبر رکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے نہ دیا چاندبی بی فرصت پاکر برقع مین رخنہ کے قریب آئی اور توپ اور ضربزن اور پتھر بہت اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہرچند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ مین داخل ہونیکی نہ پائی شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام مین گئی اور چاندبی بی نے تمام شب ایستادہ ہوکر خرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ کے مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کرکے مقام مدافعہ مین ہوئی اس درمیان مین مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سرلشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور جب لشکر مین غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوے میرزا عبدالرحیم خانخانان نے صلح مین صلاح دیکھی اور چاندبی بی بھی ضیق محاصرہ سے بتنگ آئی تھی صلح قبول کرکے اقرار کیا کہ ولایت برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمدنگر مع مضافات بہادر نظام شاہ برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان مین آیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم کوچ کرکے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کرکے آباد کیا اور انہین مین شاہزادہ جشن طوی کرکے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد مین لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان کنبو کہ امرائے کلان سے تھا شہزادہ سے رنجیدہ ہوکر بے رخصت مالوہ کیطرف گیا اور چاندبی بی نے بہادر نظام شاہ خلف برہان نظام شاہ بحری کو احمدنگر کا حاکم کیا اور ابہنگ خان حبشی نے دوبارہ سردارون کے زمام اختیار قبضہ مین لانے سے غلبہ تمام بہم پہونچایا باوجود اسکے چاندبی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کرکے مع پچاس ہزار سوار عزم رزم امرائے مغل مین برار کیطرف متوجہ ہوئی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان اور شاہزادہ اور صادق محمد خان کو شاہپور مین چھوڑکر خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہانپور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیون سے حرب کیواسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کرکے مردم دکن کیطرح اور وضع دریافت کرکے اور افواج کو آراستہ کرکے آب گنگ سے کہ زانو تک تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترھوین تاریخ سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرائے نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امرائے قطب شاہیہ کو میسرہ مین مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کیطرف روانہ ہوا اور آوازہ ہل من مزید کی بلند کی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کرکے عین جنگ مین راجہ علیخان فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امرائے راجپوت کو اسکے مقابل چھوڑا اور اُنھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اُسنے اول ضرب توپ و تفنگ وبان سے بہت مردم خاندیس اور راجپوت ضائع کیے

اور اُسوقت بہادران دکن نے ارابون کے پیچھے سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ رام چند تین ہزار مرد اہل نبرد سے مقتول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص سہیل خان کے مقابل نہ تھا اور وہ اس گمان سے کہ مین نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہی آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونیکی خبر نہ رکھتا تھا وہ بھی غنیم کیطرف پیشتر جا کر دکنی مغلون کی نگاہ مین کہ مارکر کے ایستادہ تھے پہونچکر تاراج مین مشغول ہوا اور جو لوگ تاراج غنیمت کے بعد قرار فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کیواسطے اُس شب کو اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوے اور سہیل خان تھوڑے آدمیون سے ایک مقام مین پہونچکر فروکش ہوا اور چونکہ مشعل نہ تھی اور کوئی شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا تاریکی مین بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے مقام مین کہ جہان سہیل خان کے ارباب آتشبازی رہے تھے پہونچکر اُسنے بھی تاریکی مین توقف کیا اور بہت مغلون سے کہ انھین شکست متیقن ہوئی تھی مفرور ہوکر ایسے جولان ہوے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان مین سہیل خان کے روبرو چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہی تب چند توپ اور ضربزن کہ دکتیون سے پرباروت اور تیار و دستیاب ہوئی تھین سر کین اور گولی اور گراب اُنکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان مین ہی چراغون کو خاموش اور نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح مین بھیجکر ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہوکر نقارہ حربی بجائے اور کرناے پھونک کر خبردار کیا کہ افواج بادشاہی جو اُس صحرا مین موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق خانخانان کے ملازمت مین آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اُسکے پاس آتی تھی ہنود دمدمہ کی صدا بلند کرکے کرنا پھونکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش مین آنکر نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اُس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھونکے گئے اور سہیل خان نے بھی اُس رات کو آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر جسقدر ممکن ہوسکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے علم شجاعت بلند کرکے مع نیزہ و شمشیر اپنا رخ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی طرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اسکے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتا تھا متوکلاً علی اللہ دشمن کے دفع کیواسطے مستعد ہوا اور حرب شدید سے سہیل خان چند زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اُسکے ملازمان قدیم نے ہجوم کرکے گھوڑے پر سوار کیا اور دونون طرف سے اُسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لیگئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کہ سپاہگری و جنگ کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت الہی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہپور مین آیا اور عرش آشیانی کہ عبداللہ خان اوزبک کی خبر فوت سنی تھی بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کیطرف تشریف لائے تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوے گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو سنہ ایکہزار چھ ہجری مین اپنے حضور طلب کیا اور دشمنون کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک مخاطب اور معاتب اور مخذول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل قلعہ نرناله اور گاویل اور کھرلہ کو جو مملکت برار مین واقع ہین اور بر عرصہ قلیل مین مفتوح کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے

ناگاہ شاہزادہ انھین دنون مین مرض صعب مین گرفتار ہوکر ماہ شوال سنہ ایکہزار ہشت ہجری مین دوسرے اقلیم کی تسخیر کا
عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدہ شاہپور مین مدفون ہوا آخرکو آستے دہلی لیگئے اور اُسکے جد نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے
پہلو مین لٹایا اور یہ مصرع اُسکی تاریخ وفات کا ہی مصرع ع انگلشن اقبال نہالی ندہ گم + عرش آشیانی شاہزادہ کی فوت سے
نہایت محزون و مغموم ہوا و تسخیر دکن مین زیادہ تر ساعی ہوا اور جب امرائے نظام شاہی نے غلبہ کرکے شیر خواجہ جاگیردار
پرگنہ بہیر کو منہزم کرکے بہیر کو محاصرہ کیا او سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل اُنکے مقابلہ سے عاجز آکے بادشاہ
میرزا عبد الرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش مین ہوکر مصدر الطاف ہوے اور اُسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال
سے عقد ازدواج مین لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تمام ممالک نظام شاہیہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت
و اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری مین دکن کیطرف متوجہ ہوے اور ممالک دکن کا انتظام شاہزادہ عالمیان
سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن راجہ علیخان فاروقی
کو اُسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا قلعہ آسیر مین اُترکر گنگ گوداوری کے کنارے دکن کی زمین کے قریب توقف کرکے اُسکے دلاسا مین
مشغول ہوے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم
احمدنگر مین جاکر اُس قلعہ کو فتح کرو اور ہم مین بہادر خان فاروقی کو گوشمالی دونگا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان تیس ہزار سوار
ہمراہ لیکر احمدنگر کیطرف متوجہ ہوے اور ابہنگ خان حبشی اور کبھی امرا جو صاحب ختیار ملک تھے بے جنگ بھاگ گئے اور
فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کیواسطے نصیحت
فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہوا مندو سے برہانپور مین تشریف لائے اور امرائے درگاہ آسیر کی تسخیر
مین مشغول ہوے اور اُسکے بعد کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر اہل قلعہ کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی
اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت
خیل و حشم متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور بعد اُسکے خواجہ ابوالحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال
تھا اوائل سنہ ایکہزار نو ہجری مین احمدنگر کا قلعہ مفتوح ہوا لہذا بہادر خان زیادہ مشتشر ہوا اور امان چاہکر سنہ مذکورہ
مین قلعہ آسیر کہ بے نظیر ہے دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ
محاسبان سریع الحساب اور خامہ شکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیائے دولت قاہرہ بادشاہ
جمجاہ کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان نے برہانپور مین آنکر
احمدنگر کے غنائم نظر مبارک سے گذرانی جب ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش قبول کی وہ طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے
یہ امر پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی ہمبستری کے واسطے طلب کیا
اور میر جمال الدین انجو کو کہ امرائے معتبر سے تھا اُس عروس اور پیشکش لانے کیواسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہانپور اور
احمدنگر شاہزادہ کو عنایت فرمایا میرزا عبد الرحیم خانخانان کو اُسکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر و منصور
دار الخلافت آگرہ کیطرف روانہ ہوے اور اوائل سنہ ایکہزار دس ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر فتحنامہ اطراف
واکناف مین بھیجے اور سنہ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابوالفضل دیوان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور
نرور کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چہ بطمع مال ہمراہ آئے اور جنگ کرکے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اُسکا

لیگئے اور ماہ صفر ۱۰۱۴ سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کیطرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹ آیا اور گنگ گوداوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے خود آگرہ مین آیا اور پیشکش کہ اُسوقت دکن سے لایا تھا نظر سے گذرانا اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہانپور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہوکر عالم بقا کیطرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہار شنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کیطرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جمجاہ کی اکاون برس اور چند مہینے تھی البقاء للملک المعبود اور فوت اکبر شاہ مادہ تاریخ رحلت اُس شہنشاہ کا ہی اور عرش آشیانی اگرچہ خط وسواد کامل نرکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہند کے قصہ خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو اور ساٹھ داستان ہی اور منشیان درگاہ سے نثر و نظم مرغوب مین درلا کر ہر ایک داستان کو مصور کیا ہی آنحضرت کی مخترعات سے ہی اور شوارع مین ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہوار اور چند میورہ مقرر تھے چنانچہ اُسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امرائے سرحد کہ وہان پہونچے میورہ سوار ہوکر دوسری چوکی پر پہونچاوین جیسا کہ رات اور دن مین پچاس کوس راہ طی کرتے تھے اور آگرہ سے احمدآباد گجرات تک خبر پانچ دن مین پہونچتی تھی اور جسوقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین آتا تھا اور بتعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین ماہ کیطرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طی کرکے منزل مقصود مین فائز ہوے ہین اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوے کسی بادشاہ دہلی نے اسقدر ہاتھی دستیاب نکیے تھے اور باقی متروکات اُسکا اس تفصیل کے ساتھ ہی علائی دس کرور روپیہ اور ہزار کرور کے لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور تنگہ اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور حلقہ آہو پانچہزار اور یوز یعنی چیتا کچھ کم ہزار تھے کہتے ہین اکبر شاہ ہر چند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد چیتے کا بھی ہزار کو پہونچے میسر نہوے کسواسطے کہ جب عدد اُنکا نوسو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی اُنمین پڑتی تھی ہزار پورے نہوتے تھے غرضکہ اسقدر متروکات اکبری اس تفصیل سے تحریر ہوا اور شی کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادۂ تاریخ رحلت آن حضرت کا ہی قطعہ

جلال الدین محمد شاہ اکبر + ز دنیا گشت سوی خلد راہی + چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست + ندا آمد کہ یک ظل الٰہی +

تمام ہوا مقالہ دوسرا

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ مین



رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین برتمکین کی راے زرین پر مخفی اور محتجب نرہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پر توانداندیشہ بیان وقائع سلاطین دکن کیطرف جسکا حفظاً للترتیب اول عنان شبدیز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتاہون جیساکہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہی غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے بحصول درم اور دینار نہین ہی کسواسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصرالدنیا والدین ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پائون خزانہ کے سر پر ہی بلکہ صبح وشام ساتھ بحر وکان کے فیضرسان ہوکر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والانہمت میری اسپر مصروف ہی کہ فرمان خدیوزمان پر پٹکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایاے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہوا ور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان اور علّام علوم غریبہ اور فہام فنون فارسیہ ہو بکلم مرتوم قلم گوہرفشان کرون **نظم** این چار عروس هفت خرگاہ + کادر ونشان بہ نیمۂ راہ + نازان وچمان ومست ورقاص + در جلوہ کشم بمجلس خاص + چندی اگرم امان دہد بخت + یکیک بیرم بپایۂ تخت + سازم دل ازین فسانہ سیراب + زان بیشتر کہ گیرد م خواب + اور یہ مقالہ چہ روضہ پر مشتمل ہی روضہ اول بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمدآباد بیدر کہ جو مشہور سلاطین بہمنیہ ہین روضہ دوسرا سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو عادل شاہیہ معروف ہین روضہ تیسرا احوال شاہان احمدنگر کی صفت مین جو نظام شاہیہ موصوف ہین روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ ملقب ہین روضہ پانچوان شاہان برار کی اسامی کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین روضہ چھٹا بیان مین اوضاع شاہان بیدر کے جو بریدشاہیہ موسوم ہین نوراللہ تعالی مضجعہم

روضۂ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ کے وقائع کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین
ناظرین برتمکین کی خرد خردہ دان پر پوشیدہ اور پنہان نرہینہ کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین
کانکوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل ونسب مین مثل احوال جہو نشان بطرز اقوال مختلفہ نقل کیے ہین از انجملہ جو کچھ مشہور تر
ہے اسکو اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور طول سے مجتنب ہو کر سخن مختصر عرض کرتا ہون القصہ بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہین
کہ حسن نام ایک شخص دار الخلافت دہلی مین کانکوی بہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور مین
تقرب ومنزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور بہایت فلاکت مین زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بتنگ آنکر کانکوی
سے درخواست کسی ایک شغل اور خدمت کی کی کہ ساتھ اسکے قیام کرے کانکوی نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور
اُسے دیکر دہلی کے حوالے مین ایک زمین خراب اسکے حوالہ کی کہ اسمین زراعت کرے اور اسکے حاصل سے اوقات بفراغت
بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت کرکے کاشتکاری اور قلبہ رانی کے تردد مین مشغول ہوا
ناگاہ ایکدن ہل کا پھار زمین مین اٹک گیا ہوا ہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھارے
کے نوک ایک زنجیر مین اُلجھی ہی اور وہ زنجیر ایک ظرف مسی مملو اشرفی علائی اور طلائے غیر مسکوک کی گردن مین بستہ پائی
لیکن بدون اسکے کہ دست خیانت اُسپر دراز کرے اسکو ایک جادر مین لپیٹ کر ہنگام شب کانکوی بہمن کے پاس
لیگیا اور حقیقت حال معروض کی کانکوی بہمن حسن کی حسن دیانت اور امانت پر ثناخوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ اعجوبہ
شاہزادہ کی سمع مبارک مین پہونچایا شاہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کرکے اُسے اپنے حضور طلب کیا
اور اسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اسکا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع مین
پہونچایا بادشاہ نے اُسے بمرحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایکدن
کانکوی بہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہی کہ تو صاحب اقبال ہووے اور
حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور مؤید ہو کر درجۂ اعلی پر فائز ہووے پس مجھسے عہد اور شرط کر کہ جو
واہب بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام
دفتر عالم مین دوام قبول کرے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل مقصد
کو کہ مراد دولت دنیوی سے ہی نہ پہونچا تھا کہ اُسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کرکے حسن کانکوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین
کہ ایکدن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کا کھانا اور قسم قسم کا اطعمہ دستر خوان پر چنکر
صلائے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اُس خوان مائدۂ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ
اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقۂ مجلس کے حسن کانکوی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کرکے
شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اسکا دریافت کرکے زبان فیض ترجمان سے
ارشاد کیا کہ سلطانی رفت وسلطانی آمد اور قبل اسکے کہ کوئی شخص اسکے آنیکی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے
فرمایا ایک شخص کہ آثار نجابت اسکے ناصیۂ حال سے ظاہر ہی اور دروازہ کے باہر ایستادہ ہی اُسے حاضر کر خادم اسکی طلب
کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت مین واپس آنکر عرض کیا کہ وہ شخص
ظاہر نہین ہوتا ہی کہ جسے حاضر لاؤن شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ابھی موجود ہوگا خادم نے

عرض کی کہ ایک مرد مجہول بیٹھا ہی شیخ نے فرمایا اُسی کو حاضر کر کہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہی جب وہ
حاضر ہوا شیخ نے اُسکے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اُسکا استفسار کیا اور
جو دسترخوان اُٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کیواسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اُسے دی
اور فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہی بعد مدت مدید اور محنت بسیار تو دکن مین نصب ہوگا حسن کانکوی بہمنی کو اس بشارت
فیض اشارت سے سوداے حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اُسطرف متوطن ہوکر بتدریج
گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لے گیا اور اپنے
اُستاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور منصبدار جو ارادہ اسکی رفاقت کا رکھتا ہو دکن
مین توقف کرے حسن کانکوی بہمنی نے فرصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اُسکے خصوصیت اور آشنائی
رکھتے تھے تغلقخان کی رفاقت اختیار کرکے قریہ کو بجی اور چند قریہ دیگر پرگنہ راے باغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات مین
جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد معرکہ بعضے
کہ انمین سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کرکے اطراف و جوانب مین متفرق کیا اور بہت دکن مین پناہ لے گئے
اور جو تغلقخان اُسوقت مین حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑکر درگاہ شاہی مین
متوجہ ہوا تھا اور امراے دکن عالم الملک سے کچھ واسطہ اور حساب نرکھتے تھے اور منہزمون اور باغیون کے پناہ دینے مین
ملاحظہ نکرکے اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن
کو اپنے روبرو طلب کرے اور بعضے دیگران امیران معتبر سے بجاے اُنکے دکن مین بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور
قزلباش بیگ کو ملک علی عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجکر ایک فرمان مشتمل تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے
فرمان ہذا تمام امراے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہی عالم الملک نے تعمیل کرکے نوجیون کو اُنکے احضار کے
واسطے گلبرگہ اور رایچور اور بہلری مین بھیجا اور اُس جماعت نے جیسا کہ رسم ہی سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی
سب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کیطرف متوجہ ہوے
احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نکرکے اُنسے طمع اور توقع بہت کی اور حسب امید مین اُسکی ظہور مین نہ آئین باتین لایعنی زبان پر
لاکر اکثین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوے کہ علت تامہ قتل ہین ایک پناہ دینا باغیان
گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا احضار حضور مین امیران بیگناہ یہ نغمہ جانخراش سنکر جسوقت
درۂ مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہی پہونچے سب نے جمع ہوکر ایک انجمن سنواری اور آپسمین متفق ہوکر کہنے لگے کہ بادشاہ
محمد تغلق شاہ بیگناہون کو بےپرسش قتل کرتا ہی اور ہم تو دو گناہ بزرگ مین منسوب ہین جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوینگے
فوراً بلاتحقیق جرم کہ گنہگار اور بیگناہ سے تمیز کرنا چاہیے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرماویگا پس مناسب یہ ہی
کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست و پا بستہ آپکو قصاب کے سپرد نکرین کہ ہم مفت اور رائگان قتل ہووین
بعد ساتھ اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کرکے عازم مراجعت ہوے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشدد مین آنکر انکا مانع
ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ
آئے تھے بعضے انکے شریک ہوے اور بعضون نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر اظہار یکجہتی کی اور قصہ کاوۂ آہنگر اور ضحاک کا وقوع مین آیا

یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اسکے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت ز بیدادی شہریار + بہ پیچید گردن
سر انجام کار + چو بیداد پیشہ بود شہریار + نماند برو مملکت پایدار + عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز نے کہ داماد سلطان
محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا
اور اسے یقین ہوا کہ جیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور برار کے مردمان لشکر سے یکزبان ہوے اور درپے اسکے تضییع
اور رفع کے ہین اسواسطے توقف مین صلاح نہ دیکھی شکار کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور
معتمدون کے شکار کنان سلطانپور اور نندربار مین پہونچا اور امرا اسطرف کے جب اسکے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر
مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد
اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے اپنی قوت اور مکنت مردم بیرونی کے دلمین جاگزین کی انھون نے بھی ساتھ
اس بلاغت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات
مخالف کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ مین مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے لی تھی شاہ دہلی کے قبضۂ تصرف سے
برآمدہ ہوئی اور اس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آپسمین مشورہ
کرکے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے شرط عقل وہ ہی کہ درمیان اپنے ایک
شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین نظم چو در گلشن ملک خاری نماند
بہ گنجینۂ قلعہ مارے نماند + بسے گنج در دست اینان فتاد + بسا خوب اسپان تازی نژاد + بگردند آنگہ یکے انجمن + ہمہ
نیک طبعان ثابت سخن + سران جملہ گفتند بالاتفاق + کہ بے شاہ سست است ہر اتفاق + ہم از ما بگردد یکے مرد سر +
ببندیم ما جملہ پیشش کمر + بعد از گفتگوے دراز و قیل و قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا
پڑا اسواسطے کہ بڑا بھائی اسکا ملک مل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اس عرصہ مین مع لشکر
مستعد جنگ و پیکار رہتا تھا بامید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے
خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کرکے چتر اسکے سر پر پھرایا اور خطاب کہ درمیان
افغانان متعارف ہی ایک دوسرے کے درمیان مین قسمت کیا اور ہر ایک قطعہ جاگیرات مملکت دکن پر متصرف ہوے
اور فوج فراہم لانے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت مین یکدل اور یکجہت ہوے اسوقت
حسن کانکوی بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر بکہری اور رائے باغ اور مرج اور کلہر اور حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا
اور بہیرون راے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تہ تیغ کرکے مستقل ہوا اور نور الدین نام
ایک شخص خانجہان ہوکر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات مین یہ خبر سنی بسبیل استعجال
دولت آباد کیطرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز اور ملک مل افغان بھی مع لشکر مالوہ
اسکے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے
قلعہ سے برآمد ہوکر اس میدان مین کہ سلطان علاء الدین خلجی اور پسر رام دیو لڑے تھے صفین آراستہ کرکے بادشاہ
سے جنگ مین مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے
کہ دفعۃً خذلان اور کفران نعمت جلوہ گیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا نور الدین المخاطب بخانجہان کے

ایک تیر مقتل مین ایسا لگا کہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص کمکی کہ چھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے
اور اُسوقت ناصر الدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اُسکے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
مقام پر ندیکھا ناصر الدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کر کے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور چونکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب فروکش
ہوے اور جوانون اور بہادرون کے زخمون کے باندھنے اور ٹانکنے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور خرگاہ اُس
مقام مین جہان جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کر کے لوازم ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوا اور سحر ہوتے ناصر الدین شاہ
اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفر خان اور جمیع سرداران دکن نے آپسمین مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ اب صلاح جنگ
صف آرائی مین نہین ہی چاہیے کہ ناصر الدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت مین کام آوے دولت آباد کے
قلعہ مین متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان مع بارہ ہزار سوار اہل نبرد قلعہ گلبرگہ مین قیام کرے تو جسطرف
سے کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اُسکے دفع کیواسطے اقدام کرے اور باقی امرا جابجا اپنی جاگیرون پر موجود ہو کر پرگنات کی
حفاظت مین سرگرم رہین اور ایک دوسرے کی اعانت مین آپ کو معاف اور معذور رکھین بعد اس قرارداد کے ابھی
نصف شب باقی تھی کہ کوچ کر کے ہر ایک نے اسطرف کہ مقصد اُنکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب علی الصباح
اُس صحرا مین اُس جماعت سے نشان ندیکھا عماد الملک ترکمان کو مع لشکر مستعد و جرار حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان کے
تعاقب مین بھیجا اور خود بدولت آباد کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور چونکہ رمالون اور اختر شناسون بادشاہی نے بادشاہ سے
عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کیواسطے ساعت خوب نہین ہی اسواسطے اُن دنون مین اہل قلعہ کے ڈرانے کیواسطے
امراے بادشاہی افواج آراستہ کر کے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر بنیاد جنگ ڈالکر ساباط کی
تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے مین مشغول ہوے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ کرتے تھے اس
درمیان مین دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لا کر راہ مخالفت اور طغیان سے
بعزم گجرات بتعجیل تمام روانہ ہوا ہی سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سُنی ایک جماعت کو دولت آباد کے محاصرہ کے
واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوے اور بعضے امراے ناصر الدین شاہ کہ ناسک اور بالودہ مین رہتے تھے
بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر دولت آباد کی سمت راہی ہوے اور جب ہمراہ اُن امرا کے کہ قلعہ کے محاصرہ مین مشغول
تھے کچھ کام نکر سکے بادشاہ کا پیچھا کر کے آب نربدہ کے کنارے تک پس لشکر بادشاہی ترکتاز کر کے بہت بہت خرابیان ظہور مین
پہونچائین اور چند فیل خزانہ کو جنپر اشرفی اور طلا بار تھا دستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان
اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امراے اطراف کو فراہم لا کر مع بیس ہزار سوار کار گزار قلعہ احمد آباد
بیدر کی طرف کہ عماد الملک ترکمان المخاطب بسر تیز مع لشکر گران اُس مقام مین مقیم تھا روانہ ہوا اور عماد الملک
ترکمان لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز طرفین نے اپنے دور پر خندق
کھودی لیکن کوئی جنگ مین جرأت نکرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے نہایت
تنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفر خان کی مدد کیواسطے بھیجے اور ناصر الدین شاہ
نے بھی پانچ ہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کیواسطے دولت آباد سے روانہ کیے
اس صورت مین ظفر خان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر بسرداری ملک سیف الدین غوری

سپاہ باآئین بائستہ آراستہ کیا اور اُسطرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا
آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کرکے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ
اور فضاے خرد تیرہ ہوا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوے روے زمین اُنکے خون سے لالہ زار ہوئی
اور چونکہ تقدیر ملک مُلک بخش جلشانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانگوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اُس
وہار کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور
قلعہ احمد آباد بیدر اور بعضے قندھار کے قلعہ مین قلعہ بند ہوے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر مندو مین
پہونچا کر نیم جان باہر لیگئے اور ظفر خان ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر و منصور
ہوکر باحشمت و شوکت موفور اور بالطبل و علم سامان سلطنت کہ عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ
کی امداد و عزیمت مین بطالع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع
دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور اپنے ہمراہیون
کے تفرقہ اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب ظفر خان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہوکر دہلی اور گجرات کا راستہ لیا اور
ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہوکر ظفر خان کے استقبال کیواسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا
اور ملاقات کرکے چار دن اُس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانگوی بہمنی نے استقبال بدرجۂ کمال پہونچایا ہے اور
اُسکی بزرگی نے دلونمین قرار پکڑا ہے اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین بیشدستی کرکے جمیع امرا کو
حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبرسنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے
ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمہارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو
اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو اُنھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کرکے فرمائین اُسکا حلقۂ اطاعت
اپنے زیب گوش کرکے اُسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانگوی بہمنی شاہزادہ ہے اور آثار بزرگی اور شجاعت
اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہے القصہ یہ راے پسندیدہ خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون
نے اسپر اتفاق کیا اور صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کو کہ امراے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور
ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے مع منجمان ہندی کہ اس اُردو مین حاضر تھے تعین ساعت جلوس تخت مین بہت
گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان براہمہ کثرت سے تھے ظفر خان نے اُنکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ
قطب الدین کی مسجد مین بروز جمعہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی
اُسکے زیب سر کرکے چھتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہے تیمنًا اور تبرکًا اُسکے سر پر پھرایا اور مملکت دکن کا خطبہ اُسکے
نام پڑھا کر شاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھکر حسن آباد نام رکھا
اور اُسی کو پایۂ تخت اختیار کیا **ابیات** بنام حسن خسروی شد تمام ÷ جہان زیر فرمان او گشت رام ÷ بر اورنگ
شاہی بر آمد بگاہ ÷ برآورد بر سر کیانی کلاہ ÷ بہ شمشیر فرمانروائی گرفت ÷ بداد و دہش بادشائی گرفت ÷
جہان از رو شد عمارت پدید ÷ بہر مملکت نام نیکش رسید ÷ ہمان شہر گلبرگہ شد تختگاہ ÷ عمارت برآورد بر اوج ماہ ÷
بنام حسن شہر شد چون تمام ÷ نہادند ز ان حسن آباد نام ÷ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ

١٣٤٧ء

ملا داؤد بیدری: تحفۃ السلاطین

بنام والقاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کے ہی یون مرقوم کیا ہی کہ صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متاسف ہوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاءالدین وہ ساعت کہ ہم نے تجویز کی تھی مرتکب امر سلطنت ہوکر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھاتا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاءالدین کے سمع مبارک مین پہونچی متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کرکے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اسواسطے کہ اُسکے بھی آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ اُس ساعت کی تاثیر سے جو منجمان ہندی نے اختیار کی ہی کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھپر قرار نہ پکڑیگی اسصورت مین صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھا قسمین شدید بجا لا کر کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف مین خطور کیا ہی وہ نہین ہی ہمارے تاسف کا اور سبب ہی سلطان نے پوچھا وہ کیا ہی وہ عرض پیرا ہوے کہ ہمین اوضاع اور اشکال اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوے ہین تاثیر اُسکی سے تعداد شاہان اس دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچیگا اور عدد سال بھی دو سو کی مدت نشستن کا اور جو ساعت کہ ہمنے تجویز کی تھی اُسکے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور ڈیڑھ سو نفر بادشاہ کشور گیر گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان علاءالدین حسن اس کلام کے سُننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قدیم منصب صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضاء عسکر پر سرفراز فرمایا مولف اس حکایت بوالعجب کا کہتا ہی کہ ایک سو ستتر سال عہد دولت آل بہمنیہ منقضی ہوا علما اور عقلا صاحب انصاف پر صدق کلام اُن دونون بزرگوار اور مہارت اُنکے علم نجوم کی ظاہر ہوئی اور گنتی بادشاہان کی بھی ابتک بیس نفر کو نہ پہونچا تھا کہ اس سلسلہ نے صفت اختتام قبول کی القصہ جو سلطان علاءالدین حسن امر سلطنت مین مشغول ہوا جیسا کہ سزاوار اور لائق ہی سلطنت اور جہانداری کی روز بروز دائرہ اُسکی مملکت کا [illegible] ہوا آب پور سے قلعہ [illegible] اطراف [illegible] اور بندر چیول اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اُسکی حوزہ تصرف مین آیا [illegible] کہتے ہین سلطان علاءالدین حسن نے جسدم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ تھا کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچایا اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا اُس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی مین شریک رنج و تعب اور یکدل تھے خطابہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا بہرام خان مازندرانی کے سپرد کرکے بآئین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار نامدار فائز الفتح والظفر بلدہ حسن آباد گلبرگہ مین توجہ فرمائی بیت عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار + جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت ہمرکاب ⁂ اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے جو اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پاے تخت کرکے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کرکے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ لینے کا کانگوی بہمن کو کہ اس عرصہ مین

سلطان محمد تغلق شاہ کے ترک ملازمت کرکے دکن مین آیا تھا اُسکی جانب رجوع فرمایا اور طغرائے فرامین اور نقش نگین مین اُسکا اسم اسطور رقم کیا الاحقر عبداللہ الناجز وہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور مشہور ہی کہ قبل اسکے براہمہ بزمان اسلام کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور قریون اور زاویون اور سواحل انہار مین انواع علم کے تحصیل خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہکر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور ملاقات اہل دنیا خاص مسلمانون کی مزیل حسنات جانکر اور شقاوت ابدی تصور کرکے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیانًا بعضے انمین سے بوسیلۂ طبابت صحت اعراض جسمانی اور نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی اغراض نفسانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تھے اُنکے انعام اور احسان سے مشکور اور مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام کے دور مین نوکری قبول کی کانکو برہمن تھا اور ابتک کہ سنہ ۱۰۱۶ ایکہزار سولہ ہجری ہی مین بخلاف سائر ممالک ہند کے خصوصًا دفتر بادشاہان دکن اور نویسندگی ولایات بہامنہ سے مرجوع ہی اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ مین ولایت دکن کو کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ مین اُسکے امرا کے تصرف مین تھا مسخر اور مفتوح کیا اور امراے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعہ بیدر اور قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کرکے دونون حصار کو اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات اُسکی راے وربگل سے لیکر اُس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اُسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا ایک روز مین بنا کرکے تھوڑے عرصہ مین اختتام کو پہونچائی اور سنہ ۷۵۲ سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سنی خاطر اُسطرف سے مطمئن کرکے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام مین مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح مین لاکر بادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اُسکے سپرد کی اور کہتے ہین ایام جشن وطوی مین کہ عروسی کیواسطے ترتیب پایا تھا ایکدن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اسوقت مین لازم ہی کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہوکر جشن وطوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اُسکی خالہ کہان ہی بولی ملتان مین سکونت پذیر ہی یہ سنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اُٹھا اور چھپا کہ کوئی شخص واقف نہووے ایک جماعت کو اُس ضعیفہ کے لانے کیواسطے ملتان کیطرف بھیجا اور ارباب دخل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کرکے جسقدر زر اخراجات طوی کیواسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار مین پہونچاوین یہانتک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ کو ڈولی مین سوار کرکے حسن آباد گلبرگہ مین لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محظوظ ہوکر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہی ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اُسنے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہوکر شکر بادشاہ کی عنایت بنہایت کا بمعیں پہونچایا اور اُس شاہ صاحب مروت نے جشنہاے خوب عیر مکرر کیے اور مجلسین مرغوب اُسکے واسطے برپا کرکے اُسکے روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کیا بیت برسم کیان عقد فرزند شاہ ٭ ببستند باجور زیبا چو ماہ ٭ اور مدت بزم مین باوجود عدم استعداد ایام بادشاہی دس ہزار قباء زربفت ومخمل واطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو ٹکہ اور خنجر اور شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبدارون اور بادشاہی غلامون کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سامان جشن وعیش وسرور مہیا رہا شہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے

قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان مین مشہور ہین اُسپر رکھکر اہل شہر کو لوٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد مین دیگین رنگ برنگ اطعمہ کی لیجا کر فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر کی چوبیسوین تاریخ کو شروع ہوا اور دوسری ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت بانواع تحف و ہدایا اور جواہر و لعل قیمتی اور نقود فراوان برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذرانکر شرف قبول سے سرفراز ہوئے اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی مین بہم پہونچی اسوجہ سے مرتبہ اُسکا زیادہ تر مرتفع ہوا اور روز نوروز مین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان حضرت کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑ کے بالاے دست اسمعیل فتح جگہ دی اور قرب اسمعیل فتح کا اُس درگاہ مین اسدرجہ تھا کہ وزرا سے عید اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا اُسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اُسوقت دیوانخانہ مین جا کر تخت پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اسواسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز امر بادشاہی مین قیام کیا تھا تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا نخوت کے قریب گیا اور لب شکایت مین کھولے اور رشک بیطالعی سے صفحۂ چہرہ پر روان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہی اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہی پس باوجود دیکھنے مجالس پہلو شاہان اور جاننے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری معنی نہین رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ جانکر بحسب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوکر بکمال بشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطنًا بادشاہ کی نسبت دل دگرگون کرکے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا مین منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اُسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کیوقت اثناے سواری شکار مین درمیان سے دفع کرے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن چونکہ تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کعبتین مراد کی واژگون ہوئی یعنی بادشاہ نے اُسکے اندیشہ ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اُسنے منکر ہوکر قسمین شدید کھائین شاہ علاء الدین حسن نے حضار مجلس کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہوکر اُسکی بیعت مین آیا ہو وہ بخوف و ہراس اداے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرنے اُسے پوشیدہ نرکھے کہ مین اُسے ماخوذ اور معتوب نکرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا رہائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی مین تصور کرکے جو کچھ بیان واقعی تھا اسطرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جرم حاضران مجلس سے فتواے قتل حاصل کرکے آتش غضب افروختہ کی اور اُسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمعیل فتح کو مقتول کیا اور قلم عفو اوروں کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے اُنھین نستایا اور زبان اُسکے تجسس مین نکھولی اور گناہ اسمعیل فتح کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھین حضور مین طلب کیا اور اُسکے

فرزند بہادر خان کو قائم مقام کرکے منصب اُسکا ارزانی رکھا اور اُسکے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے
مطمئن اور محفوظ کیا اور اسمعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمعیل فتح سے استقلال
اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اُسکی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہی جاگزین ہوئی اور راے تلنگ
کہ ایک مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اُس سے وقوع مین آئی
تھی اُس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ
ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسیقدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھکر خزانہ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا
کسیطرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نرہا اُسوقت امرا اور ارکان دولت کو بلاکر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالے
جلشانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور جیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کیواسطے اسطرف متعین تھا
عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہی میرے دلمین یون آتا ہی کہ یہ جماعت ہمراہ
رکاب لیکر جسطرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دو اسپہ میرے استقبال کو دوڑیگی اسصورت مین مناسب یہ ہی
کہ پاے استقامت رکاب عزیمت مین رکھکر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان
کرکے اروتی سے بیجانگر تک اور سیت بندرامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُسکے بعد
گوالیار کیطرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لاکر عرصہ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ مین بلند مرتبہ کرون
ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر ازروے دانش اور بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار
سے مملو اور پر ہی اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہی خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور
جمیع حیوانات ہمارے اُردو کے کہ ہواے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین اُنکا اُسطرف مدتون رہنا
اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہی اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ
لشکرکشی دھور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے
القصہ وہ ولایت اسکے لائق نہین ہی کہ بادشاہ خود بہ نفس نفیس اُسطرف لشکرکشی کرے صلاح دولت یہین ہی
کہ امرا ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کیواسطے کہ ہوا دہانکی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ ایک موافقت
رکھتی ہی روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحف و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین
روانہ نہین کیے رابطہ اخلاص اور یکجہتی کا باہم نہ پہونچایا ہی ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کرکے
باج و خراج اُنسے لیکر خاطر اشرف اُسطرف سے مطمئن فرماوین اور جو تختگاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونقی رکھتا
ہی خود بدولت با اقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہی نہضت فرماکر
رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن راے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا
اور عماد الملک اسکندری اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کیطرف تعین فرمایا اور اُنھون نے
آب تاولی اور بکری آبادی کفار تک جاکر تاخت اور تاراج کیا اور آگ نہیب و غارت اُس قوم کے منازل اور
مساکن مین افروختہ کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہی اور جواہر و آلات وافر و مروارید
متکاثر کہ محاسب سریع الحساب اُسکے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار رقاص اور سازندہ وہان کے

رقاص

راجاؤن سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی دقیقہ لوازم عہد و پیمان سے باقی نرکھا پھر وہان کے راجاؤن کے ایلچیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالماً غانماً معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کرکے ماہ شعبان ششہ سات سو اٹھاون ہجری مین حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کے سمت روانہ ہوے اور جب بالاگھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار کہ اکثر ان مین دلاوران نبرد گذار تھے قلم بند ہوے اور چاہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل ہون راے کرن کے ایلچی نے کہ راے کرن گجراتی کے نواسون سے تھا سپاہ دکن کے خوف سے باوجود دخل گجرات بگلانہ مین مقیم تھا اور مملکت موروثی کیطرف توجہ نکرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے موکل کیطرف سے عرض کی کہ جو درمیان سلاطین گجرات اور بادشاہان دکن ہمیشہ رسم اتحاد منظور و ملحوظ رہا لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کیطرف توجہ فرماکر اس خطہ بہشت منزلت کو کہ میرے آبا و اجداد کا ملک ہی اور رعایا جاگیردارون کے دست ظلم سے جان بتنگ آنکر خواہان ایسی عنایات کا رہتا ہی مسخر اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص مین درلاکر خاطر جمع سے مالوہ کیطرف لشکر کھینچین اور مقارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیجکر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے باانصار واعوان قرعہ مشورت کا ڈالکر نرد فکر کی کھیلی اور خلاصہ فکر نے اسپر قرار پکڑا کہ جب مقابلہ و مقاتلہ سلطان فیروز شاہ باربک شہریار دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تختگاہ سے نہضت کی ہی روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہی بلکہ جو رعایا گجرات کی راغب اور مائل قدوم میمنت لزوم ہی صلاح و سداد کی وجہ سے توجہ اسطرف کی بہت قریب اور مناسب ہی سلطان علاء الدین حسن نے سب کی راے صواب جانکر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کیطرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبہ نوساری مین پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانورون سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا بھیجکر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اسطرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار مین مشغول رہا اس درمیان مین موافق اس امر کے مصرع ع قضاے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد ؛ جو باعث کہ تحریر تقریر تک نہ آئین آیا شکارگاہ مین بہ تپ محرق و دق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور آوان نوبہار انابت جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہی مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کرکے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور سفینہ ہونے سے ایکبارگی مزاج شریف اسکا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا نظم تواے رعنا چو گل تا چند و تا کے ؛ خوری از جام گلگون لالہ گون می ؛ چو نرگس تا بکے ساغر پرستی ؛ قدح در دست و سر در خواب مستی ؛ تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ ؛ سرت خالی ز سوداے پیالہ ؛ بسے خانہ خراب از می شد آباد ؛ بسے خانہ کہ دادش بادہ بر باد ؛ اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین حسرت و درد عازم مراجعت ہوکر بکوچ متواتر حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے صدر الشریف سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو بنسبت زمان قتلغخان استاد چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو مع دابل اور رایچور اور مدکل کیطرف حدہ ضبط اسکا ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور جنیر اور چیول اور قصبہ بیڑ اور سونگیر پٹن کرچیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹ سے ہی اپنے بھتیجے خان محمد بن علی شاہ کے تفویض فرمایا اور مملکت برار اور ماہور صفدر خان سیستانی کے سپرد کرکے مملکت

بیدر اور قندھار اور اندور اور کولاس اور جسقدر ولایت تلنگ کہ تصرف مین رکھتا تھا اعظم ہمایون ولد ملک سیف الدین غوری
کیطرف رجوع کرکے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کرکے قلعہ کے اندر اُس قصر مین کہ شرف کو جہ پر تھا اپنا مقام کیا اور صبح
وشام بلکہ علی الدوام بارعام دیکر احوال خلائق مین مصروف رہا اور مظلومون اور ضعیفون کی دادرسانی مین اشتغال فرما کر
حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیون کو آزاد کرین اور اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور محبوس ہو تو بقید غل و
تعجیل تمام حسن آباد گلبرگہ مین لاوین لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیون کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دارالخلافت مین
لائے اور اُس شاہ دادگستر نے اُسیوقت اُنکے جرائم بوجہ احسن عفو فرما کر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک و دولت اُنکی آزادی
مین نہ دیکھی شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شئے مین اپنی صلاح دولت جانے اُنکے بارہ مین عمل مین لاوے اس عرصہ مین
مرض نے اور بھی ترقی قبول کی ہرچند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیرالدین شیرازی اور بھی حکماء ہند نے اصلاح مزاج اقدس مین مساعی
طب
جمیلہ کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے مُنہ نقصان کیطرف رکھا تھا اسیوجہ سے
تداوی کا اثر اُسپر مترتب نہوا اور روز بروز ضعف وناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا
یہانتک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہی پھر معالجہ سے دست کش ہو کر منتظر نداے ارجعی کا ہوا اُسوقت اپنے
چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اُس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہان ہی سبھون نے عرض کی کہ مکتب
مین سبق پڑھنے مین مشغول ہی پھر اُسے بلاکر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہی عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی
بوستان
کی سیر کرتا ہون فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہی محمود عرضگذار ہوا کہ آج مین نے یہ حکایت پڑھی ہی حکایت شنیدم
کہ جمشید فرخ سرشت + بسر چشمہ بر بسنگی نوشت + بدین چشمہ چون ما بسے دم زدند + برفتند چون چشم برہم زدند + گرفتند
عالم بمردی و زور + ولیکن نہ بردند با خود بگور + بادشاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی نے جب تیسری بیت سُنی ضبط
نہو سکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کرکے رویا اور فرزندون یعنی محمد اور داؤد کو حاضر کرکے فرمایا کہ یہ نفس واپسین ہی تمسے کہتا
ہون کہ اگر اپنی بقاے دولت وسلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت مین رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھکر اُسکی خدمت
اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو پھر خزانچی کو طلب کرکے مبالغ کثیر نقد وجنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے
مذہب حنفی
تفویض کرکے فرمایا کہ مسجد جامع مین جاؤ اور یہ زر مشائخ اور علما اور مستحقون کو جو مذہب حنفی رکھتے ہون تقسیم کرآؤ جب لڑکون نے
اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کرکے بازگشت کی اور خدمت مین اپنے باپ کے عرض کی با آواز بلند الحمدللہ کہکر جان بحق تسلیم
کی رباعی ہر روز یکے روز بر آید کہ منم + خود را بجہانیان نماید کہ منم + چون کار جہان برو قرارے گیرد + ناگاہ اجل ز در در آمد
کہ منم + گیارہ برس اور دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ سات سو انسٹھ نے منھ دکھایا
ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری
مدت اُسکی عمر کی سرسٹھ سال تھی البقاء للملک المعبود اور ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری مین مسطور ہی کہ سلطان علاء الدین حسن
کانگوی بہمنی سے پوچھا کہ بے گنج ولشکر تھوڑے عرصہ مین ایسی دولت شگرف کیونکر تجھے دستیاب ہوئی اور خلائق کو
بے مشقت تو نے کیونکر اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اسکی دو چیز تھین اول یہ کہ صدق کو مین نے لازم پکڑا
اور کسی حال مین مین نے اُس سے تجاوز نہ کیا دوسرے یہ کہ مین نے دست سخاوت کھولکر دوست اور دشمن سے طریق احسان
مسلوک رکھا پس مردمان دوکار بزرگ کے سبب میرے خواہان ہوئے اور میری اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہو کر سب مجھے
دوست سمجھے اور تمام علما اور مشائخ سے کہ معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجاپوری اور دوسرے (۹۰)

شیخ محمد سراج تھے انشاء اللہ تعالیٰ اُنکے حالات اور مقالات عنقریب مقام مناسب مین خامۂ اعجاز نشان کی استعانت سے مبین ہونگے اور احوال سلاطین بہمنیہ کے ناظرون پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج التواریخ تھا اور بہمن نامۂ دکنی کہ بعضے ناظم کے زعم مین وہ شیخ آذری علیہ الرحمۃ ہی اصل و نسب مین سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے صرف ایک حرف بیان نہین کیا ہی لیکن ستایش کے وقت بعضے مقامون مین شاہان کیان کی نسبت منسوب کرکے کہا ہی کہ کلاہ کیانی سر پر رکھکر تخت کیانی پر بیٹھا اور امثال ذالک اور بعضے مقام مین اُسکو بہمن ابن اسفندیار سے نسبت دیکے مدح کی ہی کہ شاہ بہمن نژاد افروزندۂ کاخ بہمنی اور مثل اسکے اور عبارات جو کہ بنا بر اسفندیار ہی ان دونون کتاب مین بہت درج ہی اور اگر یقین ہوتا کہ بہمن نامہ شاعر نیچ طبع بے طمع اور عالم باعمل اور عامل بے امل شیخ آذری کا ہی اس دعوی کی تصدیق کیواسطے ایک شاہد عادل کیا کسواسطے کہ یہ امر بعید ہی کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثابت نکیکے مدعی اُسکا ہوتا اور شعر بہمن نامہ کے مین نے حجت کیواسطے اس کتاب مین درج کیے متانت سخن استادون کی نہین رکھتے اور تخلص شاعر کا بھی اُس کتاب مین فقیر کی نظر سے نہین گذرا اس سخن محض افواہ کو کیونکر باور کر سکیے کہ یہ شعر شیخ آذری کے ہین لیکن جسوقت مسودان اوراق کا بلدۂ احمدنگر مین مرتضی شاہ نظام بحری کے سلک ملازمون مین منتظم تھا اُسکے کتب خانہ مین ایک رسالہ تھا مشتمل بر تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی اور نام اُسکے مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بیمقدار کی نظر سے گذرا اور ما حصل رسالہ کا یہ ہی کہ سلطان علاء الدین کانگوی بہمنی نژاد بہرام گور سے ہی اور بر اس نہج کے کہ سلطان علاء الدین حسن بن کیکاوس بن محمد بن علی بن حسن بن سہام بن سیمون بن سلام بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن معصای بن فغفور بن فرخ بن شہریار بن عامر بن شہید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار بن فیروز بخت بن نوح بن صانع اور نسبت صانع کی بچند وجوہ ساتھ بہرام گور کے پہونچتی ہی اور بہرام گور ساسان کی نسل سے ہی اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان سے تھا اور یہ کہ سلطان علاء الدین حسن اور اولاد عظیم الشان اُسکی کو بہمنیہ کہتے ہین اور ساتھ اس تقریب کے ہی لیکن جو کچھ خاطر ناقص مین جامع اس اخبار کے پہونچا ہی یہ ہی کہ جب سے نام کانگوی بہمن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا اُسکو بہمنی کہتے ہین لیکن شعرا اُسکے مورخان خوشامدگو کو ایک سند ہم پہونچی اس معنے سے دوسرے لباس مین جلوہ دیا۔

تذکرہ آرایش پانا تخت و تاج سلطنت اور جہانبانی کا وجود باجود نوباوۂ بوستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی نور اللہ مضجعہ بنور رحمتہ سے۔

نظم

گذارندۂ شرح معنے شناس ٭ سخن را چنین می نہد در قیاس ٭ کہ بعد از حسن شاہ تخت دکن ٭ نوی در گرفت از محمد حسن ٭ سلطان محمد شاہ کہ وفور عقل و شجاعت و سخاوت سے موصوف تھا سلیمان کے مانند چتر ہمایون کے سایہ مین در آیا اور اسباب تجمل اور آلات شوکت بادشاہی مین نہایت کوشش کرکے چتر کے کلس کو جواہر آبدار سے آراستہ کیا اور ہماے مرصع اُس قبہ پر نصب کرکے وہ یاقوت کہ راے بیجانگر نے سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا جوہری اُسکی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اُس طائر ہمایون کی صورت پر نصب کیا اور تواچیون اور یساولون کی کثرت مین سعی موفور کی اور امرا اور منصبدارون اور یکہ جوانون کے واسطے چار وقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفرازی دی چنانچہ تواچیون کو احضار لشکر اور بار دہی خلائق کیواسطے رجوع کیا انہین باردار کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اُس نوگل گلشن اقبال کے

از قسم شمشیر اور سپر اور نیزہ و علم یکہ جوانان خاصہ کے حوالہ تھی انھین اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد اُنکے اُسوقت مین دو سو مرد سے
زیادہ نہ تھے اور یکہ جوانان خاصہ کے چار ہزار تھے انھین خاصہ خیل موسوم کرکے حکم فرمایا کہ ہر روز بیس اسلحہ دار اور ایکہزار خاصہ خیل
صبح کیوقت دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر رہین اور دوسرے دن علی الصباح اور نوبتی حاضر ہووین وہ اپنے منازل مین مراجعت
کرین اور ہر نوبت مین امرا اور منصبدار اپنی اپنی باری پایہ تخت مین حاضر رہین اور دیوانخانہ مین آنکر یہی اسلحہ دار انکے ہمراہ چوکی
دیوین اور ہر نوبت مین ایک کو بزرگ اور سردار کرکے اُسکا سرنوبت نام رکھا اور سرنوبت چوکی اول کو بھی سرنوبت کہکر اور نوبتیون
کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسیطرح سے ہر ایک طرفدار مملکت کیواسطے ایک خطاب مقرر ہوا طرفدار دولت آباد مسند عالی
و طرفدار برار مجلس عالی و طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایون و طرفدار پایہ تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجاپور کہ منصب وکالت رکھتا ہو
ملک نائب اور سپہ سالار جمیع ممالک محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اسوقت تک بلاد دکن مین شائع
اور رائج ہین اور جمعہ کے سوا اور دنون مین ایوان کے درمیان مین فرشہاے ابریشمین نہایت تکلف سے بچھا کر شامیانے
مخمل زربفت اور بھی اقمشہ نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت نقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان
محمد شاہ بیرون جھروکے تشریف لیجا کر اول تعظیماً تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اُسکے بعد تخت پر جلوہ گر ہوکر نہایت شوکت
اور صلابت سے بار عام دیتا تھا اور لوازم جہانداری مین مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ موذن اذان ظہر
دیتا تخت سے برخاست کرکے مجلس دربار موقوف کرتا اور چونکہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر
رہتا تھا بعد چندے راے تلنگ نے جیسا کہ چاہیے ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اُسے دولت شگرف
جانکر ایوان بار عام مین رکھا اور تخت نقرہ گوشہ مین رکھکر پھر اُسپر اجلاس نفرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے
اپنے عہد فرخندہ مین اُس تخت نقرہ کو مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجا تو اُسے توڑ کر سادات پر قسمت
کرین اور ابتداے زمانہ مین سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے
سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار مین ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اُسی عرصہ مین جب ملک سیف الدین
غوری نے دیکھا کہ دربار مین بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے موافق طبع غیور کے نہین ہے عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو
خویش و اقارب حضرت اور دیگر امرا کہ حقوق خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہین وہ سب بزرگوار خدمت مین ایستادہ
رہتے ہین اس دولتخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل انکے پایہ تخت مین ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین مدعا
تھی پذیرا ہوئی وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت مین مشغول رہتا تھا اور اسیطرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر مارین
اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بار عام کے وقت دو زانو ہوکر سر زمین پر رکھین الغرض بعد
انقراض دولت بادشاہان بہمنیہ دکن مین چند فرقہ بہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے پر نہ مارا
اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہونکا لازمہ ہے نہ بجائی والیان تلنگ کہ مشہور قطب شاہیہ ہین انھون نے بھی اگرچہ
سکہ زر پر نہ مارا لیکن پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی قسم طلا و نقرہ چہار
گوشہ تھا با اوزان مختلفہ نہایت مدعیہ دو تولہ سے زیادہ نہین اور ربع تولہ سے کم نہین اور ایک طرف کلمہ طیبہ
شہادت اور نام چار یار اور دوسری طرف بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش رکھتا تھا اور صرافان کفرہ
متعصب برایان بیجانگر اور تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل و غش سے بری تھا گداخت کرنا چاہتے تھے

کہ بہ نسبت سنوات زرکفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن مین رائج ہو سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک
محروسہ کے صرافون کو بارتکاب توڑنے اور چرخ دینے زراسلام کے مانع آیا اور لوازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع ہوے
اور نصیحت سود مند نہ آئی فرامین قتل اُس جماعت کے بارہ مین لکھکر مردم معتبر اور رو بتنخواہ کے ہاتھ اطراف وجوانب مین ارسال
فرمائے کہ فلان تاریخ مین صرافون کے قتل مین اقدام کرین چنانچہ ماہ رجب ۷۶۱ سنہ سات سو اکسٹھ ہجری مین کہ روز سیلو ایکبارگی
تمام ولایت مین صرافان ہندو کا قتل شروع کرکے عرصۂ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلائش وجود اُس جماعت سے پاک کیا
اور حکم کے موافق کھتریان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنوات سابقہ دکن مین آئے تھے صرافی کے شغل مین مشغول ہوئے اور آخر عہد
شاہان بہمنیہ تک زراسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان
فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین اپنے آبا واجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار نفرت کرکے مبلغہاے کلی سرکار شاہی مین
دیئے اور امر صرافی مین اقدام کرکے گرد زر مسکوک کفار نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً کوئی شخص اُس زر سے انکے پاس لاتا تھا بقیمت
طلا خرید کرکے دار الضرب مین لیجاتے تھے اور گداز کرتے تھے اور خرخشہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے تھے لیکن
اوسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی مین آثار خلل بنیاد دولت اُس خاندان مین مشاہدہ ہونے لگے پھر اپنے کام مین مصروف
ہوے یعنی چھ سات برس کے عرصہ مین زراسلام سے ایک اثر نہ چھوڑا اور زر مسکوک رایان بیجانگر و تلنگ کو کہ ساتھ ہن
اور پرتاب کے شہرت رکھتا ہی جمیع ممالک اسلام مین رواج دیا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایکہزار اور سولہ کو پہونچی ہی وہی زرکفار
اہل اسلام کے درمیان مین شائع اور رائج ہی اور راقم اس حروف کا یاد رکھتا ہی کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس مین
چند مرتبہ کہ باگ حل وعقد امور مرتضی نظام شاہ بحری کے قبضۂ اختیار اُسکے مین تھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد
فرخندہ عہد سلطان محمد شاہ بہمنی مین مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے بڑی ساعی کامیان جان پر باندھکر چاہا کہ
مرتضی نظام شاہ بحری کے قلمرو مین بھی زراسلام کو رواج دیکر زرکفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تخمیناً کے اندر
چند موضع مین دار الضرب یعنی ٹکسال بہم پہونچاکر وجود طلا اور نقرہ کو بنام نامی ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام اور
اسم مبارک مرتضی نظام شاہ بحری کے زیب و زینت دیا لیکن امیر الامراے مملکت برار یعنی سید مرتضی سمنانی جو شاہ قلی
صلابت خان سے صفائی نرکھتا تھا نچاہا کہ مملکت برار مین ٹکسال بہم پہونچکر زراسلام شائع ہو اور اس بات نے صرافان
احمدنگر کے دلمین کہ پاے تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا اعمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کرکے اپنے مکانون مین زر
مسکوک اسلام کو توڑکر اُسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہرچند شاہ قلی صلابت خان صرافان معتبر کو عقوبات
غیر مکرر اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اُسپر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے قضا را اُسی عرصہ مین چند روز
کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہوکر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عناد منشیہ نے اُس روپیہ کا
ایک نشان نچھوڑا اور اسیطور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے ۱۰۱۱ سنہ ایکہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرات ائمہ معصومین
علیہم الصلوۃ والسلام زر سرخ کو مسکوک کرکے چاہا کہ زرکفار متروک کردن لیکن جو انھین دنون مین اُسکے
طائر روح نے باغ بہشت کیطرف پرواز کیا احمدنگر مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ باندھی اور معرض توقف
مین پڑا القصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش
کرکے زرکفار کو قلمرو اپنے سے مستاصل کیا راے بیجانگر و تلنگ اُسکو صاحب داعیہ جانکر خائف اور ہراسان

ہوے اور باتفاق یکدیگر امراے اسلام کو کہ بھیجنے تمام نقود خزانہ مکہ معظمہ کے سبب سے رنجیدہ خاطر ہوئے تھے جیساکہ مذکور ہوگا
تقویت کرکے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کیواسطے ترغیب و تحریص کی اور جو بعضے امراے کبار باطناً انسے ہمزبان اور
ایکدل ہوے راے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل مع مضافات
اسکے کنارہ آب کشنہ تک تخت مین رایان بیجانگر کے رہا ہی اگر آپکو ہمسائگی ہماری اور اپنے بقاے سلطنت کی تمنا ہو تو مقام اتحاد
مین ہوکر آب کشنہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمیں واگذاشت کرین تو ممالک تمہارے سپاہ شاہ دہلی کے صدمہ اور میرے
لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسیطرح راے تلنگ نے جو کہ قلعہ کولاس کو سلطان علاءالدین حسن کو
پیشکش کیا تھا اسوقت فرصت پاکر ایلچیون کو دار الملک بہمنیان مین روانہ کرکے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو مجھسے مقام سرکشی
مین ہی اور قلعہ کولاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہی صلاح دولت جناب اسمین ہی کہ کار جنگ کو
نہ پہونچکر اس محال کو اسطرف رجوع کرین تو جادۂ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہوکر آپکے دوست کا
دوست اور دشمن کا دشمن رہون القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عاقلی سے انکے ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرماکر
ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف و صوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت اساس
مرقوم کرکے مردم سخندان کی مصاحبت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات
اٹھاکر ہر ایک امرا کو کہ جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کرکے ایک جماعت اور کو کہ محل اعتماد
مین تھی بزرگ اور صاحب دستگاہ کیا اور بعد مراجعت ملکہ جہان سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے
اطمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ کے سبب بہم پہونچاکر بار عام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت
سے آراستہ کی اور ایلچیون راے بیجانگر اور تلنگ کو اس مجلس مین بلایا اور از روے قہر و غضب اور نہایت تسلط اور
غایت استیلا سے کہا ایک مدت ہی کہ تخت فیروزہ بخت دکن نے فر قدوم سے میری رونق سپہر برین بہم پہونچائی ہی
اور میرے اقبال کا پائون عرش فرسا ہوا ابتک رایان اطراف نے مجھے پیشکش و ہدایا نہ بھیجے چاہیے کہ فیلان کار آمدنی جسقدر
کہ انکی سرکار مین ہون زر و جواہر اور تمام امتعہ اور اقمشہ انکی پیٹھ پر لادکر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود خزانہ عامرہ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین صرف ہوا زر کی احتیاج بہت ہی ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرز دیکھکر زمین خدمت
کو بوسہ دیکر اپنے منازل مین گئے اور قصہ طلب پیشکش کا مشرحاً اپنی عرضیون مین درج کرکے جلد روانہ کیا
اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر
مسکوک کا ساتھ اسطور کے ہی کہ سلطان علاءالدین حسن جب منقل اوردون کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان محمد شاہ
بہمنی سوم کے دن جیسا کہ داب سلاطین ہندوستان ہی زیارت قبر پدر کرکے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا اور دار الخلافت
حسن آباد گلبرگہ مین تخت زمانہ ہی پر اجلاس کیا اور امور جانداری کے عہدہ سے جیساکہ واجب اور لازم ہی بر آیا او کسیطرح کا
نقص نکرکے زراین استمالت اور خلعت ہاے فاخرہ از روے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور خوانین
دولت آباد اور برار کیواسطے بھیجکر انھین مطمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اسکے بیٹے ہمایون کو نوازش اور
تربیت خسروانہ فرماکر دولت و اقبال کے مراتب اعلی مین پہونچایا اور چہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت پر کہ
قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہی جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان محظوظ کیا اور ایک گنبد عالی اسپر

بناکرکے چند قصبہ اور قریہ وقف خطیرہ کرکے حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید مین مشغول رہین اور ملکہ جہان نے کہ والدۂ سلطان محمد شاہ تھی جمیع نقود و جواہر و زر خاصہ اپنا ترویج روح شوہر کے واسطے صرف کیا جب ایک سال اُسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی رخصت حاصل کی اور سلطان محمد شاہ مراسم عزت والدہ جسطرح کہ واجب ہے بجالاتا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود خزینہ کو کہ اُسکے باپ نے مصلحت دنیوی کیواسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملکۂ جہان اماکن شریفہ کیطرف روانہ کرون کہ واسطے ترویج روح پدر فقرا و مساکین پر صرف کرے پھر خزانچی کو بلا کر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ مین ہو سب دربار مین حاضر کرو چنانچہ خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرۂ خالص سوائے مرصع آلات کے جملہ ملاحظہ مین در لایا اور حکم کے موافق معیار مین لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمبند ہوئے اس درمیان مین بعضے امرا اور ارباب دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنے ملک فیروز شاہ باربک اس مملکت کے انتزاع کی فکر مین ہے اور بادشاہون کو مصالح لشکر اور حفظ مملکت مین خزانہ کے سوا چارہ نہین ہے صلاح دولت یہین دیکھتے ہین کہ بقدر کفاف مصحوب ملکہ جہان کرکے باقی کو خزانہ مین داخل فرماوین تو ضرورت کیوقت امور سلطنت مین کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہوکر سکوت اختیار کیا تھا اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار مین حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوئے اُسکا سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور موانع آنا دو تنخواہ ہونیکا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا قبلۂ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور بادشاہ جہاندار کو خزائن و اموال پر ضرور ہے لیکن جو نقود بقصد اسکے کہ راہ خدا مین صرف کیا جائے خزانہ سے برآوردہ کرکے دربار فیض آثار مین حاضر کیا ہے مناسب نہین دیکھتا کہ فسخ عزیمت کرکے پھر خزانچی کے سپرد فرمادین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت خوش طویت کے موافق آیا اسوقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی اگر اُسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہوگی بغیر خزانہ نگاہ رکھے گا یہ کہکر صدر الشریف اور دوسرے مردمان معتبر کو بلایا اور چاندی سونا بے کم و کاست اُنکے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کیواسطے تعین کرکے اپنی والدہ کو اُس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کیطرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کرکے کشتی محمد شاہی مین کہ اُس جلدی مین مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب اور ملوک اور خواتین کی عورتون کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیر نی ساتھ اُسکے کشتی مین در آئین اور صدر الشریف ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد اور عنایت فرماتا ہوا اور انسے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے مین تمام لوگ مہمان عزیز ملکہ جہان ہین کوئی شخص مال خاصہ اپنے سے خرچ نکرے اور جس شخص کو جو شی درکار ہو سرکار سے لیکر صرف کرے اور کچھ طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال وقف ہے اور تعلق ساتھ تمہارے رکھتا ہے اور کشتی ملکہ جہان بادمراد کے سبب بے آسیب موجۂ طوفان ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ مین موسم حج مین بندر جدہ مین پہونچی صغیر و کبیر مرد اور عورتین طواف خانۂ خدا سے مشرف ہوئے اُسکے بعد ملکہ جہان نے اُس ملک کے مستحقون کو انعام و احسان سے مسرور القلب کرکے یوم الحساب کا ذخیرہ کیا اور بہیئت مجموعی سے مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جاکر سید المرسلین کی زیارت مین مشرف یاب ہوئی اور ایک سال اُس مقام مقدس مین مقام کیا اور چار ہزار سادات کے لڑکون اور لڑکیون کی عروسی اور دامادی کیکے زر خطیر

اُس کارِ خیر مین صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہی کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کیطرف
جاکر زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا وعلی اولادہا المعصومین کی کرکے بنام جا ریا یا ادر فرزندان جناب
عصمت مآب بی بی کی کرتی تھی ایک دن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کہان ہی
اُسنے عرض کی زمین کربلاے معلی مین واقع ہی ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہان ہی اور قبر اُسکے فرزند دلبند
کی اُس مقام مین کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے قصۂ ظلم یزید پلید اور شہادت آنحضرت علیہ السلام کی
ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ وزاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹون سے ماؤنکو بہت عزیز ومکرم ہوتا ہی
اگر مین زیارت اُس جناب سے مشرف یاب ہونگی معلوم نہین کہ حضرت بی بی مجھسے راضی اور خوشنود ہون پھر عازم
جازم سفر کربلاے معلی ہوکر تہیہ اور سامان اُس سفر مین کوشش کے مقام اس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی
علیہا السلام کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین مین تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا ورسول بھی تجھسے خوش ہین
اس مقام سے اپنے مسکن کیطرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق مین ہین ملکہ جہان نے یہ خواب صدر الشریف
سے بیان فرمایا اور ایک مردم معتبر کو مع مال واسباب فراوان بغداد کیطرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور سوالے
متقیان علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کہ اُس حدود
مین مدفون ہین طعام دیکر باقی روپیہ سادات اور زائرون اور خادمون پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے
دکن کی طرف روانہ ہوئی جب بندر دابُل مین پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استعجال لوازم استقبال
مین قیام کیا اور قصبہ کلبر مین بیٹے نے مان کی زیارت کی اور مان فرزند کے دیدار سے مسرور ومحظوظ ہوئی اور ایک
دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجالائے اور ایک خلعت اور زبان منتملبر تفویض بادشاہی دکن اور اجازت خطبہ اور
سکہ کا ایک خلفاے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پہنکر پھر سر پر رکھا اور لوگون پر اُسنے نوازش
بہت فرمائی اور جامۂ کعبہ کہ اُسکی والدۂ ماجدہ برسم یمین وتبرک لائی تھی وہ مشجر سیاہ کا تھا اُسکا چتر بنایا اور دو مہینے
تک قصبہ کلبر مین جشن بزرگ کیے اُسکے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی اور اُس شہر مین
بھی لوازم عیش وسرور بجالایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کرکے صدقات
اور خیرات شوہر کی روح کی ترویح کیواسطے بجالائی اور پسر ارشد اور اکبر سے رخصت لیکر شوہر کے خطیرہ کے قریب مکان
بنایا اور صبح وشام اُسکی قبر پہ جاتی تھی اور اُسکی مفارقت مین گریہ وزاری کرتی تھی یہانتک کہ سنہ ۷۶۳ سات سو تریسٹھ
ہجری مین مرغ روح اُسکا روضۂ رضوان کیطرف پرواز کرگیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہی کہ
ملکہ جہان کے صدق اعتقاد کی برکت سے جسقدر آدمی کہ ہمراہ اُسکے کشتی مین سوار ہوکر نیر با ورطے کیطرف روانہ ہوے تھے
مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ وحمایت سے بصحت وسلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور حرمین شریفین کی زیارت
سے مشرف ہوے اور باوجود اسکے کہ کسیکو انمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہوکر قادر بیچون کی ضمانت مین بلدۂ
حسن آباد گلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہی اور اُس ضعیفۂ عفیفہ کے سوا دوسرے شخص کو یہ دولت عظمےٰ
نصیب ہوئی ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا اور ایلچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا راے تلنگ نے اپنے
بڑے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار وپیادہ بیشمار کولاس کیطرف روانہ کیا اور راے بیجانگر نے بھی بدولت تلنگ کی

پیشِ نہاد ہمت کرکے بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو
کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر اور برار جو اُسکے ہمراہ کیا تھا دشمنون کے دفع
مین مشغول ہوویں اور کسی حال مین اُسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور تخلف جائز نرکھین چنانچہ بہادر خان مع لشکر
بشوکت تمام فوج کفار کے مقابل آیا بین الفریقین سخت معرکون کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا اور
شکست فاحش کھاکر سر دست بحال ابتر اوراق گنجفہ کیطرح پریشان ہوکر اپنے ممالک کیطرف بھاگے اور بہادر خان
ورنگل تک تاخت بیجا کر وہانکے راے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی قوی ہیکل اور بھی تحف وہدایاے نفیسہ
لیکر حسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی اور آخر سنہ ۷۶۳ سات سو ترسٹھ ہجری مین جسوقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی پر
بیٹھکر جلوس کرتا تھا عرض مین پہونچایا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چند گھوڑے لائی ہے سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور راغب
اسب شائستہ و رہوار رہتا تھا اور اسپان تازی نژاد سے ایک حظ وافر رکھتا تھا اُسیطرح کرسی پر بیٹھکر اُن سوداگرون کو طلب
کیا اس لحاظ سے کہ اگر اُنمین کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خریدا جاوے جو کہ اُس درمیان مین ایسا گھوڑا
نہ تھا سوداگرون سے فرمایا جو کہ تمھارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہون کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے
ملک مین لیجانا اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانا لائق نہ تھا یہ سنکر اُس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کیواسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگ دیو والی ویلم پٹن کہ اپنے باپ کی طرف سے
اُس عہدہ مین اقامت رکھتا ہے خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہاے قلیل ہمسے لے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ تمنے
کسواسطے اُس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کیواسطے لیجاینگے اُنھون نے جواب دیا کہ ہمنے اُسے بہت سمجھایا اور اس
بارہ مین نہایت مبالغہ کیا لیکن اُس بدبخت بدباطن کے دلمین ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو ناگدیو کی اوضاع
ناملائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس سخن کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور عزیمت
اُسکا ننگ دیو کے اخراج کیواسطے مصمم کی اور ابھی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سراپردہ سیاہ باہر بھیجا اور
تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شبدیز مشکی پر جو اکثر معرکون مین اپنے حق مین مبارک و مسعود سمجھتا تھا
کرسی کے قریب طلب کرکے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی
سے التماس دعا کی اور گیارھوین دن فیل تختگاہ پر کہ عین مستی مین تھا سوار ہو کر تلنگ کیطرف روانہ ہوا اور جب قلعہ
کلیانی کے اطراف مین پہونچا اثناے سواری مین ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ کتنے عرصہ مین ویلم پٹن مین
داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسیطور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال وہان نزول اجلال
فرماوینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کرکے فوراً چار ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اپنے لشکر
کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایون کو با جماعت جوانان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے
پیشتر روانہ کیا اور خود بدولت پاے ظفر رکاب توکل مین ڈالا کہ اردو کو بھی بلدہ احمد آباد بیدر مین چھوڑکر شبدیز مشکی
کو ایسا تازیانہ اور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ مین طے کرکے مع ایکہزار سوار ویلم پٹن مین پہونچے اور
ایک جماعت جوانان افغان کو بلباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر مین جاکر جزع و فزع کرین
اور مردم دروازہ کو اپنی باتون مین مشغول کرکے ایک لحظہ نگاہ رکھین جب یہ مردم سوداگران افغان

ویلم پٹن

تیر و کمان و شمشیر باندھکر شہر مین داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام آنیرہجوم لائے اور متفحص انکے احوال کے ہوے انھون نے
جوابدیا کہ ہملوگ تجارت پیشہ ہین اور اسپ و قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف مین جو رون اور
رہزنون نے دوچار ہوکر تاراج کیا اور ہمنے سلامتی کو غنیمت جانکر تیز قدمی سے آپکو شہر مین پہونچایا ہے اور اس شہر کے
حاکم سے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومونکی دیوے قصہ کوتاہ یہ تو یہان اس حرف و حکایت اور تضرع و زاری
مین تھے کہ سلطان محمد شاہ ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ جو آ پہونچے
انکی مدافعت اور ممانعت کیواسطے اٹھے کہ دروازہ بند کرکے اس بلاے ناگہانی سے امن پاوین کہ ایکبارگی وہ جماعت
مزورست بقبضہ ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی اور انھین دروازہ بند کرنیکی فرصت ندی اس درمیان مین سلطان محمد شاہ
بفراغ خاطر شہر مین داخل ہوا اور دربانون اور محافظون کو علف تیغ خون آشام کیا اور بلا توقف قلعۂ ارک کیطرف
متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار مین جو شخص سامنے نظر پڑا غازیون کی تیغ قہر سے بے سر ہوا اور رقم اسکی ہستی کی دار فنا کے صفحہ
سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو اصلا اور مطلقاً خیال نتھا کہ بادشاہ اسلام اسطور سے تاخت کرکے اس حیلہ اور
مکر سے شہر مین داخل ہوکر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ و متحیر ہوا
اس باغ سے کہ جہان عیش و عشرت مین مشغول تھا آپکو بعد محنت و ہزار خواری قلعۂ ارک مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ
اس معنی کو فوت اپنے طالع کی تصور کرکے اسیوقت اس قلعہ کے محاصرہ مین کہ توپ و تفنگ بلکہ تمام آلات حربی اور
حصارداری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان شہر کو گرفتار کرکے تھوڑے عرصہ مین بہت زینے چوبی
اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیا اور قریب شام ناگدیو مضطرب ہوکر مثل مار سر کوفتہ بیچتاب کھاکر حرکت مذبوحی
کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیر شست جستہ اور کام دست رفتہ سے سعی و کوشش فائدہ نہین بخشتی اور ترس و خوف
کفار کے دلون پر غالب کسیطرف سے کمک نہ پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو شہر سے جُدا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت
مخصوص کے راہ فرار نہ پائی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ
دستگیر کرکے قلعۂ ارک مین لائے اور خزینے اور دفینے بر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے
دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلاکر پوچھا کہ تونے گھوڑے ان سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کسواسطے انسے لیے اور
کیون مرتکب ایسی جرأت نا ملائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو دہشت اور خوف اسکے دل پر غالب ہوا تھا
سر رشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر از روے غرور اور جہالت جواب ناصواب دیا اور سلطان محمد شاہ کے انتقام سے گذر کر
عفو کا راغب تھا اسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اسکے دلمین افروختہ ہوئی فرمایا کہ انبار ہیزم جو قلعہ کے مقابل
بلند تھا اسمین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھاکر اس آگ مین ڈالین اس سیاست
کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کرکے تجرع اقداح
نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اسنے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر مین داخل نکرتا تھا اور
ساکنان اس شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جواہر فراوان لیا اسواسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس
ولایت کا نہو سکیگا مظفر اور منصور اپنے دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اس قضیہ سے کہ ہرگز
انکے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مور و ملخ کے مانند ہجوم لاکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان نے

مطلق ہراس کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زر و جواہر کے سوا کچھ نہ اٹھاوے تمام سپاہ خیمہ اور اسباب چھوڑ کر بارکشون کو کہ قسم خچر اور گاؤ سے جو گھوڑون کا ساتھ نہین دے سکتے صحرا مین چھوڑ دین اور گھوڑا اور کچھی لیکر آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کرین اور جس قریہ مین پہونچین غلہ اور چارہ بقدر کفایت اسدن کے اٹھا کر صرف کرین اور راتون کو جنگل مین فرو کش ہو کر زین گھوڑون کی پیٹھ سے جدا نکرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین پر ہوشیاری اور بیداری مین قیام کرین لیکن باوصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام مین میدان پاتے تھے دن کو خواہ رات کو درختون اور ٹیلون کی آڑ پکڑ کے تیر و تفنگ سے مسلمانون کو ضائع کرتے تھے جیسا کہ چار ہزار سوار مین سے ایکہزار اور پانسو سوار نے اپنے مکانون کیطرف مراجعت کی اور اثنائے راہ مین چند مرتبہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین معرکہ عظیم واقع ہوئے تائید ربانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو نصیب ہوئی اور بدنظر دفع ہونیکے واسطے ایک معرکہ مین گولی بندوق کا اوچھا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا آخر الامر بسبب غلبہ ضعف و کسل بسرعت طی منازل اور قطع مراحل کے خانہ زین سے جدا ہو کر سنگاسن اور پالکی مین سوار ہوا اور نہایت شوکت و شان اور تمکین و وقار سے بلاد تلنگ کی مسافت طی کر کے اپنے مملکت کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت ماندگی کے سبب کولاس مین چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خیرہ ہجوم سنکر چند نفر امرا کو پیشتر بسبیل استعجال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس مین بساط بوسی کی شرف سے معزز ہوئے اور زبان واجب الاذعان سے سوانح ہیبت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک سیاہ کیا پھر اس شاہ قضا قدرت سپہر منزلت کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب مین تختگاہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی اور سنہ ساتسو چونسٹھ ہجری مین رائے تلنگ کہ شکست سابق اور قتل ہونے ناگدیو و فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرائض متواتر شاہ دہلی یعنے ملک فیروز شاہ باربک کی بارگاہ مین ارسال کین سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے باین عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ ان دنون مین عرضیان رائے ورنکل کی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچین کہ بندہ جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری پر ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر فرمان قضا جریان امرائے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک دکن کی استرداد کے واسطے متوجہ ہووین یہ کمترین بھی رائے بیجانگر کے ہمراہ بشکا خدمت اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھکر بندگان سکندر شان کی بندگی اور دولتخواہی مین قصور نکریگا اور عرصۂ قلیل مین اس خطہ کو مخالفان دولت کی تصرف سے برآوردہ کر کے مع تحف و ہدایا و پیشکش چندین سالہ پاے بوسی مین مشرف ہوگا اور چونکہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو سفر دکن اور سرکشی اسطرف کی بادشاہی سے مبارک اور مسعود نہین ہے اس سبب سے ملک فیروز شاہ باربک جواب عرائض پر متوجہ نہوا اور تغافل اور تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کر کے بالاگھاٹ مین دولت آباد کے کنارے حوض قتلغخان کے متصل مقیم ہو کر ان سرحدون کی محافظت مین ہمہ تن مصروف رہین اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونون افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ مین حاضر ہوئے اور لشکر کا جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تختگاہ کو مع قدیم مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور آیات کشورستانی مرتفع کر کے کوچ متواتر سے کولاس مین پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور ماہور

اور اس حدود سے گلکنڈہ کیطرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امراے برار و رنکل مقرر کیا خود باتفاق بہادر خان
کمال وقار اور آہستگی کیساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور چونکہ انھین دنون مین راے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے رحلت
کی تھی اور اسکا بھتیجا بجاے اسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے راے تلنگ اسطرف کی کمک سے مایوس ہوا اور
کسیوجہ سے مقابلہ سپاہ اسلام سے اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کیطرف بھاگا اور بہت اپنے مقربین
اور معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کرکے قواعد صلح درمیان مین لاوے سلطان محمد شاہ
نے ابتدا مین مصالحہ سے انکار کیا کسیوجہ سے یہ عرض قبول نفرمائی اور راے تلنگ نے جب مسلمانون کا غلبہ حد سے
زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نہ بن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امراے معتبر دوبارہ اردوے سلطان مین
بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئین بادشاہ اسلام کے بندون کی سلک مین منتظم اور منسلک کیا ہے حضرت کے
ارشاد سے کبھی تجاوز نکریگا امیدوار ہون کہ گناہ سابق کو کہ راے بیجانگر کے اغوا سے وقوع مین آیا معاف فرماوین اور
اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کرین بہادر خان کے سوا اور بھی امرانے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ مین
حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کرکے فرمایا کہ حسب صلاح دولت دیکھے عمل مین لاوے
غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ مین داخل کرکے
شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے اسواسطے کہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ نے
ممالک تلنگ پر تاخت و تاراج مین مشغول ہونے سے خرابی بہت اٹھائی ہے راے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ ندیکھا
یہ امر تقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرماکر عازم مراجعت ہوا اور بہادر خان کو اس مین توقف
کرکے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہے وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرماکر رایات
ظفر آیات معاودت کیواسطے بلند کیے اور اسکے بعد احمد آباد بیدر مین نزول کرکے تین مہینے وہان توقف فرمایا اور جمیع امرا
اور سپاہ کو رخصت عطا کرکے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیرون مین جاکر استراحت کرین اور جب ایلچی تلنگ کے مع اشیاے
معہودہ کو لاس مین آئے بہادر خان انھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان خراج مقررہ تمام
و کمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین دلائے اور خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی نثرا داور انعام
وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم ازروے توجہ و التفات ایک
فرمان عنایت فرماکر سرحدین تعین فرماوین کہ اولاد امجاد بھی آپکی اسطرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کرکے نظر رحم
مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کامگار کے ہو سلطان کی نظر اقدس
مین گذرانینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب اشتیاق اس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیونکو
حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور اُنسے عہد و پیمان تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے
جب اضطرار انکا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گلکنڈہ مابین سرحد
ہماری اور انکی ہے جبتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد اور احفاد ہمایون ہمارے راے تلنگ اور
اسکے وارثون کو اپنے دولتخواہون سے تصور کرکے کسی وجہ اسکے احوال سے مزاحم اور متعرض نہووین اور اس فرمان کے
ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیون اور امیرون اور اعیان دولت کے مواہیر اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے انکے سپرد کیا اور

ایلچیون نے مسرور ہوکر ایک تخت مرصع کہ راے تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کیواسطے تیار کر کے اپنی سرکار مین رکھ چھوڑا تھا حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز و اکرام موفورہ رخصت معاودت کی دیاُئی اور خود بدولت و اقبال بھی بتعجیل تمام دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوے اور روز نوروز کو اُس شہر مین داخل ہوکر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل مین اُسپہ جلوس فرمایا اور بہادرون اور غازیون کو کہ اُس یورش مین بکر بہادری کے آثار ظہور مین پہونچاے تھے انواع لطف اور مرحمت سے سرفرازی بخشی نظم برا ورنگ فیروز بنشست شاہ ۞ مجلس طرب رازی داد داد ۞ نشستند گردان بگرد سریر ۞ نشادی بزرگان روشن ضمیر ۞ او رتخت پدر کو کہ سجدہ اور تعظیم اُسکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھکر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت کہن سالہ نے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی مین نے یون سُنا ہی کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا تھا اور چوب آبنوس سے تیار کر کے اُسکے اوپر سونے کے تیر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل و تحویل کیوقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کر کے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سنیہ پہ عمل کر کے مثل ورثش کا و یانی جواہر و مروارید قیمتی اُسپر افزون کرتا تھا چنانچہ سلطان محمود شاہ کے عہد مین چاہتے تھے کہ اُسمین سے بعض جواہر نفیسہ برآورد کر کے بساط مرصع کو صراحی اور پیالہ آراستہ کرین جوہریون اور بصرون نے ایک کرور ہون کہ مراد سو لاکھ ہون سے ہی تخت فیروزہ کی قیمت کی القصہ حکایت اُس تخت کی جواہر برآوردہ کرنے کی اور مبارک نہ آنا اس کام کا عنقریب مقام مناسب مین تحریر ہوگا اور ملا اسمعیل نوتیہ سے جو محافظت اُس تخت کی اُس دودمان کے آبا و اجداد سے اُس سے رجوع تھی مین نے وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اُسنے جواب دیا کہ ابتدا مین جو پوشش اُسکی مینا سے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُسکا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر مین مینا اُسکا زرو جواہر اور مروارید کے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اُسکا ہرگز محسوس نہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے فیض قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش و طرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہار کی آراستہ کی اور قلم تکلف شرعی اور عرفی کو درمیان سے اُٹھا کر حکم کیا کہ اندنون مین تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی راہ جاری کرین اور جمیع امرا و اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکہم پہ عمل کر کے اپنے مکانون مین عیش و عشرت کے لوازم مین مشغول ہوے اس درمیان مین ایک جماعت اُستادان موسیقی دان سے کہ عمل و صوت امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی سے خوب ماہر تھے سمع مین سو قوال دہلی کیطرف سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے اور سلطان محمد شاہ نے اُنکا موجود ہونا ایسے وقت مین کہ ہنگام نشاط و نوشش تھا غنیمت جانکر اُنکی عزت مین کوشش کی اور روز آخر جشن مین ایک مجلس مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد غوری اور صدر الشریف کو اجازت دی کہ پاے تخت مین بیٹھین اور بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب امیر الامرائی دیکر پایہ اُسکی قدر و منزلت کا فرقدان سے گذرانا اور اُسکے بیٹے شاہزادہ مجاہد شاہ کیواسطے خواستگاری کر کے اُسیدن عقد باندھکر آئین شاہان کا مگار اُسکے سپرد کی جیسا کہ ملا داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین مین لکھا ہی کہ اندنون مین مین بارہ برس کا تھا اور مہرداری کی خدمت مین سرفراز تھا مجھے خوب یاد ہی کہ جسوقت سلطان محمد شاہ

اپنے عکس رخسار سے بادۂ بہار مجلس کو ارغوان کرتا تھا ایک جماعت قوالون سے دو بیتین امیر خسرو کی کہ مشتمل بادشاہون
کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف مین تھین بنغمۂ روح افزا اور حسن صوت سے گاتے تھے سلطان نے خوشوقت ہو کر
ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ یومیہ ان تینون قوال کا جو دہلی سے آئے ہین راے بیجانگر کے خزانہ پر لکھو ملک
نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو گمان شراب کے نشا پر کیا لیکن باقتضاے مجلس زمین خدمت کو بلب ادب
سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مانی الضمیر ملک نائب کا سمجھا اُسکو کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت
ہوشیاری مین ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالون کا حصہ راے بیجانگر کے خزانہ پر لکھا گیا
ملک نائب سیف الدین غوری نے جوابدیا اب تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ نے سروری
میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمۂ لغو اور زائد جاری ہووے اور میرا حکم
قوالون کے وظیفہ کے بارہ مین نشار روے مستی اور بیخبری کے تھا مین اس مقدمہ مین عازم اور جازم ہون فلان ساعت
مین زر سند وظیفہ قوالون کے یومیہ کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کرکے راے بیجانگر کے پاس بھیج کہ بے تامل و تعلل وجہ برات
وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ عزیمت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے وہی جانتا تھا سند
وہانید زر خزانہ لکھکر بیجانگر مین روانہ کی راے بیجانگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس رمز و اشارہ سے نہایت آزردہ ہوا
اور حامل سند کو گدھے پر سوار کرکے تمام شہر بیجانگر مین تشہیر کرکے نکالدیا اور بے تامل حصار لشکر کا حکم دیکر بقصد تسخیر ممالک شاہان
بہمنیہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمثیل لیکر نہایت عظمت استقلال و غایت تکبر و تجبر سے
سرحد دکن کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ ادونی کے ظاہر مین لشکر گاہ کرکے آدمیون کو ولایات مسلمانون کی تاخت و تاراج
سے باز رکھا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدر اور برار دو برس کی محنت
سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونون لشکر اپنے محال مین چھوڑکر خان محمد کو مع لشکر
دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم و یلم پٹن کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات شیخ سراج
اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزاے کفار کی اجازت حاصل کرکے التماس دعاے خیر کرے اس صورت مین شیخ
محمد سراج نے مستحقین اُس دیار کو عطایاے شاہی سے خوشدل کرکے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ و علما حسن آباد گلبرگہ
کی مسجد مین گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کیواسطے
فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرماکر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجی اور راے بیجانگر اس سبب سے
کہ موسم برسات تھا اور آب کشتنہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آنکر لوازم قلعہ گیری
مین اسقدر سعی اور کوشش کی کہ طاقت بشری مین نسماوے بجالایا اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان
جنگی اور بہادر رکھتے قلعہ کی حفاظت مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر شرائط و تنخواہی مین کسیطرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا
داروغہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون مین سے تھا اُسنے اہل قلعہ سے بعضے معاملات مین سخت گیری کی اور وہ نفاق
اور خلاف کے منجر ہوے مردم معتبر درونی مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو راے بیجانگر نے
مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے دست بشمشیر و خنجر ہو کر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی
تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھا اور رات کیوقت تغیر لباس کرکے

گنج اختفا سے باہر آیا اور ہمراہی پیادہ ہائے کفار قلعہ سے برآمد ہوکر جلد آب کشنہ سے عبور کیا اور جلاد اجل کی رہبری
اور ہدایت سے بہ تعجیل تمام آپکو تختگاہ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت مین عرض گذار ہوا
کہ راے بیجانگر خیل وحشم کے نفاق کے سبب قلعہ مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی
ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریاے
تھار سینہ اُسکا جوش وخروش مین آیا دم نہ مارا اور اُسیوقت اُس بیچارے کے قتل کیواسطے کہ بقدم سعی دریاے
برار آیا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کو کہ اسقدر آدمیون کی موت دیکھی ہو اُسکی صورت دیکھنی روا نہین
بیت آنقدر قدرت قضا بیمان ÷ وان ملک سیرت ملوک آثار ÷ جسدم کہ خبر موحش مسلمانون کی شہادت
کی سُنی جیسا کہ داب اُسکا تھا انتظار وصول لشکر نہ کھینچکر ماہ جمادی الاولی سنہ سات سو سرسٹھ ہجری مین رکاب شبدیز
انتقام کو قدوم دولت پائدار سے گرانبار کیا اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانون کے عوض جب تک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام
سے قتل نکرونگا شمشیر جہاد میان مین نکرکے ہاتھ قتل سے نہ کھینچونگا جب دریاے کشنہ کے ساحل پر پہونچا
فرمایا قسم ہے اُس خدا کی جسنے مجھے پیدا کرکے مرتبہ شاہی پر سرفراز کیا اس دریاچہ ہراس آگین کی بدخوئی اور مخالفان
بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوئی سے نہین ڈرتا اس سپاہ ظفر خواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور
کرکے بتوفیق ملک ظفر بخش ذی غلبہ راے بیجانگر کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اُسکے سلک جمعیت کو بنات النعش
کیطرح متفرق اور پریشان کرکے ارواح شہداے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب
سیف الدین غوری کو ملک ومال کا صاحب اختیار کرکے بیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر مجاہد شاہ
کو دیکر لوازم وصیت بجالایا اور حسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ کیا اور خود بسعادت واقبال تین دن مین اُس بحر زخار
سے عبور فرمایا باتفاق جمیع مورخان نو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجودیکہ تیس ہزار سوار اور
نو لاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا سلطان محمد شاہ بہمنی نے جب دریاے زخار سے عبور کیا سراسیمہ اور حیران ہوکر
ایک رات کو کہ آندھی اور ہوا چلتی تھی رخت اور اسباب واموال اور اثقال اور فیل اور خزانہ بیجانگر کیطرف روانہ کیا اور خود
جریدہ اس نیت سے رہا کہ جب شب پردہ ظلمانی روے آفاق سے اُٹھاوے اور آفتاب دریچہ مغرب
سے برآمد ہوکر زمانہ کو روشن کرے جنگ اور عدم جنگ مین جو کچھ سب کی صلاح ہو ساتھ اُسکے عمل کرے قضارا
مردم اُردو وبازار کے اور ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی
مسافت نہ قطع کی چلنے سے عاجز آئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کرکے تن برضا بقضا دیا لیکن اُسی رات کو
خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ کے اُردو مین منتشر ہوئی بادشاہ اُردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین
چھوڑکر مع اسپ وفوجی لشکر بیجانگر کیطرف متوجہ ہوا اور صبح کیوقت اُنکے لشکرگاہ کے اطراف مین پہونچا
راے شقاوت اثر اور جمیع مردم دیگر نے اپنی سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب وراقبال سے قطع نظر
کرکے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ اُس مقام مین کہ جہان اُردوے کفار تھا تاخت لاکر وانانہ شوکت
اُس خاندان قدیم کو بے رحمت وشفقت اپنے تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اُردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ
عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور تحفۃ السلاطین کی

روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ اور ضرب زن کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک عدد سنگھاسن مرصع سرکار
بادشاہی میں داخل ہوا باقی غنائم پر امرا اور سپاہی متصرف ہوئے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات
کا سمجھکر موسم برسات کا قلعہ مدکل میں بسر کیا اور اُسکے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد و پلواشاہ کے لشکر مین شریک ہوا
اور جمعیت عظیم بہم پہونچی کوچ کر کے بقصد قتل کفار قلعہ اودنی کیطرف روانہ ہوا اور راے بیجانگر کہ آب تمہندرہ
سے عبور کر کے ظاہر قلعہ اودنی مین اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اُسکی حکومت دیکر ولایت کے درمیان در آیا اور
لشکر اطراف و جوانب کو فراہم کر کے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ
خان محمد کی صلاح پر عمل کر کے تسخیر قلعہ کا عازم نہوا اور فرمان مطالعہ تمام قلعون اور ممالک محروسہ مین ارسال کر کے
توپ اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر دکن کے درمیان مین شایع نہ تھا سرداری اُسکی آتش بازی
مقرب خان و امد صفدر خان سیستانی کیطرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم
اُس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانہ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے
کہ آدمی وہان کے مشہور تھے کہ راتون کو چورون کی طرح دائرہ پر تاخت کر کے گھوڑے اور آدمی بہت ضائع
کرتے تھے اسواسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ مین لیجاوین اور امرا اور سپاہ اشیاے ضروری
فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچین اور لشکر کے دور مین ارابے توپخانہ زنجیر سے باندھکر
لوازم ہوشیاری اور بیداری مین کوشش کرین اُسکے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ اودنی سے
کوچ کر کے نہر تمہندرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر مین داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ سلاطین ہی کہ بنفس نفیس
بقصد غزا ولایت بیجانگر پر فوج کشی کر کے مظفر و منصور مراجعت کی اور جب بعزیمت ثابت و راسخ اردوے
کشن راے کیطرف متوجہ ہو کر رایات اسلام اُس مملکت مین جلوہ گر ہوے کشن راے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع
لاکر مسلمانون کی صف آرائی کیواسطے لوازم مشورت پیش پہونچائے آخرش بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل راے
کہ سپہ سالار کفار تھا اپنی مان کیطرف سے راے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر افواج شاہی سے متقابل
ہو کر جنگ مین آمادہ ہووے اور راے بھوج مل نہایت غرور سے اُس خدمت کا متعہد ہو کر راجہ سے بولا کہ اگر تیرا
حکم ہو مین مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت مین حاضر کرون یا اُسکا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ
سے گذرانون کشن راے نے جوابدیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال مین مطلوب نہین ہی اُسکا مرنا بہرکیف بہتر و انسب
ہی پھر بھوج مل راے خیل و حشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون مین حاضر کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب و ینیہ پڑھکر دینی کتب
مسلمانون کے قتل اور دفع کرنیکے ثواب سے خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اُس جماعت کی ترغیب و تحریص
کر کے اُنکے اعمال قسم ذبح مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور بت شکنی او مایعد من ہذا القبیل بیان کرین
اور جب اس طریق سے طی مسافت کر کے بین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سر نوبتیون کو
حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم آئے ازآنجملہ دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادہ اور تمام کارخانہ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو نورد

بیجا

ظلمت کا آپسمین سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مانند تلاطم امواج پر جوش و خروش آپسمین مشغول جنگ رہے اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوے موسیٰ خان اور عیسیٰ خان افغان کہ میمنہ اور میسرہ خان محمد کی انسے قوی نسبت تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوے اور آن دونون سردار کی سپاہ متفرق ہونے سے قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرۂ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار مکمل سے ایک فرسنگ سے جنگ گاہ پر تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی اطراف و جوانب سے سمٹ آیا اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشبازی مین کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرب توپ و بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے تزلزل نے انکے احوال مین راہ پائی ہے اگر حکم ہووے ارباب لشکر مع بہادران جوانان خاصہ انپر حملہ آور ہون اور خان محمد نے ایک جماعت امراے مقرب خان کی مدد کیواسطے بھیجکر اشارہ کیا کہ جنگ مین مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور برق کی طرح ایسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشبازی کی نرہی شمشیر و خنجر لیکے مقابل آئے بیت چکا چاک خنجر ز میدان کین ÷ بہ ہفتم فلک شد ز روے زمین ÷ اس درمیان مین فیل خان محمد کا کہ شیر شکار نام رکھتا تھا فیلبانون کے حکم سے سرکشی کرکے بھوج مل راے کی فوج پر گیا مگر اپنے مقام پر اسکے ایستادہ ہونے سے تفرقہ نے راہ نپائی تھی حملہ آور ہوا اور بھوج مل راے کے ہاتھیون نے اُسے کام سے باز رکھا اور خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طرفون سے پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل راے کے قلب لشکر پر متوجہ ہوا اپنے فیل کو دیکھا کہ عجائب و غرائب اور بوقلمون انواع سے بلکہ ایسا قضیہ کبھی ظہور مین نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہے کہ فیل شیر شکار نے کہ فیلبان اُسکا مقتول ہوا تھا اور کوئی اُسکی پیٹھ پر سوار نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام کے پیش رو جا کر صفوف اعدا کو زیر و زبر کیا بھوج مل راے نے زخم کاری اٹھا کر بھاگا اور امراے دیگر کہ جنگ مین مشغول تھے افواج قلب کو متکسر دیکھکر انھون نے راہ فرار پائی اور ابھی شمشیر غازیون کی غلاف سے برآمد ہونے نہ پائی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوے حکم فرمایا کہ رعایت غائی جنگ اور فتح کی جو مقتول ہونا کفار بیدین ہے اس بارہ مین مساعی جمیلہ بتیں پہونچاوے پھر تو قتل کا بازار گرم ہوا مسلمانون نے اسقدر اس امر مین کوشش کی کہ کوئی عورتون اور بچون شیر خوار ہنود سے جانبر نہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس فتح کے بعد ایک ہفتہ اُس مقام مین قیام کیا اور فتحنامے اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے اور چاہتا تھا کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن راے کے گروہ کے قتل مین متوجہ ہوا اور انھون نے تاب مقاومت کی نہ لا کر خانمان صبر و شکیب کو برہم مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار مین آوارہ ہوے اور ننگ و ناموس کا پاس مطلق نکیا بیت کس گرفتار نام و ننگ مباد ÷ کوچۂ راہ و رسم تنگ مباد ÷ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ سلطان محمد شاہ بہمنی قریب تین مہینے کے اُسکی جستجو مین متعاقب رہا جسوقت فرصت اور قابو پاتا تھا تیغ بے امانی سے ہنود کی سر افشانی مین مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن راے عاجز ہو کر دار الملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کے پہاڑون پر جا کر پناہ لی اور نولاکھ پیادے راہ مداخل اور مخارج دشوار گزار مین مقرر کیے اور سلطان محمد شاہ کسی وجہ اُسکے تعاقب سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح مین خیمے اور خرگاہ ایستادہ کرکے تمام افسرون کو مورچے تقسیم کیے اور ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اُردو مین آتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور

سلطان محمد شاہ قریب ایک ماہ کے سعی موفورہ بجا لایا کہ اُس شہر مین داخل ہوکر خواہش اور آرزو کے موافق عمل کرے کسیوجہ سے میسر نہوئی پھر مقام جملہ مین ہوکر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو واقف نکر کے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن رائے مسلمانون کے قتل اور تلافی خون ہنود کا عزم جزم کر کے دار الملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب مین روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے آرزو کے پس و پیش تاخت کر کے ارابون کے کنارے جاتے تھے اور شور و غوغا بلند کرکے کہتے تھے کہ تمہارا بادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس کو نچھوڑینگے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچین اُنکی روحین وطن جانیکی آرزو مین اس میدان لق و دق مین بھٹکی پھرینگی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین استراحت فرماکر چادر سر پر ڈالتا تھا اہل اردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور متشکی ہوکر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور مقرب خان خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کرکے کوچ بر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آب تمندرہ سے عبور کر کے ایک صحرائے مسطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن رائے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس منزل مین پہونچکر فروکش ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھکر خلق کے دفع مظنہ کیواسطے نماز عصر کیوقت کہ رحمت نازل ہوتی ہے بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرائیون کے سلام مین مشغول ہوا اور پھر ضعف کا بہانہ کرکے دربار برخاست کیا اور سبکو جمیع امرا کو خلوت مین بلاکر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کرین اور فلان موضع مین بعنوان محافظت اردو توقف کرکے منتظر قدوم ما بدولت رہین القصہ جب افسران سپاہ حکم کے موافق کاربند ہوئے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز پر سوار ہوکر صحرائے موعود مین خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت مین رجوع کرکے بقصد شبخون روانہ ہوئے اور کشن رائے اور اُسکے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود ہونے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو تیقین کرکے تمام رات مے نوشی اور رقاصی مین مشغول رہے اُسوقت جب دو رہوئے کہ صبحکے قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش بگیر و بکش کی بلند ہوئی اور غازیون کی تکبیر و صلوٰۃ کا غلغلہ گنبد افلاک مین پہونچا اُسکی برکت سے تمام کفار کا پانون قرار جگہ سے ہلگیا اور بطریقہ فرار کا تا پا کشن رائے تفرقہ اپنی جمعیت مین دیکھکر سمجھا کہ فراہم لانا خیل و حشم کا نہایت دشوار اور محال ہے وہ بھی حمیت اور غیرت کو پس سر کرکے مفرورون پر سبقت کرکے ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام مین باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اُسکے تمام خزانہ اور اسباب شوکت پر تصرف ہوکر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار ایک باگ موڑنے مین فی النار کیا اور سیکڑون کو مجروح کرکے ہلاکی کی زخم خوردون سے برلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اُترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام مین آدمی کا نام بھی نشا تاخت کرکے بندون کو ہلاک کرکے شہر خموشان بنایا بیجانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حالت مشاہدہ کی کشن رائے پر غیظ مین آنکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری رائے اور حکومت بہمہ شوم ہوئی تو نے مال و ناموس ہمارا برباد کر دیا اور قریب دس ہزار کے برہمن مارے گئے رعیت سے نام و نشان باقی نرہا کشن رائے نے جواب دیا کہ یہ مین نے بمشورہ اعیان ملک مرتکب کسی امر کا نہین ہوا اور اپنے طابع مین کسی طرح کا اختیار نہین اور اب جو تم کہو مین مطیع اور فرمان بردار ہون یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانان ترک سے اُسکے بادشاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی سے موافقت کی تھی لازم ہے کہ تو بھی مسلمانون سے مدارا کرے کشن رائے نے یہ بات قبول کی ایلچیونکو سلطان

محمد شاہ کے حضور بھیجکر اوضاع سابقہ سے اظہار ندامت کر کے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا اور ایک ندماے گستاخ نے کہ اُس دربار مین حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہی کہ آٹھ سو مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور یہ قسم نہین کھائی کہ ہنود کا تخم جہان سے اُٹھا دین سلطان محمد شاہ نے ہنسکر اُسکو کہا اگرچہ قسم کے دو چند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک راے بیجانگر اداے زر سندیومیہ قوالان دہلی کا متعہد نہوگا مین کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نکرونگا چنانچہ ایلچی اسکے جو اپنے مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے اُنھون نے قبول کیا اور اُسی دربار مین وجہ برات وظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر جاری ہوا تھا نہین چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہوکر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ مین نے اپنی زبان سے کہا تھا اُسے بجالایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہی خدا کی ایسا امر عجیب وغریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہوا اور عقلا جانتے ہین کہ بسبب مراتب دشوار اور طرفہ تر و بلم پٹن کے ابلغار اور ناگ دیو کے قتل ہونے سے تھی بیت امثال این غرائب وزین ہم غریب ترش بسیار کرد و دولت این شاہ او گر ایلچیون نے جب شاہ کو خوش وقت دیکھا عرض گزار ہوے کہ ہم بادشاہ کو اسوقت نہایت مشفق اور مہربان پاتے ہین اگر حکم عالی ہووے راہ اخلاص سے دو کلمہ عرض کرین لہذا اُنھون نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین مین روا نہین ہی کہ ایک بیگناہ کو ایک گنہگار کے عوض قتل کرین خصوص عورتون اور بچون کو اگر کشن راے سے مسلمانون کی نسبت قلعۂ مدکل مین بے راہی واقع ہوئی ہی فقرا اور مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یونہین جاری ہوا تھا اور مجھے اسمین اختیار نہ تھا ایلچیون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپ کو ارزانی رکھا اور ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار مین واقع ہوے یقین ہی کہ آپکو اور آپ کی اولاد کو مدت ہاے مدید ہمسائگی اس سرزمین کے ہوگی اور دنیا دارون کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع مین آوے پس حال خلائق کا کیونکر ہوگا خیر اندیشی اور صلاح حال رعایا اقتضا دہ کرتی ہی کہ طریقۂ قتل فقرا اور مساکین کا درمیان مین نہووے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہوکر فرمایا کہ مین خدا سے عہد کرتا ہون کہ بعد فتح اور معرکگذاری کسی شخص کے قتل مین نہ بھرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوۂ پسندیدہ پر عمل کرین چنانچہ اُس تاریخ سے دکن مین شائع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہو اُسکے قتل اور ہلاک مین اقدام نکرین اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے قتل عام مین نہ مشغول ہودین اور حسب ایلچیون نے وجہ برات وظیفہ قوالان ادا کی سلطان محمد شاہ سے گنجائش دوسرے توقعات کی نہ دیکھکر از روے انصاف کوچ کرکے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین آنکر پھر اُسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج مین گیا اور کہا اُس توکل کی برکتون سے کہ کارساز حقیقی کے لطف پر کرکے ابتداے سلطنت مین نقود خزانہ درگاہ جلشانہ اور علم سلطانہ مین مین نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے بعد ہی کیے اور دعاے خیر تمھاری میرے حق مین مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کرکے دار الامارۃ مین تشریف لیگیا اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اُسکے دولت آباد کیطرف متحرک ہوے اور وجہ کہ اُس ہنگام مین سلطان نے آپ کو عمداً بیمار بنایا تھا اور کفار نے آروے تسلط پر تعاقب کیا تھا جمیع ممالک محروسہ مین خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوئی مفتریان نے تھوڑے عرصہ مین طغیان اظہار کرکے نقارۂ عصیان پر چوب ماری

ازانجملہ چونکہ ولایت دولت آباد امراے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے
ہمراہ بیجانگر کے سفر مین تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی اُسکو فرزند کہتا تھا کونبہ دیو
مرہٹہ سردار بانگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امراے برار کہ اُسکے قرب وجوار مین تھے اُنھون نے
بھی اپنے آدمی اُسکے پاس بھیجکر دم موافقت اور مصادقت کا مارا اور بگلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیام محبت التیام بھیجکر
امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سال خراج خاصہ برار اور مرہٹ کا کہ
سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ مین نگاہ رکھا تھا متصرف ہوکر خیل وحشم کے فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹ کو اپنے قبض وتصرف مین لایا اور اعوان وانصار پر تقسیم کیے اور سوار اور پیادہ سے
بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف مین یہ خبر سُنی اور اُسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ جو خبر ہمارے
ناخوش تیرے گوش زد ہوئین وسوسۂ شیطانی غالب آیا اگر ایسے امر کے نہ کرنا چاہیے اجتناب واجب ولازم ہے اور مناسب ہے
کہ اب بھی بمقام استغفار اور ندامت مین ہوکر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ مین بھی تیرے گناہون اور
تیرے توابعین کو ناکردہ معلوم کرکے مواخذہ نکرونگا اور جرائم وزلات تیرے ساتھ عفو اور اغماض کے مقرون کرونگا اس نوشتہ
(جمع زلل بمعنی لغزش ١٢)
کو بمصاحبت سید جلال حمید اور شاہ ملک جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور بہرام خان مازندرانی
نے کونبہ دیو سے اس امر مین مشورہ کرکے صلاح پوچھی اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ ایک بادشاہ قہار
اور غیور ہے اور بعد ورود اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوا کسی وجہ امین نہین ہوسکتے اور دولت آباد
سا قلعہ سنگین ہمارے تصرف مین ہوا اور بگلانہ کا راجہ اور بعضے امراے معتبر برار کے ہم سے موافقت رکھتے ہین اس
صورت مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشرع ملتزم بہ عمل کرکے اس کار سے ہاتھ نہ اُٹھا دین اور ہمت مصروف رکھکر اس
مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونبہ دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اُتار کر بیہودہ مغرور کیا کہ بادشاہ
کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ اُتاری زیادہ تر استعداد وقوت
مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معاودت کرکے اطوار ناپسندیدہ اُسکے
بادشاہ سے عرض کیے سُننے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دلمین آتش غضب شعلہ زن ہوئی جب
بیجانگر کے سفر سے دار الممالک حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ روانہ کیا اور خود بھی پیچھے
سے شکار کنان اُسطرف متوجہ ہوا **نظم** روان ہیراندیگران طرب شاہ * شکار افگن شکار افگن دران راہ *
جہان خالی شد از صید چرندہ * نماند اندر ہوا مرغ پرندہ * القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے پیشتر لشکر
ظفر پیکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونبہ دیو اور بعضے متعلقان راجہ بگلانہ سے بہ قصد مدافعہ مسند عالی خان محمد کے
قصبۂ پٹن کے اطراف مین روانہ ہوے اور کف بذل کشادہ کرکے بہت سپاہی واقعہ طلب کو اپنے روبرو بلایا اور مسند عالی
خان محمد کہ سپاہی پیرانہ اور زمانہ کا گرم وسرد اور نشیب وفراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین دیکھکر عین قصبۂ شیوگانون مین
فروکش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اسی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرۂ فوج پر تاخت لیگیا اور چونکہ
حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نہ کرسکے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالف کی کیفیت
حقیقت کم وبیش دریافت کرکے جنگ مین عازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان ولایت اور سرحد مین

شکار کے نشاط مین مشغول تھے پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاریخ مین مخالفون کے سر پر جا کر مصاف کریگا لیکن اگر سایۂ بلند پایہ بادشاہ اس احقر کے سر پر ہو بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے شکارگاہ مین یہ خبر سنکر وصول لشکر اردو کی کہ صحراے قصبۂ کنج مین نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچکر مع ایک جماعت مخصوصان کہ عدد اُنکے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلغار ہوا اور مقربان درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہوکر معروض کیا کہ مسند عالی خان محمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ مخالفین کمال استقلال اور جمعیت سے رہتے ہین اگر بادشاہ عنان دست مدارا مین سپرد کرکے باہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امرا اور سپاہ پہونچکر مع کوکبہ و طنطنہ بادشاہی دشمن کی بیخ کنی مین متوجہ ہووین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس اُنکی پذیرا نفرمائی اور ارشاد کیا کہ مین چاہتا ہون آپ کو روز میعاد مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور جو کہ تم کہتے ہو اہل اردو سے مخالفت رکھتا ہے جسوقت ہزار سوار لیکر ممالک تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہے جا کر اعدا کو سیاست پہونچائی اور نو ہزار سوار سے راے بیجانگر کو کوہ دشت مین مفرور کرکے آوارۂ ضلالت کیا اور شاد کام مراجعت کی یہ تین سو جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم بہین از کجا تا کجا تاختم ÷ بہ دیلم بپٹن سر برافراختم ÷ بگلگون سپردم عنان بازچون ÷ برانندم ز بیجانگر جوے خون ÷ برآیم چو بر پشت اسپ سیاہ ÷ بخواہد زمن کوہ البرز راہ ÷ یہ فرماکر شبدیز شب رنگ کو گرم عنان کیا جسوقت چار کوس چلکر قصبۂ پٹن مین پہونچا مسند عالی خان محمد نو جین آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جب خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی خلائق کے گوش زد ہوئی متعلقان راجہ بکلانہ نے عنان گریز کو مراکب ناموس کی طرف پھیر کر بارگاہ فاقت مخالفان ہوے اور سپاہیون نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرفہ جنگ مین نہ دیکھا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو شطرنج روزگار کے منصوبہ سے تعجب مین رہے بے اسکے کہ مرتکب قتال وجدال ہون یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہادرون کی پشت کمان دیکھین دو معرکہ سے بھاگ کر بسرعت بجلی اور ہوا کی طرح قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ اُسوقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سو اسی سوار اور ستر جوان وعدہ گاہ مین آیا دوست و دشمن اُسکی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور مسند عالی خان محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب آخر کو پہونچا کر دوسرے دن صبح کو پھر تاخت کی اور شام کے قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچکر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہوا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو سر خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کرکے حیران اور عاجز ہوے اور اُسی شب کو تبدیل لباس کرکے شیخ زین الدین سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جا کر عرض کی نظم کہ اے از رخت راحت دل پدید ÷ زبان تو ہر مشکلی را کلید ÷ چہ تدبیر کان شاہ گردن فراز ÷ بیاورد بر ما چنین ترکتاز ÷ اگر آپکا حکم ہو قلعہ مین داخل ہوکر اعلام مدافعہ بلند کردن اور جو کوئی امرا اور ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمایئے تو اُسکے موافق عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ لائے ہو اور مجھسے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار موتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق مین ہے کہتا ہون قلعہ مین در آنا اور دروازہ اُسکا بند کرکے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہے مناسب ہے کہ اپنے زن و فرزند ہمراہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازمہ ہلاکت کا جانکر اسی ساعت

راستہ گجرات کا لو اُنھون نے شیخ کی منزل مین ایکآدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ بسبیل استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر اُنکی انفاس مقدسہ سے طلب مدد ہمت کرکے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق اور ملازم اُنکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھکر اُسیوقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کرکے اور مردم مزدوری کو سوار کرکے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ بتوفیق سبحانہ تعالیٰ سلامتی تمھاری شامل حال ہوگی اور یہ گجرات کیطرف متوجہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ اُنکے فرار سے آگاہ ہوا ملک الصباح مسند عالی خان محمد نے چار سو جوان دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکاب لیکر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفرورون کے سر پر نہ پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہوکر دولتآباد کی طرف بازگشت کی اور یہ صحبت رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کسواسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتدائے سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلائق کی بادشاہی کے لائق وہ شخص ہے کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرکے سراً و علانیۃً مناہی کے گرد نہ پھرے پھر اُسی چند روز مین سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کرکے نوشتہ اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک دانشمند اور ایک سید ایک ہیجڑا کفار کے دست تظلم مین گرفتار ہوے اور کفار نے اپنے توابعین کو ان تینون شخصون کے حق مین یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین لیجاؤ جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اُسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرکے عذر پیش کرے اُسکی فوراً تیغ ظلم سے گردن مارو دانشمند آیۂ کریمہ پر عمل کرکے بت کا سجدہ بجا لایا اور سید نے بھی دانشمند کی رفتار اختیار کرکے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب ہیجڑے کی نوبت آئی بولا مین تمام عمر اعمال ناشائستہ مین مشغول رہا ہون نہ عالم ہون اور نہ سید کہ پناہ مین ان دو امر کے ایسا کام کرون پھر قتل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ نہ قبول کیا اب میرا بھی قصہ بعینہ اُسی ہیجڑے کے قصہ کے موافق ہے کہ تیرے ظلمون کا متحمل ہونگا لیکن نہ تیری مجلس مین حاضر ہونگا اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب مین آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکلجاوے چنانچہ شیخ بلاتوقف و درنگ اپنا مصلے دوش پر ڈالکر شیخ برہان الدین کے روضہ کیطرف متوجہ ہوا اور عصا اُسکی مسند کے پیچھے زمین مین گاڑکر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھون کون مرد مجھے یہان سے اُٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے اصرار کو مشاہدہ کرکے اُس شدت سے کہ کی تھی پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرعہ لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس بھیجا

مصرع من زان توام تو زان من باش ٭ شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور مراسم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور فاضلون اور عالمون اور صدور کو امر کرے کہ امر معروف و نہی منکر مین جہد جمیل کرین زین الدین فقیر سے زیادہ تر کوئی اُسے دوست نرکھے گا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر کی

رباعی تا من بزیم بجز نکوئی نکنم ٭ جز نیک طلبی و نیک خوئی نکنم ٭ آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند ٭ تا دست رسد بجز نکوئی نکنم ٭ سلطان محمد شاہ نے خطاب قاضی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد اور

خوشحال ہوکر حکم فرمایا کہ آسمے سب القاب پر افزون کرین اور بغیر اسکے کہ اسوقت مین درمیان اسکے ملاقات واقع
ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کے مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لیگیا اور
شراب فروشی کی دوکانین جمیع ولایت سے اپنے دور کرکے ترویج شریعت غرا مین مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور
دکن کے چورون اور رہزن جو مشہور تھے اور رہزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور دثار کرکے مسافرون اور قافلون کو لوٹتے اور
مارتے تھے ہمت اُنکے دفع کیواسطے مصروف کی اور چارون سمت کے طرفدارون کے نام فرامین صادر فرمائے کہ ہر ایک
اپنا اپنے علاقہ اور حدود چورون اور رہزنون کی لوٹ سے پاک اور صاف کرین اور چھوٹے اور بڑے کے سر عبرت اور مجرے
خدمت کے واسطے حضور مین حاضر کرین اس بارہ مین تاکید مزید اور قدغن شدید معلوم کرکے حسب المسطور عمل مین لاوین
چنانچہ چارون طرفدارون نے حکم کے موافق بدمعاشون کے مسکنون مین جاکر چھ یا سات مہینے کی مدت مین ایک
نفر اس گروہ واجب القتل والدمع کا نہ چھوڑا اور ملا داؤد بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ چھ مہینے کے عرصہ مین
بیس ہزار سر رہزنان خود سر اور چورون اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف و جوانب سے حسن آباد گلبرگہ
مین لائے اور شہر اور بیرون جات مین چار و نطرف چبوترہ سر ہائے ملاعین سے باندھکر سیاست اور ضبط محمد شاہی جہانگیر کیا
اور راہین امین اور اہل اسلام کے دل راہزنون کے دست برد سے مطمئن ہوے اور سلطان محمد شاہ غازی نے جب
ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کیواسطے ظہور مین پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب مراسلات
اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لازمہ بجا لاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے اسکی خوشحال
ہوکر ہموارہ مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرائط پند و وعظ و نصیحت مین بھی دریغ نکرتے تھے اور اس سبب
سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمانبرداری پر ثابت قدم و راسخ دم
ہوکر مال مقرری کے ارسال مین تخلف اور تجاوز روا رکھتے تھے ریاض ملک و ملت اور چمن دین و دولت خار و خاشاک
معارض جارے بازگشت آخرت سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکرکشی کو برطرف کرکے جہانگیری
مین نہ مشغول ہوتا تھا لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہوکر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف
شکار کرتا تھا اور جسطرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار وہان کا تحف و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دار الملک
مین پہونچاکر معزز اور مکرم ہوکر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد
مین امن و امان سے زندگانی کرکے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نرکھتے تھے اور اسکے وجود با جود کو نعمت عظمی اجانکر شکر
واہب العطایا بیش پہونچاتے تھے لیکن چونکہ اب اور قاعدہ گرگ اجل کا ہے کہ ہر دم ایک یوسف کو پھاڑتا ہے اور
ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہے پنجہ اسکے صید حیات مین مارکر ذیقعدہ کی نوین تاریخ ۷۷۶ھ سات سو
چھیاسٹھ ہجری مین عشرت سرا سے جہان بیداد سے لیگیا اور اہل جہان کو چندے در بستر گریہ و زاری مین ڈالا اور
رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحۂ احوال دکنیون سے ناخن غدر کی نوک سے حک کی اور اس غفران پناہ کو باپ کے
پہلو مین خاک عدم مین پیوند کیا زمانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اسکی تربت
پر لکھی نظم خوشا بادشاہی کہ چون او گذشت ٭ از و باز ماند چنین سرگذشت ٭ در ایام دولت بود دستگاہ ٭ بہنگام
رحلت بود نیکنام ٭ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضائے ورفعنا بعضہم فوق بعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ

کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا تھا اُسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین بہم نہ پہونچا کسو اسطے کہ اسکے عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور نر اور مادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین دوسرے بادشاہون کے ہرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی بھی نہ تھے اور اسیطرح اُسقدر خزانہ کہ اُسکے عہد مین نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اُسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی اُسی کتاب مین لکھا ہو کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ وغیرہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اور اُسکے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوے ایسی قباحت راے کرناٹک کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد بھی ایسا قصہ حکام اُس ولایت کو پیش آیا ہو قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ سرداران زبردست اُس مملکت کی مدت دراز مین اقطار اور امصار ہندوستانی سے بمساعی جمیلہ فراہم لائے تھے یکقلم سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اُس خاندان کا کہ جو سرکار سلاطین بزرگ مین مثل اُسکے بہت کم میسر آیا ہوگا تاراج حوادث مین گیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب کافر رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور مجاور اور مذکر اور مونث علف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوے مملکت کرناٹک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی کہ زمانہائے دراز مین حالت اصلی پھر نہ آویگی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے

پیکا مجاہدہ کا کمر پر باندھنا قلم مشکین رقم کا بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی مین اور قتل ہونا اُسکا بیجاپور سے معاودت کے وقت آغاز جوانی مین

مورخان دانشور نے بقلم مشکین ناتر صفحہ بیاض زمانہ پر اسطرح منقش اور مرقوم کیا ہو کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نواسہ ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل اور تناسب اندام مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فربہ اور صاحب قوت تھا اور جلادت اور شجاعت مین عدیل و نظیر نرکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اُسکا ترکون اور پارسیون پر تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اُسکا سوائے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ اُسکے مدح مین کہتا ہو نظم زگہوارہ چون پاے بیرون نہاد ٭ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ٭ بسے تند گردن کش و پیل زور ٭ کہ نشنید گفت کسے وقت شور ٭ چنان بر سر کنگرہ میدوید ٭ کہ انگشت حیرت فلک میگزید ٭ اور آوان کودکی مین ایک شب کو خزانہ پدر توڑ کر چند بدرۂ زر سرخ اور سفید اُٹھا لائے اور لڑکون کو جو ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کر کے اُنھین خوش کیا اور خزانچی نے صبحکو اسکی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی سلطان محمد شاہ اس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کر کے مبارک تنبول دار یعنی گلوری ساز خاصہ کو اُسکے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج نہین آتا تھا تسلیم کر کے باادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آنکر کئی چابک اُسے مارے کہ جسم نازنین اُسکا مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک تنبولدار کی اپنی والدہ سے کر کے بتقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ سے خبر کرتا مین آپکو شفیع کرتا یا وہ وقت ٹالکر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی دربار مین حاضر ہوتا اُسنے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہو بادشاہ کا حکم تھا

بہمن نامہ

مجاہد شاہ نے جب یہ سُنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کرکے حرم سرا سے باہر آیا اور بغض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور
مبارک تنبول دار خاص پر حسب ظاہر نظر عطوفت بدرجۂ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اُٹھاکر
غایت نرمی سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تو نہایت شہزور ہی اور علم کشتی مین قوت اور مہارت تمام رکھتا ہی اور زبردست
پہلوانون کو کشتی مین زیر کرتا ہی آہم اور تو کشتی کرین مبارک تنبول دار جو اُسکی خفگی اور آزردگی سے خبر نرکھتا تھا اور
شاہزادہ کم سن چہاردہ سالہ اور یہ تیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اُسکے مقابل
ہوا شاہزادہ نے اُسے اُٹھاکر اسطرح سے زمین پر دے مارا کہ جنبر اُسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ مین مرغ روح اُسکا قفس
تن سے پھڑک کر دار البقا کے آشیانہ کی طرف پرواز کرگیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر
اجلاس کرکے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست
ارادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دیکر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور چونکہ مسند عالی خان محمد کے استقلال
سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو طرفدار دولت آباد کرکے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن راے والی بیجانگر کو لکھا کہ قلعے
اور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تمبدرہ ہمارے تمھارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع اور
گفتگو واقع ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ آب تمبدرہ کو سرحد کرین آب سیت بندر امپور کے اُسطرف تمھاری تصرف مین رہے
اور آب شرقا اور غربا کے اُسطرف ہمارے زیر نگین ہووے اسصورت مین لازم ہی کہ قلعہ بنکاپور اور بھی قلعے اور بلاد ہمارے
ملازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشن راے نے
اُسکے جواب مین لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور اور مدکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب
یہ ہی کہ آب کشنہ کو حد کرکے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امراے کنہرہ کے زبونی سے سلطان
محمد شاہ غازی نصرف مین لایا تھا پھیر دین تو کدورت ہمارے آئینۂ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ نے
جب یہ جواب دور از کار سُنا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کرکے خیل و حشم کے آمادہ اور فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور تختگاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جد مادری اُسکا تھا عہدۂ ضبط کے واسطے
رجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کرکے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جسوقت لشکر دولت آباد اور بیدر اور برار
حسن آباد گلبرگہ مین آنکر بساط بوس کے شرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ لیکر
پاے دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تمبدرہ سے عبور کرکے قلعہ ادونی مین پہونچا اور چونکہ وہ
قلعہ دکن مین عدیم المثال ہی اُسکی تسخیر کا راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برابر اُسکے محاصرہ کیواسطے مقرر
کیا اور امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ روانہ فرمایا اور جو سُنا تھا کہ کشن راے پرگنہ کنگاولی مین آب تمبدرہ
کے ساحل پر مقیم ہی خود بکمال آہستگی اور دقار پیچھے سے اُسطرف متوجہ ہوا اور کشن راے قریب پہونچنے امراے
ہراول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہوکر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر
سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دبدبہ سے شیر فلک ہمیشہ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور
گاؤ سپہر مرغزار خضرا مین اُسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہی اُسکے شر سے اطراف و نواحی
ویران ہوا اور زمیندار اور مزارع اُسطرف کے تردد اور تخم ریزی سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اُس شیر کے شکار کو

بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے بیشہ مین داخل نہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھکر نعرہ مارا اور ہمہا کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوق اور کاربین و تیر سے ہی منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر جلیٔہ کمان مین جوڑکر مارا خطا نہ کی اوسکے پہلو مین درآیا شیر فوراً تڑپکر مرگیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا * نظم * کمان از کمین گاہ باز و کشید * بیک تیر پہلوش از ہم درید * سران سپہ از یسار و یمین * زبان برکشادند بر آفرین * کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار * پس از رستم و بعد اسفندیار * سلطان مجاہد شاہ نے فرمایا مین نے اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اوسکے سبب سے نگرے تو شمشیر و خنجر سے اوسکا کام تمام کرون اوسنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اوسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ تیر کھینچکر اسکا شکم چاک کرکے دیکھو کہ تیر اوسکے کونسے بند اور جوڑ مین پیوست ہوا ہی اور جو کہ وہ امرا امراے دکنی سے تھے اور کبھی مرغ کا بھی شکم نہ شگاف کیا تھا متامل ہوے جب اونسے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جہد کرکے اس امر کا مرتکب ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اوسکا پھاڑکر بنظر غور دیکھا کہ بحسب اتفاق تیر اوسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر بیجا ہوے رعب و ہراس اونکے دلون پر غالب ہوا اور باوجود اسکے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے پیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ جنگلہاے دور دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان تو پچی اور کماندار ارباب اسلام کے قتل و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے حوالہ کرکے خود اوس شہر کے جنگل جنوبی کیطرف متوجہ ہوا اور چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کرکے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اوس شہر کے درمیان مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین دشوار گذار حد و حصر سے باہر تھین عازم اوسکی تسخیر اور تخریب کا نہوا کشن راے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بن رامیسر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اوسکے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع ہوتا تھا درختون کو کٹواکر ایک شارع عام کہ اوسکا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن راے کا تعاقب کیا اور کشن راے جابجا نقل اور تحویل کرکے ہرگز مقابلہ سلطان کا نکرتا تھا خلیفہ و لنجواہ اور مقربین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہوگا سلطان نے مطلق اونکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سنی اور اسیطرح قطع اشجار اور تاراج و غارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اوسکے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ بیماری درختون اور زیر اشجار کے آب کی تاثیر سے ہی کشن راے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب و ہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگیگا اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نہ بنا بر البینا چار اور بے علاج ہوکر بیراہہ سے اپکو بلدہ بیجانگر مین پہونچایا اور راستون کو محافظت سے مضبوط کرکے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین درلایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اوس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہی قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ سیت بن رامیسر مین پہونچا جمیع امرا کو کشن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار جریدہ لیکر سیت بن رامیسر کی طرف کہ بیجانگر سے اوس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہی سیر و تماشا کی نیت سے

متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچکر اُس مسجد کو کہ امراے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اُسکی مرمت مین مصروف ہوا اور بتخانون کو ویران اور مسمار کرکے بعجلت و سرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اسکے سوا ابتک کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستہ رکھتا تھا ایک اُسمین نہایت وسیع لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک و تنگ در راہ وسیع مین سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہین بہت تھین اور بلند و اونچی پہاڑون اور قُلل (جمع قلہ ۱۲) یعنی سرہاے پر پوشیدہ ہوکر کسی غنیم کو اُس راستہ سے بفراغت شہر مین داخل نہونے دیتے تھے اسلیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اُسکو سودرہ کہتے تھے بہ قصد جہاد مع خیل و حشم جریدہ شہر مین در آیا اور سودرہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اپنے عم داؤد خان کے سپرد کیا اور کشن راے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہوکر لحظہ بہ لحظہ سوار و پیادہ مستعد کارزار کو لشکر اسلام کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور اُن محلون کو مسمار کرکے آگے بڑھا یہانتک پہونچا کہ اُس پانی کے کنارہ فاصل تھا درمیان اُس قلعہ کے کہ راے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس دریا کے کنارے اور پہاڑ کے اوپر ایک بتخانہ طلاے مرصع بجواہر نفیسہ سے کہ ہنود اُسکو تمر رنگ کہتے تھے اور بہ لغت زبان کتہری مین کمتر عنبر چہ مرصع کو بولتے ہین اور جو وہ بتخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان مجاہد شاہ اُسکا سر توڑنا جہاد اکبر جانکر اُس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اُسے مسمار کرکے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا و لشکر کفار نے جب بتخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ و زاری کا نعرۂ فلک دوار مین پہونچا کرشن راے کو سوار کیا اور ہجوم عام لاکر مردانہ میدان قتال مین متوجہ ہوے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی مستعد قتال ہوکر صفین آراستہ کین اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چھتر اپنے فرق مبارک سے دور کیا اور ایک اسلحہ دار کو جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کراکے دشمنون کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے مین مشغول کیا ناگاہ اُسطرف سے ایک ہندو دیو صفت شبدیز سلطان مجاہد شاہ کا کہ شیر رنگ نام رکھتا تھا پہچانکر عازم ہوا کہ شاہ کو غافل کرکے اپنے تئین حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتخانہ اور بت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے اور اُس مملکت مین نشان سرفرازی کا بلند کرے غرض درمیان لشکر کے جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپکو سلطان مجاہد شاہ کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعتاً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی اُس غازی نے بے توقف گھوڑا میدان رزم مین گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثناے تلاش اسپ مین محمود افغان گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہوا اور اُس کافر نے فرصت پاکر چاہا کہ اُسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب اُڑا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند آپکو محمود افغان کے پاس پہونچایا ہندو نے پیشدستی کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور ازروے ذوق اور خوشحالی ایسا نعرہ مارا کہ تماشائیون کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن جو بادشاہ کلاہ زرہ خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو سلطان نے طیش مین آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی ماری کہ شانہ کا ٹکڑا زیر ناف اتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روح اُسکا تڑپ کر دار البوار کی طرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کرکے خرامان خرامان مظفر و منصور آب سے عبور کرکے اپنے لشکر مین نزول اقبال فرمایا اور دوست و دشمن نے دعا و ثنا مین اُس شاہ بہمن نژاد کے زور بازو اور ہاتھ کے

شربت اور صفائی پر آفرین خوان ہوئے اور چونکہ کشن رائے دریا کے اُس پار ایستادہ تھا اور جمیع سپاہ نے اُسکی دریا سے عبور
کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ
کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اُسکے حوالہ آتش خانہ تھا ارابہ آتشبازی
کے آگے بڑھاکر شور وغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہوکر منہزم ہوئے اور ابھی مسلمانون
نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن رائے آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر مین پہونچا اور سلطان
مجاہد شاہ کے رزم کے واسطے ٹیکا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھکر میدان جانستان کیطرف متوجہ ہوا اور کشن رائے دوسری
مرتبہ فوج پراگندہ کو جمع کرکے لشکرگاہ مین آیا اور مجدداً ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ
متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور رستم قالبون سبا زرت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ طرفین سے ایک
خلق بیشمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان شربت شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اور
سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ مین بجان ودل ایسا مصروف ہوا کہ جسطرف وہ شیر ژیان کیطرح حملہ آور ہوتا تھا افواج مخالف
رمۂ گوسفند کے مانند کہ گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی نظم جہان پہلوان خسرو شیر دل ؎
ہمی ساخت از خون شان خاک گل ؎ بہ شمشیر تنگ آنچنان کہ وادی عنان ؎ ہمی گشت ہند و زخم سنان ؎ اور داؤد خان
کہ دہنہ سودرہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا جب سنا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور
لحظہ بہ لحظہ لشکر تازہ دم مدد کے واسطے ہو پہونچتا ہے بیتاب ہوکر راہ کوتاہ بینی اور نہ عاقبت اندیشی سے دہنہ کو
خالی کرکے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ
تین مرتبہ گھوڑا اُسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہوکر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے بر لاکر کسیطرح تقصیر نہ کی اس
درمیان مین سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہوا لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست اعدا پر پڑی اور
دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال مسلمانون پر چلی اُسوقت داؤد خان کو اپنے پاس بلاکر از روے آشفتگی دشنام دی
اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس
شہر سے جانبر نہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کیواسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی تنگ بہت تھا
بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اسواسطے کہ کشن رائے دریا کے اسطرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فراہم کرنے
کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اُسپر مصروف ہوئے اور جو امرا کہ اُسکی محافظت
کے واسطے مجدداً مامور ہوئے تھے اُنکے دفع سے عاجز ہوکر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ
کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اُس روز تیغ بیدریغ کرچکا تھا اور اُسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع
ہوئے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھکر دہنہ سودرہ کیطرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اُس شیر
خشمناک کی بطور واجبی جانتے تھے بمجرد اُسکی توجہ کے بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان ہوکر ایک گوشہ کیطرف
بھاگے اور چونکہ کشن رائے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصۂ خیلان دہنہ کے سر پر اسقدر ایستادہ رہا
کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اُترے اور جس شخص نے کہ اُس شہر و مملکت کو دیکھا جانتا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ
بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کار نمایان کیے ہین کہ فلک زبردست کے ہاتھ سے بر نہ آوین القصہ ولایت کنہرہ کہ

اُسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اُسکا شمالاً و جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بن رامیسر تک چھ سو کوس ہی اور عرض اُسکا غرباً و شرقاً تخمیناً ایک سو اور پچاس کوس ہوتا ہی اور بھی کنارے دریاے عمان سے سرحد مملکت تلنگ اور ملک کرناٹک تک جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہی اور باشندگان اُس حدود کی کنہری زبان ہی اور بعضون کی تلنگی زبان اور بعض شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح نال زنان اور رقص کنان آتے ہین لیکن آخر کو پاے ثبات اپنے میدان کین مین نہین جماتے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت اُنکے بھی دلون پر غالب ہی اسلیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اُنسے غالبانہ سلوک کرتے تھے ورنہ راے بیجانگر بحساب مملکت و سپاہ اُنسے مراتب مین کہین زیادہ تھا خصوصاً اُسوقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترکتاز مین اشتغال رکھتا تھا کسواسطے کہ مملکت تلنگ اب تک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر گووہ اور قلعہ بلگام وغیرہ جو کرناٹک مین داخل نہین ہی راے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایات تلنگ سے بتغلب لیکر ایک مملکت باغی سے مصفی زیر حکم رکھتا تھا اور راے سیلان اور ملیبار اور حکام بنادر اور جزائر کے ایلچیون کو اُسکی درگاہ مین بھیجکر بارسال نفائس و ظرائف تقرب ڈھونڈھتے تھے اور کشن راے کے آبا و اجداد نے اس مملکت مین سات سو برس بادشاہی کر کے اندوختہ اور اندوختہ کہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز مین کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اُس مملکت کی راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاءالدین خلجی دہلوی کے عہد مین کشن راے کا دادا جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ اور دادا کے خزانون کو بہ نیت ثواب و ذخیرہ آخرت جابجا زمین مین مدفون کر کے اُسکے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانون مین سے جو سرزمین سیت بن رامیسر مین مدفون تھے سلطان علاءالدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے نجومیون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف مین آوینگے چنانچہ اسکی کیفیت بتفصیل تمام اپنے مقام مین مذکور ہی القصہ سلطان مجاہد شاہ نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کر کے نہضت فرمائی اور اُس عہد کے پاس و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین قیام نکیا ساٹھ یا ستر ہزار لڑکیان اور لڑکے کافرون کے اسیر کیے اور جب اسکے ملازمان جان فشان نے جو قلعہ ادونی کو محاصرہ رکھتے تھے اُسطرف جا کر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا کو قلعہ گیری مین صرف کی اور تابستان یعنی گرمی کا موسم آخر ہونے پر تھا کہ کفار نے بے آبی سے عاجز ہو کر وہ قلعہ مسلمانون کے تسلیم کیا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان کے لشکر مین بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوا اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہو کر مراجعت کی خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ دولتخواہ خاص و عام کے افواہ سے تعریف قلعہ ادونی کی سنتا ہی اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر ہو کر اس حصار کی سیر دیکھے مزید از سابق عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُسکی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار گردون وقار کہ چندرہ قلعے گرد رکھتا ہی اور ایسے پہاڑ وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہی جلد فتح نہوگا سزاوار کشور کشائی یہ ہی کہ اول قلعہ و گردمیان ما بین دو آب کو بندر گووہ اور بلگام سے نکال پورے تک تصرف مین لاوین اسکے بعد اس قلعہ کی

تسخیر کے واسطے عازم ہووین از جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے رائے بیجانگر سے صلح کی اور سلطان نے اُسوقت عنان شبدیز عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بشتیر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تمندرہ سے عبور کر کے مدکل کی حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کر کے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے لشکر کو مدکل مین چھوڑ کر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد انکے جا ہونگے شکار مین مشغول ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سرحلقہ اُس جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ گرم شکار ہو کر قلعہ رائچور کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی بیباکی اور بے پروائی جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کر کے شرائط محافظت بجالاتے تھے اور اس سبب سے کہ وہ جناب تمام دن شکار مین مشغول ہو کر شب کو بھی ہر ایک پہاڑ اور جنگل مین بے تکلفانہ پہونچکر فروکش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اُسکی دشنام دہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر مین مبتلا ہو کر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد کے عزل امارت اور اعظم ہمایون کے غلبہ سے ہمقرین حزن و ملال تھا اور مسعود خان ولد مبارک خان مقبول از خاصہ جو کینہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ مین رکھتا تھا داؤد خان کا شریک ہوا اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکار گاہ مین ہر چند سعی کی صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولائی خیال انکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر اسپر جاری ہوا تھا اور قضائے آسمانی دگرگون نہین ہوتی ہے اور یہ جگہ جسکو سرائے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے

شعر اگر صدسال مانی ور یکے روز ٭ بباید رفت زین کاخ دل افروز ٭

الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہو کر صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصراف مملکت برار اور دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور باکراہ اُس سے جدا ہو کر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوے سلطان مجاہد شاہ لشکر گاہ مین تشریف نے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو شکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کیطرف توجہ فرمائی لیکن جسدم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز اُس نہر کے کنارے مقام کر کے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اُس روز چشم حق بین اُسکی آشوب آئین اور درد چشم کے باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل اور یکجہت ہو کر چوکی پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اُسکے بعد کہ زلف لیلائے نیل گون تک پہونچی یعنی آدھی رات گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوے اور اُن غدارون کے سوا دربار مین دوسرا شخص نرہا داؤد خان مستعد ہو کر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالائے پلنگ وسادہ ناز و نعم پر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ حبشی کہ وہ دونون حبشی یعنی مانوس ہا کرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند ہاتھ آنکھون پر پھیرا اور سعی کی کہ دیدہ رمدرسیدہ وا ہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفا کار نے فرصت پا کر برق کیطرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کر کے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتین نکل پڑین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے تقاتل کی طرف ہاتھ دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی بادشاہ نے

باوصف اسکے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضربت سے کام تمام کیا اور بلا توقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اسطرح سے بناگوش شاہ پر مارا کہ دفعۃً مرغ روح پر فتوح جنت الماوا کی طرف پرواز کر گیا **نظم** اجل خانۂ تن بہم بر دا ختنش ٭ پس از تخت بر تختہ انداختنش ٭ جہان کار زینگونہ بسیار کرد ٭ زمانہ نخستین چنین کار کرد ٭ یکے را ز زیر بر سر افسر نہد ٭ یکے را بخاک سیہ در نہد ٭ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجۂ انتقام سے نجات پاکر سراپردہ کے باہر گیا اور اسی دن تمام امرا اور اولاد امرا کو کہ جو پردہ ہمراہ تھے حاضر کر کے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لاولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے ممتاز کر کے بوعدہائے مسرت افزا مسرور اور محظوظ کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجکر خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکے بشوکت وصولت بادشاہی دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذیحجہ کے سترھوین شب کو ۷۶۹ھ سات سو انہتر ہجری مین واقع ہوا مدت اسکی سلطنت نے تین برس کا بھی عرصہ نہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ مبارک نام ایک شخص تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اسکے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑکر چند بدرہ برآوردہ کر کے اپنے اطفال ہمسال وہمبازی پر قسمت کیا مبارک گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب مین آنکر چند چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دلمین رکھا اور مبارک تنبولدار ڈرا کہ مبادا بعد حصول دار الملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوکر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب **تذکرہ داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے غدر اٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا** مورخین دکن نے تحریر کیا ہی کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف مین پہونچے تھے آپسمین موافقت کر کے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ مین نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور مین تھے انپر متصرف ہوکر ایلچپور کی طرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے خیل وحشم اپنی ولایت کی طرف لیجاکر خیمہ انتظار شاہراہ عنایت پر وار رکھتا ہون جسوقت پیشگاہ جاہ وجلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک پایگاہ مین سر سے قدم کر کے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسیطرح لشکر بیجانگر کہ محافظت کیواسطے اپنی سرحد مین اقامت رکھتا تھا سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشنہ تک تاخت کر کے قلعہ رایچور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت کے راغب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق حسن آباد گلبرگہ مین استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا بولا ایسی علامتین باعث زوال دولت وملکت ہین اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہی مناسب یہ ہی کہ

ہم سب اُسکا حلقۂ اطاعت اپنا آویزۂ گوش کرکے فتنہ اور فساد سے گرد نہ پھرین اور چونکہ ملک نائب سیف الدین غوری اُس دودمان کا رکن اعظم تھا تختگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اُسکے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان مجاہد کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری کی نانی ہوتی تھی سرزنش کرکے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی لیکن مفید نہ پڑا اُس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور اتفاق کرکے موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اُسے شہر مین داخل کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اُسکا اندازہ سے زیادہ دیکھکر التماس اُسکی قبول کی اور از روے استقلال مہمات سلطنت مین مشغول ہوا اور جمیع امرا و ارکان دولت نے سر اُسکے خط فرمان پر رکھا لیکن سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اسکی عداوت مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوکر مبارکباد کو نہ گئی اور ہرچند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اُسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اُسکا یکسان معلوم کرتی تھی اور اس سبب سے کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین معزز اور مکرم ہوکر تمام اہل حرم پر تفوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اُسکی عزت و ادب کا لحاظ ملحوظ رکھکر با وصف ان باداؤن کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کہتا تھا یہانتک باکہ نام ایک جوان کہ وفور اخلاص اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہوکر مراتب اعلی کو پہونچا تھا روح پرور آغا کی تحریص و ترغیب سے اپنے سر جان سے درگذر کرکے قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ ہمت فرض شمار کرکے جویاے فرصت تھا اور تیر قصد کمان توجہ مین لیس کیا تھا برا تفاق انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ ۷۸۰ھ سات سو اسی ہجری مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ ادا ے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسمی باکہ کہ جوان سوار اور بانکا تھا داؤد خان کے عقب جا کر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بجستی اور چالاکی صف اولی سے پانون بڑھا کر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر ایسی پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا اسی مقام مین سر در گریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی خان محمد نے اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھکر آنکھون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی فرصت نہ دی اور سر باکہ کا تن سے جدا کیا مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر ہوئی زمانہ سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے خارج بنظر فوائد تحریر ہوا نکتہ یہ نکتہ بھی سند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زادیہ عدم سے صحراے وجود مین قدم رکھا اُسنے موت کا ذائقہ بلا شک چکھا دار فنا سے گذرنا ہی حاصل جینے کا مرنا ہے جس شئے کو زوال ہے اُسکی محبت بیہودہ خیال ہے راے سلیم وہ ہے کہ طریقۂ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اُسکے کاروبار کو سمجھے انکار شہد کی مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی کم ہو نہ جائے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان بکھیڑون سے دور ہو تو ثمرۂ رحمت پروردگار ہو اس بحر زخار ناپیدا کنار سے بیڑا پار ہو مومن سرور السلطانی

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

تازہ کنان فضائل ظہوری با قلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص زبان آوران دکن صاحب شمشیر و صف شکن کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی مسند عالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کہ

نو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر بعضے آدمیون کو رجوع کر کے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہو کر دروازہ اُسکے منہ پر بند کر کے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے ناخدا ترس ظالم کا کہ میرے بھائی کو ناحق قتل کیا بادشاہ ہو ہان شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاء الدین حسین کانگو ہی بہمنی ہے اور اسواسطے کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد اعوان و انصار کو اپنے لیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور محمد سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین رہتے ہین اور تمام روح پرور آغا کی صلاح و صواب سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ بسا طمنازعت کو لپیٹ کر جلد جا کر مہم سلطنت کو اُسکے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کا فرا ور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہین ہین اُسسے مختار کیا اور ہمراہ اُسکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوے اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا کر کے محمود خان کو بجاے برادر مقتول کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی تھیا سے مراد ہے تخت فیروزہ پر متمکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ نام اُس بادشاہ کا محمد شاہ ہے اور اشعار مین ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور اسیطرح سے بعضے مورخین گجرات و دہلی نے کیا از متقدمین اور متاخرین جو تتبع حالات دکن کما حقہ نہ کیا تھا اسامی شاہان بہمنیہ اور بہت حکایات مین غلطی کی ہے اور سب آدمیون نے قلم کھینچکر تحقیق مین اسکا پیشگاہ دشت نش کا لکھا ہان بر شہین کسا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و سلطان خوش خلق و عدالت آثار تھا اور امور دنیوی مین بنظر باریک کہ مراد غور و تامل سے ہے عدل و داد مین کوشش کرتا تھا اور ابتداے جلوس مین مسند عالی خان محمد کو خمیر مایہ فساد جا نکر قلعہ ساغر مین مقید کیا اور وہ اسی عرصہ مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان سندو لدا نیا مہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تھا مثلہ یعنی ناک کان کاٹکر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو مبالغہ اور استواری تمام پھر بہ نہج سابق خلعت وکالت اور پیشوائی اور پھر فداری پاے تخت پر سوار کر کے اُسکے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ امر اُسسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اُسکی مدت سلطنت مین ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت مین راہ نہ پائی اس درمیان مین بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون نے اطاعت کی اور بسبیل سرعت دار الخلافہ مین آنکر لوازم تہنیت بجا لائے اور راے بیجانگر نے بھی اظہار اخلاص کر کے قلعہ رائچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی حیطۂ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن خوب پڑھتا تھا اور خط مرغوب لکھتا تھا اور طبع موزون اور ناظم رکھتا تھا اور یہ بیتین اُسکی طبع زاد ہین

نظم

آنجا کہ لطف دوست دہد منصب مراد ✦ بخت سیاہ و طالع میمون برابر ست ✦ عاقبت درسینہ کار خون خاصہ میکند ✦ رخصتی ای دل کہ از الماس نشتر می خورم ✦ خضر پہ سود است در بیع متاع عاقبت ✦ مے روم این جنس را از جاے دیگر می خورم ✦

اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جسوقت فتحیاب ہوتا تھا مسرت و انبساط اُسپر غالب نہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اُسے پہونچتا تھا غمگین اور محزون نہوتا تھا

اور مدت عمر مین زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہم بستر نہوا اور علما اور فضلا سے مجالست کرکے تعظیم
تمام بجا لاتا اور انکے رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد مین اسکے شعرائے عرب و عجم دکن مین آنکر سرچشمہ
جود و احسان اسکے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعرائے عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ
صدر صدارت پر متمکن تھا دکن مین آیا اور ایک قصیدہ رزم و بزم مین بپیشگاہ حضرت گذرانا مجلس اول مین ایک ہزار
اشرفی طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہے صلہ پایا اور بعزاز و بکرم اور فائز المرام ہوکر اپنے وطن مین گیا اور جب دم
آوازہ سخاوت اور ہنرپروری اور قدرشناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
بھی سفر دکن کے راغب ہوئے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری مین تامل ہوا اور جب یہ خبر میر فیض اللہ
انجو کو پہونچی کچھ زاد و راحلہ خواجہ کیواسطے شیراز مین بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ اسطرف تشریف ارزانی فرماکر مملکت
دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضہ رضوان فرماوین اہالی اس دیار کے شکر قدوم میمنت لزوم بجالاوین
اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کرین خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو
کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہوکر سفر ہندوستان کے راغب ہوئے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اسمین
کچھ اپنے بھانجون کو اور بیویون کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ ادائے قرض مین صرف کرکے سامان سفر درست کیا اور
شیراز سے برآمد ہوئے جسوقت کہ بلار مین پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے اپنے ایک آشنا محتاج لٹے ہوئے کو
پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوئے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد کازرونی کہ تجاران معتبر سے تھے اور
ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوئے اور حافظ کو ہرموز مین لائے
اور بعضے امور مین کوتاہی کرکے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق انکے کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی
تھی سوار ہوئے قضارا ابھی کشتی روانہ نہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے سے دریا شورش اور طلاطم مین آیا خواجہ یکبارگی اس
سفر سے متنفر ہوئے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے دوستون کو جو ہرموز مین رہتے ہین انھین دیکھ اور انسے رخصت ہو آؤن
اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوئے یہ غزل موزون کرکے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور
خواجہ حافظ شیراز کیطرف سوار ہوئے غزل دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد + بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد +
بکوے میفروشانش بجامی برنمیگیرند + زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد + رقیبم سرزنشہا کرد کزاین خاک
در بگذر + چہ افتاد این سر ما را کہ خاک در نمی ارزد + بسے آسان نمود اول غم دریا ببوے زر + غلط کردم کہ یک موجش
بصد من زر نمی ارزد + شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است + کلاہ دلکش است اما بترک سر نمی ارزد + بشو این
نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی + طمع ہاے گوناگون می احمر نمی ارزد + چو حافظ در قناعت کوش وز دنیاے دون بگذر + کہ
یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد + اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایکدن کسی تقریب سے سلطان محمود شاہ
کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرموز تک آنیکا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گذارش کیا سلطان محمود شاہ نے
فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنیکا قصد مصمم کرکے قدم رنجہ فرمایا تھا ہم بھی واجب فرض ہے کہ اسے اپنے بحر فیض سے
محروم نرکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلائے اس دولتخانہ سے تھا ہزار اشرفی سپرد کرکے قسم قسم کے امتعہ ہند خرید کرکے
خواجہ شیراز کے واسطے بھیجادے اور سلطان محمود شاہ شاہی سے بیشتر لباس قیمتی نہایت بے تکلف زیب بدن کرتا تھا اور جب

سلطان

سلطان ہو الباس بے تکلفانہ پہنا کیا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن الٰہی کے امانت دار ہیں قدر احتیاج سے اسمین
زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہی اور جب اُسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا دس ہزار بیل سرکاری گاؤ خانہ کے گجرات
اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگواتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیمون کے واسطے گلبرگہ اور
بیدر اور قندھار اور ایلچپور اور دولت آباد اور جیول اور دابل کے سوا اور بھی شہرون اور قصبون مین معلمون کو مقرر
کرکے اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے شہر ہاے وسیع مین وظیفے مقرر کرکے
اُنکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابیناؤن کے احوال پر اختلال پر نظر ترحم مبذول کرکے مشاہرہ دیتا تھا یہانتک کہ
آدمی آپ کو عمداً اندھا کرکے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ قطب دوران شیخ محمد سراج جنیدی سے
مسلوک ہوکر مرض الموت مین اُنکی عیادت کیواسطے گیا اور زیارت کے دن اُنکے مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھتا تھا اور خیرات
و مبرات مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین جب مالک الملک کی عنایت سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت و تاج ہوا
ایوان بزم کو میدان رزم پر اختیار کرکے اوقات شاہی بے درد سر نیزہ شمشیر بسر کرتا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے
اور چوبیس روز ایام سلطنت مین کسی طرف فوج کشی نہوا عیش و عشرت مین گذرانی اسواسطے ظریفان ستم نے
از روے ظرافت اُسکا نام ارسطو رکھا تھا نظم چو آن شہ بدولت جہان برگرفت * بشاہنشہی چتر بر سر گرفت * بسے سالہا
در جہان کام یافت * براورنگ بے رزم آرام یافت * اور نظر بد کی دفع کیواسطے اُسکے آخر عہد مین چندبار آتش فتنہ شعلہ زن
ہوکر ساکن ہوئی او تذکرہ اس بات کا یہ ہی کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور
تھانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اُسکے ایک محمد اور دوسرے خواجہ نے مقرب درگاہ ہوکر
مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت و استقلال اُنکا بڑھتا گیا اور امثال و اقران نے اُنپر رشک و حسد
کرکے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونون بھائیون کو خیانت مین متہم کیا اور باوجو اسکے کہ سلطان محمود شاہ
نے باور او یقین نہ کرکے اُن باتون کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متہم ہوکر نشان مخالفت
اور طغیان کا بلند کیا اور ہزار سوار یکدل اور یکجہت ہمراہ لیکر ساغر کا راستہ لیکر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ
بیچارہ بھی فرزندون کے سبب باغی ہوا اور باتفاق اُنکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے مین مصروف ہوا جیسا کہ
دو مرتبہ لشکر سلطان کو جو اُنپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق و اسباب بہت بہم پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری
مرتبہ یوسف ترک کو جو اُس خاندان کے غلامان ترک سے تھا اُنکی تنبیہ و تادیب کیواسطے مقرر کرکے مع لشکر قوی ساغر کی
طرف روانہ کیا اور اُسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے برآمد ہوکر
مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف ترک کے ہمراہیون سے ہی جنگ مردانہ کرکے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین و آسمان سے
تحسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اُسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہوکر داد مردی و مردانگی دیتا تھا
جب چار سو جوان زبردست و مردانہ اُنکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہوکر تلوارین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ
سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہرچند یوسف ترک سعی کرتا تھا کہ یہ مغلوب ہون
مگر یہ میسر نہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب کالا پہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور بہادران
مشہور شاہی کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے دوچار ہوکر شمشیر آبدار سر و یال پر ایک وہ ہے کہ

ڈالتا تھا اور جو جنگ غلو بہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اسکا سید محمد کالا پہاڑ کی ضربت شمشیر سے
سر تن سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کیطرف سے ہوئی اسیطرح نشیب اسب سے نہ اترا تو یہ خبر خواجہ
کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے
سے جدا ہوئے اور اُس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور چرخ شعبدہ بازی
بازی سے غافل ہوئے اور مردم درونی نے فرصت پاکر آدمی یوسف اتردر کے پاس بھیجے کہ ہم دو تنخواہ بادشاہی ہین ضرورت
کے سبب ہم مخالفون سے موافق ہوئے تھے آج کی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہے ہم فلان وقت بہاء الدین
ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلان دروازہ کھولینگے مناسب ہے کہ ایک جماعت جوانان بہادر کی مستعد و مہیا
ہو کر کمین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین درآوین القصہ یوسف اتردر نے دوسو جوان نامی مسلح
اور مکمل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر
تمھارے پاس بھیجینگے تو تم قلعہ مین داخل ہو کر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب ہو کر مراجعت کرنا غرضکہ جب
جماعت مذکور میعاد گاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر قلعہ سے پھینکدیا اور یہ
نہایت اطمینان بلکہ شوکت و شان سے نقارہ شادیانہ کا بجاتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے اور تفرقہ دونون بھائیون
کی جماعت مین ڈالا اور سفیدہ صبح کیوقت تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی
مع سپاہیان وفادار قلب پر یوسف اتردر کے دوڑے اور اسقدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا پیکر لحد کے نہانخانہ مین
منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین و آخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین غلاف سے برآمد ہو کر لوازم
سیاست بجا لائی تھی اور سلطان بعد اس فتح کے تھوڑے عرصہ مین یعنی ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ سنہ ۷۹۹ سات
سو ننانوے ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہو کر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری نے جو رکن اعظم
خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات مرحلہ مراحل عمر سے طے کر کے شربت ممات چکھکر مہر خموشی منھ پر رکھی اور لوگون نے حسب وصیت
سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ گچ و سنگ سے اُسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہے
کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اسقدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کوئی شخص اجراے حدود
شرعی مین تخلف اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا نرکھتا تھا جسوقت کہ اُسکی عہد سلطنت مین ایک عورت کو
فعل قبیح زنا مین ماخوذ کر کے اجراے حد شرعی کیواسطے دارالقضا مین لیگئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اُس سے
سبب مباشرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُسنے جواب دیا کہ ایہا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے اور
گمان مجکو یہ تھا کہ جسطرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے
مین مرتکب اس امر ناشائستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اُسکی آگاہ ہوئی گرد اسکے نہ پھرونگی اور اُس مکارہ بدکارہ نے
اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی مضمون اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان
محمود شاہ بہمنی کی انیس ۱۹ برس اور نو مہینے اور چوبیس ۲۴ روز تھی **ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ
بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا** جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے
خالی ہوئی اُسکا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین باپ کے

رسوم و قواعد کو منظور رکھکر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازموں اور وظیفہ خوارون قدیم پر طریق
رزق و مدارا جاری کرکے ہر ایک کو نوازش و لطف غیر مکرر سرفراز کیا چنانچہ جب اُنھین دنون مین صفدر خان سیستانی
کی وفات کی خبر پہونچی اُسکے فرزند صلابت خان کو جو اُسکے ساتھ کھیلکر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب مین ہم سبق تھا
مجلس عالی کا خطاب دیکر اُسکے باپ کا مقام ارزانی رکھا و بشوکت تمام اور عظمت الکلام ولایت برار کی طرف
روانہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر اُنکی تعظیم
و توقیر مین کوشش کی یہ امر تغلچین کے مزاج کے موافق جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے
تھا نہ آیا اور درپے اُسکے ضائع کرنیکے ہوا کسواسطے کہ اُسکا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کرکے میرے فرزند
حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا رنجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ
اور حاضرانہ اُسکی ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو خلائق کے سر پر
کہ اُسکے درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرون اور اپنے آبا اور
اجداد کے خلاف اختیار کرون اور تغلچین کہ امرائے بزرگ سے تھا دربار و مددگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے
سینہ مین جاگزین کرکے تمام ہمت اُسکے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت مین موصوف
تھی اور علم موسیقی ہند مین بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت مین اپنا عدیل نظیر نرکھتی تھی سلطان
غیاث الدین راغب اُسکا ہوکر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا قضارا تغلچین نے اس عرصہ مین اسباب ضیافت کا اپنے مکان
مین ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کریگا ذوق و شوق
نہایت سے اُسکے مکان پر تشریف لیگیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لاکر مجلس بزم آراستہ کی اور جب شراب
کے نشہ نے شاہ کو خوش وقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنیکی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ
نے کہ اُسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غریق لجہ شہوت ہوکر لوازم احتیاط کو کام نفرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین
اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاوین اور تغلچین بہمدرت نے ایک خواجہ سرا سمی طرب کو کہ اُسکے غلامان قدیم سے تھا
شاہ کا ساقی بناکر اُسکو اشارہ کیا کہ چند ساغر ہوش ربا دیکر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے
محلسرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم مین وہ حالت مشاہدہ
فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نرکھتا تھا ہمت تغلچین کی دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اُسے پاؤن سے
کمزور کیا کھڑے ہونیکے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئین تغلچین نے اُسکے پاس پہونچایا اور بادشاہ اور غیاث الدین
جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افتان و خیزان زینہ کیطرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھکر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اُسکا پیچھا کرکے
اخیر زینہ پر اُسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اُتار لایا اور با اطمینان تمام بادشاہ کے
دونون دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹھ پر باندھے اور بلا توقف اُس کور نمک نے خنجر کی نوک سے آنکھین
بادشاہ کی نکالکر نابینا کیا اور دو تین آدمی اپنے متعلقون کو مسلح اور مکمل کرکے طرب خواجہ سرا کو لحظہ بلحظہ باہر بھیجتا تھا
تو ایک ایک معتبرون اور وظیفہ خوارون کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی منہج سے
چوبیس سردار معروض تیغ ہلاکت ہوئے اور وہ وظیفہ خوارون بزرگ سے ایک باقی نرہا اُسوقت اُسکے چھوٹے بھائی سلطان شمس الدین بھمنی کو

بنام سلطان اعمی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین زشت آئین نے جوانان خاصہ اور اپنے ہوا داروں کو لیکر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جاکر سلطنت کی مبارکباد کہی اور قلعہ مین لیجاکر جمیع مردم کو حاضر کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین کو قلعہ ساغر مین بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھوین رمضان ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے زیادہ نہ تھی

ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

یہ داستان زبان راستان سے اسطرح سلک بیانمین منتظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن مین بعد عزل قید برادر مسند خلافت پر متصرف ہوا اور چونکہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوے تھا برائے نام سلطنت پر شادذین ہوکر قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کرکے خلعت و انعام قدر و منزلت کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دست جور سے محفوظ اور بقیۃ السیف تھے اُنھون نے بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا سر اُسکے خط امر و نہی پر رکھا اور مادر سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی لونڈی تھی مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اُسکی اعانت و امداد مین ساعی ہوکر فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ای فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن و سعی سے مرتبۂ بلند شاہی پر فائز ہوا ہے مثل اُسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہین ہے تجھے بھی لازم ہے کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور مخالفت نکرے اور ارباب غرض کے سخن اُسکے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف و ہدایا عجیبہ مکرر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر آپ کو اُسکے دلمین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول مین فرزند تھے ایک محمد سنجر جسکا مذکور ہوا کہ روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک مان سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور اُنکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہے تیراندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا سکھتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانیؒ کے تلامذہ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم اُنکی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ بیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دیکر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ولیعہد ہے اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھاکر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہوا ہے اور نہوگا اور جب حق سبحانہ تعالی نے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صداقت اور اخلاص مین تقصیر نہ کی تھی کا سوا منقبت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریص و ترغیب کرتی تھین پھر دونون بھائی یہ امر قبول کرکے اُسکے دفع کے درپے ہوے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہوکر باتین وحشت آمیز سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور ہر مرکب بدگوئی کو جولان کرکے عنان بیان غیبت خیانت کی طرف

بھیجتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور رنجیدگی کے اسکے دفتر ضمیر پر ثبت کرکے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن یقین نہ کرکے وہ امور جو انکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کرکے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر فکر ان دونون بھائیون کی نکروگی آپ کے فرزند کو تخت سے اٹھا دینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی مین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچا دینگے القصہ مخدومہ جہان نے جسطور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر راغب و مائل کیا اور فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچا ئی ساغر کیطرف بھاگے اور سدھو نام اور شہر کے حاکم نے جو غلامان اس خاندان سے تھا اور بمرتبہ کمال شوکت اور حشمت اور امتیاز رکھتا تھا انھین قلعہ مین لیگیا اور انکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اس سے بہم پہونچا موجود کرکے شرط خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا نظم چنین گفت سدھو بفیروز خان ٭ ندارم دریغ از تو مالی و جان ٭ بکوشم کہ اورنگ کیخسروی ٭ زفر کلاہ تو گردد قوی ٭ اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر کیا کہ مقصد ہمارا تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہے کہ اعمال ناشائستہ اسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور بھی اشیا کا جو محل ناموس ہین خلائق پر واضح اور لائح ہین اگر آپ اسے جزا و سزا کو پہونچا وین تو ہم جادہ مصادقت مین مستقیم اور راسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانینگے اور جو نہین یقین سمجھین تو جو کچھ ہمسے بن آویگا اسمین کوتاہی اور تقصیر نکرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین اور مخدومہ جہان کی صلاح ومشورہ سے ایسا جواب کہ جسکے باعث نائرہ فساد شعلہ زن ہو قلمی کرکے انکی اپنی دشمنی مین تیز کیا پھر دونون بھائیون نے سدھو کی حسن و تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر سلطانی ہمسے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بر خلاف قرار واد اپنے کے جب آب بھیمورہ سے عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اس مقام مین مقیم ہو کر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کرکے قدم آگے بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان سر پر لگا کے احمد خان بمنصب امیر الامرائی اور سدھو بمنصب سرنوبتی اور میر فضل اللہ انجو بمنصب وکالت نامزد ہوئے اور اسیطرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی بشارت دیکر آب بھیمورہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جسوقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس ادھر پہونچے تغلچین نے زر وافر اور خزانہ متکاثر نیکنام امرا اور سپاہ پر قسمت کیا اور سلطان شمس الدین کو جدا کرکے فیروز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قصبہ مرتول کے اطراف مین صفوف رزم آراستہ ہوکر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت چو شیران بہ کشتی درآویختند ٭ زتنہا جوے خون ہمی ریختند ٭ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم فیروز خان اور احمد خان نے شکست کھائی اور مع اعوان و انصار ساغر کیطرف متوجہ ہوئے اور مخدومہ جہان اور تغلچین استقلال بدرجہ اعلی پہونچا کر مستقل ہوئے لیکن خلائق درگاہ کی طبیعت اسنے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کیطرف راغب ہوکر پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمین ہے کہ عہد نامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف تشریف لائیے اور فرصت کیوقت اپنا کام سنوار لیجے چنانچہ فیروز خان سفیر وہان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت جانکر میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القد اور بھی بعضے سادات و علما کو مخدومہ جہان اور تغلچین کے پاس بھیجکر

یہ پیغام دیا کہ ہم بعض آدمیون کے کہنے سے متوہم ہو کر اس امر کے مرتکب ہوے تھے اب اُس سے نادم اور پشیمان ہین اگر
آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کرین تو ہم دونون بھائی دارالخلافت مین آنکر ظل عاطفت شاہانہ مین زندگی کرین
نہایت اشفاق ہوگا مخدومۂ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی اور خوش ہوے اور فوراً استمالت نامہ
مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دارالخلافت کی روانگی مین متفکر ہو کر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری
دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف سے پہونچا اور بآواز بلند فریاد کی کہ اے فیروز خان روز افزون مین آیا ہون کہ تجھے حسن آباد
گلبرگہ مین لیجا کر بادشاہ بناؤن دونون بھائی وہ فال نیک سمجھکر اُسیوقت حسن آباد گلبرگہ مین داخل ہوے اور بعد حصول
شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوے لیکن تغلچین اور فیروز خان ایک دوسرے
سے ہراسان ہو کر دونون اپنی ہوشیاری مین رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسوین
تاریخ سنہ ۸۰۰ آٹھسو ہجری مین فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ لیکر دربار مین داخل ہوا اور اُسکے بعد تین سو جوان
بہادر جو اُس سے یکدل و یکزبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کر کے قلعہ مین فراہم ہوے اُسوقت فیروز خان نے
آدمی احمد خان کے بلانیکو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچین سے کہا کہ تین شخص میرے قرابتی میری
جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہین اگر حکم ہو دربار مین آنکر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہوین تغلچین یہ امر قبول
کر کے بادشاہ شمس الدین کی خدمت مین عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب
کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہوین فیروز خان نے تغلچین کو حرف و حکایات مین مشغول کر کے احمد خان کو بھیجا تو اُن
دو تین آدمیون کو دربار مین لاوے احمد خان نے بارہ جوانون کو جو انکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لا کر چاہا کہ
دربار خاص مین داخل کرے پردہ دار انھین مع شمشیر و یراق دیکھکر مزاحم ہوے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست
اختیار سے نکل گیا اور طشت بام سے گرا باتفاق آن بارہ دلاوران بندرآ کر ما اور بہادران خشمگین ہر برآسا کے گرزہ سنان و
شمشیر و خنجر جانستان لیکر پردہ داران سے غت بت ہوگیا چند پردہ داران کو قتل کر کے بلا توقف دربار مین داخل ہوا تغلچین کے
بیٹون کو گھیر کر تیغ یمانی سے انکے سر و تن کی جدائی کی اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح دیکر ہر ایک گوشہ اور
حجرے مین بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کر کے تہ خانہ کیطرف کہ اُس مکان کے قریب تھا بھاگ کر
پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے یہ بھی اقرار کے موافق تغلچین کے متعلقون کے ساتھ جو دیوانخانہ مین تھے
پیشدستی کر کے کلک شمشیر آبدار سے انکی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح نیست و نابود کیا اور اُسیوقت فیروز خان
کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے اُس زیر خانے مین محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق
ارکان دولت دیوانخانہ مین رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کر کے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تیمن اور تبرک کیواسطے
جیسا کہ کشمیری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن
کانگوی بہمنی کی اپنی زیب کمر کر کے بعد چند روز جب مہمات سلطنت نے ایک قرار دیدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو مکحول
کر کے قلعہ بیدر مین بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لا کر تغلچین بدآئین کو سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اُس کو رمک
بانجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اُسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے
اُسکے سر و تن مین جدائی کی اور مخدومۂ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون شاہ سے

بالحاح و مبالغہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے بندر چیول سے اُس مکان مقدس کیطرف روانہ ہوے
اور مدت عمر وہان بسر کی سلطان ہر سال پانچہزار اشرفی فیروز شاہی مع تحف ہند بھیجتا تھا یہانتک کہ سلطان
شمس الدین سنہ ۸۱۶ آٹھسو سولہ ہجری مین مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فوت ہوا
اور وہ شاہ عاقبت بخیر اُس سرزمین عنبر آگین مین مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ستاون دن
تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہین

ذکر آرائش یافتن تاجمن روزگار کا بہار سلطنت و اقبال ابو المظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ بن داؤد شاہ بہمنی سے

نظم جو فیروز شاہ آن شہ راستین + برآزندۂ تاج و تخت و نگین + بتائید یزدان و نیروے بخت +
خداوند کشور شد و تاج و تخت + ز بر فرخجستہ تر از مہر و ماہ + بسر بر نہاد او کیانی کلاہ + در گنج بگشاد و لشکر بخواند +
بدامن زر و سیم و گوہر فشاند + مورخ آثار ملوک ذوی الاقتدار یعنی خامۂ مشکین نگار اوراق لیل و نہار پر یون رقم
کرتا ہے کہ بہمن نامۂ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت و عظمت مین
اور پادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اُسکے سبب سے بلند آوازہ ہوا اُس سلطان
نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اُس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ رایان
بیجانگر سے کہ کسی کشور کشا کو اپنے ابنائے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دختر لی تالیف قلوب کرکے سب کو رام کیا
بندہ بیدام کیا نظم بگسترد داد اندر جہان داورا + بکند از زمان بیخ بیداد را + بہر جاے ویرانی آباد کرد +
دل اہل عالم ز غم شاد کرد + اسکے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہوا اپنے
عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اُسکے عہد مین فضاے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ بیکاپور اور علاقہ مملکت
تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہے کہ جسنے اپنے
چہرہ دستی سے گنبد دوار کے نیچے معلم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بنا کر زیب فرق کیا اور سخاوت
مین اُس سے بہتر پادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہے اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحۂ دنیا مین
چھوڑا اور محرمات مین سے جنسے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور مے نوشی نہانی کیطرف مائل رہی اسکے سوا
مرتکب اور محرمات اور منہیات کا نہوتا تھا اور اکثر روزہاے متبرک مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہے صوم و صلوۃ مین
اوقات صرف کرکے کوئی فریضہ اُس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ارتکاب ان دو منہی شرعی سے نہایت
دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہے اور وہ دوسرا میرے نفس کو شر انگیزی سے
یعنے مے نوشی ۱۲
باز رکھتا ہے درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب مواخذا اور معاقب نہ فرماوے اور چونکہ
رغبت تمام عورتون کی فراہم لانیکی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلا کر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین
کر سکتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغۂ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق سے
اپنے عقد مین لائیے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ
میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اُسکا کیا ہے میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت
اور خلیفہ اول کی عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ مین کہ ایک فرقہ

اسلام سے ہی مباح ہی اگر بادشاہ اُنھیں متعہ کر کے نگاہ رکھے بہتر ہی مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوۃ شریف حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہی اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آٹھ سو عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ متشرع ہر ہفتہ ربع جزو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرسش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتون کو دو پہر اور سہ پہر تک علما اور مشائخ اور شعرا اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اُنسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کیوقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون شاہ ہوتا ہون ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت وصلابت فرمانروائی دلونمین جاگزین ہو اور مہمات سلطنت بے نظام نہو اور دوسرے وقت تمسے صحبت رکھتا ہون آپکو بھی مثل تمھارے سمجھتا ہون جیساکہ تملوگ آپسمین بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو تو بادشاہی اور قصہ دوری کے حظ اور لذت سے بہرہ یاب ہون اور ان لوگون سے کہ جنکا مذکور ہوا تکلف برطرف کرکے فرماتا تھا کہ شب کی درباداری اور ہمنشینی کیوقت جب جاہو آؤ اور جسوقت جاہو برخاست کرو اور مجلس مین باکول ومشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کرین اور دو چیز کے سوا جو جاہو کہو اور سنو ایک یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نکرو مملکت کے اجلاس کیوقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایکدن ملا اسحق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہی کہ بے تکلفانہ مجھسے گفتگو کرین یہ امر آداب سلطانی کے خلاف ہی اور بادشاہان عالیمقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہین ہی اور حکایات سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہی سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح اس حکایت کی کیونکر ہی ملا اسحق نے بتفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہوکر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ علم و فضل و انصاف مین موصوف نہین ہین اُنسے ایسے امور سرزد ہوتے ہین حالانکہ یہ صفت میری طبیعت مین مرکوز ہو اور مردم آگاہ جنھین ملوک کی خدمت مین رسائی اور آشنائی ہی اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس مین آمد و شد رکھی جانتے ہین کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی اگر اس صفت مین دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپکو سرآمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ مین سلطان فیروز شاہ کے تفضیہ بہت تحریر کیے ہین چونکہ وہ جب تطویل کلام اور کذب پر محمول ہوتا تھا اُسکی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان مین آئی اُسکو جملہ معترضہ سے واجب جانکر جیساکہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہی اس نسخہ مین مرقوم کرتا ہون منقول ہی کہ حکیم ابوریحان منجم نوادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اُس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت علم نجوم اور بے تکلفی سلطان کہ سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اُس سبب سے ناراض و رنجیدہ رہتا تھا ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین مین بام کوشک برابع ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اُس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ مین مین کونسے دروازہ سے باہر جاونگا منجم نے اصطرلاب طلب کرکے بلند کیا اور طالع درست کرکے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے سرہانے رکھا اسکے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھودین چنانچہ مسمار ہوسے

حاجی محمد قندھاری

اسطرف سے نکل گیا بعدہ کاغذ کو برآوردہ کرکے دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ان چارون دروازہ سے باہر نجاؤنگا دیوار شرقی
کھود کر برآمد ہونگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرادین اور ظاہرا
اس مقام مین ایک جال مثل اُس شے کے باندھا تھا کہ اسپر آنکر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ
سے کسی طور کا صدمہ اُسکے گرد نہ پہونچا سلطان نے فرمایا اسکو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم جو کہ اُسکے ہاتھ مین تھی
سلطان کے حوالہ کی اور عرض کی دیکھیے جیسا کہ اُس دن حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے گراوینگا لیکن
مین زمین پر سلامت اُترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اُسے قید کیا اور جب چھہ مہینے
کی مدت تمام ہوئی حکیم کا غلام ایکدن بازار مین جاتا تھا ایک نجومی کو دیکھکر اُسے بلایا اُسنے غلام سے کہا کہ مین تیرے
طالع مین چند چیز دیکھتا ہون کچھہ میری توقع کر تو کہون غلام نے دو درم حوالہ کیے فال دیکھکر اُسنے کہا ای شخص جو کہ
تیرا مالک ہی اوسکا رنج مین ہی آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے
بر سبیل بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہی کہ تو میرا غلام ہوکر ایسے آدمیون کے قول کا
اعتبار کرے قضارا تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ فرصت کا جویا تھا شکارگاہ مین موقع دیکھکر سخن نجوم درمیان مین لایا
اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و تشریف کے عوض مین قید ہوا سلطان
نے فرمایا جو کچھہ مین جانتا ہون تو نہین جانتا اس شخص کا علم نجوم مین ثانی نہین ہی لیکن حکیم کامل وہ ہی کہ مزاجدان ہو کسواسطے
کہ جمیع ملوک کے مزاج لڑکون کے مانند ہین بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُنسے بہرہ مند ہوون پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا
کہ فال مین نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان منجم نے اول فال بین کو جو سر راہ تھا دیکھکر جو غرور کہ علم نجوم کا دماغ مین رکھتا تھا دفع
کیا اور جب مجلس سلطان مین حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے عذر کرکے فرمایا اگر تو مجھے
چاہتا ہی بات میرے مزاج کے موافق کہہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہی نظم سخن بہ کہ با صاحب
تاج و تخت ؛ بگویند سخنے نگویند سخت ✦ سخن کان با بروبر آرد گرہ ؛ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ✦ اور سلطان فیروز شاہ ہر
سال تیدر کودہ اور دابل اور جیول سے چند جہاز اطراف و اکناف مین بھیجتا تھا کہ تحف و امتعہ ہر ولایت کی لاوین اور
یہ بھی فرماتا تھا کہ بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس مملکت کا ہی بادشاہون کو واجب و لازم ہی کہ آدمی
ہر ایک ولایت کے اپنی سرکار مین فراہم کرین اور ساتھہ اُنکے محشور ہوکر یہ خیال کرین کہ سیر عالم کی اور ربع مسکون کو
دیکھا اسی سبب سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت مین مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے
تھے نظم نعیمش نعمتش چو چشمہ در جوش ؛ صیت کرمش چو نغمہ در گوش ؛ طبع کرمش چو مہر انور ؛ خلق نفسش چو عود مجمر اندر
انجمن عجم بساطش ؛ در بادیۂ عرب سماطش ؛ خلقش بہ بہار خوے کردہ ؛ طبعش ز نسیم گوی بردہ ؛ یک خندہ بہار
از نگاہش ؛ یک گوشہ سپہر از کلاہش ؛ ہم عشق پسند و ہم خرد دوست ؛ او مغز جہان و نہ فلک پوست ؛ اور
وہ اورنگ نشین دکن اکثر زبانون کو یاد کرکے ہر ولایت کے آدمیون سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی نہایت
ممتاز تھا اور عجوبات کہ فی الجملہ ایکبار یا دوبار سنتا تھا پھر اُسکے دل سے نقش کالحجر کے مانند محو نہوتی تھی اور متقدمین کے اشعار
خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی اور کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور بیاد داشت کے واسطے تھوڑے اشعار
اُسکے اس داستان کی ذیل مین تحریر ہونگے اور ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اُسکے نام تحریر کی ہی وہ اکثر علوم مین حصہ

تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ مین تین دن یعنی شنبہ اور دوشنبہ اور چہارشنبہ کو اس تفصیل سے درس دیتا تھا زاہدی اور شرح تذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین اور مطول ملا سعدالدین علم معانی اور بیان مین اور اگر احیانًا انکو فرصت نہوتی تو شب کو طالبعلمون کو حاضر کرکے درس اور افادہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگرد ان خوب ملا سعدالدین تفتازانی سے تھا اس شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاسًا ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ دانش اسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جسنے سادات انجو سے وصلت کرکے دختر دی اور اُنسے اپنے فرزندون کیواسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نایب میر فضل اللہ انجو کی صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر تھی سید جہان کے بیٹے الموسوم بہ میر شمس الدین محمد انجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتون پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر بھورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروزآباد بنا کرکے اپنا تختگاہ مقرر کیا اور بازار اور دوکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک ضلع اُسکا پانی سے متصل ہو گچ اور پتھر سے احداث فرما کر آب بھورہ کو اُس قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہائے عالی تعمیر کروا کے ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے اژدہام اور کثرت سے اندیشہ کرکے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اُس سے تجاوز نہوا القصہ جملہ قوانین اُسکے سے ایک یہ ہے کہ جس محل مین عورتین خاصہ نگاہ رکھتا تھا اُنمین ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جو اُنکے ہمزبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل وافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور نو محل زنان عرب سے جو کہ حجاز اور مکہ اور اُس اطراف مین نشو و نما پائی تھی اور بکمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور اُنکے خدمتگار اور پرستارین تمام حبشی و حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھین اُس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا انکی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کیواسطے وکیل اُسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرتا اُسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نو بیبیان رکھتا تھا اور خدمتگار اُنکے چرکس اور ترک اور روس اور گرجی اور فارسی زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کھتری اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی انکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے جا کر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہمکو زیادہ تر دوست رکھتا ہے اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے اُنکی روش کی خبر لیتا تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بزرگ ترین اور بہترین انبیا سے ہے دین و شریعت بھی اسکا بہترین اور خوشترین ادیان سے ہے اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے منہ نہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد ہے حرام نہ تھی الحمد للہ کہ یہ دونون امر سلطان الانبیا اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مین برطرف ہوے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ کو اپنا نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے

بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرما کر امیر الامرا کیا اور اپنے اُستاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اُس سید بزرگوار کے مساعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا اور بہت ہمراہیوں کو بھی صاحب دخل کر کے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ جو نفیس مرتبہ اُس سلطان نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشہور و عام قوم کیے ہیں اور باقی سے ساکت ہوئے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری میں دیورائے والی بیجانگر تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور کماندار اور برق انداز بہ قصد تسخیر مدکل اور رائچور اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین دوآب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک میں پہونچی سراپردہ باہر کر کے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر میں پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوئے پہلے ایک زمینداران ساغر کو کہ کافر بیباک اور شر انگیز تھا آٹھ سات ہزار ہندی سے کہ کوئی تھے دستیاب کر کے تہ تیغ اور پامال کیا اور خاطر فیض مقاطر اُنکی طرف سے مطمئن کر کے جب لشکر برار اور دولت آباد ظل رایت میں اُسکی جمع ہوئے چاہتا تھا کہ کوچ کر کے دیورائے کے مدافعہ کیواسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور رائے بیجانگر کی تحریص و ترغیب کے سبب مملکت برار میں آنکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہے اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت میں مشغول ہو کر لوازم شناعت اور بیداری سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اُس فساد کیواسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پائے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر دیورائے کی تنبیہ کیواسطے عازم ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب گشتہ طغیانی پر تھا دیورائے اُسطرف دریا کے خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک مقربان مجلس نے کہ نام نامی اُسکا قاضی سراج تھا اور امیروں کے سلک میں منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرۂ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر بہ تور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہووے بندہ سراج کہ دولتخواہی اور جانفشانی کے جادہ پر ثابت قدم ہے مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد میں ہیں آب دریا سے عبور کر کے جس حیلہ سے کہ ممکن ہو سکے گا آپ کو رات کے وقت دیورائے یا اُسکے بیٹے کے دربار میں پہونچاکر اُسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر و کٹار سے قطع کر کے بجھاونگا اور شاید اسکے کہ جب لشکر کفار میں شور و غوغا بلند ہووے چار پانچ ہزار سوار بخاطر جمع آب سے عبور کر کے نہر کو کفار کے تصرف سے برآوردہ کریں اور اُسوقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار کی نوبت سے بجالاوے سلطان فیروز شاہ نے اس معنی کو تجویز کر کے تھوڑے عرصہ میں [illegible] دکن کے اصطلاح میں لولی کو کہتے ہیں [illegible] اور قاضی سراج سات جوان یکدل اور یکزبان کے ہمراہ فقیروں اور مجنونوں کے لباس میں پائین آب سے گزر کر دیورائے میں آیا اور خرابات خانہ میں فرد کش ہو کر ایک قحبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کر کے اُسکی ناز برداری اور اپنی مجنون سازی میں کوتاہی نہ کی قضا را اسی ملازمت کے قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ عشوہ عاشقی اور بے صبری کا ہے ازروے اضطراب اُسکے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ ای محبوب جفا کار کہاں کا ارادہ ہے اور اپنے شرف قدم سے کس مقام کو مشرف کرتی ہے اور اپنی جدائی کے نشتر سے کیوں میری رگ جان کو قطع کرتی ہے اُسنے جواب دیا کہ رائے کے

فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہے ناچار اُس محفل مین جا کر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی
قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اُس محفل مین لیچل ارباب
نشاط نے جواب دیا کہ اُس محفل مین اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہین تو اس خیال محال سے درگذر اور تو اس
بہرہ سے بے بہرہ ہے قاضی نے کہا اے زہرہ پیکر پری شمائل مشتری خصائل تیرے ناز و انداز سحر و کرامات پر تو وہ جگت اُستاد ہے
کہ مجھ ایسے ملک سیرت تیری چاہ مین ہاروت و ماروت کیطرح کنوئین جھانکتے ہین اور علم موسیقی کے حصول کمال اور
تیری ہمہ زوری کی دھوم سے تنبوری جو تنبورہ کا موجد تھا مُنہ نہین کھولتا اور تیرے سازندون کے طبلہ بجانے سے پکھاوج
شرماتا ہے لیکن تیری صحبت کی تاثیر سے مین بھی اسمین عاری نہین ہون بجو با دہے کیطرح تال سم بے گتکری اوپچ سے
واقف ہون بعضی چیزین دیوراے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ مین اُتارونگا قحبہ یہ سُنکر وجد مین آئی اور تمسخر سے مندل
کہ وہ بھی سازہاے ہند کے اقسام سے ہے اُسکے آگے پھینک کر فرمایا کہ اسکو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے
مین مصروف ہوے اسطرح سے وہ سرود خیال ٹپا گایا کہ کبھی اُسکے وہم و خیال مین نہ آیا تھا سُنتے ہی وجد مین آ کر بیخود
و حیران رہی پھر یہ کلام کیا کہ تیری ہمراہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے
ہمراہ راے دیو کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہو کر محفل عیش و سرور مین داخل ہوے نظم بدیدند بزمی چو باغ بہشت ٭ سراپردہ
پرنیانی سرشت ٭ ہمارا اے زادہ برا ورنگ زر ٭ سراسر برآمودہ و روگہر ٭ ز سر تا قدم زیور ہندوی ٭
بخشیدہ چشمہا بانوی ٭ ز ہر دو طرف مہتران گہر ٭ ز زیور درخشان کمر در کمر ٭ اور جسطرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط
جوق جوق آ کر رقص مین مصروف ہوئین اور ہر جور کردار اپنے اپنے سحر اور نیرنگیان دکھانے لگی لولی چرخ اُنپر فدا ہونے لگی
اور جب نوبت بازیگرونکی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہو کر قاضی کو مع اُسکے ایک یار کہ وہ بھی مسخرون کے
لباس مین تھا اجازت حاصل کرکے مجلس مین لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے ساتھ
آئی اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صوت اور حرکات و سکنات کہ جسکو سحر و کرامات کہنا چاہیے
ساحری کرکے راے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اُسکے بعد جیسا کہ اُس ملک کے مسخرون کا دستور ہے کہ سو کٹار ہاتھ مین لیکر
بازی کنان راے زادہ کے قریب پہونچے دونون نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار راے زادہ کے سینہ پر کھولی اسکا اعید اور ریلدہ الیہ
تھا مار کر کام تمام کیا پھر اور راون کیطرف متوجہ ہوے اور وہ پانچ نفر اور جو سراپردہ کے باہر ایستادہ اور گوش بر آواز تھے
سراپردہ چیر کر بسرعت تمام ہنر آسا خیمہ مین داخل ہوے اور ہنود کو کہ اکثر اُنمین متوالے اور بیخود تھے مجروح کرکے
چراغ و مشعل جو کہ اس محفل مین تھے گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے اور ایکبیک گوشہ عافیت مین پہونچا کر
منتظر عبور لشکر اسلام ہوے نظم جوانمرد قاضی چو غرندہ شیر ٭ سوے راے زادہ درآمد دلیر ٭ وز انگشت بر دیگران
حملہ کرد ٭ دمار از ہنودان برآورد گرد ٭ اور اہل مجلس جو اکثر مے نوشی مین مشغول تھے اور ہوش و حواس بجا نہ رکھتے
تھے سراسیمہ اور حیران ہوے اور غلغلہ و آشوب عسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے
تاریکتر بلکہ وہ حادثہ تھی آوازین مختلف لشکرگاہ مین گوش زد ہوتی تھین بعضے کہتے تھے کہ مسلمانون کا بادشاہ دس بارہ ہزار
سوار لیکر آب کشتنہ سے عبور کر آیا ہے دیوراے اور اُسکے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے اور بعضون کا یہ قول تھا کہ مسلمان لشکر
سے جدا ہو کر دریا سے اُتر کر شبخون لائے ہین القصہ جو وہ شب شب دیجور اور ہولناک تھی اور اردوے کفار کا عرض و طول پانچ

فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا اور سپاہ اپنے مقام مین مستعد ہوکر کسی وجہ خیمون سے برآمد نہوے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام آن ٹوکرون چرمینہ پر جو اسی دن کیواسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑون کے زیربند کاٹ کر دریا مین تختا کیواسطے چھوڑ کر دریا کے پار ہوے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوشیاری اور محافظت مین مصروف تھے لشکر اسلام کے عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بدست و پا ہوکر بھاگ گئے اور سحر کیوقت سلطان فیروزشاہ بھی بقیہ لشکر ہمراہ لیکر باطمینان تمام آب سے عبور کرکے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور دیورائے کا لشکر غول بیابانی کیطرح جابجا متفرق تھا اور ولدبند کے مقتول ہونے سے اسکے ہوش و حواس بجا نہ تھے اپنے فرزند کی لاش اٹھاکر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کرکے بیجانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام مین مقابلہ و مقاتلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور میر فضل اللہ انجو کی مساعی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروزشاہ کے پرچم سپاہ پر چلی گذشتہ کا نیشتہ منو ہوا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم اسکے بعد دیورائے کہ سلطان کی ہیبت اسکے دل مین تھی لڑنیکی تاب نلایا قلعہ بیجانگر مین متحصن ہوکر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروزشاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد و معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی منہاج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اس خدمت اور جانسپاری کے تھا سرفراز کرکے تمام لشکر امرا سے صاحب شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھون نے حکم کے موافق نہیب و غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیان بیشمار اسیر کرکے مراجعت کی اور رجوا و اولاد براہمہ سے مرد اور عورت دو ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیورائے سے عرض کی کہ رعیت تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کرکے جسقدر زر کہ حکم ہووے داخل کرین چاہیے کہ رائے بھی حسبۃً للہ کارسازی مین مصروف ہوکر مسلمانون سے موافقت کرے اور تمام ہندی کو رہائی بخشے دیورائے نے یہ التماس پذیرا کرکے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانون کو دیکر اپنے اسیرون کو رہا کرین ایلچیون نے بعد آمد و شد اور گفتگوے بسیار میر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خزانہ عامرہ مین داخل کرکے لاکھ ہون آپکو حق السعی پیشکش کرتے ہین آپ ہمارے بندیونکو رہا کرین یہ جو لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے دیے پانچ لاکھ ہون دیورائے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر معزی الیہ نے از روے اخلاص تمام و کمال سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا اور مورد تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمۂ عہد و میثاق ظہور مین آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کرکے رعایا اور برایا ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہووین الغرض سلطان یہ صلح واقع ہونیکے بعد قیدیونکو لشکر سے رہا کرکے عازم مراجعت ہوا اور جب آب تمندرہ سے عبور کیا پولادخان ولد صفدرخان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کیواسطے مامور کیا اور بسبیل استعجال حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوا اور بعد زوال ماہ ہلال دو تین مہینے کے تعب سفر سے آسائش ہوئی اوائل سنہ ۸۰۲ آٹھسو دو ہجری مین نرسنگ کی گوشمالی پر قاصد ہوکر اسکیطرف روانہ ہوا اور لشکر کنان جب ماہور پہونچا مقدم وہان کا نرسنگہ جیسے شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہوکر سرکشی اختیار کی تھی میر مقربان درگاہ کے ذریعے سے امان خواہ ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایان گذرانکر مع فرزندون ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچ دن ماہور مین استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ کیا جب قلعہ کھیرلہ کے اطراف مین وارد ہوا نرسنگہ کافرنے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا گوندواری کے

تمام کوہستان اور بہت ممالک اس طرف کے جو اس سے تعلق رکھتے تھے ایلچی حکام خاندیس اور مالوہ کے پاس بھیجکر مدد طلب کی اور ان حاکمون نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی پھر اندلون مین ذلت وخواری کے خدا سے خواہان ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروزشاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر لشکر آراستہ کیا اور کھترلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بناے جنگ ڈالنے اور حرب واقع کرنے مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوا سلطان فیروزشاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہووے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کے جانب رجوع ہو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر شر انگیز کا شر خوب ترین وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھون نے اتمام حجت کے لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج وخراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید و مبالغہ تمام نامہ تحریر کیا نرسنگھ نے نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین اور خانخانان اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ عظیم ہوئی بہرہ کے بڑے جوانون اور نامی پہلوانون سے خالی ہوگئے صفحہ دشت یکسر کشتون سے بھرگئے شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے حق نمک سے ادا ہوکر نام روشن کر گئے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کہ میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی درجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب مارین اور مشہور کرین کہ سلطان فیروزشاہ خود بنفس نفیس کمک کیواسطے آ پہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض اشارت سے وہ جوان کہ پراگندہ ہوے تھے فوج فوج میر فضل اللہ انجو سے ملحق ہوے اور میر فضل اللہ نے ان کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونیکی غلط تھی بلا توقف اپنے تئین اسکے پاس پہونچایا پھر سبھون نے اتفاق کرکے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا مقہور و مغلوب کرکے دستگیر کیا اور کفار کو قلعہ کھترلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نکرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے قتل کیے اور نرسنگھ ہزار محنت سے آپکو قلعہ مین پہونچا کر قلعہ بند ہوا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہے اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے لب ملبوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اسکے عزیزون نے ایلچیون مین کہ سلطان فیروزشاہ کا لشکرگاہ تھا جاکر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور از روے جہل جو جسارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم اور پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کہ محاصرہ رکھتے ہین انکے سپرد کرین اور جو سلطان اپنے باج گذارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہماری جرائم پر کھینچے گا سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال اداے باج وخراج کرکے جادہ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان فیروزشاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ عنایت کردہ سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرماکر اسکے بیٹے کو حسب الالتماس اسکے سلک خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بہی تحف ونفائس دیگر لیکر قلعہ کھترلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوے

نرسنگھ کو رخصت دیکر مظفر و منصور مع غنائم ہو فوردار الملک احسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جو کہ وہ فتح میر
فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہو کر سرلشکری برار مخصوص اور ممتاز ہوا درسنہ ۸۰۴ ونمور
آٹھ سو چار ہجری مین امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہین کہ تختگاہ دہلی
کو ایک ولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرے اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے ایکبار خود
بنفس نفیس بھیہ ہندوستان مین در آوے اس سبب سے سلطان فیروزشاہ نے از روے احتیاط اور پیش بینی کے امیر
نقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پاے تخت بہمنیہ سے تھا مع تحف و ہدایاے
فراوان اور ایک محبت نامہ مشعر و مخبر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ مین بھیجا اور یہ جب
آستان بوسی اُس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہو کر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت
مین بسر لیگئے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر کی درجہ قبولیت مین پہونچا شہنشاہ عالم پناہ
بمرتبہ اتم مسرور ہوا جب ایلچیون نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے عرض
اقدس مین پہونچایا کہ سلطان فیروزشاہ بہمنی یکجہتان درگاہ عالم پناہ سے ہی اور اپنے تئین سلک دولتخواہان مخلص سے
شمار کرکے ارادہ مصمم رکھتا ہی کہ جسوقت حضرت دار الخلافت دہلی کیطرف عنان توجہ منعطف فرماوین کسی بادشاہزادہ عظام کو
اس دیار مین نامزد کرین مین بھی شیکا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کیطرف عازم ہون اور خدمت شائستہ
بتیش پہونچاکر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروزشاہ کے حسن اعتقاد اور اخلاص
سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات اور مالوہ کی
شاہی فیروزشاہ کو عنایت کرکے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان
سلطان فیروزشاہ کے نام صادر فرمایا اور اُسے فرزند خیرخواہ لکھا اور ایلچیون کی رخصت کیوقت اُسکے واسطے ٹیکا اور
شمشیر آبدار مرصع کار اور چار قبہ ملوکانہ کہ مراد عماری اور چتر اور خیمہ اور حقہ سے ہی اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے
نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن مین نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی
بادشاہی مین استقلال تمام پہونچاکر مستقل نہوئے تھے سلطان فیروزشاہ کے داعیہ و پیش بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی
اُسکی درگاہ مین بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہین چاہیے کہ سب باتفاق رہین تو بادشاہ دہلی کے صدمہ سپاہ سے مصئون
اور محروس رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی و خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام
دیا کہ جسوقت تمکو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجالاوینگے اس سبب سے راے بیجانگر
نے سلطان فیروزشاہ کی نسبت تغیر سلوک کرکے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور
گجرات اگرچہ ظاہر مین ملائمت کرتے تھے لیکن اپنی سخت دلی سے رنجیدہ ہو کر مقام پرخاش مین ہوے سلطان فیروزشاہ
صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب مین شدت نکرتا تھا عمداً تساہل و تغافل کرکے فرصت اور قابو کا جویا رہتا
تھا کہ اس عرصہ مین ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروزشاہ ہاتھ حمائل مقصود مین کرکے کامروا
ہوا چنانچہ ملا بیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہی کہ اندنون مین حسن اتفاق سے کہ عبارت موافقت اجرام
علوی اور سفلی سے ہی ولایت مدکل مین حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے ایک زرگر کہ نہایت مفلوکی اور مجہولی سے ہمسایہ کے لوگ

اُسے نہین پہچانتے تھے اُسکی ایک لڑکی پر تہمال نام پری پیکر یا وہ منظر کو کہ نقاش قدرت ولطف ترکیب ور آرائش
چہرہ مین اُسکے کمال قدرت ظاہر کیا تھا نظم پری پیکر نگار سرو قدے * کہ حسن از رُوے او سرمایہ بردے * زعکس
عارضش رضوان بجنت * ز مہر حوریان پیرایہ بردے * یا یہ کہنا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون
کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارۂ دلفریب کو زیب و زینت کے اوبٹنہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون
کے نظارہ کیواسطے اُسکے آئینہ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے نظارہ سے
عرق خجالت مین غرق اور مشک خطا اُسکی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جسم *
دہان از حلقۂ انگشتری کم * ز رنگ عارضش روے ہوا لعل * خم زلفش در آتش کردہ صد نعل * عذارش قبلۂ آتش پرستان *
دہانش آرزوے تنگدستان * اور با وصف ایسے حسن وجمال اور تناسب اعضا کے کہ بیان ہوا واہب بے منت نے
حسن صوت یعنے خوش الحانی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کرامت کے علاوہ عنایت فرمائی تھی مصرع
گل بود وبسبزہ نیز آراستہ شد * اور ماں باپ اُسکے جسطرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اُسکی شادی صغر سن مین
کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اُسکے قبول سے سرتاب ہوکر بولی کہ ہرچند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب
ولازم ہے لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کرکے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہرگوش کے لائق
اور عنبر سارا اور مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہین کسواسطے کہ لسن کو لخلخۂ عطار سے کیا نسبت اور خرمہرہ کو درج
جواہر سے کیا کام بس تمکو باوجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین پھرنا بہت بے
مناسب دکھیتی ہون القصہ جس قادر نے کہ مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہے وہی کارساز اُسکی بھی چارہ سازی
کریگا تمھین لازم ہے کہ مجھے اُسکے لطف واحسان اور حفظ وحمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ اور محنت بیجا مین نہ مبتلا کرو
اس صورت مین ماں باپ کو بھی مجال کلام نہ رہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کمسن سالک بیجانگر سے کاشی
مین کہ مراد بنارس سے ہے جا کر پھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرونکا دستور ہے اُس زرگر کے مکان مین فروکش
ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین اُس دختر ماہ پیکر کے سوا برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ
بجالائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کیواسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے گذشتہ اور آئندہ کہکر پوچھا کہ مہاراج وہ کنیا کہان ہے
بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہے چونکہ یہ قاعدہ نہین ہے کہ بہو بیٹیان اکثر ہندوون کی مرد بیگانہ سے روپوش ہووین
خصوصًا برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا ماں باپ نے مشرحًا احوال اُس پری
گل اندام فتنہ خرام کے حسن وجمال کا اظہار کرکے اپنے درد دل اور حزن وملال سے اُسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت
آفتاب کی دلیری اور دلبری کے حالات سُننے سے اس بت پُرفن کے دیدار کا مشتاق ہوا اور آواز بلند پکارا کہ اے لڑکی مین تجھے
فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چندر ماکیطرح سحاب پردہ سے نکل آ کہ میرے نین تیرے جمال
کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہوکر باے ادب سے ایستادہ ہوئی
نظم جادو نگہے صنم فریبے * نگذاشتہ در جہان شکیبے * صد برہمنش بخون نشستہ * در بتکدہ بت بہ بت شکستہ * شمشاد قدے بناز
رستہ * صد بارہ بمی وگلاب شستہ * دو دیدہ دید جلوہ گاہش * در خانہ ویا بفرق ماہش * الماس نژاد غمزہ اش تیز * ہم
دشنہ فشان و ہم نمکریز * مالیدہ چو گل بجاے غازہ * صد صندل تر بخون تازہ * پیچیدہ بجعد عنبرین مار * از ہر خم مو

ہزار زنار + وان طرہ وآن عذار مہوشش + موئین دامی بدست آتشش + آنرا کہ نرخم غمزہ دلسوخت + زا برشیم طرہ
زخم او دوخت + چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ + صد دشنہ در آستین نہفتہ + از شرم فگندہ پردہ در پیشش +
دریروز ندیدہ سایۂ خویشش + در پردہ بصد ہزار بازی + در پردہ دری و پردہ سازی + جز آئینہ کس ندیدہ
دستنش + جز سرمہ ندید چشم مستش + پیشانی غمزہ ناز در ناز + ابرو بکرشمہ راز در راز + بودند قبیلہ و تبارش +
حیرت زدگان کار و بارش + برہمن نے پرتہال کو بدیدۂ بصیرت دیکھکر کہا ای فرزند حسن تیرا حیرت بخش بینندا ہی
اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہی
بیت می شنیدم کہ جان جانانے + چون بدیدم ہزار چندانے + اور جو برہمن علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا تھا
اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر جنترا اور سر منڈل بجایا چونکہ وہ سرمایہ حسن و
دلبری اس فن کیطرف رغبت تمام رکھتی تھی اُسکے حسن وسلوک اور اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہی جو
گانے والے شہرۂ آفاق گانے کے مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش وحواس کھوتے
ہین قصہ کوتاہ برہمن یہ فن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اُس غنچہ دہن غرق دریاے حیا ہمہ تن کے
لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتہال بھی جیساکہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہی از روے اخلاص و اعتقاد اُسکی پرستاری
مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے اُستاد تھا حاضر رہتی اور ہنرون کو حاصل کرکے اس درخت بارور سے ایک میوہ نہ چھوڑا اور برہمن
پرتہال کو علم موسیقی مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کیطرف جاکر پرتہال کے حسن وجمال کا افسانہ ہر ایک
امیر کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیورائے نے سنی برہمن کو بلا کر داستان اُس رہزن معرکۂ الفت کی استفسار کی
برہمن نے آنسر با کہکر اسطور سے بیان حالات وکیفیات کیا کہ آتش عشق دیورائے کے مجمر سینہ مین افروختہ ہوئی صبر و
قرار فرار ہوا ضبط وتحمل سینہ سے دور ہوا ہواے الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر دہ دام الفت کا اسیر سکتے کے
عالم مین رہگیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعد الطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ پدک مرصع اور
نقود فراوان کہ کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدکل کیطرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ جس حیلہ سے ممکن ہو اُس پری
پیکر کے مان باپ کو ایثار نقود آدم فریب سے خوشنود کرکے اور وعدہ خطاب رانی اور بزرگی کا اُس غارتگر دولت امن و
امان کی گوش زد کرکے پدک مرصع یعنے مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تنجانون کے تیرتھ کے بہانے راے عالم آراے
کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بجناح استعجال اُسطرف روانہ ہوا اور ہر ایک قدم مین
ہزارون جال خیال کے اور لاکھ افسانہ افسون حصول مقصد کیواسطے درست کرتا تھا یہانتک پہونچا کہ وہ مرغ زرین بال
طاؤس خرام شاخسار اشجار اُس قطعہ زمین پر آشیانہ رکھتا تھا اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن سے اشتیاق اور دیکھنے کا
بہانہ کیا اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین سحر کاری کی اور پرتہال کے مان باپ
راے صاحب اقبال کے پیغام سے آپکو ہفت خرگاہ میاہی پر دیکھکر شادان اور نازان ہوے اور اس معنی کو قبول کیا
اُسکے بعد برہمن نے بامیدواری تمام پدک مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کرکے مان باپ کی تجویز سے چاہا کہ لڑکی
کی گردن مین ڈالے لڑکی نے اُسکے قبول سے سراسر اعراض کیا اور اُسکی طرف اصلا خیال نکرکے جواب دیا کہ راے بیجانگر کا دستور
ہی کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہی دوسری مرتبہ مان باپ و عزیز و اقارب کی ملاقات کیواسطے رخصت نکرکے دیدار کا

وعدۂ قیامت پر ڈالتا ہی اگر تم مجھسے بیزار ہوا در مجھے اس حقیر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرتے ہیں تمسے بیزار نہین
ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ رائے بیجانگر کے محبس مین قید ہوکر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اور جب
مان، باپ اور اُستادونے اُسکے پذیرا کرنے مین منت والحاح حد سے زیادہ کرکے وسوسہ بہت کیے دختر لاعلاج ہوکر کلمۂ الخیر کہ
مادر راستی سے ہی درمیان مین لائی اور زبان جوہر فشان سے کہا کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے یہ بشارت
فیض اشارت دی ہی کہ اپنے پرائے کی بے محنت و مشقت شرف اسلام سے مشرف ہوکر اسی دیار مین ایام عسرت عشرت
سے مبدل ہونگے لازم کہ تم بھی پانون دامن صبر مین کھینچکر منتظر عنایات غیبی اور فیوضات لاریبی رہو اور رائے بیجانگر کے اس
متاع فرستادہ پر کہ فی الحقیقۃ مایۂ غم والم ہی فریفتہ نہوا اپنے تئین اور مجھے بلا مین مبتلا نہ کرو یہ سنکر برہمن خاک ناامیدی اپنے
چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کیطرف راہی ہوا اور رائے دیو کے حضور مین حاضر ہوکر قصہ مان باپ کی رضامندی اور لڑکی
کے انکار کا کہہ سنایا دیو رائے قانون طرب کو ساز امید سے پھینک کرنے بیقراری کو دم آتشین سے بجانے لگا اور
حیات مستعار سے سیر ہوکر آب خوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتشکدہ سمجھکر قرین سوز و گداز ہوا
نظم در عشق بجز گداختن نیست + این سوختن است ساختن نیست + این عشق کہ ہست بیخود از خویش + نرشاہ
شناسد و نہ درویش + با نیست لعبہ بلند و پستی + ہان پاے نہ لغزدت ز مستی + القصہ جب خار عشق ناشکیبائی دیورای
کے سینۂ عافیت مین چبھا سر رشتۂ عزم و ہوشیاری کا اُسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد و پیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور
فرش آسودگی اور امان کا لپیٹا غرضکہ اُسی عرصہ مین سیر و شکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریاموج برآمد ہوا جب آب تہندرہ کے
ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نسوچا ہرچند مصاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نبخشا مع پانچ ہزار سوار
اور پیادے جرار بیشمار کے آب تہندرہ سے عبور کرکے حکم دیا کہ کسی امر کیطرف توجہ نکرکے شب و روز قطع مسافت اور سرعت
سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر قریۂ پرتھال کو محاصرہ کرکے اُس آہوے وحشی یعنے پرتھال کو دستیاب کرکے
مراجعت کرو اور چونکہ رشتۂ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نکیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کرکے پرتھال کے مان باپ کو مخفی حقیقت
حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسیطرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہوکر اُس مقام مین
رحلت اقامت ڈالتے کسواسطے کہ اُس لشکر بیداد اثر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر خبر اُس ولایت کے باشندون کے
گوشزد ہوئی تھی مان باپ پرتھال کے باتفاق دختر وہان کے تمام آدمیون کو لیکر جاے دور دست مین بھاگ گئے تھے اور
مردم دیورائے وہ حالت مشاہدہ کرکے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اُڑانے لگے بیت اینست زبخت بد نمونہ + فریاد
زبخت واژگونہ + اور مراجعت کیوقت جیساکہ رسم سپاہ ہی سلطان فیروز شاہ کی مملکت مین بیجا دست اندازی کرکے بہت
سے قریہ اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولادخان وہان کے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہوکر فوج قلیل سے
تعاقب کیا اور رو و تعاقب کرنیوالون کی قلت پر نظر کرکے آب تہندرہ کے اطراف مین مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوے
کوئی کسب اور فن سپہگری کا ایسا نہ تھا جو سر میدان اُنسے ظاہر نہوا لیکن فولادخان نے پیچھے ہٹا کر اُسکی جمعیت کو درہم برہم کیا
اور ہفتہ عشرہ مین لشکر اور جمع کرکے اُنکے کوچ کیوقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان جاتے تھے شکست فاش پائی
دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اُسیوقت احضار لشکر اطراف کا حکم دیا
پھر تو افسرون اور غازیون نے مین ملک فیروزآباد مین خیمہ و خرگاہ برپا کیا فیروزآباد کو نگارچین کا نمونہ بلکہ اُس سے

دوناکیا سلطان فیروزشاہ بساعت سعید اوائل موسم زمستان سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھ ہجری مین بہ عظمت وشوکت بادشاہان ذوی الاقتدار پائے فتح ونصرت رکاب مین لایا بیت زہے بگرفتہ ازمہ تا بماہی ٭ سپاہ دولت فیروزشاہی ٭ اور اسوقت بیجانگر کی طرف روانہ ہوا کہ دیورائے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ جبر وقہر اوس شہر مین داخل ہو کر مسخر اور مفتوح کرے دیورائے مقام دافع مین ہوا کر ناکیان کہ اکثر داخل بعض محالات شہر مین ہوئے تھے راستے گھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہوئے اور مزاحمت پہونچائی اسوقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوئے اور شہر کے باہر گئے دیورائے کہ صولت وشوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر حصار کی پناہ مین ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہو کر تیراندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگلاخ اور نشیب وفراز کے باعث بفراغت تمام جولان نہ کرسکتے تھے آثار عجز اُنکے چہرۂ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروزشاہ کے دست حق پرست مین آیا اور حضرت نے اضطراب نہ کر کے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیور پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پر زخم کو باندھا اور اسکے اخفا کے واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خانخانان روز بروز بازو جسطور سے ہوسکا بقائی جنگ بیجانگریون سے مقابلہ سے کنارہ کر کے صحرائے ہموار اور مسطح مین فروکش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ زخمداران معرکہ شاہ وسپاہ سے صحیح وسالم ہوئے اُسوقت تسخیر بیجانگر قطع نظر کر کے امیرالامرا احمد خان خانخانان کہ ہمراہ میان سدھو سر نوبت مع دس ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت وتاراج کیواسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر برار قلعہ نیکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورۂ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود غزاہ سے اور ضرب زن رود لشکر مین کھینچکر کمال ہوشیاری سے دیورائے کے مقابل ٹھیرا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکورہ کے علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے تھے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح وفیروزی سلطان فیروزشاہ کے شامل حال تھی اس سبب سے دیورائے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک سلطان کے دیورائے کے مقابل رہا اور احمد خان خانخانان بلاد کرناٹک کی تاخت وخرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو نے فرصت پا کر بخاطر جمع قلعہ نیکاپور کو مع توابع اور مضافات بجبر وقہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو وہان سے قریب تھا سپرد کر کے خود مع خیل وحشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی اکثر ممالک کو خراب کر کے اور ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا اور اس خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پا کر خوشنود اور خرسند ہوئے اور جسن ورنگ کہ اس فتوح کے واسطے ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروزشاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد گفتگو بسیار یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیورائے کے مقابل جا کر گرم دغا ہوا اور سلطان مع میر فضل اللہ و دیگر امرا قلعہ اودنی کی تسخیر کے قصد مین کہ ملاذ وملجا نے کفر ناٹکیان کا تھا اور اوس قلعہ سے سنگین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر اسوقت دیورائے کے گوش زد ہوئی کہ وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات و مالوہ و خاندیس سے نا امید اور مایوس ہوا تھا دریائے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروزشاہ کوچ کر کے اودنی کیطرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے اردو مین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان کی پابوسی

مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے اس مشروط
پر پذیرا ہوئی کہ اول دیو راے ہر سال اس سال اپنی دختر سلطان بلند اختر کو نذر کرے پھر دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید
اور پچاس زنجیر فیل نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خوانندہ اور سازندہ اور رقاص بطور پیشکش اور قلعہ بنکاپور باوجود اسکے کہ
اہل بیجان کے تصرف مین ہو اُسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تو دوبارہ اس قلعہ کے بارہ گفتگو نہ ہووے اگرچہ اُس
زمانہ تک کسی رایان کرناٹک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا نہ دی تھی اور یہ امر نہایت کراہت دینے والا اُنکی طبیعت کا ہوتا تھا
آخر کار ناچار قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طریقہ دامادی پر سلطان فیروز شاہ نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا اور
طرفین لوازم جشن و طوی مین مشغول ہوئے اور چالیس دن بیجانگر سے اردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا رستہ کے دو طرفہ
دوکانین آراستہ رہین ہنرمندان ہندو و مسلمان اُس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لاے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے
اپنے ہنر کے ظاہر کرنے مین تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی
طرف لیگئے بعد ایک ہفتہ عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش پہونچایا اور سلطان فیروز شاہ نے شیرین کام
اور خوشدل ہوکر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی و لطف زندگانی کا فرا اُٹھایا دیو راے نے ابواب
مقالیب کہ عبارت خصوصیت و اتحاد سے اپنے زمانہ کے منہ پر مفتوح دیکھکر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروز شاہ نے
جرأت کرکے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود دم سحر اصعد کرو فر باتفاق عروس شہر بیجانگر کیطرف
متوجہ ہوا دیو راے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجالایا اور شہر کے دروازہ سے دار الامارة تک کہ تین فرسخ کے
قریب تھا مخمل اور اطلس و مشجر اور قماشہ نفیسہ کے پا انداز بچھائے اور وہ دو نو بادشاہ عنان بعنان جب شہر مین داخل ہوئے
دو طرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن و جمال نے رلے کیطرف سے جو پیشتر خود راے تھا طبقہاے گل طلا و نقرہ کے نثار
کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کیواسطے ہجوم کرکے اپنے بقدر استطاعت و مقدرت
لوازم تصدقات بجالائے اور جب اوس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا طے کرکے دار الامارة کیطرف متوجہ ہوئے
دیو راے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجالاتے تھے اور پیادہ پا جلو مین جاتے
تھے جب دار الامارة کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اُترے پالکی مرصع کا جواہر نفیسہ
دیو راے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اُسپر سوار کرکے اُس مقام تک کہ عروس و داماد کیواسطے آراستہ تھا
اسی طرح سے لیگئے اور دیو راے اسواسطے کہ دولہا اور دولہن ایک مجلس مین صحبت رکھین سلطان فیروز شاہ کو وداع کرکے
اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیو راے نے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا اور اسقدر
اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ جہیز ہاے اول سے مضاعف ہوئین اور مشایعت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور اثناے
سواری مین کچھ بیتی اور موافقت کے بارہ مین کنھری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی
پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط وہ تھی کہ دیو راے مابدولت
و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالے اسکا انتقام اُس سے لونگا اور یہ خبر دیو راے کو پہونچی
وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے دور نہوا اور
صفا سے بہم نہ پہونچی سلطان فیروز آباد کیطرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدگل مین جاکر پرتھال کو مع مان باپ اسکے

درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اسکی تعریف و توصیف مین کھولی اور
ازروے انصاف فرمایا مین ضعیف اور پیر ہون اور یہ دختر جوان مناسب یہ ہی کہ اسے اپنے بیٹے حسن خان
کو ارزانی رکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب و جوانی ہی پھر اُسکے ماں باپ کو نقود فراوان اور تفویض قریہ مسکن
اُنکا تھا مسرور اور مبتہج کیا اور پریتھال کو اپنی پھوپی کے سپرد کرکے اسباب جشن طوی اور جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا حکم دیا پھر بآئین دختران شاہان اسکا عقد باندھکر سرحلقہ زوجات حسن خان کیا اور علو ہمت پریتھال
نے اپنا کام کرکے احسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور سنہ آٹھسو دس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے علم ریاضی الا
ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور بہرہ مند علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالاگھاٹ دولت آباد مین
رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کہ فرید دانش اور امتیاز رکھتے تھے باتفاق جمیع علما رصد
کی تیاری مین مشغول ہوئے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک انمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام نہوئی
وہ کام ناتمام رہا اور سنہ آٹھسو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت گوندوارہ مین جاکر تین سو ہاتھی لیے اور
اس مملکت کی تاراجی اور پائمالی کے بعد لوازم جہاد بجا لایا اور پھر مرکز دولت کیطرف مراجعت کی اور انھین سنوات
مین مخبران سعادت نشان نے فیروزآباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کیطرف سے ایک سید عالی مقام عظیم ٨١٥
احترام میر سید گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہوکر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چراغی زشمع نبی
تافتہ ॥ کہ خورشید وسہ نور از و یافتہ ॥ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت سے نہایت
شاد ہوا اور فیروزآباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کیواسطے بھیجا اور اعزاز
واکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم ظاہری مین خصوصیت معقولات
سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ
عالیشان انکے واسطے زر کثیر صرف کرکے تیار کی اور اکثر اوقات انکی مجلس شریف مین حاضر ہوکر انکے سخنان مقصود آنہ سے محظوظ
اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر درویشان خانقاہ کو اقسام احسان
سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ سنہ آٹھسو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور ٨١٨
ضعیف العقل تھا ولیعہد کرکے تاج اور ٹیکا شاہانہ اور چتر اور سراپردہ سیاہ اور ہاتھی اور تخت عنایت فرمایا اور عطاے
درگاہ سے اُسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے
سید نے جواب دیا کہ جب تم نے شاہی اوسے دی ہی فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہی سلطان فیروز شاہ سے نے
دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان
خانخانان کے نامزد ہوا ہی اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہی سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم ہوا اور
آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمھاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہی اور اژدہام خلق کا ہوتا ہی شہر سے باہر تشریف
لیجائیے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدہ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزار اُنکا ہی فروکش ہوئے اور اُنکے مریدون نے ہجوم کرکے ایک مکان نہایت پر تکلف
اور معقول اُنکے واسطے تعمیر کیا اور سنہ آٹھسو بیس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے ایلچی راے ملنگ کے پاس بھیجکر باج خراج

چند سالہ طلب کیا اور سنے اطاعت کر کے زر نقد و جنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف وہمایون ہوا
اور واسطے ارسال مذکور مین قلعہ پانکل کی تسخیر کیواسطے کہ اُن دونون مین ساتھ تلنگنڈہ کے شہرت رکھتا تھا اور قلعہ
...دنی سے اُس مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہے قاصد ہو کر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک
طرف رکھکر کوچ پر کوچ اُس قلعہ کے اطراف مین گیا اور دو برس تک اُس قلعہ کو محاصرہ کر کے امتداد پیدا کیا جو
ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو مین وبا یعنے مری بہم
پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گیے۔ نظم
شہنشہ درآن ناحیہ چند سال ٭ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ٭ ز آب و ہوا ایش درآن سال و ماہ ٭ چہ اسپ و چہ آدم بسی شد تباہ
ز دشواری رنج آن کارزار ٭ پراگندہ شد لشکر شہریار ٭ اُسوقت دیوراے نے فرصت پاکر سوار و پیادے بیشمار اطراف
و ممالک سے جمع کیا اور تمام راجاون کو یہانتک کہ تلنگ کے راجہ کو بھی مدد کیواسطے طلب کیا وہ بھی مثل نہنگ مع فوج
جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آ پہونچا اور بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ یہ حریف اسقدر کہ کا نہین ہے لیکن غیرت شاہانہ
کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہرچند میر فضل اللہ انجو اور بھی اعیان واشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا
بے محابا آتش جنگ افروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہسالار لشکر اسلام تھا حملہاے مردانہ کر کے کفار کے طلیعہ
کو متفرق اور پریشان کیا اور اُنکے میمنہ کیطرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام مین گل فتح شگفتہ ہو جسپر چرخ نے یہ
نیرنگی دکھائی کہ کفارہ کنہرہ جو میر فضل اللہ انجو کے سلک ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُس سید کی بدولت
عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک حسن کش نے بوعدہ امارت دیوراے سے فریب کھا کر عین معرکہ کی گرما گرمی مین
کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایک وار تلوار برق کردار اُس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہد شہادت چکھکر روضۂ
رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ از عمائد لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ بھی اکثر شہید ہوے
بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا ایک نے سامنا کیا سلطان فیروز
منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر مجروح و خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار اہل
اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوئے اُن سنگدلون نے غازیون کے اسقدر سر تن نازنین سے جدا کیے کہ جنگگاہ مین اُنکے
سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسیر بھی اکتفانہ کی سلطان کے تلاشی ہو کر اسکے تعاقب
مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اُسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب
اسلام مین تقصیر اور مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اُسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور
اُسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخر کار احمد خان خانخانان نے دروازہ
خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کر کے دیوراے کو مملکت شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت مین مشرف
ہو کر تشریفات فاخرہ سے ممتاز اور سرفراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور افسران سپاہ اور رئیس شہر جو اُس دولتخانہ
کے خیر سگال تھے انتقام کی فکر مین ہو کر کلہم اجمعین سامان سپاہ مین مشغول ہوئے لیکن سلطان فیروز شاہ
کو بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج و الم سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

فلمے سے غصہ نیخورد وشوریدہ وارد* بہ پیچید سر خویش چون روزگار* بہ تدبیر آن پادشاہ جہان* کہ تا برکشد کینہ
از ہندوان* پس از چندگاہ آن کیانی نژاد* ز رستہ دلے سر بہ بالین نہاد* اور جب اُسکے مرض نے درازی پیدا کی
زمام جہانبانی دو غلام کے قبضہ اختیار مین کہ ایک کا نام ہشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد
کرکے ہاتھ اُنکا امور سلطنت مین قوی کیا اور اُنھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے استنباط دعوے
سلطنت کرکے سلطان سے معروض کیا کہ دارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند جہان کے نام قرار پکڑیگی
کہ میدان ملک کا آپکے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام
یاد آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ قتل احمد خان خانخانان کی آنکھین مصلحت دنیوی کی چشمداشت نے حلیہ نور سے بے بہرہ کر
اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور بطرز آئی کے شب تیرہ و تار مین باتفاق اپنے نور چشم
علاؤالدین کے فرار ہوا اور سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جاکے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز
نے اپنی دستار دو پارہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ و بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونون کو مژدہ سلطنت
دیکر فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر جو رکھتے تھے خوان فائدہ فیض پر چنکر میزبان صاحبون نے ایک
طباق مین تناول فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جاکر تمام رات فرار کے تہیہ مین آمادہ رہا اور علی الصباح
کہ تاجدار زرین کلاہ غیظ سے تخت زرنگاری ٹھرایا چار سو جوان مصلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون مین نام
جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس درمیان مین ایک تاجر موسوم و معروف
بخلف حسن البصری جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اُسکے ارادے سے واقف ہوکر اپنے دروازہ کے باہر
ایستادہ تھا روبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کو تسلیم کرتے ہین سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد
و شگون نیک سمجھکر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا مبادا میری دوستی کے سبب تیرے دشمنون کو
کسیطرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن البصری نے جوابدیا کہ فراغت و آسائش مین جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب مین خاک
بیوفائی مرد کے دیدہ مین چھڑکنا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک جان تن مین اور ایک رمق بدن مین ہے
خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھہ نہ موڑونگا بیت مصری کہ از تو بہ پیچید سر پایہ باز چو زلف* دلے کہ از تو بگردد
سیاہ باد چو خال* دوسرے یہ کہ جسطرح بادشاہون کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کو بھی ضرورت
افتقار ہے کسواسطے کہ جو کام سوزن باریک سے برآوے نیزہ بلند اس سے قاصر رہوے اور جو مہم قلمتراش بخفیف سر
کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام مین عاجز ہووے اگر خداوند نعمت اس کمترین کو سلک بندگان مین منسلک
کرکے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور مین آوین بیت من ہیچ خا
رم و تو آفتاب و ابر* گلہا و لالہا ہمہ را تربیت کنی* احمد خان خانخانان کو اخلاص و یکجہتی اُسکی پسند آئی اُسے
اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود
کیطرف روانہ ہوا اُسدن قصبہ خانپور مین مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا مین اُس
قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار
عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی خبر فرار سُنی مضطرب ہوکر

سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب حاصل کی تین چار ہزار سوار اور کئی فیل نامی اور جنگی لیکر احمد خان کے سرانع مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہوکر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرون خلف حسن بصری مانع آیا اور چتر سیاہ اُسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی مین بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ اور اوباش اور بیکار کو وعدہا سے دلفریب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور اُنکی دلداری اور ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان اُسوقت جنگ سے پہلو تہی کرکے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف و اکناف مین جا بجا پھرتا تھا اور جب کمک اور دارالخلافت سے ہوشیار الملک اور بیدار الملک کے پاس پہونچی اُنھون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قضارا چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کیطرف سے لیکر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار اس امر مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن بیرقین رنگارنگ بانس کی چھڑون مین باندھکر پیادون کے حوالے کرکے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کرکے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کرکے ہنگامہ فوج کی عین گرمی مین بیلوان کو ارد و کے ایکطرف سے نمایان کرین اور راہ آواز بلند مخالفون کو سنا دین کہ امرا اپنی جاگیرون مین سے ہماری کمک کو آئے ہین شاید توفیق سبحانی سے ایک ہراس اُن غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہوکر راہ فرار پاوین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھکر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کرکے عین طے مسافت مین متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ مین اُترکر سوگیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اسکی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کرکے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تہنیت بجا لائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کرکے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہوکر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کرکے صورت خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت غیب سے پہونچی حرب کیطرف عازم ہوتا ہون چاہئے کہ تو وہ تدبیر کر کہ تونے اندیشہ کی ہے لطیفہ غیبی سے جانکر و توسع مین لا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لیکر کلیانی کیطرف روانہ ہوا اور شیرین زبانی اور لطف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لیکر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور یہ مقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کیوقت کوچ کے نقارے پر چوب ماری اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کرکے باہستگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جنکے نام مین احمد خان سے یکدل اور یکزبان ہوکر مع فوج کثیر اسکی کمک کو آئے ہین اور دو تین کوس پر آ پہونچے احمد خان کے ہمراہی یہ نوید سنکر قوی پشت ہوے اور بکمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نہ کرکے جنگ کے حریص ہوئے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری کی راہ سے صفین آراستہ کین

اورمیدان جنگ مین آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری تین سو سوار اسپان تجار پر سوار کرکے ساتھ احسن
وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیا اور ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا
کمک کو آپہونچے شکستہ خاطر ہوئے اور اُسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل او ریکرو ہمراہ لیکر نہایت سرور سے افواج
مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا کہ امرائے میمنہ اور میسرہ
پسپا ہوکر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پاؤن قرار جگہ سے ہلگیا طرفین فرزانی
نظم چو شد روبرو ہر دو قلب سپاہ ✽ کشیدند شمشیر در رزمگاہ ✽ دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر ✽ بگردون برآمد زگیتی نفیر ✽ چو
فیروز شد خانخانان بجنگ ✽ زشادی برخسارہ آورد رنگ ✽ احمد خان خانخانان نے مظفر و منصور ہوکر منہزمون کا پیچھا
کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گلبرگہ کے چند کوس ادھر نزول کیا اور
بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اُس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار عین الملک
اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھتر لگا کر خود پالکی مین سوار ہوا اور قلعہ معتمدین کے سپرد
کرکے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل بسیار احمد خان خانخانان کے استیصال کو
روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کرکے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے تین
کوس پر طرفین صف آرا ہوئے اور جو تقدیر آلہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان بتاج شاہی مشرف ہوا اُسوقت سلطان
فیروز شاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اُسکی فوت کی منتشر ہوئی خورد و بزرگ ترک رفاقت کرکے
فوراً احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہوکر بادشاہ کو پالکی
مین اُٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کیطرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا اور زمانہ کی بازی سے
متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کرکے تعاقب نہ کیا اُسکے بعد قلعہ مین داخل ہوکر دار الملک کی
سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق حسن خان
بالاے برج آئے اور دونون توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے خیمہ پر آیا ایک
جماعت مقربون سے اُس بزم مین کہ جاے رزم تھی اپنے قرینے سے حاضر تھی اُنمین کچھ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان
وہان سے کوچ کرکے اُس سے کچھ دور عقب پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد
سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و موافقت سران سپاہ و یلان خیر خواہ ہی جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزرا
و امیر بادل ناشاد تیرے شریک ہون صلاح ملک اُسمین ہی کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فنا ہے لپیٹ اور احمد خان
کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کر یہ کہکر قلعہ کا دروازہ مفتوح کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان
قلعہ مین داخل ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جاکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھین ابیات ازین
سر نوشتہ ز سود و زیان ✽ فلک را بہانہ منم درمیان ✽ اگر نیش ستاند بآتش دہد ✽ کند ہر چہ خواہد بما بر نہد ✽ اور فیروز شاہ
نے اظہار بشاشت کرکے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی حین حیات مین شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت
اور سزاوار مملکت ہی اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہی اور مین شفقت پدری کے باعث سے حسن خان کی
ولیعہدی مین حتی المقدور سعی کرتا تھا تو تمھین بخدا اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا مُہمات سلطنت مین مشغول ہو

اور مین جو چند روز کا مہمان ہون میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اُسی روز کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ ۸۲۵ھ
آٹھسو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا اپنے دکیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ
بہمنی رکھا خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ دسوین روز دوشنبہ پندر ہوین ۱۵ دوشنبہ
ماہ مذکور کو نقد جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر آئین سلاطین غسل وکفن دیکر لاش اُسکی تابوت صندلی مین اُٹھاکر ۸۲۵-۱۰
باپ اور دادا کے پہلو مین مدفون کیا مدت اُسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ لکھتے
مین اور بعضے کتب مین تحریر ہی کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان
فیروز شاہ کو گلا گھونٹ کرکے ہلاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی
فیروزی اور گاہے عروجی لکھا ہی اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے **غزل** ملان شایہ زغم دہر بردلم شکست ما
کہ دل بہ لذت سودائے عشق درجگست ✤ گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولی ✤ ز آفتاب غم انتظار بیرنگست ✤ بقطع
راہ محبت مخور فریب امید ✤ کہ غایت ابدش ابتدای فرسنگست ✤ بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نائے ✤ کہ ہرچہ
خارج این پردہ تنگ آہنگست ✤ ولے بسینہ لبالب ز دوستی دارم ✤ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگست ✤ دہن
طبع عروجی چہ دلکشا چمنی ست ✤ چمن مگو سے کہ آن آسمان فرہنگست **ایضاً** کرشمہ بنش آموزست نان درازش را
ستم کرد ست واجب ہر زمان تعلیم نازش را ✤ محبت چاک بر دل میز ند ہرگہ کہ در برسے ✤ بجود مخصوص دی بہم نغافلش
نازش را ✤ مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تا رسے ✤ بدل چون رہ دہم اندیشہ زلف درازش را ✤ نیابد اندلست
زاہد ز وصلت از متاع خلد ✤ ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ✤ فروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را
بسرو و لالہ می سنجد کہ بینیا مثیا زش را ✤ **رباعی** در آتش ہرزہ فکر زائل نہ کنی ✤ اندیشہ بہر خیال مائل نکنی ✤ این نقد
خزینہ دماغست بگوش ✤ تا صرف سخنہائے باطل نکنی

تذکرہ سلطنت مبشر ابرسول باتی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور اللہ مضجعہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات
وعلماء اور مشائخ کی تعظیم وتکریم مین حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتدائے سلطنت سے بسبب اُن کرامات کے کہ اُسکی
حق مین ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت وتوقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم خلائق دکن
بھی اس مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اُسکا مطاف اور جائے طواف جہانیان ہوا اور
سلطان احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز
کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات اُنھین وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع
اور پاکیزہ شہر کے متصل اُنکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اسوقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بعینہ سے عادلشاہیہ
کی طرف انتقال پایا ہی اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق اُن سید والانژاد کی اولاد امجاد
کے تصرف مین ہین اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہین یہانتک کہ ایک
شخص نے ایک مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین یا سید محمد گیسو دراز اُسنے جوابدیا
کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیا ہین لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیز دیگر ہین دراصل سید تھے

اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت اُن سید مخدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ
بہمنی شاہ ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر او رشکست اور دیو راے کے انتقام مین مصروف رکھکر ساز و سامان
مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کر کے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق
مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہی اور
حسن و فا اور دولتخواہی منظور رکھکر ہشیار عین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزار و پانصدی کیا اور بیدار نظام الملک
کو دولت آباد کے سرلشکری تفویض فرما کر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سُنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ہر ایک
لشکر یان اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دو صدی اور باقی
امرا اور منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امراے ہزاری ہوتا تھا طوق و علم و نقارہ پاتا تھا
اور حسن خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل حبس و کور کرنیکے سلطان کو صلاح
دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے اُنکی تجویز کے برخلاف عمل کر کے اسکو پانصدی کیا اور جو کہ وہ عیاش تھا اُسکے
سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جا کر قلعہ تہندرہ کے کنارے
عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جسوقت چاہے فیروز آباد مین چار کوس تک سیر و شکار کیواسطے سوار ہووے اور
بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ ترقدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا
اور جبتک اُسکا عم بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اُسکے دل صفا منزل مین پہونچے
لیکن چچا کے بعد مکحول ہو کر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ دار جنت کے سپرد کی
قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع و فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امراے معتبر کے
سپرد کر کے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر کرناٹک کیطرف متوجہ ہوا دیو راے نے اس
واقعہ کو واقعہ اول خیال کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور راے ورنگل کو بھی اپنی کمک کیواسطے طلب کیا اور وہ بیجا
وشمن خاں لشکر روان مثل بیحون مور و ملخ سے کثرت مین افزون کہ کوہ و ہامون اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر ارباب
اسلام کے استیصال کیواسطے روان دوان ہوا اور آب تہندرہ کے کنارے کو مضرب خیام کیا اور سلطان احمد شاہ نے
بھی قطع مراحل اور طے منازل جوانان تہمتن و پہلوانان صف شکن سے آب تہندرہ کی ساحل دیو راے کے مقابل نزول اقبال
و حلول اجلال فرمایا اور جو کہ لشکر غنیم مین دس لاکھ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چورون کیطرح بہت
خرابی کرتے تھے یعنے گھوڑے اور سوار کو ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ بطریق روم ترا بہانے تشخانہ کہ عدد اسکے قریب
دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز تک مقیم رہا اور تاخت و غارت سے اُسطرف کی تمام ولایت جو دیو راے کے تصرف
مین تھی خاک سیاہ کی اور ہرچند مساعی جمیلہ چاہتا تھا کسی ڈھب سے کفار آب تہندہ سے عبور کر کے مصاف کرین لیکن
یہ مطلب نے حصول ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا اور منصبدارون کو طلب کر کے عبور آب کے بارہ مین کہ پایاب تھا
اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرنے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے
اور سبھون نے یکدل اور یکزبان ہو کر مصحف مجید کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ کل صبح کیوقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ
عبور کر کے جنگ مین مصروف ہونگے لیکن جب یہ خبر اردوے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو راے ورنگل نے مع لشکر تلنگ

کوچ کرکے اپنی ولایت کا راستہ لیا اور دیورائے سحر کیوقت افواج کو آراستہ کرکے جدال و قتال پر مستعد ہوا اس درمیان مین
عالم خان اور لودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے
مع دس ہزار سوار عبور کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور بحسب اتفاق دیورائے مع ایک جماعت
افواج سے جدا ہوکر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اُسطرف متوجہ ہوئے اور دیورائے
بخیال اسکے کہ دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہوکر باغ نیشکر کیطرف بھاگا اور تاراجیون نے مور و
ملخ کیطرح اس باغ مین داخل ہوکر اُسے ایسا اُجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نتھا آخرش چند سپاہی دیورائے سے دوچار
ہوئے اُسے باغبان سے تصور کرکے نیشکر کا پشتارہ اُسکے دوش پر رکھکر جلو مین ڈالا دیورائے نے حیات کو غنیمت سمجھکر
کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیورائے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور
ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین ایسا مشغول ہوا کہ شیرین تر نیشکر
سے تھا دیورائے فرصت پاکر تمام مفرورون کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امرائے مقرب کے پاس پہونچکر خبر سر
لگایا اور اس خبر کے مشہور ہونے سے اُسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیورائے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر عزیمت
قتال فسخ کی اور بیجانگر مین جاکر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی و لایت
کفار کے درمیان مین داخل ہوا اور جس مقام مین پہونچتا تھا زن و فرزند اُنکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف
قرارداد اور رحم و شفقت کو یکسو چھوڑکر کفار کو تہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہنود قتل ہوتے تھے قتل بند معاہدہ
کرتا تھا اور تین روز مقام کرکے جشن ہائے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجاکر بتخانون کو توڑتا تھا اور معابد
آتش پرستون کے ویران کرکے گاوکشی مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور جواہرات برنجی حسن آباد گلبرگہ کیطرف بھیجے کہ سید محمد گیسودراز
کے مکان کے آستانہ کے آگے نصب کرین تو زائرون کے لگدکوب ہون کہتے ہین جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب
اور گاوکشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات
سے ایک دن سلطان بہ قصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھیکا یہانتک کہ اردو سے
چھ کوس پرے جا پڑا اسصورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب تھے اُنھون نے آپسمین ہم عہد ہوکر سوگند
کھائی کہ آپکو عندالضرورۃ فدو یا نہ سلطان پر پہونچاکر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ ٹھانکر گھوڑون بادپا عالم
پیما پر سوار ہوکر سلطان کے سراغ مین روانہ ہوئے جسوقت اُسکے قریب پہونچے تیراندازان مغل قریب دوسو کے جانوران رانده کے
پیچھے گیے تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چاردیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا مین آبادی سے
دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اُسطرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اُٹھاکر نہایت قہر و غضب سے تعاقب
کیا اور ابھی چاردیواری مین نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ آب کند کا حائل ہوا اور اُسکے عبور کیوقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دو
سو دکنی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہووے کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے
تعاقب مین گیے تھے آپہونچے اور تیراندازی مین مشغول ہوئے اور کفار کو کو نہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا
کدا کر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو دیوارے تک پہونچایا بالعدہ بہادران تیرانداز دیوار پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوئے
اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا پھر تو سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیتانی

اور میر علی گرد اور عبداللہ کابلی اور خسرو ازبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اُس روز داد مردی اور مردانگی کی ظہور مین پہونچائی سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیرانداز کو شہید کیا اور مسلمانون کو دیوار پر سے اُتار لائے پھر پانچ چھ ہزار کافر دیوسیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھود نے اور گرانے مین مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیراندازون سے اس چہار دیواری مین مضطرب اور حیران ہوکر رضا بقضا دی لیکن چونکہ عنایت سبحانی شامل حال تھی عبدالقادر سلحدارون کا سردار بن محمد عیسی بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اُسکے دل مین اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پا کر اسیر تاخت لاوین کام مشکل ہوگا پھر اُسی وقت دو تین ہزار خاصہ فیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور سلطان کی خدمت مین جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار مسمار کرکے جنگ مین مشغول تھے عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سردار کفار نابہنجار کیطرف کے کہ فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوئے اور پانسو غازیون نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبدالقادر کے حزم و ہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی مُیسر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اور عجائب روزگار سے سلطان عظیم الشان مالک اتنے ہزار خیل و حشم کا ساتھ ایسی محنتون کے کہ بادشاہون کو کم وقوع مین آتی ہی گرفتار ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبدالقادر کو بالقاب برادر جان بخش و یار حق گذار اور خطاب خانجہانی اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرما کر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور خانجہانی نے چالیس برس از روے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخر مین بادشاہ برار کا ہوا تذکرہ اُسکا عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسیطرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیرانداز کو خلعت ہاے فاخرہ اور خطاب ہاے لائقہ اور منصب ہاے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علی خان ہر ایک یکصدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دوصدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی گرد نے کہ ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافرکش کا لقب پایا اور ہزاری مین منتظم ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ ازبک بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیراندازی سکھاوین اور خلف حسن بصری المخاطب ملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیرانداز نوکر نگہداشت کرین اور اسیطرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیراندازی کی تربیت مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیراندازی سے تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر مین آنکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون کی تقنیق مین کوشش کی آخر کو دیورائے نجات عاجزی مین دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نغیر

دیر عوض بھیجے البتہ صلح قبول ہوگی دیورائے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت چرب زبان اور لسان
تھا باتحاف فراوان اور بہت سا نقد و جنس اور تمتہ نفیسہ تیس ہاتھی کہ وہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھین اپنے محلات
خاصہ مین باندھتا تھا اور خود ہر روز انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرا نے استقبال کرکے
اُردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ مین در لائے اور سلطان دیورائے
کی بیٹے سے بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ ٹپکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کرکے بیس
گھوڑے عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نو تازی شکاری اور تین باز
کہ ہرگز کرناٹکیون نے مثل انکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہان سے کوچ کرکے آب کشنہ کے کنارے سے اُسے رخصت کیا
اور خود بدولت و اقبال دار الملک حسن آباد گلبرگہ تشریف لایا اور اُس سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا
اور نہرین اور کنوئین اکثر ممالک دکن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مر گئے اور
سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے اور کھوین کھولکر غربا اور مساکین کو بانٹا
جب ایک سال اسطرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب
ہوکر علماء اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کے تکلیف دی لیکن اُسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت اُسی شوم طالع کی بات
ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہوکر بہ نفس نفیس صحرا کیطرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر
چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی عادت
سے اُسی دم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہوکر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہوکر عرض کی مین فیض سبحانی اور رحمت
ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے **نظم** برآمد یکے میغ از تیغ کوہ • بغرید غریدن پر شکوہ •
بباریدباران و خندید باغ • جہان گشت از مہر چون روشن چراغ • ہمہ شہر ویرانہ آباد شد • دلے شاہ از خرمی شاد شد •
اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور ہیئت مجموعی صغیر و کبیر جوش
و خروش مین آنکر کہنے لگے کہ ای سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کیطرف مراجعت فرما تو خلق
آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے تر ہونے سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین دار الامارہ مین آیا اور اُسی دن سے
سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب و مشہور ہوا اور سنہ آٹھسو اٹھائیس ہجری مین جو رائے ورنگل اور رائے بیجانگر کے باہم
اتفاق کرنے سے آزردہ تھا عزم تسخیر ورنگل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کرکے سوار ہوا جس دم گالکنڈہ مین پہونچا خان اعظم
عبد اللطیف کو مع امرا اُس حدود کیطرف برسم ہراولی پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم برکاب ظفر مین لایا
اُسی درمیان مین فتحنامہ ورنگل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنگل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ نے لشکر
اطراف و اکناف سے بہم پہونچا کر فرصت غنیمت جانی اور ابھی سلطان نے معرکہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا کہ صف
جنگ آراستہ کرکے سات ہزار تلنگہ اور سوار و پیادہ سے مقتول ہوا اور ورنگل ہا لیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان
باطمینان تمام ورنگل مین داخل ہوکر جمیع خزینے اور دفینے پر کہ راجہ کے آبا و اجداد نے بہزار محنت و مشقت دست برد نہب و
غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھا تھا سہلترین وجہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبد اللطیف کو
دس ہاتھی بزرگ نامی اور بیس ہاتھی کوچک اور ایک طوق طلا مرصع اور چار سیمرن مروارید اور چالیس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے

اور پھر بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جابجا
تھانہ بٹھاکر بادشاہ کی ملازمت مین ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا دودمان قدردان بہت خوش ہوا گلے
سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار دیا پھر بعضے وارثان مملکت تلنگ کے تنبیہ قمع کے
واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح وفیروزی دارالملک
حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی اور مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے حاصل نکی تھی اسے
نصیب ہوئی اور ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے برآوردہ
ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح وامان سے لیا لیکن
نقض عہدی کرکے اس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قید کرکے بقید اسلام لایا اور حصار
کلم کو فتح کرکے معدن الماس کو کہ حاکم گونڈوارہ کے تحت مین تھے اپنے قبض وتصرف مین لایا اور بہت بتخانے شکست
ومسمار کرکے انکے مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور رسال پھر ایلچپور مین مقام
کرکے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ تھی کہ ممالک خاندیس و
مالوہ اور گجرات کے صاحبقران امیر تیمور گورکان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمایا تھا ایلچپور اقامت کرکے آہستگی
اور تدبیر سے اسپر متصرف ہوا اسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت منعطف کی اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ
والی شادیآباد مندو کو دریافت ہوا اسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کہترلہ کو باجگذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی
ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اسکی ولایت پر بھیجا
اور ہربار شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر وغضب مین آکر تیسری بار ایک جماعت معتمد کو اس ولایت
پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان واقع کین یعنی لوٹ مال کے سوا باغ ویران سے کیے
زراعت پامال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکتفا نکے بعضے پرگنات پر اسکے قابض ومتصرف ہوئے اور نرسنگھ جب
لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اسطرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف ہوا اور نرسنگھ نے
بیتاب اور مضطرب ہوکر ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ اندنون
مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے
اور اس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اسکی
اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف کمترین کو اس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا
کہ بندگان دارا دربان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت مین تساہل روا رکھین اور جلد فریاد کو پہونچین سلطان
نے فرمان اسیوقت عبدالقادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان قضا جریان
لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار جنگذار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ
سوار ہوا اور شکار کنان ایلچپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا سلطان احمد شاہ شکار قمرغہ[1] مین
مصروف ہوکر دو مہینے اس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اسکی زبونی پر کرکے بطریق
یلغار کہترلہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج وغارت کے قلعہ کو محاصرہ کرکے زبان لاف وگزاف مین کھول اور

[1] قمرغہ بفتح اول وضم میم وسکون راء مہملہ وفتح غین معجمہ بمعنے شکارگاہ کہ امرا وسلاطین ایک احاطہ کلان مین آہو اور گوزن وغیرہ چھوڑتے ہین اور ہندی اسے رمنہ کہتے ہین ۱۲ غیاث

سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھرلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبدالغنی صدر او رنجم الدین مفتی
اور بھی علمار سلطان سے کہنے لگے کہ ابتک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانون سے لڑے ہون
اسصورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہی خصوصًا اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کہیگی سلطان کفار کی حمایت
کرکے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہی اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے متاثر
ہوکر آدمی اُسکی پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقون سے ہی شایان محبت وہ ہی کہ آپ اپنی ولایت کیطرف
کوچ کر جائین کہ ہم بھی علمائے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہون ایلچی
ابھی مالوہ والون کے اُردو مین نہ پہونچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ اور آشفتہ ہوا بسبب
اس خیال کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار رکھتا تھا بہ تعجیل تمام شاہ
کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش ہوتا تھا جب یہ نوبت
اُسکی حد سے گذری سلطان نے عالمونکو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تم نے فرمایا تھا اور تعمیل اُسکی واجب تھی مین بجالایا اور اب
اس بے ناموسی کو اپنی اوپر قرار دیکر کل یہان سے کوچ کرکے احمال واثقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے
کہ میری مملکت ہی مقیم ہونگا اسحالت مین جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اُس سے لڑونگا اور ایسی تدبیر بتاؤ کہ حدیث
کے بموجب وبال شامل حال اسکے ہو پھر علما سے اُسکی تجویز کرکے دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کرکے
چارسو ہاتھی جنگی کہ اُن مین سے اکثر مست تھے جابجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبدالقادر خانجہان اور میسرہ عبداللہ خان میر
اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاءالدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دس ہزار سوار
انتخابی اور بارہ ہزار فیل جنگی دست چپ کیطرف قائم کرکے کمینگاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُس دن کو بھی اور روزون
کیطرح قیاس کرکے بے تامل تعاقب کیا اور بدرایت ہیچ مع سترہ ہزار فوج دکن مین پہونچا جب فرصت لشکر جمع کرنے
کی نہوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیرودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیستان پیل تن پر شوکت دکن نے کہ سالہا
دراز سے آرزومند جنگ یکدیگر تھے ہنرہائے ذاتی عیان کیے نظم دو لشکر بصحرا کشیدند فوج ؛ دو دریائے آتش بر
آورد موج ؛ شد از ہر دو سو لشکر آراستہ ؛ قیامت ز روئے زمین خاستہ ؛ نمودند شیران مفرد سوار ؛ بمیدان یکے بایکے
کارزار ؛ چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ؛ ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب ؛ جب طرفین نے سپرین سنبھالکر تلوارون پر
ہاتھ ڈالا اس جاپ سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھکر کمینگاہ سے برآمد ہوا اور بہ نفس نفیس
شیر ژیان اور پیل دمان کیطرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا جو نیزہ دار سامنے آیا تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا اکثر مرکوب غالب
کو مغلوب اور روح سے پیکر خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا کچھ دیر دار وگیر کی صدا بلند رہی پھر لشکر ہوشنگ شاہ تاب
اقامت نہ لایا معرکہ سے فرار و سرگشتہ وادی ادبار ہوا اور دکنیون نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہوکر تعاقب کیا پھر لڑائی سے تن و
سر مین جدائی ہونے لگی دو ہزار مرد اہل نبرد غنیم کے قتل ہوئے ساز و صلب احمال واثقال اُنکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ
کے حرم اور دو دختر اور دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی تنگی محاصرہ سے برآمد ہوکر
بیخوف وخطر نہایت دلیری سے متردد نکاسد راہ مثل مار دُم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُسکے ہاتھ آیا اُسے قتل کیا اور
بہت اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ اس سبب سے نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل وعیال

کو بہت اعزاز و اکرام سے لایا تسکین و تشفی دیکر جاے بجوف مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا
ہمراہ کرکے مالوہ کیطرف روانہ کیا اور نرسنگہ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو گھر لاوین
لیجا کر ضیافتونمین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی ازانجملہ ایک من الماس اور یاقوت اور مروارید عدن تھا اور
سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت ہاے لائقہ کے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی
مشایعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور مخلع اور معزز ہوکر وہان سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کیطرف راہی ہوا
اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھرلہ ہوا اور راے کھرلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی
لہذا اس معاملہ پر آن دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان احمد شاہ اسی یورش مین جب
حصار بیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین مع فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہوکر مانند فلک دوار کے سیار ہوا
نظم بنا لیدن درآمد طبلک باز ٭ درآمد مرغ صید افگن بپرواز ٭ زکیسو جستہ بازان سبکخیز ٭ چو خون صید کردہ پنجہ
تیز ٭ وزان سوے دگر شاہین بپرواز ٭ ربودہ نقد جان از کبک دراز ٭ اور اثناے سیر مین نظر خجستہ اثر اُسکی ایک صحرا
پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمۂ خور یا کوثر تھا اسکا صحن زمین مثل بہشت
برین اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات ورستنی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اُسکے سبزہ زار تھا باغ سے
زیادہ پربہار تھا چشمہاے سرد و شیرین روان تھے جانوران آبی تماز قرقرے مرغابی پران تھے کہین نیلگاے بہاڑی
ہران چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہو ہوکر گرتے تھے جا وران شام سحر اُسکی خاکپا مین طبلہ عنبر اب
کھولے ہوئے اور مسافران صبا و شمال اُسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک اذفر رکھے ہوئے تھے نظم زہر سو چشمہ چون آب حیوان
چراغ لالہ ہر جانب فروزان ٭ شقائق رستہ و سبزہ دمیدہ ٭ نسیم صبح جیب گل دریدہ ٭ ناگاہ اُس صحراے پر فضا مین ایک
لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خداع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین جادوگر
کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی فریب بہت صیادونکا دیکھکر کبھی اپنے تئین لطع خام گرفتار دام نہ کیا نظم
روبہکے چیست تو دغا پیشہ بود ٭ مایۂ تمغا چہ آن پیشہ بود ٭ لعبت و بازیگر صحرا ودہ ٭ وزد و گان بردہ ببازی تہ وہم
وصحرا الفغان بوداز وہ ٭ ہم سگ دہ لغرہ زنان بوداز وہ ٭ در رہ جستن تند تراز وہم ٭ گم شدہ سحر فلک فتہ بجاروب دم ٭ القصہ وہ
حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین رہا کرتی تھی اور نشاط و انبساط سے جست کرتی تھی اور چھپتی تھی اور لطائف الحیل سے اپکو سگان تیزدندان
کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی آندنونمین سلطان احمد شاہ نے تفریح کیواسطے حکم فرمایا کہ چند قلادہ سگان تیز چنگال اُس محتال
کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور دشت پر بہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گری نیرنگسازی سے ابتہاج
و سرور حاصل ہووے میر شکار نے وہ چند تازی شیر صولت اُسکے تعاقب مین چھوڑے اور لومڑی کی جو انپر نظر پڑی شعبدہ بازی
کرکے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ اُنکے چنگل و دندان سے اپکو رہا کرکے کسی سوراخ مین در آوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولان
مین سبقت کرکے چاہا کہ اُس تک اپکو پہونچا دین عاجز ہوکر اس بیت پر عمل کیا بیت وقت ضرورت چو نماند گریز ٭ دست
بگیرد سر شمشیر تیز ٭ بعزم ستیز رو آویز پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اور شہریار گردون وقار انگشت دانتون مین لیکر اسکی
جرات سے حیران ہوا اور اُسکے خاطر ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ یہ امر اس سرزمین جنت نزمین کی آب و ہوا کی تاثیر سے
ہے مناسب یہ ہے کہ اس مقام کو شہ نشین کرکے دارالملک گردانون پھر اپنا مافی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے کہکر

کیا نظم شہنشہ بہ پیرانِ سخن بر کشاد ۞ کہ انیک بر و بوم فرخ نہاد ۞ بسازم من اینجا یکے خوب جاے ۞ کہ باشد فضاش
مرا رہنماے ۞ بر آرم یکے قلعہ از سنگ لاخ ۞ بود اندرش باغ و ایوان کاخ ۞ شبستان کنم بر فرازم چو ماہ ۞ جہان کو بود
خور و تاج و گاہ ۞ یکے شہر سازم بدینجاے من ۞ کہ چہرہ بماند در و انجمن ۞ القصہ سبھون نے زبان بدعا و ثنا کھولی اور یہ
بیت پڑہی بیت ای شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل میکنند ۞ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ۞ جو کچھ خاطر اقدس مین
کہ جاے مصدر انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہی پیرتو ڈالا ہی صلاح دولت ابدپیوند ہی کسواسطے کہ یہ مکان مملکت
دکن کے وسط حقیقی مین واقع ہوا ہی اور آب و ہوا اس زمین کی بہ نسبت اماکن ہندوستان سے بہتر ہی اور مسودان اوراق کا کہتا ہی کہ مین
نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی مین مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ
ہی اور ایام برسات مین کہ خوبترین فصلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ اطراف شہر مین دس
فرسخ تک جو اکثر زمین سرخ ہی اور چپچپاہٹ نہین رکھتی سیر و شکار کیوقت ساون بہادون مین نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہی
نہ آدمی گھوڑونکا سم اور آدمیون کا قدم گل آلود نہین ہوتا کیچڑ کا چھینٹا سر پر نہین پہونچتا پاؤن نہین پھسلتا ہاتھ مین جوتیان
اور پائینچا چڑھانیکی نوبت نہین آتی ادہر مینہ برسا ادہر پانی جا بجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہگیا اور علاوہ اسکے یہ تکلف
ہی کہ جامہ اور بدن سرخ نہین ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمود گاوان الخاطب بخواجہ
جہان نے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اُس زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت مین کوئی مالک مربی نہین رکھتی
اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہین ہی لیکن وہ سرزمین اب تک پرمیوہ تر دیگر مقامون سے ہی القصہ جب بگان
صاحب قِران ارادہ سلطان سے واقف ہوئے نجومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حصار بیدر
کے نزدیک شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی نظم ز اختر شناسان
بپرسید شاہ ۞ کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ ۞ از و فرخم بسامان بود ۞ و با کار باخنگ سازان بود ۞ بگفتند یکسر کہ شاہ
گزین ۞ کہ خوبست و فرخندہ انجام این ۞ جب نجومیون نے یہ مژدہ جان بخش سنا یا مہندسان اقلیدس شعار
اور طراحان مانی آثار بلکہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ مین بقراط سقراط جالینوس زمان تھے اور ہر ایک امصار
اور اقطار سے سر بر دختر یا نظیر کے سلک مین منسلک اور منتظم ہوئے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت
کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے سمع مبارک مین پہونچایا کہ جس ساعت مین کیوان بلند ایوان نے اپنے
بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عشرت گستر برج ثور مین جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد مین کہ
خورشید کا آشیانہ ہی اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ مین زحل اقامت ڈالے
ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزارہا روپیہ صرف کر کے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر او معمار دانشور ہر ہر جگہ
تلاش کر کے آئے وہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اس مقام مین کہ قدیم الایام سے حصار بیدر تھا دار الامارہ خاطر خواہ
تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
دور عمارت شاہی مین طرح منازل و مساکن ڈالکر اُس شہر کا نام آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچہزار
سال بیشتر تصنیف ہوئی اُس مین لکھا ہی کہ قدیم الایام مین شہر بیدر راجایان دکن کا تختگاہ تھا اور بیدر راے کہ اُس شہر
تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اُسکے زیر نگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین جو نہایت عادل اور

عاقل و شجاع اور سخی تھا اور شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہی اور راجہ نل شاہ مالوہی غائبانہ راجہ بھیمسین کی دختر پر
کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور اُنکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہی اور شیخ فیضی شاعر نے
جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب اُنکی داستان سلک نظم مین منتظم کرکے اُسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت
اُنکے عشق و محبت کے اطلاع کی ہووے اُس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اسفراینی
کہ اُن دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے
اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر صلہ لائق اور فائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب بہمن نامہ
اس شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا
مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہی اور تیرا وصال رفع کرنے والا مواد غم و الم ہی ایسا
نہ کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کی ہند وستان کی سکونت
اختیار کرکے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ اُن دنون مین قصر دارالامارۃ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے
یہ ابیات موزون کین **ابیات** حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت ؛ آسمان شدہ از پایہ این درگاہ ست ؛ آسمان ہم
نتوان گفت کہ ترک ادب ست ؛ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ ست ؛ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ
نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگتراشان تلنگی کو جو تقلید مین
سحر آفرین تھے حوالہ کین اُنھون نے اُسکو سنگ نفیس و کلان پر کندہ کرکے دروازہ پر چسپان کیا ایکدن سلطان کی نظر اُسپر پڑی
شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتایج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے
فرصت اور عرض کا موقع پاکر گذارش کی کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہی اور
کہتا ہی کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہی پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے
زیادہ تر شگفتہ ہوا اُسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا شیخ بعد حصول شرف ملازمت مقبول طبع شاہ ہوا اور شاہ نے
خزانچی سے چالیس ہزار روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اُس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا لایحمل عطایا کم
الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کیواسطے حاضر کرو اور جو ساعت
نیک پہونچی تھی اُسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرماکر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی
اور گویا یہ رباعی اُسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہی **رباعی** صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ؛ یگانہ
داور دادار و بے نظیر و ہمال ؛ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت کرم ؛ امید بندہ نماندی بایزد متعال ؛ اور شیخ آذری
نے جو کہ رخصت کیوقت بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا
اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال
بسال کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اُسے دارالخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ
بہمنی تک شیخ کے نتایج فکر سے ہی اور اُسکے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرانے دولت بہمنیہ کے انقراض تک
ہر ایک نے جو کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کرکے سلک نظم مین کھینچکر ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری بہمنی نظم
کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دیکر دہ تمام کتاب اپنے نام تیار کی ہی لیکن خلاف رتبہ شعر سے

جان سکتے ہین کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہین ہے اور جب کلام اس مقام مین پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری
کا اس کتاب مین ثبت اور درج کرے وہ یہ ہے کہ وہ مشاہیر شعراے اپنے زمانے سے تھا جودت فہم وجودت ذکا مین
شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدرالدین رواس مشہد مقدس رضویہ علیٰ مشرفہا آلاف الثناء
والتحیہ مین الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواس ہین یا روشنا
شناہین شیخ نے جواب دیا مین رواس بصاد ہون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہین ہین کس واسطے کہ رواص کلام
عرب مین نہین آیا اُسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہے شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر مین
متولد ہوا تھا اسواسطے آذری تخلص کیا ہے میرزا نے فرمایا تم شاعر ہمیشہ نہین ہو وہ آذر بضم ذال ہے نہ فتح شیخ نے بدیہہ
جواب دیا کہ ذال اله آذر نے بہت برس ذال خواری مین گذرانی اور پشت اسکی دوتا ہوئی اور رسا تھا اسکے نزدیک ہوا
تھا کہ ذکر اُسکی پشت کا واقع ہووے لیکن بمقام شعور اور ادراک مین آکر قائم ہوا اور شہرہ اُسکی سب ہی ہوئی میرزا طبع بلند
خوشوقت ہو کر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر مشتاق اُسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت مین
درویشی طریق کیطرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر وطواف روضۂ منورۂ خیرالانام علیہ وآلہ افضل الصلواۃ واکمل السلام
کرکے عنان عزیمت ہندوستان کیطرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہونچکر قصائد غرا کہے اور
انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہو کر بخطاب ملک شعراے مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد حب وطن
اُسے جوش وخروش مین لائی پھر شہزادہ علاءالدین کے مساعی جمیلہ اور امداد موفورہ سے خراسان کیطرف مراجعت
کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بیت من ترک ہند وجبغہ وجیپال گفتہ ام ٭ باو بروت چونہ بیک جونمی خرم ٭ اور
شیخ دکن سے جب اسفرائن پہونچا اس حدود مین خیرات ومبرات بہت کرکے بقاع ورباط حسب استطاعت تیار کیے
اور طاعات وعبادات کی بجاآوری مین مشغول ہوا اور ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین رحمت ایزدی واصل ہوا یعنے
اس سراے فانی سے کوچ کرکے دارالبقا کی راہ لی اور یہ غزل اُسی کے نتائج افکار سے یادگار ہے **غزل** بہ مجلسی کہ درو
گنج کبریا بخشند ٭ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ٭ دلا بمیکدہا روز وشب گدائی کن ٭ بود کہ در دکیشان جرعۂ بما بخشند
شدیم پیر بعصیان چشم آن داریم ٭ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ٭ غلام ہمت آن عارفان تا کرم ٭ کہ یک صواب
بہ بینند وصد خطا بخشند ٭ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم داریم ٭ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند ٭ بہ نیم ساعت ہجر
آذری نمی ارزد ٭ ہزار سال گرش درجہان بقا بخشند ٭ القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت اندیشی کرکے شاہان
مالوہ کی خواہش کے موافق داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم مالوہ جو اسیر کا حاکم تھا اور اپنے تئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا چاہا کہ اُسکی بیٹی شمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادہ علاءالدین کیواسطے خواستگاری
کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان گجرات سے
متزلزل خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآوردہ کرین سلطان احمد بہمنی
کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کرکے برضا ورغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب دیکر بطریق
شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز وسامان واسباب نقد وجنس وکنیزان حور پیکر وغلامان زرین
کمر جہیز مین دیکر دارالخلافت احمد آباد بیدر کیطرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی سلطان

احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ مین جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان مین فروکش کیا اور شہر مین آئینہ بندی کرکے دو مہینے تک لوازم جشن وطوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اُس زہرہ جبین گوہر درج عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادہ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون پر تقسیم کیے ولایت رام گر اور ماہور اور کلم مع برخے ممالک برار سے شاہزادہ محمود خان کے سپرد کرکے اُسطرف روانہ کیا اور شاہزادہ داؤد خان کو اثاثہ شاہی دیکر اور امرائے قدیمی معتبر اُسکے ہمراہ کرکے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور رخصت کیا اور شاہزادہ علاء الدین والاشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کرکے اُسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا اُسے بھی شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہی اُسکے انجام مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کرکے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین اُسے باعظمت و شوکت تمام اسطرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہی باغی اور طاغی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کرے اور اُن راجاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلعہ اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متمردون اور مفسدون کو بانواع راستی علاج کرکے مملکت کو غل و غش سے بری کیا اور اُسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور تعلقہ مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور زر سرخ و سفید فیلون پر بار کرکے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمر بند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے بیشتر کوئی ملازم اُس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کیواسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشکر گجرات بہ قصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کیواسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہی فروکش ہوئے دونون مین کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادہ علاء الدین آب و ہواے کوکن کی بے اعتدالی سے علیل ہوکر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قرب و جوار کے سبب ایک دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طالع آزمائی کا ہی اپنا جوہر ذاتی دکھاے کہ نام صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اوس روز ہزارہا جوان سرمیدان مردانگی اور جوانمردی کرکے ایسے لڑے کہ پرے کے پرے خالی ہوگئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دی راہ عدم لی اور اسی دار و گیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسین بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دوسرا سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوئے اُنکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی مال و اسباب ساز و سلاح اسپ و فیل بیشمار گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اُس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوئی مجروح اور شکستہ

وخستہ ہوکر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم و غضب
کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم کر کے گجرات کیطرف
متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیواسطے گرم عنان ہوا دکنیون نے
قلعہ بہیول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ گجراتی
بہ عظمت و استیلائے تمام اُس نواح مین پہونچا سلطان ہمن نژاد نے محاصرہ سے دست کش ہوکر پیشقدمی کی اور مدت
مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کر کے جنگ مین سبقت نہ کرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے علماء و فضلا نے علماء
درمیان آکر نائرہ منازعت کو آب زلال مواعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے اور پرگنے تمہارے
زیر نگین اور تصرف مین رہے ہین اُسیپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نہ کرو صلح پر راضی ہو فراموش
حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی مین مذکور ہے کہ سلطان شاہ بہمنی گجراتیون کی فکر مین اور دکنیون کی شکست سے کہ جزیرہ مہائم تاریخ الفی
مین کھائی تھی مار دم بریدہ کیطرح پیچ و تاب کرتا تھا یہانتک کہ ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری مین خبر پہونچی کہ محمود خان لدھا
گجرات کسی تقریب کے سبب ولایت دربارہ مین مقام رکھتا ہے سلطان ہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر اوسپر فوج کشی کی
اور کوچ متواترہ سے اُس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکنیون نے
صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور آب تاپی کے
کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جاکر خبر پہونچائی کہ دکنیون نے خود آکے قلعہ بہیول
کو محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بہیول کیطرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہوکر ایکدن
صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہوگئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اُسی شب کو جو کہ دونون حاکم
ایلچی طلب تھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کیطرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخون نے قلعہ
بہیول کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اسیواسطے احتراز کر کے مشہور پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار ارک احمد آباد
بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا یا سلطان لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان نے اپنے بھانجے کو
کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اُسکے وجود کو سبب عدم حصول
سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ مین مواخذہ کر کے قتل کیا اور ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین ہوشنگ شاہ
مالوہی نے اُس خلاف کے سبب جو درمیان دکنیون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پاکر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور
نرسنگھ لڑائی مین مارا گیا قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف مین درآیا اور جب سلطان احمد شاہ اسطرف لشکر کش
ہوا نصیر خان والی اسیر مانع آیا اور اسنے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آوے بندگان خدا کی مفت مین جان جاوے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور
اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین عہد
و پیمان موکدہ لیکر اور سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارۃ کیطرف رخصت کیا اور اُسکے چند روز مین سلطان
احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جاکر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے
مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناظر الدین کربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین

اُسکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُسکی سفارش لکھی تھی پانچ روپیہ خاصہ سے اُسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے
اور سادات کربلاے معلے علے مشرفہا آلاف التحیتہ والثنا کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز اُسکا گذر
ایک مقام مین پڑا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خاصون سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے
گذرے شیر ملک کہ امراے نامدار سے تھا یہ اداسے بے ادبی کی اُسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے
کھینچو سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا
و رسول کے حوالے کر کہ سزا اُسکی دیگا اور جب موکب شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے سر ایک امرا
کو مخلع کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسے یاد آئی سلطان
نے فیل قصاب نام کو طلب کرکے شیر ملک کو اسکی پانون کی نیچی ڈالکر پامال کیا قطعہ ندیدے کس از خویش و از اجنبی
گرامی تر از اہل بیت نبی ٭ بجان معتقد بود سادات را ٭ جہان اہل تقوے و طاعات را ٭ الیقینش قوی بود و دینش درست
بجز داد گرباری از کس نجست ٭ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی
اٹھائیسوین تاریخ ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے
عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور انہین دنون مین
جب آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات وکرامات اُنکے عالمگیر ہوئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُسکے
خاندان کے مریدون سے تھے باتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے باتحف وہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تو
اُسنے وکالت سلطان مین دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مارکر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ
ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کرکے ملا قطب الدین کرمانی کو ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور اُنکے
مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کیطرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے
سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا دور سے سلطان کی نظر اُسپر پڑی
بے اختیار فریاد بلند کی کہ وہی فقیر ہے جو خواب مین اُس دن اس درخت کے نیچے کہ مع لشکر سلطان فیروز شاہ سے مین جنگ
کرتا تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اوسکی کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اسکے
پاس ہے تعبیر اس خواب کی صحیح ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کیطرف سے
دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے ابتک اس تاج کو مین نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا جو ایسا امر کہ سبب
اُسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اُسوقت تک امانتداری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک تقریب پیدا ہوئی
واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جسوقت ملا قطب الدین
کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز
دوازدہ ترک ہوجاے پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کرکے کہا کہ اے شاہ دغدغا اپنے
دلمین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا مین آپکے
ملاحظہ مین آیا تھا پس مین بے اختیار مولانا سے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکورہ
دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ درہند و شیخ در ماہان ٭ تاج بخشی چنین کنند شہان ٭ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے

اُس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب میں اعظم الشان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبرون پر فرمان اسی
عبارت سے میرے نام مذکور کرین اور اُسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف الدین حسن آبادی کو نعمت اللہ شاہ ولی
کی خدمت مین بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سواے ایک فرزند مسوسوم شاہ خلیل اللہ کے
باغ زندگانی مین اور ثمرہ نتھا اُسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کیطرف
روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بندر چول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی اُنکی سواری کیواسطے مع سید محمد صدر
میر ابوالقاسم جرجانی کی بھیجی اور جبکہ دار الخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادہ و امرا اُنکی پیشوائی کو تشریف لیگیا اور باعزاز
واکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جاے ملاقات مین قریہ اور مسجد تعمیر کرکے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ
خطاب فرماکر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز کے مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر اُنکی جو جہا لہ نکاح مین لاکر اپنی
دامادی مین معزز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ ولی ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین
ودیعت حیات سپرد کرکے حظائر قدس مین تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ
غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن کی طرف رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ
کی دامادی مین اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ موفور
الانعام واحسان فراوان ہوکر دوستکام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت
روانگی نہ آئی یعنی خاکدامن گیر دکن مین فوت ہوئے اور اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلی مراتب دنیوی
فائز ہوکر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک مین منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ
کہ اس قصبہ کے باہر ہے بعضون کا اعتقاد یہ ہے کہ اُسکے بھائی محب اللہ کے واسطے تیار ہوئی اور چند معرکون مین افواج
کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا کیا تھا سلطان احمد شاہ سے لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد
مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و معروف تھا قضارا
ایک قضیہ اُسکے درپیش آیا وہ شخص نہایت محتاج ہوا اُس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد اپنا
حاصل کیا اور وہ مرتہن اُس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثناے راہ مین ایک دشمن دوچار ہوا اور
فرصت پاکر تلوار کھینچکر دوچار زخم اسکے منہ پر مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کرچکا نہ وقت تمام راہی
ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور پس وپیش دشمن حملہ کرکے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان
وپنجہ شیری کہ رکھتا تھا اُسکو مارکر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آنکر سونگھنے لگا اور ایک دم جان اُسمین پایا
سر اُسکے پاؤن پر ملنے لگا ایسی حرکات کہ نہایت حزن وملال اُسپے ظاہر ہو ظہور مین پہونچائین اُس نے جب جانا کہ میرے
دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہے کتے پر نہایت مہربان ہوا اور اپنے قریہ مین کہ وہان سے قریب تھا گیا لیکن زخمون کے ٹانکا
سینے مین توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر نہوگا اور حال روز بروز بدتر اور
تغیر ہوتا ہے اور قوت زائل ہوئی ہے اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھسے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی
کی اور میرے دشمن کو میرے انتقام مین اسطرح سے ہلاک کیا جو حق ذمہ تیرے سے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی
طرح کا دعوے اور مطالبہ نہین ہے کتے کو برضا و رغبت مین نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے

بہتہ جاکر اُسکے احوال سے غافل رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اُسکی گردن مین ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جو ہین اُسپر پڑی آواز بلند اُسسے گھرک کر آثار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اُٹھا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر سر دھنکر مر گیا اُسکے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر حقیقت حال پر مطلع ہوا اور اُسکے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمین صرف کیے وہ گنبد اب تک موجود ہے **تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا** جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر کے تخت پر جلوس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطر داری اور رعایت مین دریغ نفرمایا گھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب زر ریز عنایت فرمائی اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امراسے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل کرکے امور مملکت مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ مین بدولت وحشمت بسر کی تھی امیر الامرا کرکے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان کو بشوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اُسکی بابت مین دلیل بیجا اُٹھاتا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنہرہ مین داخل ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوئی راے بیجانگر نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر اٹھائیس لاکھ ہون نقد اور دو سو گائنین رقاص و ہنرمند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزین عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کے واسطے مع فوج روانہ کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپ کو سلطنت مین شریک کیا ہی مناسب یہ ہی کہ سلطان علاء الدین شاہ ان دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرمانروائی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کرکے ایک پر آپ متصرف ہوکر اور دوسرا آپکے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہ ہی کہ اسی مقام مین آپ مقیم ہوکر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھاکر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب اُنھون نے اسکے ارادے سے واقف ہوکر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی پشت ہوکر فوج کثیر جمع کی مدکل اور رایچور اور شعلہ پور اور بلدوک کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآورد کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ دادا کی بجالایا تھا اور وہ ہمارے بجائے جد مجید تھا ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سر دفینون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کرکے سرکش بھائی کی گوشمالی کی عزیمت کی اور دار الملک سے نہضت فرمائی اور ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کامگار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگجو سے فلک کا دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اُسکی شعلہ زنی نے خورشید آسمان کا چہرہ روشن کیا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر اُن امرا سے جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوئے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کوہ و دشت دور دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرمائے

تقصیر

اور زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر جس طور سے ممکن ہوسکا اپنے پاس بلا یا اور شمول
عواطف فراوان کیا اور جو دوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ مین نزہتگاہ عالم آخرت کیطرف
خرامان ہوا رایچور کو جو جملہ ممالک تلنگ سے ہی شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کیواسطے مقرر کرکے معہ تجمل شاہی اُسطرف روانہ
فرمایا اور اُسنے مدت مدید اُس مقام مین استقامت کرکے اپنی اوقات بعشرت و نشاط بسر کی اور دلاور خان کو برز رنوروز
آٹھ سو چھیاسی ہجری مین مخلع کرکے رایان دکن کی تنبیہ اور تدارک کو کہ عجب ایک جماعت سرکش تھی تعین فرمایا اور راجاے ۸۸۲
قلعہ راتیل اور سنگیسر نے جب بار جزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا دلاور خان نے راے سنگیسر کی بیٹی سلطان کیواسطے لیکے مع
خزائن جلیلہ دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاء الدین اول اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور
سنگیسر راے کی دختر کو جو کہ بہرہ خصائل کو کہ مین صورت اور زیبا سیرت کہ عبارت خوش شکلی اور موسیقی دانی سے بے نظیر تھی منظور
نظر التفات کرکے بنام زیبا چہرہ ممتاز کیا چنانچہ آوازہ اُنکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر مین اسلئے کہ دلاور خان نے مال
وافر رایان کوکن سے رشوت لیکر اُنکی اطاعت کے قلع اور استیصال مین عمدا تساہل و تغافل کی اس امر سے سلطان کا دل صفا
منزل اُس سے مکدر ہوا اور اُسنے اس امر کو دریافت کرکے مُہر وکالت شاہ کے حضور بھیجی اور بتضرع و زاری مستعفی ہوکر اُس
مہلکہ سے نجات پائی مہر و منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا رجوع ہوا خلق خلق رشت اُسکی سے
بتنگ آئی اور ہمیشہ اُسکی شکایت شاہ کی خدمت مین معروض رکھی دشمنی پر محمول ہوکر اثر پذیر نہوئی روز بروز اُسکی
عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاء الدین شاہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلان
معاملہ کا سرانجام کر اُسنے جواب دیا کہ آج مین اسکیطرف نہین مشغول ہوسکتا ہون دوسرے وقت بجا لاؤنگا شہزادہ نے بعد دو
تین دن کے آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک وہ مہم مشخص نہین ہوئی ہی تمسے اُسکا انجام بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب
دیا کہ یہ امور محبت تعلق رکھتے ہین آپکو اسمین سعی کرنا مناسب نہین ہی شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا
اور بیتاب ہوکر ایک سلحدار شاہی کو طلب کرکے فرمایا جسوقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کرکے
میرے ملازمون کے پاس پناہ لینا کہ وہ تیری محافظت مین تقصیر نکرینگے اور وہ سلحدار نے بھی جو اُس لش کٹے سے آزردہ خاطر
تھا اُسی دن کسی عرض حال کے بہانہ اُسکے روبرو جاکر ایک ضرب خنجر تشنہ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون
نے جو وہان حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اُسپر پہونچنے نہ دیا اور دربار شاہی مین
جب شور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کہ اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کیواسطے باہر آیا اور اُس معاملہ کو یاد کرکے
عرض عالی مین پہونچایا کہ فلان سلحدار نے خدمتگار قدیم ہی اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہی دستور الملک کہ اُسکا حوال بد مین
مشغول ہوتا تھا اور اکثر اُسے دشنام فحش دیتا تھا اُسکے دست ظلم سے بتنگ آکر آج اُسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون
نے کہ اُس مقام مین حاضر تھے اُسے گرفتار کرکے مقید کیا ہی اس بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی سلطان نے اس سبب سے
کہ اوائل مین ایک تو کسی کے قتل کیواسطے حکم صادر فرمایا تھا دوسرے شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور
حمایت اُسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب میان من اللہ دکنی کو جو دانشمند اُس عصر کا تھا
اور خصائل حسنہ کی صفت مین موصوف تھا رجوع فرمایا اور سنہ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین زوجہ سلطان مسماۃ آغا
زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبہ اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی

نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تسخیر مملکت برار کا عازم ہوا اور
آدمی پوشیدہ امرائے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور اُنھون نے متفق اللفظ والمعنے
اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اُسکی نوکری اختیار کرکے اُسکے مخالفون کو شمشیر
تیز سے مارینگے غازی ہونگے پھر ایک عریضہ مشعر وفور اخلاص و اعتقاد اور التماس قدوم نصیر خان کی درگاہ مین ارسال
کیا اور وہ بیلے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار اور پیادہ بیشمار کہ راجہ گونڈوارہ نے اُسکی مدد کے واسطے روانہ
کیے تھے ولایت برار مین درآیا اور امرائے نمکحرام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا
مقید کرکے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خان جہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہوکر قلع ترنالہ مین جاکر متحصن ہوا اور حقیقت حال
سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت مین اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے اُمرا نصیر خان کے شریک ہوکر بملاحظہ اُسکا
خطبہ پڑھتے ہین اور قلعہ ترنالہ کو محاصرہ کرکے تسخیر کے اندیشہ مین پڑے ہین اسلیے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا
اور ارکان دولت کو طلب کرکے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت اُمرائے معتبر دکنی عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا
شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کسواسطے جسوقت کہ ہم اُس طرف لشکرکشی ہونگے شاہان گجرات اور مندو اور رایان گونڈواڑہ
اُسکی مدد کو آوینگے سلطان نے اس بات سے رائحۂ نفاق سونگھکر اُس مجلس مین خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار
دولت آباد کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اطاعت اور جانسپاری کے سوا چارہ
نہین ہے لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہے کہ شکست جزیرۂ مہایم کی امرائے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع
ہوئی اس لیے یہ لوگ رشک و حسد سے نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابنائے جنس کہ اُنھین غریب و محتاج کہتے ہین خدمات
شائستہ ظہور مین پہونچے اگر سلطان جمیع امرائے مغل کو مع خیل خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس
کام مین دخیل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور یمن اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نیک ترین وجہ سے انجام دون
اُسکے بعد سلطان نے امرائے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین مصلحت کیا ہے میان منہ اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ
مصلحت بزرگ ہے چاہیے کہ آزمائش کیواسطے تمام غریبون کو برسم مقدمہ روانہ فرمائیے اگر غالب آئین فہو المراد وگرنہ
سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیئے سلطان علاء الدین نے یہ رائے پسند کی اور تین ہزار مغل تیرانداز کہ تمام خاص
خیل سے تھے یکقلم ہمراہ اُنکے تعین فرمائے اور اسی طریق سے امرائے عرب کو کہ بعضے پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر
تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہے قاسم خان صف
شکن قراخان گرد علی خان سیستانی میر علی کافرکش افتخار الملک ہمدانی احمد بیگ تازرستم خان مازندرانی حسین خان بدخشی خسرو خان
اوزبک بہادر خان اوزبک مجنون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونون شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اُس جماعت
کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امرائے دکنی اور حبشی کو اُس حدود مین جابجا سرحد کی محافظت کے واسطے بالتخصیص
سرحد گجرات اور مندو کیواسطے تعین کرکے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بنہایت شان و تجمل سے برار کیطرف
متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعۂ ترنالہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جاکر قصبہ مہکر
مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امرائے دکنی کے کہ اُسکے ہمراہ تھے ایلچپور اور مالا پور کیطرف
بھیجا کہ اُسطرف جاکر رایان گونڈواڑہ کا سد راہ ہو تاکہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود کوچ متواتر اور سبیل استعجال تمام

روہنکھیر کی سمت جو لشکرگاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روہنکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون سے جنگ ہوئی اور غریبون
کو خدا نے ظفریاب کیا اور نصیر خان نے شکست پائی اور برمبارک خان کر روہنکھیر سے کوچ کرکے بتعجیل تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم
لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُسکے تعاقب مین برہانپور
گیا اور نصیر خان تاب نہ لاکر قلعہ للنگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت کرکے وہان کے کفار متمول سے
زر و جواہر اور اقمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور اپنا کام کرکے پھر شہر برہانپور مین آیا اور
عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلا کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا آوازہ بلند کیا لیکن بہرات گئے کوچ کرکے دفعتہً للنگ
کیطرف تاخت لیگیا اور چار ہزار سوار سے وہان کے اطراف مین پہونچا نصیر خان والئ دکن کو فتنگی اور ماندگی غنیم کی تصور کرکے
بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن
خاندیسیا گاپاے ثبات میدان کین سے ہلگیا راہ فرار پائی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور برار کے امرا سے پانچ مقتول ہوئے
اور خلف حسن بصری ستر فیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کرکے مظفر و منصور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان کی
قدر فضل اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادہ ہمایون کو مع جمیع امرا و ارکان دولت چار کوس
آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر و ٹیکا مرصع نوازش فرما کر
دولت آباد کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرما کر زیادتی مناصب
اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی دختر دیکر اپنی دامادی مین معزز
کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین داہنی طرف عربی اور بائین جانب دکنی اور حبشی حاضر رہین اور اس التفات کے
سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے جب وقت دکنیون
نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے بعد تقریباً مقام مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین دیوارا سے حاکم بیجانگر
نے ارکان دولت اور برہمنہ معتبر کو طلب کرکے استفسار کیا کہ مملکت کرناٹک باعتبار طول و عرض و محصول مین مملکت
شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری افواج بھی انکی جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ اکثر اوقات
غلبہ مسلمانونکی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باجگذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حق سبحانہ تعالے نے مسلمانون کو تیس
ہزار سال سے بلکہ زیادہ ہندون پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا اور یہ امر ہماری کتب مین مشروحاً اور تفصیلاً لکھا ہے اس سبب سے
اکثر اوقات ہنود مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جواب دیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ اُنکی فتح کی باعث
ہوتے ہین اول یہ گھوڑے اُنکے تیز رو اور چالاک اور کلان ہین اور ہمارے گھوڑے ٹانگ اور کم قوت اور لاغر ہین دوسرے
یہ کہ لشکر بہمنیہ مین تیرانداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اسواسطے دیوارا سے نے حکم کیا کہ مسلمانون کو نوکر رکھین اور
جاگیرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کرکے اسلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور مصحف اقدس رحل پر
رکھکر روبرو رکھین تو مسلمان اُسکی تعظیم و تکریم بجالاوین اور ہندؤن کو تیراندازی سکھاوین چنانچہ اُسکے اعیان
دولت نے انتہین تدبیرین کرکے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ ہزار پیادہ مین آیندہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ
پیادہ تو نکمہ نہت کرکے ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم پہونچا سکین
اور اُسکے بعد اہالی سرکار دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کا فرجو علم تیراندازی سے عاری

اور خالی نہ تھے ہمراہ تین لاکھ پیادہ کی ترتیب دیکر دیورائے کی نظر ثانی مین لائے اور اُسنے ہوس تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ کی اور سنہ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین بجوش و خروش تمام لشکر کثیر لیکر انکی ولایت پر فوج کش ہوا اور آب تنبہدرہ سے عبور کرکے بجبر و قہر تمام تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ رایچور اور بنکاپور کے محاصرہ کیواسطے مامور کرکے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اُسکے آدمیون نے تاخت بیجا کر آتش ظلم و بیداد شعلہ زن کی سلطان علاءالدین نے اس خبر کے سنتے ہی عازم مقام کفار ہوکر لشکر برار اور دولت آباد و بیجاپور کے جمع کے واسطے حکم دیا اور جب چارون طرف کے فرقدار احمدآباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے سلطان علاءالدین نے ساعت سعید مین مع توپخانہ اور بھی آلات و اسباب حرب و ضرب سے باعظمت و شوکت فراوان نہضت فرمائی اور دیورائے بھی اُس حدود سے کوچ کرکے قلعہ مدکل مین آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کرکے سوار اور پیادہ کی جنگجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادہر مقام کیا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیورائے کے فرزندنکی تادیب و تنبیہ کیواسطے بھیجا اور خان زمان سپہ سالار لشکر بیجاپور اور خان اعظم فوج برار اور تلنگ کے افسر کو دیورائے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن خان بصری نے اول قلعہ رایچور کی طرف جاکر دیورائے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقاتلہ کیا اور اُسے مجروح کرکے معرکہ سے پسپا اور مفرور کرکے بنکاپور کیطرف متوجہ ہوا ابھی وہانتک نہ پہونچا تھا کہ دیورائے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کرکے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے کے عرصہ مین تین مرتبہ سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان غالب ہوئے کفار پر شکست کے آثار ظاہر ہوئے کسواسطے کہ دوسری مرتبہ دیورائے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہوکر خلف حسن بصری کے معرکے سے بھاگا تھا اس مرتبہ خان زمان کے نیزۂ جانستان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ و بدحواس ہوکر اُسکی لاش پاش پاش اُٹھاکر قلعہ کیطرف راہی ہوئے بیت فتادند از کافران بیشمار ٭ گریزان برفتند اندر حصار ٭ اور فخرالملک دہلوی اور اُسکا بھائی کہ دونون نے اجلہ امرا سے تھے شمشیر و گرز و خنجر دیکھ بھال کر کمانین چڑھائین ترکش دیکھے نیزہ سنبھالا اور ڈھال کی اوجھل مین ہوکر مفرورون کے تعاقب مین روانہ ہوئے جوکہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اُسی گرم خیزی مین سر تن مین جدائی کرنے لگے اور اسطرح سے شمشیر مارتے ہوئے اور مردونکو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب قلعہ مین داخل ہوئے اور کفار نے جو یہ جرأت اُن دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی انھین زندہ دستگیر کیا اور دیورائے کے پاس لیگئے دیورائے نے اُنھون قید کرکے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامہ ماتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان علاءالدین نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونون بہادر شیر میستان شجاعت و پیلتن اژدر دربر شوکت جو کہ قلعہ مین آئے ہین مین ہر ایک کو بروز کارزار ہزار سوار کے برابر فرض کرتا ہون اور علاوہ اسکے رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ مین مقرر ہوا کہ عوض ایک مسلمان کے لاکھ ہنود قتل کرین اور اگر تم انھین آزار جانی پہونچاؤگے یقین جاننا کہ مین ہر ایک کے عوض لاکھ ہنود قتل کرونگا اور دست تعرض اُس ملک کے دامن سے نہ اٹھاؤنگا اور دیورائے جو تعصب بہمنیہ کا خوف و ہراس دل مین قبول کیا تھا گھبرایا اور ایک آدمی معتبر شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ جواب دیا کہ اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری ولایت پر لشکر نہ بھیجے تو مین بھی متعہد ہوتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجکر فخرالملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو تسلیم کرونگا اور من بعد قدم دائرہ

اطاعت در جادۂ فرمان برداری سے باہر نہ رکھو نگا سلطان نے اُسکے التماس کے موافق عہدنامہ ترقیم کرکے ارسال فرمایا اور دیورائے نے فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو مع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہاے لائق اور باج چند سالہ خدمت شاہ مین ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی با زین ولجام مرصع اُسکے واسطے بھیجکر علم مراجعت بلند کیا اور جبتک مسند دکن اُسکے وجود سے مشرف او زینت پذیر رہی دیورائے نے ہرسال پیشکش بھیجکر دروازے مصادقت کے مفتوح رکھے اور اُسنے بھی اپنے عہد پر وفا کرکے کبھی ولایت کرناٹک پر چڑھائی نہ کی او کہتے ہین کہ سلطان علاءالدین نے اپنے عہد سلطنت مین احمدآباد بیدر مین ایک دار الشفا نہایت لطافت او صفائی سے تیار کرکے چند قریہ وقف فرمائے تھے تاز رحاصل اُسکا صرف ادویہ اور اشربہ ہوکر اطبائے مسلمان وہنود بیمارون کے معالجہ مین مشغول رہین اور قضات امانت دار اور محتسبان متدین کو شہر ولایت مین مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مینوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب نہ پیئے اور جوانہ کھیلے اور قلندران دریوزہ خوار کو طوق آہنین مین مطوق کرکے پاک کرنے شارع عام اور سنگ وخاک روبی اور بہ تمام اعمال شاقہ تعذیب فرمایا تھا تو متنبہ ہوکر کسب معیشت مین مشغول ہووین اور قلمرو سے باہر جاوین اور اگر اعیان کوئی آئین سے باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے بیباکی کرتا شرب خمر یا کسی اور مسکر مین اقدام کرتا تھا سیسہ پگھلا اُسکے حلق مین ڈلتے تھے اور یہ حکم عام وخاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسودراز کے ایک نواسہ نے ایک فاحشہ شتاہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر حالت مستی مین اُسکے سرکے بال تراش کر خوب زدوکوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اوسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کرلیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو منڈوین لیجاکر سر بازار کہ تمام خلقت دیکھکر عبرت پذیر ہو دوسو تازیانہ ہاتھ اور پاؤن مین مارین او قسم دلوین کہ پھر شراب نہ پیئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے شہر مین تشہیر کرکے شہر بدر کرین منقول ہو کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاءالدین پر مقرر ہوئی اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اُسکے زمانہ مین نہ رہا اور جمعہ کی نمازون اور عیدین کے دوگانہ مین منبر کے قریب حاضر ہوکر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم وتعدی اور تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستون کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑکر مسجدین بجاے اُنکے احداث کین اور نصارا اور برہمن بغیرہ سے کلام نہ کرتا تھا اور مہمات دیوانی مین دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجانگر کے یورش سے فارغ ہوکر عمر کی عیش وعشرت اُسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی درگاہ لقرون سپرد کرکے ایک ہزار عورت ہند جمیلہ سراپردہ شاہی مین جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ مثل روضۂ رضوان اور ایک قصر مانند فردوس بریں بڑے غم وملال سے بنیاد رکھتا تھا اور اُستادان خطہ کون وفساد نے اُس باغ اور عمارت کا نظیر معمورۂ آب مین بنیاد نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اُس باغ مین بادۂ گلفام کستجرع اور لعل لب لبران سیم اندام کے ملذذ اور استماع نغمہ ہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور بنہایت خوشتن داری اور رعایت کم آزاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات فرماتا تھا اور حکیم آرزاقی نے اُس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہو بیت گوئی کہ ماہ ومشتری از برج آسمان تحویل کردہ اند بباغ خدایگان ہو اور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار یا پانچ مہینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اس جہتہ سے دکینون نے اُسکے دور مین رخنہ ڈالا اور میان من اللہ دکنی کہ کیل شاہی

دار الشفا
مینوشی
نصارا
آرزاقی

نہایت مستقل ہوا اُسکے بعد سلطان قلاع سواحل دریا کا عازم ہوا خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اُس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبہ جاکنہ میں جو شہر جنیر کے قریب ہے استقامت کر کے اُس قلعہ کو تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کو کن میں بھیجتا تھا اور اسطرف کے راجاؤں کو پیش قدمی کر کے زیر و زبر کرتا تھا یہانتک کہ اجل تقاضی ہوئی خود اُس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اُس حدود کو جو ایک کافر مسمی سرکہ کے تصرف میں تھا محاصرہ کر کے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ حوزۂ اسلام میں در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کر کے معروض کیا کہ میرے اور راے سنگیسر کے جو والی قلعہ کندھانہ ہے ہمسری ہے اگر میں حلقۂ اسلام میں داخل ہونگا اور وہ اسی طور اپنی مقرر دولت میں متمکن رہیگا آپ کی مراجعت کے بعد زبان طعن دراز کر کے عشائر و قبائل کو مجھسے منحرف کریگا اور ملک اتنے قرن کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہے اُسپر متصرف ہوگا اگر آپ عنان عزیمت اسطرف معطوف فرماویں تھوڑی توجہ میں اُسے بھی دستیاب کر کے اس حدود کو بھی بندہ سے رجوع فرماویں یا اُسکا سرتن سے جدا کر کے اس مملکت کو ایک امرا کے سپرد کریں بندہ کلمۂ طیبہ توحید پڑھ کر غلامان شاہ اسلام میں منتظم ہوگا اور ہر سال اسقدر مال خزانۂ عامرہ میں داخل کریگا اور اسکے بعد اس اطراف میں اگر کوئی متمردی اور سرکشی سے اداے زر واجب سرکار میں تغافل یا تعلل کریگا یہ کمینہ اُسکا جواب دہ ہوگا خلف حسن بصری نے کہا کہ میں نے سنا ہے راستہ مداخل و مخارج اُسکا بہت تنگ ہے اور وہاں پہونچنا نہایت دشوار اور اشکال ہے سرکہ نے جواب دیا جسوقت کہ مجھسا دولتخواہ مقدمۃ الجیش ہوگا راستہ طے کریگا اور اُس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار نہ پہونچیگا اور بے مشقت کل مقصود ہاتھ آویگا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت میں جاری ہوا تھا اسواسطے دشمن کے قول پر اعتماد کر کے سنہ ۸۵۵ آٹھ سو پچاس ہجری میں اسطرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کر کے جدا ہوئے ۸۵۵
اور خلف حسن بصری کے ہمراہ بیشہ میں نہ آئے اور خلف حسن بصری تقلید میں مبتلا ہو کر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن راستہ کشادہ اور خوب کہ اُسکو کسی شخص نے دکھایا تھا طے کیا اور چھوٹے بڑے اُس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گمراہ ایسی راہ لیگیا مصرع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود ٭ اور ملکہ پرپیچ و تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقوں کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اُسکا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اُسکا ٹیلا بلند دیکھکر دہشت کھاتا تھا نظم نہ خورشید کردی رہ روش مساحت ٭ نہ تقدیر کردی حدودش مقدر ٭ گیاہش ز درشتی چو دندان افعی ٭ ہوائش از عفونت چو کام غضنفر ٭ ز آبش اجل رستہ و زر با پیکان ٭ ز خاکش خنک رستہ و زنہار خنجر ٭ نشیبش ز الماس گسترده منبر ٭ فرازش ز آتش ہو پوشیدہ چادر ٭ رہ پیچ پیچش چو زنار راہب ٭ فرو رفتہ ز اطراف محراب و منبر ٭ اور جب اُفتاں و خیزاں مسافت طی کی ایک ایسے جنگل میں پہونچے کہ ہوا کو اُسکے مسالک اوراق سے گذر دشوار تھا اور تین طرف اُسکے پہاڑ سرکشیدہ تا فلک دوار تھا اور اُن پہاڑوں میں ایسے درے واقع ہوئے تھے کہ اُنکا عمق تحت الثرے پہونچنے سے گنج قارون اور پشت گاؤ ماہی نمایاں تھی اور ایک طرف اسکے خلیج مثل دریا محیط اور جنگل اور پہاڑ اور غار پیوستہ تھے اور اُس راستہ کے سوا کہ آئے تھے دوسرا منفذ پیک اجل کی آمد و شد کے سوا کسی سبیل سے ممکن نہ تھا نظم کسے ندید فرازش مگر بچشم ضمیر ٭ کسی نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان ٭ کسے بر قد نشیبش نشیب سیاہ درو جز کبودی گردون ٭ ندیدہ ہیچ نشان ٭ اور خلف حسن بصری جو اُنکے دونوں ہمالی خرابی میں گرفتار تھا اتنے میں

چالیس مرتبہ سر قدم پر جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہون سود مند نہوئے
تھے اول یہ کہ فوج خود خستہ اور ماندہ نماز شام تک آئی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچی تھی نزول کر چکی تھی
یہ کہ اُس جنگل مین ایسا مقام میسر نتھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کر کے شب کو بسر کرین اُسوقت کہ آدمی اپنے حال مین گرفتار
تھے سرکہ کافر سرکہ فروشی کر کے پہاڑ کے درون مین سیماب کیطرح نایاب ہوا اور راے سنگیسر کو پیغام دیا کہ ایسا شکار تیرے
واسطے لایا ہون اور یہ منصوبہ اس سے بہتر نہ بن پڑیگا بس جو کچھ تجھسے ہوسکے بجا لا اور تقصیر نکر غرضکہ راے سنگیسر تیس ہزار
پیادہ توپچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اُسکا شریک ہوا جب آدھی رات آئی
اطراف و جوانب درون و جنگل سے در آئے او خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے نیچے بطرق
گوسفند ذبح کیے کسواسطے کہ باد تند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولون کی فریاد ایک دوسرے کے
گوش زد ہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے خبردار نہوتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ راستہ نہین سوجھتا تھا اور رات
تاریکی دہشت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے مردمان کے قتل سے
فارغ ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسی کی فریاد کو نہین پہونچتا ہے باطمینان تمام خلف حسن بصری ملک التجار کے سر پر تاخت لائے
اور سہل ترین وجہ سے اُسکو مع پانسو سید نجف حسن کہ اُنمین مدنی اور کربلائی اور نجفی وغیرہ بھی تھے شہید کیا نظم شب
تیرہ بود و گذرگاہ تنگ ؛ کہ دشمن سوی جنگ بازید جنگ ؛ درخشیدن تیغ افراشتہ ؛ چراغ براہ اجل داشتہ ؛ برون جستہ
تیر از کمین و کمان ؛ شدہ مرگ را رہبری جان ؛ جہانے شد آغشتہ در خاک و خون ؛ یکے سر فگندہ دگر سرنگون ؛ ازان
جنگجویان سواری نماند ؛ وزان سرکشان نامداری نماند ؛ ہر آنکو نشد کشتہ بگریختہ ؛ بیکبار از ہم فرو ریختہ ؛ برفتہ بدانگونہ
ہر کس کہ زیست ؛ کہ بر زندگی شان بباید گریست ؛ القصہ اُس لشکر کے بقیۃ السیف کہ حسب تقدیر زندہ رہے تھے
بمشقت بسیار اُس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اُس جماعت امراے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق کر کے
اُس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور اُنھون نے اُنسے یہ بات کہی کہ تمھارا حال نہایت پریشان ہے مناسب یہ ہے کہ
اپنی جاگیرون مین جاؤ اور جلد سامان درست کر کے پھر آؤ پھر جمیع دکنی او حبشی غارت خوردہ اپنی جاگیرونکیطرف راہی ہوے اور مغلون
نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہین ہم سلطان کے بدون حکم نجائینگے ہان قصبۂ چاکنہ جو خلف حسن بصری کا
نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہے وہان جا کر بقرض و وام سامان اپنا درست کر کے جلد آتے ہین اور جب امراے مذکور نے
یہ امر تجویز کیا چاکنہ کی سمت روانہ ہوئے اُسوقت بعضے مغلان ناعاقبت اندیش نے اپنی زبان پر لائے کہ ان امرا کے
نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوئے ہم قصبۂ چاکنہ مین پہونچتے ہی ایک عرضداشت
مشتمل حقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور یہ جب خبر دکنیون نے سُنی ہراسان ہوئے اور سبقت کر کے از راہ مکر و حیلہ
شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک زمیندار سرکہ نام کی ہدایت اور سادات اور مغلون کی ترغیب سے فلان
بیشہ مین در آیا اور ہر چند ہم خیر خواہان قباحت اس امر کی بلطائف الحیل چاہتے تھے کہ اسکے دل نشین کرین جو پردۂ
تقدیر کا اُسکی آنکھ پر چھایا تھا دولتخواہون کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور اُنھین وہ پہونچا جو کہ پہونچنا تھا اور
خلف حسن بصری کے سانحہ کے بعد ہر چند ہمنے امراے مغل اور سادات و خاصہ خیل کو سمجھایا کہ مناسب دولتخواہی کی یہ ہے کہ شاہ
سے سپہ سالار طلب کرین اور اتفاق کر کے سرکہ اور راے سنگیسر سے انتقام لین یہ امر بھی قبول نہ کیا اور

سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ جاکنہ کیطرف روانہ ہوئے اور اُنکے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ جاکنہ مین متحصن ہوکر کوکن راؤن سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کرکے فتنہ قوی برپا کرین اور عرائض مشیر الملک دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اُسنے عین بدمستی مین عرائض سلطان کی نظر سے گذرانکر خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا سا تھ ایسے اقبح صورت کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب و غفلت سے معاملہ کے کنہ مین نہ پہونچا مشیر الملک دکنی اور نظام الملک بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور اُنکے تفوق اور غلبہ سے ایذا اٹھاتے تھے امرائے جاکنہ کے قتل کیواسطے تعین فرمایا اور مثل عبید اللہ زیاد اور شمر ذی الجوشن علوت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درپے ہوکر مع لشکر کثیر اسطرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب و عجم امرا وغیرہ نے یہ خبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ جاکنہ مین متحصن ہوکر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی کیفیت امر اور اظہار اخلاص و یکجہتی احمد آباد بیدر کیطرف روانہ کی لیکن جو عرضداشت انکی اثنائے راہ مین مشیر الملک دکنی کے ہاتھ آتی تھی وہ چاک کرکے پرزے پرزے کرتا تھا اور اُسے منظور تھا کہ یہ دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت اور تحریر کین اور جو اپنے جنس کے ایک بھیجا متعمد تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو برسون سے اُنکے پروردہ نعمت تھے، دیگر ہر ایک کو ایک راستہ سے روانہ کیا اور ان بدبختان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہونچائین اور اُسنے نفرون کو خلعت و اسپ و خرچ وافر سے قوی پشت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور رستون کے انتظام مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت مین سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلواۃ و السلام اپنے کام مین حیران اور پریشان ہوکر رضائے الٰہی پر شاکر ہوئے اور تمام امرائے غریب باتفاق باہمی غلہ اور آذوقہ بقدر الامکان قلعہ مین فراہم کرکے مقام مدافعہ مین ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہونچی امرائے دکنی کو جو کوکن مین تھے اور یہ فساد انکھین کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کیواسطے طلب کیا اور جنیر اور اُس نواح سے بھی پیادہ ہتیار جمع کرکے قصبہ جاکنہ کیطرف آئے اور اُسے محاصرہ کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش کرتے تھے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو بھی ہمیشہ دکنیون کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین کہ عربی جادہ مخالفت اور حرامخوری پر ثابت قدم ہین اور سلطان گجرات سے مدد طلب کرکے چاہتے ہین کہ قلعہ اُسکے سپرد کرین اور دکنی صاحب دخل جو عمادہ دولتی نہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر مین در لاکر اُسکے جواب مین فرامین اس عبارت کے متواتر و متوالی بھیجتے تھے کہ جماعت غریبان طاغی اور باغی کی قلع و قمع مین کوشش کرکے قتل و سیاست مین ایسے مساعی جمیلہ ظہور مین پہونچا دین کہ دوسرون کو عبرت ہووے اور عرائض غریبون کی اگرچہ مشقت و محنت تمام دار الخلافت مین پہونچی تھی دکنی بادشاہ کے مزاج مین ایسے دخیل ہوئے تھے کہ اُن دنون مین مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف نہوتا تھا یہ لوگ عرائض غریبون کے متعلقون سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرانتے تھے اور انھین یہ جواب دیتے تھے کہ ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہین اور آنحضرت قہر و غضب کی شدت سے جواب کیطرف توجہ نہین فرماتے اور بیچارے غریبون نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ آذوقہ رو بانحطاط اور کمی مین لایا ہے اپنے زن و فرزند کو مع ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑین اور خود باتفاق تمام برآمد ہوکر بسبیل استعجال احمد آباد بیدر کی طرف

جا کر سلطان سے عرض حال کرین مشیر الملک دکنی اور نظام الملک اور بھی دیگر دکنی اُنکے ارادہ اور فکر سے واقف ہو کر کہنے لگے کہ اگر
غریب ایسا کرینگے ہم بھی اُنکے تعاقب مین روانہ ہونگے اور جبتک ہم مین سے ایک جماعت کثیر قتل نہو گی اُنپر غالب نہونگے اور
اس صورت مین کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہے عمل مین نہ آویگا پھر مجدداً مقام حیلہ اور دغا مین ہو کر پیغام دیا کہ ہم جو امت
پیغمبر آخرالزمان اور دعوی اسلام کرتے ہین تم برادر تمہارے فرزندون کی بیکسی اور عاجزی پر کہ اکثر سادات عظام
ہین ترحم کر کے سابقات تمہارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور حضرت نے یہ ملتمس قبول فرما کر حکم کیا ہی کہ آزار جانی اور مالی
سے اُنھین محفوظ رکھکر مطلق العنان کر دو کہ وہ جس طرف چاہین چلے جائین اور اُسکے بعد حکم مرور اپنے قول کے موافق اُنھین سنایا
پھر دونون سرداران مفسد نے بصیغۂ واللہ باللہ اور مصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر عہد
کیا تھا ہم تمہین آزار جانی اور مالی نہ پہونچاوینگے اُن بزرگوارون نے اُن مفتریون کے قول پر کہ عدد اُنکے دو ہزار اور پانسو
تھے اعتماد کیا بعد اُسکے ایک ہزار دو سو مرد سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل وعیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوکر اُنکے
اہل وعیال اسباب کے واسطے جو مرکب اور بار کش نرکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان مین فروکش ہوئے
مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ مین داخل ہوئے اور تین دن اپنے عہد کا پاس کر کے کسی نہج کا صدمہ اُنھین نہ پہونچایا اُسکے
چوتھے دن اُس جماعت کے امیرون اور سردارون کو برسم ضیافت قلعہ مین طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد
اور احمد بیگ یکہ تاز کے سوا پنج امرا مع مشاہیر غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ مین حاضر ہوئے اور جبکہ مائدہ طعام پر
بیٹھے اور کھانا شروع کرنے مین مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیون کی مسلح ہو کر کہ جو یائے وقت تھی اُن دونون عہد شکن کے
قرارداد کے موافق گوشہ و کنارہ سے شمشیرین برہنہ کر کے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر
رکھکر سب غریبون کو جام شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ
جابجا ایستادہ ہو کر منتظر وقت تھے بہیئت مجموعی غریبون کے خیمہ اور خرگاہ کیطرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و
غارت مین مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایک ہزار سیدی
اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اُس روز از دست ظالمان دکن خانۂ تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حضرات
دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کر کے بعد قتل تاراج کے اُنکی عورتون اور لڑکیون پر دست اندازی کی کسی عہد مین بعد
واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اُس بیحیا قوم پر کہ یہ محض افترا اور تہمت اپنے
پیغمبر کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپ کو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی امت سے جانتے ہین مصرع زہے اعتقاد
باطل زہے خیال محال ہوا اور مغلون کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اردوے غریبان
سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہو کر مبشہ بیٹے اور اپنی عورتون کو نیتاک مردانہ
بنا کر احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوئے اس صورت مین مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار سرداری داؤد دھان
اُنکے تعاقب کیواسطے تعین کر کے رعایا اور جاگیرداران سر راہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرامخوار ہین اور باوصف اُسکے سلطان
کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ اُنکے قتل و غارت مین اقدام کر کے گھوڑے اور ساز و یراق اُنکے تاراج کرین
اور کسی مقام مین اُنھین آرام و قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس
مقام مین دکنی اُنکے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب تیر سے متفرق کر کے آگے بڑھتے تھے اور

رات کو صحرا مین وارد ہوئے تھے اور جب قصبہ بیر کے اطراف مین پہونچے داؤد خان انکا سدراہ ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو
امرائے بزرگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ مناسب ہے تو بھی اسطرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخورون کے دفع کیواسطے متوجہ ہو
تو باتفاق باہمی ان حرامخورون کے سرتن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرون چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے
سابقہ آشنائی کا رکھتا تھا اور اُسنے بیجانگر کے معرکہ مین اُسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اُسکا
پاس و لحاظ رکھا جواب دیا کہ اگرچہ جماعت حرامخور ہوتی کیون اپنے تئین سرحد گجرات مین کہ وہان سے تین دن کی مسافت
سے زیادہ بھی پہونچاتی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر پس ماندہ اُسکا شریک ہوا اور
دو ہزار پانسو سوار نے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اُسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان سے دھو
دل جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آکر حرب مین مشغول ہوئے قضارا حملہ اول مین دو تیر قضا سے بیرم کیطرح داؤد خان
کے مقتل پر آئے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اُس جماعت کے قتل مین زیادہ
کوشش کرنے لگے اور کام ابتر و تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبون نے گمان کیا کہ دوسری
بلا کا سامنا ہوا ناگاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بیدل ہو جنگ مین ثابت قدم رہو کہ اب ہم تمھاری
کمک کو آ پہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب شکر خدا بجا لائے اپنی بقاے حیات کے امیدوار ہوئے اور حسن خان جب آکر
اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اُٹھا کر قصبہ جاکنہ کیطرف راہی ہوئے اور قاسم بیگ قصبہ
کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان
بطلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے سلطان علاءالدین انھین
اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد مصطفی خان سرآمد کار ملکی کو کہ جو غریبون کے
عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اُسکی لاش کوچہ و بازار
مین پھرائی، اور قاسم بیگ صف شکن کو خلف حسن بصری ملک التجار کے منصب پر منصوب فرماکر سپہ سالار دولت آباد اور
جنیر کیا اور قرا خان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان
رنج رسیدہ و مصیبت دیدہ کو شاد و مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور اُن مین سے
بہت آدمیون کو صاحب دخل کیا اور مکانات مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو انھین مع امراے
دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر اُنکی گردن مین ڈالکر پیادہ پا قصبہ جاکنہ سے دار الخلافت مین لائے اور
اُن لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور اُنکے پسماندگان کو نان
یکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری اسی
برس بیس کی علت مین گرفتار ہوا لڑکے اور لڑکیاں اُنکی نظر شاہان بازاری گشت کیے تھے اور سنہ آٹھ سو چھبین ہجری مین
شیخ آذری نے جو سلطان کا معتقد تھا اور ایام شاہزادگی مین اُنسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے عریضہ طولانی مشتمل
بر اقسام سخنان مفید ابلاغ رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبہ نصوح فرمایا اور مجددا ایک جماعت
دکنیون کو کہ غریب کشی کی علت مین مقید و محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے جواب عریضہ شیخ آذری کا مع
مع مبلغ خطیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے شایان عظیم الشان کے موافق سلطان احمد شاہ بہمنی نے ہر روز خود

مہمات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ و لتجانہ سے معزول کیا اور ۸۵۶ آٹھ سو چھپن ہجری مین اسکے
پائون کی پنڈلی مجروح ہوئی ہرچند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب سے مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر
اوقات خبر اسکے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہان تک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ بہمنی کہ اولاد سید جلال
بخاری سے تھا اور تلنگ مین رہکر بلکنڈہ کی جاگیر رکھتا تھا اسکے فوت کا یقین کرکے بعض علاقہ اُس نواح کا اپنے تصرف مین لایا اور
اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کرکے اُس ولایت پر مسلط کیا اور اسی سبب سے کہ خان اعظم
انہین دنون فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب وجود نہ تھا اکثر امراے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر چاہتے تھے
کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علاء الدین باوجود علالت احضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا
اور جلال خان نے سلطان کی حیات اور اُسکی آمدگی سے آگاہی پاکر اپنے مدبرون سے شورہ کیا آخرکو یہ قرار پایا کہ جلال خان
تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کیطرف جاوے سلطان جبطرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم پہونچاکر ایک دوسرے
کی کمک پر مستعد ہووین الغرض سکندر خان نے ماہور کیطرف کہ مابین تلنگانہ اور برار واقع ہے جاکر جمعیت کی اور ہرچند
سلطان قول نامہ بھیجتا تھا مؤثر نہین ہوتا تھا اس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی فریاد علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام دیا
کہ سلطان علاء الدین شاہ بیمار رہا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کیطرف خرامان ہوا اور اعیان درگاہ
اُسکی موت کو اپنے مقصد کیواسطے پوشیدہ رکھکر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھین اگر وہ خداوند
عنان عزیمت اسطرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ
خلجی مالوہی یقین کرکے بمشورہ والی آسیر و برہانپور سفر دکن کا عازم ہوا اور ۸۶۰ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین باستعداد
و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اُس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین
نے فسخ عزیمت یورش تلنگ کرکے خواجہ محمود گیلانی المشہور بگاوان کو منصب ہزاری دیگر مع بعضے امرا جلال خان کے
سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہانپور پر کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور قاسم بیگ
صف شکن سر لشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کرکے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیجاپور اور خاصہ خیل الگی مین
بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی کے کہ صحراے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے سمجھا
کہ شاہ دکن زندہ ہے اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہے آدھی رات کو کوچ کرکے اپنی مملکت کیطرف پلٹ گیا اور ایک
امراے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کرکے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکنیون سے ملحق ہوکر صلح کرے تو
تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اسکا لیکر مندو مین حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھکر مالوہیان
کے داہنی طرف سے جدا ہوکر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلکنڈہ کیطرف روانہ ہوا اُسوقت
خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلکنڈہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلہ سے کہ ممکن تھا آپکو قلعہ مذکور مین پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو خدا سے
استدعا کرکے زیادہ تر کام محصنون پر تنگ کیا چنانچہ انہین دنون مین باپ بیٹے نے بذریعہ خواجہ سلطان امان نامہ حاصل کرکے قلعہ کو سپرد
کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر تلکنڈہ کی جاگیر پر سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت
بدستور قدیم فخر الملک ترک کو عطا کی اور فرخ الملک تھانہ دار راجچور پر بھی نوازش فرماکر دار السلطنت کیطرف

متوجہ ہوا اور ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اُسی درد ساق پا کے سبب پانوئن سے درآیا
علم فنا بلند کیا تیئیس ۲۳ برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی کہتے ہین سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا او رفی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد
جامع مین جاکر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئین ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل الکریم الحلیم
الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی القصہ ایکدن ایک سوداگر
عرب نے گھوڑے لائی اُسکے اہالیونکے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ ادائے زرثمن مین تعلل اور تامل کرتے تھے اور تاجر
سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھے منبر کے قریب حاضر ہوئے جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا بیفاصلہ
ایک عرب ایستادہ ہوا اور بولا لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب لقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم بہذہ
الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہوکر زار زار رویا او رگھوڑون کا زرثمن اُسی وقت بیباق کرکے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ
لوگ نجات نپاوینگے جنھون نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت مین بدنام کیا اور مکان مین جاکر پھر برآمد نہوا یہانتک کہ جنازہ اُسکا
نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد مین شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ
برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ
اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اسکے کہ بڑے بھائی
تھے لیکن سپاہ گری کیطرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کرکے خود امر امارت
مین اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگار یون بیان کرتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روانکا وقت
قریب پہونچا امرا اور وزرا کے خلاف توقع ہمایون شاہ ظالم کو خلائق اُسکے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اسکے
کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آبادی کہ انھین دونون مین وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عقل
اور کارروائی مین موصوف تھا بھاگ کر اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب
ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور جنیر ہوا تھا چلا گیا اور جو کہ ابتک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ
نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونون اتفاق کرکے گجرات کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دغدغہ سے نجات پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اسکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم اپنے مکان
مین تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امراے معتبر سے تھے وفات اُسکی مخفی رکھی اور بے توقف اُسکے چھوٹے بھائی حسن خان
کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امراے دیگر اُسکے جلوس کو مغتنمات سے گرف سے جانکر شکر یزدان
بجالائے سبھون نے اُسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سر جھکائے اور خلائق بقصد تاراج خانہ ہمایون شاہ اور اُسکے قتل پر روانہ
ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسّی سوار جبہ پوش کہ سکندر خان اور اُسکے بھائی ازانجملہ تھے برآمد ہوکر
جنگ پر آمادہ ہوا اور تو شیرہ شکست کھا کر حسن خان کے پاس پناہ لیگئے ہمایون شاہ اُنکے تعاقب مین روانہ ہوا اور
دربار شاہی کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جسنے ہمایون کو دیکھا اُسکی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب ہمایون شاہ
باہجوم خدم و خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ رعشہ اُسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اُتار کر

نظربند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر شہر و بازار مین تشہیر کرکے قتل کیا اور شاہ
حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور محبوس ہوئے اور رشو خان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا اور جاکر ناملک مین
دم لیا اور ہمایون شاہ بھی تخت پر متمکن ہوکر باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور اپنے والد کے حکم
کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو کہ حاجی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے
تھا خطاب ملک التجاری عنایت کرکے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامے کو کہ بزرگ زادگان مغل
سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ اُسے منسوب کرتے ہین خطاب خواجہ جہان دیکر طرفدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک
غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دیکر صاحب جاہ کیا اور تلنگ
جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی مین اسکا مصاحب تھا اور تلنگ
کی سپہسالاری کا منتظر تھا اس امر سے نہایت دلگیر ہوکر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلکنڈہ مین گیا اور جلال خان
نے بیٹے کے سبب لاچار ہوکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان کے
برادر کو جو مبارک باد کیواسطے دارالخلافت مین آیا تھا انکے دفع کیواسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پہلوان نامدار لیکر
انسے جا بھڑا باہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ جلوس مین
اُسطرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل تلکنڈہ مین نزول فرماکر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان امان خواہ
ہوکر ملازمت مین حاضر ہون کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لاکر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح
بہ افواج آراستہ قلعہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست
کرکے مع ساتھ یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اُسے یہ پیغام
دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہین ہے تجھ ایسے بہادر کا کہ فن سپہ گری کا سر رشتہ رزم مین اولوالعزم بلکہ یکتا ہے ضائع
ہونا بھی حیف ہے تیرا گناہ بخشتا ہون ولایت دولت آباد جسکی تجھے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کرون سکندر خان
نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہے مین بھی نواسہ اور سلطنت مین تیرا شریک ہون حکومت تلنگ مجھے تفویض فرمایا
جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب مین آیا اور نقارہ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم
جسارت بلند کرکے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دیکر سر میدان آیا اور چونکہ پرانا سپاہی اور آداب دان
تھا ہمایون شاہ کے حملون کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کرکے صدائے تحسین و آفرین زمین و زمان سے
سنتا تھا اور قریب تھا کہ اُس روز لڑائی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہوکر نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمہ مین آرام کرین اور
دم لیکر پھر جنگ کا سرانجام کرین اور باقی داستان کو اجزا دا ٹھا لین کہ ناگاہ ملک التجار گاوان مع لشکر بیجاپور
اور خواجہ جہان ترک با لشکر تلنگ میمنہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان
کے تیغ آبدار کے گھاٹ اتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانسو جوان تیرانداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار
قلب لشکر سے جدا کرکے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیرانداز وغیرہ اپنے کام مین
مشغول ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے یکایک اجل فرمان کل نفس ذائقة الموت کا لیکر نبردگاہ مین آیا ملک الموت کی گرم
بازاری مین نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے تیغ کشی اور نہایت کشتکشی ہوئی اور

سکندر خان

سکندر خان نے مثل شیر شرزہ اعلام مدافعہ بلند کر کے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن ہوکہ سلطان کا
خدا حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کر کے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان
نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اُسکا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریکات و سعی سے سکندر خان
کو خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اُٹھا کر زمین پر ٹپک دیا اُسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش مین غرقہ بخاک
و خون کر دیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اُسکی لاش کی تلاش مین دوڑتے تھے
نا دانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اُسکا مرکبون کے سم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ
کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی اُنمین کے بھی بہت قتل اور
دستگیر ہوئے منظم جوانان زرکینہ کشیدند تیغ ٭ بہ قتل گریزندگان بیدریغ ٭ چو خان سکندر در آمد ز زین ٭ شد آلودہ
خون تن نازنین ٭ جہان کوفتہ پشت و پہلو و دوش ٭ کہ مغزش برون آمد از راہ گوش ٭ ہمین بود دنیا و گردون سپہر
گہے کینہ در باز دوگاہ مہر ٭ دوسرے دن ملک التجار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ تلکندہ
محاصرہ کیواسطے مشغول ہوئے اور قہر و غضب سے اُسکی تسخیر مین مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا
فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریادرس اپنا نہ پایا زنہار خواہی مین در آیا اور دو
بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس متکاثر جو چالیس یا پچاس برس کی عمارت مین فراہم کیا تھا شاہ کی
پابوسی مین پہونچایا اور اگرچہ محبوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو مغتنم سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ سے فارغ
ہوا قلعہ دیورکندہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہان کے اہالی اور
سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود ورنگل کیطرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
کو قلعہ دیورکندہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک
مظفر و منصور ہوا اور جب اُنھین تاب مقاومت نرہی قلعہ مین متحصن ہوئے اور خواجہ جہان ترک اُن پہاڑون پر خیمہ
و خرگاہ برپا کر کے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی نظم بہ نزدیک آن قلعہ با شکوہ
سر پردہ بر زد ببالائے کوہ ٭ شب و روز میشد بسے کارزار ٭ ز بیرون آن قلعہ استوار ٭ اور اُسکے بعد مردم تلنگ
بہ تنگ آئے رائے اوڈیسہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو بعدت و شوکت ممتاز تھے ایلچی بھیجا زر خطیر قبول کر کے
کمک طلب کی اور اُنھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقہ فیل جنگی اُنکی مدد کیواسطے بھیجے اور اپنے آنے کی نوید سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہو کر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری نے خیمہ
لشکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی کمک پہونچنے تک قلعہ کے اطراف سے برخاست ہونا چاہئے اور درہاے تنگ سے
میدان وسیع کیطرف جا کر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیے لیکن یہ رائے خواجہ جہان ترک کے طبیعت کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہان سے
کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کر کے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہے کہ اسی مقام مین آتش حرب کو شعلہ زن کرین
نظام الملک غوری نے لاعلاج ہو کر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہانتاب اُفق مشرق سے برآمد ہوا ایک طرف سے
لشکر رائے اوڈیسہ اور یا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ و قلعہ سامان جنگ بڑے کر و فر سے درست کر کے خواجہ جہان
ترک پر حملہ آور ہوئے اور اُس جاے تنگ مین کہ مجال گھوڑے سے جولان کرنیکی نہ تھی ہزیمت لشکر اسلام پر پڑی

مرد اہل نبرد بہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشانی اسیت سے لیس ہو کر اپنے کو نیجان باہر لے گیے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور یارائے قیام نہ پاکر اسی کوس بھاگے اور ورنگل مین جاکر سلطان ہمایون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاہ نے اس قضیہ نامرضیہ کی پرسش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے خوف سے دروغ کو اپنے اوپر مصلحت جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاہ کہ کج خلق اور خشونت پسند رکھتا تھا طیش مین آیا اور اسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس غیر مشتبہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور اقارب اور عشائر اسکے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہو کر محمود شاہ خلجی مالوہی کے پاس حاضر ہوگئے اور سلطان ہمایون شاہ نے خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کر کے قلعہ مین محبوس کیا اور بعضون کا یہ قول ہی کہ نظام الملک خود با دل ناشاد بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ در پے انتقام ہو کر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دیور کنڈہ پر بھیجے کہ ناگاہ احمد آباد بیدر سے مخبرون نے آنکر خبر پہونچائی کہ یوسف ترک چپل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم سے برآوردہ کر کے قصبہ بیر کیطرف لیگیا ہمایون شاہ نے باگ صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کاوان کو تلنگ کے انتظام کیواسطے چھوڑا اور خود بنفس نفیس ماہ جمادی الاول سنہ ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین بتعجیل تمام دار الخلافت کیطرف روانہ ہوا اور آتش ظلم کی افروختہ کر کے جو چاہا عمل مین لایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ شاہ حبیب اللہ شاہزادہ حسن خان کی دوستی کے سبب ہمایون شاہ کے زندان مین محبوس تھا اور جب اُسنے تلنگانہ کی طرف فوج کشی کر کے سکندر خان کو قتل کیا اور اُس حدود کے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا سات شخص حبیب اللہ کے مریدون مین سے تھے وہ بھی باتفاق کر کے اپنے مرشد زادہ کی رہائی کی فکر مین برآمادہ ہوئے اور یوسف ترک چپل نے جو سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت و دیانت اور صلاح و تقویٰ مین شہرت رکھتا تھا پناہ اُس سے لیجا کر پردہ چہرۂ مقصود سے اُٹھایا طلب امداد کی اور یوسف ترک چپل بھی جو اُس خاندان عالی شان کے مریدان محبت سے تھا اُنسے یکدل اور یکزبان ہوا اور بعضے کوتوال اور جماعہ قلعون کو اپنا ہمدم و معاون کر کے جملہ بارہ سوار جرار اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور باوصف اسکے کہ تین ہزار پیادہ دار الخلافت کی حفاظت کیواسطے مقرر تھے یوسف ترک چپل نے قدم بادیہ توکل مین رکھا اور شام کے قریب کہ آفتاب غروب ہونے پہ تھا مع یاران فدائی محل بادشاہی کے نزدیک کہ محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج ضروری کیواسطے گئے تھے اور قلیل دربان کہ وہان حاضر تھے بہ مانعت پیش آئے یوسف ترک چپل نے کہا مجھے حکم شاہی پہونچا ہی کہ قید خانہ مین جاکر فلان فلان مجرم کی آنکھین نکالو اور اس بارہ مین ایک فرمان جعلی بہ مہر و طغرائے سرخ جیسا کہ رسم شاہان بہمنیہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور بغل سے برآوردہ کر کے انکو دکھایا انھون نے سکوت اختیار کیا اور یوسف ترک چپل زندان کے دروازۂ اول مین در آیا جب دوسرے دروازہ پر پہونچا دربان مدافعہ کیواسطے پیش آئے اور اُسنے فرمان جعلی دکھایا انھون نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہمکو پروانہ کوتوال شہر کا چاہیے ہی یوسف ترک چپل لاچار ہوا اور اُس جماعت کے سردار کا سر تیغ بیدریغ سے جدا کر کے قلعہ مین در آیا اور شور مردم درونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی اور حال کے دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور یحییٰ خان بن سلطان علاء الدین و جلال خان بخاری بتضرع و زاری بولے کہ ہمنے قید کی ایذا بہت اٹھائی ہی برائے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ لیچل یوسف ترک چپل نے یہ امر قبول کیا اور انکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قید خانون مین جو دار الامارہ کے قریب تھے جاکر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت مدنظر ہو زنجیر توڑ کر

باہر آوے اور تختگاہ کے دروازہ پر آپ کو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک چہل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تخت گاہ دروازے کے قریب بپہرا ایستادہ رہا اور قیدی کہ اعداد اُنکے سادات اور فضلا اور فقرا اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہونچے تھے اُسے نور عظیم جانکر محافظون کی گردن مین ہاتھ دیکر باہر کرتے تھے اور نہایت ذوق وشوق سے زنجیر کو کاٹا اور طوق توڑکر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوسے خلاصہ یہ کہ بعضے سیتی چوب ہاتھ مین لیکر اور بعضے پتھر دامن مین بھرکر مستعد جنگ ہوے اس درمیان مین کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف ہوکر محل شاہی کیطرف متوجہ ہوا زندانیون نے فدویانہ سلوک کرکے اُسے ضرب سنگ وچوب سے منہزم کیا اور ہر ایک گوشہ کیطرف راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اسّی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ یحیی خان بن سلطان علاء الدین شاہ دونون اُسی شب کوتوال شہر کے ہاتھ گرفتار ہوکر بذلت وخواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ ایک حجام کے مکان مین جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا در آئے اور قلندرانہ بھیس کیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ گوشہ مین پائون دامن قناعت مین کھینچون شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر وسپاہ دست ظلم وتعدی ہمایون شاہ سے عاجز اور میرے خواہان ہین اور جو میرے باز دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہے کہ اُسے مثل مرغ بال گسستہ اور وحش پا شکستہ بے رنج وتعب اپنے قبضہ مین لاؤنگا اور امیرزادہ جو ہمیشہ کلاہ نمد سر پر رکھتا تھا اُسنے فسخ عزیمت کی اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد وپیمان کرکے دونون متفق ہوکر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک چہل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اُسکے بعد چھ سات روز باغ کمتھانہ مین کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہے مقیم ہوا پھر تین ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ مستعد ومکمل لیکر قلعہ ارک بیدر کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہوگا اور محصورین برج وبارہ کو محکم کرکے مدافعت اور ممانعت مین ہمہ تن مصروف ہین اسلیے اُسکی فتح سے مایوس ہوکر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس ولایت کو تصرف مین لائے اس صورت مین یوسف ترک چہل منصب امیر الامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور جملۃ الملکی پاکر لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ بہمنی کہ بکج خلقی اور تند مزاجی اور قہاری مملکت دکن مین ضرب المثل خاص وعام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایلغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر کی محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بند کرکے ہر روز ایک عضو اُسکا کاٹتا تھا اور اُسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہانتک کہ اُسی قفس مین فوت ہوا اور اُسکے بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحراے بیر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جملۃ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کے یورش مین ہمراہ تھے با خزانہ وفیلان جنگی قصبہ بیر کی طرف روانہ کیا اور اُنکے زن وفرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ رو گردان ہوکر شہزادہ حسن خان کے شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے طاقت تاب ہوا اور راستہ شاہی اپنا چھوڑکر بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اُس خسرو سنگدل اظلم کے دشنۂ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچاکر با دل خستہ وخان برشتہ سات سو یا آٹھ سو سوار ہمراہ لیکر

اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہوکر خواجہ معظم خان خطاب پایا تھا مقام مکر و دغا مین ہوکر پیغام دیا کہ یہ مملکت تمسے علاقہ رکھتی ہی جو طرفدار اس طرف کا خواجہ جہان گاوان تلنگ مین ہی اور یہ مملکت خالی ہی اگر اس دیار مین آپ نزول فرماوین بندہ متعہد ہوتا ہی کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور اور رایچور اور مدکل کے سر خط فرمان پر رکھکر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے یہ تجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک کچل اور سات نفر مخلص کے یہ امر قبول کرکے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین تقصیر نکر کے اُنھین غافل کیا اور سر شام مع حشم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ مین در آیا اور اُس قصر کو کہ یہ حضرات جسمین تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ اُنھین گرفتار کرکے ہمایون شاہ کے پاس بھیجون اتنے مین شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کرکے مرنے پر لیس ہوا کمان چڑھا کر ترکش اور نیزہ سنبھالکر اعدا کے مقابل ہوکر اسقدر لڑا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کو سدھارا اُسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک کچل اور بھی اُنکے مخلصان اور منسوبان کو یہانتک کہ فراش اور سقہ اور خاکروب کو بھی مقید کرکے دار السلطنت احمدآباد بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ بازار سیاست گرم کرکے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمدآباد بیدر کے بازار مین صد ہا دار اور حلقے نصب کروائے اور جا بجا فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقامون مین دیگین اور قرابے آب گرم اور روغن سے جوش کرکے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو شیر گرسنہ کے روبرو ڈالا اُسنے آن واحد مین پھاڑ کر اُسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اُسکے بعد یوسف ترک کچل اور اُسکے سات یار موافق کے سر تن نازنین سے جدا کروائے اور اُنکی مستوراتون اور فرزندان بیگناہ کو بدترین صورت سے مکانون سے باہر کھینچکر اُس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باقسام فضائح اور شنائع کہ تصریح اُسکی حسن ادب سے دور ہی تعذیب کی اور شکنجون اور عذابون مین کہ اُسکے مخترعات سے تھے درلایا اور مرد اور عورت اور صغیر اور کبیر کو قتل کیا اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد نہوئے تھے اُس سے وقوع مین آئے اور بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اُس معاملہ سے ہرگز خبر نرکھتے تھے یہانتک کہ باورچی اور طبقچی اور دیگ شو کو شاہ بازار مین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست کے روبرو ڈالا اور مومنین سے چندے کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون کے دشنہ اور چھری اور تیر سے بند بند جدا کیے اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی یہ تاریخ موزون کی رباعی مہ شعبان شہادت یافت در ہند ٭ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ ٭ روان طاہرش تاریخ میجست ٭ برآمد روح پاک نعمت اللہ ٭ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہی کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون سے سُنا ہی کہ اُس زمانہ مین جب ورنگل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و دندان اُسکے مجروح اور پر خون ہوئے تھے اور جب وہ ظالم ظلم احمدآباد بیدر مین پہونچا اساس ظلم و جور برپا کیا اور رعیت اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو کسی جبابرہ

سلف سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اسطرح تیغ آشنا اور بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اُس سے ظہور مین آیا حتی کہ حجاج
ظالم اور نوشیروان عادل ہوا اور قہر و غضب سے شہزادہ حسن خان اور اکثر شاہزادون اور وارثان مملکت کو کہ قلعہ
اور گوشہ اور کنارے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے حال مین مصروف تھے سبکو دستیاب کرکے قتل کیا اور
باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر ظلم مین ہرگز تخفیف نکرتا تھا اور ہمیشہ آتش غضب کا مشتعل مسلم
اور غیر مسلم کو ایک تیغ پر چڑھاتا تھا اور دلال قہر اُسکا مجرم اور بیجرم کو ایک بھاؤ بیچتا تھا اور جلاد سیاست اُسکا
ایک جریمہ کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور آتش خشم اُسکی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و
فرزند پر دراز کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوا اور کبھی وہ نامرد عروس کو شب زفاف راہ سے گرفتار کراکے حرم سرا مین لاتا تھا
اور بعد ازالہ بکارت اُسکے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور فوراً اپنی اہل حرم کو بری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت
اور اعیان مملکت جب اُس ظالم پر آفت کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تھے اُسکی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن
و فرزند کو وداع کرکے وصیت ضروری بجا لاتے تھے جب اُسنے کوئی دقیقہ جہت اور غریب آزاری کا اٹھا نہ رکھا آخرکار
آہ وقت سحرگاہ مظلوم کند بسینہ اگر اثر خنجر مسموم کند و حق سبحانہ تعالی کہ ارحم الراحمین اور غیاث المستغیثین ہے
خلائق کی فریاد کو پہونچا ناگاہ وہ ظالم اظلم بیمار ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مرض الموت
ہے پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بہمنی کو کہ آٹھ برس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلعہ سے اور ملک التجار کو تلنگ سے طلب
کرکے لوازم وصیت بجا لایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اُس سے کوئی بزرگ تر اور معتمد تر نہ تھا وکیل سلطنت کیا اور
ملک التجار کو منصب وزارت پر منصوب کرکے شاہزادہ کے مہمات انسے رجوع کی اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے بے مشورہ
کسی امر کے مرتکب نہو پھر اٹھائیسوین ذیقعدہ ۸۶۵ھ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اسکا رشتہ حیات اجل طبیعی کی مقراض
سے کاٹا گیا اور خلائق نے اُسکے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک
ہوئی اُس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اُسکی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا
اور خدمتگاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اُسکے مکائد ظلم سے تنگ
آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُسنے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل اور یکزبان
ہوکر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا ایک رات کو کہ وہ شراب پیکر بدمست ہوکر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز
حبشیہ نے قابو پاکر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ چونکا اور ملا نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی
سعی اور پرورش سے خطاب ملک شعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان مین قید تھا اور یوسف
ترک کمل کی حسن سعی سے رہا ہوکر گوشہ تنہائی مین بسر لیجاتا تھا اُسکے حق مین یہ قطعہ نظم کیا قطعہ ظالم از آہ دل شب خیز
بترس × ز نفس بدشوم شر انگیز بترس × مژگان دم آلودۂ مظلوم ببین × وز خنجر آبدار خونریز بترس × اور یہ تاریخ وفات بھی جناب
بے نظیر کے نتائج طبع سے ہے قطعہ ہمایون شاہ مرد و رست عالم × تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون × جہان پر ذوق شد
تاریخ فوتش × ہم از ذوق جہان آر بیرون × مدت سلطنت پرشور و شر اُسکی تین برس اور چھ مہینے چھ دن تھی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کرکے فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن و صباحت مین نیرین سے دعوی ہمسری کرتا تھا

آٹھہ برس کی عمر مین تخت دکن پر جلوس کیا اور اُسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور
مالی سے واقف ہوکر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہین کرتی تھی اور مہمات شاہی
مین حسن تدبیر سے جیساکہ چاہئے شروع کرکے کمال عقل اور دانائی سے اُن دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہین دیتی تھی القصہ
ملک التجار گاوان کو جملۃ الملک اور وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کرکے خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا
اور ہر روز علی الصباح وہ دونون عزیز باتفاق دربار مین آتے تھے اور عرض اخلاص پہونچاکر مہمات کو بذریعہ ایک
عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت وشنفت اور قرار و مدار کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآورد
کرکے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کیطرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ کی سمت ملک التجار محمود گاوان ایستادہ
ہوتا تھا اور جو کچھہ ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بے کم وکاست پیش پہونچاتے تھے یہانتک کہ ان تین
شخصون کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ احسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور وستم کا
ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن حکام اطراف کافر اور مسلمان نے جب سناکہ ایک لڑکے نے تختگاہ دکن پر تاج شاہی
سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم وستم کے ارتکاب سے سپاہ وامرا کا دل خستہ ومجروح اصلاح پر نہین آتا ہے لہذا طمع
اُسکے ملک کی کرکے اول راے ممالک اوڈیسہ واوریا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن
کی تسخیر کیواسطے عازم ہوئے اور بشوکت وحشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہوکر جاروب غارت سے رُفت
روب کی اور ولایت کو لاس تک آبادی کا نشان نچھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار
محمود گاوان نے اُسکے دفع اور رفع پر ہمت باندھکر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جرار اور
توپخانہ معقول کی طلب مین جابجا بھیجکر چالیس ہزار دار الخلافت مین فراہم کیے اور ساتھ ایسے تجمل اور شان کے کہ عہد شاہان
ماضیہ مین کسیکو مہیا نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کرکے راے اوڈیسہ اور اوریا کے اردو کیطرف روانہ ہوئے اور رے اوریا اوڈیسہ
نے استقبال کرکے احمدآباد بیدر کے دس کوس پر جب آیا طرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوئے
اور راے اوڈیسہ اور اوریا کے ذہن نشین اور مد نظر یہ تھاکہ مملکت مسلمانون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اور شاہ دکن سے
خراج وباج لیکر مراجعت کرین لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھاکہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر اُنھین یہ پیغام دیاکہ یہ شاہ جوان
بخت چاہتا تھاکہ دیار جاجنگر اوڈیسہ اور اوریا پر فوج کش ہوکر بزور شمشیر مسخر اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کرکے
اس طرف آئے بہت خوب ہوا پس اس صورت مین جانو اور خبردار ہوکہ جبتک تم خراج نہ قبول کروگے اور جو روپیہ اور
زر کہ بلاد اسلام سے لوٹ لیا ہے واپس نہ دوگے تم مین سے ایک یہان سے زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے وطن نجا سکیگا
محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع ایک سو اور ساٹھہ
سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور رے اوڈیسہ واوریا کے مقدمہ پر کہ دس ہزار پیادہ
اور چارسو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دو پہر تک دادمردی اور مردانگی دی آخر الامر نسیم فتح ونصرت غازیون کے پرچم
علم پر چلی راے اوڈیسہ اوریا نے بھاگ کر اپنے لشکر مین دم لیا راے اوڈیسہ واوریا غریق شطرنج اور ہمنشین الم ہوکر اموال
واثقال زیادہ کو اپنے لشکرگاہ مین چھوڑکر جریدہ اور سبکبار رات کے وقت راہ فرار کی آگے لی اور خواجہ جہان ترک نے راے
اوڈیسہ اور اوریا کا پیچھا کیا اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب باہستگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا

راے اوڈیسہ

راے اوڈیسہ اور اوریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہے اور کوچ کے دنون مین دو تین ہزار ہندو مارے گئے
اور یہ خرابی اور غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریگا لہذا ایک قلعہ کی پناہ مین توقف کرکے ایلچی ملک التجار محمد اوان کے
پاس بھیجا اور منت وسماجت کے دروازے مفتوح کیے اور دو بدل اور قیل وقال بیشمار اور ایلچیون کی آمد وشد متواترہ کے
بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین ارسال رکھے اور بذلت وخواری اوڈیسہ اور اوریا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے
مظفر ومنصور سالماً غانماً احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی اور امرا اور فوج کے افسرون کو خلعتہاے فاخرہ اور
اسپان تازی اور شپکہ مرصع سے سرفراز کرکے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود خلجی نے سلطان
مندو نظام الملک غوری کے اغوا اور بروایت دیگر اپنے عزیز واقارب کے وسوسہ سے اٹھائیس ہزار سوار لیکر
ممالک دکن کی تسخیر کی عزیمت کی اور خاندیس کے راستہ سے مملکت بہمنیہ مین داخل ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی راے اوڈیسہ
اور اوریا اور راجان تلنگ نے آپسمین اتفاق کرکے پھر لشکر کثیر مسلمانون کی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہیہ
نے بھی ہمت دونون فساد کے دفع پر تعین کرکے مع لشکر بیجاپور اور دولت آباد اور برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام
شاہ کی رکاب مین روانہ ہوئے اور قلعہ قندھار کے حوالی مین طرفین مستعد ہوکر عازم جدال ہوئے اور نظام شاہ کہ خورشید
ماہ جمال اسکے سے شرمندہ تھے اور باوجود خردسالی ترکش زیب کمر کرکے شمشیر حمائل کی اور نہایت چستی اور چالاکی سے سپاہ
آراستہ کرنیمین مشغول ہوا اور ملک التجار محمود گاوان کو مع دس ہزار سوار میمنہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور دوسرے
امرا کو میسرہ پر تعین کیا اور خود باتفاق خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کہ کوکہ انکا تھا مع گیارہ ہزار سوار اور
سو زنجیر فیل کوہ تمثیل قلب مین ہوا اور اسطرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی مین متوجہ ہوکر میمنہ
اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد
فرمائی اور خود مع لشکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب مین مستحکم ہوا نظم دو لشکر زہندو دگر از دکن × دو خسرو
یکے طفل و دیگر کہن × بجنبش در آمد بہ میدان دو کوہ × زمین از تکاپوے شان شد ستوہ × القصہ تمام
آدمیون سے بیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود گاوان میمنہ سے کف شجاعت لب پر لاکر
اور ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ خلجیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک
اگرچہ بقدم جلادت پیش آئے اور کروفر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لاکر راہ فرار نا پی اور مارے گئے اور
نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف
متوجہ ہوا اور وہ کہ آپکو روز نبرد پانسو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکون میں دشمن پر غالب آنکر ہندوستان
کو نام اور آوازہ شجاعت اسکی نے مغلوب کیا تھا حسب اتفاق عین حرب ضرب و دار وگیر مین نظام الملک
سے دوچار ہوا اور وہ دو بہمن روئین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر مال اور گوپال
اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اسکا قبضہ ہاتھ مین رہگیا لیکن چستی
و چالاکی قبضہ کو اسکے چہرہ پر مارا قضارا شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اسے گھوڑے
پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ گھوڑے کو جولان دیکر اسے پامال کرے کہ ایک جماعت جوانون کی کمک پہونچی
اور اسے اٹھا لیگئے اور مفرور ہوئے اور دکنیون نے تعاقب کرکے دو کوس راہ کشتہ سے پشتہ کی اور منہ کے زرد کو غارت کیا او

پچاس ہاتھی لیگئے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنے میمنہ اور میسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مندو کی قطع کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کرکے خود دس ہزار سوار اور چند فیل نامدار لیکر جگہ سے جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار تھے مقابل ہوا اور سلطان محمود نے بعد جنگ بسیار کمان زہ کرکے ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پر جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہوکر پھرا اور اپنی طرف کے بہت آدمیونکو خستہ وخراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک آسیب پہونچے کہ سکندر خان ترک نے بسبب بیعقلی یا عناد کے کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیونکو امر جنگ نہ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا ردیف کرکے معرکے سے باہر لیگیا اور لشکر کے پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن امرا اور خاصہ خیل دکن جب علم خاص شاہی کو اپنے مقام مین نہ دیکھے بیدلی سے جنگ نہ کی اور ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منھ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ مین ایستادہ تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر تک کہین توقف نہ کیا **بیت** سپاہ ار چہ باشد بکوہ قاف * نماند بجائے سر اندر مصاف * خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ سپاہ دکن میمنہ اور میسرہ سے خیال فتح اور گمان نصرت کرکے تاراج مین مشغول ہین اور چتر بادشاہی بھی معرکہ مین نہیں لشکر قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہے خود بھی باگ پھیرنے کی فکر مین ہوا اور بحکمت تدبیر افواج دشمن سے کنارہ کرکے اسپ و فیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود گاوان اور بھی امراے دکنی اور حبشی فلک کے شعبدہ بازی سے واقف ہوکر انھون نے بھی مع اسپ و فیل راہ فرار لی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین و آفرین کے اختصاص پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ سے باہر لیگیا تھا اُسے مقید کیا اور بذلت و خواری اپنے مکان سے برآورده کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ ابنائے جنس ہمارے سے دولتخواہی کے سوا کوئی امر سرزد نہین ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ افواج میمنہ اور میسرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نہ رہا سکندر خان نے تمہارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ وہ بادشاہ کا کوکہ ہے اس ذلت و خواری سے اس مغل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہین رکھتا ہے وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپنے اسکے صلہ مین سزا دی اور جو کہ اہالی دکن کو غلامان کے ساتھ محبت ہوتی ہے مخدومہ جہان اشک حسرت آنکھون مین بھر لائین اور اُنسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہین ہے کہ مین اس بارہ مین حرف زبان پر لاؤن انشاء اللہ تعالی اسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس ماجرے سے مطلع ہوکر سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزردگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کیواسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکر و غدر خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست اسکی عدم اثبات قدم سے جانتی تھی بہ مشورہ ملک التجار محمود گاوان قلعہ ارک احمد آباد بیدر کی حراست ملوخان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزاین اور عورات حرم نظام شاہ و ملک التجار محمود گاوان کے ہمراہ فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت مین فتح کرکے قلعہ مین قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیر اور دولت آباد پر قابض ہوکر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق

دکن نے انتقال دولت بہمنیہ سلسلہ خلجیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعتہً رایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صغرسن تھا افق حدِ
گجرات سے طالع ہوئے کسواسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بہ مشورہ ملک التجار محمود گاوان
حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجتا تھا اور جب فیروزآباد مین دم لینے کو ٹھہرا اور
آدمی بھاگے ہوئے اُسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر انبوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے بھیجا مقارن
اس حال کے خبر پہونچی کہ محمود شاہ گجراتی اسّی ہزار سوار لیکر دکن کی سرحد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار محمود
گاوان کو کہ سپاہ و رعیت اُسکے حُسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کرکے مع پانچ چھ ہزار سوار بسرعت تمام سے شاہ
گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امرائے معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور بے تعداد پیشمار ہمراہ ملک التجار محمود گاوان کرکے
دشمن کے مدافعہ کیواسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود گاوان نے آدمی دکن کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور تھوڑے عرصہ مین
لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تہکسا اندر زور کش
ہوکر قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور دمدمہ بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ملوخان بنیاد جنگ ڈالتا تھا ملک التجار
محمود گاوان کی خبر توجہ سُننے سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہوکر بجناح استعجال پرواز کرے
دھار احمدآباد بیدر سے نکلکر مندو کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کیے کہ سدراہ
ہوکر راستہ دخول و خروج کے مالوہیون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر مابین
فتح آباد اور بیدر کے دوسرے سلطان مندو مین پہونچکر چار طرف سے گھیرا اور اُسکے لشکر پر تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول
غلہ اور آذوقہ اُس دانا ناشناس پر ایسا مسدود کیا کہ کسی ہمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی
بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا مگر ہم جنگ نہ ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ نہوا اپنے کام مین مشغول رہا
یہانتک کہ آثار قحط غلہ اردوے مخالف مین ظاہر ہوا اور تمام مندوی شدت گرسنگی اور بےنوائی سے دن کو قرص خورشید
تاباں سے تشبیہ دیتے تھے اور رات کو کلیچہ ماہ تاباں سے دل ٹھنڈا کرتے تھے جب اسپر بھی سیری نہوئی الجوع الجوع
کی فریاد بلند کی آہ و نالہ مین مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہوکر اُن ہاتھیون کو جو ہمراہی نکر سکتے تھے
اندھا کیا اور اشیاے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہوا اور مسلح اور جریدہ ہوکر جان سے ہاتھ دھویا اور جو کہ مندو کے
راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے گونڈوارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود گاوان متعاقب
ہوا دکنیون نے مالوہیون کا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے گونڈوارہ کے مقدم کو جو اُسکا ملازم رکاب تھا پیغام
دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کرکے دست تعرض دکنیون کا مالوہیون کے دامن
سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسایگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو درپئے انتقام تھا بولا کہ نواح مین ایسی
راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کرین نہین ہے مگر فلان راستہ کہ وہ مثل صحراے چاہ ہاروت و ماروت
کم آب بلکہ بے آب ہے بیت زمینے زگو گرد بے آب تر ہوائی ز دوزخ جگرتاب تر سلطان محمود خلجی ملک التجار
محمود گاوان کے تعاقب سے ناچار ہوکر اُس راستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا
کہ راستہ کی دشواری مجھے آسان تر ہے اُس سے کہ آپکو عمداً دریاے بلا اور کام نہنگ فنا مین ڈالون اور صحراے
عنا مین بچنگ پلنگ جفا گرفتار ہون القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ در پیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا

پانچ چھہ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینۂ حیات گرداب ممات مین غرق ہوا اور دوسرے دن گونڈان ساکنان کوہستان
نے جب عاجزی ان لوگون کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لاکر اُنھون نے بھی خشک سالی مین طوفان تازہ برپا کیا
مال کی طمع سے پیاسون کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ مین ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگون نے مال و اسباب
کو دشمن جان سمجھکر اُسکی طمع دل سے دور کرکے کوہ و دشت مین رہزنون کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کیواسطے ایک قدح
پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے ونہین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور بمشقت فراوان اُس
صحراے ہولناک سے بادل کباب بجز و خواب باہر آیا اور ہجوم چور و لٹکا اور پوشیدہ کرنا چاہ ہاے پرآب کا مقدم
گونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسکے قتل کا جاری کیا اُسنے زبان دشنام سلطان مین کھولی اور یہ جواب دیا کہ مین نے اپنا
انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیون کی عوض مجھے ہلاک کروگے کیا ہوگا سر میرے فرزند ولکا سلامت ہی مین عنقریب ملک
مین اپنی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ گونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہند تناسخی ہین اور
اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہین کہ مرنے سے عدم لازم نہین آتی ہی ہم کل پھر سلک موجودات مین جلوہ
گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہی کہ اُس عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ کرکے
مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیون کو غارت کرکے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و تعدی
سے دست کش ہوکر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت مین مصروف ہوا اور اُسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب و پوشاک اپنی وجہ
حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر مین ہمراہ رکھتا تھا اور قسم قسم
کی ترکاری تختون کے اوپر بوکر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر مین توقف واقع ہوا
مولانا شمس الدین حقگو سے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کرکے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے
فکر مند رہتا ہون اور تختون پر اسقدر ترکاری کہ باورچیخانہ کو کفایت کرے بہم نہین پہونچتی ہی اگر کوئی شخص یہان حلال تصرف
مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلے خرید کرکے ترکاری
اُسکی باورچیخانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گو نے کہا اے سلطان ایسی بات نہ کہو موجب ضحک اور استہزا ہو
کسواسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال و اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری
مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہی یہ سنکر سلطان اشک ندامت آنکھون مین بھر لایا اور فرمایا کہ تو
سچ کہتا ہی لیکن جہانگیری بغیر اسکے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب مین مولف کی نظر
مین در آیا کہ بلاد عرب مین ایک بادشاہ تھا اُسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد مین ایک شیخ عبد اللہ نام تھا کہ خلائق سے
متنفر اور آیند و روند کا دروازہ بند کرکے گوشۂ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیی بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا
اور شیخ عبد اللہ مع مریدان اُس سے دوچار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار
کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہی یا نہین شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہی
کہ وہ سر سے پانون تک آلودہ نجاست ہوکر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو شکم تیرا حرام سے مملو ہی اور دوسرے
مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہی اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر او صحت صلواۃ سے سوال کرتا ہی یحیی بن نعمان
رویا اور گھوڑے سے اُتر کر ہاتھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت چھوڑ کر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین

بسر کی القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا اور ہاتھی اور گھوڑے بہت اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر تصدیعات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی احمد آباد بیدر مین آیا اور تعمیر شہر و بازار مین کوشش کر کے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا اور سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود گاوان کیطرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین بروایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف مین سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلا توقف لشکر آراستہ کر کے سلطانپور کیطرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سد راہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی گونڈ وارہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چہرہ نے ایک دوسرے کو غائبانہ وداع کر کے آپسمین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دار الخلافت مین معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اول ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہوا سوا مخدومہ جہان نے ایک دختر اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور جشن شادی شاہانہ کہ شرح اُسکی احاطۂ تحریر سے باہر ہے ترتیب دیا اور اُس شب کو کہ مجلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہونے سے اک جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضارا آدھی رات کو بعد نالۂ وزاری یہ شور بر پا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس جہان سے رحلت کی اور اپنی جگہ اوروں کے واسطے چھوڑی نظم گلی ناشگفتہ از گیانی درخت ٭ یکایک فرو ریخت از باد سخت ٭ خط حسن برگل نہ انگیختہ ٭ اجل خاک بر وے فرو ریختہ ٭ اور یہ واقعہ جلاس کے دو برس اور ایک مہینے بعد یعنے شب سہ شنبہ سیزدہم ذیقعدہ سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا والیان خطہ نے خبر ولایت اس حکایت کی ساتھ اس روایت کے فتح کی ہے کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومہ جہان سے تین فرزند جو بین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب نہال حیات نظام شاہ آغاز نشو و نما مین صرصر حوادث سے اکھڑ گیا محمد شاہ نو برس کے سن مین تاج زر زیب سر کر کے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام بخوبی بہم کرنے لگا اور ابتداے سلطنت مین خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے زمانہ مین بمشورہ مخدومہ جہان امور سلطنت کو آغاز کر کے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور بڑا لیاقت دار او خوش اطوار تھا جاگیر لائق پا کر محمد شاہ کا انیس و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کیواسطے مخدومہ جہان کے حکم سے صدر جہان شوستری کو جو افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور تھوڑے عرصہ مین کتب درسیہ سے مفروغ ہو کر صاحب حیثیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان بہمنیہ مین حسن قابلیت مین اس سے بہتر مسند فرمانروائی پر پھر دوسری پر کسی اور سے نے قدم رکھا بیت ارسطو سخندان دیوان او ٭ بلیناس طفل سبق خوان او ٭ اور خواجہ جہان ترک بکمال استقلال وطمطراق مہمات مین مشغول ہو کر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امراے قدیم کو علاقون سے معزول کر کے اپنی طرف سے امراے جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کر کے ملک التجار محمود گاوان کو کہ جو بعد استرجاع ۸۶۷

سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار رہا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتون پر بھیجا تھا اور مہمات شاہی مین چندان دخل ندیا تھا اور جو مخدومۂ جہان زن عاقلہ اور دور اندیش تھی خواجۂ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی اور اُسکی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کرکے اُسے سپرد آمادہ کیا اور یہ ایما ہوا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے اور مین کسیکو تیرے پاس بھیجون اُسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ سنہ آٹھ سو ستر ہجری تھے خواجہ جہان ترک بغفلت تمام دیوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد دیکھکر متفکر ہوا اور جو کہ لا علاج اور مجبور تھا محمد شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا دو ضعیفہ محلسرے آنکر سلطان محمد شاہ سے بآواز بلند عرض پرداز ہوئین کہ ساتھ اُس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیئے سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہوکر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرامخور ہے اسکی گردن مار اور نظام الملک کہ دشمن جانی اُسکا تھا بے تامل خواجہ جہان کا ہاتھ پکڑکر دیوان عام سے باہر لیگیا اور ضربات متعددہ تیغ آبدار سے اُسے شتاب رو بر ہلاک کیا

نظم

بتدبیر زان پس خرد مند زن * بفرمان خود ساخت ملک دکن * جہانی ز عدلش بآسودگی * رخ دہر شستہ ز آلودگی *

اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومۂ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود گاوان کو خلعت فاخرہ دیکر بخواجۂ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اُسکے مناصب سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے مصرع ہر کرا پنجروز نوبت اوست * ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان نے مراتب دنیوی پر فائز ہوکر نقارہ اپنے دبدبہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب اُسکا یون لکھتے تھے مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجۂ جہان اور جب محمد شاہ ماہ دو ہفتہ ہوکر بدر کامل اور جوانون مین شامل ہوا مخدومۂ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اُسکے واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خسروانہ کہ صفت اُسکی تحریر و تقریر سے مبرا ہے ترتیب دیکر اُسکے عقد ازدواج مین کھینچی اور مہمات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو تفویض فرماکر خود صلواۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اُسکے بے مشورہ شروع نکرتا تھا اور اُسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے ہر روز سلام کو جاتا تھا اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلۂ ناز کو بغل مین لیا اُسوقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیئے خور و خواب اسکا حرام کرکے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار رہو جیسے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب بآب تاب کیجیئے اسواسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برابر کرکے دلداری کے ساز و سامان سے مددگاری کی بسنہ آٹھ سو بہتر ہجری مین لشکر عظیم الشان بحساب کہ اُسمین ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب تھا فراہم کرکے قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کیواسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور اُسنے اُسطرف جاکر قلعہ مسطورہ کو محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی مندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا اور دو بارہ بارہ ہزار سوار راجپوت اور افغان وغیرہ لیکر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اسیسم ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا اور صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے وقوع مین آئی سفیر تیر طرفین سے پیغام اجل دلگیرون کے کان مین ہونچانے لگے غازیان صف شکن و یلان پیلتن زخم شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر کھانے لگے جماعت کثیر وانبوہ غفیر نے طرفین سے

قالب وتن ارواح سے خالی کیا عرصۂ جنگ کشتون کے اجساد سے بھر گیا تائید ربانی سے مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی
پراگندہ و فرار ہوے اور ایک جماعت کہ قلعہ سے برآمد ہوکر انکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک
اور تھوڑے بہمنیان دکن سپرین سر پر رکھکر اور تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے انھین اپنی فوج تصور
کرکے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ یا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہوکر قریب شام قلعہ مین در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور
ایک روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے گرم عنان ہوکر قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ
کیا اور اہل قلعہ بیدل اور عاجز ہوئے اور امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوئے بہر تقدیر بہمنیان نے اہالی قلعہ کو ضرر
جانی نہ پہونچایا بتکلیف قلعہ سے نکلوا نیکی کی اس عرصہ مین اجلاف دکن نے جیسے کہ انکی عادت اور دستور ہے زبان طعن دراز
کرکے مالوہیون کو حرفہاے ناخوش کہنے لگے اور جملہ کفار راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہوکر
عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون کو دکھاوین پس جسوقت اژدہام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر
تمام باہر نکل گئے اُن دونون راجپوت نے نظام الملک کے مجمع کیطرف متوجہ ہوکر بآواز بلند پکارا کہ ہمنے اپنی عمر سپاہ گری
مین صرف کی ہے اور مثل تیرے بھی ہمنے رستم وبہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آن کر تیرا قدم چوم کر نکلجاوین نظام الملک نے
جب انھین غیر مسلح دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور انھون نے آتے ہی بطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت
کہ نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ چستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر اُنکے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار سے نظام الملک
کا کام تمام کیا اور پھر اورون کیطرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے دو برادر حقیقی تھے
ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور مردانگی مین
ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو انکے تعاقب مین بھیجا اور
وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچکر تمام صغیر وکبیر کو قتل کیا اور تخت بلند کی ہدایت سے دلخواہی
مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم
موفورہ لیکر درگاہ کیطرف روانہ ہوے اور احمدآباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین در لائے
اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھیرلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امراے
مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکنیون کی پرخاش ملاحظہ کی محبت اور اخلاص اظہار کرکے نیکو شریف الملک
نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور
سلطان ہوشنگ نے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیرنگین اور
قلعہ کھیرلہ مع مضافات اُسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امراے
سلطان قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مقام شدت وپرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہووے
اور مسلمانان درمیان مین تلف نہووین کمال دینداری اور برادری سے بعید ہوگا یہ دوستانہ تکلف ہوا کہ صلح پر
راضی ہو فراموش مال الماضی ہو سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند اور فہمیدہ اور سلامت نفسی مین اشتہار
کرتا تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت واتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت
کن ناٹ کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھیرلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھیرلہ کی

نہین اور بحمد اللہ کہ نقض عہدی خاندان بہمنیہ مین واقع ہووے کسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تمنے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام مین نہ کی تھی بجا لائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہم گذشتہ کو صلوات کہکر اُسکا تذکرہ اس سے زیادہ تر نہین کرتے آئیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ مسلمانان ہین قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہے اُس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان درگاہ خلجیہ استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے اُسے شہر مین لیگئے اور اُسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر اداے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلاے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اُسنے تصدیق کرکے مقر ہوے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت مین امید ہے کہ ارحم الراحمین فضل کاملہ سے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا اگر از روے وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہوا اُسے منظور نرکھو اور اُسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید العلما سید سلام اللہ اور صدر سلطان محمود خلجی کیطرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظہ ایمان کے درمیان مین لائے اور عہدنامہ علما و مشائخ اور امرا کی مہر سے مزین کرکے ہر ایکنے دو فرمان سندی کے حاشیہ پر عبارت تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا مین گرفتار ہوا ور خلاصہ عہدنامون کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض والامان ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ مہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر ہوا تھا اُسپر عمل کرے قلعہ کھرلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور بجا اکا اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار ہووے دوسرا اُسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہدنامے درست ہوے شیخ احمد صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھرلہ مین تھے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ ہے کہ قلعہ خالی کرکے مالوہیون کے سپرد کرین اور جو اُنکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے اُنھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کیطرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتداے سنہ آٹھسو چوہتر ہجری مین ملک التجار محمد گاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر راے سنگیسر و کہنیہ کی تعذیب و تادیب اور بھی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان خداشناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جنیر و چاکنہ و کلہر و دابل و چیول و بائین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین ہوا اور راے کہینہ اور راے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُنکے اموال کے نہب و غارت کیواسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور متردد رکھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین لاکر مسلمانون کو ایذا اور مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے خبر توجہ سنکر آپسمین عہد و پیمان کیے اور مسلمانون کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جانکر نہایت غلظت و رعب و تکبر سے سر گھاٹ کا سدود کیا ملک التجار محمود گاوان تعجیل نکرکے گھاٹ کے نیچے کہ عبارت پشتہ زمین سے ہے مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کرکے حسن تدبیر سے بآہستگی مرور گھاٹ کو کفار ناہنجار کے تصرف سے برآوردہ کیا جب دیکھا کہ سوار گھوڑون کام نہین کرسکتا

وہ لشکر کہ دار السلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تختگاہ کیطرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانیکو کہ اُسکا ہمقوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو لشکر وایل اور کلہر طلب کرکے اُسی پر اکتفائی اور سپاہ ہم پہونچاکر تھوڑے عرصہ مین کھینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبر داروں سے قطع کروایا اور اُسمین آگ دیکر صحراے مسطح بنایا اور پانچ مہینے کھینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کرکے خود آسائش خیل و حشم کیواسطے گھاٹی سے اُترکر پرگنہ کھولاپور مین چھاؤنی تن اور سرپٹ کی ہنوائی موسم برسات مین وہان استقامت کی اور قلعہ اور رمکا نو کو جس طور سے ممکن ہوسکا چند عرصہ مین قبضہ مین لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی کے اوپر برآمد ہوکر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زرخطیر صرف کرکے قلعہ کھینہ کہ کسی زمانہ مین خسروان رفیع الشان کی کمند اسکے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان سخت جان کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوف رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سواروں کے سرگھاٹ سے نیچے اُترا اور چار مہینے بارش کے آخر کرکے ولایت سنگیسر کیطرف متوجہ ہوا اور سہلترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کرکے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم معینہ سے کام آمدنی کا رجوع کیا اور خود جریدہ کووہ کی طرف جو بنادر مشہورہ راے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان سلحشور صف شکن کو سوار کرکے دریا کیطرف بھیجکر خود خشکی کی راستہ سے مع عساکر نصرت مآثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جبتک یہ خبر راے بیجانگر کے گوش زد ہوکر وہانسے مدد پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر علی عبدہ و اعز جندہ سے گل مراد چنے اور فتح اس جزیرے کی بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار محمود گاوان نے جزیرہ کووہ کو امراے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا مہیا کرکے تین برس کے بعد دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر رونق افروز ہو ایک ہفتہ وہان بھی عیش و عشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے زیب و زینت بخشی اور مخدومہ جہان نے بھی اُس سے صیغہ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرا نویسان بارگاہ فرامین اور مناشیر اس عبارت سے تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم نسیب عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدومہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اُسی ہفتہ مین اُسکے غلام خوشقدم نام کو کہ اُس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز کرکے امراے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ کووہ اور بندہ اور کوندوال اور کولاپور کو اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کرکے نوازشہاے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہے جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہاے فاخرہ لباس تقدس تبدیل کیے اور گریہ و زاری و بیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر تضرع و تخشع کی کہ ریش شریف اُسکے خاک آلودہ ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا و سادات احمد آباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد و جنس و جواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت

[جمع فرمان] [جمع منشور]

رکھا تھا اور اس مقدار زمانہ مین کہ مدار ایام تجارت و ایام امارت سے ہی فراہم و اندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور کتب کے سوا سب اُنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسے سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین رہتے تھے انھون نے سوال کیا کہ اسمین کیا بھید ہے کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہے آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومہ جہان نے مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک مادہ نخوت کا جوش دماغ مین دفعتہً ہوا خود فراموش ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہے مین نے عرض کیا میرے دل مین درد ہے علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پہ گمان کرکے مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوئے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہے اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالب علمون کیواسطے وقف ہین میری ملک نہین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چند روز عاریتہً میرے پاس ہین آخر انھین سرکار مین لیجا دینگے الغرض ملک التجار کا دامن اسعد رہے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی مسجد اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا اور صاحب دلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال مین مشغول ہوکر اُنکی غمخواری مین تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کیسے زرسرخ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس مین تمام شہر کے محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہے انکے ادعیہ و ابقاے جاہ و جلال مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دکن نے اُس جناب کو حرامخوری مین منسوب کرکے مرتبہ شہادت مین پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار ہوگی اور سنہ آٹھسو چھتر ہجری مین خبر پہونچی کہ راجہ اوریا کا مرض الموت مین مبتلا ہوکر اس جہان فانی سے سفری ہوا **نظم** پسر خواندۂ داشت زناردار ؛ برآمد براو ننگ گوہر نگار ؛ عمو زادۂ داشت ہمبر بنام ؛ بمردانگی بود مردی تمام ؛ درمیان مین اُنکے رد و بدل اور تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اوریا کے پسر خواندہ کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کیطرف مفرور کیا اور ہمبر چچیرے بھائی راے اوریا نے اس مضمون کا عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اوریا فوت ہوا اور اُسکے پسرخواندہ منگل راے خود رائی سے تخت و تاج پر متصرف ہوکر آپکے راے اوریا کہتا ہے امیدوار ہون کہ لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے برآوردہ کرکے خیرسگال کے سپرد فرماوین اور دو تنخواہ ہر سال اسقدر مال برسم باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اوریا اور راجمندری اور کندبیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب دلخواہ تصور کرکے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمدنگر کا جد تھا اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اُس طرف تعین کیا اور جب وہ راہ سے اوریا کی سرحد پہ پہونچا ہمبر ملک حسن نظام الملک بحری کے

استقلال

استقبال کیواسطے اگر مقدمۃ الجیش ہوا اور منگل راے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کیطرف روانہ ہوا جب صفین آراستہ
ہو چکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچکر جنگ مین مشغول ہوے اور بعد کوشش اور کشش فراوان
لشکر ہنود شکست کھاکر بھاگا اور بھیم راے اور یا تاج وتخت بزور شمشیر سلطانی دستیاب ہوکے ممالک موروثی پر متصرف
ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن نظام الملک بحری بھیم راے کی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور کنڈپلی کی
طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونون ممالک کو مسخر اور مفتوح کیا ملک بھیما بقبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ
کے حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو امراے صاحب اعتبار کے سپرد کرکے بھیم کو اُسکے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع
غنیمت وافر اور پیشکش لائق وحکا تر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر محمد و مہ جہان کی تعہد اور آصف خان
کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کسواسطے کہ بہشا ہان
بہمنیہ کا باب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین سنوات مین
فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلون سے عقیل و فہیم تھا خواجہ کے
التفات سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوائی بھی کہ خواجہ
اُسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بہ خلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین اُس سے عمدہ تر کوئی
خدمت نتھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ منصب امارت پر متمکن تھے اُسکے تابع ہوے جاگیر اُنکی
اُسطرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے سرداران مغل کہ خیر
اور جالنہ مین جاگیردار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توابین سے ہوکر خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفداران
سے قوی تر ہوے اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون
کرکے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ دیرہ کہرہ کی تسخیر اور قلعہ انتور کے استخلاص کیواسطے کہ لودھیون کے
عہد مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین در آئے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور
یوسف عادلخان جب دولت آباد مین پہونچا تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کیواسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے
منہ بولے بھائی کو دیرہ کہر کیطرف بھیجا اور جو ہندو کہ قلعہ انتور مین تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کرکے قلعہ
قاسم بیگ صف شکن کے سپرد کیا اور راجہ دیرہ کہرہ نے موسوم جھنیک راے باوجود اسکے کہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند
کرکے بجنگ ہاے مردانہ کی بقین آثار ضعف اپنے ناصیہ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون پیشکش
کرکے مع اہل وعیال مرہیہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بز نہار خواہی کشادہ زبان ؛ رسولے فرستاد برمرزبان ؛ کہ ما
بندگانیم و فرمان ترست ؛ چہ باشد ہمہ چیز جون جان ترست ؛ یوسف عادل خان نے بشرط مذکور امان دیکر دریا خان
اپنے منہ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض وناموس سے مزاحمت نہ پہونچا کر کہ انھین بمطلق العنان مین
کرجہان چاہین جاوین دریا خان نے بموجب حکم کی اطاعت کرکے مع لشکر خود سوار ہوکر ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور
یہ حکم کیا کہ جھنیک راے باہل و عیال جہاں سے جو کچھ لیکر جانا چاہے اور وہ بیچارہ اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ
نقد و نقدی واکتسبی چھوڑ کر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان اگرچہ وہ کہ بقلعہ ناخت وہان پہونچا تھا قلعہ مین

داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور اُس ولایت کے زمینداروں اور مقدموں پر استمالت اور
نوازش فرما کر قلعہ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے راے زادہ نے بھی کہ اُسکا باپ اُسی معرکہ مین فوت ہوا تھا عاجز ہو کر
جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کر کے نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال و اسباب مین سے جو لائق
سرکار تھا لیا اور راے زادہ کو امراے شاہی کی سلک مین منتظم کر کے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود وہ
سامان غنائم دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر نقد و جواہر اور بہی اسباب
نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ راجہمندری اور کندبیر کے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے
انواع لطف و عنایت سے نوازش فرما کر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدر رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی خدمتین واقع
ہونگی پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجا کر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے
اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکے عرض پرداز
ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدولت رونق افزا ہوے بعینہ صورت پذیر ہوگا بادشاہ نے اُسکا مقصد اور مطلب سمجھ کر فرمایا
کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی ضیافت مین سرگرم ہو اُسکے بعد تمہاری
مہمانی کے لوازم بجالاوے خواجہ سر انقیاد زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک
ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا اور دنیاداروں کی تمام رسمین بخوبی پہونچائین بعد خواجہ باتفاق یوسف عادل خان
شاہ کی مہمانی کا سامان درست کرنے لگا اور مکان نگارخانہ چین کیطرح آراستہ کیا اور آٹھوین دن فجر کے وقت
سلطان محمد شاہ بہمنی خورشید انور کے مانند سایہ التفات خواجہ کے سر پر ڈالکر اُس مکان مینو نشان مین رونق افزا
ہوا فیض قدوم شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے اُسے سعادت دارین حاصل ہوئی امراے نامدار سپہ سالار اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادل خان ہمکاسہ ہوا ساقیان سیمین ساق
عشوہ و کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاء حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل مسیح
خضر چلنے لگا نشاہ اور سرور سے ہر ایک جھوم جھوم کر گھومنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات رسمیہ مین
کوشش کی یعنی تحف و ہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین دلایا کہ ناظرین دکن اُسکے مشاہدہ سے متحیر
ہوے ازانجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوشہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ اُسمین برہ گوسفند
بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکھنی کہ اُنمین اکثر خوانندہ اور سازندہ اور صاحب حیثیت تھے
اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو صحن اور کاسہ فغفوری جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین
پہونچتے تھے مع تفصیل تعداد و جنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادون اور امراء
ارکان دولت کو بھی تحفہاے لائق دیکر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے
بہم پہونچی ہے حضرت اِسکے مالک و مختار ہین جیسا ارشاد ہو اُسکے بموجب کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت
محظوظ ہوا اور یہ فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار
اسدرجہ اعلی کو پہونچا کہ دونون محسود امثال و اقران ہوے اور دکھنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مار دم بریدہ دشمنی کو
بر خود پیچیدہ ہوے اور پیشکار عناد کا کمر پر باندھا اور سنہ آٹھ سو ستر ہجری مین بارادہ قلعہ کھلوان راجہ [illegible] فرمانده بیجانگر

تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ کوہ ہوا اور سلسلہ لار قلعہ نیکا پور بھی اجی راے کے موافق لشکر مور و ملخ سے زیادہ تر ہمراہ
لیکر اس نبد کیطرف متوجہ ہوکر سنگ راہ ہوا اور دخل و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر پریشان
ہوا اور طیش مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواندہ ز اطراف دہر ✽ بر آراست لشکر بسیان
سپہر ✽ پھر سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس مع افغانان اور شکار کنان اُسکی گوشمالی کو ملگوان کیطرف روانہ ہوے
جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا بادشاہ کی خبر عزیمت سنکر قلعہ بند ہوا اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور ایک قلعہ بنا
سنگین اور استحکام ابنیہ و پتھر سے اُسکے گرداگرد خندق پر آب تھے اور دو دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر
راہین ایسی محکم کی تھین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا باسانی گذر محال تھا سلطان محمد شاہ وہان پہونچا
اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور راے کتیہ دور اندیشی اور مآل بینی سے آصف حشم نشان اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان
خواہ ہوا نظم بد اندیش ترسید ز ان داوری ✽ بتدبیر جست از خرد یاوری ✽ بشاہنگہ نیکو صاحبان شاہ جہان ✽ بتلبیس صناعت
امیدنشان ✽ بگفتا کہ من بندۂ بیگناہ ✽ در آیم بدرگاہ چون عذر خواہ ✽ خواجہ اور دوسرے مقربون نے راے ملگوان کی
عذر خواہی اور امان طلبی اُسکی سمع مبارک مین پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اُسطرح کے راجاؤن کے اظہار قدرت اور
عبرت کیواسطے یہ امر قبول نفرمایا اور چاہا کہ اُس قلعہ کو بجبر و قہر مسخر کرون پھر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کرکے اُنسے
یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہے کہ دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سرنگ وغیرہ
سے اڑا کر بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کرکے پاٹنا تجھسے تعلق رکھتا ہے اور
جس روز کہ اہل ہنر اپنے گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ بضرب زن سے گرادین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بفراغت
تمام اُس سے عبور کرکے رخنہ سے قلعہ مین در آوین خواجہ ہر چند دن کو چوب و سنگ و خاک خندق مین گرتا تھا مردم
حصاری رات کو برآوردہ کرکے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سد مداخل اور مخارج کیواسطے
ایک دیوار کھینچکر اُسمین عمارت تعمیر کرکے مورچے قسمت کیے اور دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اُس زمانہ تک دکن
مین اُسکا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہنرمند اپنے کام مین مشغول ہوئے اور برکتیہ خندق پر آب کے باعث پہونچنا نقب
کا برج او قلعہ کے نیچے دشوار سمجھکر با اطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور
فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر بارود سے پر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے
ڈال دیے اور راے برکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار
آدمی تخمیناً سلطان کیطرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جو بہ مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب سے مسدود
کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حمائل کرکے سوار ہوکر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے
خاک سے پاٹا تھا عبور کرکے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہوکر حصار ثانی کے
لینے مین مشغول ہوا اور راے برکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش و حواس باختہ ہوئے بید کیطرح کانپنے لگا آخر کو
راے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت عیان کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے
مورچل مین جاکر یہ اظہار کیا کہ نامہ برکتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام زبانی میرے عرض کیا ہے مقربون نے
یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی برکتیہ نے حضور کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو لب سے بوسہ دیا پھر پگڑی گردن مین ڈالکر

دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ رائے پرکتیہ یہ خاکسار ہو بندہ زادون کو کیا خاک بوسی کو حاضر ہوا ہو جرم بخشی ہو گردن نفس کا اختیار شاہ کو ہو سلطان محمد شاہ کو اسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہو کہ رائے پرکتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے ستین برج کی ایک کڑی مین باندھکر گریہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال بہ اختلال نظر رحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دیکر سلک امرا مین منتظم کیا اور اسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اُسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوا اور شکرالٰہی بجا لایا اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ کھلنا کو مع مضافات خواجہ کے شامل محال کرکے اپنے دار الخلافت کیطرف مراجعت فرمائی اور اُسی عرصہ مین اُسکی والدہ مخدومہ جہان کہ اُس سفر مین ہمراہ تھی اور کار و بار شاہی اُس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اُسکا جنازہ دار السلطنت احمد آباد بیدر مین بھیجا اور حسب الحکم مظفر بیکہ بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اُسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع ہونیکے واسطے وہان مقام کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب و رقص و سرود اور تحفہ کھانے سے ہو سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجا لایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا پسند آئی اکثر کالاپاٹ مین جو خواجہ کے متعلقات سے تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرانجام مین صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضارا اُس سال تمام دکن اور بیجاپور مین امساک باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہوکر آپ کو دار الخلافت احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط قحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہی کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات اور جاجنگر مین پناہ لیگئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلمرو بہمنیہ مین دو برس تک زمین تخم ریزی سے افتادہ رہی اور تیسرے برس نسیم عنایت الٰہی چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی نتھا کہ کشت و کار مین مشغول ہووے نظم از انسان جہان را اگر دیدہ حال ٭ کہ قحط آمد از باران دو سال ٭ برآمد یکے ہاے و ہوے ز دہر ٭ ز مردم تہی ماند بازار و شہر ٭ اور بہمن نامہ مین مسطور ہی کہ جب آدمی قحط و وبا کے بعد آئے اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندیر نے اپنے حاکم کو کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیون کے مال اور آبرو ریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت بلند کیا ہی اور قلعہ ہمبر اوریا کے تصرف مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہی چھوڑا اور ہمبر اوریا نے آدمی معتبر رائے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موروثی وارثان ولایت کے تصرف مین آوے اب فرصت اور موقع ہی بندہ نوازی اور حق ہمسائگی ادا کرکے اسطرف نہضت فرمایئے کس واسطے کہ دکن مین دو برس کے قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا مملکت تلنگ کو بسہولت بدین وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلعہ کندیر اور دیگر مضافات بدستور اسکے متصرف ہوجیے رائے اوڈیسہ نے فریب کھاکر پاؤن اپنی حد سے آگے بڑھایا ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاجنگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور نظام الملک بحری حاکم راجمندری اس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت مشعر کیفیت اور چگونگی حالات درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ خواجہ کی تجویز اور بہ ہدایت کے باعث اپنی ذات سے

بہمن نامہ

اس سفر کا متصدی اور عازم و جازم ہوکر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی خیل وحشم کو دیکر برسبیل استعجال اُسطرف نہضت فرمائی **بیت** تہمتن بشورید زان آگہی ٭ بجنباند دیہیم شاہنشہی ٭ اور جب راجمہندری کے اطراف مین پہونچا مخالفون نے آپسمین مشورہ کیا جنگ مین صلاح ندیکھی ہمبراوریا قلعہ کندیر مین داخل ہوکر حصاری ہوا اور راے اوڈیسہ آب راجمہندری سے عبور کرکے اپنی ولایت کیطرف راہی ہوا اور دریا کے کنارے مع فوج استقامت کی سلطان محمد شاہ راجمہندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چونکہ کشتی اور پٹیلی راے اوڈیسہ کے تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا طغیانی پر تھا سلطان محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمے اور خرگاہ برپا کیے اور دریا سے جلدی عبور نکرسکا اُسکے بعد عبور کے سامان مین ہوکر چاہتا تھا کہ کشتی اور سبد سے عبور کرے راے اوڈیسہ کوچ کرکے اپنی دار الملک مین گیا اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ راجمہندری مین چھوڑکر خود بیس ہزار سوار جو نامدار اور خنجر گذار تھے اُس کافر الکفر کی تادیب اور گوشمالی کو آخر ۸۸۲ھ آٹھسو بیاسی ہجری مین آب سے عبور کرکے دار الملک اوڈیسہ مین گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی مملکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور چونکہ راے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کرکے ولایت دور و دراز مین بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ نے باطمینان تمام اُس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے بقدر امکان باستمالت و عقوبت زر خطیر تحصیل کیا اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کرکے وہ حدود دکنکے سپرد کرے راے اوڈیسہ نے یہ خبر سنکر ایلچی متواتر با تحف و ہدایا اور فیل بسیار شاہ کی خدمت مین بھیجکر دروازے معذرت کے مفتوح کرکے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور نذر کرتا ہون کہ دوبارہ زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نکرونگا اور سلطان کے جادۂ موافقت اور متابعت سے کبھی انحراف نکرکے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہونگا سلطان نے فرمایا کہ راے اوڈیسہ ان ہاتھیون کے علاوہ پچیس ہاتھی اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُسکی قبول فرماؤن اور راے اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے عزیز تر رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہوکر انھین بھی با جھول اطلس و مخمل و زربفت و سقرلات اور مع زنجیرہاے طلا و نقرہ ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت ہوکر کوچ کیا اور اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین ایک قلعہ کوہ پر اُسے نظر پڑا اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لیکر اُس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت سے جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہمبراوریا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ راے اوڈیسہ کا ہے اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تصرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہوکر سر دریچہ زمردی سے برلایا جنگ پر آمادہ ہوکر اُس حصار کیطرف متوجہ ہوا **نظم** چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری ٭ کند با فلک دعوے ہمسری ٭ زموزونی قد و بالاے او ٭ زدے تیر صد بوسہ بر پاے او ٭ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر ممانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنمین سے غازیان اسلام سے مارے گیے اور نقد حیات گرہ سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ گزارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی اس دم تنخواہ کے سبب معاف فرماوین اور بلاقصد فرمائین کہ یہ قلعہ مفتوح کرکے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیڑھ مہینے قلعہ کو محاصرہ کرکے وہان سے کوچ کیا اور کندیر کیطرف عنان عزیمت منعطف کرکے اُسے محاصرہ کیا ہمبراوریا

بھی پانچ چھ مہینے مین عاجز ہوا اور حالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بمشقت تمام امان طلب کی اور شہر ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہوکر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا بتخانہ تھا اُسے مسمار اور خراب کرکے چند نفر براہمہ اور خادمان بتخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور یہ حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر کرین اور معماران نے اُسی دن بنیاد مسجد ڈالکر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کرکے اُسپر جاکر بانگ محمدی کہی اور دو رکعت نماز پڑھکر شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دیکر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ نے اُسوقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہے مناسب یہ ہے کہ آنحضرت کو اسکے بعد غازی کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اسکے القاب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ سے ہے کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے اس مدت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہے چہ جائیکہ اُنکی اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور برہمنون کا عقیدہ فاسد یہ ہے کہ برہمن کشی اُنکو مبارک نہوئی خلل اُنکی مملکت مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجمہندری اور اُس حدود مین مقام کرکے سرحدون کو مضبوط کیا اور بہت زمینداروں کو زیر کرکے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگھ کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجمہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعون کا بندوبست بخوبی کرسکے کون ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار نہین ہے یہ امر سلطان کی راے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجمہندری اور کندیر اور بہت ممالک کا اُسکے نام لکھا اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور خود ولایت نرسنگھ کی عزیمت کرکے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری اعظم خان کی ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ مین انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرتا ہون اور چونکہ مین مہد سے اس عہد تک حضرت کی خدمت مین حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس حدود کے ضبط سے ہے بہر نوع کہ میسر ہو سکتے ہین سلطان جو خواجہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو کہ ایک حرم سرا کی عورت کے بطن سے تھا اور باپ سے رشید تر اور شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایکطرف کے جاگیردار ہوین اسواسطے کہ سنوات سابق مین جسوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجمہندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان سے کہکر خداوند خان حبشی کی توابع کرکے منصب سہ صدی دیکر جاگیر اُسکی ماہور مین مقرر کی تھی اور ملک نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کرکے جاگیر اُسکو تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی اور خواجہ کو پروانگی دی اور خواجہ جو لاعلاج تھا فرمان طلب اُسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راجمہندری کی چار منزل سے اردوے شاہی مین پہونچکر منصب ہزاری پایا اور ایکطرف سے راجمہندری کی حکومت پر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگھ کی تسخیر مین ساعی ہوکر اُسطرف متوجہ ہوا اور یہ نرسنگھ ایک راجہ قوی ہیکل اور عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے درمیان مقام رکھتا تھا اور سواحل اسطرف کے دریا کی مچھلی پٹن تک اُسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر بہت ممالک راے بیجانگر سے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور قلعہ سنگین اور مستحکم بہم پہونچاکر اکثر اوقات زمینداروں

کو جنگ پر مستعد اور آمادہ کرکے اور خود انکا مددگار ہوکر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا اور امرائے سرحد جو اُسکا مقابلہ نکر سکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثنائے طے مسافت مین ایک قلعہ بالائے کوہ اُجاڑ اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان دہلی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کرکے فرمایا کہ معمار جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسنے سعی بلیغ کرکے وہ کام کہ دو برس کے عرصہ مین انجام ہو چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور ذخیرہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیّا کرکے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجاکر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرماکر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالے کا ہمپر بڑا فضل و کرم ہے ایک شاہی اور ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجھسا خواجہ یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتار کر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ برآوردہ کرکے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ اسکا کمال تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اُسکا جیسا کہ مذکور ہوگا انھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ دو تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کیواسطے وہان چھوڑا اور مطمئن ہوکر آگے بڑھا اور جس مقام مین پہنچتا تھا لوازم قتل و غارت بجا لاکر اہالی اسطرف کے باشندون سے بدلا تا تھا اور جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت ہانکہ متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک بتخانہ ہے کہ کنجے نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اُسکی زیور و جواہر سے آراستہ در بلآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اسکو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُسکا نہین سُنا سلطان محمد شاہ نے چھ ہزار سوار خنجر گذار لشکر سے جدا کرکے بطور ایلغار اُسطرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور ہی مین رہین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ اُسکی ہمراہی نہ کرسکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تغرسخان ترک ازانجملہ تھے اور جب حوالی بتخانہ مین پہونچا چند ہنود عفریت منظر برآمد ہوئے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام دیو نژاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لے کر ایک لحظہ میدان مین ایستادہ ہوکر نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند ایک سوار میدان مین ہے اُسکی طرف متوجہ ہوکر گھوڑے کو جولان کیا اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے ادہم باد پیما کو چمکا کے کس کس چستی اور چالاکی سے اُسکے وار کو روک کر کے اپنا اُسپر وار کیا مگر اوچھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور رخش کو ٹھہرا کر چاہا کہ دست بُردی کرے محمد شاہ نے تلوار برق کیطرح چمکا کے ایسے ضرب اُس خود سر کے فرق پر لگائی کہ اُسنے خیار کیطرح دو نیم کرکے خانہ زین پر اُتر آئی

بیت

دو نیمہ بگردش بیک زخم تیز ✽ برآورد از ہندوان رستخیز ✽

اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بھجنگا مہیب تر مقابل آیا اور جو ہر ایک جوان اُن چالیس سوارون مین سے جو کفار کی جنگ مین مشغول تھے مرافعہ اُسکا نہ کر سکتا تھا سلطان بنفس نفیس اُسکے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح حملہ کرکے نعرہ مارا کہ ای بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف صاف کنندۂ میدان مصاف برق کیطرح چمکا کے مثل اجل اُسکے سر پر آیا اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد

مین تہ تیغ کرکے دار البوار پر پہونچایا پھر تو اُس مقابلہ کے بعد عجب معاملہ ہوا کہ سلطان محمد شاہ کی ضربت اور تغ سے باقی ہندوون پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا بے لڑے بھڑے میدان خالی ہو گیا بھاگ کر بتخانہ مین در آئے اس عرصہ مین فوج باز ماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے اور باندھنے مین مشغول ہوا **نظم** ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر ✤ ز زرین بتان بر آمودہ دُر ✤ بہر یک صنم خانۂ دلپذیر ✤ نہ چندان گہر کایداندر ضمیر ✤ صنم خانہا جملہ گشتہ خراب ✤ غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب ✤ بجز زیور و گوہر و گنج زر ✤ نمی برد کس ہیچ چیزے دگر ✤ اور سلطان محمد شاہ تاراج شہر کنجی مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ بہت امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنیر کہ قریب بارہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور شوکت وصولت سے نرسنگھ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کیطرف کہ وہ بھی ممالک نرسنگھ سے تھے جا کر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپور پلی کی طرف عنان شبدیز عزیمت منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت تقرب رکھتے تھے روکش کر کے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بیوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت مجلس سلطان مین مذکور کرتے رہین اور جماعت نا عاقبت اندیش اُس بزرگوار کی غیبت اور خیانت مین عنان زبان معطوف رکھکر اسکی خونریزی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہان تک کہ کندپور پلی مین اُس جناب کو بہ بہتان عظیم گرفتار کر کے بیصدور قصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین دائرہ مملکت بہمنیہ وسیع ہوا رائے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین گنگوی بہمنی کے ضوابط مین کچھ تصرف کرے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کر کے براہین معقولہ اُسکے ذہن نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل مین لایا ازانجملہ ایک یہ ہے کہ مملکت کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سر لشکر کہ اُنکی اصطلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس طریق سے مملکت برار کی دو قسمت کر کے گاویل فتح اللہ خان عماد الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف خان کو دیا اور جنیر مع و افر محال انتہا پور ما بین دمان و بسی و بندر کو دہ و ملگوان کو بجانب فخر الملک کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب پورہ اور رائچور اور مدکل آصف جم اقتدار خواجہ جہان گاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مل درک اور شولاپور تک دستور دنیار کو جو خواجہ سرا حبشی تھا حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اُسسے بھی دو قسمت کی راجمہندری اور ملکنڈہ اور مچھلی پٹن اور اوریا اور بھی مواضع کثیر انتظام الملک کو دیگر حکومت ورنگل کی اعظم خان ولد سکندر خان بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کر کے خزانہ بادشاہی کے تحت و تصرف مین قرار دیئے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص ولایت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اور طرفدار مثل کوندیوا اور بہرام خان اور سکندر خان قلعہ متین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرائط احتیاط سے بعید جان کر

مقرر کیا کہ ایک قلعہ سرلشکر کے قبضہ مین چھوڑ کر باقی اسطرف امرا اور منصبداران معتبر کو بادشاہ کے حضور حوالہ کرین جبطرح سے قلعہ دولت آباد و جنیر او بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور کاویل اور ورنگل اور راجمندری حکام کے سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوے اور تیسرے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاء الدین ثانی بہمنی مین یہ ہے کہ ایام سابق مین جب مملکت تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزۂ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی ملکت تلنگ نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرما کر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ پچیس ہزار ہون و ہزاری کو دو لاکھ اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اُس صورت سے دیتے تھے کہ جسکا اگر ایک لاکھ ہون سے کمتر حاصل ہوا بقی غلامان خزانہ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرا عدد مقرری سے ایک سپاہی بھی کم ملازم رکھتے تھے اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق جیسا کہ چاہیے ظہور مین پہونچی رونق عظیم امور سلطنت مین ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت اُنکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور خواجہ اسے سمجھا جو تمام ہمت اُسکی اپنے مالک کی دولتخواہی مین مصروف تھی اُنسے کچھ پروانہ کرتا تھا اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری اور فرزندی کی تھی اپسمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک مفسدہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس باعث دراز مینا کسی طرح کا صدمہ اور گزند اُس بزرگ صوری اور معنوی کے وجود با جود پر نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین یوسف عادل خان نرسنگھ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی او حبشی سے جو خواجہ کی دستگیری اور مہامن التفات کے باعث مراتب اعلیٰ کو پہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے ملک حسن نظام الملک بحری کے ساتھ اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہے فرصت غنیمت ہے خواجہ کے دفع مین کوشش کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا مُہردار تھا طرح دوستی اور خصومت ڈال کر بذل نقود اور جواہر اور امتعۂ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے اُسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدمست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ برات ہمارے فلان آشنا کا ہے اور اسپر مہر اکثر اہل دفتر کی ہوئی ہے اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اسپر مُہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا رہین منت کروگے بعید نہوگا غلام نے بیعقلی سے اُنکے کلام کو یقین کرکے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بغیر دیکھے بھالے خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سبنے متفق ہوکر خواجہ کی زبانی رلے اور ڈالیسہ کو اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی مے نوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوسے ہین اور ادنی توجہ سے دکن مسخر ہوگا اس لیے کہ راجمندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہے تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف نشان دشمنی کا بلند کرونگا اور نظام کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کر لینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اُس وقت کہ

ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزور یعنی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور سلطان جو کہ مہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال حامل مکتوب سے کہ جو خواجہ کیطرف سے راے اوڈیسہ کے پاس لیجاتا تھا آدمی خواجہ کے طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسل نے طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھین بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ آن دنون اکثر اُسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی بیت
چون شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست ❊ خوش ہمی باشد کہ ما را کشتہ زین میدان برند ❊ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ کیچہ مین سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہووے سرخروی کا سبب ہے آئندہ خوف خدا البشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے سرنوشت سے احتراز نہین کر سکتا قضا سے سر نہین پھیر سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو ❊ دل شدہ مبتلاے تو ہرچہ کنی رضاے تو ❊ اس درمیان مین چند شخص امراے کبار نے کہ اُسکے تابعون سے تھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین ہوچکین اور جانکاہ سنتے ہین ہزار سوار جرار آپ کے پاس حاضر ہین آپ انھین ہمراہ لیکر گجرات کیطرف تشریف لیجائین ہم بھی جلو مین فدویون کے مانند ہمراہ رکاب قدم بقدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمک خوار ہون اور کسی طرح کی تقصیر و عیب وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعتہ دشمنون کی تہمت سے بلاتحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرماویگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہے پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بوجہ حرام خوری کرے اور ساتھ یقین کے ملے اُسکی سزا کیا ہے خواجہ نے کہا اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپے غدر ہووے اور غداری اُسکی بپایہ اثبات کو پہونچے اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہے یہ سنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیہ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مہر کمترین کی ہے لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور قسم کھاکر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ بخدائے کہ جوہر امرش ❊ اہل معنی بخون دل سفتند ❊ کہ چو بہتان یوسف و گرگ است ❊ آنچہ از بندہ دشمنان گفتند ❊ ہرچند خواجہ نے اسطور کی باتین عرض کین سلطان جو شراب پیکر بیخود اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہوگیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا مقام تجسس و تفحص مین نہوکر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہے لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا سلطان نے کوتہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سنی اور محلسرا کیطرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی شمشیر میان سے کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دوزانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جب ضربت تلوار اسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادہ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان مین سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور امراے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بسبب اتفاق دیوانخانہ مین آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے بحکم اُسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ

بہمنی کی بحر مین موزون کیا تھا اُسمین سے دو بیت یہ ہین ابیات شد بشکل ضرب تیغ بر دوش جان حائل
ہیکل زحرز سیفی وانگہ حراس ہی دل ٭ تیغ تو آب حیوان مردم زحسرت آن ٭ آرے بعہد من شد آب حیات قاتل ٭
اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ ۸۸۶ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا
ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی تلامذہ بلکہ خواجہ کے مریدون سے تھا اُسنے یہ قطعہ اُسکی شہادت کا کہا قطعہ
شہید بیگنہ مخدوم مطلق ٭ کہ عالم راز جودش بود رونق ٭ وگر خواہی تو تاریخ وفاتش ٭ فرو خوان قصہ قتل بناحق ٭
اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فوتش گر کسی پرسد بگوے ٭ بیگنہ محمود گاوان شد شہید ٭ ملا سامعی
کہ مداح اور نوکر اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُسکا طبعزاد ہے قطعہ چون خواجہ جہان راہ ہر گز حرام خواری ٭ در دل نبود وبیکدم پیوستہ
جان سپاری ٭ گشت او شہید مغفور ای سامعی بہ تحقیق ٭ تاریخ کشتن او جز حلال خواری ٭ آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شعار
کے زمین پر خصوصاً دکن مین بہت ہین خصوصاً وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر
خیر اثر احمد آباد بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے ربنا تقبل منا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامعی
نے قطعہ تاریخ کہا ہی گوش ارادت سے سنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ٭ چون کعبہ شدہ ست
قبلہ اہل صفا ٭ آثار قبول بین کہ شد تاریخش ٭ از آیت ربنا تقبل منا ٭ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ ۱۰۲۳
ایک ہزار اور تیئیس ہجری ہین ابتک وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق و بازار بزرگ باقی ہی اور اُسکی لطافت اور پاکیزگی
سنے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہی کہ ابھی معماران چابک دست نے اسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہی
اور ذات شریف اس آصف جاہ کی بانواع علوم عقلیہ ونقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب مین اتصاف
رکھتی تھی اور فن نظم ونثر اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا
اور رسالہ روضۃ الانشا اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس بہم پہونچتا ہی اور ہمیشہ اپنے
افاضل عصر کیواسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ
اُس سے التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے
تھے اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر مفاوضات مرسول رکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشاء
یعنی منشآت مین موجود ہی اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہی کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہی اور
مطلع اُسکا یہ ہی مطلع مرحبا ای قاصد ملک معانی مرحبا ٭ الصلا کز جان ودل نزل تو کردم الصلا ٭ اور اس
قصیدہ مین یہ بھی بیت ہی بیت ہم جہان را خواجہ وہم فقر را دیباچہ اوست ٭ آیت القصر لا کن تحت استار
الفنا ٭ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہی ٭ قطعہ جامی اشعار ذلا ویز تو جنسیست لطیف ٭ بود شش ز حسن بود لطف
معانی تارش ٭ ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ٭ شرف عز وقبول از ملک التجارش ٭ اور ملا عبد الکریم ہمدانی
نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات زمانہ ولادت سے آغاز شہادت تک تحریر کی اور مسعود
اس صحائف کا خلاصہ اسکا لائق کتاب تاریخ ہی درج کرتا ہی واضح ہو کہ آبا اور اجداد اُسکے ایام
سوابق مین وزراے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم تھے
اور بخت روز افزون کی اعانت کے باعث ایک اُنمین سے سریر ریاست پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور

بروایت حاجی محمد قندھاری اُس دولت نے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک امتداد پیدا کی اور اسکی کوشش کے سبب ضعفت انقراض قبول کی اور جب اولاد بادشاہان ذاتی رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم اقلیم وجود مین رکھا اور بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات رشک وحسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہوکر اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلاے وطن ہوا اور بادشاہان عراق وخراسان نے تقریبات اُٹھاکر منصب و وزارت کی ہرچند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کرکے برسم تجارت ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علماء اور مشائخ عصر سے جو صحبت رکھتا تھا اُنکے فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا جس وقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوے دکن مین بقصد سیاحت بعنوان تجارت دریا کے رستہ سے بنادر واقل مین آیا شاہ محب اللہ اور مشائخون کی زیارت کا عازم ہوکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین مشائخ دہلی اور اُس حدود کے فقرا کی زیارت سے مشرف ہون سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوۂ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر واعیان مین بتکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اُس دولتخانہ مین اُس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا تمام اراکین سلطنت سے ممتاز ہوکر وزیر اور جملۃ الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر اضافہ ہوئے اور بخواجہ جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ مین بکاوان ہوئی نقل ہے کہ ایکدن خواجہ قصر ک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک گاے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک احضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہے فرمایا کہتا ہے کہ تو ہماری جنس سے ہے انجمن شاہ مین کیا کرتا ہے سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اُس جواب سے آثار کدورت اصلاً ناصیہ حال پر ظاہر نفرماے اور اسقدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر الہی بجالایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ماضیہ پر تفاخر کسواسطے ہے مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون اُنھین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہے میسر نہوا اور اُس عرصہ مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور کے راستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجکر بوعدہاے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور خواجہ ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ کی عرض مین پہونچایا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے ناچار ہوکر سید کاظم کو باعزاز واکرام فراوان مع تحف وہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی کیطرف روانہ کیا اور ایک عریضہ تحریر کرکے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے فارس کیطرف گیا اور شیراز مین رحل اقامت ڈالا اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور خانہ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ تحف وہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچا درمیان مین فوت اور ضائع ہوا

اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور نتایج طبع سید کاظم سے ہے اور یہ مطلع اُسکا ہے مطلع قصیدہ شکر خدا کہ
قاضی شہر برسرے نیم ٭ در سلک آدمی صفتانم خرے نیم ٭ القصہ اُسکے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ
جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اس دولتخانہ مین بہین نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین
بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استرآبادی تھا اور اُس
مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا
اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ
بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور تکریم اور تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام
سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نہ تھا
کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہو اور حسن خلق کے ساتھ لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال
شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل خواجہ حرم سرا سے برآمد ہوکر حکم فرمایا
کہ منادی کردو کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہیے ارد وے خواجہ کو خزانہ اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا
تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہوکر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھکر اسپان بادپا پر سوار ہوکر بطور تلخت
و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوئے اور اپنے تئین حوادث کے دست و برد سے نجات دی
اور امراے تابع باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہوکر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور افواج بیشمار آراستہ کرکے ایستادہ
ہوئے اس درمیان مین اُنھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تمہارا خواجہ سے بہ قصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد
ہوا ہے اسواسطے تمھین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سنکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہوکر اکثر نے آپ کو یوسف
عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوئے پھر تاراجیون نے اس بیچارہ کے اردو کو ایک
ساعت مین تاراج اور غارت کرکے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سُنی
تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقود اور جواہر طلب
کیا خزانچی نے حیران ہوکر یہ عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست راست عرض کرے سلطان نے اُسے جان
کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہے پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین تجھے نوازش خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچی
نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کرکے اُسکا روپیہ دواب اور
باورچیخانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اُسمین ہزار لاری اور تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے
خزانہ کا نام درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اُسمین حصہ تھا اُس خزانہ مین تین سو لاری اُسکے بمُہر موجود ہین
شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اور کیا معنے رکھتا ہے کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسر تھا اسقدر خزانچی نے جواب
دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کرکے خزانہ شاہ مین بھیجتا تھا
اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اُسمین سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا اور
مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے ہندوستان مین لایا تھا ہر سال مملکت دکن سے متاع خرید کرکے
ایک جماعت معتمد کی صحابت سے اطراف و جوانب کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کرکے لاتے تھے راس المال

کو جدا کرکے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خاص مین اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے مین صرف کرتا تھا اور باقی نصف خزانہ بحق درویشان نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو ہنگام تجارت سے اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے اُسمین سے بھیجا تھا سلطان متعجب ہوا اور دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچیگا سب احمد آباد بیدر مین چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جوابدیا ان دونو خزانون مین سے بیان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہی اگر وہان ست ایک لاری بھی برآمد ہووے غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانون کے لوگون کو طلب کرکے تحقیقات کی پہلے میر فراشون نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہی اور شہر مین چند چٹائی اور بوریے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ مین بچھے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہی اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر استراحت فرماتا تھا پھر حاشی گیر کہ مراد بکاول سے ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا و زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق و ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ تھا تمام اس سفر مین حاضر ہی اور خواجہ کیواسطے خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے اسی گفتگو کے بعد کتب خانے کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جاکر سمع اقدس مین پہونچایا کہ تین ہزار جلدین کتب خانہ مین حاضر ہین لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہونچا شاہ متفکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا ای سلطان محمود کاوان اور مثل اسکے سو ہزار بھی فدا ہون توکسواسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہین رکھتا اور حامل مکتوب جو نوشتہ اسے اور دیسہ کے پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہین کرتا تو ہمپر اور تمیع خلایق پر اُسکی حرامخوری ظاہر ہوئے شاہ اس کلام کے سننے سے متنبہ ہوکر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا کہ اُس کاغذ کے داروغہ کو حاضر کرو اور یہ حکم لرزان لرزان دربار سے برخاست کرکے حرم سرا مین گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان جو مخدومہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور بروز سوم کو جمیع امرا و ارکان دولت کو شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خدا وند خان حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کرکے لشکرگاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُنکے پاس بھیجا اور نہ آنیکا سبب استفسار کیا اُنھون نے جوابدیا کہ مقربان درگاہ نے افترا اور بہتان کرکے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہی شاہ نے مخفی اُنکے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو لوازم مشورت بجا لاکر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جسوقت یوسف عادلخان آویگا ہم اُسکے باتفاق پابوسی کو حاضر ہونگے سلطان نے مدارا اور مواسا کے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادلخان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادلخان نے بسبیل استعجال کوندپور بلیئی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع مدعیات حسب دلخواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام وکمال یوسف عادلخان کے مفوض ہوئی ملر فدار اس حدود کا ہوا اور دریا خان احمد فخر الملک اور ملوخان اور اکثر امراے مغل اور ترک اُسکے تابع ہوئے ممالک بیجاپور سے

جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور
عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہوکر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوئے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر کہ غلامان
ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمہندری کے سرلشکر ہوکر اُنھون نے سلطان کے
ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد مین پہونچے یوسف عادلخان اور فتح اللہ عماد الملک
اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ
مناسب نہ جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوشن صبر گلے مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ
کیطرح ضبط لشکر کریگا پایہ اُسکے مرتبہ کا روز بروز بلند تر کیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ
تر نفرت طبائع کا موجب ہوکر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ
عماد الملک کو دام مین لاکر انتقام لیجیے سیر کے بہانہ قلعہ نلگوان اور دریا بار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم
کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر ہاے آراستہ اُس سے
ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کرکے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کیوقت سر راہ
ایستادہ ہوکر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت مین ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کرکے اُسکے قتل
ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور چونکہ خود کردہ کا علاج نہین ہے صبر کرکے طیش کھاتا تھا یہانتک کہ نلگوان مین پہونچکر سرنو
شہر اور قلعہ کی سیر کی ہرچند امرا کو تکلیف سیر بندر گووا دار کوکن کی دی قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ
اور محزون ہوکر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ شیورائے حاکم بیجانگر لشکر عظیم بنابر کو وہ پر تعین کرکے
جنگ پر آمادہ ہے سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی سے ہمراہ کرکے کفار کے
مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواترہ کرکے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کیطرف
روانہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار جنگ ساختہ نہوگا اور خرابی کے سوا دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا
سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروز آباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و نشاط مین مشغول ہوا
اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین اندوہ و غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اسواسطے
شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کرکے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ مین ایک محضر
لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مہر سے مزین و مسجل کیا اور اُن دنون مین سلطان مکرر زبان پر لاتا
تھا کہ ظاہرا یہ دولت زوال پر ہے کسواسطے کہ امرا جو ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے
اُسنے ملک فتح کیے اطاعت نہین کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف
نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بیدر مین جاکر صحت پائی اور
اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی ٭ روز نشاط آمد و بگذشت شام غم ٭ اور ابھی
ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہے بافراط پی اور جماع کرکے سوگیا حرارت حرکت جماع
اور شراب اور خواب کی دلکی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور شرف جہان طبیب
نے عرق بید مشک سرد پانی مین شریک کرکے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت مین اس

غلط مشہور ہے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہی فریب کھا کر مقربان بیوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کیے تمام اینٹوں سے درگذرا پھر طپش دل سے اُلجھنے اور دم توڑنے لگا اور حالت سکرات اور سجالت جانکنی جسوقت ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ ہوشیار و خواجہ مجھے کھینچتا ہی اور غرہ صفر سنہ آٹھسو ستاسی ہجری مین ۸۸۷–۱
قدم اقلیم عدم مین رکھکر خرخشہ جہان سے چھوٹا اور سامعی نے اُسکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا **قطعہ**
شہنشاہ جہان شاہ محمد ٭ کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد ٭ دکن چون شد خراب از رفتن او ٭ خرابی دکن تاریخ او شد
اور سلطان محمد شاہ نے اول بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر حلت کی البقاء للملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اُسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتہ بیان مین یون منتظم کرتا ہی کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عاریتی شاہی کو بفر و شکوہ اپنے زیب و زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سر نوبت جو حاضر تھے اُنسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اس طور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تخت فیروزہ تھا ابتداے آفرینش سے اسوقت تک اُس نفاست کا تخت بہت کم نشان دیتے تھے قصر تختگاہ مین لیجا کر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھین پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ افضل اور اصلح مشایخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زیب سر کیا اور دست راست و چپ پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائین طرف کرسی پر متمکن ہوئے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے روبرو آنکر مبارکبادی دی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوئے اور جمیع امرا اور ملوک اور سپاہی اور جو شہر مین حاضر تھے شرف تسلیم سے مشرف ہوئے اور اُسی دربار مین بعضون نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور ملو خان اور فخر الملک کہ امراے کبار ترک سے ہین حاضر نہین انکی غیبت مین کیون اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہی جسوقت وہ بزرگوار کو کن سے آوینگے ایکبار اور اجلاس کر کے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کرینگے اور ملا عبد الکریم ہمدانی جو اس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہی کہ اہل معارف یہ گفتگو سنکر اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے استداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ و جدل و نزاع و کلفت مین گذری اور سلطنت خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن مین تخت دکن پر متمکن ہوا امراے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدومہ جہان اور ملک التجار محمود گاوان الخاطب بخواجہ جہان کے ضبط و فراست کی برکت سے اس آرزو کا کانٹا اُنکے دلمین چبھا اپنا ارادہ کسی سے ظاہر نہ کر سکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف تمام مہمات شاہی مین پیدا کیا اور اُس جماعت کو باہستگی اور عمر دراز اوج عزت سے شیب ذلت مین ڈالا اور غلامون کی پرورش و بہبودی خدمت مین مشغول ہو کر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام اور حبشی اور ہندی جمع کر کے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ بھکڑ لہ مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے دستور دینار خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک حسن کو کہ آخر مین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر عنایت کر کے سر افتخار اُنکا اوج

فلک اعظم پر پہونچا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو بایام طفلی آغوش مین لیا تھا
اور کوکا تھا امراے کلان سے ہوا اور شوکت و استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنے
بحری خاص کو جو کل جانوران شکاری سے انتخاب کر کے اسکو منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور مہم
تمام اُسکے حال پر رکھتا تھا اُسے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری سے نے عزت لا کلام
بہم پہنچائی اور مشہور بہ بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہو کر بزرگ ہو اپنے
بعضوں کو منصب دیا اور بعضوں کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جس وقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو ملنک کی
طرفداری عنایت فرمائی اور اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نہ تھا اور خواجہ اُسکے حرکات
او سکنات سے رائحہ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور یوسف عادل خان
سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھرلہ اُسکی دستگیری کر کے بزرگ
کیا اسیطرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فخر الملک کوتوال اور دریا خان اور
تغرشخان کو امراے عظام کے گروہ مین شامل کیا اُنکے واسطے ایک درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دنیار حبشی کی
بھی دستگیری کر کے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح ست اپنے ابناے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کی
اور سعیدخان گیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امراے مغل کو مسند دولت و عزت پر متمکن کیا اور اپنے
غلام مشہور کشور خان کو امراے بزرگ مین منخرط کر کے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی
لیکن حبشی باوصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان دکنی سے ایک دل
و یکجہت ہوئے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول اور آخر سے خواجہ
کے مقام اخلاص مین ہو کر ہوا خواہ ہوئے اور اس سبب سے خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیون پر تسلط تمام
رکھین اور اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کر کے شاہان گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور اس تدبیر
سے جمیع امراے اتراک کو اُسکے سپرد کر کے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالا دست ایستادہ
کیا اور ملک حسن اس سبب اور باقی اور بھی وجوہ سے مار سر کوفتہ کے مانند پیچ و تاب کر کے ہمیشہ باتین وحشت انگیز ان
دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف
عادل خان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آ پہونچا جیساکہ مذکور ہوا
ملک حسن نظام الملک بحری نے بازی کو جیت لیا کر خواجہ کو شطرنج بلا اور خانہ دغا مین غرق کر کے شہمات کیا
اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری
کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب
سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادل خان اور جمیع امراے مغل اور ترک اور دکنی جو کوکن کی یورش
مین ہمراہ تھے مشورہ کر کے اور سب یکدل اور یکجہت ہو کر بہ تجمل و شوکت جلوس کے مبارکباد کیواسطے
دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوئے اور شہر کے باہر اقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک
اور تغرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اژدر خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ

مغل اور ترک ہمراہ لیکر بادشاہ کی ملازمت کیواسطے شہر مین داخل ہوے اور جبکہ قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے
کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکرون کو دار الامارہ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے ملاحظہ سے
دو سو جوان مسلح اور مردانہ دار الامارہ کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری نے خود دور اندیشی کرکے امرا
منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے رفع کیواسطے قلعہ مین لایا
لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا معاودت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اسی
جماعت یکدل و یکزبان تلوارین ہاتھ مین لیکر قصر تختگاہ پر جا پہونچا اور چار ناچار ملک حسن نظام الملک بحری
اور امیر قاسم بریدنے پیشوائی کرکے انھین سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان
مبارکباد کہکر بروش قدیم سب سے بالادست استادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بحری کے زیر دست
کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اسکے اور ملک احمد اسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک
بحری کے انکا قصد کرین اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اسکے جو ہونیوالا ہو ہووے
ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر دیا تھا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے
ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے مین اسیوقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد
اختصاص خلعتہاے فاخرہ انھین رخصت انصراف دی یوسف عادلخان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد
سے امین نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑ کے حرف و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل و حشم مین پہونچا دوستی
اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے اس سے جدا ہوا اور ہزار مرد کار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر
فرود کش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا کہ باتفاق امراے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے
دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری مع قوام الملک کبیر و صغیر یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ مناسب
یہ ہے کہ تم اور جمیع امراے ترک ہماری طرح شہر مین چلو تو ہر فجر کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بند و بست کرین اور آپسمین
اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو کچھ
دوستی اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن میرا ہر روز دربار مین آنا مناسب نہین کسواسطے ہم مردم
لشکر کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جس طریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت
کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امراے ترک کا شہر سے باہر
رہنا بہتر ہے کسواسطے کہ وہ جماعت جاہل ہے مبادا انکے اور دکھنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار مین
گفتگو اور رد و بدل ہووے آتش فساد افروختہ ہووے پھر اسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم
وکیل السلطنت ہو اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشراف و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین انسے
تعلق رکھتے تھے دوسرون سے رجوع کرے اسواسطے آپسمین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر سر لشکر
ورنگل کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سر لشکر کو راجمندری اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امراے کبار سے تھا تفویض
ہوئی اور اسیطرح مناصب اور خدمات آپسمین صلاح کرکے لوگون کے نامزد کیے اسکے بعد باتفاق دولتخانہ شاہی مین گئے
اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو مخلع کرکے یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور دوسرے امور بادشاہی

مین مطلق دخل نہ کیا اور تین مہینے تک مغل اور ترک اور دکنی اور حبشی مہرہاے عاج اور آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نے نقض عہد کرکے اس فکر مین ہوئے کہ یوسف عادلخان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امراے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کیطرف سے ورنگل مین مقیم ہوکر اسطرف کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا اُسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوئے کہ تم باتفاق امراے اس حدود کے افواج کو لیکر جلوس شاہ کے مبارکباد کو آؤ پھر عادلخان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکرہاے آراستہ دارالخلافت مین گرد شہر کے باہر وارد ہوئے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مبارکباد اور پیشکش بجالائے اور دربار سے مخلع اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور جب دو تین ہفتہ اس نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری سررشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون کہ آج امراے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کرون اور ہم تم اُسکے دغدغہ سے خاطر جمع کرکے اور امرا کو جو اُس سے متفق ہین تھانون کیطرف رخصت کرین آخر کو فتح اللہ عماد الملک اور امراے دکنی ملاحظہ کے سبب کہ امراے ترک سے اُنکے دلمین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو امراے ترک حضور اُندنون اپنے مکانون مین رہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو قلعہ ارک کے برج پر بٹھاکر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کرکے شاہ کے ملاحظہ مین درلاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کوتوال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تجھسے اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہے اور یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے بہانہ کیا ہے ایسے دنون مین امراے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بٹھانا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اُسنے کمال اعتقاد کیا جو کہ اُسکی قضا کا زمانا قریب پہونچا تھا قبول نکیا اور عادلخان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین درآیا اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک سپاہ کا ویل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سر لشکر کو برج کے اوپر طلب کرکے فرمایا کہ غلامان ترک جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم اُنکی تادیب اور تنبیہ کرو اور جو فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور مصادقت رکھتا تھا اسے مجلس مین نگاہ رکھا اور لشکر کو مع عادلخان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکون کے قتل پر مامور کیا عادلخان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کوتوال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے بند کرکے ترکون کے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تغرغشی اور قدمخان اور بھی امراے ترک جو یوسف عادلخان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردانگنان دروازہ شہر کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسی تیغ تیز سے قتل کیا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر مین سنکر فوجین آراستہ کی تھین بقولے تین ہزار سوار اور بروایتے دس ہزار سوار سے شہر مین درلائے اور منقول ہے بیش روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ

درمیان یوسف عادلخان اور ملک حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہائے شدید واقع ہوئے اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور کیا اور اسواسطے کہ بہت ترک معتبر مقتول ہوگئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو جاگیر سرداور مارداور اُسطرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امرائے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندون کو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور میرجملگی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین کو باپ کیطرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم بریدکو جو اُسکا انصار تھا اور ایام ترک کشی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سہ نوبت کیا اور اقوام الملک صغیر کو جاگیر تلنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلاناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جاکر اُسکے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاورخان حبشی نے اُنپر حسد کرکے شاہ سے عرض کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب و شمار مین نہین لاتے اور آپکی والدہ کے پاس خلوت مین بیٹھکر امور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہین اور ابتک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اس بات نے بادشاہ کے دلمین اثر کیا اور دلاورخان حبشی کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر امور ملکی اور مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاورخان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سر راہ جا بیٹھے جب دونون آئے ہر ایکنے ضربت شمشیر رسید کی اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن چونکہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر اُن دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید باوجود سر نوبتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اُسنے آگاہ کیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید دروازہ ہائے قلعہ ارک بند کرکے آدمیون کو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پر آشوب و آفت ہست ای دل ٭ بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود ٭ شاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُنکے پاس باطراف کنانہ کہ ساتھ آٹھ ہزار سوار سے فروکش تھے بھیجکر عذرخواہی کی اُنھون نے دلاورخان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاورخان یہ خبر سنکر مع اپنے لشکر ولایت اسیر اور برہانپور کیطرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کیطرف گیا اور اُنھین دونون مین ملک حسن کہ شعبدہ بازی چرخ دوار سے واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلحداران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے پرورش کرکے دونون کو درجہ امارت پر پہنچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور تحت کیا اور موافقت اور اتحاد کے بارہ مین اپنے فرزند ملک احمد سے سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اسیطرح سے فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہانکو جاگیر پرینڈہ اور شولہ پور دیکر اُنسے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظہ لین اُسکے بعد

قلعہ پرندہ مین بھیجا اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال
و اسباب اپنی نیابت کیواسطے جنیر کیطرف روانہ کیا اور جب سنہ ۸۹۱ آٹھ سو اکانوے ہجری مین عادلخان حاکم ورنگل
قضائے الٰہی سے مر گیا اور قوام الملک صغیر راجمہندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے کل ولایت
تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو اُبھار کر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک صغیر نے
راجمہندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امرا کی زبونی
مین ہمہ تن مصروف تھا اُسکے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا
اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر گووہ
کو کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان نے غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی
کو اپنا نائب کرکے اتنے عرصہ تک بندر کو نگاہ رکھتا تھا اُسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا
بہادر گیلانی کہ اسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر گووہ اور بندر دابل اور کھولاپور
اور کلھر اور برنالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہی
اور بندر چیول اور میری جاگیر و نکو مزاحمت پہونچاتا ہی اور اس طریق سے زین الدین علی جاگیردار چاکنہ باوجود
قرب جوار کے میری اطاعت نہین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جس وقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہوکر
مہمات سلطنت مین بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرونگا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن
ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ اول زین الدین علی کو دفع کرو بعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف
ہوا اور فخر الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہہ سرلشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی
کمک اور امداد کے مقدمہ مین مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بھیجا یوسف عادلخان کے پاس
اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھے اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب و مضرت
سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطہ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے
درپے معاونت ہوکر اول پانچ چھ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور انھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو
اور جسوقت ملک احمد جنیر کیطرف سے زین الدین علی کی استیصال کے واسطے چاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُسکو
حدود مین جانے کو مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے
نقصان قبول کیا اور مثل کہ بادشاہ اور اُسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نرہا جیسا کہ قاسم برید اور
دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام امرائے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہوکر باتین
وحشت آمیز شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار رنجش
ملک حسن نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے
پر اطلاع پائی اور آدھی رات کو اردوے شاہی سے بھاگ گیا اور چونکہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے
لبریز ہوگیا اپنے فرزند کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تختگاہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی
طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی سے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حق نعمت

اوج عمارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین قیام کرتا تھا اُسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے
فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین جنیر بھیجا اور سر گنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل وحشم
کے لینے مین مشغول ہوا اور ایکبارگی طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سُنکر قطب الملک دکنی
کو تلنگ کا طرفدار کیا اور امراے اُس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک
حسن قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر چاہا کہ خزانہ بادشاہی کو اُٹھاکر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان
مانع آیا کر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہوا اور از روے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک
نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون کھینچتا ہو سلطان محمود شاہ نے جوابدیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راستگو
ہے تو اُسکا سر کاٹکر ہماری درگاہ مین بھیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہو وے دلپسند خان نے
ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر پانسو جوان مردانہ لیکر اُسکے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام
دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑکر
حجرہ مین آیا اور دلپسند خان جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر وضعیف تھا رکھکر ایسا گھونٹا کہ مرغ روح
اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اسکے بعد سر اُسکا جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس
سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے اُسکی سزا یہی ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر بتعجیل عجیل
اردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہوکر دلپسند خان دکنی اور مغلون اور ترکون کو اپنا انیس و جلیس کیا
اور اُسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے جوانی شرب و شراب اور استماع نغمہ چنگ و رباب اور پریرویان
دمساز کے اختلاط مین مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑکر سوء مزاج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور
اپنے حظ نفس کیواسطے بہت جواہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط
شراب اور تنبور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین آگ رشک وحسد
مغلون اور ترکون او حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہرچند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان انھین نظر عنایت
سے گرادے مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان
محمد شاہ کو قتل کرکے دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک
یعنی فیلبان اور چوبدار اور دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ لینے متفق کیا پس جسوقت کہ لشکر
ہندروم پر تاخت لایا یعنے دن گذرا رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہے اپنی
ہیبت سے جہان کو تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کشون نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہوکر اُس رات
کو کہ اکیسوین شہر ذیقعدہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعتہً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا
پہونچایا اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازون کو اندر سے بند
کرکے محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اُسوقت بساط نشاط بچھائے ہوے تھا
شور وغوغاے عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے اُن
تک پہونچی عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علیخان سبزواری اور ... یزدانی مشہدی الملقب بلوخان

چنگ و رباب

کہ مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے سلطان
اور غدارون کے درمیان مین آنکر اپنی جان عزیز اپنے ولی النعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر اپنے تئین بام
قصر پر پہونچایا اور حرم سرا اور شاہ برج کے سوا تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا جنگ مین مصروف ہوے
اور سلطان نے دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکون کے جو ہمیشہ ہم کاسہ و ہم
صحبت رہتے تھے اُنکے مدافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلون سے اُن ملاعین سیاہ
کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمد شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو باہر بھیجکر مغلون اور ترکون
کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور عنبر خان اردستانی اور محمود خان گیلانی اور
کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے اور جب دروازہ
مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈالکر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی
الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی بخیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے اور
حالت اضطراب اور اضطرار مین دروازہ کھولکر چاہتے تھے کہ باہر نکل جاوین اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی فتح
سے متعلق تھی پچیس جوان سپہ داری جو سلک سپاہ ایران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین انسے مردانگی
وقوع مین آتی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضون نے تیر اور بعضون نے شمشیر لیکر اُس جماعت پر حملہ کیا اور پلٹ کے
پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سپہ داری نے فرصت نہ دی خود بھی اُنکے پیچھے
در آئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور گاہے اُسطرف
دوڑاتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشہ شجاعت کشور خان شاہ برج کے نیچے یہ خبر سنکر سو جوان مسلح سے آپہونچا اور مخالفون کو زیر
کرکے اُس عمارت کیطرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے بھگا کے مفرور کیا اور اُس رات کو شہر مین غوغاے عظیم ہوا
چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کرکے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کر لیگئے
اور جب آدھی رات گذر گئی ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور حاجب و دار
اور فراش اور بھی شاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین مخالفون سے ایک ہوکر انھین دولتخانہ کے اندر لائے تھے اُسوقت اظہار دولتخواہی
اور اخلاص کرکے اشیاے علفی کو آگ دی کہ خانہاے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روز سے
روشن تر کرکے اُنکو باہر لاتے تھے اور اُنکی حیات کا بیڑا تیغ کے گھاٹ سے پار اُتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت
ہوا کہ روساے دکن مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور کمین استادہ ہوکر انتظار کرتے ہین کہ جب روز
روشن ہووے بہئیت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اُسے کھولکر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ
ساتھ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے
شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بچھیرے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگون کو تقسیم کیے تو سوار
ہوکر بلاکی روزگار تیرہ بختان قلعہ سے برلاوین اور جب شاہ خاور نے تیغ زرانداد نیام سیہ فام سے کھینچی جنود
نامسعود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور ترکون کو حکم کیا
کہ حرامخوران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب اُنکا غارت اور تاراج کرو

مشغول ہو کہ تین روز تک اس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نکر سکتا تھا آخر کو ایک شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُنکی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کرکے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اسطرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزار دن آنکھ فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرماکر چند عرصہ مین سقف بلند اُسکی ایوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا نظم این گلستان ست یا صحن ارم یا بوستان این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان + آسما نسبت این ولیکن آسمان برقرار + بوستا نسبت این ولیکن بوستان بیخزان + چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد + چون جنان ذات السرور و چون حرم دارالامان + اور بعد اتمام اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین بردوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق و خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط اور سازندہ یہ خبر سنکر دکن کیطرف متوجہ ہوے اور اسی طرح سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف جہان اُسکی درگاہ مین جمع ہوے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دارالخلافت کی خلقت خرد و بزرگ بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جُبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور تسبیح پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہوکر زیر خم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھکر اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امراے شاہی یا شخص با وصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور موافق ہوا معزز ہوا اور جسنے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے سے عرصہ مین بادشاہ کے تصرف مین مملکت تلنگ اور حوالی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد بحری کے سوا مدت دراز تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت اُنکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم برید ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرف ہمراہی مین دیکھنے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور شوکت مین کہ شاہ کا تجمل اُسکے مقابل کچھ دیکھائی ندیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا اثناء راہ سے جدا ہوکر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف رجوع ہوتا تھا اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار مین ہونا یا پرورش سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا سفر مین سلطان کے دربار مین حاضر ہوتے تھے اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر شکست دینے سے تمام جہان مین بدنام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمد نگر مین بنیاد استقامت کی ڈالکر طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر خطبہ اور لوازم بادشاہی مین مبالغہ کرکے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی مین مشغول ہووین اور پردۂ حجاب سے برآمد ہوکر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی بموجب اس قرار کے بجا لاوین اسواسطے حضرات مذکورہ نے سنہ ۸۹۵ آٹھ سو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کیا اور سنہ ۸۹۷
آٹھ سو ستانوے ہجری مین قاسم برید ترک سر نوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف

اور اکناف تختگاہ کے دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اوڈلیسہ اور اودگیر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور
چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پرگنون مین واقع ہین انھین بھی قبضہ مین در لاؤن لیکن محافظان قلعہ نے انکار کرکے
نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردۂ
حجاب منھہ سے اُٹھایا اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعون کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان
محمود شاہ کو شکست دیکر اسکے دفع مین آمادہ ہوا تھا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک
حسن نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کیطرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دار الخلافت مین آیا اور قاسم کے موافق قاسم
برید کی دفع اور تنبیہ مین روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونون سرداروں کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید شکست پاکر
گلکنڈہ کیطرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اُسکا تعاقب کرکے چاہا کہ ایکبارگی اُسکی سلک
جمعیت کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانہ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا ایک فیل کنارہ سے عرصۂ لشکر
پر دوڑا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہو کہ حوالی کولاس مین طے مسافت کے درمیان ایک فیل مست دلاور خان
حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی کلیک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیونکو ہلاک کرکے اصلاح پر نہ آتا تھا
اسواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ مین لیکر مع جماعت جوانان سے فیل کیطرف متوجہ ہوا اور فیل اُسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی
بھاگ گئے اور دلاور خان اُسکے خرطوم اژدہا مثال مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے
اطلاع پاکر اپنے بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اُسی وقت معاودت کرکے تمام ساز و یراق اور اثاثہ شوکت پر اسکے متصرف
ہوا اور اسی طرح عصابۂ عصیان ناصیۂ طغیان پر باندھکر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ
نے اقتضاے وقت کے موافق صلاح ملازمتاین دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہو مشعر عفو گناہ اور تفویض
منصب وکالت اُسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوا اور مسند امیری پر
جلوہ گر ہوکر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت بریدیہ کو اُسی سال سے حساب
کرتے ہین اور جب روز بروز اُسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائر امرا آپ کو عمدہ مردم دکن سے
جانتا تھا اور نامہ راے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام
جاری کیا ہو اگر آپ مدد و معاون ہوکر لشکر اُس مملکت پر کھینچین اور شہر اُسکا دور کرین مدکل اور رایچور آپ کے
تعلق رہیگا راے بیجانگر کہ طفل خرد سال تھا اپنے وکیل تیمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر
بھیجکر انواع خرابی ظہور مین پہونچائین اور قلعہ رایچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان طاقت مقابلہ
لشکر بیجانگر سے نرکھتا تھا اُسنے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اُسنے ناچار ہوکر ملک احمد
نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میری اخراج کیواسطے متوجہ ہوا ہو اگر وہ خداوند نعمت
کمک کرین یہ سہلترین وجہ اُسے درمیان دفع کرین قلعہ کووہ اور کوکن اور پنالہ اور کلہر جو بہادر گیلانی کے
تصرف مین ہو آپ سے رجوع کرونگا ملک احمد نظام الملک بحری اُسکی مدد پر متعہد ہوا اور باتفاق فخر الملک
دکنی الملقب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور
اُسکے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر مین اختیار نہ رکھتا تھا سوار کراکے صفوف جنگ کی

آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دے کر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے ترتیب کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُسی ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کر کے سیف وسنان کے استعمال مین مصروف ہوا اور بعد کوشش او کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک دکنی منہزم ہوکر احمد آباد بیدر کیطرف مفرور ہوئے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین مقیم ہوکر مساعدت بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اُسی طرح آپس مین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کر کے ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی مراجعت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم تبریزی کو جو اُسکے متعلقین سے تھا برسم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی جو تمھارے امرا کی سلک مین منتظم ہے اور ساحل دریا تصرف مین رکھتا ہے جو بیس جہاز بنادر گجرات کے جو مال تجارت سے مملو تھے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکرکے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان کاری سے مہائم مین بھیجکر بہت مصاحف اور مساجد مین آگ لگاکر خاک سیاہ کی اور قتل وغارت مین بدرجہ نہایت کوشش کر کے مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد داعیہ رکھتا ہے کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر جبتک بارہ ولایت دکن سے خراب اور پامال نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی متعذر ہے اب مناسب یہ ہے کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین اعلام بخشین تو دوستان قدیمی حسبطور سے کہ ممکن ہو اُسکا علاج ظہور مین لاوین سلطان محمد شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ ہوا اور ہمراہ قاسم برید کے بہادر گیلانی کے دفع کیواسطے لشکر روانہ کیا اور جب حکام دکن سے امداد طلب کی یوسف عادلخان نے اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کر کے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسی قدر سپاہ سے اردوے شاہ مین روانہ کیا اور اُسیطرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع لشکر قلیل شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کی نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اُسوقت نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین کشور خان غلام خواجہ شہید کیطرف سے بندر گووہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی اور سنہ ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین بندر گووہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف ہوا اور چندر روز مین وائل اور چیول اور کلہر اور بنالہ اور کولاپورا وسیروالہ ونلگوان او پرہ کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرہ مہائم کو جو شاہان گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کیطرف سے مع لشکر جرار دریا کے راستہ سے آئے تھے انسے لڑا اور اُنھین گرفتار کر کے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کر کے اپنے اسباب شوکت مین شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کی حرب وضرب سے سرنہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈ سے

جو یوسف عادل خان کے مابین ولایت تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی اُسکے آدمیون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اِس
فکر مین ہوا کہ اسے بھی بیجاپور سے نکالے اور اِس سبب جو دفع اسکا باآسانی میسر نہ تھا دونون جز گوارا اُس سے طریق
مدارا اور ہواسا سلوک رکھتے تھے یہان تک کہ سلطان خود بنفس نفیس اُسکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور یوسف
عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے اِس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا
سلطان کی مدد کیواسطے روانہ ہوئے سلطان محمد شاہ نے اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے
نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو مع اُس اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات
کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سنا کہ خدمتگار سلطان کا فرمان لاتا ہے اپنے راہدارون اور محافظون کو
لکھا کہ اسے قصبۂ مرچ سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کے لاف و گذاف مین کھولی اور جب یہ خبر
سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی بکوچ متواتر اُسکی دفع مین متوجہ ہوا اور
بعد قطع مراحل و طے منازل جب قلعہ جام کھنڈے مین پہونچا قطب الملک دکنی جو طرفدار تلنگ تھا اُسکی فتح
کیواسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کیطرف سے اُس قلعہ مین تھی بالائے برج آن کر جنگ مین
مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اُسکی بیجان کرکے مقابل سے
نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت کیطرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص ہمدانی کو قطب الملک
خطاب دیکر قصبہ کوتکر اور درکی اور بعضے اور ممالک تلنگ سے اُسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اُس قلعہ کو
امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو سپرد کرکے منگلیہ کیطرف کہ بہادر یوسف عادلخان
کے خوف سے وہان مقیم ہوکر مانع اور مزاحم ہوتا تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ مین نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے
وہانسے راہ فرار پائی اور سلطان نے اُس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اُسکا بانی تھا اور اُسی عرصہ مین اسکی عمارت اتمام
کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم برید کی صلاح سے مرچ کیطرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی
کے کہ اُس تین روز مین قلعہ مین آن کر متحصن ہوئے تھے پھر قاسم برید کے مدافعہ مین مشغول ہوئے اور وہان کے حاکم
نے میدان مین آن کر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوئے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ
قلعہ مین داخل ہوئے اِس صورت مین قاسم برید اور تمام امرا نے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کرکے اطراف سے چند
سرنگ قلعہ کے اندر لیجاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین در آوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے
مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہوکر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم برید کی
استدعا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوئے اور
بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اُسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس
جاوے ہرگز اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مظلومون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے
روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوئے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے
مرنا بہتر ہو اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اُس جماعت کا اخلاص پسند
آیا اور محظوظ ہوکر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُنکے سپرد کرکے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین

اور اسی عرصہ مین پرح سے کوچ کرکے پیادہ کیطرف سوار ہوا اسوقت بہادر گیلانی نے ایک شناور ن مین
جو اردوے سلطانی مین تھا اُسکے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہو اگر پیشکش بھیجکر اپنا
معذرت مفتوح کرے یقین ہو کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کرکے مراجعت فرماوے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستانہ
عمل کیا خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد ستارالیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کیواسطے اردوے سلطانی مین روانہ
کیا اتفاقا جبکہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہوکر حق رسالت بجالایا بخشندہ بے منت نے اسی دن
کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکورہ کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا اور اس خسرو با اقتدار نے تاج
اپنے نور بصر کے زیب فرق کرکے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم برید کی صوابدید سے خواجہ نعمت اللہ کی تہنیت
قدوم کا بہانہ کرکے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور زر وجوہر
فیل اور اموال مقرری ہماری کچہری تحصیل مین پہنچاوے قلعہ اور بلاد اسکے جو اسکے تصرف سے برآوردہ ہوے ہین پھر
ساتھ اُسکے مقرر او مفوض رکھون خواجہ نعمت اللہ نے یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی
خدمت مین پہونچنا تو تیرے ملتمسات درجہ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر زاغ غرور نے بیضہ
عجب و پندار کا اسکے کاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم برید کے عجز و زبونی پر گمان کرکے پیغام
دیا کہ مین چاہتا ہون امسال خطبہ اپنا شہر احمد آباد بیدر مین پڑھون اور سال آئندہ احمد آباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم
برید وہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کرتا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف ہوتا الغرض
شاہ یہ خبر سنکر پیادہ سے کلہر کیطرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا او قصبہ کو غارت
کرکے اسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ پرح او کلہر کی فتح سے متحیر ہوا او سمجھکر کہ قلت تدبیر
سے امر خطیر کا ارتکاب کیا ہو اور اس ہی میان مین ملک شمس الدین طارمی جو بہادر گیلانی کیطرف سے حاکم دابل کا
تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سنکر باتفاق زمینداران اس حدود کے سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر
گیلانی زیادہ تر دریاے اضطراب مین پڑکر قلعہ پنالہ مین کہ اس حدود مین اس قلعہ سے محکم تر نہین ہو در آیا جو آسانی سے
مفتوح نکر سکتا تھا اسواسطے سلطان کولاپور کیطرف متوجہ ہوا کہ وہان سے دریاے بندر دابل کے تماشا کو روانہ
ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ پنالہ سے برآمد ہوکر بسبیل استعجال اپنے تئین کولاپور مین پہنچایا کہ سلطان
کا سد راہ ہوکر تنور حرب گرم کرون اور آخر کو صولت شاہی سے ہراسان ہوکر بھاگا اور بہت آدمی اُس لشکر کے نان کش
ہوے اور اکثر اُسمین سے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادلخان کے پاس گئے اور شاہ نے
قاسم برید کی صلاح سے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم ترندہ کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا
مع عین الملک و صفیہ خان سرلشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ کے اور اُس نواح کے ضبط اور سرانجام کیواسطے
بھیجا کہ بہادر گیلانی قلعہ پنالہ مین آپ نہ پہونچا سکے تو اسمین داخل ہو اور سلطان خود کولاپور مین پہونچا جو موسم برسات
تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتقار کی نشیب
مین گرا پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجدالدین کے بذریعہ عرضیہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان
قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم برید اور درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرماوے باطمینان تمام

حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادۂ اخلاص سے تجاوز نکریگا شاہ نے نائرۂ فساد کے تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اُسکی استدعا قبول کی اور موافق مدعا قولنامہ بھیجکر حسب الالتماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو فائز المرام کرکے بہادر گیلانی کے زیادتی اطمینان کیواسطے مشرف العمل صدر جہان اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت جب جہاں حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ پیشتر پانی سے عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے شرفا و اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس تیرہ بخت کی رائے برگشتہ ہوئی اور چاہا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق مین رکھے پھر خواجہ کے ہمراہیون نے آنکر کیفیت راست براست بیان کی اس عرصہ مین قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کرکے آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُنکے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن دل زنگ خوردہ اُسکا صیقل پند و نصیحت سے پاک نہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے مشرف العمل صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جاکر دُرِ نصائح اس سے دریغ نرکھے اور نیت فہمائش کی لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور ایکسا قبال نے مساعدت نکی دفع الوقتی مین مشغول ہوکر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ مرج کیطرف معاودت فرماوے اور خواجہ یا قلعہ پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا اور بہ خلعت خاص اور پنکہ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کیواسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک اُن امرا کے باتفاق جو مہم قلعہ پنالہ مین اُسکے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آپ کو پنالہ مین پہونچا دے اور محنت درازی کھینچے قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کیواسطے روانہ کیا لیکن جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ اُنمین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ اک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے پہلو پر پہونچا دم مین مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین نیخان خواجہ کا بھائی اور بقولے بنیہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُسکو خانۂ زین سے جدا کرکے خاک ذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پُر غرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دوبار خلعت خاص اور کمر بند مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لفظ مخدوم اُسکے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو بندر گووہ کیطرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید کو دلاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم برید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوصون سے کہ قاسم برید بھی ازانجملہ تھا بندر دابل کی طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین جب اطراف بیجاپور مین پہونچا یوسف عادلخان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اردو کو دار الملک کیطرف روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور مین آیا اور کالاباغ مین جو ساختہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خان معزی الیہ نے پیشکش گزرانے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ کے

احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی اور نقدینی
زر سرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ زنجیر فیل اور ایک
خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام مردم
گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع مبیع جہاز کہ بہادر مذکور نے غارت کیئے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے
۹۰۱ سپرد کیے اور سنہ ۹۰۱ نوسو ایک ہجری مین ملک قطب الملک ہمدانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہی تمام ممالک
تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ اور ورنگل کو اُسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک
دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد
گلبرگہ اور ساغر مع مضافات اُسکے جاگیر پائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا تھا کہ منصب داران امرای
کبار کی تقویت کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے امرا کے سوا تمام منصب داران
کو جو دستور دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوے تھے اُس سے جدا کر کے خاصہ خیل مین جمع کیا اور اُس وقت
سے ابتک منصب داران دکن داخل امرا نہوے مثل سلحدارون کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور
انھین سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید شرف دکنی سے کہ جسنے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے
سنا ہی کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے امرا کے زمرہ مین شمار
کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور باتفاق عزیز الملک دکنی
کے علم مخالفت کا بلند کیا اور ساتھ آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لا کر بیشتر مملکت تلنگ پر کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک
تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے یوسف عادل خان سے کمک
طلب کی اور یوسف عادل خان نے اُسطرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم برید بھی اُس سے ملحق ہوے اور دستور
دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امراے دکنی اور حبشی قصبہ مہندری کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے
شاہ کے مقابل آئے بیت دو لشکر بہم برکشیدند کوس * چو شطرنج از عاج و ز آبنوس * اُسکے بعد طرفین حرب
و ضرب مین مشغول ہوے لیکن سیہزم الجمع و یولون الدبر کا پرتو مضمون حبشیون کے چہرۂ احوال پر چمکا یوسف عادلخان کے
ترددہاے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے
اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو یوسف عادلخان کی سفارش سے اُسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ
اور ساغر و النند وغیرہ پر نوازش فرمائی اور اموال اُسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دے کر قلعہ ساغر کیطرف
روانہ کیا اسواسطے کہ بعض سرداران معرکہ مذا بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوے تھے انھین محاصرہ کیا چنانچہ جوانان
پیکار طلب نے حملۂ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپکو حصار بالا مین کھینچا لیکن تاب مقاومت
اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے یوسف عادل خان کے
تفویض کر کے دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی اور میرزا شمس الدین
اور نعمت آلہی اور ایک جماعت اور سلطان کی ملازمت مین قرب اور منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک ۹۰۲
دوسرے کے امرا تراک و دوتخانہ کی سبعیت کی اور قاسم برید اور دوسرے ترک نے انکی کیفیت اتفاق پر اطلاع

حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کرکے میرزا شمس الدین اور تغرشخان دکنی اور یوسف غلام دکنی
کو مع تمامی معاند مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیون کے قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے
اور شاہ نے خود سوار ہوکر آتش نہیب وغارت اور قتل عام کو ساکن فرمایا اور اس مبحث کے باعث اتراک سے
رنجیدہ ہوکر ایک مہینے کامل اُنکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ کے وسیلہ سے پائبوسی کو حاضر ہوے اور معذرت
کی اور شاہ نے جبراً اور کرہاً اُنکا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شرب اور استماع نغمات
اور معاشرت پریرویان سرو قد سے ہے مشغول ہوا ایکبارگی اُسکا رعب اور دبدبہ تمام ادنی اور اعلی کے دلون سے
دور ہوا اور سنہ ۹۰۳ نوسوتین ہجری مین سلطان محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر یکسالہ یوسف عادل خان کو
شاہزادہ احمد کیواسطے جو چار برس کا تھا خواستگاری کرے اور بعد کہنے سننے اور آمد و شد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا
کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی طوی مرتب کرکے قواعد عقد وقوع مین آوین اسواسطے شاہ ہمجاہ اور وہ خان والا
شان گلبرگہ مین آن کر اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثنائے جشن و سرور مین قاسم برید اوڈلیسہ اور اودگیر
سے اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان قلعہ پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور اُنکے روبرو قاضی
عبد السمیع عسکر نے عقد مناکحت باندھی اور یون معین ہوا کہ جب عروس دس برس کی ہو شاہزادہ کے سپرد کرین
اور ابھی لوازم جشن طوی درمیان مین ہی من بعد دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر نزاع
کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادلخان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ کہ والند اور گنجوتی اور کلیان اُسکے قبضہ مین
رہے اُسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب بہتورہ کے کنارے
تک یوسف عادلخان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انتکیر تلنگ کی سرحد تک میرے قبضہ مین رہتے
اور جو شاہ کو اس قسم کے امور مین دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت
طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادلخان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی ملک قطب الملک
ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کیطرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہوکر اپنے بڑے بیٹے
جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک
قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن و طوی تہ کرکے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر
اُس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوسے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی
اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان منکسر
اور منہزم ہوکر اوڈلیسہ اور بندہ کیطرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون
ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اُسکے روبرو تخت پر اجلاس نفرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک
مقتول یوسف عادل خان کے التماس کے موافق جاگیر مدد پر سرفراز ہوا ہر ایک بے سلطان اور خان سے رخصت
لیکر اپنے مستقر آسایش کیطرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور امور
وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی وقت پانی بغیر اذن اُسکے میسر نہوتا تھا اور سنہ ۹۰۴
نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگا اور قاسم برید کے

بتجویز سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد نے اسکی امداد اور اعانت کی یوسف
عادل خان تاب مقاومت نہ لایا دار السلطنت بہمنیہ کیطرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدمی ملک احمد
نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُسنے رعایت ادب شاہ کرکے دست تعرض ولایت
یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک عرضداشت پایہ سریر خلافت مین اس مضمون سے مرسول رکھی کہ
دستور دینار از مقطع حسن آباد اور غلام قدیم اس آستان سے ہے اور یوسف عادلخان اُس سے ہمیشہ مقام منازعت
اور مخاصمت مین رہتا ہے اگر امر عالی نفاذ پاوے کہ من بعد غبار فساد کا برپا نکرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ
پروری سے بعید ہوگا اور یوسف عادلخان نے سلطان کے اشارہ کے موجب اُس سال دستور دینار کو جان
کی امان دی اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین قاسم برید فوت ہوا اُسکا بیٹا امیر برید اسکا قائم مقام ہوا اور
باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی مہمات مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدخل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادلخان
فرصت پاکر میان محمد خلف الصدق عین الملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار نے جنگ کرکے اُسنے قتل کیا
اور اُسکی جاگیر پر متصرف ہوکر بیجاپور مین خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتداے ظہور اسلام سے اُس روز تک
ہندوستان مین واقع نہوا تھا سرزد کیا اسواسطے اہالی دکن اُس سے متنفر ہوے اور سلطان محمود شاہ نے امیر برید کی
تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اسوقت یوسف عادل خان
کسی وجہ سے جادۂ اطاعت مین قدم نہین رکھتا اور نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور رسمین بطرف مبتدعہ کو بلاد
اسلام مین ظاہر مین لایا ہے چاہیے بر فور ورود فرمان سعادت نشان درگاہ کیطرف متوجہ ہووین اور ہر ایک فرمان کے
حاشیہ پر بخط نستعلیق بقلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی بیت باسباب شوکت جہان غرہ شد ✽ کہ خورشید در چشم
او ذرہ شد ✽ اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امراے تلنگ درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک
اور خداوند خان حبشی تساہل اور توقف کرکے عذر خواہ ہوے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوے اور ایلچی ملک احمد
نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ
جہان مع جمعیت عظیم بسرعت تمام احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان سے جا ملے اور یوسف عادلخان
نے صلاح انکی جنگ مین نہ دیکھی ساغر اور حسن آباد والند کو دریا خان اور فخر الملک ترک کے سپرد کرکے اپنے فرزند
اسمعیل کو جو طفل شیر خوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرنوبت اور امراے معتمد کے مع فیل و خزانہ بیجاپور کیطرف بھیجا تو
قلعہ مین داخل ہوکر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ اور کارآمد ہمراہ لیکر برار کی طرف
متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی اور قطب الملک ہمدانی
اُسکے تعاقب مین مصروف ہوے جس مقام سے کہ یوسف عادلخان کوچ کرتا تھا یہ اُس مقام مین قیام کرتے تھے یہانتک
کہ کاویل مین مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہونچے اور فتح اللہ عماد الملک نے اُسوقت صلاح یوسف عادلخان
کی حمایت مین نہ دیکھی بولا جو سلطان ہمراہ ہے اسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے بعید معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم
چندروز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس مبحث کی ایک صورت نکالین یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور
گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید

که عارف اُسکو روباہ دکن جانتے ہین چاہتا ہے که یوسف عادلخان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود
متصرف ہوا ور وہ جسوقت قوی ہووے اور شاہ اُسکے قبضۂ اختیار مین ہو نتیجہ خوب نہ دیگا اور عنقریب اوسکا ضرر
دوسرونکو پہونچیگا صلاح یہ ہے که تم سب اپنی اپنی مملکت کیطرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو مرکز شاہی کیطرف پھیر دون
ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی
بلا اجازت اپنے ممالک کیطرف راہی ہوے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا که صلاح دولت
یہ ہے که شاہ مستقر الخلافت کیطرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادلخان کے جرائم پر قلم عفو کھینچیے اور شاہ نے امیر
برید کے اغواسے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا که امیر برید کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادلخان کے
تصرف سے برآوردہ کرے یوسف عادل خان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ
سنکر بسرعت تمام آپکو برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس پہونچایا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے
بقصد جنگ اُردوے شاہ کیطرف متوجہ ہوے اور امیر برید نے طاقت انتقام لینے مین نہ دیکھکر مال و اسباب اُس مقام
مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمدآباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور
فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوے
اور اولاد اُنکی ساتھ اس تفصیل کے که مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت
بیجاپور کی اپنی تصور اسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا دولت و سلطنت اُس خاندان کی
اسوقت تک که تاریخ ہجری ایک ہزار اور تئیس ہے تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہے اور سنہ ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ٩١٨
ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین پڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گراکر نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا
اور شاہ کیواسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون مخفی بھیجتا تھا اور سنہ ۹۲۰ نوسو بیس ہجری مین امیر برید فکر محال مین پڑا اور فتح اللہ
عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دے کر دروازہ خزانہ بہمنیہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچاکر
شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور منھ بولے بیٹے دستور دینار المسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک
خطاب دیکر حسن آباد گلبرکہ کو که اسمعیل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا اُسے جاگیر دیا اور اُسنے تھوڑے
عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب بہتورا کے اُس پار کے قلعون کے سوا ساغر سے ملدرک تک اپنے ضبط
مین لایا اور اسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار
آدمی لیکر آب بہتورہ سے عبور کرکے کوچ پر کوچ کرتے ہوے بیجاپور مین آئے اور اسمعیل عادل خان صحراے قصبہ اللندپور
مین که شہر بیجا کے کنارے واقع ہے لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے
ہزیمت دی اور سلطان محمود شاہ که گھوڑے سے گر کر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمعیل عادلخان
وہ تعظیم اور تکریم جو بادشاہون کے لائق ہو بجا لایا اور چاہا که بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے
قصبۂ اللندپور مین فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اُسکے زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوے اور وفاداری
اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادلخان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ مین گیا جشن طوی
عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمعیل عادلخان کو که شاہزادہ کے عقد مین تھی اُسکی سپرد کیا اور چار ماہ تک

ہزار سوار مغل اسمٰعیل عادلخان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کرکے قلعہ اوڈیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمیع اپنے مرکز کیطرف قرار پکڑا اور امرائے اسمٰعیل عادل خان نے جب سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہوکر مع لشکر عظیم شہر بیدر کیطرف متوجہ ہوا ہی صلاح توقف مین ندیکھی جلد تر مراجعت کی اور امیر برید نے بہ سبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آنکر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور اسمٰعیل عادلخان کی خویشی کے سبب اسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہان تک کہ شاہ بتنگ ہوکر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپکو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچاکر اعانت طلب کی اور علاء الدین عماد الملک نے اعزاز بہت کرکے اُسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنیکیواسطے روانہ ہوا اور تختگاہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا کمک کیواسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس بھیجے اور اسنے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اُسکی مدد کیواسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جا ملا اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوے اور عماد الملک بھی خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہی آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا از روے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست نشان اور کا دست نگر ہوگا **بیت** ہر کہ با جہل و کاہلی پیوست + بالیقین از کار رفت و کار از دست + جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مارکر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کیطرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المراد ہوکر باطمینان تمام شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت دل از مال و ملک سے اُٹھاکر سلطان سنجر کیطرح کہ امرا کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوے نہ مردون کے نہ زنانون کے درمیان مین محسوب تھے کسواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کیطرف سے اُسکی حفاظت کیواسطے مامور تھے قصبہ کہ تھانہ کے سوا جو شہر سے دو فرسنگ پر واقع ہی باقی امیر برید نے تصرف مین لیکر اکثر اوقات قندھار اور اوڈیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تختگاہ مین آنکر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصلاح دکن مین ہی امرا کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور قدرے علاقہ جو میرے تصرف مین ہی بدحاصل اسکا خیل وحشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہی اور اس سبب سے کہ سلطان محمود شاہ اور اُسکا بیٹا شاہزادہ دونون بے رشد اور لپیت خطرت اور خفیف العقل اور عیش دوست اور فراغت طلب تھے اور شراب وکباب اور معشوق اور ساقی اور تختگاہ اور قصر مین قناعت کرتے تھے کوئی شخص انمین ایک لحظ ہوشیار ندیکھا گیا تھا اور سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین فرزند خداوندخان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب چند مرتبہ قندھار اور اودگیر کو تاخت وتاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کیطرف گیا اور خداوندخان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اُسکے بعد علاء الدین عماد الملک لشکر فراہم کرکر ولایت

ماہور کی استخلاص کے لئے امیر برید سے عازم جنگ ہوا شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خداوند خان حبشی پر مسلم رکھکر
توابع علاءالدین عماد الملک سے کرکے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجۃ الحرام کی چوتھی تاریخ ۹۲۴ھ نوسو چوبیس ہجری کین ۹۲۷-۱۲-۴
منشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ مین پیچیدہ ہوا یعنی جام کامرانی عمر بادۂ بقا سے لبریز ہوکر دست
اجل سے ٹوٹا واللہ الباقی ولیس کمثلہ شی مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ ایسے تزلزل اور انقلاب کے سینتیس برس
اور بیس برس تھی اور یہ بیت اُسکے نتائج طبع سے ہی بیت در بحر غم فتادم و امواج بعید ☆ تا چند سست و بانزنم یا علی

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اُسکے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف
کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد بیدر
پر متمکن کرکے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کیطرح بے قدح
پیالہ بسر نہین لیجاتا تھا اور امیر برید نے تخت سلطنت کا اُسکے نام اطلاق کرکے ایک مکان بعمارات شاہانہ اور آب روان
اور درختان موزون و دلکش سے اُسکے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع بہمینہ اور تنبو اور بساط صراحی اور قدح
سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج
اُسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اُسپر تعینات کرکے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اُسکے پاس جانے ندینا
اور سلطان سیر و گشت کیواسطے برآمد ہونے پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت
نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کیواسطے بھیجتا تھا ہاتھ اُس سے کھینچا تھا
اسواسطے تاج بہمینہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اُسکی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر بتدریج و مرور مروارید
اور یاقوت و الماس وغیرہ کلاونتون کی جماعت کو کہ اُسکے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بیچکر عیش و عشرت
کے مصالحہ مین صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہوکر بہت کلاونت بچون کو قتل کیا اور ہر چند سعی
کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اُس
صحبت کے خوف سے بعجلت تمام بیجانگر کی طرف پہونچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمعیل عادل خان
کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اور اسمعیل عادلخان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی
طرف روانہ کرکے زبانی چند پیغام دیے لیکن ہنوز ایلچی دار السلطنت مین نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس
اور ایک مہینے کے یعنی ۹۲۷ھ نوسو ستائیس مین زہر یا اجل سے فوت ہوا

ذکر سلطان علاءالدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہوکر سرائے جاودانی کیطرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب
ظاہر لوازم عزا اور ماتم ادا کیے اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار
اسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاءالدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کیواسطے نام کو شاہ بنایا
منقول ہی کہ علاءالدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اُسکے
اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردۂ شراب اور سلطنت باختہ

عیش و عشرت ہوے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کرکے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنھون نے ملک موروثی اسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضاے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بملایمت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی ہوشیار نرہتے تھے اور عالم بیخبری مین سخن چینیون کی بات گوش کرکے تیری اور قاسم برید کی قدر نہین جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا کہ تم ایسے دولتخواہ اُنکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی مین کوشش کرین اور مین ہرگز گرد شراب اور مستی کے نہ پھرونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہون موکلون کے سپرد کرنا مفتی نہین رکھتا ہی اگر قدم تیرا درمیان مین نہو یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ مین دارالملک پر بھی متصرف ہون اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تمھاری میری طرف سے مطمئن نہین ہی مجھے مکۂ معظمہ کیطرف روانہ کرکے بفراغ بال زندگانی بسر کرا امیر برید نے باوجود روباہ بازی فریب کھاکر موکلون کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت اطاعت اور فروتنی کی روش اختیار کی اور وہ امر عمل مین نہ لایا کہ صاحب داعیگی اُس سے ظاہر ہووے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمند ایسے جیسا کہ کوئی شخص اُسپر مطلع نہووے امیر برید اور اُسکے فرزندونکے قتل مین ایک جماعت کو متفق کرکے انھین چاندرات کو اپنے محل مین درلایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام آتا تھا علی الصباح بطریق عادت بغیر سلام و مبارکباد شاہ نو دربار مین آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کیواسطے باہر آئی اور امیر برید کو اُس مقام مین کہ نشیمن گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندون اور قرابتیون کے عمارت کے قریب گیا اس درمیانمین چھینک نے ایک مردمان مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اُسنے روکا نہ رکی اور اُسنے بزور عطسہ کیا اور آواز اسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہی فوراً پلٹ کر اپنے مکان مین آیا اور اُس پیرزال کو طلب کرکے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھینکا تھا اور اندر کون ہی پیرزال نے جوابدیا مجھے اصلا خبر نہین ہی امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤن کی محلسرا مین بھیجکر حقیقت حال دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب غیر مکرر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کرکے عرصۂ قلیل مین ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس پر روشن اور ہویدا ہی کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر مین کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اُس انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا مین غرق ہوا بیت جہان گمشتم و دردا کہ ہیچ شہر و دیار نیافتم کہ فروشند بخت در بازار ﴿ اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ پر اطلاق کرکے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہوکر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہوکر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کرکے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے نہال قامت کو پیشتر اُس سے کہ جو بار اقبال پر سربلند ہو پاؤن سے درلایا اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا رباعی

گل صبحدمی بجود بر آشفت و بریخت ٭ با باد صبا حکایتے گفت و بریخت ٭ بدعہدی دہر بین کہ گل در دہ روز ٭ سر برزد
و غنچہ کرد و بشگفت و بریخت ٭ اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادل خان
کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام ہوا اور کچھ اپنے نصیب مین ندیکھکر خانہ نشین ہوا اور محلسرا سے کبھی آمد نہوتا تھا یہان تک کہ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا دہلی کو اپنے قبضہ مین در لایا اور دبدبہ اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سنکر ایک اپنے مقرب کو تغیر لباس کرکے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصباً لیکر کے اس دولتخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر وہ حضرت سمند عزیمت اسطرف معطوف فرماوین اور بندۂ با اخلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشین مملکت برار اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے جو ابھی استقلال تمام بہم نہ پہونچایا تھا اور شاہان مندو اور گجرات بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ بمحافظت حیات اہم جان کر سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے مامون اسمعیل عادل شاہ نے قصداً اُسکی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہان سے بھی احمدنگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجا لا کر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا اور بسبب اس تقریب کے کہ اُسکو روکش کرکے احمدآباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھکر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا تب چند دن اس وتیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوئے اور سرزنش اور ملامت کی باقتضاے زمان اور مضمون مصرع کے موافق مصرع ہر کسے پنجروزہ نوبت اوست ٭ قبل اسکے اگر کسی نہج کی صاحبی بانفری درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہوئی پس خطبہ اپنے نام پڑھا اور بپاسے ادب وارث ملک کو ایستادہ کرنا حزم اور ہوشیاری سے بہت بعید ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دولتخانہ سے متفق ہوکر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہو ظہور مین لاوین برہان الملک یہ سنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور جو وہ اُنہی سنوات مین زہر سے باقتضاے الٰہی سے احمدنگر مین فوت ہوا اُسکا تابوت احمدآباد بیدر کیطرف لیگئے قطعہ بہشت دنیست مرنجان ضمیر دل خوشدار ٭ کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست ٭ ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل ٭ رواق طاق معیشت چہ سربلند چہ پست ٭ اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب نہوا انکی دولت نے خالق انس و جان کے حکم سے انقراض قبول کیا اور پانچ فرقون کے نشان سلطنت خلائق کی نظر مین جلوہ گر ہوئے لقب اُنکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ انشاء اللہ تعالٰے اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال اُنکا مفصل ناظرین پر تمکین کو معلوم اور مفہوم ہوگا فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمدللہ والمنۃ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ ونسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو جلداول جسمین حالات شاہان دکن اور بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح وبسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانۂ ہذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اردو عام فہم مین ہوا ہی بار سوم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بعلوہمت جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون ۱۹۰۵ء مطابق ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالی اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص وعام کرے

اعلان

حق ترجمہ اس نادرالوجود تاریخ کا بحق نول کشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

